تیسرا تصحیح اضافہ شدہ ایڈیشن

نسیم ہدایت کے جھونکے

اسلام قبول کرنے والے نو مسلم بھائیوں کی کہانی خود ان کی زبانی





افادات

داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی مدظلہ العالی

سرپرست ماہنامہ ارمغان و مہتمم جامعۃ الامام ولی اللہ الاسلامیہ پھلت مظفر نگر یوپی

مرتب

مفتی محمد روشن شاہ قاسمی

مہتمم دار العلوم [illegible] ضلع [illegible] بہار

تصحیح و اضافہ شدہ ایڈیشن

نسیم ہدایت کے جھونکے

اسلام قبول کرنے والے نومسلم بھائیوں کی کہانی خودان کی زبانی

افادات

داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی مدظلہ العالی

سرپرست ماہنامہ، ارمغان وناظم جامعۃ الامام ولی اللہ الاسلامیہ پھلت ،مظفرنگر، یوپی، انڈیا

اول تا چہارم

۱

مرتب

مفتی محمد روشن شاہ قاسمی

مہتمم، دارالعلوم سونوری، ضلع آکولہ، مہاراشٹر، انڈیا

نام کتاب
نسیم ہدایت کے جھونکے (جلد اول تا چہارم)
افادات: داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی مدظلہ
مرتب : مفتی محمد روشن شاہ قاسمی
معاونین : مولوی الطاف حسین، مولوی محمد الیاس و حافظ عثمان مدرسین دارالعلوم سونوری
کمپوزنگ : محمد امجد خان اکولوی
صفحات : ۲۶۵
سن اشاعت: ۲۰۱۰ء

مرتب کتاب سے خط وکتابت کا پتہ
مفتی محمد روشن شاہ قاسمی
مہتمم دارالعلوم سونوری، نیشنل ہائیوے نمبر ۶
تحصیل مرتضیٰ پور، ضلع اکولہ، مہاراشٹر (انڈیا)

Mufti Mohd. Roshan
Shah Qasmi
Mohtamim Darul Uloom
Sonori
National Highway No. 6
Tq. Murtuzapur, Dist.

Name of the Book
Nasim-e-Hidayat ke Jhonke (Part-I-4)
Ifadat:Daee Islam Hazrat Moulana Mohd.Kalim
Siddiqi Sahab
Compiled by
Mufti Mohd. Roshan Shah Qasmi

کتاب ملنے کے پتے

☆ مکتبہ دارالعلوم سونوری، تحصیل مرتضیٰ پور، ضلع اکولہ، مہاراشٹر، انڈیا 444107
☆ جمعیت شاہ ولی اللہ، پھلت، ضلع مظفرنگر، یوپی، انڈیا
☆ دارارقم، بٹلہ ہاؤس، اوکھلا، نئی دہلی-25
☆ مکتبہ محمودیہ، بھلاری چوک محمد علی روڈ، اکولہ ضلع اکولہ 444001

کتابوں کے آرڈر کے لئے درج ذیل موبائل پر رابطہ کریں
09423130103/09420186853-Ph-07256-245504

نوٹ: انٹرویو لیتے ہوئے مولانا احمد اواہ صاحب ندوی نے لفظ ''ابی'' کا استعمال کیا ہے اس سے مراد ان کے والد محترم حضرت مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی مدظلہ العالی ہیں

مضامین جلد (دوم)

Page 3

نشان سلسلہ	فہرست مضامین جلد (دوم)	صفحہ نمبر

چوتھی جلد

Page 6

عرض مرتب

زیر نظر کتاب ''نسیم ہدایت کے جھونکے'' دراصل ان نومسلم بھائیوں کے انٹرویوز کا مجموعہ ہے جو خداوند عالم کی توفیق وعنایت اور داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی اور ان کے رفقاء کی کوششوں سے نعمت اسلام اور ہدایت کے نور سے سرفراز ہوئے ان نومسلم بھائیوں کے قبول اسلام کے تفصیلی حالات و واقعات ماہ نامہ ''ارمغان'' میں مسلسل شائع ہوتے رہے ہیں اور الحمد للہ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

''ماہ نامہ ارمغان'' پھلت ضلع مظفرنگر (یوپی) سے داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی کی سرپرستی میں شائع ہوتا ہے، جس کے ایڈیٹر حضرت مولانا وصی سلیمان صاحب ندوی ہیں اور اس رسالہ کے پبلشر قاری نصیر احمد صاحب خوشحال پوری ہیں جو اسے مفید سے مفید تر بنانے ہر خاص و عام تک پہنچانے میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں رسالہ کی پبلیسٹی کے سلسلہ میں موصوف ایک مرتبہ دارالعلوم سونوری تشریف لائے تو اس موقع پر بندہ کی مرتب کردہ کتابوں کا سرسری جائزہ لینے کے بعد انھوں نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ ماہ نامہ ارمغان میں شائع شدہ نومسلم بھائیوں کے انٹرویوز یکجا کر کے اگر کتابی شکل میں شائع کیا جائے تو دینی کام کرنے والے احباب بڑے پیمانے پر مستفید ہو سکتے ہیں جبکہ بندہ ''ارمغان'' کے ان اہم انٹرویوز کو موقع بہ موقع فوٹو کاپی کروا کر ساتھیوں میں تقسیم کروایا کرتا تھا اور اسکا بڑا اچھا اثر یہ ہوتا تھا کہ اکثر پڑھنے والے احباب اس سے تأثر لے کر دعوت کے کام کے لئے عملاً کھڑے ہو جاتے ، یہ

صورتحال بندہ کے سامنے تھی لہٰذا جب قاری صاحب نے اس کا حکم فرمایا تو بندہ کے دل میں بھی اس کام کے کر گزرنے کا داعیہ پیدا ہوا لہٰذا اللہ کا نام لیکر اس کی توفیق و تائید سے ہم نے پہلی جلد کے کام کا فوراً آغاز کر دیا ہے، الحمد للہ چند دنوں کی مسلسل کوششوں کے بعد ہم قبول اسلام کی داستان پر مبنی انٹرویوز کا حسین و جمیل گلدستہ مرتب کر کے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، یہ کام مکمل ہونے کے بعد بندہ نے دہلی کا سفر کیا، حضرت مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی سے مورخہ ۳؍ مئی ۲۰۰۹ء کو دہلی میں تفصیلی ملاقات کی اور اس کتاب کے لئے تقریظ اور کتاب کے لئے نام کی درخواست کی تو حضرت نے نام بھی تجویز فرمایا اور تقریظ بھی عنایت فرمائی، اللہ حضرت کا سایہ عاطفت تا دیر انسانیت کے سروں پر قائم رکھے اور ہم سب کو ان سے بھرپور استفادہ کی توفیق عطا فرمائے کتاب کو اللہ پاک نے ایسی مقبولیت عطا فرمائی کہ پہلا ایڈیشن ۲۵ روز کے قلیل مدت میں ہاتھو ہاتھ نکل گیا دوسرا ایڈیشن اغلاط کی تصحیح کے بعد نئی ترتیب و تزئین کے ساتھ آپ حضرات کے خدمت میں پیش ہے محترم مولانا عبدالمصور صاحب ندوی زید مجدہم ڈونگر گاؤنوی ضلع آکولہ اور برادم محمد یعقوب علی ولد جناب میر واجد علی صاحب عادل آبادی نے اس کتاب کے مسودہ پر نظر ثانی فرما کر مفید مشورے دیئے اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزا عطا فرمائے اور دعوتی کارگزاریوں کی اس دستاویز کی طباعت کو ہدایت عامہ کا سبب اور امت مسلمہ کے لئے دعوت کے کام پر کھڑا ہونے کا ذریعہ بنائے۔

محمد روشن شاہ قاسمی

مہتمم دارالعلوم سونوری

۲۶؍رجب المرجب ۱۴۳۰ھ م ۲۰؍جولائی ۲۰۰۹ء

بروز پیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُقَدِّمَہ

منبعِ اخلاق، مشفقِ انسانیت، داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی مد ظلّہ العالی

خلیفۂ مجاز مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ و

عارف باللہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاپ گڑھیؒ

خالق کائنات فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ،عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ،عَلِیْم وَخَبِیْر رب نے اپنے سچے کلام میں بانگ دہل یہ اعلان فرمایا: هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ (سورہ التوبہ)

''وہ اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کردے، گو مشرکین کیسے ہی ناخوش ہوں'' حجاز مقدس کی حد تک جناب رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں دین حق دوسرے تمام باطل مذاہب پر غالب آ گیا تھا، مگر یہ عالمینی دین سارے عالم میں غالب ہونا ہے، اللہ کے سچے نبی ﷺ نے یہ خبر بھی دی ہے کہ ہر کچے اور پکے گھر میں اسلام داخل ہو کر رہے گا، قرب قیامت کے اکثر آثار ظاہر ہو چکے ہیں، اسلام کا پیغام پوری انسانیت تک پہنچانے کی ذمہ داری ختم نبوت کے صدقے میں ہمیں عطا کی گئی تھی، اس فرض منصبی سے مجرمانہ غفلت کی وجہ سے دین حق اسلام (جو خیر محض

ہے) کا تعارف لوگوں کو نہ ہوسکا، اور پوری دنیا میں اس عدم واقفیت کی وجہ سے، یا غلط واقفیت کے نتیجہ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ اپنے نقطہ عروج پر ہے، مگر اللہ کی شان ہادی اور اس کی ربوبیت کے قربان، کہ اسلام، قرآن اور مسلمانوں کے خلاف اس پروپیگنڈہ سے عام انسانوں میں اسلام کو جاننے کا تجسّس بڑھ رہا ہے، ایک زمانہ تھا کہ لوگ اسلام کو، مسلمانوں کے کردار معاملات اور اخلاق سے جانتے تھے، مگر اب جدید ذرائع ابلاغ کی کثرت خصوصاً انٹرنیٹ کی ایجاد نے حقیقی اسلام لوگوں کے بستروں تک پہنچادیا ہے، اس کی وجہ سے پورے عالم میں جوق در جوق لوگ اسلام قبول کرتے دکھائی دیتے ہیں اور حیرت ناک بات یہ ہے کہ قبول اسلام کے واقعات مغربی ملکوں میں زیادہ ہیں جہاں سے خاص طور پر اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ ہو رہا ہے، روحانیت، اہل محبت اور مذہب سے جنون کی حد تک تعلق رکھنے اور مسلمانوں کے بعد مذہب پر سب سے زیادہ قربانی دینے والوں کے ہمارے پیارے ملک ہندوستان میں بھی اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد کم نہیں ہے۔ پوری دنیا میں بڑی تعداد میں اسلام قبول کرنے والوں کے حالات پر غور کیا جائے تو تین باتیں خاص طور پر حیرت ناک ہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ ان خوش قسمت ہدایت یاب ہونے والے نومسلموں کے قبول اسلام میں مسلمانوں کی دعوتی کوشش کا دخل بہت کم ہے، اسلام کی کسی چیز میں کشش محسوس کر کے، اسلام مخالف کسی پروپیگنڈہ سے متأثر ہو کر اسلام کو جاننے کا شوق پیدا ہوا، اسلام کا مطالعہ کیا اور مسلمان ہوگئے، یا اپنے مذہب کی کسی رسم سے انفعال کے نتیجہ میں مذاہب کا تقابلی مطالعہ ہدایت کا ذریعہ بنا۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ ان خوش قسمت دسترخوان اسلام پر آئے ہوئے نومسلم مہمانوں کے ایمان، تعلق مع اللہ، دین کیلئے قربانی اور دعوت کے

جذبہ کو دیکھ کر خیر القرون کے مسلمان یاد آجاتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا حال اللہ کے اس فرمان کا کھلا مظہر ہے۔

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُوْنُوْا اَمْثَالَکُمْ (سورہ محمد)

''اور اگر تم روگردانی کروگے تو اللہ تعالی دوسری قوم پیدا کردے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے'' اشاعت اسلام کے ان واقعات کی کثرت کے ساتھ جب ہم پوری دنیا کے حالات کے تناظر میں غور کرتے ہیں تو انتہائی خطرناک فکر کی بات سامنے آتی ہے کہ جس تیزی کے ساتھ بلکہ جس طرح جوق در جوق نئے لوگ اسلام کے سایہ میں آتے دکھائی دیتے ہیں اسی کثرت سے مسلمانوں کے مرتد ہونے واقعات بھی دکھائی دیتے ہیں، بعض مرتبہ تو تعداد اور معیار کے لحاظ سے بالکل متوازی تبدیلی کا فیصلہ دکھائی دیتا ہے، کسی علاقہ میں جتنے نئے لوگ مسلمان ہوتے ہیں اتنے ہی مسلمان مرتد ہوجاتے ہیں یا جس معیار کا غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوا اسی معیار کا کوئی مسلمان مرتد ہوگیا۔

دسترخوان اسلام پر آنے والے ان نووارد خوش قسمت نومسلموں کی داستانیں، ہم رسمی اور خاندانی مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے والی اور جھنجھوڑنے والی ہوتی ہیں اور ان سے جہاں ایک طرف یاس میں آس دکھائی دیتی ہے، وہیں اپنے دعوتی فریضہ سے غفلت کی وجہ سے تبدیلی کی وارننگ بھی سنائی دیتی ہے، کسی نہ کسی طرح اشاعت اسلام کے یہ واقعات ایمانی حرارت پیدا کرنے اور غفلت و جمود توڑنے کا ذریعہ بنتے ہیں، مسلمانوں میں ان خوش قسمت نومسلموں کے حالات پڑھ کر غیرت ایمانی پیدا ہو اور دعوت کا جذبہ رکھنے والوں کو حوصلہ ملے اور ان

کی زندگی سے دعوتی تجربات سامنے آئیں، اس مقصد سے الحمدللہ ماہنامہ ارمغان نے چند سالوں سے ہر ماہ ایک نومسلم کی آپ بیتی کا سلسلہ بطور انٹرویو "نسیم ہدایت کے جھونکے" کے عنوان سے شروع کیا تھا، یہ اشاعت اپنے مقصد میں بہت کامیاب ہوئی، ملک کے مختلف رسائل، اخبارات نے ان کو شائع کیا، ان کے مجموعے شائع ہوئے اور اردو کے علاوہ ملک کی دوسری زبانوں میں ترجمے شائع ہونے لگے، اس سے الحمدللہ ملک بلکہ بیرون ملک میں مسلمانوں میں بڑا دعوتی جذبہ پیدا ہوا اور ایک طرح سے صدیوں کا جمود ٹوٹا۔

یہ انٹرویو اس حقیر کے فرزند میاں **احمد اوّاہ ندوی** اور ان کی بہنوں **اسماء ذات الفوزین امت اللہ اور مثنیٰ ذات الفیضین سدرہ** نے لئے ہیں، ان آپ بیتیوں کے بعض مجموعے کتابی شکل میں پہلے بھی شائع ہو چکے ہیں، مگر اب مکمل طور پر کام کرنے کے لئے ہمارے ایک بلند ہمت رفیق، داعی الی اللہ، خادم قرآن وسنت، محبّ ومکرم جناب مفتی روشن شاہ صاحب قاسمی زید لطفہ' نے نئی ترتیب کے ساتھ شائع کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے، مفتی صاحب کو اللہ تعالی نے بڑا حوصلہ اور بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے، انھوں نے لسان تبلیغ حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری نوراللہ مرقدہٗ سے اپنے ذاتی اور طویل تعلق کی بنا پر خاص استفادہ کیا ہے اور ہمارے تبلیغی اکابرین کی تقریروں اور ملفوظات کی ترتیب واشاعت کا مبارک کام اللہ نے ان سے لیا ہے اور بہت کم وقت میں خود الحمدللہ علاقہ میں تعلیم ودعوت کے سلسلہ میں قابل رشک خدمات ان سے لی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو دینی دعوتی خدمات کے لئے بھی بڑے جذبہ اور سلیقہ سے نوازا ہے، انھوں نے نومسلموں کی ان تمام آپ بیتیوں کو جو ارمغان میں شائع ہوئی ہیں ترتیب وار مرتب کر کے اشاعت کا پروگرام بنایا ہے، یقیناً ایک

مبارک قدم ہے اور مفتی صاحب موصوف کی طرف سے ملت کے لئے ایک مبارک تحفہ ہے، جسے وہ "نسیم ہدایت کے جھونکے" کے نام سے ملت کی خدمت میں پیش کرر ہے ہیں۔

میں مفتی صاحب موصوف کو اس اشاعت پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں، بہ دل وجان دعا ہے کہ یہ مجموعہ خیر امت کے افراد کو ذلت کے گڑھے سے نکال کر پھر ماضی کی عزت اور خیر امت کے منصب پر لانے کا ذریعہ بنے اور مفتی موصوف کے لئے ذخیرۂ آخرت اور سعات دارین کے حصول کا وسیلہ ثابت ہو۔

خاک پائے خدامِ دین
محمد کلیم صدیقی
جمعیت شاہ ولی اللہ، پھلت ضلع مظفر نگر (یوپی)

۲ر جمادی الثانیہ ۱۴۳۰ھ

تقریظ

حضرت مولانا وصی سلیمان صاحب ندوی زید مجدہم
استاذ تفسیر وفقہ جامعۃ الامام شاہ ولی اللہ اور
ایڈیٹر ماہنامہ ارمغان، پُھلت، مظفر نگر یوپی

دعوتِ دین مسلمانوں کی بنیادی ذمہ داری ہے، اسی عمل سے ان کی سر بلندی اور سرفرازی رہی۔ اور اس کو ترک کرنے کی وجہ سے وہ خدا وخلق کی نگاہ میں

بے اعتبار اور بے حیثیت ہوتے گئے ،مسلمانوں کو موجودہ زمانہ میں جتنے مسائل
درپیش ہیں اور ان کی انفرادی اور اجتماعی حیثیت کے لئے جو چیلنج موجود ہیں ان
سب کا حل اور مشترک علاج کارِ دعوت سے عملاً وابستگی ہے ،اسپین کے مسلمان
دوسرے ممالک کے مسلمانوں سے کس چیز میں پیچھے تھے؟ مال ودولت کی ان کے
پاس کمی نہیں تھی علم وفن فلسفہ وسائنس میں دنیا کی پیشوائی کررہے تھے،لیکن داعیانہ
صفت کے فقدان کے بعد کوئی دنیاوی اور علمی ترقی ان کے قومی اور مذہبی وجود کی
ضامن نہیں بن سکی۔

اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ وہ دنیا کے ہر خطّہ میں اپنے مذہب وعقیدہ
اور تہذیبی وثقافتی شناخت کے ساتھ باعزت زندگی گزاریں اور انہیں آبرومندانہ پھلنے
پھولنے کے مواقع حاصل ہوں تو انہیں سب سے پہلے اس کارِ منصبی کی طرف پوری
توجہ کرنی ہی پڑے گی،قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیتوں کے سیاق وسباق اسکے ظاہر
وباطن اور بین السطور پر غور کرنے سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہوتی ہے،یَـــــا
أَيُّهَاالرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ
وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ:٦٧)اے رسول! جو کچھ تمہارے رب کی
جانب سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اسے لوگوں تک پہنچا دو،اگر تم نے یہ نہ
کیا تو تم نے کارِ رسالت کا حق ادا نہیں کیا اور اللہ تم کو لوگوں (کے شر) سے بچائے
گا،ماہنامہ ارمغان (پھلت ضلع مظفر نگر یوپی) جو ایک خالص دینی دعوتی رسالہ
ہے اس کے مقاصد میں ابتدا ہی سے یہ جذبہ شامل ہے کہ خدا کے بندوں کو خدا
سے ملانے اور بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھانے کے لئے ملت اسلامیہ کو آمادہ کیا جائے
اور انہیں ان کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا جائے اس سلسلہ میں دینی دعوتی ذہن رکھنے

والے اہل قلم خصوصاً داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب کی مختلف
موضوعات کی دعوتی تحریروں کے ساتھ ’’نسیم ہدایت کے جھونکے‘‘ کے عنوان سے
ہر ماہ اسلام قبول کرنے والی ایک خوش نصیب شخصیت کے انٹرویوز کا سلسلہ شروع
کیا گیا الحمدللہ یہ سلسلہ توقع سے بڑھ کر کارآمد اور مفید ثابت ہوا اور اس نے ملک
کی جامد فضا میں ایک ارتعاش پیدا کردیا،خصوصاً دعوت کی راہ کے مختلف مسائل کو
سمجھنے اور اس سلسلہ کی بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کی راہ ہموار ہوئی اور بڑے
پیمانے پر دعوتی ذہن سازی کا کام انجام پایا،ایک ارب سے زائد آبادی کے اس
ملک میں جہاں تقریباً ہر پانچواں فرد مسلمان ہے اور خیر امت ہونے کے سبب
داعی الی اللہ کے منصب پر فائز ہے،اتنی بڑی تعداد تک یہ پیغام پہنچانے کے لئے
ضروری ہے کہ ہر صوبہ اور ہر شہر سے یہ آواز بلند ہو اور چراغ سے چراغ جلتے رہیں
،مقامِ شکر ہے کہ ملک کے ایک ممتاز عالم ومصنف اور داعیٔ دین مفتی محمد روشن شاہ
قاسمی نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا اور ان انٹرویوز کو نئی ترتیب وتزئین کے ساتھ پیش کر
دیا موجودہ زمانہ میں دعوت کے لئے ماحول بہت سازگار ہے،پوری دنیا میں قبول
اسلام کی لہر چل رہی ہے اور لوگ از خود اسلام کی خیر کی طرف لپک رہے ہیں اس
لئے اگر تھوڑی سی دردمندی اور انسانیت کو دوزخ سے بچانے کی تڑپ اور فکر کے
ساتھ دعوت پیش کی جائے تو توقع سے بڑھ کر نتائج حاصل ہو سکتے ہیں،ان تمام
انٹرویوز کا یہی مشترکہ پیغام ہے،حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ
کی اس دردمندانہ گفتگو پر یہ تحریر ختم کی جاتی ہے: کیا اسلام کے لئے اب بھی وقت
نہیں آیا کہ وہ اقوام بھی دریوزہ گری چھوڑ کر اپنے روایتی استغناء اور غیرت مندی
کی بنیادوں پر کھڑی ہوں اور اپنے اساسی مقصد (دعوت الی اللہ) کو سنبھالے جس

سے اس کی حقیقی برتری کا جلوہ دنیا پھر ایک بار دیکھ لے جو صرف دعوتِ دین ہی کے راستہ سے نمایاں ہوسکتا ہے“

(دینی دعوت کے قرآنی اصول، مؤلفہ حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ ص:۱۶)

وصی سلیمان ندوی

۸/جمادی الثانیہ ۱۴۳۰ھ

Page 12

آغازِ سخن

آیئے عہدِ وفا تازہ کریں

زمین وآسمان کے مالک جس نے اس پوری کائنات کو اپنے حکم سے پیدا فرمایا اس کو خوبصورتی عطا کی اور اپنی انگنت مخلوقات سے اس کو آباد کیا، اس نے اس پوری کائنات کو اپنے تعارف، پہچان اور شناخت کا ذریعہ بنا دیا، اسی نے اس کی حکمرانی، پاسبانی اور نگرانی کے بطور انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اس عالم میں اپنا نائب بنایا، اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (ترجمہ: میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں) اور حضرت انسان کی رہنمائی اور رہبری اور رشد وہدایت کی راہ پر لانے کے لئے نبیوں کا ایک طویل سلسلہ جاری فرمایا جو حضرت آدمؑ سے شروع ہو کر جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر آکر منتہی ہوا تاکہ یہ انسان وہ عہد الست بھول نہ جائے جو اس نے عالم بالا میں اپنے پروردگار سے کیا تھا، اللہ کے یہ برگزیدہ بندے اپنے اپنے دور میں قوموں، قبیلوں اور خاندانوں میں بھیجے گئے اور دین کا، ایمان کا، اخلاق کا، انسانیت کا سبق بھٹکے ہوئے انسانوں کو دیتے رہے اور اخیر میں نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفی ﷺ اس کارزار عالم میں اس سلسلہ کی آخری کڑی بن کر تشریف لائے اور دنیا کے باطل ایوانوں میں توحید خداوندی کی ایک پراثر آواز سے لرزہ پیدا کر دیا اور انسان کو انسانیت کا وہ سبق جو اس نے بھلا دیا تھا پوری قوت، طاقت، ہمت اور قربانی کے ساتھ یاد دلایا آپ ﷺ کی یہ آواز کہ ”اے لوگو! **لا الٰہ الا اللہ** کہہ دو کامیاب ہو جاؤ گے،“ مکہ کے ایک بنجر پہاڑ کی چوٹی سے بلند ہوئی اور پورے عالم میں پھیل گئی آپ ﷺ اپنے ساتھ خدا کی طرف سے ایسا دستور العمل اور قانون وشریعت لیکر آئے جو انسانی فطرت کا ہمراز اور دمساز تھا زمین وآسمان نے کبھی اتنے

مؤثر اور ہمہ گیر قانون کا تجربہ نہیں کیا تھا،لہٰذا باطل کے ساریان کی نظام اس کے سامنے فیل ہو گئے اور قرآنی تعلیمات،اس کی آیات اور نشانات کے ذریعے انسان نے انسانیت کا ایسا سویرا دیکھا جس میں ساری تاریکیاں کافور ہو گئیں۔

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (سورہ الصّف آیت:٦) ترجمہ:’وہی ہے جس نے ہدایت اور سچا دین دیکر اپنے رسول ﷺ کو بھیجا تا کہ دین کے تمام بناوٹی شکلوں پر اس سچے دین کو غالب کر دے چاہے مشرک لوگ کتنا ہی برا مانتے رہ جائیں‘ یہ لازوال ابدی ہدایت کا سرچشمہ وہ قرآن مجید ہے جس کے بارے میں خود اسکے بھیجنے والے نے یہ کہا’’ یہ ایک پیغام ہے تمام انسانوں کے لئے اور یہ بھیجا گیا اس لئے کہ ان کو اس کے ذریعے خبردار کیا جائے اور وہ جان لیں کہ حقیقت میں خدا بس ایک ہی ہے۔‘‘

محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے صرف رہبر انسانیت ہی بنا کر نہیں بھیجا بلکہ ان کو شرافت اور زندگی کے لئے صلاح وفلاح اور صفات حسنہ کا نمونہ بھی بنا کر بھیجا مزید یہ کہ انسانیت کو راہ راست اور معیار اعلیٰ پر لانے کے لئے ایسی کاوش کے ساتھ بھیجا جس سے انسانوں کو جانوروں جیسی بے مہار زندگی سے نکال کر خیر و کامیابی کی زندگی میں داخل ہونے کی راہ ملی،رب العالمین نے اسی بنیاد پر ان کو رحمت للعالمینی کی صفت عطا فرمائی،وہ امت جس کی طرف آپ بھیجے گئے اس کو بھی دعوت الی اللہ اور کلمہ توحید کو عام کرنے کے لئے ایسے مکلّف بنایا گیا کہ جس کے کرنے پر ہی اسکی خیر وفلاح اور کامیابی وکامرانی کو مقدر کیا گیا،كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ...الخ، لہٰذا تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ امت نے جب جب دعوت کی ذمہ داری کو پورا کیا وہ کامیاب رہی اور جب جب اس فریضہ سے غافل ہوئی امت

ذلت ورسوائی سے دوچار ہوئی،انفرادی اعتبار سے ہو یا اجتماعی اعتبار سے جب جب پیاسی قوموں تک حق وصداقت کی بات اور کلمہ توحید کی دعوت پیش کی گئی ،ایمان واسلام کی بارشیں برسیں،نسیم ہدایت کے جھونکے چلے اور اسکے دامن میں سلگتی،سسکتی،تڑپتی،کراہتی انسانیت نے راحت وآرام چین وسکون اور اطمینان کی سانس لی آج کے اس پُر آشوب دور میں بھی الحمد للہ جو لوگ اس فرض منصبی کو ادا کرنے میں سرفروشانہ جدوجہد کر رہے ہیں،خداوند عالم اپنے فضل اور ان کی محنتوں سے بھٹکتے انسانوں کو جادہ حق وصراط مستقیم سے ہم کنار کر رہا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ہم بھی رسول اللہ ﷺ کی تڑپ کڑھن سوز واضطراب اور انکا درد لیکر پوری انسانیت کو مخلوق پرستی کی لعنت سے نکال کر خالق سے جوڑنے اور کفر اور شرک کی بھول بھلیوں سے نکال کر توحید کی شاہ راہ پر لانے کی کوشش کریں،اسی کے ساتھ یہ موازنہ بھی کریں کہ اس فرض منصبی کو ادا کرنے میں ہم کہاں تک اپنی ذمہ داریوں کو نبھا رہے ہیں،اور جو واقعات آپ ﷺ کی زندگی میں پیش آئے ہمیں ان سے کہاں تک مناسبت ہے،کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم نے اس ذمہ داری کو پس پشت ڈال دیا کہیں ایسا تو نہیں کہ دھکے کھا کھا کر جس پیغام کو رسول اللہ ﷺ نے ہم تک پہنچایا تھا اسے ہم دھکے دے دے کر اپنے گھروں سے نکال رہے ہیں کیا کسی کو کفر وشرک کی حالت میں دیکھ کر ہمارا دل بے چین ہوتا ہے،کیا کسی کو کفر کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے دیکھ کر ہماری آنکھیں نم ہوتی ہیں،کیا طائف کے واقعہ کی کوئی جھلک ہماری زندگی میں پیش آئی کیا خواب میں بھی دعوت کے لئے کسی گھاٹی میں نظر بندی کی سعادت ہمیں نصیب ہوئی ہے، پھر ہم کیسے آپ کے امتی ہیں امت کے کندھوں پر ڈالی گئی ان آفاقی ذمہ داریوں کا تقاضہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے اسوہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے فرض منصبی کو سمجھیں

اور ایک لمحہ ضائع کیے بغیر دعوت الی الایمان کے لئے متحرک ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ سے کئے گئے عہد کو وفا کرنے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ہو جائیں اور امت کی زبوں حالی پستی و ذلت کا علاج اسی نسخہ شفاء سے کریں جسے رسول اللہ ﷺ نے امت کے ہر فرد کے ہاتھوں میں دیا تھا، اللہ ہم سب کو اپنا فرض منصبی ادا کرنے کی توفیق دے،

محمد روشن شاہ

قاسمی

عبداللہ بھائی ﴿پردیپ چندا ہیر﴾ سے ایک ملاقات

اسلام قبول کرنے کی پاداش میں 'حرا' کو زندہ جلا دیا گیا

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ،

عبد اللہ : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ برکاتہ،

سوال : عبداللہ بھائی آپ کے علم میں ہوگا کہ ہمارے یہاں پھلت سے ایک میگزین ارمغان کے نام سے نکلتی ہے اس میں کچھ عرصے سے دستر خوان اسلام پر آنے والے نئے خوش قسمت لوگوں کے انٹرویو کا سلسلہ چل رہا ہے، اس کے لئے میں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جواب : احمد بھائی (آنسوؤں کو پوچھتے ہوئے کہا) مجھ جیسے ظالم اور کمینے آدمی کی باتیں اس مبارک میگزین میں دے کر کیوں اسے گندہ کرتے ہیں۔

سوال : نہیں عبداللہ بھائی! ابی (میرے ابا جان حضرت مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی مدظلہ) کہہ رہے تھے، آپ کی زندگی اللہ کی قدرت کی ایک عجیب نشانی ہے، ان کی خواہش ہے کہ آپ کا انٹرویو ضرور شائع کیا جائے۔

جواب : آپ کے ابی اللہ تعالیٰ ان کو لمبی عمر دے، میں اپنے کو ان کا غلام مانتا ہوں، ان کا حکم ہیں تو میں سر جھکاتا ہوں، آپ جو سوال کریں میں جواب دینے کو تیار ہوں۔

سوال: پہلے آپ اپنا تعارف کرائیے؟

جواب: اگر میں یہ کہوں کہ جب سے دنیا قائم ہوئی ہے آج تک میں دنیا کا سب سے ظالم ترین، بدترین اور خوش قسمت ترین انسان ہوں بلکہ درندہ ہوں، تو یہ میرا بالکل سچا تعارف ہوگا۔

سوال: یہ تو آپ کا جذباتی تعارف ہے آپ اپنے گھر اور خاندان کے بارے میں بتائیے؟

جواب: میں ضلع مظفرنگر کی بڑھانہ تحصیل کے ایک مسلم راج پوت اکثریت کے ایک گاؤں کے اہیر (گڈریہ) کے گھر اب سے بیالیس یا تینتالیس سال قبل پیدا ہوا میرا گھرانہ بہت مذہبی ہندو اور جرائم پیشہ تھا والد اور چاچا ایک گرو کے سرکردہ لوگوں میں تھے، لوٹ مار، ظلم خاندانی طور پر گھٹی میں پڑا تھا، ۱۹۸۷ء میں میرٹھ کے فسادات کے موقع پر اپنے باپ کے ساتھ رشتے داروں کی مدد کے لئے میرٹھ رہا ہم دونوں نے کم از کم پچیس مسلمانوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا، اس کے بعد مسلم نفرت کے جذبہ سے متاثر ہوکر بجرنگ دل میں شامل ہوا، بابری مسجد کی شہادت کے سلسلہ میں ۱۹۹۰ء میں شاملی میں کتنے ہی مسلمانوں کو قتل کیا، ۱۹۹۲ء میں بڑھانہ میں بہت سے مسلمانوں کو شہید کیا، بڑھانہ میں ایک بہت مشہور نام کا بدمعاش، مگر سچا مسلمان تھا، جس سے پورے علاقے کہ غیر مسلم تھراتے تھے، میں نے اپنے ساتھی کے ساتھ اس کو گولی ماری، اس مسلم دشمنی میں مجھ درندے نے ایک ایسی ظالمانہ حرکت بھی کی،،، (دیر تک روتے ہوئے) کہ شاید ایسی بربریت اور ظالمانہ حرکت آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر کسی نے نہ دیکھی ہوگی اور نہ سنی ہوگی اور نہ خیال کیا ہوگا۔۔۔ (پھر دیر تک روتے رہے)

سوال: آپ اپنے قبول اسلام کے بارے میں سنائیے؟

جواب: قرآن شریف کے ۳۰ رویں پارے میں ایک سورۃ بروج ہے نا، اس میں آگ کی کھائی والوں کے بارے میں اللہ نے کہا ہے کہ وہ برباد ہوئے اور ہلاک کئے گئے یہ سورت شاید میرے بارے میں اتری ہے بس اتنا ہے کہ وہ آگ والے ہوئے، یہ کہا گیا، کیا آیت ہے عربی میں سنائیے؟ یعنی ہلاک کردئے گئے اور برباد ہوئے آگ کی خندق والے۔

سوال: اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ قُتِلَ اَصْحَابُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوُقُوْدِ اِذْ ھُمْ عَلَیْھَا قُعُوْد

جواب: اگر یہ کہیں رحم کیا گیا آگ والوں پر تو عربی میں کیا ہوگا؟

سوال: رحم اصحاب الاخدود النار ذات الوقود

جواب: ہاں اگر میرے بارے میں یہ آیت اترتی تو یہ ہوتا کہ رحم اصحاب الاخدود النار ذات الوقود

سوال: آپ اپنا واقعہ بتائیے؟

جواب: ہاں میرے بھائی بتا رہا ہوں، مگر کس منھ سے بتاؤں اور کس دل سے بتاؤں میرا پتھر دل بھی اس واقعہ کو سنانے کی ہمت نہیں رکھتا۔

سوال: پھر بھی بتائیے، شاید ایسا واقعہ تو اور زیادہ لوگوں کے لئے عبرت کا ذریعہ ہو،

جواب: ہاں بھئی واقعی میرے قبول اسلام کا واقعہ ہر مایوس کے لئے امید دلانے والا ہے کہ وہ کرپا وان اور دیالو (ارحم الراحمین) خدا جب میرے ساتھ ایسا کرم کر سکتا ہے تو کسی کو مایوس ہونے کی کہاں گنجائش ہے، تو سنو احمد بھائی، میرے ایک

بڑے بھائی ہے اتنے ظلم اور جرائم کے باوجود ہم دونوں بھائیوں میں حد درجہ محبت
ہے میرے بھائی کی دو لڑکیاں اور دو لڑکے تھے اور میرے کو کوئی اولاد نہیں ہے، ان
کی بڑی لڑکی کا نام ہیرا تھا وہ عجیب دیوانی لڑکی تھی بہت ہی بھاؤک (جذباتی)
جس سے ملتی بس دیوانوں کی طرح اور جس سے نفرت کرتی پاگلوں کی طرح کبھی
کبھی ہمیں یہ خیال ہوتا کہ شاید اس پر اوپری اثر ہے، کئی سیانوں وغیرہ کو بھی دکھایا،
مگر اس کا حال جوں کا توں رہا اس نے آٹھویں کلاس تک اس کول میں پڑھا، بڑی
ہوگئی اس کو گھر کے کام کاج میں لگا دیا، مگر اس کو آگے پڑھنے کا بہت شوق تھا اور اس
نے گھر والوں کی مرضی کے بغیر ہائی اس کول کا فارم بھر دیا آٹھ دن تک کھیتوں میں
مزدوری کی تاکہ فیس بھرے اور کتابیں بھی لے، جب کتابیں اس کی خود سمجھ میں
نہیں آئی تو وہ برابر میں ایک بامن (برہمن) کے گھر اس کی لڑکی سے پڑھنے جانے
لگی، برہمن کا ایک لڑکا بدمعاش اور ڈاکو تھا، نہ جانے کس طرح میری بھتیجی ہیرا کو
اس نے بہکایا اور اس کو لے کر رات کو فرار ہوگیا وہ اس کو لے کر بڑوت کے پاس
ایک جنگل میں جہاں اس کا گروہ رہتا تھا پہنچا، وہ اس کے ساتھ چلی تو گئی مگر وہاں
جا کر اسے اپنے ماں باپ کی عزت جانے اور ان کی بدنامی اور اپنی غلطی کا احساس
ہوا وہ چپکے چپکے روتی تھی۔

اس گینگ میں ایک ادریس پور کا مسلمان لڑکا بھی رہتا تھا ایک روز اس
نے روتے ہوئے دیکھ لیا اس نے رونے کی وجہ معلوم کی اس نے بتایا کہ میں کم
عمری اور کم سمجھی میں اس کے ساتھ آ تو گئی، مگر مجھے اپنی عزت خطرے میں لگ رہی
ہے اور میرے ماں باپ کی پریشانی مجھے بہت یاد آ رہی ہے، اس کو ہیرا پر ترس آ گیا
اور اس نے بتایا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمان اپنے عہد کے سچے کو کہتے ہیں،

میں تجھے اپنی بہن بناتا ہوں، میں تیری عزت کی حفاظت کروں گا اور تجھے اس
جنگل سے نکال کر صحیح سلامت تیرے گھر پہنچانے کی کوشش کروں گا اس نے اپنے
ساتھیوں سے کہا کہ یہ لڑکی تو بہت بہادر اور اپنے ارادے کی پکی معلوم ہوتی ہے
ہمیں اپنے گروہ میں ایک دو لڑکیوں کو ضرور شامل کرنا چاہیے اکثر ہمیں اس کی
ضرورت ہوتی ہے، اب جنگل میں اس کو ساتھ رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو لڑکوں
کے کپڑے پہناؤ، اس کی بات سب ساتھیوں کی سمجھ میں آ گئی، ہیرا کو کپڑے
پہنا کر لڑکا بنایا گیا اور وہ ساتھ لے کر پھرتے تھے، اس نے دیکھا دس بارہ لوگوں
میں اس مسلمان کا حال سب سے الگ تھا، وہ بات کا پکا تھا، اچھی رائے دیتا تھا
جب مال بٹتا تھا تو اس میں کچھ غریبوں کا حصّہ رکھتا تھا ہیرا کو الگ کمرے میں سلاتا
تھا اور رات کو بار بار اٹھ کر دیکھتا تھا کہ کوئی ساتھی ادھر تو نہیں آیا، جب کچھ روز ہیرا
کو ان کے ساتھ ہوگئے اور ان کو اطمینان ہوگیا کہ وہ ان کے گینگ کی ممبر بن گئی ہے
تو اس سے چوکسی کم کر دی گئی۔

اب اس نے ایک روز ہیرا کو ایک بہانے سے بڑوت بھیجا اور ہیرا سے
کہا کہ تو وہاں تانگہ میں بیٹھ کر ہمارے گھر ادریس پور چلی جانا اور وہاں جا کر
میرے چھوٹے بھائی سے سارا حال سنانا اور کہنا کہ تیرے بھائی نے بلایا ہے اور
اس کو بتا دینا کہ وہ یہاں آ کر یہ کہے کہ وہ لڑکی بڑوت والوں نے شک میں پکڑ کر
پولیس والوں کو دے دی ہے ہیرا نے ایسا ہی کیا، اس کا بھائی جنگل میں گیا اور
اپنے بھائی سے جا کر کہا اس لڑکی کو بڑوت والوں نے پکڑ کر پولیس کو شک میں دے
دیا ہے، اس نے اپنے بھائی سے کہا کہ ہیرا کو تھانے بھیج دو اور وہ جا کر تھانہ میں کہے
کہ ایک گروہ مجھے گاؤں سے اٹھا لایا کسی طرح میں چھوٹ کر آ گئی ہوں مجھے اپنی

جان کا خطرہ ہے، ہیرا نے ایسا ہی کیا، بڑوت تھانے والوں نے بڑھانہ تھانہ سے رابطہ کیا، وہاں پر اس لڑکی کہ اغوا کرنے کی رپوٹ پہلے ہی لکھی ہوئی تھی لیڈیز پولیس لے کر بڑھانہ تھانہ کے لوگ بڑوت آئے اور تھانہ سے اس ہیرا کو لے گئے ہیرا کو لے کر ہمارے گاؤں آئے ہم نے اسے گھر رکھ تو لیا مگر ایسی بدچلن لڑکی کو گھر میں کس طرح رکھیں، ہیرا نے بتایا کہ مجھے تو گروہ اٹھا کر لے گیا، مگر میں نے اپنی عزت کی حفاظت کی ہے کسی کو یقین نہ آیا، ایک پڑھے لکھے رشتہ دار بھی آ گئے انھوں نے کہا کہ ڈاکٹری کرالو، ہم دونوں بھائی ڈاکٹری کے لئے بڑھانہ اسپتال اس کو لے کر گئے اور خیال یہ تھا کہ اگر اس کی عزت سلامت ہے تو واپس لائیں گے، ورنہ مار کر بڑھانہ کی ندی میں ڈال آئیں گے، اللہ کا کرم ہوا کہ ڈاکٹر نے رپوٹ دی کہ اس کی عزت محفوظ ہے، خوشی خوشی اس کو لے کر گھر آئے مگر وہ اب مسلمانوں کا بہت ذکر کرتی تھی اور بار بار ایک مسلمان لڑکے کی شرافت کی وجہ سے اپنے بچ جانے کا ذکر کرتی تھی، وہ مسلمانوں کے گھر جانے لگی وہاں ایک لڑکی نے اس کو دوزخ کا کھٹکا اور جنت کی کنجی کتاب دے دی، مسلمانوں کی کتاب میں نے گھر میں رکھی دیکھی تو میں نے اس کو بہت مارا اور خبردار کیا کہ اگر اس طرح کی کتاب میں نے گھر میں دیکھی تو تجھے کاٹ کے ڈال دوں گا، مگر اس کے دل میں اسلام گھر کر گیا تھا اور اسلام نے اس کے دل کی اندھیری کوٹھری کو اپنے پرکاش (نور) سے پرکاشت (منور) کر دیا تھا، اس نے مدرسہ میں ایک مسلمان لڑکی کے ساتھ جا کر ایک مولانا صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا اور چپکے چپکے نماز سیکھنے لگی اور وہ سمے سمے پر (وقتاً فوقتاً) نماز پڑھنے لگی مسلمان ہونے کے بعد وہ شرک کے اندھیرے گھرانے میں گھٹن محسوس کرنے لگی، وہ بالکل اداس اداس سی رہتی، ہر

وقت ہنسنے والی لڑکی وہ ایسی ہی ہو گئی جیسے اس کا سب کچھ بدل گیا ہو، نہ جانے کس کس طرح اس نے پروگرام بنایا اور وہ پھر گھر سے چلی گئی، ایک مولانا صاحب اس کو اپنی بیوی کے ساتھ پھلت چھوڑ آئے، پھلت کچھ روز احمد بھائی آپ کے یہاں رہی، شاید آپ کو یاد ہوگا۔

سوال : ہاں ہاں حرا باجی! ارے وہ حرا باجی کہاں ہے! ہمارے گھر والے تو ان کی طرف سے بہت فکر مند ہیں، وہ بڑی نیک انسان تھیں حیرت ہے کہ آپ حرا باجی کے چچا ہیں۔

جواب : ہاں احمد بھائی! اس کا نام آپ کے ابی نے حرا رکھا تھا اور اس نیک بخت بچی کا ظالم اور قاتل چچا میں ہی ہوں۔۔۔(روتے ہوئے)

سوال : پہلے تو یہ سنایئے کہ حرا باجی کہاں ہیں؟

جواب : بتا رہا ہوں، میرے بھائی بتا رہا ہوں اپنے ظلم اور درندگی کی داستان، جیسا کہ آپ کے علم میں ہوگا کہ مولانا صاحب نے اس کو احتیاط کے طور پر دہلی اپنی بہن کے یہاں بھیج دیا وہ وہاں رہی، وہاں اس کو بہت ہی مناسب ماحول ملا وہ مولانا صاحب کی بہن کے یہاں رہی، وہ ان کو رانی پھوپی کہتی تھی آپ کی امی نے بھی اس کو بہت پیار دیا اور رانی پھوپی نے اس کی بہت تربیت کی، شاید ایک ڈیڑھ سال وہ دہلی رہی، پھلت اور دہلی کے قیام نے اس کو ایسا مسلمان بنا دیا کہ اب اگر قرآن حکیم نازل ہوتا تو احمد بھائی شاید نام لے کر اس ایمان والی شہید بچی کا ضرور ذکر ہوتا، اسے اپنے گھر والوں سے بہت محبت تھی خصوصاً اپنی ماں سے بہت محبت تھی، اس کی ماں بہت بیمار رہتی تھیں، ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ میری ماں مر گئی ہے آنکھ کھلی تو اس کو ماں کی بہت یاد آئی اگر ایمان کے بغیر اس کی ماں مر گئی

تو کیا ہوگا یہ سوچ کر وہ رونے لگی اور اس کی چیخیں لگ گئی، گھر کے سبھی لوگ اٹھ گئے اس کو سمجھایا تسلی دی، وقتی طور پر وہ چپ ہوگئی مگر بار بار اس کو خواب کو یاد کر کے رونا آتا تھا اور آپ کے ابی کو ابی جی کہتی تھی، بار بار وہ اپنی ماں کو یاد کرتی اور گھر جانے کی اجازت مانگتی مگر آپ کے ابی اس کو سمجھاتے کہ تمہارے گھر والے تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے اور ماردیں گے　اور اس سے زیادہ یہ کہ تمہیں پھر ہندو بنالیں گے، ایمان کے خطرے سے وہ رک جاتی مگر پھر اس کو گھر یاد آتا تو گھر جانے کی ضد کرتی، بہت مجبور ہو کر مولانا نے اس کو اجازت دی مگر سمجھایا کہ تم صرف اپنے گھر والوں کو اسلام کی دعوت دینے کی نیت سے گھر جاؤ اور واقعی اگر تمہیں اپنے گھر والوں سے محبت ہے تو محبت کا سب سے ضروری حق یہ ہے کہ تم ان کو اسلام کی دعوت دو اور ان کو دوزخ کی آگ سے بچانے کی فکر کرو، ہیرا نے کہا کہ وہ تو اسلام کے نام سے بھی چڑھتے ہیں وہ ہرگز اسلام نہیں قبول کر سکتے، اس نے گھر میں بتایا تھا کہ مولانا صاحب نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ ان کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دینگے تو پھر وہ کفر اور شرک سے بھی اسی طرح چڑھنے لگیں گے جس طرح اسلام سے چڑھتے ہیں، مولانا صاحب نے اس سے کہا کہ تم بھی تو اسلام سے اسی طرح چڑھتی تھی جس طرح اب شرک سے نفرت کرتی ہو، اللہ سے دعا کرو اور مجھ سے عہد کرو کہ میں گھر اپنی ماں اور گھر والوں کو دوزخ سے بچانے کی فکر میں جا رہی ہوں، اگر تم اس نیت سے جاؤ گی تو اول تو اللہ تمہاری حفاظت کریں گے اور اگر تم کو تکلیف بھی ہوئی تو وہ تکلیف ہوگی جو ہمارے نبی ﷺ کی اصل سنت ہے اور اگر تمہارے گھر والوں نے تمہیں مار بھی دیا تو تم شہید ہوگی اور شہادت جنت کا مختصر ترین راستہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ تمہاری شہادت خود ان کے لئے ہدایت کا

Page 18

ذریعہ ہوگی، اگر تم گھر والوں کو دوزخ سے بچانے کے لئے اپنی جان بھی دے دو گی وہ ہدایت پا جائیں گے تو تمہارے لئے سستا سودا ہوگا۔

مولانا صاحب بتاتے ہیں کہ انہوں نے اس کو دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ سے ہدایت کی دعا کرنیا اور دعوت کی نیت سے اپنے گھر جانے کا عہد کرنے کو کہا، وہ دہلی سے پھلت اور پھر گھر آ گئی، ہم لوگ اس کو دیکھ کر آگ بگولہ ہو گئے، میں نے اس کو جوتوں اور لاتوں سے مارا اس نے یہ تو نہیں بتایا کہ میں کہاں رہی؟ البتہ یہ بتا دیا کہ میں مسلمان ہوگئی ہوں اور اب مجھے اسلام سے کوئی ہٹا نہیں سکتا، ہم اس پر سختی کرتے تو وہ رو رو کر الٹا ہمیں مسلمان ہونے کو کہتی، اس کی ماں بہت بیمار تھی، دو مہینہ کے بعد وہ مرگئی تو وہ اس کو دفن کے لئے مسلمانوں کو دینے کو کہتی رہی کہ میری ماں نے میرے سامنے کلمہ پڑھا ہے، وہ مسلمان مری ہے، اس کو جلانا بڑا ظلم ہے مگر ہم لوگ کس طرح اس کو دفن کرتے، اس کو جلا دیا، روز ہمارے گھر میں ایک فساد ہوتا، کبھی وہ بھائیوں کو مسلمان ہونے کے لئے کہتی کبھی وہ باپ کو، ہم لوگوں نے اس کو میرٹھ اس کی نانیہال میں پہنچا دیا، اس کے ماموں اس کی مسلمانی سے عاجز آ گئے اور انہوں نے مجھے اور میرے بھائی کو بلایا کہ اس ادھرم (لامذہب) کو ہمارے یہاں سے لے جاؤ، ہم لوگ روز روز کے جھگڑوں سے عاجز آ گئے ہیں۔

میں نے بجرنگ دل کے ذمہ داروں سے مشورہ کیا سب نے اسے مار ڈالنے کا مشورہ دیا میں اسے گاؤں لے آیا، ایک دن جا کر ندی کے کنارے پانچ فٹ گہرا گڑھا کھودا، میں اور بڑے بھائی دونوں اس کو گاؤں لے جانے کے بہانے لے کر چلے کہ تیری بوا کے یہاں جا رہے ہیں، اس کو شاید سپنے (خواب) میں معلوم ہوگیا تھا وہ نہائی اور نئے کپڑے پہنے اور ہم سے کہا کہ چچا آخری نماز تو

پڑھنے دو، جلدی سے نماز پڑھی اور خوشی خوشی دلہن سی بن کر ہمارے ساتھ چل دی، آبادی سے دور راستہ سے الگ جانے کے باوجود اس نے ہم سے بالکل نہیں پوچھا کہ بوا کا گھر ادھر کہاں؟ ندی کے بالکل پاس جا کر اس نے ہنس کر اپنے باپ سے پوچھا آپ مجھے بوا کے گھر لے جا رہے ہیں یا پیا کے گھر (دیر تک روتے ہوئے۔۔۔)

سوال : پانی منگا کر پلاتے ہوئے، ہاں بات پوری کر دیجئے؟

جواب : کس دل سے پوری کروں؟ ہاں بھائی پوری تو کرنی ہی ہے میرے تھیلے میں پانچ لیٹر پٹرول تھا، ہیرا کا حقیقی باپ اور میں ظالم چچا دونوں کے ساتھ وہ سچی مومنہ عاشقہ اور شہیدہ ہم اس کو لے کر گڑھے کے پاس پہنچے جو ایک روز پہلے پروگرام کے تحت کھودا تھا، اس درندہ چچا نے یہ کہہ کر اس پھول سی بچی کو اس گڑھے میں دھکا دیدیا کہ تو ہمیں نرک کی آگ سے کیا بچائے گی، لے خود مزا چکھ نرک کا، گڑھے میں دھکا دیکر میں نے اس کے اوپر وہ سارا پٹرول ڈال دیا اور ماچس جلائی، میرے بڑے بھائی بس روتے ہوئے اس کو کھڑے دیکھتے رہے، جلی ہوئی ماچس کی تیلی اس پر لگی کہ آگ اس کے نئے کپڑوں میں بھڑک گئی، وہ گڑھے میں کھڑی ہوئی اور جلتی آگ میں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور چیخی ''میرے اللہ! آپ مجھے دیکھ رہے ہے نا، میرے اللہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں نا، میرے اللہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہے نا، اپنی حرا سے بہت پیار کرتے ہیں نا، ہاں میرے اللہ آپ غارِ حرا سے بھی محبت کرتے ہیں اور گڑھے میں جلتی حرا سے بھی محبت کرتے ہے نا، آپ کی محبت کے بعد مجھے کسی کی ضرورت نہیں'' اس کے بعد اس نے زور زور سے کہنا شروع کیا: ''پتا جی اسلام ضرور قبول کر لینا' چاچا مسلمان ضرور ہو جا

نا، چاچا مسلمان ضرور ہو جانا'' (ہچکیوں سے روتے ہوئے)

اس پر مجھے غصہ آ گیا اور میں بھائی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر چلا آیا، بھائی صاحب مجھ سے کہتے رہے کہ ایک بار اور سمجھا کر دیکھ لیتے مگر مجھے ان پر غصہ آیا، بعد میں واپس آتے ہوئے ہم نے گڑھے کے اندر سے زور زور سے لا الہ الا اللہ کی آوازیں آتی سنیں اور ہم اپنے فریضہ کو ادا کرنا سمجھ کر چلے تو آئے مگر اس شہید محبت کا یہ اخیر جملہ مجھ درندہ اور سفاک کے پتھر دل کو ٹکڑے کر گیا، میرے بھائی گھر آ کر بیمار پڑ گئے ان کے دل میں صدمہ سا بیٹھ گیا اور یہ بیماری ان کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی، مرنے کے دو دن پہلے انہوں نے مجھے بلایا اور کہا کہ ہم نے زندگی میں جو کیا وہ کیا، مگر اب میری موت حرا کے دھرم پر جائے بغیر نہیں ہو سکتی، تم کسی مولانا صاحب کو بلا لاؤ، میں بھی بھائی صاحب کے حال کی وجہ سے ٹوٹ گیا تھا، ہمارے یہاں مسجد کے امام صاحب مل گئے، ان کو لے کر آیا، انہوں نے ان سے کلمہ پڑھانے کو کہا، کلمہ پڑھا، اپنا اسلامی نام عبدالرحمٰن رکھا اور مجھ سے کہا کہ مجھے مسلمانوں کے طریقے پر مٹی دینا، میرے لئے یہ بہت مشکل بات تھی مگر میں نے بھائی کی انتم اِچّھا (آخری خواہش) پوری کرنے کے لئے یہ کیا کہ ان کے علاج کے بہانے دہلی لے گیا، وہاں پر اسپتال میں داخل کیا، وہیں ان کی موت ہوئی، وہ بہت اطمینان سے مرے، پھر ہمدرد کے ایک ڈاکٹر سے میں نے یہ حال سنایا تو انہوں نے وہاں سنگم وہار کے کچھ مسلمانوں کو بلا کر ان کے دفن وغیرہ کا انتظام کیا۔

سوال : عجیب واقعہ ہے؟ آپ نے اپنے اسلام قبول کرنے کا حال نہیں بتایا؟

جواب : وہی بتا رہا ہوں، اسلام سے میری دشمنی کچھ تو کم ہو گئی تھی مگر بھائی کے مسلمان ہو کر مرنے کا بھی مجھے دکھ تھا، بھائی صاحب کے مسلمان مرنے سے مجھے

یہ یقین آ گیا کہ میری بھابھی بھی ضرور مسلمان ہوگئی ہوگی، مجھے ایسا لگا کہ کسی
مسلمان نے ہمارے گھر پر جادو کر دیا ہے اور وہ دلوں کو باندھ رہا ہے، ایک ایک کر
کے سب اپنے دھرم کو چھوڑ رہے ہیں، تو میں نے بہت سے سیانوں سے بات کی،
میں ایک تانترک کی تلاش میں شاملی سے اون جا رہا تھا، بس میں سوار ہوا تو بس کسی
مسلمان کی تھی، ڈرائیور بھی مسلمان تھا، اس نے ٹیپ میں قوالی چلا رکھی تھی، بڑھیا
نام کی قوالی تھی اس نے ہمارے نبی ﷺ کے، ایک بڑھیا کی خدمت اور بڑھیا کے
ان کو سمجھانے اور پھر بڑھیا کے مسلمان ہونے کا قصہ تھا، اسپیکر میرے سر پر تھا، بس
جھنجھانہ رکی، اس قوالی نے میری سوچ کو بدل دیا، مجھے خیال ہوا کہ جس نبی کا یہ
قصہ ہے وہ جھوٹا نہیں ہوسکتا، میں اون کے بجائے جھنجھانہ اتر گیا اور خیال ہوا کی
مجھے اسلام کے بارے میں پڑھنا چاہئے، اس کے بعد شاملی بس میں بیٹھ گیا، اس
میں بھی ٹیپ بج رہا تھا، پاکستان کے مولانا قاری حنیف صاحب کی تقریر تھی مرنے
اور مرنے کے بعد کے حالات پر ان کی تقریر تھی، مجھے شاملی اترنا تھا مگر وہ تقریر
پوری نہیں ہوئی تھی، شاملی اڈے پر پہنچ کر ڈرائیور نے ٹیپ بند کر دیا، مجھے تقریر سننے
کی بے چینی تھی بس مظفر نگر جانی تھی، میں نے تقریر سننے کے لئے مظفر نگر کا ٹکٹ لیا،
بگھرا پہنچ کر وہ تقریر ختم ہوگئی، اس تقریر نے اسلام سے میرے فاصلہ کو بہت کم کر
دیا، میں بڑھانہ روڈ پر اترا اور گھر جانے کے لئے بڑھانہ کی بس میں سوار ہوا،
میرے قریب ایک مولانا صاحب بیٹھ گئے، ان سے میں نے کہا کہ میں اسلام کے
بارے میں کچھ پڑھنا چاہتا ہوں یا معلومات کرنا چاہتا ہوں، آپ میری اس سلسلہ
میں مدد کریں، انہوں نے کہا آپ پھلت چلے جائیں اور مولانا کلیم صاحب سے
ملے، ان سے مناسب آدمی ہمارے علاقے میں آپ کو نہیں ملے گا، میں نے

پھلت کا پتہ معلوم کیا اور گھر جانے کے بجائے پھلت پہنچا، مولانا صاحب وہاں
نہیں تھے، اگلے روز صبح کو آنے والے تھے، رات کو ایک ماسٹر صاحب نے مجھے
مولانا صاحب کی کتاب ''آپ کی امانت، آپ کی سیوا میں'' دی، یہ کتاب اس کی
زبان اور دل کو چھونے والی باتوں نے، مجھے شکار کر لیا، مولانا صاحب صبح سویرے
کے بجائے اگلے روز شام کر پھلت آئے، میں نے مغرب کے بعد ان سے
مسلمان ہونے کی خواہش کا اظہار کیا اور بتایا کہ میں معلومات کرنے آیا تھا، مگر آپ
کی امانت نے مجھے شکار کر لیا، مولانا صاحب بہت خوش ہوئے، ۱۳؍ جنوری ۲۰۰۰
ء کو مجھے کلمہ پڑھایا، میرا نام عبداللہ رکھا، رات کو میں وہیں رکا، میں نے مولانا
صاحب سے ایک گھنٹہ کا وقت مانگا اور اپنے ظلم و بربریت کے ننگے ناچ کی کہانی
سنائی، مولانا صاحب میری بھتیجی حرا کی کہانی سن کر دیر تک روتے رہے اور بتایا کہ
حرا ہمارے یہاں ہی رہی اور میری بہن کے پاس دہلی رہی، مولانا صاحب نے
مجھے تسلی دی کہ اسلام پچھلے سارے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے، مگر میرے دل کو اس کا
اطمینان نہ ہوا اس درجہ سفا کی بربریت کو کس طرح معاف کیا جا سکتا ہے۔

مولانا صاحب مجھ سے کہتے تھے، اسلام سے سارے پچھلے گناہ معاف
ہوجاتے ہیں، اپنے دل کے اطمینان کے لئے آپ نے اتنے مسلمانوں کو قتل کیا،
اب آپ کچھ مسلمانوں کی جان بچانے کی کوشش کریں، قرآن نے کہا ہے کہ نیکیاں
گناہوں کو زائل کر دیتی ہیں، اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ میں اپنی دل کی
تسلی کے لئے اور اپنے ظلم کی قسمت جگانے کے لئے کوشش کرتا ہوں کہ کسی حادثہ
میں کسی بیماری میں، کوئی مسلمان مرنے جا رہا ہو تو میں اس کو بچانے کی کوشش
کروں، یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ مرنے والے کو میں بچانے والا کون ہوں، مگر کوشش

کرنے والا بھی، کرنے والے کی طرح ہوتا ہے، اس لئے کوشش کرتا ہوں۔

گجرات میں دنگے ہوئے، تو میں نے موقع غنیمت جانا، میرے اللہ کا کرم ہے کہ اس نے مجھے خوب موقع دیا، میں نے وہاں پر ہندو بن کر بہت سے مسلمانوں کو محفوظ جگہ پر پہنچایا، یا پہلے سے خطرے سے ہوشیار کیا، پہلے جا کر ہندوؤں کے مشورہ میں شامل ہوا اور دس گیارہ بھیڑ کے حملوں کی میں نے مسلمانوں کو اطلاع دے کر اپنے گاؤں سے، حملے سے پہلے ہی بھگا دیا، ایک کام تو میرے اللہ نے مجھ سے ایسا کرایا جس سے مجھے ضرور بڑی تسلی ہوتی ہے، آپ نے سنا ہوگا کہ بھاؤ نگر میں ایک مدرسہ میں چار سو بچوں کو مدرسہ کے اندر جلانے کا پروگرام تھا، میں نے وہاں تھانہ انچارج شرما کو اطلاع دی اور ان کو تیار کیا، بھیڑ کے آنے کے دس منٹ پہلے پیچھے کی دیوار میں نے اپنے ہاتھ سے توڑی اور اللہ نے چار سو معصوموں کی جان بچانے کا مجھے ذریعہ بنایا، میں تین مہینہ تک گجرات جا کر پڑ گیا پھر بھی میرے ظلم اتنے زیادہ ہیں کہ یہ سب کچھ اس کے برابر نہیں ہوسکتا، بس ایک بار مولانا صاحب نے مجھے تسلی دی کہ اللہ کی رحمت کے لئے کیا مشکل ہے کہ موت کا وقت اور بہانہ تو اس نے خود طئے کیا ہے، جس اللہ نے آپ کو ہدایت سے نواز دیا وہ اللہ آپ کو معاف کرنے پر کیوں قادر نہیں، اس سے دل مطمئن ہوا، مولانا صاحب نے مجھے اسلام سیکھنے کے لئے جماعت میں جانے کا مشورہ دیا، میں نے دو ماہ کا وقت مانگا، گاؤں سے مکانات اور زمینیں سستے داموں میں فروخت کیں اور دہلی جا کر مکان لیا، بیوی اور دو بھتیجوں اور حرا کی بہن کو تیار کیا اور پھلت لے جا کر کلمہ پڑھوایا، اس میں مجھے دو ماہ کے بجائے ایک سال لگا، پھر جماعت میں وقت لگا، میرا دل ہر وقت اس غم میں ڈوبا رہتا ہے کہ اتنے مسلمانوں اور پھول سی بچی کا اس سفاکی سے قتل کرنے والا

کس طرح معافی کا مستحق ہے، مولانا صاحب نے مجھے قرآن شریف پڑھنے کو کہا اور خاص طور پر بروج سورت کو بار بار پڑھنے کو کہا، اب وہ مجھے زیادہ یاد ہے اور اس کا ترجمہ بھی، ۱۴۰۰ سو سال پہلے کیسی سچی بات میرے اللہ نے کہی تھی، مجھے ایسا لگتا ہے کہ غیب کے جاننے والے خدا نے ہمارا ہی نقشہ کھینچا ہے،

قُتِلَ اَصْحَابُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ، اِذْهُمْ عَلَيْهَا قُعُوْد، وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْد ط وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ، الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْد (البروج:۴تا۹)

ترجمہ: ''خندقوں والے ہلاک کر دیے گئے، یعنی آگ کی خندقیں جن میں ایندھن جھونک رکھا تھا، جب کہ وہ ان کے کناروں پر بیٹھے ہوئے تھے اور جو سختیاں وہ اہلِ ایمان پر کر رہے تھے ان کو سامنے دیکھ رہے تھے، ان کو مومنوں کی یہی بات بری لگتی تھی کہ وہ خدا پر ایمان لائے ہوئے تھے جو غالب اور قابلِ تعریف ہے، وہی جس کی آسمانوں اور زمین میں بادشاہت ہے اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔''

احمد بھائی اس سورت کو آپ پڑھیں اور حرا کی تڑپا دینے والی آخری صداؤں پر غور کریں: میرے اللہ آپ مجھے دیکھ رہیں ہے نا! میرے اللہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں نا! ہاں! میرے اللہ آپ غارِ حراء سے بھی محبت کرتے ہیں، اپنی حرا سے بھی پیار کرتے ہیں نا! آپ کی محبت کے بعد مجھے کسی کی محبت کی ضرورت نہیں۔۔۔ پتاجی اسلام ضرور قبول کر لینا، چاچا مسلمان ضرور ہو جانا، چاچا مسلمان ضرور ہو جانا۔ (ہچکیوں سے روتے ہوئے)

سوال: اللہ کا شکر ہے کہ آپ نے اس کا کہنا مان لیا آپ بہت خوش قسمت ہیں اس ظلم کے اندھیرے کو رحمت اور اسلام کے نور کا ذریعہ اللہ نے آپ کے لئے

بنا دیا۔

جواب: میں نے کہا اس کا کہنا مانا؟ ہدایت کا فیصلہ کرنے والے اس سے محبت کر نے والے اللہ نے اس کا کہنا مانا، مجھ جیسا درندہ کب اس کرم سے قابل تھا؟

سوال: بہت بہت شکریہ عبداللہ بھائی!

جواب: احمد بھائی آپ دعا کریں، اللہ تعالیٰ مجھ سے کوئی ایسا کام ضرور کرا دے جس سے میرا دل مطمئن ہو جائے کہ میرے مظالم کی تلافی ہو گئی، واقعی قرآن کے اس فرمان میں مجھ جیسے لاعلاج مریض کے لئے بڑا علاج ہے کہ اچھائیاں برائیوں کو زائل کر دیتی ہیں، اس لئے گجرات فسادات میں کچھ معصوم مسلمانوں کی مدد اور جان بچانے کی کوششوں سے میرے دل کو بڑی تسلی ہوتی ہے۔ (خدا حافظ)

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، فروری ۲۰۰۵ء

ڈاکٹر صفیہ (سروج شالنی) سے ایک ملاقات

اسماء ذات الفوزین: السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ڈاکٹر صفیہ: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال: ڈاکٹر صاحبہ، ابی کا اجمیر سے فون آیا تھا، انھوں نے بتایا کہ آپ کا فون آیا تھا، میں آپ کو بلالوں اور آپ سے کچھ باتیں کروں، آپ کے علم میں ہوگا کہ ہمارے یہاں پھلت سے اپنے خونی رشتہ کے بھائی بہنوں خصوصاً برادرانِ وطن تک ان کا دعوتِ حق پہونچانے اور ان کو دوزخ سے بچانے کی فکر اور ذمہ داری پیدا کرنے اور مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے ایک اردو میگزین نکلتی ہے اس میں اسلام کے دسترخوان پر آنے والے نئے خوش قسمت بھائیوں کی آپ بیتی ہر ماہ شائع کی جا رہی ہے ابی کی خواہش تھی کہ ۲۰۰۵ء کے شمارے میں آپ کا انٹرویو شائع ہو جائے۔

جواب: اصل میں میں پندرہ روز سے مولانا صاحب کو فون کرنے کی کوشش کر رہی تھی میرے پاس ان کا یوپی اور دہلی کے موبائل تھے مگر مل نہیں رہے تھے، کل اتفاق سے فون مل گیا انہوں نے مجھے دہلی گھر کا نمبر دیا اور بہت تاکید کی کہ آپ فون کر کے ضرور چلی جائیں اس لیے کہ میگزین پریس میں جانا ہے اور بالکل آخری تاریخ ہے مجھے مولانا صاحب نے بتایا کہ یہ انٹرویوز دعوت کا ماحول بنانے میں بڑا رول ادا کر رہے ہیں تو مجھے خیال ہوا کہ میرا بھی اس میں کچھ حصہ (شیرَ) ہو جائے آپ مجھ سے جو چاہیں معلوم کریں،

سوال: شکریہ آپ پہلے اپنا تعارف (پریچئے) کرائیں۔

جواب: میرا پرانا نام سروج شالنی ہے میں ۲۴؍ستمبر ۱۹۷۸ء میں لکھنو کے پاس موہن لال گنج میں ایک برہمن خاندان میں پیدا ہوئی میرے والد ڈاکٹر کے اے شرما، پروفیسر تھے اور کارڈیالوجی میں ڈی ایم کیا تھا' اس کے بعد کافی زمانہ تک وہ پنتھ ہوسپٹل میں رہے' دس سال سے لکھنؤ میں گھر کے قریب کوشش کر کے ٹرانسفر کرالیا، میری (ماتا) والدہ گھریلو خاتون ہیں، میرے والد مزاج کے لحاظ سے بالکل ہندوستانی ہیں وہ صرف مشرقی تہذیب سے اتفاق رکھتے ہیں اس لئے انہوں نے اپنے گھر والوں پر دباؤ دیکر بہت سے ڈاکٹروں کو چھوڑ کر میری والدہ کو پسند کیا اور شادی کی، میرے دو بھائی ہیں، ایک بنارس یونیورسٹی میں ریڈر ہیں اور دوسرے بی ایچ ایل میں انجینئر ہیں دونوں مجھ سے بڑے ہیں، میں نے انٹر سائنس بایولوجی میں فرسٹ ڈویژن سے پاس کیا اور پھر PMT مقابلہ پاس کیا، لکھنؤ میڈیکل کالج سے ایم، بی، بی ایس کیا اور مولانا آزاد میڈیکل دہلی سے ایم ڈی کیا، اپنے والد کی خواہش پر کارڈیالوجی (امراض قلب) کو منتخب کیا اب میں AIMS میں D.M. بھی کر رہی ہوں اور آجکل AIMS میں ڈپارٹمنٹ آف کارڈیالوجی میں ملازمت بھی کرتی ہوں، میں نے اب سے ایک سال چھ ماہ چار روز دو گھنٹے پہلے، بیس مئی ۲۰۰۴ء کو برہسپتوار (بروز جمعرات) گیارہ بجے، گرین پارک کی مسجد میں جا کر آپ کے والد صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

سوال: اپنے اسلام قبول کرنے کے واقعہ اور اس کے اسباب کو آپ ذرا تفصیل سے بتائیے؟

جواب: جون ۲۰۰۳ء میں I.C.C.U بچوں کے وارڈ میں ڈیوٹی پر تھی میں نے دیکھا کہ ایک مولانا صاحب ہریانہ کے ایک بچہ کو دیکھنے آئے، بچہ کے پاس صرف

ایک (Attandent) تیماردار کیسے اپنے بچے کو پھونکنے کے لئے کہا' بچے کی ماں ہریانہ والے بچے کے پاس کھڑی ہوگئی، مولانا صاحب نے دوسرے بچے پر بھی دم کیا اس کو دیکھ کر برابر والی ماں نے بھی اپنے بچے کو پھونکنے کے لئے کہا، ایک کے بعد ایک چھ بچوں کے پاس مولانا صاحب آ کر کھڑے ہوئے اور پھونکتے رہے، ڈاکٹر تیاگی جو ڈپارٹمنٹ کے ہیڈ تھے، ان کے راؤنڈ کا ٹائم تھا میں سامنے سے دیکھ کر وارڈ میں آئی اور مولانا صاحب سے پوچھا: آپ کا مریض کون ہے؟ آپ کبھی اس مریض کے پاس، کبھی اس مریض کے پاس آ رہے ہیں اور پھونک رہے ہیں، یہ I.C.C.U ہے یہاں پر انفکشن (Infection) کا خطرہ رہتا ہے، مولانا صاحب نے کہا یہ سارے مریض میرے ہیں اس لئے کہ ہمیں ہمارے بڑوں نے یہ بتایا ہے کہ سارے انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں، اس لئے یہاں پر ایڈمٹ ہر مریض سے میرا خونی رشتہ ہے، جس مالک نے آپ کو اور ہمیں پیدا کیا ہے اس کو یہ تیرا میرا بالکل پسند نہیں اور جو چیز ہم پڑھ کر پھونک رہے ہیں وہ اسی مالک کا کلام ہے جس نے اپنے کلام میں یہ بات کہی ہے، اپنے سچے سندیش واہک حضرت ابراہیم کی زبان سے یہ بات کہلوائی اور حضرت ابراہیم وہ ہیں جن کے نام پر بھارت کے لوگ اپنے کو براہمن (براہیمی) کہلاتے ہیں کہ جب میں بیمار ہوتا ہے تو وہ مالک شفا دیتا ہے یعنی ٹھیک کرتا ہے، آپ روز دیکھتی ہوں گی آپ اپنی سوچ سے اچھی اچھی دوا مریض کو دیتی ہیں اور مریض ٹھیک ہونے کے بعد مر جاتا ہے اور بعض مرتبہ علاج میں غلطی ہوتی ہے اور مریض ٹھیک ہو جاتا ہے، ایسی بات میں نے پہلی بار سنی تھی پچھلے ہفتہ ہمارے وارڈ کے چھ بچے ایکسپائر (مر گئے) ہو گئے تھے، ان میں سے چار بچے تو بہت سندر تھے اور دو ہفتہ تک وارڈ میں رہنے کی

وجہ سے مجھے بھی ان سے بہت تعلق ہو گیا تھا، ان کی موت سے دل پر بہت صدمہ
تھا، مولانا صاحب کی محبت بھری باتیں سن کر مجھے ایسا لگا کہ مجھے ان کی کچھ اور
باتیں سننی چاہیے میں نے مولانا صاحب سے اپنے کیبن میں آنے کو کہا، مولانا
صاحب نے میری درخواست قبول کی مولانا صاحب نے مجھ سے کہا آپ میری
چھوٹی بہن یا میری اولاد کی طرح ہیں اور محبت سے مجھے بلا کر لائی ہیں تو میری آپ
سے درخواست ہے کہ اپنے وارڈ میں آنے والے مریض کو اپنا بچہ یا اپنا بھائی سمجھیں
اور ان کے درد اور تکلیف کو اس طرح لیں، مالک نے آپ کو کیسا اچھا موقع دیا کہ
آپ کو پریشان حال لوگوں کے درد میں شریک کیا، آپ کو خوب اندازہ ہوگا کہ جس
ماں کا بچہ ہو اور وہ اتنا بیمار ہو کہ ICCU میں ایڈمٹ ہو اور سرکاری اسپتال میں
ایسے مریض آتے ہیں جن کا کوئی سہارا نہیں ہو ان کے ساتھ ذرا سی ہمدردی آپ
کریں تو ان کے روئیں روئیں، بلکہ انتر آتما سے آپ کے لئے دعائیں نکلیں گی، آ
خر میں مولانا صاحب نے بڑے درد سے میرا نام پوچھا اور بولے، ڈاکٹر شالنی!
آپ میری خونی رشتہ کی بہن ہیں، اس لئے میں آپ کو یہ نصیحت کرتا ہوں بلکہ
وصیت کرتا ہوں اور وصیت اس کو کہتے ہیں جو کوئی مرنے والا اپنے بچے سے مرنے
کے وقت اپنی آخری بات کے طور پر کہتا ہے کہ آپ وارڈ میں آنے والے کا علاج
سب سے بڑی پوجا سمجھ کر کریں آپ کو سینکڑوں سال کی تپسیا اور کٹھن پوجا (مشکل
عبادت) میں مالک کے یہاں وہ جگہ نہیں ملے گی جو کسی پریشان حال مریض اور
اس کے مصیبت زدہ ماتا پتا کو تسلی دینے میں ملے گی۔

میں نے مولانا صاحب کا بہت شکریہ ادا کیا اور وعدہ کیا کہ میں کوشش
کروں گی، مولانا صاحب چلے گئے، ڈاکٹر صاحب کے راؤنڈ کے بعد میں نے

پانی پت ہریانہ کے اس بچے کے باپ سے معلوم کیا کہ یہ مولانا صاحب کون ہیں،
اس نے بتایا کہ یہ ہمارے حضرت جی ہیں، یہ بہت اچھے آدمی ہیں، ان کے ہاتھوں
پر ہزاروں ہندو مسلمان ہو گئے، کافی دنوں تک مجھے مولانا صاحب کی باتوں کا دل
پر اثر رہا، خاص طور پر یہ بات کہ یہ سارے مریض میرے ہیں، جس مالک نے
ہمیں پیدا کیا اس کو یہ تیرا میرا پسند نہیں، میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ مولانا صاحب
کے پھونکنے سے مریضوں کی حالت میں عجیب فرق آیا ہے اور سارے مریض
ٹھیک ہو کر وارڈ سے گئے، لیکن کچھ دن گذرنے کے بعد ذہن سے بات نکلتی گئی،
مولانا آزاد میڈیکل کالج میں میری ایک روم پاٹنر ڈاکٹر رینا سہگل تھی وہ گائنی میں
ایم، ایس کر رہی تھی اور بعد میں وہ صفدر جنگ اسپتال میں گائنی ڈپارٹمنٹ میں
ملازم ہو گئی ہم لوگوں میں خاصی دوستی ہے، ایک دن انہوں نے مجھے کھانے پر بلایا
کھانے کے بعد باتیں ہو رہی تھیں، ان کے یہاں مسلمان کام کرنے والی آتی
تھی، وہی کھانا وغیرہ بناتی تھی میں نے ان سے کہا تم نے مسلمان کھانا بنانے والی
کیوں رکھ رکھی ہے؟ تمہیں کوئی ہندو نہیں ملی؟ وہ کہنے لگیں یہ بڑی اچھی لڑکی ہے
بہت ایماندار ہے، کئی بار میرا پرس گر گیا جوں کا توں مجھے لا کر دیا، باتوں باتوں میں
مسلمانوں کے بارے میں باتیں ہونے لگیں، ڈاکٹر رینا کہنے لگیں جیسے جیسے
ہمارے دیش بلکہ پورے سنسار میں مسلمانوں کے خلاف میڈیا میں باتیں آرہی
ہیں لوگ مسلمان ہوتے جارہے ہیں، کیسے کیسے بڑے لوگ مسلمان ہو رہے ہیں،
مائیکل جیکسن کے بارے میں تمہیں معلوم ہوگا وہ بھی مسلمان ہو گیا، ہمارے
ہوسپٹل میں کارڈیالوجی میں ایک نوجوان ڈاکٹر بلبیر نام کے ہیں وہ بھی دو ایک
سال پہلے مسلمان ہو گئے ہیں اور وہ تو بس یہ چاہتے ہیں کہ پورے اسپتال کے

لوگ مسلمان ہوجائیں، ایک مریض کے سلسلہ میں ان کو چیک اپ کے لئے بلایا بس مجھ سے کہنے لگے اگر مرنے کے بعد نرک سے بچنا ہے تو مسلمان ہوجاؤ، مجھے یہ سن کر اپنے وارڈ میں آئے مولانا صاحب یاد آگئے اور ان کی ساری باتیں تازہ ہوگئیں، میں نے ڈاکٹر رینا سے کہا آپ مجھے ڈاکٹر بلبیر سے ضرور ملائیں انہوں نے اگلے روز فون کرنے کو کہا اور بتایا کہ اتوار کو ڈاکٹر بلبیر کو میں نے کمرے پر بلایا ہے، آپ دس بجے میرے کمرے پر آجائیں اتوار کے روز میں ڈاکٹر سہگل کے کمرے میں گئی، ڈاکٹر بلبیر بھی آگئے، سانولے رنگ کے بہت ہی سجن نوجوان، جیسے کسی گہری سوچ میں گم ہوں، میں نے ان سے معلوم کیا آپ نے کتنے دن پہلے اسلام قبول کیا، انہوں نے بتایا آٹھ نو سال پہلے، میں نے وجہ معلوم کی تو انہوں نے کہا صرف اور صرف اسلام ہی سچا اور سب سے پہلا اور سب سے اتم دھرم ہے اور اسلام کے بغیر مرنے کے بعد کی زندگی میں نہ تو موکش ہے نہ مکتی (نجات) اور ہمیشہ ہمیشہ کی نرک ہے اور اسلام قبول کرنا آپ کے لئے بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا میرے لئے، میں نے معلوم کیا کہ آپ نے نام بھی بدل لیا ہے، انہوں نے بتایا کہ ہاں میرا اسلامی نام ولی اللہ ہے، جس کا ارتھ (معنی) ہے اللہ کا یعنی ایشور کا دوست، میں نے ان سے کہا کہ ایک ڈیڑھ سال پہلے میرے وارڈ میں ایک مولانا صاحب آئے تھے، انہوں نے مجھ سے کچھ باتیں کی تھیں وہ آج تک میرے دل کو لگی ہوئی ہیں وہ وارڈ کے ہر مریض کو پھونک رہے تھے، میرے معلوم کرنے پر کہ آپ کا مریض کونسا ہے انہوں نے کہا کہ سارے مریض میرے ہیں، ہم سب ایک ماں باپ کی اولاد، خونی رشتہ کے بھائی ہیں یہ 'تیرا میرا' پیدا کرنے والے مالک کو بالکل پسند نہیں ڈاکٹر بلبیر کہنے لگے، مولانا صاحب نے یہ

باتیں بالکل سچی کہی تھیں یہ تو اسلام کے اور ہم سب کے رسول حضرت محمد ﷺ نے اپنے آخری حج کے بھاشن میں کہی تھیں، میں نے کہا وہ بھاشن چھپا ہوا ملتا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں ہمارے نبی کا ہر بول پوری طرح سورکشت (محفوظ) ہے اور چھپا ہو ملتا ہے میں کسی سے لے کر ڈاکٹر رینا کے ہاتھ آپ کو بھجوا دوں گا۔

دو چار روز کے بعد ڈاکٹر رینا سہگل نے مجھے وہ پمفلٹ جس میں انگریزی میں ہمارے نبی ﷺ کے آخری حج کا خطبہ انگلش ٹرانسلیشن کے ساتھ تھا لاکر دیا، اس کو پڑھ کر میں حیران رہ گئی خاص طور پر عورتوں کے بارے میں بار بار ان کی چرچا میرے دل کو اور لگ گئی، مجھے مولانا صاحب کی یاد آئی اور خیال ہوا کیا اچھا ہوتا کہ میں مولانا صاحب کا پتہ لے لیتی، میں نے ہاسپٹل میں پرانے مریضوں کی فائلیں تلاش کیں کہ پانی پت کے مریض کا پتہ مل جائے تو میں خود مریض کے گھر جاکر مولانا صاحب کا پتہ معلوم کروں، مگر مجھے پتہ نہیں مل سکا، مجھے اسلام کو پڑھنے اور اسلام کے بارے میں جاننے کا شوق ہوگیا تھا، میں نے ڈاکٹر بلبیر کا فون لیا اور ان سے ملنے کے لئے وقت طے کیا صفدر جنگ ہوسپٹل جاکر ان کے وارڈ میں ان سے ملی ان سے اسلام کو جاننے کے لئے لٹریچر دینے کو کہا، دوسرے روز وہ میرے ہوسپٹل آئے اور مجھے ایک چھوٹی سی کتاب ''آپ کی امانت' آپ کی سیوا میں'' ہندی میں دی اور انہوں نے کہا کہ اسلام کی ضرورت اور اس کے بارے میں جاننے کے لئے یہ چھوٹی سی کتاب سو کتابوں کی ایک کتاب ہے، بس یہ کتاب آپ کو یہ سوچ کر پڑھنی ہے کہ ایک سچا ہمدرد صرف مجھ سے یہ بات کہہ رہا ہے اور آپ کتاب پڑھیں گی تو آپ کو خود ایسا ہی لگے گا میں نے اس کتاب کے لیکھک کے ہاتھ پر ہی اسلام قبول کیا ہے کتاب کے دو شبد کتاب کی

جان ہے ان کو پڑھ کر آپ کتاب اور کتاب لکھنے والے کو جان جائیگی، ڈاکٹر بلبیر نے مجھے بتایا کہ وہ دہلی کے پاس یوپی کے ایک شہر کے راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، کتاب دے کر اور کچھ دیر چائے وغیرہ پی کر وہ چلے گئے میں نے وارڈ میں بیٹھ کر وہ کتاب بس ایک بار میں پڑھ ڈالی، کتاب پڑھ کر مجھے مولانا صاحب کی بہت یاد آئی، کتاب نے میرے دل میں اپنی جگہ بنالی تھی، میں نے کتاب کو پڑھ کر ڈاکٹر بلبیر کو فون کیا اور ان سے کہا کہ کتاب کے لیکھک کی اور کوئی کتاب مجھے دیجئے اور اگر ان سے مجھے آپ ملا سکیں تو آپ کا مجھ پر بڑا آبھار (احسان) ہوگا۔

چار روز بعد اٹھارہ مئی تھی، ڈاکٹر بلبیر کا میرے پاس فون آیا انہوں نے بتایا کہ اگر آپ چھٹی لے سکتی ہوں تو "آپ کی امانت" کے لیکھک مولانا محمد کلیم صاحب سے گرین پارک کی مسجد میں ملاقات ہوجائے گی میں فوراً تیار ہوگئی، ہم آٹو سے گرین پارک کی مسجد پہونچے، مولانا صاحب گیارہ بجے کے بجائے ساڑھے دس بجے وہاں پہنچ گئے تھے، ان کو آگے سفر کرنا تھا مولانا صاحب کو دیکھ کر مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ میں اسے بھول نہیں سکتی جب میں نے دیکھا کہ آپ کی امانت کے لیکھک مولانا کلیم وہی مولانا صاحب ہیں، جو ڈیڑھ سال پہلے میرے وارڈ میں ہریانہ کے بچے کو دیکھنے آئے تھے اور جن کو میں اس قدر تلاش کر رہی تھی، محبت اور عقیدت سے مولانا صاحب کے قدموں میں گری، مولانا صاحب نے بہت سختی سے منع کیا اور مجھ سے کہا اب کیا دیر ہے، آپ کی امانت پڑھنے کے بعد بھی آپ کو کوئی شک رہ گیا ہے؟ میں حالانکہ مولانا صاحب سے ملنے ہی آئی تھی، مگر میں اپنے کو روک نہیں سکی اور میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ میں مسلمان ہونے

ہی آئی ہوں، مولانا صاحب بہت خوش ہوئے اور مجھے فوراً کلمہ پڑھایا اور میرا اسلامی نام سروج شالنی کی جگہ صفیہ شالنی (ایس شالنی) رکھا مولانا صاحب نے مجھے کچھ کتابیں لکھ کر دیں اور نماز یاد کرنے اور پڑھنے کی تاکید کی۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے اس کا اعلان کیا یا نہیں؟

جواب: مولانا صاحب نے مجھے اعلان کرنے کے لئے سختی سے منع کر دیا، مگر پھر بھی میں نے اپنے خاص خاص لوگوں سے ذکر کر دیا کبھی کبھی مجھے بہت جوش سا بھی آتا ہے کہ اسلام جب حق ہے تو اسے چھپانا اور گھٹ گھٹ کر جینا کیسا؟ مگر مجھے یہ خیال آجاتا ہے کہ جب ایک ایسے آدمی کو جس کی وجہ سے بالکل تصور کے خالف اسلام کی روشنی ایک گندی کو ملی، رہبر مان لیا ہے تو اب اس کا کہا ماننا ہی اچھا ہے۔

سوال: اپنی دوست ڈاکٹر رینا سہگل کو آپ نے بتا دیا؟

جواب: میں نے نہ صرف یہ کہ اس کو بتا دیا بلکہ میں اور ڈاکٹر ولی اللہ دونوں اس پر لگے رہے اور الحمدللہ اس نے بھی کلمہ پڑھ لیا ہے مگر وہ شادی شدہ ہیں ان کے شوہر ڈاکٹر بی. کے. سہگل اپنی کلینک کرتے ہیں، بڑے سخت مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور ادھر چند سالوں سے وہ رادھا سوامی ست سنگ سے جڑ گئے ہیں، اس لئے ان کی وجہ سے وہ دبی ہوئی ہیں۔

سوال: ڈاکٹر ولی اللہ سے آپ کا رابطہ ہے؟

جواب: اصل میں کٹر ولی اللہ خود دل کے بیمار ہوگئے ان کو دل کی ایک ایسی بیماری ہوگئی جس سے رفتہ رفتہ دل کمزور ہوجاتا ہے اور پھر اس میں 'پیس میکر' لگانا پڑتا ہے، وہ اپنے علاج کے سلسلہ میں مجھ سے زیادہ رابطہ میں رہے، میں نے علاج

میں بہت دلچسپی لی، ان کی شادی ایک سرکاری ملازمت پر لگی لڑکی سے ہوئی، انہوں نے اس کو شادی سے پہلے بتادیا تھا اور شرط بھی طے کر لی تھی کہ پہلے مسلمان ہوکر نکاح کرنا ہوگا پھر خاندانی رواج کے مطابق شادی ہوگی، انہوں اسے کلمہ پڑھو اکر نکاح بھی کیا مگر بعد میں وہ اسلام کی طرف زیادہ دلچسپی نہ رکھ سکیں، ان کی ملازمت بھی اس میں حائل رہی، اسلام سے ان کی بیوی کی دلچسپی نہ ہونا ان کو گھن کی طرح کھاتی رہی اور وہ دل کے بیمار ہوگئے، ایلو پیتھک علاج کارگر نہ ہوا تو مولانا صاحب نے ان کو یونانی دوا اور کچھ خمیرے وغیرہ بتائے، اللہ کا کرم کہ وہ دو ماہ میں تقریباً بالکل ٹھیک ہوگئے، مولانا صاحب نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ عرب ملکوں میں چلے جائیں اور اپنی بیوی کو وہیں بلالیں، ان کو ماحول مل جائے گا اللہ کا شکر ہے ان کو سعودی عرب میں ملازمت مل گئی اور اب گزشتہ ماہ انھوں نے اپنی بیوی کو بلالیا ہے، ان کے جانے سے ان کا مسئلہ تو حل ہوگیا مگر میں اکیلی سی ہوگئی، ڈاکٹر رینا جس کا نام آپ کے ابی کے مشورہ سے فاطمہ رکھا گیا تھا ان کے شوہر پر کٹر ولی اللہ کام کررہے تھے اب اس میں کمی آئی ہے، میں ذرا کھل کر ان سے بات نہیں کرسکتی۔

سوال: کیا آپ کے والد اور والدہ کو بھی آپ کے مسلمان ہونے کا علم ہوگیا ہے ؟

جواب: ہاں میں نے اپنے والد کو صاف صاف بتادیا ہے انہوں نے خوش دلی سے قبول نہیں کیا مگر اب رفتہ رفتہ ان کی کم از کم ناگواری کم ہوتی جارہی ہے۔

سوال: آپ کی شادی ہوگئی یا نہیں؟

جواب: میرے والد میری شادی کے سلسلہ میں چھ سات سال سے فکرمند ہیں،

بہت اچھے اچھے رشتے خود ان کے شاگردوں کے آئے، مگر شاید میرے اللہ کو کچھ اور منظور تھا اس لئے میں اپنے کو تیار نہ کرسکی اور DM کرنے کا بہانہ کرکے منع کردیا، میں نے مولانا سے کئی بار اپنے اسلام کے اعلان کی اجازت مانگی مگر انہوں نے ابھی خاموشی سے گھر والوں پر کام کرنے کو کہا، جب میں نے اپنی نماز، روزہ کی تکلیف کا ذکر کیا تو مولانا صاحب نے ڈاکٹر ولی اللہ کے جانے کے بعد مجھے بھی کسی عرب ملک میں ملازمت کے بہانے جانے کو کہا اور ڈاکٹر ولی اللہ صاحب سے بھی انہوں نے فون پر کسی جگہ کے لئے بات کی، الحمدللہ جدہ میں کنگ عبدالعزیز اسپتال میں میرا تقرر ہوگیا ہے اور مجھے دو سال کے لئے چھٹی مل گئی ہے، تین ماہ سے میں تیاری میں چھٹی پر ہوں۔

اسماء بہن! آپ نے شادی کا ایسا سوال کیا ہے کہ یہ سوال خود آپ کے لئے لطیفہ ہے کہ شاید آپ کے علم میں ہو کہ پی جی آئی چندی گڑھ کے ایک سرجن ڈاکٹر اسعد فریدی سے آپ کا رشتہ آیا تھا اور وہ بہت کوشش میں تھے کہ آپ سے ان کا رشتہ ہوجائے وہ اپنے ہسپتال کی تاریخ میں شیروانی اور داڑھی والے اکیلے ڈاکٹر تھے، مگر مقدر سے آپ کا رشتہ علی گڑھ میں ہوگیا تھا مولانا صاحب نے ایک بار مجھ سے معلوم کیا کہ اگر آپ راضی ہوں تو میں کوشش کروں، میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ میرے لئے تو اس سے زیادہ خوشی کی کوئی بات نہیں ہوسکتی، مگر ایک طرف تو آپ کا اسلام کا اعلان کرنے کی اجازت نہیں دیتے دوسری طرف یہ فیصلہ کس طرح ہوسکتا ہے انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ آپ پہلے راضی ہوں تو میں مسئلہ حل کرتا ہوں میں نے منظوری دیدی، انہوں نے ڈاکٹر اسعد اور ان کے والد اور والدہ سے مجھے ملایا، دونوں طرف لوگ بہت مطمئن اور خوش ہوئے، انہوں نے چند

لوگوں کو بلا کر میرا نکاح کر دیا، اللہ کا کرنا ڈاکٹر اسعد کی پوسٹنگ بھی جدہ کنگ عبدالعزیز اسپتال میں ہوگئی انہوں نے بھی اپلائی کر رکھا تھا، وہ جدہ ۶ ستمبر کو چلے بھی گئے میرا ویزہ وغیرہ آنے والا ہے، خدا کرے جلدی آجائے، میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی سال ہی حج کرادیں۔

سوال: ایک داڑھی شیروانی والے مسلمان سے شادی آپ کو اپنے ماحول کے لحاظ سے عجیب سی نہیں لگی؟

جواب: الحمدللہ بالکل نہیں، میرے اللہ کا شکر ہے کہ اسلام کی ہر بات مجھے اندر سے پسند ہے سچی بات یہ ہے کہ اسلام میرے اندر کا فطری مذہب ہے، جب میں نے سنا کہ میرے شوہر ڈاکٹر اسعد پی جی آئی کی تاریخ میں شیروانی داڑھی والے اکیلے ڈاکٹر ہیں، تو میرا دل چاہا کہ میں اسلام کا اعلان کر کے برقعہ اوڑھ لوں اور آل انڈیا میڈکل انسٹی ٹیوٹ آف میڈکل سائنس میں اکیلی برقع والی ڈاکٹر بنوں، مگر مولانا صاحب نے میرے اس جذبہ کی بہت حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ابھی دو چار سال سعودی رہ آنے کو کہا، میرا خیال ہے اور مجھے اس خیال سے بھی مزا آتا ہے کہ پورے اسپتال میں اکیلی برقعہ والی نومسلم ڈاکٹر، پورے اسپتال کے لوگوں کے اسلام کے جاننے کی طرف ایک قدم ضرور ہوگا۔

سوال: آپ نے اپنے والدین کی اجازت کے بغیر شادی کر لی، اس سے آپ کے والدین کو تکلیف نہیں ہوگی؟

جواب: میرا نکاح تو اچانک ہی ہوگیا، مگر مولانا صاحب نے میرے والد، والدہ کو جب لڑکے کو دکھایا اور بتایا کہ ایک پیسہ یا انگوٹھی جہیز کے بغیر یہ شادی ہوگئی اور سماج کے جھگڑے سے بچنے کے لئے یہ کریں گے کہ پہلے ڈاکٹر اسعد صاحب

جائیں گے اور بعد میں ڈاکٹر شالنی جائیں گی، کسی کو پتہ بھی نہ لگے گا اور بعد میں یہ خیال رہے گا کہ سعودی عرب جا کر یہ شادی ہوئی ہوگی، تو برادری اور عزیزوں کو زیادہ برا نہیں لگے گا، وہ راضی ہو گئے خصوصاً ڈاکٹر اسعد کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے، بار بار مجھ سے میرے والد کہتے کہ شالنی تیری قسمت ہے! چاند سا دولہا تجھے مل گیا، واقعی وہ مجھ سے بہت خوبصورت ہیں، وہ ڈاکٹر اسعد کو دہلی ایئر پورٹ تک چھوڑنے آئے اور بہت پیار بھی کیا۔

سوال: واقعی آپ بہت خوش قسمت ہیں اللہ نے غیب سے آپ کا ایسا اچھا انتظام کیا؟

جواب: بلا شبہ میرے اللہ کا بہت کرم ہے میں جب بھی خیال کرتی ہوں، اپنے اللہ کے حضور سجدہ میں دیر تک پڑ جاتی ہوں واقعی میں اس لائق کہاں تھی، کفر و شرک کے اندھیرے میں مجھے اسلام نصیب ہوا، یہ اس گندی پر میرے مالک کا کرم ہے۔

سوال: آپ نے اپنے گھر والوں کو اسلام کی دعوت نہیں دی؟

جواب: اللہ کا شکر ہے میں رفتہ رفتہ کام کر رہی ہوں اور اب اسلام سے ان سبھی کا فاصلہ بہت کم ہوتا جا رہا ہے۔

سوال: ارمغان کے واسطے سے مسلمانوں کو آپ کوئی پیغام دینا چاہیں گی؟

جواب: میرے دل میں یہ بات آتی ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی اس ترقی یافتہ دنیا کو صرف اسلام کی ضرورت ہے اور اسلام کے بغیر یہ دنیا بالکل کنگال ہے، اسماء بہن یہ میں کوئی شاعری نہیں کر رہی ہوں، بلکہ اس ترقی یافتہ دنیا کو بہت قریب سے دیکھ کر یہ بات کہتی ہوں، اس کنگال دنیا کو صرف اسلام بنا سکتا ہے ورنہ یہ دنیا

دیوالیہ ہوگئی ہے،اس کے دیوالیہ پن اور اندھیرے کا علاج صرف اور صرف اسلام ہے اور یہ دولت صرف اور صرف مسلمان کے پاس ہے پھر بھی اس کنگال دنیا سے ہم مرعوب کیوں ہیں ؟ مجھے افسوس اور حیرت ہوتی ہے جب میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ اس دیوالیہ اور اندھیری دنیا میں اپنے پاس دیوالیہ پن کا علاج اور سب سے بڑی دولت رکھنے کے باوجود ہم احساس کمتری میں مبتلا کیوں ہیں؟ ہمیں اس پر شکر ہونا چاہئے بلکہ فخر ہونا چاہئے اور اس دیوالیہ دنیا پر ترس کھانا چاہئے ،ہمیں اس معنی میں اپنے کو سخی اور دنیا کو حقیر سمجھنا چاہئے بس۔

سوال : بہت بہت شکریہ ڈاکٹر صفیہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، فی امان اللہ،

جواب : آپ کا شکریہ اسماء بہن! وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، ڈسمبر ۲۰۰۵ء

بہن عائشہ (بلوندر کور) سے ایک ملاقات

اسماء : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عائشہ : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

سوال : عائشہ دیدی، اب کی مرتبہ تو آپ بہت زمانہ کے بعد آئیں، کیا بات ہے؟

جواب :اسماء بہن میں تو تڑپ رہی تھی ،مگر حضرت صاحب سے فون ہی نہیں مل پاتا، نہ جانے کس طرح اس مرتبہ فون پر بات ہوئی،تو میں نے وقت لیا اور آ گئی،

سوال : اصل میں ہمارے یہاں پھلت سے ایک اردو میگزین ارمغان نکلتا ہے،ابی نے مجھے حکم دیا تھا کہ آپ آنے والی ہیں، میں آپ سے اس کے لئے ایک انٹرویو لوں،

جواب : ارمغان، ہاں میں ارمغان کو خوب جانتی ہوں، میں تو کچھ کچھ اردو پڑھنے لگی ہوں اور ارمغان بھی اٹک اٹک کر پڑھ لیتی ہوں،

سوال : آپ پہلے اپنا خاندانی پریچے کرائیے؟

جواب : میں ضلع فیروز پور پنجاب کے ایک قصبہ کے سکھ گھرانے میں ۳/جون ۱۹۶۵ء میں پیدا ہوئی، میرے پتا جی شری فتح سنگھ تھے، وہ علاقے کے پڑھے لکھے اور زمین دار لوگوں میں تھے، میرا پرانا نام بلوندر کور تھا میں نے اپنے شہر کے گرو گوبند سنگھ کالج سے گریجویشن کیا میری شادی جالندھر کے ایک پڑھے لکھے خاندان میں ہو گئی، میرے شوہر اس وقت پولیس میں ایس او (S.O) تھے، ان کی بہادری اور

اچھی کارکردگی کی وجہ سے ان کے پرموشن ہوتے رہے اور وہ ڈی ایس پی بن گئے، میرے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے اور تینوں پڑھ رہے ہیں۔

سوال: آپ اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتایئے؟

جواب: میری ایک چھوٹی بہن آشا کورتھی اس کی شادی بھی میرے پتا نے ایک پولیس تھانہ انچارج سے کردی تھی وہ بہت خوبصورت تھی اس کا شوہر اس کو بہت چاہتا تھا، شادی کے بعد وہ اکثر بیمار رہنے لگی، روز روز اس کو کچھ نہ کچھ ہوتا رہتا تھا، علاج کراتے تو کچھ ٹھیک ہوجاتی پھر بیمار ہوجاتی، اس کے شوہر نے اس کا دہلی تک علاج کرایا اور لاکھوں روپئے خرچ کئے، مگر کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا، مجبوراً سیانوں اور جھاڑ پھونک والوں کو دکھایا، کسی نے بتایا کہ اس پر تو اوپری اثر ہے مگر علاج کوئی نہیں کر پاتا، کسی نے بتایا کہ مالیر کوٹلہ میں ایک صاحبہ ہیں وہ علاج کرتی ہیں، ان کو وہاں بھیجا گیا انھوں نے جھاڑا پھونکا، اس سے اس کو بڑی راحت ہوئی، لیکن انھوں نے آشا سے کہا جب تم کو دو چار روز کی تکلیف برداشت نہیں ہوتی تو تم دوزخ کی ہمیشہ کی تکلیف کو کیسے برداشت کرسکتی ہو؟ اس لئے اس تکلیف کی فکر کرو اور اس کا علاج یہ ہے کہ تم مسلمان ہوجاؤ اور اگر تم مسلمان ہوجاؤ گی تو مجھے امید ہے کہ تم یہاں بھی ٹھیک ہوجاؤ گی، پھر میں تمہیں اپنے حضرت صاحب کے پاس بھیجوں گی وہ دعا کریں گے، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں ضرور ٹھیک کردے گا، آشا نے ان سے کہا کہ میں اپنے شوہر سے مشورہ کروں گی، انھوں نے آشا سے کہا کہ ایمان لانا اتنا ضروری ہے کہ اس میں شوہر سے اجازت کی بھی ضرورت نہیں، بلکہ اگر شوہر مخالفت کرے، بلکہ وہ اگر اس بات پر مارے یا چھوڑ دے تو بھی انسان کی بھلائی اسی میں ہے کہ ایمان قبول کرلے تا کہ اپنے پیدا کرنے والے مالک کو راضی کر کے

ہمیشہ کی جنت حاصل کرلے، آشا نے کہا کہ پھر بھی گھر والوں سے مشورہ کرنا اور سوچنا سمجھنا تو ضروری ہے، انھوں نے کہا تم جلدی مشورہ کر کے آجاؤ تو میں تمھیں کلمہ پڑھا کر اپنے حضرت کے پاس بھیج دوں گی، وہ وہاں سے بھٹنڈہ آئی اپنے شوہر سے کہا، مجھے بہت آرام ملا ہے مگر باجی کہتی ہیں کہ اگر تو مسلمان ہوجائے تو بالکل ٹھیک ہوجائے گی، اس کے شوہر اس سے بہت محبت کرتے تھے بولے تو کچھ بھی کرلے اور کچھ بھی بن جا، مگر تو ٹھیک ہوجائے، مجھے خوشی ہی خوشی ہے، اس نے فون پر باجی سے بات کی کہ مجھے حضرت صاحب کے یہاں جانے کا پتہ بتادیں میں ان کے پاس جا کر ہی مسلمان ہونا چاہتی ہوں، انھوں نے حضرت کا فون نمبر دیا، ۲۵ رمئی ۲۰۰۴ء کو صبح صبح آشا نے حضرت صاحب (مولانا محمد کلیم صاحب) کو فون کیا آشا نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت صاحب سے کہا کہ میں اسلام لینے کے لئے آنا چاہتی ہوں، میرے شوہر میرے بچے اور گھر کا بندہ مسلمان نہیں ہوگا، بس اکیلے میں مسلمان ہوں گی مولانا صاحب کے معلوم کرنے پر آشا نے اس کو مالیر کوٹلہ کی باجی سے جو باتیں ہوئی تھیں بتائیں، حضرت صاحب نے آشا سے کہا تم نے ان سے ہی کلمہ کیوں نہ پڑھ لیا؟ آشا نے اصرار کیا کہ مجھے کلمہ آپ ہی کے پاس پڑھنا ہے، مولانا صاحب نے کہا مجھ سے پڑھنا ہے تو ابھی فون پر پڑھ لو، آشا نے کہا نہیں، آپ کے پاس آکر ہی کلمہ پڑھوں گی، مولانا صاحب نے کہا بہن موت زندگی کا کوئی اطمینان نہیں، تم تو بیمار بھی ہو تندرست آدمی کے بھی ایک سانس کا اطمینان نہیں کہ اگلا سانس آئے گا بھی کہ نہیں، اس لئے کلمہ فون پر پڑھ لو، جب یہاں آؤ گی تو دوبارہ نیا کر لینا، مولانا صاحب کے کہنے پر آشا نے کہا کہ پڑھوا دیجئے مگر اصل تو میں آکر ہی پڑھوں گی، مولانا صاحب نے کہا اصل تو اسی

وقت پڑھ لو نفل یہاں آ کر کر لینا، وہ تیار ہوگئی مولانا صاحب نے اس کو کلمہ پڑھوایا، اس کی موٹی موٹی باتیں سمجھائیں اور کہا کہ اب تمھیں نماز یاد کرنی ہے اور کسی بھی غیر اسلامی تہوار، پوجا یا رسم سے بچنا ہے، نام معلوم کر کے مولانا صاحب نے اس سے کہا تمہارا اسلامی نام آشا سے بدل کر عائشہ ہوگیا ہے، یہ ہمارے رسول ﷺ کی بیوی صاحبہ کا نام بھی ہے، فون پر بات کر کے اس نے خوشی خوشی سارے گھر کو بتایا، اپنے شوہر کو بھی بتایا، میں بھی جالندھر سے اس سے ملنے آئی ہوئی تھی، مجھے بھی بتایا مجھے ذرا برا بھی لگا کہ دھرم بدل کر یہ کیسے خوش ہو رہی ہے، مولانا صاحب سے فون پر بات کر کے اور کلمہ پڑھ کر نہ جانے اس کو کیا مل گیا تھا، میں بار بار اس کے منھ کو دیکھتی تھی، جیسے پھول کھل رہا ہو، عجیب سی چمک اس کے چہرے سے پھوٹ رہی تھی میں نے اس سے کہا بھی کہ آشا آج تیرا چہرہ کیسا دمک رہا ہے، بولی میرے چہرے پر ایمان کا نور چمک رہا ہے، سارے دن اس قدر خوش تھی کہ شاید دس سال میں پہلی بار گھر والوں نے اسے ایسا خوش اور تندرست دیکھا، کئی سال کے بعد اس نے اپنے ہاتھوں سے کھانا بنایا، خوب ضد کر کے سب کو کھلایا، سونے سے پہلے وہ نہائی اور کلمہ پڑھنا شروع کیا، ایک کاغذ پر اس نے وہ لکھ رکھا تھا، پہلے اس نے اسے خوب یاد کیا اور پھر زور زور سے پڑھتی رہی، اچانک وہ بہکی بہکی باتیں کرنے لگی، کہنے لگی یہ محل سونے کا کتنا اچھا ہے؟ یہ کس کا ہے؟ جیسے کسی سے بات کر رہی تھی، بہت خوش ہو کر بولی کہ یہ میرا ہے، یہ میرا ہے، یہ جنت کا محل ہے، بہت خوش ہوئی، اچھا ہم جنت میں جا رہے ہیں، تھوڑی دیر میں کہنے لگی پھولوں کے اتنے حسین گلدستے کس کے لئے لائے ہو؟ کتنے پیارے پھول ہیں یہ! اچھا تم لوگ ہمیں لینے آئے ہو، تھوڑی دیر میں ہنس کر بولی، اچھا ہم تو اپنی جنت میں چلے

تمھاری جیل سے چھوٹ کر اور زور زور سے پھر تین بار کلمہ پڑھا اور بیٹھی بیٹھی بیڈ پر ایک طرف کو لڑھک گئی، ہم سبھی لوگ گھبرا گئے، اس کو لٹایا، بھائی صاحب ڈاکٹر کو بلانے چلے گئے، ڈاکٹر صاحب آئے تو انہوں نے کہا کہ یہ تو مر چکی ہے، مگر وہ جیسے ہنستے ہوئے سو گئی ہو، گھر میں کہرام مچ گیا، گھر میں مشورہ ہوا کہ یہ مسلمان ہو کر مری ہے، اگر ہم لوگوں نے اس کو اپنے مذہب کے مطابق جلایا تو کبھی ہم پر کوئی بلا آجائے، صبح کو جیجا نے مالیر کوٹلہ باجی کو فون کیا کہ آشا کا رات میں انتقال ہو گیا ہے، ہمارے یہاں تو مسلمان نہیں ہیں ان کے کریا کرم کے لئے مالیر کوٹلہ سے کچھ لوگ آجائیں، دس بجے تک ایک گاڑی بھر کے مالیر کوٹلہ سے مرد عورتیں آگئیں اور ان کو دفن کیا، ۱۹۴۷ء کے بعد پہلی مرتبہ اس شہر میں کوئی آدمی دفن ہوا تھا قبرستان ابھی تک موجود تھا۔

سوال : یہ تو آپ نے اپنی بہن کے مسلمان ہونے کی بات بتائی بات تو واقعی حیرت ناک ہے، موت بھی کس قدر قابل رشک، زندگی میں نہ کوئی نماز پڑھی نہ کوئی روزہ رکھا، نہ کوئی اسلامی عمل کیا اور کیسی پاک صاف، گناہوں سے پاک، دنیا سے گئی، کیسا قابل رشک انتقال ہوا، مگر آپ سے میں نے اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ ذکر کرنے کی درخواست کی تھی، وہ سنائیے؟

جواب : اصل میں میرا اسلام عائشہ کے اسلام سے جڑا ہوا ہے، آشا اور مجھ میں حد درجہ محبت تھی، اس کی اچانک موت نے مجھے توڑ کر رکھ دیا تھا مگر اس کی موت اور اسلام قبول کرنے کے بعد ایک دن کی زندگی مجھے بار بار سوچنے پر مجبور کرتی تھی کہ اس دنیا کی جیل سے وہ جنت کے محل کی طرف صرف ایک کلمہ کی برکت سے پہنچ گئی وہ کس طرح ہنستے ہوئے دنیا سے گئی، میں نے اپنے میکے اور سسرال میں کئی

لوگوں کو مرتے دیکھا، کس طرح تڑپ تڑپ کر کتنی مشکل سے جان نکلی، میں سوچتی
کہ آشا کو کیا مل گیا جس کی وجہ سے اتنا مشکل مرحلہ آسان ہو گیا، ایک رات میں
نے خواب دیکھا آشا بہت خوبصورت ہیرے اور موتی ٹنکے کپڑے پہنے تخت پر
خوبصورت تکیہ لگائے بیٹھی ہے، تاج سر پر لگا ہے، جیسے کوئی رانی یا شہزادی ہو، میں
نے اس سے سوال کیا کہ آشا تجھے اتنی آسان موت کیوں کر مل گئی؟ بولی ایمان کی
وجہ سے، اور دیدی میں تجھے سچ بتاتی ہوں کہ مجھے ایمان کے ساتھ صرف ایک دن
ہی تو ملا ہے، ایمان کے ساتھ ایک دن جینے میں جو مزہ ہے سیکڑوں سال بغیر ایمان
رہ کر جینے میں وہ مزہ نہیں، یقین نہ آئے تو کچھ وقت کے لئے مسلمان بن کر دیکھ
لے، میری آنکھ کھل گئی اور میرے دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ کچھ روز کے لئے مجھے
بھی مسلمان ہو کر دیکھنا چاہئے، میں نے اپنے شوہر سے اپنی خواہش کا ذکر کیا میں
ہفتہ دو ہفتہ کے لئے مسلمان ہونا چاہتی ہوں اور دیکھنا چاہتی ہوں کہ ایمان کیا چیز
ہے، آشا کی موت کے بعد میں چوں کہ ہر وقت غمگین رہتی اور چپکے چپکے کمرہ بند
کر کے روتی رہتی، تو میرے شوہر نے مجھے اجازت دیدی کہ تجھے تسلی ہو جائے گی،
تو کر کے دیکھ لے مگر یہ سوچ لے کہ کبھی تو بھی آشا کی طرح ایک دن بعد مر جائے،
میں نے کہا، اگر میں مر گئی تو شاید میں بھی جنت میں چلی جاؤں اور آپ کوئی اچھی
دوسری بیوی کر لیجئے، مگر دیکھئے میرے بچوں کو وہ نہ ستائے۔

دو روز بعد میں نے اپنے بہنوئی سے مالیر کوٹلہ والی باجی کا فون نمبر لیا
اور ان سے حضرت صاحب (مولانا محمد کلیم صاحب) کا فون نمبر لیا اور میں نے
ان سے فون پر کہا کہ میں حضرت صاحب کے پاس جانا چاہتی ہوں اور مقصد یہ
ہے کہ میں ایک ہفتہ کے لئے مسلمان ہونا چاہتی ہوں، وہ بہت ہنسی کے مسلمان

Page 32

ہونا کوئی ناٹک یا ڈرامہ تو نہیں ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے اپنا روپ بدل لیں، پھر
بھی انھوں نے خوشی کا اظہار کیا آپ ہمارے حضرت صاحب کے پاس جائیں گی
تو وہ آپ کو بہت اچھی طرح سمجھا دیں گے، میں نے فون حضرت صاحب کو ملایا،
کئی روز کی کوشش کے بعد ان سے بات ہو پائی، میں نے ان سے ملنے آنے کی
خواہش کا ذکر کیا، وہ مجھ سے ملنے آنے کی وجہ معلوم کرتے رہے اور بولے آپ
مجھے خدمت بتائیے، کیا معلوم فون پر ہی وہ مسئلہ حل ہو جائے مجھے خیال آیا کہ
کہیں مجھے بھی فون پر ہی کلمہ پڑھوا دیں اور مسلمان ہونے کو کہیں، اس لئے میں
نے بتانا نہیں چاہا، مولانا صاحب نے مجھ سے کہا، بہن میں بالکل بیکار آدمی ہوں
اگر آپ ہاتھ دکھانا چاہتی ہیں یا جادو وغیرہ کا علاج کرانا چاہتی ہیں یا کوئی تعویذ
گنڈہ وغیرہ بنوانا چاہتی ہیں تو ہمارے باپ داداؤں کو بھی یہ کام نہیں آتا، آپ
مجھے ملنے کا مقصد بتائیں اگر وہ مقصد یہاں آکر حل ہو سکتا ہے تو سفر کرنا مناسب
ہے، ورنہ اتنا لمبا سفر کر کے پریشان ہونے سے کیا فائدہ ہوگا، مولانا صاحب نے
جب بہت زور دیا تو مجھے بتانا پڑا کہ میں ایک ہفتہ کے لئے مسلمان ہونا چاہتی ہوں
اور میں اس آشا کی بڑی بہن ہوں جس کو آپ نے فون پر کلمہ پڑھوایا تھا اور اس کا
اسی رات میں انتقال ہو گیا تھا، آشا کا نام سن کر مولانا صاحب نے بڑی محبت سے
کہا، اچھا اچھا آپ ضرور آئیے اور جب آپ کو سہولت ہو آپ آجائیے، مجھے آج
بتا دیجئے، میں آپ کے لئے اپنا سفر ملتوی کر دوں گا مولانا صاحب نے مجھے
جالندھر سے آنے کا راستہ بتایا کہ شالیمار ایکسپریس سے سیدھے کھتولی اتریں اور
اسٹیشن سے آپ کو کوئی لینے آجائے گا، سفر کی تاریخ طے ہو گئی کوئی مناسب آدمی
میرے ساتھ جانے والا نہیں تھا، میں نے اپنی نن سُس (شوہر کے رشتے کی نانی)

کو تیار کیا، گھر میں کام کرنے والی بھی اور نانی بھی تینوں ہم لوگ ۱۴ر نومبر کی صبح کو نو بجے کھتولی پہنچے کھتولی حضرت صاحب کی گاڑی لینے کے لئے آگئی تھی، پھلت آرام سے پہنچ گئے مولانا صاحب پھلت میں موجود نہیں تھے، مگر آپ کی امی نے مجھے بتایا کہ حضرت صاحب ابھی دو پہر تک پھلت پہنچ جائیں گے انشاء اللہ، ہم لوگوں نے نہا کر ناشتہ کیا اور تھوڑی دیر آرام کیا اور اس کے بعد گھر کی عورتوں سے ملاقات ہوگئی اور میں اپنے آنے کی غرض بتائی، منیرہ دیدی اور امی جان نے مجھے سمجھایا کہ ایک ہفتہ کے لئے کوئی مسلمان نہیں ہوسکتا یہ تو موت تک کے لئے فیصلہ کرنا ہوتا ہے میں پریشان ہوگئی کہ مجھے اپنا مذہب اور سب کچھ بالکل چھوڑنا ہوگا یہ کس طرح ہوسکتا ہے، دو پہر دو بجے مولانا صاحب آگئے، باہر بہت سے مہمان آئے ہوئے تھے، مولانا صاحب دو منٹ کے لئے ہمارے پاس آئے، ہمیں تسلی دی، بہت خوشی ہوئی، آپ آئیں عائشہ مرحومہ کی وجہ سے آپ کے پورے خاندان سے مجھے بہت تعلق ہوگیا ہے، میرا واپسی کا نظام معلوم کیا جب میں نے بتایا کہ میں تین روز کے لئے آئی ہوں تو کہا اصل میں باہر بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں جن میں کئی ایسے ہیں جو دو تین روز سے پڑے ہوئے ہیں، رات کو انشاء اللہ اطمینان سے آپ سے ملیں گے، اسماء بہن آپ کو یاد ہوگا آپ نے مجھے حضرت صاحب کی کتاب ''آپ کی امانت' آپ کی سیوا میں'' لا کر دی، میں نے شام تک اس کو تین دفعہ پڑھا میرا دل ایمان کو ہمیشہ کے لئے قبول کرنے کے سلسلہ میں صاف ہوگیا، مغرب کی نماز پڑھ کر مولانا صاحب ہمارے پاس آئے، مجھے ایمان کی ضرورت کے بارے میں بتایا مرنے کی بعد کی زندگی میں جنت دوزخ اور اپنے پیدا کرنے والے کو راضی کرنے کے بارے میں بتایا آپ کی امانت پڑھ کر میرے

ذہن سے ایک ہفتہ کے لئے اسلام قبول کرنے کا خیال ختم ہوگیا تھا، میں نے اپنے اسلام قبول کرنے کے سلسلہ میں آمادگی کا اظہار کیا تو مجھے اسلام کا کلمہ پڑھوایا، گھر کی سب عورتیں جمع تھیں، میں نے کہا آپ میرا نام، جو آشا کا نام رکھا تھا رکھ سکتے ہیں؟ انھوں نے کہا کیوں نہیں، آپ کا نام بھی عائشہ ہی رکھتے ہیں اور عائشہ ہمارے نبی ﷺ کی بہت ہی لاڈلی اہلیہ محترمہ ہیں۔

اسماء تمہیں یاد ہوگا کہ میں نے مولانا صاحب سے دو سوال کیے تھے، میں نے دیکھا مولانا صاحب بات تو ہم سے کر رہے تھے، مگر رخ ان کا آپ کے گھر والوں کی طرف تھا، میں نے سوال کیا کہ آپ ہم سے منھ پھیر کر کیوں بات کر رہے ہیں، تو مولانا صاحب نے کہا، اسلام عورتوں اور مردوں کے درمیان پردہ کا حکم دیتا ہے، وہ سب عورتیں جن سے اسلام کے قاعدہ کے مطابق مسلمان کی شادی ہوسکتی ہو، سب عورتیں ایک مرد کے لئے نامحرم ہیں ان سے پردہ کرنے کا اسلام حکم دیتا ہے، سچی بات یہ ہے کہ مجھے پردہ کے پیچھے سے آپ سے بات کرنی چاہئے تھی مگر مجھے خیال ہوا کہ آپ کو بڑی اجنبیت سی لگے گی اس لئے میں نے سامنے آکر اپنے رخ کو دوسری طرف کرکے نامحرم پر نگاہ نہ ڈالنے کے اسلام کے حکم پر عمل کیا، ایمان کی دعوت جیسی سب سے محبوب عبادت میں، کسی نامحرم پر نگاہ پڑنے کے گناہ کے ساتھ اثر نہیں رہتا، میں نے کہا: میری بہن آشا نے جب آپ سے ایمان لے آنے کی بات کہی تو اتنا ان کار کرنے پر بھی آپ نے ان کو فون پر کلمہ پڑھوایا، میں اس لئے آپ سے آنے کی غرض نہیں بتا رہی تھی کہ کہیں آپ مجھے بھی فون پر کلمہ پڑھوا یا کر ٹال دیں، مگر آپ نے مجھے فون پر کلمہ پڑھنے کے لئے نہیں کہا اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت صاحب نے جواب دیا، فون پر کلمہ پڑھوانا ٹالنا نہیں ہے، بلکہ

ناپائیدار، پانی کے بلبلے کی طرح کی فانی زندگی کا خیال اور سچی ہمدردی ہے، واقعی نہ جانے مجھے کیوں خیال نہیں آیا، میں نے غلطی کی، خدانہ کریں آپ کا راستہ میں یا اس دوران انتقال ہوجاتا تو کیا ہوتا یا میرا انتقال ہوجاتا تو خود میرے لئے بڑی محرومی تھی، نہ جانے کس خیال میں مجھ سے بھول ہوئی اور پھر آپ چار پانچ روز اسلام سے محروم رہ گئیں اور اتنی بڑی ضرورت اور خیر میں تاخیر ہوگئی، اللہ تعالی مجھے معاف فرمائے، واقعی میں نے بڑی غلطی کی، اصل میں اللہ تعالی کام کرنے والوں کے دلوں میں خود ہی تقاضے ڈالتے ہیں، آپ ایک ہفتے کے لئے اسلام قبول کرنا چاہتی تھیں، ظاہر ہے یہ کوئی کھیل تھوڑی ہے، اقبال ایک شاعر ہیں انہوں نے کہا ہے ۔

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

اسلام قبول کرنا تو اپنی چاہت کو، اپنی انا کو قربان کردینا ہے، اس کے لئے آپ کے ساتھ فون پر بات کرنا کافی نہیں تھا، اس لئے اللہ نے دل میں فون پر کلمہ پڑھوانے کی بات نہیں ڈالی، آشا سے بات کرکے تو مجھے خود اندر سے لگ رہا تھا کہ اگر اس نے اسی وقت کلمہ نہ پڑھا تو شاید اس کی موت ایک دو روز میں ہوجائے، حضرت صاحب نے سمجھایا کہ اب ہر قربانی دے کر اس ایمان کو قبر تک ساتھ لے جانا ہے، اس کے لئے آپ پر مشکلیں بھی پڑسکتی ہیں، قربانیاں دینی پڑسکتی ہیں، ایک مٹی کا برتن بھی کمہار سے کوئی خریدتا ہے تو ٹھونک ٹھونک کر دیکھتا ہے، اتنا قیمتی ایمان لانے والے کو آزمایا بھی جاسکتا ہے، اگر آپ ایمان پر جمی رہیں تو موت کے بعد کی زندگی میں یہ محسوس ہوگا کہ کتنے سستے داموں میں یہ نعمت ملی ہے، حضرت صاحب نے گھر کے لوگوں کو مجھے نماز اور کھانے وغیرہ کے طریقے

سکھانے کو کہا، میری نانی اور کام کرنے والی کے بارے میں معلوم کیا، امی جان اور منیرہ دیدی ان لوگوں کو سمجھاتی رہیں، اگلے روز حضرت صاحب سفر پر چلے گئے، ہماری واپسی سے دو گھنٹہ پہلے لوٹے، ہماری بوا اور نانی کو سمجھایا، آپ اس دولت سے محروم کیوں جارہی ہیں، کافی حد تک تو وہ پہلے سے ہی تیار ہوگئی تھیں، حضرت صاحب کے سمجھانے سے وہ کلمہ پڑھنے پر تیار ہوگئیں، ان کو کلمہ پڑھوایا اور بوا کا نام حضرت نے ماریہ اور نانی کا نام حضرت نے آمنہ رکھا، خوشی خوشی ہم بامراد ہوکر رخصت ہوئے، گھر کے سبھی لوگوں نے ہمیں ایسی محبت سے رخصت کیا جیسے میں اسی گھر میں پیدا ہوئی ہوں، اسی گھر کی ایک فرد ہوں، نہ جانے کیوں آج تک میں جب پھلت یا دہلی آتی ہوں تو مجھے ایسا لگتا ہے، جیسے میں اپنے میکے آتی ہوں۔

سوال: گھر جانے کے بعد آپ کے شوہر کا انتقال ہوگیا تھا اس وقت آپ کو کیسا لگا ؟ انتقال کس طرح ہوا ذرا بتائیں؟

جواب: حضرت صاحب نے مجھے بتایا تھا کہ اب اپنے رشتہ داروں سے محبت کا حق یہ ہے کہ آپ سب کو دوزخ کی آگ سے بچانے کی فکر کریں اور اپنے شوہر کو بھی اسلام کی طرف لائیں، بچوں کو بھی مسلمان کریں، مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ اسلام کے لئے تمہیں آزمائشیں سہنی پڑیں گی، مجھے ایسا لگا جیسے حضرت صاحب دیکھ کر کہہ رہے تھے، مجھے سخت امتحان سے گذرنا پڑا، میں نے جاکر اپنے شوہر سے اپنا پورا حال بتایا کہ اب میں ہمیشہ کے لئے مسلمان ہوگئی ہوں اور ان پر زور دیا آپ بھی مسلمان بن جائیں، وہ مجھ سے بہت والہانہ محبت کرتے تھے، پہلے تو سرسری طور پر لیتے رہے، جب میں نے زور دینا شروع کیا تو انھوں نے مخالفت کرنا شروع کی

اور مجھے اسلام پر رہنے سے روکا، میں اپنے اللہ سے دعا کرتی، میں نے حضرت صاحب سے فون پر بات کی ایک مسلمان اور ایک سکھ میاں بیوی کس طرح رہ سکتے ہیں؟ تو حضرت نے بتایا کہ سچی بات یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد آپ سے ان کا شوہر بیوی کا رشتہ نہیں رہا اور شادی (نکاح) ٹوٹ گیا مگر اس امید پر آپ احتیاط کے ساتھ ان کے ساتھ رہئے کہ ان کو ایمان نصیب ہو جائے اور بچوں کی زندگی اور ایمان اور مستقبل کا مسئلہ بھی حل ہو جائے، یہ معلوم کر کے مجھے ان کے ساتھ رہنے میں بڑی گھٹن محسوس ہونے لگی، روز رات کو ہم میں لڑائی ہوتی، آدھی آدھی رات گزر جاتی مجھے حضرت صاحب نے اللہ سے دعا کے لئے کہا اور بتایا کہ تہجد کی نماز میں دعا کروں، ایک رات ساری رات ہی نماز پڑھتی رہی اور روتی رہی، میرے اللہ آپ کے خزانے میں کس چیز کی کمی ہے آپ میرے شوہر کو ہدایت کیوں نہیں دے سکتے، میرے اللہ نے میری دعا سن لی، اگلی رات جب میں نے ان سے مسلمان ہونے کو زور ڈالا تو انھوں نے مخالفت نہیں کی اور بولے روز روز کے جھگڑوں سے میں بھی عاجز آ گیا اگر تو اس میں خوش ہے تو چل میں بھی مسلمان ہو جاتا ہوں، کر لے مجھے مسلمان، میں نے کہا میری خوشی کے لئے مسلمان ہونا کوئی مسلمان ہونا نہیں، بلکہ پیدا کرنے والے، دلوں کا بھید جاننے والے مالک کو راضی کرنے کے لئے مسلمان ہونا ہے، میں نے ان کو حضرت صاحب کی کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' دی، پہلے بھی میں نے ان کو یہ کتاب پڑھوانا چاہی تو وہ پھینک دیتے مگر اس روز انھوں نے وہ کتاب لے لی اور پڑھنا شروع کی، پوری کتاب بڑے غور سے پڑھی جیسے جیسے وہ کتاب پڑھتے رہے میں نے محسوس کیا ان کا چہرہ بدل رہا ہے اور پھر اس کتاب میں سے زور زور سے

تین بار کلمہ شہادت پڑھا بولے یہ کلمہ اب میں تیری خوشی کے لئے نہیں بلکہ اپنی خوشی اور اپنے رب کی خوشی کے لئے پڑھ رہا ہوں، میں بے اختیار ان سے چمٹ گئی، میں بیان نہیں کر سکتی دو مہینے کے مسلسل کہرام کے بعد میرے گھر میں خوشی آئی تھی، اگلے روز معلوم ہوا کہ ان کا روپڑ ٹرانسفر ہو گیا ہے وہاں گئے ایک ہفتہ گزرا تھا کہ وہاں چیف منسٹر کا دورہ ہوا، ان کے پروگرام میں وہ مصروف تھے ایک جگہ سیکورٹی کا معائنہ کرنے لئے وہ گئے اور کالج کی باؤنڈری کے نیچے کھڑے تھے تیز ہوا چلی اور ہوا کا ایک بگولہ ایسا آیا کہ باؤنڈری کا وہ حصہ جس کے نیچے وہ کھڑے تھے ان کے اوپر گر گیا اور اس دیوار کے نیچے دب کر اسی وقت ان کا انتقال ہو گیا۔

اسماء بہن میں بیان نہیں کر سکتی کہ یہ حادثہ میرے لئے کتنا سخت تھا مگر میرے اللہ کا کرم ہے اس نے مجھے ہمت دی ایمان پر اس کا الٹا اثر نہیں ہوا، مجھے اندر سے اس بات کا احساس دل کو تھامے رہا کہ انھوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اور وہ جنت میں چلے گئے، جہاں چند دن کے بعد مجھے بھی انشاء اللہ جانا ہے، ان کے گھر ان کے کریا کرم (تجہیز و تدفین) پر بڑا ہنگامہ ہوا میں نے کہا میں ہرگز ان کو جلنے نہیں دوں گی میں اس لاش کی وارث ہوں، مجھے اس کا قانونی حق ہے مگر گھر کے سب لوگ ضد کر رہے تھے کہ یہ ہمارے خاندان کا فرد ہے، ڈی جی پی، اے ڈی جی پی، آئی جی، ڈی آئی جی، سب موجود تھے بہت محنت کے بعد یہ طے ہوا کہ ان کی سمادھی بنا دی جائے، ان کی سمادھی بنا دی گئی اور میں نے ایک مولانا صاحب کو بلا کر ان کی جنازہ کی نماز سمادھی بنانے کے بعد پڑھوائی۔

سوال: اس کے بعد آپ پھر جالندھر آ گئیں؟

جواب : روپڑ چھوڑ کر میں جالندھر آ گئی حضرت صاحب کے بتانے کے بعد میں نے اپنی عدت پوری کی میرے بھائی لندن میں رہتے ہیں انھوں نے مجھ سے کہا آپ انگلینڈ آ جائیں، میں نے پاسپورٹ بنوایا، ایک روز میں نے کعبہ کو خواب میں دیکھا، اٹھ کر میں نے فون پر حضرت صاحب کو بتایا حضرت نے بتایا کہ آپ پر حج فرض ہوگا، مگر کوئی محرم ہونا ضروری ہے اور آپ کا کوئی محرم نہیں ہے، اس کے لئے آپ کسی سے شادی کریں میں اپنے بچوں کے مستقبل کے وجہ سے لاکھ کوشش کے باوجود اپنے کو راضی نہیں کر پائی، مگر نہ جانے کیوں مجھے حج کو جانے کی، جنون کی حد تک دھن لگ گئی، اس کے لئے بار بار پھلت اور دہلی کا سفر کیا، مگر ایجنٹوں کے پاس بار بار کوشش کے باوجود کوئی صورت نہ بن سکی، آپ اور گھر کے سب لوگ حج کو چلے گئے اور میں تڑپتی رہ گئی، یہ حج سے محرومی خود میرے لئے بڑا امتحان تھا، میں بہت رویا کرتی تھی، اپنے اللہ سے فریاد کیا کرتی تھی، مجھے ایسا لگتا تھا کہ شاید اب بھی میں حج کو چلی جاؤں بقرعید سے تین دن پہلے جب مجھے خیال آیا کہ اب حج کے تین دن باقی ہیں، اس لئے کہ مجھے یہ معلوم تھا کہ حج بقرعید کے دنوں میں ہوتا ہے، میں صبح تہجد میں روتے روتے بے ہوش ہوگئی، میں نے نیم بیداری میں دیکھا میرے سر پر احرام کا اسکاف بندھا ہے اور میں ہوں اور پھر منیٰ کے لئے چلے، غرض مکمل حج کیا، میری آنکھ کھلی اور ہوش آیا تو میں بیان نہیں کر سکتی کہ مجھے کتنی خوشی تھی، میں نے کسی طرح حضرت صاحب کا مکہ مکرمہ کا فون لیا اور خوشی خوشی تقریباً پچیس منٹ تک پورے حج کی یہ تفصیل بتائی، حضرت صاحب خود حیرت میں رہ گئے۔

سوال : ابی بتا رہے تھے کہ پچھلے سال آپ حج کو گئی تھیں، امسال تو ہم حج میں

بار بار آپ کا ذکر اور افسوس کرتے رہے۔

جواب : میں اپنے اللہ کے قربان جاؤں کہ اس نے میری حج کی دعا سن لی، پہلے سال تو مجھے بغیر جائے حج کرا دیا، اگلے سال میں نے اپنے ایک بھائی پر کوشش کی اور اس کو باہر کا سفر کرانے یعنی حج کا لالچ دے کر مسلمان ہونے پر زور دیا اور بتایا کہ گرونانک جی بھی حج کو گئے تھے، کوشش کے بعد وہ مسلمان ہو گئے اور ہم دونوں کو پچھلے سال حج کی سعادت نصیب ہوگئی۔

سوال : ارمغان کے حوالے سے آپ مسلمانوں کو کوئی پیغام دینا چاہیں گی؟

جواب : بس میں اپنی بہن عائشہ کی بات دہراتی ہوں کہ ایمان کی نعمت کی قدر کریں اور ایمان کے ساتھ ایک دن سینکڑوں سال کے بغیر ایمان کی زندگی سے افضل ہے اور پھر سارے جہانوں کے لئے رحمت والا نبی ﷺ کے امتی ہونے کی حیثیت سے سارے انسانوں کو اس دنیا کی قید سے جنت میں لے جانے کی فکر کریں، میرے اور میرے گھر والوں کے لئے دعا کریں کہ سب کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

آمین بہت بہت شکریہ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، ستمبر ۲۰۰۶ء

جمیلہ بہن ﴿پشپا﴾ سے ایک ملاقات

میں نے شہناز بہن کی دلی تمنا اور کوشش سے نومسلم جمیلہ صاحبہ کو غریب خانہ پر آنے کی دعوت دی، اہلیہ مولانا ذوالفقار کی بہن افسانہ صاحبہ کے ہمراہ جمیلہ صاحبہ تشریف لائیں، سلام ودعاء کے بعد چائے پانی کے دوران ہی شہناز بہن کاپی پین لے کر بیٹھ گئیں، تب میں نے کہا کہ ارمغان اور اللہ کی پکار جیسے شمارہ میں جو بھائی بہن اپنی اصل کی طرف یعنی ایمان کے اندر آتے ہیں تو لوگوں کی ترغیب کے لئے ان کے انٹرویو چھاپے جاتے ہیں اور اس کے بے حد اچھے نتائج سامنے آرہے ہیں اور یہ بے حد مقبول ہیں، شہناز بہن بولیں کہ ہندوستان میں ہی نہیں، سعودی عرب، برطانیہ، افریقہ میں بھی یہ انٹرویو بے حد مقبول ہیں اور نفع دے رہے ہیں اور لوگ اپنے خرچ سے ان کی کاپیاں کرا کر تقسیم کراتے ہیں، تب جمیلہ بہن تیار ہو گئیں ورنہ یہ نظریہ رکھتی تھیں کہ میں جو کچھ ہوں خدا کے لئے ہوں اور خدا سے اجر کی طالب ہوں، دنیا کی شہرت بھی عزیز نہیں حسب معمول ہمارا پہلا سوال تھا:

سوال: آپ کا پہلا نام کیا تھا؟

جواب: جمیلہ بہن! میرا پہلا نام پشپا تھا،

سوال: آپ کے والد کا نام؟

جواب: میرے والد کا نام شیورام بھگت تھا والدہ کا نام سومی بائی تھا،

سوال: آپ کا تعلق کس خاندان سے اور کس جگہ سے تھا؟

جواب: میرا تعلق پنجاب راجپورہ ضلع پٹیالہ کے بھگت خاندان سے تھا، ہم لوگ تین

بہنیں تھیں

سوال: آپ نے اسلام کیوں قبول کیا اور اپنے پرانے مذہب کو کیسے چھوڑا؟

جواب: سیدھا سچا جواب تو یہ کہ میرے اللہ کو مجھ سے پیار تھا اور میرے رب نے
پھر کرم کیا کہ ایمان کی دولت سے نوازا اور کفر کو مجھ سے دور کیا اور بظاہر ''مسلم
عورت کی ستر پوشی'' میرے اسلام لانے کا سبب بنی (آگے بولیں) میری بہن
! میری ایک لمبی داستان ہے شہناز بہن افسانہ بہن اور میں تینوں برجستہ بولے۔

سوال: ہاں ہاں، وہی تو آپ سب بتایئے اور بلا جھجک بتایئے؟

جواب: (تب انہوں نے اپنی حیات کو پرت در پرت کھولنا شروع کیا) ہمارا
گھرانہ غریب تھا، میری والدہ کی بہن کی شادی ایک بڑے گھرانے میں
ہوئی، جب میری شادی ہوئی اس وقت میری عمر ۲۰؍سال تھی میری خالہ نے سوچا
کہ میری بھانجی بھی بڑے گھرانے میں آ جائے، اس لئے انہوں نے اپنے دیور
کے بیٹے سے جو کہ سی بی آئی آفیسر تھے میری شادی کرادی، میری والدہ امیر غریب
کے خوف کی وجہ سے شادی پر آمادہ نہ تھیں، ایک طرح سے زبردستی یہ شادی کرائی گئی
شادی کے بعد معلوم ہوا کہ جن سے میرا بندھن بندھا ہے وہ بے حد لاپرواہ اور
شرابی ہیں، سسرال میں میرا حال تو نوکر سے بھی بدتر تھا اور میں کٹھ پتلی کی طرح
سسرال مائکہ میں گھمائی جاتی رہی ۱۹۸۰ء میں میری شادی ہوئی اور ۱۹۸۳ء میں
میرا بیٹا پیدا ہوا اس وقت میں بے حد ستم رسیدہ حالت میں اسپتال میں تھی، میری
ماں نے بھی میری پرواہ چھوڑ دی بیچاری کیا کرتی حالات ہی ایسے تھے میں نے لوگو
ں کے جھاڑو برتن تک کئے اور ایسے حالات میں دو بیٹے اور ایک بیٹی کی خدا نے
مجھے ماں بنادیا، اللہ نے مجھے دماغ بہت تیز دیا، میں نے ۱۹۸۰ء میں سلائی کڑھائی

کے کارخانہ میں ۲۵۰؍روپیئے ماہانہ تنخواہ پر کام شروع کیا، وہیں سے میرا اسلام سے
تعلق جڑا، وہ کارخانہ کسی ہندو کا تھا لیکن اس میں نوکر مسلمان تھے اور مسلمان
بریلوی تھے میں ساڑی پہن کر کارخانہ جاتی اور میرا بلاؤز بغیر آستین کا ہوتا تھا، مسلم
نوکر لڑکے بولے بہن جی آپ ہمارا ایمان خراب کرتی ہیں، میں بولی ایمان کیا؟ وہ
بولے ہم لوگ مسلمان ہیں اور ہمارے یہاں مسلم عورت ستر پوش یعنی ڈھکی چھپی
رہتی ہے اور اس لئے مردوں کا ایمان بھی سلامت رہتا ہے اور عورتوں کا بھی۔

میں نے کہا کہ ایمان کیا ہے؟ بولے کہ ایک کلمہ ہے جو پڑھا لیا جاتا ہے،
میں بولی کہ وہ تو مسلمان عورتیں ہیں اپنے دھرم کی وجہ سے کرتی ہیں، مسلم ورکر
بہت دردمندی سے بولے کہ بہن جی آپ چاہے جو بھی ہوں ہمارا دل چاہتا ہے کہ
آپ بھی ہماری ماں بہنوں کی طرح کپڑے پہنو میرے دل میں ان کے ایمان کی
اور ستر پوشی کی بات گھر کر گئی اور میں سوچنے لگی کہ کیسا اچھا ایمان ہے ان کا اور ان
کے یہاں کس قدر عورت کی عزت کی جاتی ہے میرا دل بیقرار ہوا اٹھا ان ورکر کے
ایمان کے اندر آنے کے لئے، اگلے دن میں نے کہا کہ بھائی میں تمہارے ایمان
میں آنا چاہتی ہوں مجھے کیا کرنا ہوگا؟ ایک کلمہ ہے وہ پڑھنا ہوگا، میں نے کہا جلدی
مجھے پڑھاؤ بولے کہ ہم نہیں پڑھا سکتے ہمارے بابا پڑھائیں گے اور وہ فلاں دن
آتے ہیں اب مجھے اس فلاں دن کا بے قراری سے انتظار رہنے لگا، خدا خدا کر کے
وہ دن آ گیا، ایک لمبا سا چوغا اور طرح طرح کی گلے میں مالائیں پہنے اور ہری ٹوپی
پہنے بابا کارخانہ میں تشریف لائے اور انہوں نے رومال پکڑوا کر کہلوایا ''صلی علی کا
یا محمد، یا اللہ یا محمد یا علی المدد کر مدد (جمیلہ بہن نے جب یہ کلمہ سنایا ہمیں ہنسی بھی آئی
اور تعجب بھی ہوا) ہم لوگ بیچ میں بولے یہ کلمہ نہیں ہے وہ بولیں کہ ہاں ہاں یہ اس

زمانہ کا میرا ایمان تھا بھئی جیسے کہا، جو بتایا میں نے کہا اور پڑھا اور بہت زمانہ تک ہر وقت یہ ورد زباں رکھتی تھی اور پھر بتایا گیا کہ قبروں پر جانا ہے میں ان بابا کی مرید بن گئی اور میں نے ہندوستان کے بڑے بڑے مزاروں پر حاضری دی اور جیسا وہاں ہوتے دیکھتی، کرتی۔

ادھر میں ساڑی کی جگہ سوٹ پہننا شروع کیا اور خود کپڑے ڈیزائن کرنا شروع کیا اور میری ڈیزائن ڈریس کی بہت قیمت لگی، میں نے الگ سے مشین خریدی اور خود ڈیزائن کر کے ڈریس تیار کی اور بازار میں فروخت کی میرا کاروبار چل نکلا، ۱۹۸۲ء میں اوکھلا، فیس،2 میں میں نے اپنے کارخانہ کی بنیاد ڈالی اور الگ سے مسلم ورکر رکھے، مجھے کمانے کی دھن لگ گئی اور اللہ نے بھی اس قابل بنا دیا کہ میں نے نہرو نگر میں ۳ ر منزلہ ایک پورا کیمپس خریدا، ہاں ایک بات اور یاد آئی جب میں کارخانہ میں کام کرتی تھی، بابا کو خانقاہ کی ضرورت تھی مری ماں نے میرے نام ایک دوکان کر دی تھی وہی ان کی کل جائیداد تھی، بابا کو خانقاہ کے لئے زمین کی ضرورت تھی سلطان پور غوث آباد میں میں نے اپنی ماں سے کہا وہ دوکان کے کاغذات دے دو اور مجھے ایک مکان خریدنا ہے، میں نے ماں سے جھوٹ بولا ورنہ ماں کبھی کاغذات نہ دیتی، میں نے کاغذات لے کر وہ دوکان اس زمانہ میں ۱۲ ر ہزار کی فروخت کر دی ۱۱ ر ہزار ان بابا کو خانقاہ کے لئے دے دیئے ایک ہزار خود رکھی اس وقت سروس کرتی تھی ۲۵۰ ر روپیہ تنخواہ ۳ ر بچے اور خود اور مکان کرائے کا، ایک ہزار کرایہ جمع کیا اور دلی کورٹ پٹیالہ ہاؤس میں جا کر باقی پیسہ سے اسلام قبول کرنے کی کاروائی پوری کی بس پھر خدا کے نام پر دینے کی دھن سوار تھی میں چاہتی تھی کہ کماؤں اور خدا کے لئے لٹاؤں مجھے کمانے کی دھن لگ گئی، نہرو نگر میں خدا

نے جائیداد دلوادی، وہاں جو ورکر کام کرتے تھے وہ ورکر نماز پڑھتے تھے وہ نماز پڑھنے جاتے اور باہر جا کر نماز کے بہانے پکچر دیکھنے چلے جاتے اور میں نمازیوں کو ہی کام دیتی تھی مگر ورکر چالا کی کرتے، میں نے سوچا مجھے ایسی جگہ کارخانہ کی تلاش کرنی چاہیئے، جہاں مسجد کارخانہ سے ملی ہوئی ہو تب میں نے حاجی کالونی، غفور نگر میں زمین خریدی اور کارخانہ ادھر شفٹ کیا لیکن ادھر چونکہ میں اکیلی کام کرتی تھی اور مسلم ایریا میں مسجد کی وجہ سے میں شفٹ ہوئی تھی تا کہ ورکر نماز ضرور پڑھیں اور دیر تک غائب بھی نہ ہوں کہ کارخانہ میں کام کا نقصان نہ ہو لیکن ادھر کے مسلمانوں نے مجھے بہت تنگ کیا کہ یہ کیسی مسلمان بنی ہے لڑکوں سے کام کراتی ہے طرح طرح کی باتیں..... میرا ذہن پریشان ہو گیا حتیٰ کہ میرا کارخانہ ٹھپ ہونے لگا اور میں بچوں کے پاس نہرو نگر چلی گئی کام بالکل بند کر دیا کہ اسلام میں ورکر سے کام کروانا جائز نہیں اور میں غریبی میں چلی گئی، فاقے ہونے لگے میں نے کترن بیچنا شروع کی اور پھر کچھ سہارا شروع ہوا ادھر کچھ اور اچھی مسلمان بہنیں ملیں، انہوں نے کہا آپ کو غلط بتایا گیا ہے آپ اپنا کاروبار شروع کیجئے اور یہ افسانہ ہے اس کے شوہر مولوی ذوالفقار نے میری بڑی رہنمائی کی اس نے مجھے اپنی ماں بنا لیا اور حقیقی ماں کی طرح میرا خیال رکھنے لگا میں نے حاجی کالونی میں کارخانہ شروع کیا اور نائٹی، ٹاپ اور پٹیالہ شلوار کی ڈیزائننگ کر کے مارکیٹ میں فروخت شروع کر دی اور یہاں بھی میں نے عمارت بنالی اور خود بھی ادھر ہی شفٹ ہو گئی اور تب میں نے جانا کہ جس اسلام پر میں چلتی ہوں قبر پرستی، وہ صحیح نہیں، کلمہ صحیح طرح پر یہیں پڑھا، نماز یہاں آ کر سیکھی، قرآن کریم پڑھا، تبلیغی جماعت کی بہنوں سے میل جول پیدا ہوا میں نے جب نماز سیکھی اور اس کو ادا کیا تو سمجھ میں آیا کہ حدیث

نبوی ﷺ ''نماز مومن کی معراج ہے'' واقعی معراج ہے، (یہ سب کہتے ہوئے وہ آبدیدہ ہوگئیں ہمیں ان کی کیفیت دیکھ کران پر بڑا رشک آیا ہم نے کہا کہ آپ تو بڑی ولی صفت اوراونچی ہستی ہیں) جمیلہ بہن بولیں کہ میں کچھ بھی نہیں اور پھر بڑی تڑپ سے بولیں کہ کسی طرح کاش میری وہ نماز کی کیفیت لوٹ آئے اور مجھ سے کہنےلگیں کہ کوئی عمل بتاؤ کہ مجھے نماز میں پہلے کی طرح معاملہ ہو، ہم نے کہا کہ اللہ بے حدرحیم وکریم ہےاس سے گڑگڑا کر جو مانگو ملتا ہے جمیلہ بہن برجستہ بولیں کہ میرے ساتھ تو ہمیشہ ہی جب جب مانگا سب کچھ ملا بندہ بڑا ناشکرا ہے، بے وفا ہے اسے مانگنا ہی نہیں آتا، مانگتا ہی نہیں ہم نے کہا۔

سوال: اپنے کوئی خاص لمحات بتائیے؟

جواب: رمضان المبارک کا مہینہ تھا میں روزے برابر رکھتی رہی، نمازیں بھی ادا کرتی، لیکن نماز کھڑے ہوکر نہ پڑھ سکتی، مجھے شوگر ہوگئی اور گھٹنوں نے کام کرنا بند کر دیا، جہاں میں رہتی ہوں وہاں میرے ایسے پورشن ہیں کہ بہ آسانی کرایہ دار بھی رکھتی ہوں لیلۃ القدر آ گئی سب لوگ کھڑے ہوکر نوافل میں مصروف تھے میں بھی اسی رات جاگ رہی تھی، پیروں کے درد کی وجہ سے اٹھ نہ سکتی تھی کسی مسلم بہن نے بھی مجھے اس رات کے بارے میں کچھ خاص نہ بتایا اور میرا دل پھٹا جا رہا تھا کہ کوئی آئے مجھے تسلی دے اس رات کی عظمت کے بارے میں بتائے میں ایسے میں کیسے عبادت کروں، میری مدد کرے، پھر بے بسی کی کیفیت طاری ہوئی میں بیٹھے بیٹھے سجدہ میں جا گری اور اسی طرح مالک کے سامنے آہ وفغاں کی تڑپ تڑپ کر روئی، روتے روتے زور زور سے میری چیخیں لگ گئی مجھے کچھ ہوش نہ رہا بس خدا اور میں فریادی اور بے بسی ایسی کہ عبادت اور نماز بھی کھڑے ہوکر نہ پڑھ سکوں اس کا

احساس ہوا کہ یکا یک مجھے لگا میں کھڑی ہوسکتی ہوں اور میں سیدھی کھڑی ہوگئی اور اس رات میں نے کھڑے ہوکر خوب نماز ادا کی اور میں چلنے پھرنے سے معذور چلنے پھرنے لگی اور کئی سال تک میں ایسی رہی کہ مجھے کوئی بیماری نہیں تھی شوگر بھی ختم ہوگئی آگے بولیں کہ بس بہن ہم بہت نکمے ہیں، پھر دنیاداری میں پھنس گئی اور پھر وہی بیماری۔

میں نے فضائل اعمال پڑھنا شروع کی، جب میں نے یہ پڑھا کہ جس کا بیٹا حافظ قرآن ہوگا اس کو آخرت میں اس بیٹے کی ماں کو جنت میں تاج پہنایا جائے گا میں تڑپ گئی کہ اللہ اب میں کیا کروں میرے دو بیٹے ہیں ان کی شادی ہو چکی، بچے بھی ہوگئے اور کیونکہ میں بس صلی علی کا یا محمد، المدد کرمدد اور قبروں پر جانے کو مسلمان سمجھتی تھی بس خود ہی مسلمان بنی رہی مجھے خاندانی حالت پر رہے ان کی شادی میں نے ہندو لڑکی سے کی اور بچے پھر اس نعمت سے محرومی نے دکھی کر دیا، میں زار قطار روئی کہ سب حافظوں کی ماؤں کو تاج پہنایا جائے گا، میرے لیئے کوئی تاج نہ ہوگا میرا کوئی بیٹا حافظ نہیں ایک پڑوسن دیندار تھی میرے ہر وقت کے رونے کو دیکھ کر کہنے لگیں کہ تم میرے بیٹے کو پڑھالو حافظ بنالو، دوسروں نے کہا کہ کوئی غریب بچہ پڑھالو، میں نے غریب بچہ کی تلاش شروع کر دی، ایک بچہ جس کا نام احتشام تھا اس کو پڑھانے کے لئے سہارنپور مدرسہ سوکڑی میں چھوڑا اور وہ الحمدللہ حفظ کر رہا ہے، پھر مجھے لوگوں نے کہا، ایسے تاج نہیں پہنایا جائے گا آپ بن ماں باپ کا بچہ تلاش کرو اس کو حفظ کراؤ، اب میں اور رونے لگی اور لگتا تھا کہ روتے روتے جان چلی جائے گی کہ ہائے محرومی مجھے تاج نہ پہنایا جائے گا، اب میں نے کسی ہندو غریب کی جھگی جھونپڑی میں تلاش شروع کر دی ایک بچہ خدا نے مجھے

ملوایا، جو بن ماں باپ کا ہے عبداللہ اس کا نام رکھا اسے رائے پور سہارن پور کی طرف لے کر گئی اور اسے پڑھا رہی ہوں، ماشاءاللہ اس کا ۱۲؍واں پارہ ہے رائے پور میں پڑ رہا ہے دونوں بچوں کے لئے کپڑا خرچ وغیرہ لے جاتی ہوں میرا پوتا میرے پاس رہتا ہے، ۱۳؍سال کا ہے، اسے حوض والی مسجد میں بھیجا ہوا ہے امن نام ہے دعا کرو وہ بھی حافظ ہو جائے، آمین، یہ سب سنتے ہوئے ہم سناٹے میں گنگ بیٹھے ہوئے تھے کہ یا اللہ فضائل اعمال کی حدیث پڑھی اور کس طرح عمل پیرا ہوئی؟ اور ہمارا کیا حال ہے کہ ہم پیدائشی مسلمان حفظ تو حفظ ناظرہ پڑھنا بھی کسر شان اور سب سے پہلے انگلش میڈیم اس کول کی دوڑ رواں رواں خوف خدا سے کھڑا ہو گیا کہ ہمارے اس سلوک کی وجہ سے خدا ہمارے ساتھ کیسا معاملہ فرمائے گا میں نے کہا جمیلہ بہن آپ قابل مبارک باد ہیں دعاء کریں اللہ ہمیں بھی آپ کی طرح بنادے، آمین ثم آمین

ہم حالانکہ کافی وقت لے چکے تھے مگر دل چاہتا تھا کہ اپنی روداد سنائی جائیں اور ہم سنتے جائیں ہم نے کہا اور کچھ خاص بتائیے بولیں فضائل اعمال میں پڑھا کہ سود خور کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا کہ اس کے پیٹ میں سانپ بچھو ہوں گے۔

ہمارے یہاں ہفتہ میں اجتماع ہوتا ہے اور میں پنجاب وغیرہ بھی جاتی ہوں وہاں ہندو بہنیں میرا وعظ سنتی ہیں جالندھر میں میں نے جب یہ سود والی حدیث سنائی تو سب نے یقین کر کے وہاں سود لینا دینا چھوڑ دیا ہندو ہو کر اور وہ بے چین رہتی ہیں کہ اپنے دھرم کی اور بات بتاؤ تب میں نے کہا آپ پروگرام بنائیں انشاءاللہ ہم لوگ بھی چلیں گے، دعوت کے اوپر بات کریں گے بولیں کہ جی لوگ پیاسے ہیں مجھے تو کچھ زیادہ معلومات نہیں بس فضائل اعمال اور قرآن

ہندی ترجمہ سے پڑھا ہے آپ لوگ اگر آگے آئیں تو لوگ پیاسے کھڑے ہیں ذرا سے اشارے کی دیر ہے دامن اسلام میں آ جائیں گے، (تب اور اپنے اوپر شرمندگی ہوئی اور اپنے ساتھ تمام مسلم لوگوں سے شکوہ ہوا کہ واقعی ہم اپنے ہی دائرہ میں رہتے ہیں کھانا پینا اور اپنے کو بچوں کو کھلانا پلانا اور انجینئر، ڈاکٹر وغیرہ وغیرہ کی آرزو رکھنا یہ ہی مقصد حیات سمجھے ہوئے ہیں اللہ سے ہم نے توبہ کی اور کچھ کرنے کا عزم کیا) آگے سلسلہ کلام کو جاری رکھنے کے لئے ہم نے پوچھا کہ:

سوال: شہناز بہن بتا رہی تھیں کہ آپ شوہر سے ۲۵؍سال بعد ملی ہیں اور آپ کے شوہر بھی مسلمان ہو گئے ہیں اور آپ کا دوبارہ نکاح ہوا ہے یہ سب کیا قصہ ہے؟

جواب: جمیلہ بہن بولیں کہ میرے شوہر نے ۲۵؍سال سے میرا اور میرے بچوں کا کوئی خرچ نہیں اٹھایا اب وہ پچھلے دنوں ریٹائر ہوئے اور انہوں نے فنڈ کے پیسے سے ایک فلیٹ خریدا اور حالات کچھ ایسے بنے کہ وہ فلیٹ انہیں گروی رکھنا پڑا، ناچار میرے نہرو نگر والے فلیٹ میں جہاں میرے دونوں لڑکے اپنی فیملی کے ساتھ رہتے ہیں ان کو وہاں آنا پڑا میں برابر سب رشتہ داروں سے ملتی ہوں، جب کچھ دن باپ کو بیٹے اور بہو کے پاس رہتے ہو گئے تو بڑی بہو نے انہیں باہر کر دیا اب یہ دوسرے بیٹے کے گھر میں گئے، دیکھتی کیا ہوں ایک دن میری بڑی بہو ان کو کھانا دیتی ہے ایسے جیسے کسی کتے کو ڈالتے ہیں میں نے کہا تم اس طرح کرتی ہو، اس طرح تو کسی کتے کو بھی نہ دیتے ہوں، خیر میں حسب معمول خرچ دینے کے لئے رائے پور حافظ بچے کے پاس گئی وہاں ایک دہلی جامعہ ملیہ کا بچہ سروس چھوڑ کر گیا ہے اب حفظ کرتا ہے رائے پور میں رہتا ہے خدا نے اسے دین پر لگا دیا ہے وہ بولا اماں جی! مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے، اس نے میری سب کہانی

کا حال اس نومسلم بچے نے بتا دیا ہوگا، بولا آپ کے شوہر ہندو ہیں، آپ پر فرض ہے کہ آپ اپنے شوہر کو دین کی دعوت دیں مجھے ان کے سلوک کی وجہ سے ان کے ساتھ کوئی تعلق محسوس نہ ہوتا تھا، میں نے کہا کہ بیٹے وہ تو بہت بڑے شرابی ہیں شراب کے بغیر رہ ہی نہیں سکتے، وہ بچہ بولا کہ اماں! اگر آپ کو شراب کا گلاس بھر کر بھی دین کی دعوت دینی پڑے، آپ دین کی دعوت دیں یہ دعوت دینا اتنا ضروری ہے مجھے امید ہے انشاء اللہ وہ ضرور ایمان لے آئیں گے، آپ ایسے جذبہ والی ہیں، آپ یہ کام ہر حال میں کریں، اب میں گھر آ گئی میں نے فون اٹھایا ادھر سے فون انھوں نے اٹھایا مگر میں کچھ ہمت نہ کر سکی عجیب شرم محسوس ہوئی مگر دل میں اللہ سے گڑگڑاؤں، اے اللہ ایمان کی دعوت دے دوں ایسی ہمت عطا کر، میری بہن ہندو ہے مگر سب کلمہ درود جانتی وہ بھی بہنوئی کی ایسی درگت سے دکھی تھی، وہ روز کہتی کہ تو مسلمان بن جا تیری زندگی بن جائے گی دیکھ میری بہن کی مسلمان بننے سے کیسی زندگی بنی ہوئی ہے روز روز کہتی رہی ایک دن دیکھتی کیا ہوں کہ زبردستی میرے شوہر کو میرے گھر لے آئی ہے، میں ناراض ہوئی کہ تو اس ہندو شرابی کو کیوں لے کر آئی ہے؟ وہ بولی یہ مسلمان بننے کو تیار ہے غفار منزل کی مسجد میں صبح ۱۰ر بجے کسی مولانا کا بیان ہوا، ان کو وہاں لے کر گئے اور وہاں پر مولانا نے ان کا نکاح پڑھایا کلمہ پڑھایا، انہیں کا بیان تھا، وہ کلمہ پڑھا کر جانے لگے میں روٹھی روٹھی تھی، میرے بیٹے ذوالفقار نے ان سے کہا میری جمیلہ ماں کو سمجھایئے پردہ کیئے بیٹھی ہیں، پردہ چھوڑیں اور ناراضگی بھی ختم کریں، مولانا نے مجھے سمجھایا میری سمجھ میں بات آ گئی، مگر ۲۵ سال سے الگ رہتی ہوں عجیب سا حجاب آتا ہے، ویسے جتنا کچھ ہو رہا ہے خدمت کر رہی ہوں، آج ۲۲ر دن ہو گئے

شراب کو ہاتھ تک نہیں لگایا ہے۔

سوال: آپ ان کی نماز وغیرہ کے بارے میں اور تمام ارکان اسلام کے بارے میں کیا فکر کرتی ہیں؟

جواب: ماشاء اللہ پانچوں وقت مسجد جا رہے ہیں کسی نے کہا کہ پھلت میں ایک بہت بڑے حضرت جی ہیں ان سے ضرور ملوائیے، وہ ۳ر دن کے لئے پھلت گئے مگر حضرت جی نہیں مل سکے، ہم نے کہا کہ آپ ان کو دہلی بٹلہ ہاؤس دارارقم میں بھیجئے وہاں ان کو فائدہ ہوگا اور حضرت جی سے ملاقات بھی ہو جائے گی جمیلہ بہن کہنے لگی، آپ کی بڑی مہربانی ہوگی، اگر آپ ان کی تربیت کا انتظام فرما دیں میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ کاش جگہ جگہ پر تربیتی سینٹر قائم ہو جائیں اور خدا سے دل ہی دل میں دعاء کی رب العالمین مجھے اس قابل بنا دے کہ نومسلم بھائی بہنوں کو آشیانہ فراہم کر سکوں اور تربیت کے لئے دردمند، پرخلوص اسکالر جمع کر دوں کہاں لوگوں کو لگے ''ہم اسلام میں آ کر امن میں آ گئے جنت میں آ گئے محبت کی چھاؤں میں آ گئے، حالانکہ کافی دیر ہو چکی تھی مگر سب سے اہم سوال ان کی اولاد کے بارے میں پوچھنا باقی تھا میں نے کہا کہ:

سوال: جمیلہ بہن جب آپ شروع سے علیحدہ اور اپنے بل بوتے پر اپنے بچوں کے ساتھ ہیں تو پھر آپ نے اپنے بچوں کو ہندو کیسے رہنے دیا؟

جواب: وہ بولیں کہ کسی مسلمان نے مجھے کچھ بتایا نہیں سچ پوچھئے تو ادھر حاجی کالونی میں صحیح مسلمان میں خود بنی ہوں ویسے میرے دونوں لڑکے بسم اللہ، الحمد للہ سب پڑھتے ہیں بڑی بہو تو کٹر ہے لیکن چھوٹی بہو نرم دل ہے چھوٹا بیٹا میرے ساتھ کام کرتا ہے بلکہ اب فیکٹری دوکان سب کچھ وہی سنبھالتا ہے بس بہو سے ڈرتا

ہے۔

ہم نے کہا، ایسا کرتے ہیں کہ آپ کے بیٹے کی بیوی کو دعوت کھانے پر بلاتے ہیں اور ہم کچھ کوشش کرکے دیکھتے ہیں وہ بہت خوش ہوگئیں بولیں نہیں پہلے میں آپ کی دعوت کروں گی اور اپنی بہو کو بلالوں گی، سویرے شام سے بلالوں گی آپ اس سے مل لیجئے اور پھر اپنے گھر آنے کی دعوت بھی دے دیجئے ہم نے کہا کہ ٹھیک ہے مگر نیک کام میں دیر نہیں ہونی چاہیئے کچھ دیر خاموشی طاری رہی اور سب سر جھکائے بیٹھے تھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ ہم کسی اور دیس کی باتیں سن رہے ہیں میں نے کہا افسانہ آپ بھی بہت خوش قسمت ہیں اور قابل مبارک باد بھی کہ بیچ میں ہی جمیلہ بہن بولیں: میرا یہ منھ بولا بیٹا ذوالفقار اور بہو افسانہ مثالی بہو بیٹے ہیں، میں ان کے ساتھ حج بھی کر چکی ہوں اور ان دونوں کے لئے بے حد تعریفی کلمات بولتی گئیں اور دعاؤں کا دریا بہاتی رہیں اور میں سوچ ہی رہی تھی کہ شہناز بہن کی وجہ سے جاوید اشرف صاحب کی وجہ سے اللہ کتنے اچھے اچھے مثالی لوگوں سے ہمارا تعلق جوڑ رہا ہے، جمیلہ بہن نے جس طرح سے ان بیٹے بہو کی قربانی ایثار، خلوص و محبت کا تذکرہ کیا، اگر لکھنا شروع کردوں تو انٹرویو اور لمبا ہو جائے گا اور ڈر ہے چھپنے سے رہ جائے میں تو شہناز، افسانہ جمیلہ صاحبہ کی گرویدہ ہوگئی اور اپنے حال پر ندامت اور شرمندگی کہ اللہ دنیا میں اب بھی دور نبی ﷺ کی نقل کرنے والے لوگ موجود ہیں اور ہمارا کیا ہوگا اپنے میں مست رہتے ہیں سچ لکھ رہی ہوں میرا رونگٹا رونگٹا خوف خدا سے کانپ رہا تھا اور کانپتا ہے آپ سب لوگوں سے دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ ہمیں دین کی خدمت کے لئے چن لے۔ آمین ثم آمین

اب ایک اور سوال میرے دل میں مچل رہا تھا کہ میں ایسی عبادت گزار اور خوش اخلاق ملنسار اور صدقہ خیرات کرنے والی اور تبلیغ کے لئے ہر وقت چلت پھرت کرنے والی کے اللہ سے معاملات سرگوشیاں بھی عجیب طرح کی ہوتی ہیں حالانکہ یہ ضروری نہیں، نیکی کی شرط ہے مگر گمان ایسا قدرتی ہوتا ہے، میں نے کہا:

سوال: کچھ خاص اللہ کے کرم فرمائیاں سنائیے؟

جواب: بولیں کہ میں نے ایک خواب دیکھا کہ میرا ایک کمرہ ہے جو بے حد حسین ہرے طوطیا رنگ کا ہے کہ رنگ کا حسن بیان سے باہر ہے وہاں میں اور ایک آدمی مسجد میں پڑے ہوئے ہیں بے حد حسین ناقابل بیان عورتیں، ہیرے جواہرات، زمرد، موتیوں کے تھال لیے بیٹھی ہوئی ہیں، دوسرا خواب کہ میں لاانتہا اونچائی پر کھڑی ہوں بے حد سفید لباس میں اور میرے چاروں طرف بے حد شفاف پانی، میری آنکھ کھل گئی تعبیر تو اللہ جانتا ہے کیا ہے مگر بے حد سکون محسوس ہوتا ہے، ایک بار دیکھا کہ چٹیل میدان ہے میں اور میرا پوتا امن میرے ساتھ ہے کہ زبردست زلزلہ آتا ہے بڑا خوفناک، میں الحمد شریف پڑھنے لگتی ہوں کہ ایک دم زلزلہ الحمد پڑھنے سے رک جاتا ہے، اب کافی دیر ہو چکی تھی اور ان کو گھر جانے کی جلدی بھی تھی کیونکہ ان کے شوہر جو کہ پہلے کیلاش اور اب جمیل احمد ہیں اکیلے تھے، ہم نے ان کا شکریہ ادا کیا اور آخری سوال کیا۔

سوال: ارمغان پڑھنے والوں کے لئے کوئی پیغام؟

جواب: بولیں میرا پیغام ہے کہ ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں ہندوؤں سے میل جول رکھیں یہ سرحدیں دوریاں گرائیں، ہندو قوم، مسلم دھرم کے بارے میں جاننے کو بے چین، متجسس رہتی ہے قریب آئیں لوگ جوق در جوق اسلام میں کھنچے

چلے آئیں گے،سلام دعاء اور آئندہ مستقل ملاقات کے وعدوں کے ساتھ وہ ہمارے گھر سے رخصت ہوئیں،اور اب میں سوچ رہی ہوں کہ جب صرف ایک جاہل ان پڑھ ورکر کے ستر پوشی کے خیال سے ایک بہن ایمان میں آ گئی اور ان کے ذریعہ حفاظ اور خاندان کا اسلام میں آنا اور تبلیغ غیر مسلموں میں اور مسلمانوں میں کرنا خانقاہیں بنوانا،مسجدوں اور مدارس میں دینا دلانا اور جانے کتنے خیر خواہی کے کارنامے ہیں اور اگر جو عالم لوگ ہیں ہمارے ہندوستان کے اور بیرونی ہندوستان کے اٹھ کھڑے ہوں اور ایک جملہ ہی خیر خواہی کا کسی ہندو بھائی بہن سے بول دیں تو بیس کروڑ تو مسلمان ہندوستان میں ہیں اور باقی دنیا میں کتنے ہوں گے،دنیا امن کا گہوارہ بن جائے گی کاش مسلمان اپنا منصب پہچانیں اور اگر کچھ بھی نہ کرسکیں تو اتنی تو میری التجاء ہے ضرور کریں کہ اپنے ان خونی رشتوں کے بھائی بہن کے لئے رات کو تنہائی میں آنکھوں سے دو آنسو گرالیا کریں کہ اللہ ان کے لئے ایمان کی ہدایت مقدر فرمادے۔آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، جولائی ۲۰۰۸ء

ماسٹر محمد عامر (بلبیر سنگھ) سے ایک چشم کشا ملاقات

ماسٹر محمد عامر : السلام علیکم ورحمۃ اللہ

احمد اواہ : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : ماسٹر صاحب ایک عرصے سے ابی کا حکم تھا کہ میں ارمغان کے لئے آپ سے انٹرویو لوں اچھا ہوا آپ خود ہی تشریف لے آئے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔

جواب : احمد بھائی آپ نے میرے دل کی بات کہی، جب سے ارمغان میں نو مسلموں کے انٹرویو کا یہ سلسلہ چل رہا ہے،میری خواہش تھی کہ میرے قبول اسلام کا حال اس میں چھپے،اس لئے نہیں کہ میرا نام ارمغان میں آئے ، بلکہ اس لئے کہ دعوت کا کام کرنے والوں کا حوصلہ بڑھے اور دنیا کے سامنے کریم وہادی رب کی کرم فرمائی کی ایک مثال سامنے آئے اور دعوت کا کام کرنے والوں کو یہ معلوم ہو کہ جب ایسے کمینے انسان اور اپنے مبارک گھر کو ڈھانے والے کو اللہ تعالیٰ ہدایت سے نواز سکتے ہیں تو عام شریف اور بھولے بھالے لوگوں کے لئے ہدایت کے کیسے مواقع ہیں۔

سوال : آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیں؟

جواب : میرا تعلق صوبہ ہریانہ کے پانی پت ضلع کے ایک گاؤں سے ہے میری پیدائش ۶ دسمبر ۱۹۷۰ء کو ایک راجپوت گھرانے میں ہوئی، میرے والد صاحب ایک اچھے کسان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک پرائمری اسکول میں ہیڈ ماسٹر تھے،

وہ بہت اچھے انسان تھے اور انسانیت دوستی ان کا مذہب تھا، کسی پر بھی کسی طرح کے ظلم سے انہیں سخت چڑ تھی ۱۹۴۷ء کے فسادات انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے وہ بہت کرب کے ساتھ ان کا ذکر کرتے اور مسلمانوں کے قتل عام کو ملک پر بڑا داغ سمجھتے تھے بچے کھچے مسلمانوں کو بسانے میں وہ بہت مدد کرتے تھے، اپنے اس کول میں مسلمان بچوں کی تعلیم کا وہ خاص خیال رکھتے تھے، میرا پیدائشی نام بلبیر سنگھ تھا اپنے گاؤں کے اس کول سے میں نے ہائی اس کول کر کے انٹرمیڈیٹ میں پانی پت میں داخلہ لیا، پانی پت شاید بمبئی کے بعد شیوسینا کا سب سے مضبوط گڑھ ہے، خاص طور پر جوان طبقہ اور اس کول کے لوگ شیوسینا میں بہت لگے ہوئے ہیں، وہاں میری دوستی کچھ شیوسینکوں سے ہوگئی اور میں نے بھی پانی پت شاکھا میں نام لکھا لیا، پانی پت کے اتہاس (تاریخ) کے حوالے سے وہاں نوجوانوں میں، مسلمانوں خاص طور پر بابر اور دوسرے مسلمان بادشاہوں کے خلاف بڑی نفرت گھولی جاتی تھی، میرے والد صاحب کو جب میرے بارے میں معلوم ہوا کہ میں شیوسینا میں شامل ہوگیا ہوں تو انہوں نے مجھے بہت سمجھایا، انہوں نے مجھے اتہاس کے حوالے سے سمجھانے کی کوشش کی، انہوں نے بابر خاص طور پر اورنگ زیب کی حکومت کے انصاف اور غیر مسلموں کے ساتھ ان کے عمدہ سلوک کے قصے سنائے اور مجھے بتانے کی کوشش کی کہ انگریزوں نے غلط تاریخ ہمیں لڑانے کے لئے اور دیش کو کمزور کرنے کے لئے گھڑ کر تیار کی ہے، انہوں نے ۱۹۴۷ء کے ظلم اور قتل غارت گری کے قصوں کے حوالے سے مجھے شیوسینا سے باز رکھنے کی کوشش کی، مگر میری سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

سوال: آپ نے پھلت کے قیام کے دوران بابری مسجد کی شہادت میں اپنی

شرکت کا قصہ سنایا تھا، ذرا اب دوبارہ تفصیل سے سنائیے؟

جواب: وہ قصہ اس طرح ہے کہ ۱۹۹۰ء میں اڈوانی جی کی رتھ یاترا میں مجھے پانی پت کے پروگرام کی خاصی بڑی ذمہ داری سونپی گئی رتھ یاترا میں ان ذمہ داروں نے ہمارے روئیں روئیں میں مسلم نفرت کی آگ بھر دی میں نے شیوا جی کی سوگندھ کھائی کہ کوئی کچھ بھی کرے میں خود اکیلے جا کر رام مندر پر سے اس ظالمانہ ڈھانچہ کو مسمار کروں گا، اس یاترا میں میری کارکردگی کی وجہ سے مجھے شیوسینا کے یوتھ ونگ کا صدر بنا دیا گیا، میں اپنی نوجوان ٹیم کو لے کر ۳۰/ اکتوبر کو ایودھیا گیا، راستہ میں ہمیں پولس نے فیض آباد میں روک دیا، میں اور کچھ ساتھی کسی طرح بچ بچا کر پھر بھی ایودھیا پہنچے، مگر پہنچنے میں دیر ہوگئی اور اس سے پہلے گولی چل چکی تھی اور بہت کوشش کے باوجود میں بابری مسجد کے پاس نہ پہنچ سکا میری نفرت کی آگ اس سے اور بھڑکی میں اپنے ساتھیوں سے بار بار کہتا تھا اس جیون سے مر جانا بہتر ہے رام کے دیش میں عرب لٹیروں کی وجہ سے رام کے بھگتوں پر رام جنم بھومی پر گولی چلا دی جائے، یہ کیسا انیائے اور ظلم ہے، مجھے بہت غصہ تھا، کبھی خیال ہوتا تھا کہ خودکشی کرلوں کبھی دل میں آتا تھا کہ لکھنؤ جا کر ملائم سنگھ کے اپنے ہاتھ سے گولی ماردوں، ملک میں فسادات چلتے رہے اور میں اس دن کی وجہ سے بے چین تھا کہ مجھے موقعہ ملے اور میں بابری مسجد کو اپنے ہاتھوں مسمار کروں۔

ایک ایک دن کر کے وہ منحوس دن قریب آیا جسے میں اس وقت کا خوشی کا دن سمجھتا تھا میں اپنے کچھ جذباتی ساتھیوں کے ساتھ ایک دسمبر ۱۹۹۲ء کو پہلے ایودھیا پہنچا میرے ساتھ سونی پت کے پاس ایک جاٹوں کے گاؤں کا ایک نوجوان یوگیندر پال بھی تھا جو میرا سب سے قریبی دوست تھا، اسکے والد ایک بڑے زمیندار تھے اور

وہ بھی بڑے انسان دوست آدمی تھے، انہوں نے اپنے اکلوتے بیٹے کو ایودھیا جانے سے بہت روکا اس کے تاؤ بھی بہت بگڑے مگر وہ نہیں رکا۔

ہم لوگ چھ دسمبر سے پہلے کی رات میں بابری مسجد کے بالکل قریب پہنچ گئے اور ہم نے بابری مسجد کے سامنے کچھ مسلمانوں کے گھروں کی چھتوں پر رات گزاری، مجھے بار بار خیال ہوتا تھا کہ کہیں ۳۰/اکتوبر کی طرح آج بھی ہم اس شبھ کام سے محروم نہ رہ جائیں، کئی بار خیال آیا کہ لیڈر نہ جانے کیا کریں، ہمیں خود جا کر کارسیوا شروع کرنی چاہیئے، مگر ہمارے سنچالک نے ہمیں روکا اور ڈسپلن بنائے رکھنے کو کہا، اوما بھارتی نے بھاشن دیا اور کارسیوکوں میں آگ بھر دی میں بھاشن سنتے سنتے مکان کی چھت سے اتر کر کدال لے کر بابری مسجد کی چھت پر چڑھ گیا، یوگیندر بھی میرے ساتھ تھا، جیسے ہی اوما بھارتی نے نعرہ لگایا، ایک دھکا اور دو، بابری مسجد توڑ دو، بس میری مرادوں کے پورا ہونے کا وقت آ گیا اور میں نے بیچ والے گنبد پر کدال چلائی اور بھگوان رام کی جے کے زور زور سے نعرے لگائے، دیکھتے دیکھتے مسجد مسمار ہو گئی، مسجد کے گرنے سے پہلے ہم لوگ نیچے اتر آئے، ہم لوگ بڑے خوش تھے رام للا کے لگائے جانے کے بعد اس کے سامنے ماتھا ٹیک کر ہم لوگ خوشی سے گھر آئے اور بابری مسجد کی دو دو اینٹیں اپنے ساتھ لائے، جو میں نے خوشی خوشی پانی پت کے ساتھیوں کو دکھائیں، وہ لوگ میری پیٹھ ٹھونکتے تھے، شیو سینا کے دفتر میں وہ اینٹیں رکھ دی گئیں اور ایک جلسہ کیا گیا اور سب لوگوں نے بھاشن میں فخر سے میرا ذکر کیا کہ ہمیں گرو (فخر) ہے کہ پانی پت کے نوجوان شیو سینک نے سب سے پہلے رام بھکتی میں کدال چلائی، میں نے گھر بھی خوشی سے جا کر بتایا میرے پتا جی بہت ناراض ہوئے اور انھوں نے گہرے دکھ کا اظہار کیا اور

Page 46

مجھ سے صاف کہہ دیا کہ ''اب اس گھر میں تو اور میں دونوں نہیں رہ سکتے، اگر تو رہے گا تو میں گھر چھوڑ کر چلا جاؤں گا نہیں تو تو ہمارے گھر سے چلا جا، مالک کے گھر کے ڈھانے والے کی میں صورت دیکھنا نہیں چاہتا، میری موت تک تو مجھے کبھی صورت نہ دکھانا'' مجھے اس کا اندازہ نہیں تھا، میں نے ان کو سمجھانے کی کوشش کی اور پانی پت میں جو سمان (عزت) مجھے اس کارنامہ پر ملا وہ بتانے کی کوشش کی انھوں نے کہا کہ یہ دیش ایسے ظالموں کی وجہ سے برباد ہو جائے گا اور غصہ میں گھر سے جانے لگے، میں نے موقع کو بھانپا اور کہا آپ گھر سے نہ جایئے میں خود اس گھر میں رہنا نہیں چاہتا جہاں رام مندر بھگت کو ظالم سمجھا جاتا ہو اور میں گھر چھوڑ کر آ گیا اور پانی پت میں رہنے لگا۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیں؟

جواب: پیارے بھائی احمد! میرے اللہ کیسے کریم ہیں کہ ظلم اور شرک کے اندھیرے سے مجھے، نہ چاہتے ہوئے، اسلام کے نور اور ہدایت سے مالا مال کیا، مجھ جیسے ظالم کو جس نے اس کا مقدس گھر شہید کیا ہدایت سے نوازا، ہوا یہ کہ میرے دوست یوگیندر نے بابری مسجد کی اینٹیں لا کر رکھیں اور مائک سے اعلان کیا کہ رام مندر پر بنے ظالمانہ ڈھانچہ کی اینٹیں سوبھاگیہ (خوش قسمتی) سے ہماری تقدیر میں آ گئی ہیں سب ہندو بھائی آ کر ان پر (موت دان) پیشاب کریں، پھر کیا تھا، بھیڑ لگ گئی، ہر کوئی آتا تھا اور ان اینٹوں پر حقارت سے پیشاب کرتا تھا مسجد کے مالک کو اپنی شان بھی دکھانی تھی چار پانچ روز کے بعد یوگیندر کا دماغ خراب ہو گیا، پاگل ہو کر وہ ننگا رہنے لگا، سارے کپڑے اتارتا تھا، وہ عزت والے زمیندار چودھری کا اکلوتا بیٹا تھا، اس پاگل پن میں وہ بار بار اپنی ماں کے کپڑے اتار کر اس

سے منھ کالا کرنے کو کہتا، بار بار اس گندے جذبہ سے اس کو لپٹ جاتا اس کے والد بہت پریشان ہوئے بہت سے سیانے اور مولانا لوگوں کو دکھایا، بار بار مالک سے معافی مانگتے، دان کرتے، مگر اس کی حالت اور بگڑتی تھی، ایک روز وہ باہر گئے تو اس نے اپنی ماں کے ساتھ گندی حرکت کرنی چاہی، اس نے شور مچایا دیا، محلّہ والے آئے، تو جان بچی، اس کو زنجیر میں باندھ دیا گیا، یوگیندر کے والد عزت والے آدمی تھے، انھوں نے اس کو گولی مارنے کا ارادہ کرلیا کسی نے بتایا کہ یہاں سونی پت میں عیدگاہ میں ایک مدرسہ ہے وہاں بڑے مولانا صاحب آتے ہیں، آپ ایک دفعہ ان سے اور مل لیں، اگر وہاں کوئی حل نہ ہو تو پھر جو چاہے کرنا، وہ سونی پت گئے تو معلوم ہوا کہ مولانا صاحب تو یہاں پہلی تاریخ کو آتے ہیں اور پرسوں پہلی جنوری کو آکر ۲/ تاریخ کی صبح میں جاچکے ہیں، چودھری صاحب بہت مایوس ہوئے اور کسی جھاڑ پھونک کرنے والے کو معلوم کیا، معلوم ہوا کہ مدرسہ کے ذمہ دار قاری صاحب یہ کام کردیتے ہیں، مگر وہ بھی مولانا صاحب کے ساتھ سفر پر نکل گئے ہیں، عیدگاہ میں ایک دوکاندار نے انہیں مولانا کا دہلی کا پتہ بتایا کہ پرسوں بدھ میں حضرت مولانا نے (بوانے، دہلی) میں ان کے یہاں آنے کا وعدہ کیا ہے، وہ لڑکے کو زنجیر میں باندھ کر بوانہ کے امام صاحب کے پاس لے گئے، وہ آپ کے والد صاحب کے مرید تھے اور بہت زمانے سے ان سے بوانہ کے لئے تاریخ لینا چاہتے تھے مولانا صاحب ہر بار ان سے معذرت کررہے تھے، اس بار انھوں نے ادھر کے سفر میں دو روز کے بعد ظہر کی نماز پڑھنے کا وعدہ کرلیا تھا، بوانہ کے امام صاحب نے بتایا کہ حالات کے خراب ہونے کی وجہ سے ۶/ دسمبر ۱۹۹۲ء سے پہلے ہریانہ کے بہت سے امام اور مدرسین یہاں سے یوپی اپنے گھروں کو چلے گئے

تھے اور ان میں سے بعض ایک مہینہ تک نہیں آئے اس لئے مولانا صاحب نے پہلی تاریخ کو اس موضوع پر تقریر کی اور بڑا زور دے کر یہ بات کہی کہ مسلمان نے ان غیر مسلم بھائیوں کو اگر دعوت دی ہوتی اور اسلام، اللہ اور مساجد کا تعارف کرایا ہوتا تو ایسے واقعات پیش نہ آتے، انھوں نے کہا کہ بابری مسجد کی شہادت کے بیک واسطہ ہم مسلمان ذمہ دار ہیں اور اگر اب بھی ہمیں ہوش آجائے اور ہم دعوت کا حق ادا کرنے لگیں تو یہ مسجد گرانے والے، مسجدیں بنانے اور کرنے والے بن سکتے ہیں، ایسے موقع پر ہمارے آقا **اللّٰھم اھد قومی فانھم لا یعلمون** (اے اللہ، میری قوم کو ہدایت دے، اس لئے کہ یہ لوگ جانتے نہیں) فرمایا کرتے تھے۔

یوگیندر کے والد چودھری رگھوبیر سنگھ جب بوانہ کے امام (جن کا نام شاید مولانا بشیر احمد تھا) کے پاس پہنچے، تو ان پر اس وقت اپنے شیخ کی تقریر کا بڑا اثر تھا، انھوں نے چودھری صاحب سے کہا کہ میں جھاڑ پھونک کا کام کرتا تھا مگر اب ہمارے حضرت نے ہمیں اس کام سے روک دیا، کیوں کہ اس پیشہ میں جھوٹ اور عورتوں سے اختلاط (میل ملاپ) بہت ہوتا ہے اور اس لڑکے پر کوئی اثر یا جادو وغیرہ نہیں بلکہ مالک کا عذاب ہے، آپ کے لئے ایک موقع ہے، ہمارے بڑے حضرت صاحب پرسوں بدھ کے روز دوپہر کو یہاں آرہے ہیں، آپ ان کے سامنے بات رکھیں، آپ کا بیٹا ہمیں امید ہے کہ ٹھیک ہوجائے گا، مگر آپ کو ایک کام کرنا پڑے گا، وہ یہ کہ اگر آپ کا بیٹا ٹھیک ہوجائے تو مسلمان ہونا پڑے گا، چودھری صاحب نے کہا کہ میرا بیٹا ٹھیک ہوجائے تو میں سب کام کرنے کو تیار ہوں۔

تیسرے روز بدھ تھا چودھری رگھوبیر صاحب یوگیندر کو لے کر صبح

۸/بجے بوانہ پہنچ گئے، دوپہر کو ظہر سے پہلے مولانا صاحب آئے، یوگیندر زنجیر میں
بندھا ننگ دھڑنگ کھڑا تھا، چودھری صاحب روتے ہوئے مولانا کے قدموں
میں گر گئے اور بولے کہ مولانا صاحب میں نے اس کمینہ کو بہت روکا، مگر یہ پانی
پت کے ایک اوت کے چکر میں آ گیا مولانا صاحب مجھے شما کرا دیجئے میرے گھر کو
بچا لیجئے مولانا صاحب نے سختی سے انہیں سر اٹھانے کے لئے کہا اور پورا واقعہ سنا۔

انہوں نے چودھری صاحب سے کہا کہ سارے سنسار کو چلانے والے
سروشکتی مان (قادر مطلق) خدا کا گھر ڈھا کر انہوں نے ایسا بڑا پاپ (ظلم) کیا ہے
کہ اگر وہ مالک سارے سنسار کو ختم کر دے تو ٹھیک ہے، یہ تو بہت کم ہے کہ اس
اکیلے پر پڑی ہے، ہم بھی اس مالک کے بندے ہیں اور ایک طرح سے اس بڑے
گھنگھور پاپ (بڑے گناہ) میں ہم بھی قصوروار ہیں کہ ہم نے مسجد کو شہید کرنے
والوں کو سمجھانے کا حق ادا نہیں کیا، اب ہمارے بس میں کچھ بھی نہیں ہے بس یہ ہے
کہ آپ بھی اس مالک کے سامنے گڑگڑائیں اور شما مانگیں اور ہم بھی معافی مانگیں،
مولانا صاحب نے کہا، جب تک ہم مسجد میں پروگرام سے فارغ ہوں آپ اپنے
دھیان کو مالک کی طرف لگا کر سچے دل سے معافی مانگیں اور پرارتھنا (دعا) کریں
کہ مالک میری مشکل کو آپ کے علاوہ کوئی نہیں ہٹا سکتا، چودھری صاحب پھر
مولانا صاحب کے قدموں میں گر گئے اور بولے جی میں اس لائق ہوتا یہ دن کیوں
دیکھتا، آپ مالک کے قریب ہیں، آپ ہی کچھ کریں مولانا صاحب نے ان سے
کہا کہ آپ میرے پاس علاج کے لئے آئے ہیں، اب جو علاج میں بتا رہا ہوں وہ
آپ کو کرنا چاہئے، وہ راضی ہو گئے مولانا صاحب مسجد میں گئے، نماز پڑھی
تھوڑی دیر تقریر کی اور دعا کی، مولانا صاحب نے سبھی لوگوں سے چودھری صاحب

کے لئے دعا کو کہا، پروگرام کے بعد مسجد میں ناشتہ ہوا، ناشتہ سے فارغ ہو کر مسجد
سے باہر نکلے تو مالک کا کرم کہ یوگیندر نے اپنے باپ کی پگڑی اتار کر اپنے ننگے
جسم پر لپیٹ لی تھی اور ٹھیک ٹھاک اپنے والد صاحب سے بات کر رہا تھا، سب
لوگ بہت خوش ہوئے، بوانہ کے امام صاحب تو بہت خوش ہوئے، انھوں نے
چودھری صاحب کو وعدہ یاد دلایا اور اس کو ڈرایا بھی کہ جس مالک نے اس کو اچھا
کیا ہے اگر تم وعدہ کے مطابق مسلمان نہیں ہوتے ہو تو پھر یہ دوبارہ اس سے زیادہ
پاگل ہو سکتا ہے، وہ تیار ہو گئے اور امام صاحب سے بولے، مولانا صاحب میری
سات پشتیں آپ کے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتیں، آپ کا غلام ہوں، جہاں
چاہیں آپ مجھے بیچ سکتے ہیں، حضرت مولانا کو جب یہ معلوم ہوا کہ امام صاحب
نے اس سے ٹھیک ہونے کا ایسا وعدہ کر لیا تھا، تو انھوں نے امام صاحب کو سمجھایا کہ
اس طرح کرنا احتیاط کے خلاف ہے۔

چودھری صاحب کو مسجد میں لے جانے لگے، تو یوگیندر نے پوچھا پتا جی
کہاں جا رہے ہو انھوں نے کہا مسلمان بننے، تو یوگیندر نے کہا، مجھے آپ سے پہلے
مسلمان بننا ہے اور مجھے تو بابری مسجد دوبارہ ضرور بنوانی ہے، خوشی خوشی ان دونوں کو
وضو کرایا اور کلمہ پڑھوایا گیا، والد صاحب کا محمد عثمان اور بیٹے کا محمد عمر نام رکھا گیا،
خوشی خوشی وہ دونوں اپنے گاؤں پہنچے وہاں پر ایک چھوٹی سی مسجد ہے، اس کے امام
صاحب سے جا کر ملے، امام صاحب نے مسلمانوں کو بتا دیا، بات پورے علاقہ
میں پھیل گئی، ہندوؤں تک بات پہنچی، تو قوت دار لوگوں کی میٹنگ ہوئی اور طئے کیا
کہ ان دونوں کو رات میں قتل کروایا جائے، ورنہ نہ جانے کتنے لوگوں کا دھرم خراب
کریں گے، اس میٹنگ میں ایک مرتد بھی شریک تھا اس نے امام صاحب کو بتا دیا،

اللہ نے خیر کی ان دونوں کو راتوں رات گاؤں سے نکالا گیا، پھلت گئے اور بعد میں جماعت میں ۴۰ دن کے لئے چلے گئے، یوگیندر نے پھر امیر صاحب کے مشورہ سے تین چلے لگائے، بعد میں ان کی والدہ بھی مسلمان ہوگئیں، محمد عمر کی شادی دہلی میں ایک اچھے مسلمان گھرانے میں ہوگئی اور وہ سب لوگ خوشی خوشی دہلی میں رہ رہے ہیں گاؤں کا مکان اور زمین وغیرہ بیچ کر دہلی میں ایک کارخانہ لگالیا ہے۔

سوال : ماسٹر صاحب آپ سے میں نے، آپ کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں سوال کیا تھا آپ نے یوگیندر اور ان کے خاندان کی داستان سنائی، واقعی یہ خود عجیب وغریب کہانی ہے، مگر مجھے تو آپ کے قبول اسلام کے بارے میں معلوم کرنا ہے؟

جواب : پیارے بھائی اصل میں میرے قبول اسلام کو اس کہانی سے الگ کرنا ممکن نہیں، اس لئے میں نے اس کا پہلا حصہ سنایا، اب آگے دوسرا حصہ سن لیجیے، ۹/ مارچ ۱۹۹۳ء کو اچانک میرے والد کا ہارٹ فیل ہوکر انتقال ہوگیا، ان پر بابری مسجد کی شہادت اور اس میں میری شرکت کا بڑا غم تھا، وہ میری ممی سے کہتے تھے کہ مالک نے ہمیں مسلمانوں میں پیدا کیوں نہیں کیا، اگر مسلمان گھرانے میں پیدا ہوتے، کم از کم ظلم سہنے والوں میں ہمارا نام آتا، ظلم کرنے والی قوم میں ہمیں کیوں پیدا کردیا، انھوں نے گھر والوں کو وصیت کی تھی کہ میری ارتھی پر بلبیر نہ آنے پائے، میری ارتھی کو یا تو مٹی میں دبانا، یا پانی میں بہادینا، ظالم قوم کے رواج کے مطابق آگ مت لگانا بلکہ ہندوؤں کے شمشان میں بھی نہ لے جانا، گھر والوں نے ان کی اِچھا (خواہش) کے مطابق عمل کیا اور آٹھ دن بعد مجھے ان کے انتقال کی خبر ہوئی، میرا دل بہت ٹوٹا، ان کے انتقال کے بعد بابری مسجد کا گرانا مجھے ظلم لگنے لگا اور مجھے

اس پر فخر کے بجائے افسوس ہونے لگا اور میرا دل بجھ سا گیا، میں گھر کو جاتا تو میری ممی میرے والد کے غم کو یاد کرکے رونے لگتیں اور کہتیں کہ ایسے دیوتا باپ کو تو نے ستا کر ماردیا تو کیسا نیچ انسان ہے میں نے گھر جانا بند کردیا، جون میں محمد عمر جماعت سے واپس آیا تو پانی پت میرے پاس آیا اور اپنی پوری کہانی بتائی دو مہینہ سے میرا دل ہر وقت خوف زدہ سا رہتا تھا کہ کوئی آسمانی آفت مجھ پر نہ آجائے، والد کا دکھ اور بابری مسجد کی شہادت دونوں کی وجہ سے ہر وقت دل سہما سہما سا رہتا تھا، محمد عمر کی کہانی سن کر میں اور بھی پریشان سا ہوا، عمر بھائی نے مجھ پر زور دیا کہ ۲۳/ جون کو سونی پت میں مولانا صاحب آنے والے ہیں، آپ ان سے ضرور ملیں اور اچھا ہے کچھ دن ان کے ساتھ رہیں، میں نے پروگرام بنایا، مجھے پہنچنے میں دیر ہوگئی، عمر بھائی پہلے پہنچ گئے تھے اور مولانا صاحب سے میرے بارے میں پورا حال بتادیا تھا، میں گیا تو مولانا صاحب بڑی محبت سے ملے، اور مجھ سے کہا کہ آپ کی تحریک پر اس گناہ کو کرنے والے یوگیندر کے ساتھ مالک یہ معاملہ کرسکتے ہیں تو آپ کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آسکتا ہے اور اگر اس دنیا میں وہ مالک سزا نہ بھی دے تو مرنے کے بعد ہمیشہ کے جیون میں جو سزا ملے گی آپ اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔

ایک گھنٹہ ساتھ رہنے کے بعد میں نے فیصلہ کرلیا کہ اگر مجھے آسمانی آفت سے بچنا ہے تو مسلمان ہوجانا چاہئے، مولانا صاحب دو روز کے سفر پر جارہے تھے، میں نے دو روز ساتھ رہنے کی خواہش کا اظہار کیا، تو انھوں نے خوشی سے قبول کیا، ایک روز ہریانہ پھر دہلی اور خورجہ کا سفر تھا، دو روز کے بعد پھلت پہنچے دو روز کے بعد میں دل سے اسلام کے لئے آمادہ ہوچکا تھا، میں نے عمر بھائی

سے اپنا خیال ظاہر کیا تو انھوں نے خوشی خوشی مولانا صاحب سے بتایا اور الحمد للہ میں
نے ۲۵ رجون ۱۹۹۳ء ظہر کے بعد اسلام قبول کیا مولانا صاحب نے میرا نام محمد
عامر رکھا اسلام کے مطالعہ اور نماز وغیرہ یاد کرنے کے لئے مجھے پھلت رہنے کا
مشورہ دیا، میں نے اپنی بیوی اور چھوٹے بچوں کی مجبوری کا ذکر کیا تو میرے لئے
مکان کا نظم کردیا گیا، میں چند ماہ پھلت آکر رہا اور اپنی بیوی پر کام کرتا رہا، تین
مہینے کے بعد وہ بھی مسلمان ہوگئی۔ الحمد للہ

سوال: آپ کی والدہ کا کیا ہوا؟

جواب: میں نے اپنی ماں سے اپنے مسلمان ہونے کے بارے میں بتایا، وہ
بہت خوش ہوئیں اور بولیں کہ تیرے پتا کو اس سے شانتی ملے گی، وہ بھی اسی سال
مسلمان ہوگئیں۔

سوال: آج کل آپ کیا کر رہے ہیں؟

جواب: آج کل میں ایک جونیر ہائی اسکول چلا رہا ہوں، جس میں اسلامی تعلیم
کے ساتھ انگریزی میڈیم میں تعلیم کا نظم ہے۔

سوال: ابی بتا رہے تھے کہ ہریانہ پنجاب وغیرہ کی غیر آباد مسجدوں کو آباد کرنے
کی بڑی کوششیں آپ کر رہے ہیں؟

جواب: میں نے عمر بھائی سے مل کر یہ پروگرام بنایا کہ اللہ کے گھر کو شہید کرنے
کے بعد اس بڑے گناہ کی تلافی کے لئے ہم ان ویران مسجدوں کو آباد کرنے اور کچھ
نئی مسجدیں بنانے کا بیڑا اٹھائیں، ہم دونوں نے طئے کیا کہ کام تقسیم کرلیں،
میں تو ویران مسجدوں کو آباد کراؤں اور عمر بھائی نئی مسجدیں بنانے کی کوشش کریں اور
ایک دوسرے کا تعاون کریں، ہم دونوں نے زندگی میں سو سو مسجدیں بنانے اور

واگزار کرانے کا پروگرام بنایا ہے، الحمد للہ ۶ ردسمبر ۲۰۰۴ء تک ۱۳ ر ویران اور
مقبوضہ مسجدیں ہریانہ، پنجاب اور دہلی اور میرٹھ کینٹ میں واگزار کرا کے یہ پاپی
آباد کرا چکا ہے (جولائی ۲۰۰۹ء تک ۶۷ رمسجدیں واگزار اور ۳۷ رنئی مسجدیں بنا
چکے ہیں) عمر بھائی مجھ سے آگے نکل گئے وہ اب تک بیس مسجدیں نئی بنوا چکے ہیں
اور اکیسویں کی بنیاد رکھی ہے ہم لوگوں نے یہ بھی طے کیا ہے کہ بابری مسجد کی
شہادت کی ہر برسی پر ۶ ردسمبر کو ایک ویران مسجد میں نماز شروع کرانی ہے اور عمر
بھائی کو نئی مسجد کی بنیاد ضرور رکھنی ہے، الحمد للہ کوئی سال ناغہ نہیں ہوا، البتہ سو کا نشانہ
ابھی بہت دور ہے، اس سال امید ہے تعداد بہت بڑھ جائے گی، آٹھ مسجدوں کی
بات چل رہی ہے، امید ہے وہ آئندہ چند ماہ میں ضرور آباد ہوجائیں گی، عمر بھائی
تو مجھ سے بہت آگے پہلے ہی ہیں اور اصل میں ہمارا کام بھی ان ہی کے حصہ میں
ہے، مجھے اندھیرے سے نکالنے کا ذریعہ وہی بنے۔

سوال: آپ کے خاندان والوں کا کیا خیال ہے؟

جواب: میری والدہ کے علاوہ صرف ایک بڑے بھائی ہیں ہماری بھابھی کا چار
سال پہلے انتقال ہوگیا ان کی شادی مجھ سے بعد میں ہوئی تھی، ان کے چار چھوٹے
چھوٹے بچے ہیں، ایک بچہ معذور سا ہے ہماری بھابھی بڑی بھلی عورت تھیں، بھائی
صاحب کے ساتھ مثالی بیوی بن کر رہیں ان کے انتقال کے بعد بھائی بالکل ٹوٹ
سے گئے تھے، میری بیوی نے بھابھی کے مرنے کے بعد ان بچوں کی بڑی خدمت
کی، میرے بڑے بھائی خود بہت شریف آدمی ہیں، وہ میری بیوی کی اس خدمت
سے بہت متاثر ہوئے، میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی مگر میری وجہ سے میرے
والد کے صدمہ کی وجہ سے وہ مجھے کوئی اچھا آدمی نہیں سمجھتے تھے، میں نے اپنی بیوی

سے مشورہ کیا میرے بچے بڑے ہیں اور بھائی مشکل سے جی رہے ہیں، اگر میں تمھیں طلاق دیدوں اور عدت کے بعد بھائی تیار ہوجائیں کہ وہ مسلمان ہوکر تم سے شادی کرلیں تو دونوں کے لئے نجات کا ذریعہ بن سکتا ہے، وہ پہلے تو بہت برامانی مگر جب میں نے اس کو دل سے سمجھانے کی کوشش کی تو وہ راضی ہوگئی، میں نے بھائی کو سمجھایا ان بچوں کی زندگی کے لئے اگر آپ مسلمان ہوجائیں اور میری بیوی سے شادی کرلیں تو اس میں کیا حرج ہے اور کوئی عورت ایسی ملنا مشکل ہے جو ماں کی طرح ان بچوں کی پرورش کرسکے، وہ بھی شروع میں تو بہت برامانے کہ لوگ کیا کہیں گے میں نے کہا عقل سے جو بات صحیح ہے اس کے ماننے میں کیا حرج ہے، باہم مشورہ ہوگیا، میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور عدت گزار کر بھائی کو کلمہ پڑھوایا اور ان سے اس کا نکاح کرایا، الحمد للہ وہ بہت خوشی خوشی زندگی گزار رہے ہیں، میرے اور ان کے بچے ان کے ساتھ رہتے ہیں۔

سوال: آپ اکیلے رہتے ہیں؟

جواب: حضرت مولانا کے مشورہ سے میں نے ایک نومسلم عورت جو کافی معمر ہیں شادی کرلی ہے الحمد للہ خوشی خوشی ہم دونوں بھی رہ رہے ہیں۔

سوال: قارئین ارمغان کے لئے کچھ پیغام آپ دینا چاہیں گے؟

جواب: میری ہر مسلمان سے درخواست ہے کہ اپنے مقصد زندگی کو پہچانیں اور اسلام کو انسانیت کی امانت سمجھ کر اس کو پہنچانے کی فکر کریں، محض اسلام دشمنی کی وجہ سے ان سے بدلہ کا جذبہ نہ رکھیں احمد بھائی میں یہ بات بالکل اپنے ذاتی تجربہ سے کہہ رہا ہوں کہ بابری مسجد کی شہادت میں شریک ہر ایک شیوسینک بجرنگ دلی اور ہر ہندو کو اگر یہ معلوم ہوتا کہ اسلام کیا ہے؟ مسلمان کسے کہتے ہیں؟ قرآن کیا ہے اور مسجد کیا چیز ہے تو ان میں سے ہر ایک مسجد بنانے کی تو سوچ سکتا ہے،

Page 51

مسجد گرانے کا تو سوال ہی نہیں ہوسکتا، میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ بال ٹھاکرے جی، ونئے کٹیار، اوما بھارتی اور اشوک سنگھل جیسے سرکردہ لوگوں کو بھی اگر اسلام کی حقیقت معلوم ہوجائے اور یہ معلوم ہوجائے کہ اسلام ہمارا بھی مذہب ہے، ہمارے لئے بھی ضروری ہے، تو ان میں سے ہر ایک اپنے خرچ سے بابری مسجد دوبارہ تعمیر کرنے کو سعادت سمجھے گا، احمد بھائی چلئے کچھ لوگ تو ایسے ہیں جو مسلمان کی دشمنی کے لئے مشہور ہیں مگر ایک ارب ہندوؤں میں ایسے لوگ ایک لاکھ بھی نہیں ہوں گے، ایک لاکھ بھی سچی بات یہ ہے کہ میں شاید زیادہ بتا رہا ہوں، ننانوے کروڑ ۹۹ لاکھ تو میرے والد کی طرح ہیں، جو انسانیت دوست بلکہ اسلامی اصولوں کو دل سے پسند کرتے ہیں، احمد بھائی میرے والد (روتے ہوئے) کیا فطرتاً مسلمان نہیں تھے مگر مسلمانوں کے دعوت نہ دینے کی وجہ سے وہ کفر پر مرگئے میرے ساتھ اور میرے والد کے ساتھ مسلمانوں کا کتنا بڑا ظلم ہے، یہ بات سچی ہے کہ بابری مسجد کو شہید کرنے والے مجھ سے زیادہ ظالم کون ہوسکتا ہے؟ مگر مجھ سے بہت زیادہ ظالم تو وہ مسلمان ہیں، جن کی دعوت سے غفلت کی وجہ سے میرے ایسے پیارے باپ دوزخ میں چلے گئے، مولانا صاحب سچ کہتے ہیں، ہم شہید کرنے والے بھی، نہ جاننے اور مسلمانوں کے نہ پہنچانے کی وجہ سے ہوئے، ہم نے انجانے میں ایسا ظلم کیا اور مسلمان جان بوجھ کر ان کو دوزخ میں جانے کا ذریعہ بن رہے ہیں، مجھے جب اپنے والد کے کفر پر مرنے کا رات میں بھی خیال آتا ہے تو میری نیند اڑ جاتی ہے، ہفتوں ہفتوں نیند نہیں آتی نیند کی گولیاں کھانی پڑتی ہیں، کاش مسلمانوں کو اس درد کا احساس ہو۔

سوال: ہت بہت شکریہ، ماشاء اللہ آپ کی زندگی اللہ کی صفت ہادی اور اسلام کی حقانیت کی کھلی نشانی ہے۔

جواب: بلاشبہ احمد بھائی، اس لئے میری خواہش تھی کہ ارمغان میں یہ چھپے، اللہ تعالی اس کی اشاعت کو مسلمانوں کے لئے ان کی آنکھیں کھولنے کا ذریعہ

بنائے۔آمین

اچھااللہ حافظ

مستفاداز ماہ نامہ ارمغان، جون ۲۰۰۵ء

طیب بھائی ﴿رام ویر﴾ سے ایک ملاقات

احمداواہ : اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

طیب : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : ماہنامہ ارمغاں میں نومسلموں کے انٹرویوز کا سلسلہ کئی سال سے چل رہا ہے جس کیلئے میں نے آپ کو یہ زحمت دی ہے آپ سے انٹرویو لینے کے بارے میں ابی سے کافی روز سے بات چیت چل رہی تھی اور آپ کو ابی سے کوئی کام بھی تھا، اس لئے میں نے آپ کو سونی پت سے بلایا ہے کہ آپ کا کام بھی ہوجائے گا اور میں انٹرویو بھی لے لوں گا؟

جواب : ہاں حضرت نے مجھ سے تین چار مہینے پہلے انٹرویو کے بارے میں کہا تھا۔

سوال : آپ خیریت سے ہیں؟

جواب : الحمدللہ میں بخیر ہوں،

سوال : آپ اپنا تعارف کرائیں؟

جواب : میرا پورا نام رام ویر بن عجب سنگھ تھا ہم سات بھائی بہن تھے دو کا انتقال ہوگیا، اب تین بھائی اور دو بہنیں بچی ہیں، میں کاکڑا ضلع مظفر نگر کا رہنے والا ہوں اور اشرٹ یہ انٹر کالج شاہ پور سے میں نے ہائی اسکول کیا ہے، میرے والد ایک شریف اور بھلے کسان ہیں مگر ہمارا خاندان بہت دھارمک ہندو خاندان ہے، ہندو جاٹ برادری سے میرا تعلق ہے۔

سوال : اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیں؟

جواب : میرے اسلام قبول کرنے کا بھی عجیب اتفاق ہے میرے ذہن میں تو اسلام قبول کرنے کی کوئی بات نہیں تھی اور پڑھائی چھوڑنے اور بیوی کو طلاق دینے کے بعد زندگی بالکل خراب ہوگئی تھی، ہر وقت جنگل میں رہنے اور لوگوں کو پریشان کرنے اور نشہ کرنے کا تو میں عادی ہو چکا تھا میرا تعلق علاقے کے بدمعاشوں سے ہوگیا تھا اور میں جانور سپلائی کرنے والوں کو راستے میں روک کر پیسے چھین کر زندگی بسر کرتا تھا، گھر اور محلّہ والے مجھ سے بہت پریشان تھے گھر والوں نے عاجز آ کر مجھے گھر سے نکل جانے کو کہا، مگر میں نے گھر سے نکلنے سے منع کر دیا اور ٹیوب ویل لگا کر کھیتی کرنے کا فیصلہ کیا، ہمارے کھیت کے برابر میں ایک انصاری ہیں ان کی پرانی ٹیوب ویل بند پڑی تھی، میں نے اس کو صحیح کرنے میں رات دن محنت کی، بالآخر وہ صحیح ہوگئی، میں نے موٹر اور پنکھا ادھار لیے اور چوری سے لائٹ کے کنکشن کر لیے لیکن ٹیوب ویل نے پانی نہیں اٹھایا میں نے اسے چلانے کی بہت کوشش کی، ٹریکٹر سے بھی پمپ چلوایا، لیکن میں کامیاب نہ ہوسکا، بالآخر میں پنڈت کے پاس پہونچا، اس نے ٹیوب ویل پر چڑھاوا چڑھانے کو کہا، میرے پاس کچھ نہیں تھا آخر میرے دل میں یہ آیا کہ دیوتا بھنگ سے خوش ہوتے ہیں، میں نے بھنگ مسل کر اس پر چڑھا دی، پھر بھی پانی نہیں آیا، ایک مرتبہ رات میں برابر کے کھیت والے انصاری (یٰسین) بھی میرے پاس ہی تھے ہم دونوں ٹیوب ویل کے پاس مٹی پر ہی لیٹے ہوئے تھے تو یٰسین کہنے لگے کہ اگر آج اس نے پانی اٹھایا تو میں دو رکعت نماز پڑھوں گا، میں نے کہا تم دو کی بات کرتے ہو میں چار پڑھوں گا، اکثر رات کو ساڑھے دس بجے بجلی آجاتی تھی لیکن اس رات کو بارہ بجکر پینتالیس منٹ پر

لائٹ آئی میں نے یٰسین سے کنکشن کرنے کو کہا، وہ کہنے لگے کہ تم ہی کرلو مجھے تو بجلی سے ڈر لگتا ہے، میرے کنکشن کرتے ہی ٹیوب ویل نے تقریباً ڈھائی میٹر دور پانی پھینکنا شروع کر دیا اور ٹیوب ویل کے سامنے والی سڑک پر پانی گرنے لگا، احمد بھائی (تعجب سے کہتے ہوئے) سوکھی مٹی ہونے کے باوجود پانی کی دھار کی رفتار سے سڑک میں تقریباً ڈیڑھ میٹر گڑھا ہوگیا۔

صبح جب محلے والوں نے دیکھا کہ یہ کامیاب ہوگیا ہے تو وہ سب جمع ہوکر آئے اور ٹیوب ویل بند کرادی کہنے لگے کہ اس لائٹ سے ہم تمہاری ٹیوب ویل نہیں چلنے دیں گے، اپنی لائٹ منظور کراؤ ٹیوب ویل بند ہونے کے بعد یٰسین نماز کے لئے کہنے لگے، انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم نے چار رکعت پڑھنے کا نیم (نذر) کیا تھا اب تمہیں پڑھنی چاہیے کبھی ٹیوب ویل پھر خراب ہوجائے، میں نے کہا چلو پڑھتے ہیں، ہم کبیر پور کھیت کے قریب ایک گاؤں کی مسجد میں نماز پڑھنے جارہے تھے کہ یاسین نے کہا کہ اپنی ٹیوب ویل میں وضو کریں گے، ہم وہاں آئے یاسین نے وضو کیا اور مجھے اچھی طرح غسل کرایا اس کے بعد ہم نے نماز ادا کی نماز کے بعد یاسین کہنے لگے کہ تم مسلمان ہوجاؤ، ہم تمہاری بجلی بھی منظور کرادیں گے، میں نے کہا مجھ سے مسلمان بھی پریشان ہیں وہ مجھے کہاں رکھ لیں گے یاسین نے کہا کہ جب تم مسلمان ہو جاؤ گے تو تم ٹھیک ہوجاؤ گے اور اگر تم ٹھیک بھی نہ ہوگے تب بھی مسلمان تمہیں رکھ لیں گے اور مسلمان نہ بھی رکھیں تو مرنے کے بعد خدا تمہیں جنت میں رکھے گا، میں نے یاسین سے کہا کہ تم مجھے ہر سولی مدرسہ میں لے چلو میں وہاں یہ معلوم کروں گا کہ مسلمان ہوجاؤں یا نہیں؟ ہم دونوں وہاں پہنچے مولانا انیس صاحب سے ملاقات ہوئی ان سے میں نے مسلمان

ہونے کے بارے میں معلوم کیا انہوں نے کہا کہ مسلمان ایسے نہیں بنتے بلکہ
جماعت میں جا کر نماز وغیرہ سیکھنی ہوگی تم چلہ لگاؤ اور دلی مرکز چلے جاؤ میں نے
ان سے کہا کہ مجھے تو کچھ معلوم نہیں تم ہی بھیج دو، انہوں نے مظفرنگر مرکز میں فون پر
بات کی اور مظفرنگر جانے کو کہا، اس وقت میں تیار نہیں تھا اس لئے میں نے اگلے
دن جانے کا وعدہ کرلیا، جانے سے پہلے میں نے اپنی اماں کو بتایا کہ گھر والے مجھ
سے بہت پریشان ہیں اس لئے میں تو جارہا ہوں اور مسلمان ہوجاؤں گا، اس نے
کہا اچھا چلے جانا لیکن کھانا تو کھالے میں کھانا کھا کر اور دوگلاس دودھ پی کر راستہ
میں ایک شخص سے سات سو روپے لے کر مظفرنگر پہنچا جہاں مرکز میں مولانا موسیٰ
صاحب سے ملاقات ہوئی، انھوں نے مجھے بتایا کہ یہاں تو کوئی جماعت نہیں
جارہی ہے، تم پھلت چلے جاؤ، پھلت سے بھی جماعت جاتی ہے، میں پھلت چلا
گیا وہاں ابا الیاس سے ملاقات ہوئی، انھوں نے شام کو حضرت سے ملوایا، حضرت
نے کلمہ پڑھوایا، پھر میری زندگی کے حالات معلوم کئے، جب انھوں نے میرے
حالات سنے تو انھوں نے مجھے بتایا کہ ایمان واسلام اصل میں ایمان وسلامتی میں
خود رہنے اور اپنے سے دوسروں کو امن وسلامتی میں رکھنے کا نام ہے، اس لئے اب
تم مسلمان ہوگئے ہو، تم اگر یہ چاہتے ہو کہ خود بھی امن وسلامتی میں رہو اور اس دنیا
کے بعد ہمیشہ کی زندگی میں بھی سکون وچین اور امن وسلامتی میں رہو تو ضروری ہے
کہ تم اس طرح زندگی گذارو کہ تم سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے اور ہر آدمی کے لئے امن
اور سلامتی کا ذریعہ بنو اس کے لئے سب سے پہلے تمہیں نشہ سے سچی توبہ کرنی ہوگی
اس لئے کہ سب سے زیادہ آدمی نشہ کی حالت میں لوگوں کو ستاتا ہے، ہے، حضرت
نے مجھ سے کہا کہ تم چودھری آدمی ہو، چودھری لوگ بڑے بہادر ہوتے ہیں، ایک

جوان اگر کسی بات کا پکا ارادہ کرلے تو پہاڑ سے دودھ کی نہر کھود نکال سکتا ہے، ایک
جوان مرد اگر پکا ارادہ کرے تو نشہ چھوڑنا کوئی مشکل کام نہیں، مولانا صاحب نے
میرا ہاتھ پکڑا اور کہا پکا ارادہ کرو، مجھ سے وعدہ کرو کہ اب کسی طرح کا نشہ نہ کروں گا،
اب تم ایمان والے ہو اور مسلمان ہوگئے ہو، اب تو نشہ بہت بڑا جرم ہے، میں نے
مولانا صاحب سے وعدہ کیا، احمد بھائی! نشہ کی مجھے اتنی عادت ہوگئی تھی کہ میں
سوچتا تھا، یہ عادت میرے جیون کے ساتھ ہی جائیگی، میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا
کہ مجھ میں نشہ چھوڑنے کے ارادہ کی بھی ہمت ہوجائے گی مگر حضرت کے سامنے
جب میں نے وعدہ کیا تو مجھے یہ نشہ چھوڑنا بالکل آسان کام لگا، شاید یہ میرے
ایمان کی برکت تھی میرے اللہ نے مجھے ہمت دی اور اس تجربے نے نہ صرف مجھے
بہت سی برائیوں سے بچایا بلکہ میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے
انسان کو بڑی ہمت دی ہے، پکا ارادہ کرکے انسان ہر بڑے سے بڑا کام کرسکتا ہے
اس یقین کے ساتھ میں نے نہ جانے کتنے لوگوں سے نشہ اور بیڑی، سگریٹ اور گٹکا
چھڑادیا، پانچ چھ لوگوں سے جوا اور سٹہ چھڑوایا، دو لوگوں سے عورتوں کے ناجائز
تعلقات چھڑوائے، بس میرے اللہ کا کرم ہے، مولانا صاحب نے میرٹھ بھیج کر
میرا سرٹیفکٹ بنوایا، اتفاق سے اگلے دن پھلت سے جماعت جانی تھی میں ان
کے ساتھ چلا گیا، وہاں نماز وغیرہ سیکھی پھر چلہ پورا کرنے کے بعد پھلت واپس
آگیا، حضرت سے ملاقات ہوئی حضرت نے پوچھا یہ زندگی اچھی ہے یا اسلام سے
پہلے کی زندگی؟ میں نے بتایا کہ حضرت مجھے تو بہت سکون ملا ہے، ان چالیس دنوں
میں نشہ تو دور کی بات، کوئی نشہ کرنے والا بھی قریب سے نہیں گزرا اور میری صحت
بھی اچھی ہوگئی ہے، مجھے تو یہ زندگی بہت اچھی لگی، حضرت نے پوچھا اب کہاں

رہنا چاہو گے؟ میں نے کہا آپ جہاں کہیں گے، انھوں نے میری تعلیم کے بارے میں معلوم کیا میں نے بتا دیا، حضرت نے پوچھا: پڑھا سکتے ہو؟ میں نے کہا چھوٹے بچوں کو پڑھا سکتا ہوں، حضرت نے مجھے سونی پت بھیج دیا۔

ایک سال بعد سکوتی میں میری شادی ہوگئی، میری شادی الحمدللہ بہت دین دار اور پڑھی لکھی نیک لڑکی سے ہوئی وہ لوگ سکوتی ٹانڈہ کے رہنے والے ہیں، سکوتی ٹانڈہ میں ہمارے ہندو رشتہ دار بہت سے رہتے ہیں، اس خیال سے کہ کہیں وہ کوئی فتنہ فساد نہ کریں حضرت میری شادی کا پروگرام کھتولی میں میرے ساڑو کے گھر سے بنایا وہ لوگ لڑکی کو لے کر کھتولی آگئے، حضرت دو تین لوگوں کے ساتھ مجھے لیکر کھتولی گئے اور الحمدللہ سادگی سے سنت کے مطابق نکاح اور رخصتی ہوئی میرے والد بھی میرے ساتھ میرے نکاح میں شریک تھے وہ بہت خوش تھے حضرت مولانا (کلیم صاحب) کا بار بار شکریہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ نے میرے لڑکے کو سدھار دیا اس سے پورا علاقہ پریشان تھا اور ہم سب لوگ عاجز تھے، پھلت رخصتی ہوئی تو میری والدہ بھی آگئیں میری اہلیہ سے مل مل کر خوشی سے روئیں اور بار بار ماتھا چومتی تھیں کہ کیسی سوہنی بہو میرے مالک نے مجھے دی ہے، میری اہلیہ نے بھی دو روز کی شادی کے باوجود میری والدہ کی خوب خدمت کی، ابتداء اچھے گھرانہ میں شادی کی وجہ سے مجھے مضبوطی ملی اور مجھے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت دینے میں بڑی قوت ملی، میرے والد صاحب کو جب معلوم ہوا کہ مولانا صاحب نے سکوتی میں ہمارے رشتہ داروں کے فتنہ کرنے کے ڈر سے کھتولی لڑکی بلا کر شادی کی ہے، تو انھوں نے مولانا صاحب سے کہا: مولانا صاحب آپ مجھے پہلے خبر کرتے ہم کسی کے گھیر میں نہیں رہتے ان بیچاروں کو بے

گھر کیا، خود بارات لے کر سکوتی جاتا، میرے بیٹے نے کوئی جرم تو کیا نہیں مسلمان ہو گیا تو اچھا ہی کیا ہے، کیا تھا کیا ہو گیا؟ میں سات جنم تک آپ کا احسان نہیں اتار سکتا میرے گاؤں والوں نے اس کے مسلمان ہونے کے بعد پنچایت کی کہ تیرا بیٹا ادھرم ہو گیا ہے اس پر سختی کرو تو میں نے صاف کہہ دیا وہ ادھرم نہیں بلکہ دھارمک (مذہبی) ہو گیا ہے، دھرم اپنا اپنا معاملہ ہے، میں آپ میں سے کسی کا دیا نہیں کھاتا، اگر زیادہ کرو گے تو کھیت اور گھر بیچ کر میں بھی پرسوں ہی جا رہا ہوں اور بیٹے کے ساتھ میں بھی مسلمان ہو جاؤں گا جب ایسے اوت اور بگڑے ہوئے کو مسلمان نے ایسا سدھار دیا تو مجھ میں بھی سدھار آئے گا، کچھ لوگ ذرا غصہ میں گالیاں دینے لگے تو میں پنچایت سے چلا آیا اور میں نے کہا ابھی ایس پی کے یہاں جا کر رپٹ لکھواؤں گا، کچھ لوگوں نے مجھے روکا اور پھر میٹھی باتیں کرنے لگے، ہم تیری بھلائی میں پنچایت کر رہے تھے، آدمی میں ہمت ہونا چاہئے، میں جب اپنے گاؤں والوں سے نہیں ڈرا تو پھر سکوتی والوں کا کیا ڈر تھا؟ حضرت نے فرمایا ڈرتے تو ہم بھی نہیں، مگر شادی میں کوئی بات ہوتی تو بدمزگی آجاتی، اور اب میں اپنی بیوی کے ساتھ سونی پت میں رہ رہا ہوں، میرے پڑوسی بہت اچھے ہیں، سب لوگ پانچوں وقت کے نمازی ہیں اور میری عزت کرتے ہیں، مجھے ان سے بہت پیار ملا وہ سب میرا بہت خیال رکھتے ہیں، اصل میں جب میں سونی پت آیا تو مدرسہ والوں نے میرے لئے ایک کرایہ کے مکان کا عیدگاہ کالونی میں انتظام کر دیا سب کو معلوم تھا کہ میں نے دو مہینے پہلے اسلام قبول کیا ہے، مجھے نماز کی پابندی اور تسبیح وغیرہ پڑھتے دیکھ کر لوگوں کو شرم آتی میں نے اپنی اہلیہ سے عورتوں میں تعلیم شروع کرائی، میں گشت وغیرہ بھی پابندی سے کراتا تھا رفتہ رفتہ پڑوسی نماز پڑھنے لگے بہت سے بچے میں

نے مدرسے میں داخل کرائے الحمد للہ کافی لوگ نماز کی پابندی کرنے لگے، وہ لوگ میرا بہت احترام کرتے ہیں، میرے محلّہ اور مدرسہ والے جس طرح مجھے پیار کرتے ہیں میں نے اپنے گھر والوں سے بھی ایسا پیار نہیں پایا، یہ محض میرے اللہ کا کرم اور میرے ایمان کا صدقہ ہے۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کو کسی قسم کی پریشانی سے دوچار ہونا پڑا؟

جواب: احمد بھائی، میرے حضرت نے مجھے کلمہ پڑھوایا تھا تو اس وقت مجھے سمجھایا تھا کہ اصل میں ایمان و اسلام خود امن و سلامتی سے رہنے اور دوسروں کو اپنے شر سے بچا کر امن و سلامتی سے رکھنے کا نام ہے، اسلام امن و سلامتی ہے، بلکہ احمد بھائی میں یہ بتانا بھول گیا کہ حضرت نے یہ فرمایا کہ امن و سلامتی، ایمان واسلام سے نکلی ہے، ایمان و اسلام کے بغیر نہ دنیا کے کسی آدمی کو خود امن و چین نصیب ہوسکتا ہے نہ دنیا کو بغیر اسلام و ایمان کے کسی سے امن و سلامتی نصیب ہو سکتی ہے، اس پر میں نے حضرت سے کہا بھی تھا کہ ساری دنیا کے اخباروں اور ٹی وی پر جو خبریں آتی ہیں ان سے یہ لگتا ہے کہ مسلمانوں نے ساری دنیا کے چین کو برباد کر رکھا ہے اور وہ اسلام و جہاد سے پوری دنیا کو آتنک واد (دہشت گردی) کی آگ میں جھونک رہے ہیں، مولانا صاحب نے مجھے بتایا کہ یہ غلط پروپیگنڈہ ہے، کچھ جذباتی مسلمانوں کی ناسمجھی کے بعض فیصلوں سے فائدہ اٹھا کر اسلام مخالف لوگ اسلام اور مسلمانوں کی غلط تصویر پیش کر رہے ہیں، اس کے باوجود اسلام دنیا میں پھیل رہا ہے، مولانا صاحب نے چاروں طرف بیٹھے دسیوں لوگوں کا مجھ سے تعارف کرایا کہ یہ سب ان ہی دنوں میں اندھیروں سے نکل کر اسلام کے سایہ رحمت میں آئے ہیں، انھوں نے قرآن پاک کی آیت پڑھ کر بتایا کہ اس آیت میں

Page 56

اللہ تعالیٰ نے کسی ایک آدمی کی ناحق جان لینے کو پوری دنیا کا قتل بتایا ہے اور قرآن نے صاف اعلان کیا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ "ترجمہ: بے شک اللہ بگاڑ کو پسند نہیں کرتا"

قرآن کو ماننے والے آتنک وادی نہیں ہوسکتے، اسلام رحمت اور امن کا مذہب ہے، مولانا صاحب نے کہا کہ ہم لوگ تو پشتوں سے مسلمان ہیں اس لئے پرانے مسلمان صرف نام کے اور رسمی مسلمان ہیں، جب کسی جسم میں خون خراب ہوجائے تو زندگی کو معمول پر لانے اور صحت کو ٹھیک کرنے کے لئے نئے خون کی ضرورت ہے، اس دنیا کی امن و سلامتی کے لئے نئے خون کی یعنی سوچ سمجھ کر قرآن مجید کے اسلام قبول کرنے والے نومسلموں کی ضرورت ہے، اس لئے آپ لوگوں پر زیادہ ذمہ داری ہے اور اللہ کا شکر ہے نئے لوگ یہ کام کر رہے ہیں، انھوں نے بتایا کہ عراق اور سعودی عرب میں مسلمانوں کو قتل کرنے اور ان سے لڑنے والے امریکی فوجی مسلمان ہو رہے ہیں اور ان فوجیوں کا اسلام کیسا ہوتا ہے اس کے کچھ قصے سنائے۔

میں یہ بتا رہا تھا کہ اللہ کا شکر ہے کہ میں نے اسلام میں امن و سلامتی پائی میں اسلام سے پہلے گھر کے سایہ سے محروم تھا لوگوں کو ستاتا، جنگلوں میں رہنا، لڑنا، مارنا دھاڑنا، میرا کام تھا اور مسلمان ہونے کے بعد دنیا کے جس گھر میں جاتا ہوں، مجھے پیار ملتا ہے، لوگ میرا اکرام کرتے ہیں، شاید میں ایسا مسلمان ہوں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے کوئی پریشانی نہیں جھیلی میرے ہندو خاندان کی طرف سے میری مخالفت کی بجائے میری عزت ہوئی اب وہ میری بات کو عزت

سے سنتے ہیں مجھ سے مشکل معاملات میں مشورہ لیتے ہیں، میرے اللہ نے مجھ بگڑے کو کیسے سنوار دیا میں جان بھی دیدوں تو اس کا شکر ادا نہیں کر سکتا اللہ کا شکر ہے مجھے کسی قسم کی پریشانی سے دو چار ہونا نہیں پڑا، کیونکہ میری تربیت اچھے عالموں کے سپرد رہی ہے، اسلام لانے کے بعد میں نے جو اطمینان وسکون حاصل کیا ہے اس کے بارے میں تو میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا، اللہ تعالیٰ نے میرے لئے نعمتوں کے دروازے کھول رکھے ہیں، میں نے تو کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ میری اتنی اچھی زندگی ہوجائے گی، میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ ہر مسلمان کو میری جیسی زندگی عطا فرمائے۔

سوال: آپ کی اپنے والدین سے ملاقات ہے؟ آپ نے کبھی ان کو دعوت نہیں دی؟

جواب: الحمدللہ میں اور میری اہلیہ دونوں گھر جاتے ہیں، میری والدہ پر ان کے گھر والوں کا دباؤ ہے، ورنہ وہ اندر سے مسلمان ہوگئی ہیں، میں نے ایک بار ان کو کلمہ بھی پڑھوادیا ہے میرے ایک بھائی حضرت کے پاس آتے ہیں، وہ حضرت سے بہت محبت کرتے ہیں، مجھے ایسا لگتا ہے کہ شاید حضرت نے ان کو کلمہ پڑھوادیا ہے، اب وہ مندر بالکل نہیں جاتے ان سے چھوٹا بھائی الحمدللہ سونی پت آیا اور ایک بھتیجہ دونوں نے اسلام قبول کرلیا، ایک چلہ میں گیا ہوا ہے، دوسرا کچھ روز کے بعد انشاء اللہ جماعت میں جائے گا، مجھے امید ہے کہ میرے بہت سے دوست بھی مسلمان ہو جائیں گے وہ خود میرا حال دیکھ کر حضرت سے ملنے کے بڑے (اچھک) مشتاق ہیں، آپ بھی دعا کریں مجھے جب بھی اپنے اسلام کا خیال آتا ہے، مجھے اپنے سارے رشتہ دار اور دوست یاد آتے ہیں، میں بہت دل سے

ان کی ہدایت کے لئے دعا کرتا ہوں۔

سوال: آپ ارمغان کے ذریعہ مسلمانوں کو کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: ہاں میں یہ پیغام دینا چاہوں گا کہ اسلام کے اندر بہت سکون ہے اور بہت بڑی نعمت ہے اور جو نماز کی پابندی کرے گا اس کو یہ سکون حاصل اور جو فارملٹی پوری کرے گا اس کے لئے کچھ نہیں ہے، میں یہی پیغام دینا چاہوں گا کہ ہم سب مسلمان نماز کی پابندی اور قدر کریں اور اسلام کی طرف لوگوں کو بلائیں معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کس کو ذریعہ بنا کر کامیابی و کامرانی کا راستہ کھول دیں، سب سے ضروری بات یہ ہے کہ دنیا میں امن چین اور سلامتی کے لئے، دنیا کے لوگوں کو اسلام کے سایہ میں آنا ضروری ہے، یہ کیسا اندھیر ہے کہ لوگ امن شانتی اور چین سلامتی کے مذہب کو دہشت گردی سمجھنے لگے ہیں، اس میں جہاں شیطان اور شیطانی چیلوں کا لوگوں کو اسلام اور جنت سے دور رکھنے کی سازش کا دخل ہے، وہیں مسلمانوں کے حالات بھی ان کی مدد کرتے ہیں، آپ علاقے کی جیلوں کو جا کر دیکھیں تو زیادہ تر قیدی مسلمان ہیں، حالانکہ جن سنکھیا ہندوؤں کی زیادہ ہے، جب میں ایک دو بار مظفر نگر جیل میں گیا تو وہاں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ قیدیوں میں ۶۷ر فیصد مسلمان تھے جب کہ ہمارے ضلع میں مسلمان شاید ۳۰ یا ۳۵ فیصد ہوں گے، مسلمانوں کے اس اندھیرے کردار کا پردہ بس سازشی لوگ لوگوں کے سامنے اسلام سے دور رکھنے کے لئے لگا دیتے ہیں، اس سے دنیا امن سے محروم ہوتی جارہی ہے، میری درخواست ہے کہ ہر ایمان والے کو اپنا مقام سمجھنا چاہئے کہ وہ ایمان والا اور مسلمان ہے، اس لئے وہ جہاں رہے اس کو یہ خیال رہنا چاہئے کہ وہ رحمۃ للعالمین نبی کا امتی ہے، اس کو اپنے آپ کو امن وسلامتی کا پیامبر سمجھنا چاہئے،

کم از کم وہ جہاں رہے لوگوں کو اپنے شر سے بچائے، دوسروں کے لئے امن و سلامتی کی کوشش کرے جب وہ دوسروں کی فکر کرے گا، تو وہ خود ہر وقت ہر ایک کی ایمان پر موت کی فکر کرے گا، ہم اگر اپنے اسلام کا مطلب سمجھ لیں اور لوگوں کو السلام علیکم کا مطلب سمجھا دیں کہا سلام نے سلام کو پھیلانے کا حکم دیا ہے، تو بس اسلام اور مسلمانوں کی حقیقی تصویر لوگوں کے سامنے آجائے، اس طرف بہت سوچنے کی ضرورت ہے، اسلام کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ تم پر سلامتی ہو چاروں طرف تم پر سلامتی ہو اس کو پھیلانے کا ہمارے نبی نے حکم دیا ہے، پھر اس دین کو ماننے والا کیسے ظالم ہو سکتا ہے؟ کیسے آتنک وادی ہو سکتا ہے؟

سوال: شکریہ جزاک اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، مارچ ۲۰۰۶ء

سعید احمد ﴿ڈاکٹر شیلندر کمار ملہوترا﴾ دہلی سے ایک چشم کشا ملاقات

ڈاکٹر سعید احمد : السلام علیکم ورحمۃ اللہ

احمد اواہ : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: ڈاکٹر صاحب آپ مسقط سے کب تشریف لائے؟

جواب: میں ۳ر نومبر کو مسقط سے آگیا تھا، اصل میں میرا پہلا Agreement (معاہدہ) ختم ہو گیا تھا، وہ لوگ دوبارہ مجھے وہاں پر رہنے کے لئے اصرار کر رہے تھے مگر میں نے درمیان ہی میں فیجی میں ایک معاملہ طئے کر لیا تھا اس لئے مجھے آنا پڑا۔

سوال: چھ مہینے قبل ابی نے آپ کے قبول اسلام کا واقعہ سنایا تھا اسی وقت سے آپ سے ملاقات کا اشتیاق تھا، الحمد للہ آج ملاقات ہوگئی، اصل میں، میں آج آپ کی خدمت میں ابی کے حکم سے انٹرویو کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔

جواب: ضرور ضرور! مجھے حکم کریں، میرے لئے مولانا صاحب کا کیا حکم ہے؟

سوال: ہمارے یہاں پھلت سے ایک دینی دعوتی ماہنامہ ارمغان نکلتا ہے۔

جواب: ہاں ہاں! میں الحمد للہ اس سے واقف ہوں،

سوال: اس کے لئے آپ سے ایک انٹرویو لینا ہے، تا کہ دعوت کا کام کرنے والوں کے لئے بھی مفید ہو اور مسلمانوں کے لئے بھی اسلام کی قدر و منزلت کا

ذریعہ بنے،

جواب :ضرور! میرے لئے خوشی کی بات ہوگی،

سوال : برائے کرم آپ اپنا تعارف کرائیں؟

جواب : میری پیدائش ۷/نومبر ۱۹۵۴ء کو ایک مشہور ملہوترا خاندان میں ہوئی، ہمارا خاندان اصل میں ۱۹۴۷ء میں پاکستان سے ہندوستان آیا تھا، سرگودھا ہمارا آبائی وطن تھا، تبادلۂ آبادی میں سخت مراحل سے گذرنے کی وجہ سے ہمارے خاندان میں بڑا تعصب پایا جاتا ہے، ہمارے خاندان کے اکثر لوگ (مجھے چھوڑ کر) آر ایس ایس اور بی جے پی سے جڑے ہوئے ہیں، ایک بڑے لیڈر بی جے پی کے میرے چچا زاد بھائی ہیں، دہلی میں قرول باغ میں ہمارا گھر ہے، ابتدائی تعلیم مقامی اسکول میں حاصل کرنے کے بعد میرا داخلہ سینٹ اسٹیفن کالج میں ہوگیا، وہیں سے میں نے بی ایس سی کیا اور پھر کیمسٹری میں ایم ایس سی کیا، مجھے ہمیشہ تعلیمی لائن پسند تھی، میرے والد تو زندگی بھر ٹیچنگ لائن سے وابستہ رہے، اس کے بعد میرا سلیکشن آکسفورڈ یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کے لئے ہوگیا، وہاں پر مجھے ملازمت بھی مل گئی، ۶/سالہ دوران ملازمت میں نے ایجوکیشن میں ڈاکٹریٹ (ڈی ایڈ) بھی مکمل کرلیا، والدین کی بیماری اور ان کے اصرار پر مجھے ہندوستان آنا پڑا، مجھے انگلینڈ میں دنیوی زندگی کے لئے بڑے اچھے مواقع تھے، مگر شاید اللہ کو مجھے ہدایت سے نوازنا تھا، اس لئے میں نہ چاہتے ہوئے بھی ہندوستان آگیا، تقریباً دوسال، میں والدین کی بیماری کی وجہ سے تقریباً اسپتالوں ہی میں رہا، آخری درجہ کی علاج کی کوششوں کے باوجود موت نے اپنی سچائی منوائی اور ۱۳/ اکتوبر ۱۹۸۹ء میں میرے والد کا انتقال ہوگیا اور ان کے ۹/روز بعد میری ماں بھی

مجھے چھوڑ کر ان کے پاس چلی گئیں، آج کل نئے معاشرہ میں بوڑھے والدین کو بوجھ سمجھنے کا عام رواج ہے اور ہمارے یہاں تو شاید یورپ سے بھی برا حال ہے، بوڑھے والدین کے لئے بس دنیا ہی میں دوزخ ہے، میرے اللہ کا شکر ہے کہ مجھے اپنے والدین سے حد درجہ محبت تھی اور مجھے ان کی خدمت کا موقع ملا، آخری بیماری میں تو میرا حال دیکھ کر لوگ حیرت کرتے تھے اس تعلق کی وجہ سے مجھے ان کے انتقال کا بہت صدمہ ہوا اور میں نے سنیاس لینے کی سوچی، میں دوسال اسی خیال سے ہری دوار اور رشی کیش کے آشرموں میں رہا، ایک کے بعد ایک آشرم بدلتا رہا اور شانتی اور سکون کی تلاش کرتا رہا، مگر مجھے یہ محسوس ہوا کہ یہاں پر بس دھرم کے نام پر دھندہ کا ایک بازار ہے، ان لوگوں کو چھوڑ کر جو دنیا کی بے چینی سے تنگ آکر اور سب کچھ چھوڑ کر شانتی اور سکون کی تلاش میں یہاں بھٹک رہے ہیں، ہر آدمی اور ہر گرو کا کچھ نشانہ ہے اور صرف لوگوں کو اپنا معتقد بنانا اور ان سے اپنا الو سیدھا کرنا ہے، مجھے خیال ہوا کہ یہاں سے اچھا یہ ہے کہ میں سماجی دنیا میں جا کر اپنی صلاحیت سے لوگوں کو فائدہ پہنچاؤں، دوسال کی اس مدت میں مجھے مذہب سے بڑی مایوسی ہوئی، میں دہلی آگیا، میں ایک روز سمینار میں شریک ہوا جو ''ہندوستانی سماج کی تعلیمی پسماندگی اور اس کا حل'' کے عنوان سے (وزرات فلاح و بہبود انسانی) کے تحت کیا جارہا تھا جہاں پر جناب سوامی کلیان ویو جی مہمان خصوصی کے طور پر مدعو تھے، میرے ایک دوست نے ان سے میرا تعارف کرایا اور میری تعلیم کے میدان میں کچھ خدمت کرنے کا اظہار کیا، سوامی جی کی اوران کے ٹرسٹ کی تعلیمی خدمات کا بھی انہوں مجھ سے تعارف کرایا، اگلے روز صبح کو پنڈارا پارک میں ایک وزیر کی کوٹھی پر ہماری ملاقات طئے ہوگئی اور دو گھنٹے کی ملاقات کے

بعد میں نے سوامی جی اور ان کے ٹرسٹ سے وابستہ ہونے کا فیصلہ کرلیا ان کے ساتھ جڑ کر میں ان کی ذاتی زندگی اور اصول پسندی سے بہت متاثر ہوا اور سماج میں رہ کر اس کی فکر کرنا اور تعلیمی پس ماندگی دور کرنے کے سلسلہ میں فکر مندی میرے مزاج کے بہت قریب لگی، مگر ٹرسٹ میں ان کے کارندوں کی آپسی سیاست میرے لئے وہاں بھی گھٹن کا باعث رہی، اس کے علاوہ جب میں تنہائی میں بیٹھ کر ان سے مذہب اور خدا کے بارے میں بات کرتا تو مجھے ایسا لگتا تھا کہ اتنے بڑے گرو ہونے کے باوجود جیسے کسی سچ کی تلاش میں ابھی غیر مطمئن اور پیاسے ہیں، جب بھی ان سے خدا اور مذہب کے بارے میں بات ہوتی مجھے اس بات کا احساس اور زیادہ ہو جاتا، ان کے ٹرسٹ کے ایک ذمہ دار سے مجھے بالکل مناسبت نہیں ہو پائی جن کی ان کے یہاں بہت زیادہ اہمیت تھی، اس خیال سے مجھے ان کے کام میں انتشار کا ذریعہ نہیں بننا چاہئے میں نے وہ ٹرسٹ چھوڑ دیا اور ۱۹۹۸ء میں دلی پبلک اسکول سے وابستہ ہوگیا، پہلے میں ایک برانچ میں پرنسپل رہا پھر اس کے بعد مجھے اڈوائزر کی پوسٹ پر اصرار کر کے مقرر کیا گیا، اس دوران اللہ کی رحمت نے مجھ پر ترس کھایا اور میرے مشرف بہ اسلام ہونے کا واقعہ پیش آیا، اور مجھے آپ کے والد صاحب نے کچھ روز کے لئے Gulf (خلیج) میں جانے کا مشورہ دیا، میں تین سال کے معاہدے کے تحت مسقط چلا گیا، وہاں میں اپنا معاہدہ الحمد للہ عزت کے ساتھ اور خوش اسلوبی کے ساتھ مکمل کر کے آیا ہوں اور اگلے ہفتے واپس جا رہا ہوں، بس یہ میرا تعارف ہے۔

سوال: آپ اپنے قبول اسلام کا واقعہ بتائیے اور یہ بھی بتائیے کہ اسلام کی طرف کس نے آپ کو دعوت دی؟

جواب: سچی بات یہ ہے کہ مجھے اسلام کی طرف کسی مسلمان یا کسی انسان نے دعوت نہیں دی، بلکہ مذہب حق اسلام نے خود مجھے دعوت دی، ہوا یہ میں احمد آباد میں دلی پبلک اسکول کی برانچ کے قیام کے لئے گیا، ایک ہفتہ کے قیام کے بعد احمد آباد میل سے واپس لوٹا، گاڑی سات گھنٹے لیٹ تھی، دو پہر کے شاید ڈیڑھ دو بج رہے ہوں گے، میں گاڑی سے اترا تو میں نے دیکھا کہ قلی اکھٹے ہو کر ایک طرف کو جا رہے ہیں، مجھے غریبوں اور مزدوروں کے حقوق سے ہمیشہ دل چسپی رہی ہے، مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید یہ کوئی ایجی ٹیشن کرنے جا رہے ہیں، سچی بات یہ ہے کہ ہدایت مجھے بلا رہی تھی ورنہ آج میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ دس بیس قلی آنے والی گاڑی پر اس طرح جاتے ہی ہیں مگر اس وقت میرے خیال میں آیا کہ میں ان کے ایجی ٹیشن میں ان کی رہنمائی کروں، اس لئے میں قلیوں کے ساتھ چلا، میں نے دیکھا کہ انھوں نے پلیٹ فارم پر ایک جگہ سے لوٹے اٹھائے، پانی بھرا اور پلیٹ فارم پر وضو کرنے لگے، مجھے دو پہر کو سب لوگوں کے اس طرح لوٹے اٹھائے اور پھر منھ ہاتھ دھونے سے حیرت ہوئی اور خیال ہوا کہ دیکھنا چاہئے کہ دو پہر کو ہاتھ منھ دھو کر یہ کیا کرتے ہیں؟ خوب اچھی طرح داتون وغیرہ کر کے انھوں نے ہاتھ اور پاؤں دھوئے، اور جگہ پر جو انھوں نے رسیاں باندھ کر نماز کے لئے بنائی ہوئی تھی وہاں چٹائیاں بچھائیں اور سب لائن میں کھڑے ہوگئے ایک آدمی آگے کھڑا ہوا باقی سب بالکل سیدھی صف بنا کر کھڑے ہوگئے اور اس طرح صف کو سیدھا کیا کہ ایک انچ کوئی آگے پیچھے ہوتا تو برابر والا اس کو ٹھیک کھڑا ہونے کو کہتا، ایک کے اللہ اکبر کہنے سے سب ہاتھ پر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوگئے اب مجھے سمجھ میں آیا کہ یہ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں بھار ڈھونے والی قلی قوم کو میں دیر تک جماعت پوری

ہونے تک دیکھتا رہا، مجھے خیال ہوا کہ ایسی جاہل قوم میں ایسا نظم اور ڈسپلن جس مذہب نے پیدا کیا ہے مجھے ضرور اس کو پڑھنا چاہئے، میں اس جذبہ سے اردو بازار پہنچا میرے علم میں تھا کہ وہ بازار اردو اور اسلامی کتابوں کا ہے، ایک کتب خانے پر گیا تو انھوں نے مجھے کتب خانہ انجمن ترقی اردو پر جانے کا مشورہ دیا، وہاں پہنچا تو انھوں نے مجھے مولانا منظور نعمانی صاحب کی کتاب کا انگریزی ترجمہ What Islam Is? (اسلام کیا ہے؟) اور مولانا سید سلیمان ندوی کی Prophet Mohammad The Ideal (خطبات مدراس) پڑھنے کا مشورہ دیا، میں خرید کر لے آیا، مجھے ان دونوں کتابوں نے اسلام سے میری خاندانی دوری کے باوجود اسلام سے بالکل قریب کر دیا بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ ان دونوں کتابوں نے مجھے ایک حد تک مسلمان بنا دیا تو شاید یہ بات بھی صحیح ہو، اس کے بعد مجھے یہ خیال ہوا کہ مجھے اسلام کو اس کی اصل سے پڑھنا چاہئے اور قرآن پاک کے ہندی اور انگریزی ترجمے اردو بازار سے میں لے کر آیا، قرآن پاک کو پڑھ کر مجھے احساس ہونے لگا کہ اسلام میری کھوئی ہوئی مایا ہے اور جیسے جیسے میں قرآن پاک پڑھتا گیا میرے اندر کی اندھیری جگمگانے لگی اور مجھے ایسا لگا کہ (فطرتاً) میں مسلمان ہی پیدا کیا گیا ہوں، جنت دوزخ کے حالات پڑھ کر مجھے یہ بھی خیال ہوا کہ مجھے فیصلہ میں جلدی کرنا چاہئے، اگر اسلام اور ایمان کے بغیر میری موت آگئی تو میری ہلاکت ہے، میں نے اس کے لئے تلاش شروع کی، میں جامع مسجد امام بخاری کے پاس گیا، مگر انھوں نے میرے ساتھ بہت بے رخی کا معاملہ کیا میرے مالک کا مجھے پر کرم تھا کہ میرے لئے خود اسلام نے اپنا دروازہ کھولا، کوئی مسلمان اس کا ذریعہ نہیں تھا، اب میرے لئے قرآنی اسلام اور مسلمانوں کے اسلام میں فرق کرنا

مشکل کام نہیں تھا، اگر میں مسلمانوں کے اسلام سے متاثر ہو کر اسلام کی طرف آتا تو امام صاحب کے پاس حاضری ہی میرے لئے رکاوٹ بننے کے لئے کافی تھی، مگر میں نے تلاش جاری رکھی، میں جماعت اسلامی کے دفتر میں بھی گیا وہ میرا تعارف سن کر شاید شک میں پڑ گئے اور میرے بڑے بھائی جو وزیر ہیں ان کی رشتہ داری ان کے لئے جھجک کا باعث ہوئی، میں ۶/ ماہ تک شاید پچاس لوگوں کے پاس گیا کہ کوئی مجھے مسلمان کر لے، مگر نہ جانے کیوں مجھے کوئی کلمہ نہ پڑھوا سکا، اس دوران میرا مطالعہ جاری رہا اور مجھے روز بروز یہ فکر اور خوف بڑھتا گیا کہ کہیں میں اس حال میں مر نہ جاؤں اور شاید میں اس نعمت کا اہل نہیں ہوں، بار بار میں تنہائی میں اپنے مالک سے فریاد بھی کرتا، میرے مالک آپ ہی مجھے مسلمان کر لیجئے، یہ ۶/ ماہ مجھ پر بہت سخت گزرے اور حد درجہ شکستگی مجھ پر طاری رہی، میری بے چینی بڑھتی گئی، اس دوران میری بڑی بہن کا انتقال ہو گیا، مجھے کریا کرم میں شریک ہونا پڑا میں نے اندر سے مسلمان ہو کر پہلی بار اپنی بہن کو جلتے دیکھا تو میں بیان نہیں کر سکتا کہ مجھ پر کیا گزری میرے والدین کے بعد میری بڑی بہن اس آگ کے واسطہ سے اس دوزخ کی آگ کی طرف چلی گئی، اب اس کے بعد عمر کے لحاظ سے میرا نمبر تھا میری ہمت ٹوٹنے لگی، ساری رات مجھے بے چینی میں نیند نہیں آئی اٹھ کر بیٹھ گیا بڑی آہ وزاری سے دعا کرتا رہا: میرے مالک مجھے ایمان کے بغیر موت نہ آئے۔

صبح کو مجھے خیال آیا کہ مجھے کتب خانہ انجمن ترقی اردو والوں سے بھی مشورہ کرنا چاہئے، شاید وہ کچھ راہ نکالیں، ان کے پاس گیا اور اپنی پوری کہانی سنائی، انہوں نے کہا آپ فوراً پھلت چلے جائیں اور مولانا کلیم صاحب سے ملیں

انہوں نے پھلت کا پتہ بتایا، میں فوراً کتب خانہ سے اپنی گاڑی سے پھلت پہنچا، ۲۴ر مئی ۲۰۰۱ء کو تقریباً ساڑھے گیارہ بجے میں پھلت پہنچا، مولانا کلیم صاحب اندر گھر سے خود ہی کسی سفر کے لئے نکل رہے تھے، گاڑی تیار تھی، بیٹھک میں ان سے ملاقات ہوئی، کھڑے کھڑے میں نے ان سے چڑ چڑے پن سے کہا، میں مسلمان ہونے آیا ہوں، اگر آپ کر سکتے ہوں تو بتائیں ورنہ جواب دیں، مولانا صاحب شاید اس جملہ سے میری پوری داستان سمجھ گئے، انھوں نے کہا اگر آپ کھڑے کھڑے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا چاہتے ہیں تو کھڑے کھڑے پڑھ لیں اور اگر کرسی پر بیٹھ کر پڑھنا چاہیں تو بیٹھ جائیں، میں بیٹھ گیا انھوں نے مجھے کلمہ پڑھوایا اور میرا نام میرے نام کی مناسبت سے سعید احمد رکھا، مولانا صاحب نے مجھے دلی مبارکباد دی اور گلے لگایا، پانی منگوایا اور کہنے لگے اگر آپ برا نہ مانیں تو اپنا تعارف کرادیں اور یہ بتائیں کہ آپ کو اسلام کی کس نے دعوت دی؟ میں نے تعارف کرایا اور بتایا کہ مجھے اسلام نے خود دعوت دی ہے، مولانا نے پورا حال سن کر میری تسلی کے لئے گویا انھوں نے میری مذاق اڑائی اور کہا ڈاکٹر صاحب آپ سائنس داں ہیں مذہب اسلام کو آپ حق سمجھ کر قبول کررہے ہیں اور اسلام کو پڑھ کر آپ نے یہ فیصلہ کیا ہے آپ نے اچھی طرح سمجھا ہوگا کہ اسلام رسموں کا مذہب نہیں ہے، ایمان اللہ اور بندہ کے درمیان سچے رشتے کا نام ہے، جب حق سمجھ کر آپ نے اس کو مان لیا دل کی گہرائی سے تسلیم کرلیا اور باپ دادوں کی بت پرستی اور شرک کو چھوڑنے فیصلہ کرلیا تو آپ اللہ کے نزدیک مسلمان ہوگئے، میں نے جو کلمہ آپ کو پڑھوایا محض آپ کی تسلی اور آپ جیسے سچے اور گناہوں سے پاک مسلمان کے ساتھ کلمہ پڑھنے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے پڑھوایا ہے ورنہ مسلمان تو آپ چھ

ماہ پہلے ہوگئے تھے انھوں نے میرا اس طرح پر مذاق اڑایا کہ میرے سارے جگہ جگہ دھکے کھانے کے زخموں کا علاج ہوگیا اور اب میں ان لوگوں کے بجائے جو کلمہ پڑھوانے سے کتراتے ہیں اپنی حماقت پر خود ہی ہنسا، مولانا صاحب کے یہاں پر تکلف ناشتہ ہوا، انھوں نے اپنے سفر کو ایک گھنٹہ مؤخر کیا اور جن لوگوں نے مجھے کلمہ پڑھوانے سے جھجک محسوس کی حالات کا تقاضہ بتا کر ان کی صفائی کرتے رہے اور مجھے اس پر آمادہ کرتے رہے کہ مسلمانوں کا اسلام پیاسی اور دکھیاری انسانیت کے قبول حق کے راستہ میں رکاوٹ وحجاب ہے ایسے میں اب زیادہ ضرورت ہے کہ قرآنی اسلام کو سمجھنے اور ماننے والے آپ جیسے قرآنی مسلمان، لوگوں کو حقیقی اسلام کا اپنے قول اور عمل سے تعارف کرائیں، بلکہ دردمندی سے دعوت دیں اور چلتے چلتے مجھ سے وعدہ بلکہ عہد لیا کہ دنیا کی اس کمی کے لئے میں کام کروں گا، مولانا صاحب نے اصرار کیا کہ میں کھانا کھا کر جاؤں، مگر یہ چاہتے ہوئے کہ میں مولانا صاحب کے ساتھ کچھ وقت گذارنے کو دل چاہتا تھا میں نے ان کے سفر کی وجہ سے اجازت لی اور خوشی خوشی واپس لوٹا۔

مولوی احمد صاحب! آپ میرے محسن زادے ہیں جو میں اپنی اس خوشی اور سفر کی کامیابی کے مزے کی حالت بتا نہیں سکتا مجھے ایسا لگا جیسے آج ہی میں پیدا ہوا ہوں، میں راستہ بھر سوچتا رہا کہ پوری دنیا کو ایک ملک بنا کر مجھے اس کا بادشاہ بنا دیا جاتا شاید میرے لئے اتنی خوشی کی بات نہ ہوتی اس لئے کہ میں آج اپنے مالک کو گویا راضی کر کے لوٹا تھا۔

دہلی واپس لوٹا تو میں نے اپنی بیوی سے صاف صاف بتادیا انھوں نے گھر والوں سے بتادیا اور میرے گھر میں کہرام مچ گیا میرے بڑے بھائی (جو

وزارت کی کرسی پر تھے) نے بڑے لالچ دیئے اور فیصلہ بدلنے پر زور دیا اور فیصلہ نہ بدلنے پر سخت وارننگ بھی دی، میں نے دوٹوک ان کو اپنا فیصلہ سنا دیا انھوں نے مجھے پارٹی اور ملک کے دو بڑے ذمہ داروں بلکہ وقت کے سب سے بڑے ذمہ داروں سے ملوایا، انھوں نے مجھے ملک کی وزارت کی آفر دی، میں نے وہاں بھی اپنا دوٹوک فیصلہ سنا دیا اور جب وہ زور دیتے رہے اور مجھے چھوڑنے کو تیار نہ ہوئے تو میں سوچنے کو کہہ کر جان چھڑا کر چلا آیا ظاہر ہے اس مبارک فیصلہ کے لئے کچھ سوچنے کے تصور سے بھی کانپ جاتا ہوں، میں نے آپ کے والد صاحب کو ضرور ان ملاقاتوں کی اطلاع دی، انھوں ایک دو روز غور فکر کے بعد یہ مشورہ دیا کہ آپ دلی پبلک اس کول کو چھوڑ کر کچھ روز کے لئے سعودی عرب یا گلف کے کسی ملک میں رہیں میں نے بھی اس رائے کو بہتر سمجھا نیٹ پر دیکھ کر ایک انگلینڈ کے اس کول میں انٹرنیٹ پر اپلائی کر دیا اور نیٹ ہی پر انٹرویو ہوا اور ایک مہینہ میں ہی مسقط تین سال کے لئے چلا گیا، اللہ کا شکر ہے کہ میرا یہ وقت بہت اچھا گزرا۔

سوال: آپ فرما رہے تھے کہ ابی سے آپ نے قرآنی اسلام کی دعوت کا وعدہ اور عہد کیا تھا، اس عہد و پیمان کا کیا رہا؟

جواب: میں نے تین سال مسقط میں گزارے، صرف اور صرف دعوت کو مقصد بنا کر کام کیا، عرب نوجوانوں کو میں نے زندگی کا مقصد سمجھ کر جینے کے لئے تیار کیا اور اپنے ساتھیوں اور رفقاء میں کام کیا، میرے کالج کے پرنسپل جو فرانس کے رہنے والے تھے الحمدللہ مسلمان ہوئے اور انھوں نے پیرس میں جا کر ایک دعوتی ادارہ قائم کیا، ہمارے کالج کے چھ استاذ اور تین ملازموں نے اسلام قبول کیا جن میں تین ہندوستانی، تین امریکی اور تین لوگ لندن کے تھے اور خوشی کی بات یہ ہے کہ

یہ لوگ مع اپنے خاندان کے مسلمان ہوئے، تعداد تو زیادہ بڑی نہیں ہوئی مگر اس بات پر میں اللہ کا حد درجہ شکر کرتا ہوں کہ یہ سب لوگ شعوری طور پر قرآنی مسلمان ہیں جس کالج میں رہا وہاں پر ایسی دعوتی فضا بن گئی کہ ہفتہ واری پروگراموں میں میرا دعوتی لیکچر بڑے شوق سے سنا جاتا رہا، میرے کالج کے پچاسوں شاگردوں کی الحمدللہ ایسی ذہن سازی ہوگئی ہے کہ وہ انشاء اللہ جب تک زندہ رہیں گے دعوت کو مقصد بنا کر جئیں گے، ان میں سے اکثر برطانیہ اور مغربی ملکوں میں ہیں دو جاپان اور دو اٹلی میں دعوتی کام کر رہے ہیں، اصل میں میرے ساتھ بھی مسئلہ تھا کہ میں نے اس وقت خود بھی پڑھنے کی کوشش کی، الحمدللہ قرآن شریف پڑھا اور اردو بھی اب میری اچھی خاصی ہوگئی ہے۔

سوال: اب آپ نے فیجی جانے کا پروگرام بنایا ہے، وہاں پر آپ کی کیا مصروفیت ہوگی؟

جواب: اصل میں یہ فیصلہ میں نے مولانا صاحب کے مشورہ اور ان کی ایما پر کیا ہے، مولانا صاحب فی جی نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا میں دعوت کے لئے بڑے فکر مند ہیں اور وہاں کے حالات سے بہت پر امید ہیں، وہاں پر ان سے وابستہ کچھ لوگ کام کر رہے ہیں، مولانا صاحب کا خیال ہے کہ مغربی ملکوں خصوصاً امریکہ کی دادا گیری اور ظالمانہ رویہ سے مشتعل، نوجوان مسلمانوں کی جہادی تحریکوں سے اسلام کی رحمدلانہ اور سوفی صد رحمت بھری تصویر مسخ ہو کر رہ گئی ہے، اس لئے کہ جذبات میں یہ نوجوان اسلامی اصولوں کو نظر انداز کر کے، مغرب کی دیوالیہ ہو چکی انسانیت کے، اسلام کی طرف آنے میں رکاوٹ اور حجاب بن رہے ہیں، اس لئے ان ملکوں میں دعوت کی ضرورت بھی زیادہ ہے اور یہاں امیدیں بھی زیادہ ہیں اس

لئے میں نے ایک ملازمت تلاش کر لی ہے اور انشاءاللہ جنوری میں میرا وہاں کا سفر ہے، خدا کرے میں مولانا صاحب کی امیدوں کو پورا کرنے کا ذریعہ بن سکوں۔

سوال: مسلمانوں کے لئے کچھ پیغام ارمغان کے واسطہ سے آپ دینا چاہیں گے؟

جواب: بہت زیادہ تو میں کچھ کہنے کے حال میں نہیں ہوں، البتہ میری زندگی خود مسلمانوں کے لئے پیغام اور عبرت ہے، میری یہ بات یقیناً بڑی کڑوی سچائی ہوگی کہ اگر مسلمان سچائی اور حق سے دیوالیہ انسانیت کو حق کی دعوت کا حق ادا نہیں کر سکتے تو کم از کم قرآنی اسلام اور دنیا کے درمیان رکاوٹ اور حجاب نہ بنیں اور اسلام اور انسانیت کے درمیان سے ہٹ جائیں۔

سوال: واقعی یہ بات تو حقیقت ہے مگر آپ کو اس سلسلہ میں بالکل مایوس نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ کسی نہ کسی درجہ میں آپ کو کتاب دینے والے اور جن کتابوں کو آپ نے پڑھا ان کے لکھنے والے اور کلمہ پڑھوانے والے سب لوگ آج کل کے ہی مسلمان ہیں۔

جواب: یہ بات بالکل حق ہے یہ لوگ واقعی قرآنی مسلمان ہیں مگر ایسے مسلمانوں سے عام انسانوں کا رابطہ اور ان کو دیکھنے کا موقع ان کو کب ملتا ہے، غیر مسلموں کو جن مسلمانوں سے واسطہ پڑتا ہے ان میں سے اکثر وہ ہیں جو قرآنی اسلام کے لئے حجاب ہیں۔

سوال: واقعی آپ کی یہ بات بھی سچ ہے، بہت بہت شکریہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب: آپ کا بھی شکریہ! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ فی امان اللہ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، جنوری

Page 64

۲۰۰٦ء

ڈاکٹر محمد حذیفہ (رام کمار) بستی یوپی، سے ایک ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ڈاکٹر حذیفہ : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : اللہ کا شکر ہے آپ آگئے، ابی سے بہت مرتبہ آپ کا ذکر سنا، ابی اکثر لوگوں کے سامنے آپ کا ذکر کرتے ہیں، اپنے خونی رشتہ کے بھائیوں کی خیر خواہی اوران کو ہمیشہ کی ہلاکت اور عذاب سے بچانے کے لئے اسلام کی دعوت دینا نہ صرف یہ کہ اسلامی فریضہ ہے بلکہ یہ ایک خیر خواہی ہونے کی وجہ، ہمارے ملک کے قانون کے لحاظ سے بھی ہمارا قانونی حق ہے، اس سلسلہ میں آپ کے قبول اسلام کا تذکرہ مثال کے طور پر کیا کرتے ہیں، مجھے آپ سے ملاقات کا اشتیاق تھا، اللہ نے ملاقات کرادی،

جواب : میں دہلی ایک سرکاری کام سے آیا تھا، مولانا صاحب کا فون تو ملتا نہیں، خیال ہوا کہ فون کر کے دیکھ لوں، اگر پھلت ہوئے تو ملاقات کر کے جاؤں گا، بہت دنوں سے ملاقات نہ ہو پانے کی وجہ سے بہت بے چین سا تھا، فون ملایا تو معلوم ہوا مولانا صاحب دہلی میں ہی ہیں، میرے لئے اس سے زیادہ خوشی کی کیا بات ہوسکتی ہے کہ دہلی میں ملاقات ہوگئی میرے اللہ کا کرم ہے رمضان سے پہلے ملاقات ہوگئی ہے، بیقراری بھی بہت ہورہی تھی اور ذرا ایمان کی بیٹری بھی چارج سی ہوگئی، بہت دن ملاقات کو ہو جاتے ہیں تو ایسا لگتا ہے، جیسے اندر کی بیٹری ڈاؤن ہوگئی ہو، الحمد للہ ملاقات ہوگئی اور ایک پروگرام میں بھی مولانا صاحب کے ساتھ

Page 65

شرکت ہوگئی، بیان سے بھی تسلی سی ہوگئی۔

سوال : حذیفہ صاحب میں آپ سے ایک مطلب کے لئے ملنا چاہتا تھا، ہمارے یہاں پھلت سے ایک ماہنامہ میگزین ارمغان کے نام سے نکلتا ہے، شاید آپ کے علم میں ہو، اس کے لئے ایک انٹرویو آپ سے لینا چاہتا ہوں تا کہ دعوت کا کام کرنے والوں کے لئے رہنمائی بھی ہو خصوصاً آپ کے انٹرویو سے خوف کم ہو اور حوصلہ بڑھے۔

جواب : ہاں احمد بھیاّ! میں 'ارمغان' کو خوب جانتا ہوں میں نے مولانا صاحب سے کئی مرتبہ درخواست کی ہے کہ اس کا ہندی ایڈیشن ضرور نکالیں، میں نے مولانا صاحب سے کہا تھا کہ ہندی کے کم سے کم پانچ سو سالانہ ممبر میں بنواؤں گا انشاء اللہ، مجھے معلوم ہوا ہے کہ ستمبر سے ہندی ایڈیشن نکل رہا ہے، مگر نہ جانے کیا وجہ ہوئی ستمبر، میں بھی وہ نہیں آسکا،

سوال : وہ انشاء اللہ جلدی آرہا ہے، آپ فکر نہ کریں، ابی اور مولانا وصی صاحب اس کے لئے بہت فکرمند ہیں اور لوگوں کا تقاضا بھی بہت ہے۔

جواب : خدا کرے یہ خبر جلدی سچ ہو، احمد بھائی حکم کریں مجھ سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں؟

سوال : آپ اپنا تعارف کرائیے؟

جواب : مشرقی یوپی میں بستی ضلع کے گاؤں کے زمیندار کے یہاں میری پیدائش ۱۳/اگست ۱۹۵۷ء میں ہوئی، ۱۹۷۷ء میں انٹر پاس کیا، میرے چچا یوپی پولیس میں ڈی ایس پی تھے، ان کی خواہش پر پولیس میں بھرتی ہوگئی، دوران ملازمت ۱۹۸۲ء میں میں نے بی کام کیا اور ۱۹۸۴ء میں ایم اے کیا، یوپی کے ۵۵ تھانوں

میں انسپکٹر تھانا انچارج رہا، ۱۹۹۰ء میں پرموشن ہوا، سی او ہوگیا ۱۹۹۷ء ایک ٹریننگ
کے لئے فلورا اکیڈمی جانا ہوا تو اکیڈمی کے ڈائرکٹر جناب اے. اے صدیقی صاحب
نے جو ہمارے چچا کے دوست بھی تھے، مجھے کرمنالوجی میں پی ایچ ڈی کرنے کا
مشورہ دیا اور میں نے چھٹی لے کر ۲۰۰۰ء میں پی ایچ ڈی کیا ۱۹۹۷ء میں میری پر
فارمینس (ملازمت میں بہتر کارکردگی) کی بنیاد پر خصوصی پرموشن ڈی ایس پی کے
عہدہ پر ہوگیا اور میری پوسٹنگ مظفر نگر میں خفیہ پولیس کے محکمہ میں ہوگئی، میرے
ایک چھوٹے بھائی ہیں جو انجینئر ہیں ایک بہن ہے جس کی شادی ایک لکچرر سے
ہوئی، خاندان میں الحمدللہ تعلیم کا رواج رہا ہے، آج کل میں مشرقی یوپی میں ایک
ضلع ہیڈ کوارٹر میں محکمہ خفیہ پولیس کا ذمہ دار ہوں۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتایئے؟

جواب: ہمارا خاندان پڑھا لکھا خاندان ہونے کی وجہ سے اپنی مسلم دشمنی میں
مشہور رہا ہے، اس کی ایک وجہ یہ رہی کہ ہمارے خاندان کی ایک شاخ تقریباً
سوسال پہلے مسلمان ہو کر فتح پر ہنسوہ اور پرتاب گڑھ میں جا کر آباد ہوگئی تھی، جو
بہت پکے مسلمان ہیں، ادھر ہماری بستی میں تیس سال پہلے بستی کے زمین داروں کی
چھوا چھوت سے تنگ آکر آٹھ دلت خاندانوں نے اسلام قبول کیا تھا، ان دونوں
واقعات کی وجہ سے ہمارے خاندان میں مسلم دشمنی کے جذبات اور بھی زیادہ
ہوگئے تھے، بابری مسجد کی شہادت کے زمانے میں اس میں اور بھی زیادتی
ہوگئی، ہمارے خاندان کے کچھ نوجوانوں نے بجرنگ دل کی ایک برانچ گاؤں میں
قائم کر لی تھی جس میں سب سے زیادہ خاندان کے لڑکے ممبر تھے، میں نے یہ
باتیں اس لئے بتائیں کہ کسی آدمی کے اسلام قبول کرنے کے لئے مخالف ترین

ماحول میرے لئے تھا، مگر اللہ کو جس کا نام ہادی اور رحیم ہے اپنی شان کا کرشمہ دکھانا
تھا، اس نے ایک عجیب راہ سے مجھے راہ دکھائی۔

ہوا یہ کہ غازی آباد ضلع کے پلکھوہ کے ایک خاندان کے نو لوگوں نے
مولانا کے پاس آکر پھلت میں اسلام قبول کیا، دو ماں باپ اور چار لڑکیاں اور تین
لڑکے، لڑکا شادی شدہ تھا، مولانا صاحب سے ان لوگوں نے کلمہ پڑھوانے کے
لئے کہا اور بتایا کہ ہم آٹھ لوگ تو ابھی کلمہ پڑھ رہے ہیں یہ بڑا لڑکا شادی شدہ ہے
اس کی بیوی ابھی تیار نہیں ہے، جب اس کی بیوی تیار ہو جائے گی یہ اس کے ساتھ
کلمہ پڑھے گا، مولانا صاحب نے کہا موت زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں، یہ بھی ساتھ
ہی کلمہ پڑھ لے، ابھی اپنی بیوی کو نہ بتائے اور اس کو تیار کرے اور اس کے ساتھ
پھر دوبارہ کلمہ پڑھ لے مولانا صاحب نے ان سب کو کلمہ پڑھوایا اور ان کی فرمائش
پر ان سب کے نام بھی اسلامی رکھ دیئے، ان لوگوں کے کہنے پر ایک پیڈ پر ان کے
قبول اسلام اور ان کے نئے ناموں کا سرٹیفکٹ بنا کر دے دیا، ان لوگوں کو بتا بھی
دیا کہ قانونی کاروائی ضروری ہے اس کے لئے بیان حلفی تیار کرا کے ڈی ایم کو رجسٹر
ڈ ڈاک سے بھیجنا اور کسی اخبار میں اعلان نکالنا کافی ہوگا، یہ لوگ خوشی خوشی وہاں
سے گئے اور قانونی کاروائی پکی کرالی، بچوں کو مدرسہ میں داخل کر دیا، بڑی لڑکیاں
اور ماں عورتوں کے اجتماع میں جانے لگیں۔

مسلمان عورتوں کو معلوم ہوا تو انھوں نے خوشی میں مٹھائی تقسیم کر دی،
لڑکے کی بہو کو معلوم ہو گیا، اس نے اپنے مائکہ والوں کو خبر کر دی ایک سے ایک کو خبر
ہوتی گئی اور ماحول گرم ہو گیا علاقہ کی ہندو تنظیمیں جوش میں آگئیں، آج تک ٹی وی
چینل کے لوگ آگئے، دیکھتے دیکھتے خبر پھیل گئی دینک جاگرن اور امر اجالا دونوں

ہندی اخباروں میں چار کالموں کی بڑی بڑی خبریں چھپیں، جن کا ہیڈنگ تھا ''لالچ دے کر دھرمانترن پر پوری ہندو برادری میں روش، دھرمانترن پھلت مدرسہ میں ہوا'' اس خبر سے پورے علاقے میں گرمی پیدا ہوگئی میری پوسٹنگ مظفرنگر میں تھی، علاوہ اپنی دفتری ذمہ داری کے مجھے خود اس خبر پر غصہ آیا اور ہم اپنے دو انسپکٹروں کو لے کر پھلت پہنچے، وہاں جن لوگوں سے ملاقات ہوئی انھوں نے لاعلمی کا اظہار کیا اور بتایا کہ مولانا صاحب ہی صحیح بات بتا سکتے ہیں اور ہمیں اطمینان دلایا کہ ہمارے یہاں کوئی غیر قانونی کام نہیں ہوتا، مولانا صاحب سے آپ ملیں وہ آپ کو بالکل حق بات بتادیں گے میں نے اپنا فون نمبر وہاں دیا کہ مولانا صاحب سے معلوم کر کے مجھے بتائیں کہ وہ پھلت کب آرہے ہیں؟

تیسرے روز مولانا صاحب کا پھلت کا پروگرام تھا، ۶/نومبر ۲۰۰۲ء کی صبح ۱۱/بجے ہم پھلت پہنچے، مولانا صاحب سے ملے، مولانا صاحب بہت خوشی سے ہم سے ملے ہمارے لئے چائے ناشتہ منگایا، بولے بہت خوشی ہوئی آپ آئے، اصل میں مولوی ملاؤں اور مدرسوں کے سلسلہ میں بہت غلط پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے، میں تو اپنے ساتھیوں اور مدرسے والوں سے بار بار یہ کہتا ہوں کہ پولیس والوں ہندو تنظیموں کے ذمہ داروں اور سی آئی ڈی، سی بی آئی کے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ مدرسوں میں بلانا بلکہ چند دن مدرسوں میں مہمان رکھنا چاہئے، تاکہ وہ اندر کے حال سے واقف ہوجائیں اور مدرسوں کی قدر پہچانیں، مجھے معلوم ہوا کہ آپ ایک دن پہلے بھی آئے تھے، مجھے ایک سفر پر ادھر ہی سے جانا تھا مگر خیال ہوا کہ آپ کو انتظار کرنا ہوگا، اس لئے میں صرف آپ کے لئے آج آگیا ہوں مولانا صاحب نے ہنس کر کہا، فرمایئے میرے لائق کیا سیوا ہے؟ احمد بھائی! مولانا

صاحب نے ملاقات کے شروع میں ہی کچھ ایسے اعتماد اور محبت کا اظہار کیا کہ میری سوچ کا رخ بدل گیا، میرا اندر کا غصہ آدھا بھی نہ رہا، میں نے اخبار نکالے اور معلوم کیا کہ آپ نے یہ خبر پڑھی ہے؟ مولانا صاحب نے بتایا کہ رات مجھے یہ اخبار دکھا یا گیا تھا میں نے امر اجالا میں یہ خبر پڑھی ہے، میں نے کہا پھر آپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ مولانا صاحب نے بتایا کہ میں ایک سفر پر جا رہا تھا، گاڑی میں سوار ہو رہا تھا کہ ایک جیپ گاڑی آئی مجھے سفر کی جلدی تھی میں نے ساتھیوں سے کہا کہ یہ لوگ حضرت جی سے ملنے آئے ہوں گے ان کو ادھر قاری حفظ الرحمٰن صاحب کا پتہ بتادو مگر ایک صاحب جانتے تھے، کہا ہمیں کسی دوسری جگہ نہیں جانا ہے ہم لوگ آپ کے پاس آئے ہیں یہ ہمارے بھائی اپنے گھر والوں کے ساتھ مسلمان ہونا چاہتے ہیں اور ایک مہینہ سے پریشان ہیں، میں گاڑی سے اترا ان کو کلمہ پڑھوایا، ان کے زیادہ کہنے پر ان کے اسلامی نام بھی بتائے اور ان کو ایک سرٹیفکٹ بھی قبول اسلام کا دیا اور ان کو بتادیا کہ قانونی کاروائی پکی جب ہوگی جب آپ بیان حلفی تیار کر کے ڈی یم کو اطلاع کریں گے اور ایک اخبار میں اعلان کردیں گے اور اچھا ہے کہ ضلعی گزٹ میں دیدیں، ان لوگوں نے وعدہ کیا کل ہی جا کر ہم سب کاروائی پوری کریں گے اور مجھے علم ہوا کہ انھوں نے یہ سب کام پورے کرا لئے ہیں مولانا صاحب نے کہا کہ ہمارا ملک سیکولر ملک ہے اور ملک کے قانون نے اپنے مذہب کو ماننے اور مذہب کی دعوت دینے کا بنیادی حق ہمیں دیا ہے، کسی کو ایمان کی دعوت دینا، کوئی مسلمان ہونا چاہے اس کو کلمہ پڑھوانا ہمارا بنیادی قانونی حق ہے، جس چیز کا قانون ہمیں حق دیتا ہے، اس کے سلسلہ میں ہم لوگ کسی سے نہیں ڈرتے اور غیر قانونی کام ہم لوگ جان بوجھ کر ہرگز نہیں کرتے،

بھول میں ہو جائے تو اس کی تلافی کی کوشش کرتے ہیں، جہاں تک لالچ دے کر یا ڈرا کر مذہب بدلوانے کی بات ہے، یہ بالکل غیر قانونی ہے میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ یہ غیر قانونی کام ممکن بھی نہیں ہے، مذہب بدلنا یا کسی کا مسلمان ہونا اس کے دل کے وشواس کا بدلنا ہے، جو لالچ اور ڈر سے ہو ہی نہیں سکتا، آپ کو خوش کرنے کے لئے کوئی کہہ سکتا ہے کہ میں ہندو ہوتا ہوں یا مسلمان ہوتا ہوں مگر اتنا بڑا فیصلہ اپنی زندگی کو آدمی اندر سے راضی ہوئے بغیر نہیں کر سکتا۔

دوسری اس سے بھی اہم اور ضروری بات یہ ہے کہ میں ایک مسلمان ہوں اور مسلمان اس کو کہتے ہیں جو ہر سچی بات کو مانے، سارے سچوں سے سچا ہے ہمارا مالک اور اس کے بھیجے ہوئے رسول حضرت محمد ﷺ جن کے بارے میں یہ غلط فہمی ہے کہ وہ صرف مسلمانوں کے رسول اور ان کے لئے مالک کے سندیش واہک تھے، حالانکہ قرآن میں اور آپ کی حدیثوں میں صرف یہ بات ملتی ہے کہ ہم سب کے مالک کی طرف سے بھیجے ہوئے سارے انسانوں کی طرف انتم (آخری) اور سچے سندیشٹا (رسول) تھے، وہ ایسے سچے تھے کہ ان کے دین کے اور ان کی جان کے آخری دشمن بھی کبھی ان کو جھوٹا نہ کہہ سکے، بلکہ دشمنوں نے آپ کا لقب الصادق الامین اور سچا اور ایماندار کا دیا، ہمارا وشواس یہ ہے کہ دن ہو رہا ہے ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں یہ آنکھیں دھوکہ دے سکتی ہیں، یہ بات جھوٹ ہو سکتی ہے کہ دن ہو رہا ہے، مگر ہمارے رسول ﷺ نے جو ہمیں خبر دی ہے اس میں ذرہ برابر غلطی، دھوکہ یا جھوٹ نہیں ہو سکتا، ہمارے رسول ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے کہ سارے دنیا کے سارے انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں اس لئے سارے جگت کے انسان آپس میں خونی رشتہ کے بھائی ہیں، شاید آپ کے یہاں بھی یہی

مانا جاتا ہے میں نے کہا یہ بات تو ہمارے یہاں بھی مانی جاتی ہے، مولانا نے کہا یہ تو بالکل سچی بات ہے، ہم اور آپ خونی رشتہ کے بھائی ہیں، زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ میرے چچا ہو، یا میں آپ کا چاچا ہوں، مگر آپ کے اور ہمارے بیچ خونی رشتہ ہے، اس خونی رشتہ کے علاوہ آپ بھی انسان ہیں اور میں بھی انسان، انسان وہ ہے جس میں انسیت ہو یعنی محبت ہو، ایک دوسرے کی بھلائی کا جذبہ ہو، اس رشتہ سے اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ہندو دھرم ہی اکیلا مکتی کا راستہ اور موکش کا طریقہ ہے، تو آپ کو مجھے اس رشتہ کا لحاظ کرتے ہوئے، ہندو بنانے کی جی جان سے کوشش کرنی چاہئے اور اگر آپ انسان ہیں اور آپ کے سینہ میں پتھر نہیں ہے دل ہے، تو اس وقت تک آپ کو چین نہیں آنا چاہئے، جب تک میں غلط راستہ چھوڑ کر مکتی کے راستہ پر نہ آجاؤں، مولانا صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ یہ بات ہے یا نہیں؟ میں نے کہا بالکل سچ بات ہے، مولانا صاحب نے کہا آپ کو سب سے پہلے آکر مجھے ہندو بننے کے لئے کہنا چاہئے تھا، دوسری بات یہ ہے کہ میں مسلمان ہوں، نکلتے سورج کی روشنی سے زیادہ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ اسلام ہی واحد، سب سے پہلا اور سب سے آخری، فائنل مذہب اور مکتی اور موکش یعنی نجات کا واحد راستہ ہے، اگر آپ مسلمان ہوئے بغیر دنیا سے چلے گئے تو آپ کو ہمیشہ کی نرک میں جلنا پڑے گا اور زندگی کا ایک سانس کے لئے بھی اطمینان نہیں، جو سانس اندر چلا گیا کیا خبر کہ باہر آنے تک آپ زندہ رہیں گے یا نہیں اور جو سانس باہر نکل گیا کیا خبر کہ اندر آنے تک زندگی وفا کرے گی؟ اس حال میں اگر میں انسان ہوں اور میں آپ کو اپنا خونی رشتہ کا بھائی سمجھتا ہوں تو جب تک آپ کلمہ پڑھ کر مسلمان نہیں ہو گے مجھے چین نہیں آئے گا یہ بات میں کوئی ناٹک کے طور پر نہیں کہہ رہا ہوں، تھوڑی دیر کی

اس ملاقات کے بعد اس خونی رشتہ کی وجہ سے اگر مجھے رات سوتے سوتے بھی آپ
کی موت اور نرک میں جلنے کا خیال آئے گا تو میں بے چین ہو کر بلکنے لگوں گا، اس
لئے سر آپ پلکھوہ والوں کی فکر چھوڑ دیجئے، جس مالک نے پیدا کیا ہے جیون دیا
ہے اس کے سامنے منھ دکھانا ہے، میرے درد کا علاج تو جب ہوگا جب آپ تینوں
مسلمان ہو جائیں گے، اس لئے آپ سے رکویسٹ (درخواست) ہے کہ آپ
میرے حال پر ترس کھائیں، آپ تینوں کلمہ پڑھیں، احمد بھائی میں عجیب حیرت
میں تھا، مولانا صاحب کی محبت جیسے جادو ہو، میں ایسے خاندان کا ممبر ہوں، جس کی
گھٹی میں مسلمانوں، مسلم بادشاہوں اور اسلام کی دشمنی پلائی گئی ہے اور اس خبر کے
سلسلہ میں حد درجہ برہم ہو کر میں گویا مخالف ان کوائری کے لئے فیصلہ کر کے
پھلت گیا تھا اور مولانا صاحب مجھے نہ اسلام کے مطالعہ کو کہتے ہیں، نہ غلط فہمیوں کو
دور کرنے کے لئے کہتے ہیں، بس سیدھے سیدھے مسلمان ہونے کو کہہ رہے ہیں
اور میری انتر آتما، میرا ضمیر گویا مولانا صاحب کی محبت کے شکنجہ میں جیسے بالکل بے
بس ہو، میں نے کہا بات تو آپ کی بالکل سادی اور سچی ہے اور ہمیں سوچنا ہی
پڑے گا، مگر یہ فیصلہ اتنی جلدی کرنے کا تو نہیں کہا تنا بڑا فیصلہ اتنی جلدی میں لے
سکیں، مولانا صاحب نے کہا سچی بات یہ ہے کہ آپ اور ہم سب مالک کے سامنے
ایک بڑے دن حساب کے لئے اکٹھا ہوں گے تو اس وقت اس سچائی کو آپ
ضرور پائیں گے کہ یہ فیصلہ بہت جلدی میں کرنے کا ہے اور اس میں دیر کی گنجائش
نہیں اور آدمی اس میں جتنی دیر کرے گا پچھتائے گا، پتہ نہیں پھر زندگی فیصلہ لینے
کی مہلت دے یا نہ دے اور موت کے بعد پھر افسوس اور پچھتاوے کے علاوہ آدمی
کچھ نہیں کر سکتا بالکل یہ بات سچ ہے کہ ایمان قبول کرنے اور مسلمان ہونے سے

زیادہ جلد بازی میں کرنے کا کوئی اور فیصلہ ہو نہیں سکتا ہاں اگر آپ ہندو دھرم کو مکتی کا
راستہ سمجھتے ہیں تو پھر مجھے ہندو بنانے میں اتنی ہی جلدی کرنی چاہئے جس طرح میں
مسلمان بننے کے لئے جلدی کرنے کو کہہ رہا ہوں، مجھے خیال ہوا کہ جس وشواس
(مضبوط اعتماد و یقین) کے ساتھ مولانا صاحب مسلمان ہونے کو کہہ رہے ہیں اس
میں اس اعتقاد کے ساتھ میں ہندو بننے کو نہیں کہہ سکتا، بلکہ سچی بات یہ ہے کہ ہم
لوگ اپنے پورے دھرم کو کہی سنائی رسموں پر آدھارت کہانیوں کے علاوہ کچھ نہیں
سمجھتے تھے، جب ہمارا ہندو دھرم پر وشواس کا یہ حال ہے تو یہ کسی کو کس بل بوتے
ہندو بننے کو کہہ سکتے ہیں؟ میرے اندر سے جیسے کوئی کہہ رہا تھا، رام کمار اسلام میں
ضرور سچائی ہے جو مولانا صاحب کے اندر یہ وشواس ہے، مولانا صاحب کبھی کبھی
بہت خوشامد، کبھی ذرا زور سے بار بار ہم لوگوں سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کے
لئے کہتے رہے، جب مولانا صاحب خوشامد کرتے تو مجھے ایسا لگتا جیسے کسی زہر
کھانے کا ارادہ کرنیوالے یا آگ میں کودنے والے کو ہلاکت سے بچانے کے
لئے کوئی ہمدرد، کوئی ماں، خوشامد کرتی ہے۔

مولانا صاحب ہمیں بار بار کلمہ پڑھنے پر زور دیتے رہے میں نے وعدہ
کیا ہم لوگ ضرور غور کریں گے، ہمیں پڑھنے کے لئے بھی دیجئے، مولانا نے اپنی
کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' دی اور ہمیں سو سو بار روزانہ یا ہادی، یا
رحیم اس وشواس کے ساتھ پڑھنے کو کہا کہ وہ مالک راستہ دکھانے والا، سب سے
زیادہ دیا کرنے والا ہے، آنکھیں بند کر کے اس مالک کو جب آپ ان ناموں سے
یاد کریں گے تو آپ کے لئے اسلام کے راستے ضرور کھول دیں گے، اصل میں
دلوں کو پھیرنے کا فیصلہ اسی اکیلے کا کام ہے، میں نے مولانا صاحب سے کہا اچھا

ہے، ماحول گرم ہو رہا ہے آپ اخبارات میں اس خبر کا کھنڈن نکلوادیں، مولانا صاحب نے کہا میں نے ان کو دینی اور ان کا قانونی حق سمجھ کر کلمہ پڑھوایا ہے، جھوٹ کھنڈن کرانا کس طرح ہوسکتا ہے؟ میری رائے یہ ہے کہ آپ کو بھی کسی جھوٹ بات کو چھپانا نہیں چاہئے، میں نے کہا اچھا ہم خود کر دیں گے ہم لوگ واپس ہوگئے تو میرے دونوں انسپکٹرس مجھ سے بولے، سر دیکھا کتنے سچے اور سجن آدمی ہیں، ہم لوگوں کا تو دل کا بوجھ ہلکا ہوگیا مولانا صاحب تو ایسے آدمی ہیں کہ کبھی کبھی شانتی کے لئے ان کی سنگتی میں آکر بیٹھا جائے کوئی لاگ نہیں لپیٹ نہیں، صاف صاف باتیں۔

سوال: آپ نے کلمہ نہیں پڑھا؟

جواب: میں نے گھر جا کر آپ کی امانت آپ کی سیوا میں پڑھی محبت ہمدردی اور سچائی اس کے لفظ لفظ سے پھوٹ رہی تھی، مجھے اس کتاب کو پڑھ کر لگا کہ ایک بار پھر میری ملاقات مولانا صاحب سے ہوگئی ہے، اس کے بعد بار بار میرے اندر مولانا صاحب سے ملاقات کی ہوک سے اٹھتی رہی، اسلام کو پڑھنے کا شوق بھی پیدا ہوا، میں مظفرنگر میں ایک دکان سے قرآن مجید کا ہندی ترجمہ لے کر آیا، میں نے فون پر مولانا صاحب سے اس کے پڑھنے کی خواہش کا اظہار کیا، مولانا صاحب نے کہا، دیکھئے قرآن مجید کو آپ ضرور پڑھیں مگر صرف اور صرف یہ سمجھ کر پڑھیئے کہ میرے مالک کا بھیجا ہوا یہ کلام ہے یہ سوچ کر اور پڑھیں کہ یہ مگر صرف اور صرف میرے لئے بھیجا ہے، اس لئے مالک کا کلام سمجھ کر اچھا ہے آپ اشنان کر کے پڑھیں، پاک کلام کا پاک نور، پاک اور صاف ستھری حالت میں پڑھنا چاہئے، دو ہفتوں میں میں نے پورا قرآن مجید پڑھ لیا اب میرے لئے مسلمان

ہونے کے لئے اندر کے دروازے کھل گئے تھے، میں نے پھلت جا کر مولانا صاحب کے سامنے کلمہ پڑھا مولانا صاحب نے میرا نام ”رام کمار“ بدل کر میری خواہش پر محمد حذیفہ رکھا اور بتایا کہ ہمارے نبی ﷺ اپنے ایک صحابی کو راز داری اور جاسوسی کے لئے بھیجا کرتے تھے، مجھے اس لحاظ سے یہ نام بہت اچھا لگا۔

سوال: اس کے بعد اسلام کے مطالعہ کے لئے آپ نے کیا کیا؟

جواب: مولانا صاحب کے مشورہ سے ہی چھٹی لے کر ایک چلہ جماعت میں لگایا، مگر مولانا صاحب نے مجھے سختی سے منع کر دیا تھا کہ آپ کسی سے جماعت میں اپنا پرانا تعارف نہ کرائیں، نہ اپنے آپ کو نومسلم کہیں، اس لئے کہ آپ سچی بات یہ ہے کہ پیدائشی مسلمان ہیں، ہمارے نبی نے سچی خبر دی ہے کہ ہر پیدا ہونے والا اسلامی نظریہ پر پیدا ہوتا ہے اس لئے ہر مذہب کے بچے کو دفنایا ہی جاتا ہے، آپ تو پیدائشی مسلمان ہیں اور ہم سب کے باپ حضرت آدم اس کائنات کے سب سے پہلے مسلمان تھے اس لئے آپ پشتینی مسلمان ہیں، جماعت میں میرا وقت اچھا گذرا، لوگ مجھے انگریزی پڑھا لکھا، دینی تعلیم سے بالکل کورا مسلمان سمجھ کر مجھے نماز وغیرہ یاد کرانے کی کوشش کرتے رہے، گجرات کے ایک نوجوان عالم ہماری جماعت کے امیر تھے، میں نے چالیس دن میں پوری نماز اور بہت سی دعائیں یاد کرلیں، جماعت سے واپس آیا تو میرا ٹرانسفر الہ آباد ہوگیا، اپنی الہ آباد پوسٹنگ کے دوران میں نے اپنی بیوی کو بہت کچھ بتادیا، وہ بہت فرمانبردار بھولی بھالی عورت ہیں، انھوں نے میرے فیصلہ کی ذرا بھی مخالفت نہیں کی، بلکہ میرے ساتھ ہر حال میں رہنے کا وعدہ کیا میں نے اس کو بھی کتابیں پڑھوائیں، ہماری شادی کو دس سال ہوگئے، تھے مگر کوئی اولاد نہیں تھی میں نے اس کو لالچ دیا، اسلام قبول

کرنے سے ہمارا مالک ہم سے خوش ہو جائے گا اور ہمیں اولاد بھی دے گا، اولاد نہ ہونے کے غم میں وہ بہت گھلتی رہتی تھی وہ اس بات سے بہت خوش ہوگئی، ایک مدرسہ میں لے جاکر اس کو کلمہ پڑھوایا، میں نے اپنے اللہ سے بہت دعا کی میرے رب میں نے آپ کے بھروسے اس سے وعدہ کرلیا ہے، آپ میرے بھروسے کی لاج رکھئے اور اس کو چاہے ایک ہی ہو، اولاد دیجئے خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اللہ نے گیارہ سال کے بعد ہمیں ایک بیٹا دیا اور تین سال کے بعد ایک بیٹی بھی ہوگئی ہے۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کی ملازمت میں کوئی مشکل نہیں آئی؟

جواب: میں نے الہ آباد پوسٹنگ کے دوران اپنے قبول اسلام کا اعلان کر دیا اور قانونی کاروائی ہائی کورٹ کے ایک وکیل کے ذریعہ کرائی، جس کے لئے مجھے اپنے محکمہ سے اجازت لینی ضروری تھی میں نے اس کی درخواست کی، ایک دویدی جی ہمارے بوس تھے، انھوں نے مجھے بہت سختی سے روکا اور دھمکی دی کہ اگر آپ نے یہ فیصلہ کیا تو میں آپ کو معطل کردوں گا، میں نے ان سے صاف طور پر کہہ دیا کہ یہ فیصلہ تو میں کر چکا ہوں اب واپسی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، آپ کو جو کچھ کرنا ہو کر دیجئے انھوں نے مجھے سسپنڈ (معطل) کر دیا، میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور تین چلے کے لئے جماعت میں چلا گیا، بنگلور اور میسور میں میرا وقت گزرا اور الحمد للہ بہت اچھا گذرا، مجھے اس وقت تین بار حضور ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی جس کی مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ میں بیان نہیں کرسکتا، واپس آیا تو اللہ نے میرے تمام افسروں کو نرم کر دیا، لکھنؤ میں ایک مسلمان افسر جو بہت بڑی پوسٹ پر ہیں، میں نے ان سے جاکر اپنا پورا حال سنایا وہ پھلت جا چکے تھے اور مولانا صاحب کو جانتے تھے، انھوں نے میری مدد کی اور مجھے ملازمت پر بحال کر دیا گیا۔

Page 71

سوال: آپ کے دونوں انسپکٹر ساتھیوں کا کیا ہوا؟ جوابی سے آپ کے ساتھ ملنے گئے تھے؟

جواب: ان میں سے ایک نے اسلام قبول کرلیا ہے ان کے گھر والوں کی طرف سے ان پر بہت مشکلیں آئیں، ان کی بیوی ان کو چھوڑ کر چلی گئی مگر وہ جمے رہے اور اللہ نے ان کے حالات کو حل کیا دوسرے بھی اندر سے تیار ہیں مگر وہ بھی اپنے ساتھی کی مشکلات دیکھ کر ڈرے ہوئے ہیں۔

سوال: آپ نے اپنے خاندان والوں پر کام نہیں کیا؟

جواب: الحمد للہ کام جاری ہے، اس کام کی بڑی تفصیلات ہیں، میری ٹرین کا وقت ہو رہا ہے، پھر کسی ملاقات میں آپ تفصیلات سنئے تو آپ کو بہت مزا آئے گا۔

سوال: ایک منٹ میں ارمغان کے پاٹھکوں (قارئین) کے لئے کوئی پیغام آپ دیں گے؟

جواب: اسلام سے بڑی کوئی سچائی نہیں اور جب یہ ایسی سچائی ہے تو اس کے ماننے والوں کو نہ اس پر عمل کرنے میں ڈرنا چاہئے نہ اس کو دوسروں تک پہنچانے سے رکنا چاہئے، تھوڑی بہت مخالفتیں آئیں گی، ہمارے مولانا صاحب کہتے ہیں کہ اسلام ایک روشنی ہے اور سارے باطل مذاہب اندھیرے، اندھیرے کبھی اجالے پر حاوی نہیں ہو سکتے، اجالا ہی غالب ہوا کرتا ہے، کبھی کبھی جب روشنی کی کمی ہوتی ہے تو لگتا ہے کہ اندھیرے چھا گئے اور غالب آ گئے مگر ذرا اجالا کیجئے اندھیرے نو دو گیارہ ہو جاتے ہیں، بس میرا یہ ماننا ہے اور یہی میرا پیغام ہے کہ فتح ہمیشہ روشنی والوں کی ہوتی ہے اس لئے کسی طرح کے ڈر کے بغیر اسلام کی دعوت دینی چاہئے اور بغیر لالچ کے سچی ہمدردی کا حق ادا کرنے کی نیت سے دعوت دی جائے تو مجھ جیسے اسلام اور مسلم دشمنی میں پلے، مخالفانہ ان کوائری کا فیصلہ کرنے والوں کو جب ہدایت ہوسکتی ہے، تو بھولے بھالے سادہ دماغ لوگوں پر اثر نہ ہو یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

سوال : شکریہ ! جزاک اللہ

جواب : اچھا اجازت دیجئے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، بہت بہت شکریہ، انشاء اللہ جب کبھی آپ آئیں گے تو دوسری قسط ضرور سنائیے گا۔

جواب : انشاء اللہ ضرور

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، اکتوبر ۲۰۰۶ء

جناب عبدالرحمٰن (انل راؤ) سے ایک ملاقات

عبدالرحمٰن : السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہٗ

احمد اواہ : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : عبدالرحمٰن صاحب، ایک زمانہ قبل ہمارے یہاں سے ارمغان دعوت میں حضرت مولانا علی میاں نوراللہ مرقدہ کے نام آپ کا ایک خط شائع ہوا تھا، اس وقت سے آپ سے ملاقات کا اشتیاق تھا، آپ ایسے وقت تشریف لائے جب مجھے ایک دوسری بھی ضرورت درپیش تھی، پھلت سے شائع ہونے والے دعوتی ماہنامے 'ارمغان' میں دسترخوان اسلام پر آنے والے نئے خوش نصیب بھائی بہنوں کے انٹرویو شائع کرنے کا ایک سلسلہ چل رہا ہے' ستمبر کے شمارے کے لئے میں تلاش میں تھا کہ آپ سے ملاقات کروں، بہت اچھے وقت پر آپ کا آنا ہوا۔

جواب : مجھے بھی بعض بہت ضروری مشورے مولانا صاحب (مولانا کلیم صدیقی صاحب) سے کرنے تھے سالوں ملے بھی ہوگئے تھے، اچھا ہوا آپ سے بھی ملاقات ہوگئی، آپ سے ملنے کا میرا بھی دل چاہتا تھا اصل میں حیدرآباد کے ہمارے بہت سے دوست آپ کا بہت ذکر کرتے ہیں، وہاں کے اردو اخباروں میں ارمغان کے حوالے سے انٹرویو شائع ہورہے ہیں، جن سے بڑی دعوتی فضا بن رہی ہے اور لوگوں میں الحمدللہ بڑا دعوتی جذبہ پیدا ہورہا ہے، ہمارے یہاں

ورنگل سے بہت سے لوگ پھلت کے سفر کا خاص طور پر آپ سے ملاقات کے لئے پروگرام بنا رہے ہیں، اللہ تعالی آپ کی عمر اور علم میں برکت عطا فرمائے، دل بہت خوش ہوتا ہے کہ ہمارے حضرت کے صاحب زادہ بھی مشن سے جڑ گئے ہیں، اللہ تعالی قبول فرمائے۔

سوال: آمین، اللہ آپ کی زبان مبارک کرے اور مجھ نااہل کو بھی اپنے دین کی خدمت خصوصاً دعوت کے لئے قبول فرمائے آمین، جناب عبدالرحمٰن صاحب! آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیں؟

جواب: میں شہر ورنگل کے ایک بڑے تاجر کے گھر میں اب سے تقریباً ۵۱ سال پہلے ۱۳/اگست ۱۹۵۴ء کو پیدا ہوا نام انیل راؤ رکھا گیا پانچ سال کی عمر میں اسکول میں داخل ہوا، ۱۹۵۹ء میں ہائی اس کول پھر ۱۹۶۱ء میں بارہویں کلاس سائنس سائڈ سے پاس کی، اس کے بعد ۱۹۶۴ء میں بی ایس سی اور ۶۶ء میں فزکس سے ایم ایس سی (M.Sc.) کیا اور اس کے بعد Ph.D. میں رجسٹریشن کرالیا۔

سوال: ایسی معیاری تعلم کے باوجود آپ ہردوار، رشی کیش کس طرح گئے؟

جواب: میرے والد صاحب میری شادی کرنا چاہتے تھے، مگر نہ جانے کیوں میرا دل اس طرح کے جھمیلوں سے گھبراتا تھا، میرے پتاجی نے شادی کے لئے دباؤ ڈالا تو میں گھر سے فرار ہوگیا، میں نے ہردوار کا رخ کیا، میں نے ارادہ کرلیا کہ مجھے برہم چریہ کی (مجرد) زندگی گذارنی ہے، ہمارا گھرانہ آریہ سماجی تھا، ہریدوار میں ایک کے بعد ایک چھ آشرموں میں رہا، مگر مجھے وہاں کا ماحول نہ بھایا، ہردوار میں ایک انجینئر صاحب بی ایچ ایل میں ملازمت کرتے تھے اور وجے واڑہ کے رہنے والے تھے، میری ان سے اچھی دوستی ہوگئی، انھوں نے میری بے چینی دیکھ کر مجھے

مشورہ دیا کہ مجھے رشی کیش میں شانتی کنج میں جانا چاہئے، یا وہیں پر کسی اور سماجی آشرم کو تلاش کرنا چاہیئے میں نے رشی کیش جا کر تلاش شروع کی بہت تلاش کے بعد میں نے شری نتیانن جی مہاراج کے ستیا پرا کاش آشرم کو اپنے لئے مناسب سمجھا، جہاں پر اکثر پڑھے لکھے لوگ رہتے تھے اور سوامی نتیانن جی خود بہت پڑھے لکھے تعلیم یافتہ آدمی تھے، وہ الہ آباد یونیورسٹی سے سنسکرت میں ڈاکٹریٹ کر کے ایک زمانہ تک وہاں ریڈر اور پھر پروفیسر رہ چکے تھے، چھ سال تک میں وہاں برہم چاری رہ کر گیان سیکھتا تھا، چھ سال کے بعد سوامی جی نے مجھ سے پریکشا (امتحان) کے لئے یگیہ کرائے اور مجھے شاستری کی پردان کی شاستری بننے کے بعد میں نے سات سال میں چوبیس یگیہ کئے، جن میں بڑا امتحان تھا، مگر میں سب کچھ تیاگ کر اپنے مالک کو پانے کے لئے آیا تھا اس لئے میں نے مشکل سے مشکل وقت میں ہمت نہ ہاری اور ورنگل سے آنے کے سات سال بعد میرے بھائی اور پتاجی مجھے ڈھونڈتے ڈھونڈتے رشی کیش پہنچے اور مجھے نہ جانے کس طرح تلاش کرلیا، آشرم میں آئے، ایک ہفتہ تک میری خوشامد کرتے رہے اور مجھے واپس گھر لے جانے کے لئے زور دیتے رہے، لیکن میرا دل گھر جاتے ہوئے گھبراتا تھا، میں نے اپنے والد اور بھائی کی بہت خوشامد کی اور مجھے ایشور کو پانے تک وہاں رہنے دینے کے لئے کہا، وہ مجھے چھوڑ کر اس شرط پر چلے گئے کہ وہ اپنے خرچ پر آشرم میں رہے گا اور دان وغیرہ یعنی صدقہ خیرات نہیں کھائے گا اور آشرم میں انھوں نے اندازہ سے اب تک کا خرچ بھی جمع کیا اور ایک بڑی رقم آئندہ کے لئے جمع کرا کے چلے گئے۔

سوال: اتنے روز تک ایک پروفیسر سوامی کے زیر تربیت ایسے پڑھے لکھے لوگوں

کے ساتھ آشرم میں رہنے کے باوجود آپ کو اسلام کی طرف آنے کا خیال کیسے ہوا؟
اپنے قبول اسلام کے بارے میں ذرا تفصیل سے بتایئے؟

جواب: اصل میں جس سچے مالک کی تلاش میں میں نے ورنگل چھوڑا تھا، اس کو مجھ پر ترس آیا اور اس نے میرے لئے راستہ خود نکال لیا، احمد بھائی آپ کو معلوم ہے کہ آریہ سماج، ہندو دھرم کی بہت سنشودھت (اصلاح شدہ) شکل ہے، اس میں ایک نرا کار خدا کی عبادت کا دعوی کیا گیا ہے، مورتی پوجا اور پرانی دیومالائی باتوں کا انکار کیا گیا ہے، اس مذہب کی اصل کتاب یا گرنتھ ستیارتھ پرکاش ہے، جو سوامی دیانند سرسوتی کی تصنیف ہے، اس مذہب کے بانی سوامی وویکانند اسلام مذہب اور اس کی تعلیمات سے بہت زیادہ متاثر ہوئے اور انھوں نے ہندوؤں کو مسلمان بننے سے روکنے کے لئے، ہندو مذہب کو عقل کے مطابق بنانے کے لئے آریہ سماج کی بنیاد رکھی ان کا دعوی ہے کہ آریہ سماج سو فیصد ویدک دھرم ہے، جو ترکوں (دلائل) پر مبنی ہے اور بالکل سائنٹفک اور لوجک ہے، مگر جب میں نے آریہ سماج کو پڑھا تو میرے دل میں بہت سی باتیں کھٹکتی تھیں، ۱۳ سال کی سخت ترین تپسیا (مجاہدہ) کے باوجود میں اپنے اندر کوئی تبدیلی محسوس نہیں کرتا تھا، میں کبھی کبھی سوامی نیتا نند جی کے قریب ہونے کی کوشش کرتا، تو میں ان کو بہت الجھا ہوا انسان پاتا، میں جب ان کے سامنے اپنے اشکالات رکھتا، تو کبھی وہ جھنجھلاتے، مجھے محسوس ہوتا کہ یہ خود ہی اپنی بات سے مطمئن نہیں، ۱۹۹۲ء میرے لئے بہت بہت سخت گذرا، ماں باپ کو دکھ درد دے کر تیرہ سال کے سنیاس (خلوت نشینی) کے بعد اس کے علاوہ کہ لوگ شاستری جی کہنے لگے تھے، میں نے اپنے اندر کے انسان کو پہلے سے کچھ گرا ہوا ہی پایا، طرح طرح کے خیالات میرے دل میں

آئے، بعض دفعہ کئی روز تک میری نیند اڑ جاتی، کبھی خیال آتا کہ خدا کو پانے کا راستہ ہی غلط ہے، مجھے کسی اور راستے کو تلاش کرنا چاہئے، کبھی یہ خیال آتا کہ میری آتما میں گندگی ہے، اس لئے مجھ پر کچھ اثر نہیں ہو رہا ہے، جب کبھی رات کو مجھے نیند نہ آتی تو میں اٹھ کر بیٹھ جاتا اور من ہی من میں اپنے مالک سے دعائیں، کرتا، سچے مالک اگر تو موجود ہے اور ضرور موجود ہے، تو اپنے انل راؤ کو اپنا راستہ دکھا دے، تو خوب جانتا ہے کہ میں نے سب کچھ صرف اور صرف تجھے پانے کے لئے چھوڑا ہے، اس دوران اتر کاشی میں سخت ترین زلزلہ آیا، پورا ہردوار اور رشی کیش دہل گیا، میرا دل اور بھی ڈر گیا، اسی طرح کسی دن میں بھی کسی حادثہ میں مر گیا تو میرا کیا ہوگا، ۱۷/دسمبر ۱۹۹۲ء کی رات تھی، مجھے سوامی جی نے بلایا اور کہا کہ ہریانہ کے ضلع سونی پت میں رائی میں ایک بڑا آریہ سماج آشرم ہے، وہاں وہ لوگ اپنا پچاس سالہ سماروہ (جشن) منا رہے ہیں، مجھے وہاں جانا تھا مگر میری طبیعت اچھی نہیں، یوں بھی اب آپ کا تعارف کرانا چاہتا ہوں، وہاں پروگرام کی صدارت اور یگیہ کے لئے کل آپ کو وہاں جانا ہے، مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ سوامی جی مجھ سے کتنا پریم کرتے ہیں، خوشی خوشی کمرے میں آیا سفر کی تیاری کی، مگر رات کو بستر پر گیا تو میرے من میں آیا کہ اس سنسار کے سامنے تعارف اور نام ہو بھی جائے تو کیا؟ کیا اسی لئے تو نے ورنگل چھوڑا تھا، ماں باپ بھائی بہن سب کچھ تیاگ کر کیا اسی نام کے لئے تو آیا تھا، میرا دل بہت دکھا، میری نیند اڑ گئی میں بستر سے اٹھا اور آنکھ بند کر کے مالک سے پرارتھنا کرنے لگا، میرا مالک تو سب کچھ کرنے والا ہے، مجھے گرو کی آگیا ہے تو جانا ہے، میرے مالک کب تک میں اندھکار میں بھٹکتا رہوں گا، مجھے سچی راہ دکھا دے، وہ راہ جو تجھے پسند ہو وہ راستہ جس پر چل کر تجھے

پایا جا سکے، خوب رو رو کر میں دعا کرتا رہا، روتے روتے میں سو گیا، میں نے خواب میں دیکھا، میں ایک مسجد میں ہوں وہاں ایک خوبصورت مولانا صاحب ہیں، ایک سفید چادر اوپر اور ایک نیچے لنگی باندھے تکیہ لگائے بیٹھے ہیں، بہت سارے لوگ ادب کے ساتھ بیٹھے ہیں، لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت محمد ﷺ ہیں، میں نے لوگوں سے سوال کیا کہ وہ محمد صاحب جو مسلمانوں کے دھرم گرو ہیں؟ تو خود حضرت محمد ﷺ نے جواب دیا، نہیں نہیں! میں صرف مسلمانوں کا دھرم گرو (رسول) نہیں ہوں، بلکہ میں تمہارا بھی رسول ہوں، میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے پاس بٹھایا اور بڑے پیار سے مجھے گلے لگایا اور فرمایا کہ جو تلاش کرتا ہے وہ پاتا ہے تمہیں کوئی ہمدرد ملے تو قدر کرنا، آج کا دن تمہارے لئے عید کا دن ہے، میری آنکھ کھل گئی میرے دل کا حال عجیب تھا، گدگدی سی لگ رہی تھی، آپ ہی آپ خوش ہو رہا تھا، میرے ساتھیوں نے مجھے اتنا خوش کبھی نہیں دیکھا تھا، وہ کہنے لگے کہ سوامی جی اپنی جگہ ادھیکشتا (صدارت) کے لئے بھیج رہے ہیں، واقعی آپ کو خوش ہونا ہی چاہیے، ان کو کیا معلوم تھا کہ میں کیوں خوش ہو رہا ہوں، صبح سویرے اٹھ کر میں رشی کیش بس اڈے پہنچا، وہاں سے سہارن پور پہنچا بس اڈے کے سامنے ایک مسجد دکھائی دی، میں مسجد کے اندر گیا لوگ مجھے حیرت سے دیکھ رہے تھے میں نے کہا کہ مالک کا گھر ہے درشن کرنے کے لئے آیا ہوں، میں نے مسجد کے اندر جا کر چاروں طرف تلاش کیا کہ رات والے لوگوں میں کوئی ملے، مگر مسجد خالی تھی، مسجد سے واپس آیا اور بڑوت کی بس میں بیٹھ گیا، بڑوت سے مجھے ہریانہ کے لئے بس ملنی تھی، سونی پت جانے والی ہریانہ روڈ ویز میں سوار ہوا، آگے کی سیٹ پر آپ کے ابی (مولانا کلیم صاحب بیٹھے ہوئے تھے) میں نے ان سے معلوم کیا کہ آپ کے پاس کوئی اور

Page 75

ہے، انھوں نے کہا نہیں، کوئی نہیں، آپ تشریف رکھئے، بہت خوشی کے ساتھ بٹھایا، مولانا صاحب نے مجھ سے معلوم کیا کہ پنڈت جی کہاں سے آ رہے ہو؟ میں نے کہا: رشی کیش ستیہ پرکاش آشرم سے، انھوں نے سوال کیا کہ سونی پت جا رہے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں رائی میں آریہ سماج آشرم کے پچاس سالہ جشن میں یگیہ کے لئے جا رہا ہوں، انھوں نے پوچھا کہ آریہ سماجی ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں، مولانا صاحب نے اخلاق کے ساتھ خیر خیریت معلوم کر کے تھوڑی دیر میں مجھ سے کہا بہت روز سے مجھے کسی آریہ سماج گرو کی تلاش تھی، اصل میں دھرم میری کمزوری ہے اور ہر دھرم کو پڑھتا ہوں، مجھے خیال ہوتا ہے کہ جو ہمارے پاس ہے وہ ستیہ ہے، یہ خیال تو اچھا نہیں، جو سچ ہے وہ ہمارا ہے وہ کہیں پر بھی ہو یہ اصل سچائی کی بات ہے، میں نے ستیارتھ پرکاش بھی پڑھی اور بار بار پڑھی، کچھ باتیں سمجھ میں نہیں آئیں، شاید میری عقل بھی موٹی ہے، اگر آپ برا نہ مانیں تو آپ سے معلوم کر لوں؟ میں اعتراض کے طور پر نہیں بلکہ سمجھنے کے لئے معلوم کرنا چاہتا ہوں، میں نے کہا ضرور معلوم کیجئے، مولانا صاحب نے سوالات کرنا شروع کئے، میں جواب دیتا رہا ایک کے بعد ایک سوالات کرتے رہے، سچی بات یہ ہے کہ احمد بھائی، مولانا صاحب سوال کرتے تھے، مجھے ایسا لگتا تھا کہ مولانا کلیم صاحب انل راؤ سے سوال نہیں کر رہے ہیں، بلکہ انل راؤ، سوامی نیتا نند جی سے سوال کر رہا ہے، بالکل وہی سوالات جو میں اپنے سے کرتا تھا اور وہ مجھے جواب نہ دے سکے تھے، مجھ پر رات کے خواب کا اثر تھا، میں نے چار پانچ سوالوں کے بعد ہتھیار ڈال دئے اور مولانا صاحب سے کہا کہ مولانا صاحب یہ سوالات سارے میرے دل میں بھی کھٹکتے ہیں اور میرے گرو سوامی نیتا نند جی اس کا اطمینان بخش جواب نہیں دے سکے، پھر میں

آپ کو کس طرح مطمئن کر سکتا ہوں، تھوڑی دیر خاموش رہ کر مولانا صاحب نے مجھ سے کہا میں ایک مسلمان ہوں، اسلام کے بارے میں سب کچھ تو میں بھی نہیں جانتا مگر کچھ جاننے کی کوشش کی ہے، میرا دل چاہتا ہے کہ میں کچھ اسلام کے بارے میں آپ کو بتاؤں اور اسلام کے بارے میں کچھ اشکال یا سوال آپ کے من میں یا عقل میں آتا ہو تو آپ بغیر جھجک کے مجھ سے سوال کر سکتے ہیں، مجھے کوئی ناگواری نہیں ہوگی، میں اسلام کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا، اس لئے سوال کیا کرتا، بس ستیارتھ پرکاش میں کچھ پڑھا تھا، مگر وہ بات میرے دل کو نہیں لگتی تھی، میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ آپ اسلام کے بارے میں مجھے ضرور بتائیں اور اگر حضرت محمد ﷺ کے جیون کر بارے میں مجھے بتائیں گے تو مجھ پر بڑا احسان ہوگا، مولانا صاحب نے مجھے بتانا شروع کیا اور سب سے پہلے مجھے بتایا کہ محمد ﷺ کے پریچے (تعارف) کے لئے بڑی غلط فہمی یہ ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ صرف مسلمانوں کے دھارمک گرو (رسول) ہیں، حالانکہ قرآن میں جگہ جگہ اور حضرت محمد ﷺ نے بار بار یہ بتایا کہ وہ پوری انسانیت کی طرف بھیجے گئے آخری رسول (انتم سندیشٹا) ہیں، وہ جس طرح میرے رسول ہیں، اسی طرح آپ کے بھی ہیں، اب جو میں ان کے بارے میں بتاؤں تو آپ یہ سمجھ کر سنیں، آپ کو زیادہ آنند آئے گا، مولانا صاحب نے یہ کہا تو مجھے رات کا خواب یاد آیا اور مجھے ایسا لگا کہ رات جو لوگ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ تھے یہ ان میں ضرور تھے اور وہ ہمدرد یہ ہی ہیں، مولانا صاحب نے ایسے پیار سے حضرت محمد ﷺ کے جیون، انسانیت پر ان کے ترس اور ان کو راستہ دکھانے کے لئے قربانیوں اور اپنوں غیروں کی دشمنی کا حال کچھ اس طرح بتایا کہ میں بار بار رو دیا، تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کا سفر پتہ بھی نہ لگا کہ

کب پورا ہوا، بہال گڈھ آ گیا، مجھے بہال گڈھ اتر کر دوسری بس لینی تھی، مولانا صاحب کو سونی پت جانا تھا، مگر وہ بھی ٹکٹ چھوڑ کر میرے ساتھ بہال گڈھ اتر گئے مجھ سے کہا سردی کا موسم ہے، ایک کپ چائے ہمارے ساتھ پی لیں میں نے کہا بہت اچھا، میں نے سامنے ایک ریسٹورینٹ کی طرف اشارہ کیا کہ چلیں، مگر مولانا صاحب نے کہا کہ یہاں پر ہمارے ایک دوست کی دوکان ہے وہیں پر چائے منگا لیتے ہیں، ہم دونوں وہاں پہنچے چائے منگائی گئی، میں مولانا صاحب کو دیکھتا تو بار بار مجھے رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد آتا، کوئی ہمدرد ملے تو قدر کرنا، میں نے مولانا صاحب سے معلوم کیا کہ آپ لوگوں کو مسلمان بناتے ہیں تو کیا رسم ادا کرتے ہیں؟ مولانا صاحب نے کہا اسلام میں کوئی رسم نہیں یہ مذہب تو ایک حقیقت ہے بس دل میں ایک خدا کو سچا جان کر اس کو خوش اور راضی کرنے کے لئے اور اس کے آخری اور سچے رسول کے بتائے طریقے پر زندگی گزارنے کا عہد کرنے والا مسلمان ہوتا ہے، بس! میں نے کہا پھر بھی کچھ تو آپ کہلواتے ہوں گے، انھوں نے کہا، ہاں اسلام کا کلمہ ہے، ہم اپنے بھلے اور ساکشی (گواہ) بننے کے لئے وہ کلمہ پڑھواتے ہیں، میں نے کہا کہ آپ مجھے بھی وہ کلمہ پڑھوا سکتے ہیں؟ مولانا صاحب نے کہا بہت شوق سے پڑھیں، اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد اعبدہ ورسولہ مولانا صاحب نے اس کا ترجمہ بھی ہندی میں کہلوایا، احمد بھائی! میں زبان سے اس حال کو بیان نہیں کر سکتا کہ اس کلمہ کو پڑھنے کے بعد میں نے اپنے اندر کیا محسوس کیا بس ایسا لگتا تھا کہ ایک انسان بالکل اندھکار اور گھٹن سے بالکل پرکاش اور اجالے میں آ گیا اور اندر سے جیسے نہ جانے کتنے بندھن سے آزاد ہو گیا، مجھے جب بھی وہ کیفیت یاد آتی ہے تو مجھے خوشی اور مزا کا ایک نشہ سا چھا جاتا ہے ایمان

کے نور کا مزا، اللہ اللہ، دیکھئے اب بھی میرا رواں کھڑا ہو گیا ہے۔

سوال : ماشاء اللہ واقعی آپ پر اللہ کا خاص فضل ہے، آپ سچے متلاشی تھے اس لئے اس نے آپ کو راہ دکھائی، اس کے بعد رائی کے پروگرام کا کیا ہوا؟

جواب : مولانا صاحب نے مجھے بہت مبارکباد دی اور گلے لگایا، مجھ سے پتہ وغیرہ لیا اور سونی پت جانے لگے، وہاں سے مرتدوں کے ایک گاؤں بھورا رسول پور جانا تھا، جو ۱۹۴۷ء میں مرتد ہو گئے تھے اور خاندانی ہندوؤں سے بھی زیادہ سخت ہندو ہو گئے تھے، میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ آپ مجھے کہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں، اب آپ کو مجھے بھی ساتھ لینا ہے، مولانا صاحب نے کہا کہ واقعی اب آپ کو میرے ساتھ ہی جانا بلکہ رہنا چاہیے، مگر رائی کے پروگرام کا کیا ہوگا؟ میں نے کہا کہ اب مجھے اس پروگرام میں شریک ہونا کیا اچھا لگے گا، مولانا صاحب میرے اس خیال سے بہت خوش ہوئے، پیلے کپڑوں، ماتھے پر تلک اور ڈمرو ہاتھ میں لئے میں بھی مولانا صاحب کے ساتھ ہولیا اور ہم لوگ بھورا رسول پور پہنچے، مولانا صاحب نے بتایا کہ اس علاقہ کے لوگ اسلام کو جانتے نہیں تھے، ان کو ایمان کی قدر و قیمت معلوم نہیں تھی، اس لئے ۱۹۴۷ء میں فسادات سے گھبرا کر یہ مرتد (ہندو) ہو گئے تھے، چھوٹے بچہ کے ہاتھ میں ہیرا ہو اس کو ہیرے کی قیمت کیا معلوم اب اگر اس کو کوئی ڈرا دھمکا دے، تو وہ ہیرا دے دیگا کہ یہ پتھر ہے، اگر وہ ہیرا جوہری کے ہاتھ میں ہو تو جان دے دیگا مگر ہیرا نہیں دیگا، اب ہم لوگ ان کو ایمان کی ضرورت اور قیمت بتا کر دوبارہ اسلام میں لانے کی کوشش میں ہیں، بھورا گاؤں میں ایک مسجد تھی بالکل ویران، مولانا صاحب نے بتایا کہ یہاں اب صرف ایک گوجر گھر مسلمان ہے، حالانکہ ۱۹۴۷ء سے پہلے یہ پورا گاؤں مولا جاٹ

مسلمانوں کا تھا، اب یہ مولا جاٹ ایسے سخت ہو گئے ہیں کہ چند سال پہلے یہاں ایک تبلیغی جماعت آئی تھی، مسجد میں قیام کیا، یہ بیچارہ گوجر مسلمان ان کو لے کر مولا جاٹوں میں لے گیا، بس گاؤں میں فساد ہو گیا ان مرتدوں نے عدالت میں مقدمہ کر دیا کہ شر پھیلانے کے لئے یہ ہمارے یہاں ملاؤں کو لے کر آیا ہے، مقدمہ چلا اور اس بیچارے گوجر کو ایک گشت کی رہبری کی قیمت مقدمہ میں تقریباً بیس ہزار روپئے لگا کر چکانی پڑی، اتر کاشی کے زلزلہ کے جھٹکے یہاں تک آئے تھے، لوگوں کے دل ذرا ڈرے ہوئے اور نرم تھے، مولانا صاحب نے مسجد کے امام صاحب سے کہا کہ کوشش کرو، کچھ ذمہ دار لوگوں کو مسجد میں بلالاؤ، کچھ مشورہ کرنا ہے، کم از کم کسی بہانے لوگ اللہ کے گھر میں آ جائیں گے، امام صاحب نے کہا بھی کہ یہ لوگ مسجد میں نہیں آئیں گے، مگر مولانا صاحب نے کہا کوشش کریں، اگر آ گئے تو اچھا ہے ورنہ پردھان کے گھر میں لوگوں کو بلائیں گے، خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ لوگ مسجد میں آ گئے، میں نے مولانا صاحب سے پہلے کچھ کہنے کی خواہش ظاہر کی، مولانا صاحب نے اجازت دے دی، میں نے لوگوں سے اپنا پریچے (تعارف) کرایا کہ میں ورنگل کے بہت بڑے تاجر کا بیٹا ہوں، ایم ایس سی کرنے کے بعد پی ایچ ڈی مکمل کرنے والا تھا کہ گھر والوں نے شادی کے لئے دباؤ دیا، میں دنیا کے جھمیلوں سے بچ کر ہردوار آ گیا، ایک کے بعد ایک تقریباً ہر آشرم کو دیکھا بعد میں رشی کیش رہا وہاں بھی بہت سے آشرموں میں رہا، تیرہ سال وہاں تپسیا (مجاہدے) کرتا رہا، ۱۳ سال میں مجھے اس ہندو دھرم کے مرکز میں اس کے علاوہ کچھ نہ ملا کہ لوگ مجھے شاستری جی کہنے لگے، اس کے علاوہ شانتی جس کا نام ہے اس کا کہیں پتہ نہیں لگا، مالک کی مہربانی ہوئی مولانا صاحب کے ساتھ بڑوت سے بہال گڑھ

تک کا سفر کیا، سچی بات کہتا ہوں جو شانتی مجھے ڈیڑھ گھنٹہ اسلام کی باتیں سن کر بڑوت سے بہال گڑھ تک مولانا صاحب کے ساتھ سفر کر کے اور کلمہ پڑھ کے ملی وہ ۱۳؍سالوں میں مجھے نہیں ملی، میرے بھائیو! ایسے شانتی اور سچے دھرم کو چھوڑ کر اس بے چینی میں آپ کیوں واپس جارہے ہیں، یہ کہتے ہوئے مجھ سے رہا نہ گیا اور میری ہچکیاں بندھ گئیں، میری اس سچی اور درد بھری بات کا وہاں کے لوگوں پر بڑا اثر ہوا اور وہاں کے لوگوں نے اسلامی اسکول قائم کرنے کے لئے آمادگی ظاہر کی، بلکہ اس کے لئے چندہ بھی دیا، اس میں سب سے زیادہ دلچسپی گاؤں کے پردھان کرن سنگھ نے دکھائی جو سب سے زیادہ اسلام کا مخالف تھا، مولانا صاحب بہت خوش ہوئے اور مجھے مبارکباد دی اور کہنے لگے آپ کا اسلام انشاء اللہ نہ جانے کتنے لوگوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنے گا۔

سوال: اس کے بعد آپ کہاں رہے؟

جواب: مولانا صاحب کے ساتھ پھلت واپس آئے، کپڑے اتارے، چوٹی کٹوائی، خط بنوایا اور حلیہ ٹھیک کرا کے مولانا صاحب نے مجھے جماعت میں چلہ لگانے کے لئے بھیج دیا، ہمارا چلہ متھرا کے علاقے میں لگا مجھے اپنے اسلام کی بہت خوشی تھی بار بار میں شکرانے کی نماز پڑھتا تھا، میرے اللہ نے میری مراد پوری کی مگر جب میں ہندوؤں کو دیکھتا کہ بیچارے راستہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے کفر اور شرک کے لئے کیسی قربانیاں دے رہے ہیں، تو مجھے خیال ہوتا کہ یہ تو مسلمان کا ظلم ہے کتنے لوگ روز کفر و شرک پر مر کر ہمیشہ کی دوزخ کا ایندھن بن رہے ہیں، پیارے نبی ﷺ نے تو یہ کام پورے مسلمانوں کے ذمہ سونپا تھا میں اس سلسلہ میں بہت سوچنے لگا اور میری خوشی ایک طرح غم کی طرف لوٹ آئی اس غم میں گھلتا تھا کہ کس

طرح لوگوں تک حق پہنچے میں نے متھرا مرکز سے حضرت مولانا علی میاںؒ کا پتہ لیا اور ان کے نام اپنے اس حال کے لئے خط لکھا وہ خط آپ نے ارمغان دعوت میں پڑھا ہوگا (وہ خط قارئین ارمغان کے لئے ذیل میں دیا جارہا ہے) آدرنیہ جناب مولانا علی میاں صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آپ کو یہ معلوم ہو کر آشچریہ ہوگا کہ میں آپ کا نیا سیوک ہوں، .... کے ساتھ سفر کیا اور وہاں سفر کیا جماعت میں جارہا ہوں وہاں سے آکر ہریدوار میں کام کرنے کا ارادہ ہے وہاں پر شانتی کی تلاش میں آئے مجھ جیسے کتنے لوگ بھٹک رہے ہیں، آپ میرے لئے دعا کریں، ایک پرشن غلطی کی معافی کے ساتھ آپ سے کرتا ہوں جو لوگ اسلام کی دعوت نہ دینے کی وجہ سے اسلام سے دور رہ کر دنیا سے چلے گئے اور سدا کے نرک کے ایندھن بن گئے ان کی ذمہ داری کس پر ہوگی آپ سے دعا کی امید ہے۔ آپ کا سیوک عبدالرحمٰن (انل راؤ شاستری)

سوال: جماعت سے آنے کے بعد آپ نے کیا مشغلہ اختیار کیا؟

جواب: میں نے جماعت میں ارادہ کیا تھا کہ میں ہریدوار اور رشی کیش جا کر دعوت کا کام کروں گا، کتنی بڑی تعداد میں حق کے متلاشی ہندو بھائی راہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے وہاں بھٹک رہے ہیں بلکہ اب تو بڑی تعداد انگریزوں اور یہودیوں کی بھی وہاں رہنے لگی ہے، مجھے ایسے بھٹکے لوگوں کو راستہ دکھانا ہے، میں جماعت سے واپس آیا تو مولانا صاحب نے مجھ سے کہا، آپ کا میدان تو ہردوار اور رشی کیش ہی ہے مگر پہلے اپنے گھر والوں کا حق ہے، آپ ایک آدھ سال دار نگل جا کر رہیں میں ورنگل گیا وہاں جا کر معلوم ہوا کہ میرے والد اور والدہ کا انتقال ہوگیا ہے، وہ آخر تک مجھے یاد کرتے رہے اور تڑپتے رہے، ابھی تک مجھے غیر متعلق

ہندوؤں کے کفر وشرک پر مرنے کا غم سوار تھا، مگر اب میری ماں جس نے مجھے جنم دیا جس نے اپنے خون سے بنا دودھ پلایا، جس نے میرا پیشاب پاخانہ صاف کیا، میرے پیارے والد جو مجھے اپنی آنکھوں کا تارا سمجھ کر پالتے، پوستے رہے، میرے گھر سے جانے کے بعد پانچ چھ سال تک سارے دیش میں مجھے تلاش کرتے رہے اور روتے پھرتے رہے، میرے ایسے محسن ماں باپ ایمان سے محروم کفر و شرک پر مر گئے اور وہ دوزخ میں جل رہے ہونگے، بس یہ خیال میرے سینے کا ایسا زخم ہے'' میرے بھائی احمد شاید آپ اس درد کو نہیں سمجھ سکتے یہ ایک زخم ہے جس کا کوئی مرہم نہیں اور ایسا درد ہے جس کی کوئی دوا نہیں اور جب میں سوچتا ہوں کہ مسلمانوں نے ان کو ایمان نہیں پہنچایا تو میں سوچتا ہوں کہ ایسے ظالموں کو کیسے مسلمان کہوں؟ یہ بات بھی ہے کہ بھٹکے کو مسلمان نے ہی راستہ دکھایا، مگر شاید میرے لئے میرے ایمان سے زیادہ ضروری میرے ماں باپ کا ایمان ہے، جب کہ وہ اسلام سے بہت قریب تھے، اپنے گھر میں مسلمان ملازم رکھتے تھے، ڈرائیور ہمیشہ مسلمان رکھتے تھے بیڑی کی فیکٹری میں سارے کام کرنے والے مسلمان تھے، ہندو دھرم میں ان کو ذرا بھی یقین نہ تھا، وہ کہا کرتے تھے کہ میں تو پہلے جنم میں مسلمان ہی رہا ہوں گا، اس لئے مجھے صرف اسلام کی باتیں بھاتی ہیں، ایک روز وہ اپنے ڈرائیور سے کہنے لگے، کسی بُرے کرم کی وجہ سے میں اس جنم میں ہندو پیدا ہوگیا، اگلے جنم میں امید ہے کہ میں مسلمان پیدا ہوں گا، احمد بھائی میں بیان نہیں کرسکتا کہ اس غم میں کس قدر گھلتا ہوں اور مجھے کبھی کبھی مسلمانوں پر حد درجہ غصہ بھی آتا ہے، میرے بھائی کاش میں پیدا نہ ہوتا، (روتے ہوئے) آپ ذرا تصور کریں اس بیٹے کا غم اور زندگی کا دکھ جس کو یقین ہو کہ اس کے پیارے مشفق محسن

Page 79

ماں باپ دوزخ میں جل رہے ہوں گے، (بہت دیر تک روتے ہوئے)

سوال: کیا خبر اللہ تعالی نے ان کو ایمان عطا کر دیا ہو، جب وہ ایمان کے اس قدر قریب تھے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی نے فرشتوں سے ان کو کلمہ پڑھوا دیا ہو، ایسے بھی واقعات ملتے ہیں،

جواب: ہاں میرے بھائی کاش یہ بات سچ ہو، جھوٹی تسلی کے لئے میں اپنے دل کو یہ بھی سمجھاتا ہوں، مگر ظاہر ہے کہ یہ صرف تسلی ہے۔

سوال: باقی رشتہ داروں کی تو آپ فکر کرتے، آپ نے ان پر کچھ دعوتی کام کیا؟

جواب: الحمد للہ میرے بڑے بھائی، بھابھی اور دو بچوں کے ساتھ مسلمان ہوگئے تھے، والد کے انتقال کے بعد کاروبار پر بہت برا اثر پڑا، فیکٹری بند ہوگئی انھوں نے گھر بیچ کر اب گلبرکہ میں مکان خریدا ہے اور کاروبار شروع کیا ہے۔

سوال: آپ کی شادی کا کیا ہوا؟

جواب: میری طبیعت ذمہ داری سے گھبراتی ہے، اس لئے اندر سے دل شادی کے لئے آمادہ نہیں تھا، مجھ جیسے معذور کے لئے شاید شریعت میں گنجائش بھی ہوتی، مگر مولانا صاحب نے نکاح کے سنت ہونے اور اس کے فضائل کچھ اس طرح بیان کئے کہ مجھے اس میں عافیت معلوم ہوئی، میں نے ایک غریب لڑکی سے شادی کر لی ہے، الحمد للہ وہ بہت نیک سیرت اور حد درجہ خدمت گذار ہے اور اللہ تعالی نے ہمیں دو بچے ایک لڑکا اور ایک لڑکی عطا فرمائے ہیں۔

سوال: ہردوار رشی کیش میں کام کے ارادہ کا کیا ہوا؟

جواب: والد اور والدہ کے کفر وشرک پر مرنے کے غم نے مجھے نڈھال کر دیا تھا، ایک زمانہ تک میرے ہوش وحواس ختم ہوگئے تھے، نیم پاگل جنگلوں میں رہنے لگا،

بھائی صاحب مجھے پکڑ کر لائے، علاج وغیرہ کرایا کئی سال میں جا کر طبیعت بحال ہوئی، تین سال پہلے میں رشی کیش گیا، ستیہ پرکاش آشرم پہنچا، سوامی نیتا نند جی سے ملا، کچھ کتابیں میرے پاس تھیں، مولانا صاحب کی ”آپ کی امانت آپ کی سیوا میں“ ان کو بہت بھائی، وہ بہت بیمار تھے ان کے (غدود) میں کینسر ہو گیا تھا، ایک روز انھوں نے مجھے تنہائی میں بلایا اور مجھ سے کہا کہ میرے دل میں بھی یہ بات آتی ہے کہ اسلام سچا مذہب ہے مگر اس ماحول میں میرے لئے اس کو قبول کرنا سخت مشکل ہے، میں نے ان کو بہت سمجھایا کہ آپ اتنے پڑھے لکھے آدمی ہیں، اپنے دھرم کو ماننے کا ہر انسان کو پورے سنسار کے لوگوں کے سامنے قانونی حق ہے، آپ کھل کر اعلان کریں، مگر وہ ڈرتے رہے بار بار مجھ سے اسلام پر یقین کا ذکر کرتے، میں نے ان کو قرآن شریف ہندی ترجمے کے ساتھ لا کر دیا، وہ ماتھے اور آنکھوں سے لگا کر اس کو روز پڑھتے تھے، ان کی بیماری بڑھتی رہی، میں نے اس خیال سے کہ کفر پر مرنے سے بچ جائیں ان سے کہا کہ آپ سچے دل سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں، چاہے لوگوں سے اعلان نہ کریں، دلوں کا بھید جاننے والا تو دیکھتا اور سنتا ہے، وہ اس پر راضی ہو گئے، میں نے ان کو کلمہ پڑھوایا اور ان کا نام محمد عثمان رکھا، موت سے ایک روز پہلے انھوں نے آشرم کے لوگوں کو بلایا اور ان سے اپنے مسلمان ہونے کا کھل کر اعلان کیا اور کہا کہ مجھے جلایا نہ جائے، بلکہ اسلام کے طریقہ پر دفنایا جائے، لوگوں نے اسلام کے طریقے پر تو نہیں بلکہ ہندوؤں کے طریقہ پر ان کو بٹھا کر سمادھی بنا دیا، اللہ کا شکر ہے کہ وہ یہاں کی آگ سے بھی بچ گئے، ان کے مسلمان ہونے پر رشی کیش میں بہت سے لوگ میرے مخالف ہو گئے، مجھے وہاں رہنے میں خطرہ محسوس ہونے لگا، میں نے پھلت آ کر پورے حالات

بتائے، مولانا صاحب نے میرا حوصلہ بڑھایا کہ داعی کو ڈرنا نہیں چاہئے، قرآن کا ارشاد ہے: الذین یبلغون رسالات اللہ و یخشونہ و لا یخشون احداً الا اللہ و کفیٰ باللہ حسیباً (جو لوگ اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں، وہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور ان کے حساب کے لئے اللہ کافی ہے)

اللہ کی مدد ہمیشہ داعیوں کے ساتھ رہی ہے، کچھ روز گلبرگہ رہ کر میں نے پھر رشی کیش کا سفر کیا، ہمارے آشرم کے کئی ذمہ دار اب میرے اور اسلام کے بہت قریب ہیں اور دوسرے آشرموں میں بھی لوگ مانوس ہو رہے ہیں، شانتی کنج کے تو بہت سے لوگ اسلام کو پڑھ رہے ہیں، امید ہے کہ دعوت کی فضا ضرور بنے گی، اب کافی لوگ میری باتیں محبت سے سنتے ہیں، میرا ارادہ مستقل وہیں رہ کر کام کرنے کا ہے، اللہ تعالیٰ مجھے ہمت عطا فرمائے۔

سوال: بہت بہت شکریہ، عبدالرحمٰن صاحب، آپ سے بہت سی باتیں قارئین ارمغان کے حوالے سے ہو گئیں، آپ ان کو کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: بس مسلمان بھائیوں سے تو میری درخواست یہی ہے کہ ہم جیسے دکھیاروں کے غم کو سمجھیں، جن کو اللہ نے ہدایت دی، مگر ان کے ماں باپ دوزخ میں جل رہے ہیں، ذرا گہرائی سے اس غم کو سمجھنے کی کوشش کریں اور نبی اکرم ﷺ نے جو ذمہ داری ہم مسلمانوں کے ذمہ سپرد کی ہے اس کے لئے فکر کریں۔

سوال: واقعی آپ کی بات سچ ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس درد کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جواب: آمین

سوال: جزاکم اللہ خیراً، السلام علیکم

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، ستمبر ۲۰۰۵ء



جناب نور محمد ﴿رام پھل﴾ سے ایک ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نور محمد : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال: نور محمد صاحب ہمارے یہاں سے ایک اردو میگزین ارمغان کے نام سے نکلتا ہے، مجھے اس کے لئے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں، تاکہ وہ باتیں اس رسالہ میں آئیں اور لوگوں کو ان سے فائدہ ہو۔

جواب: احمد بھیا! مجھ دیہاتی سے آپ ایسی کیا باتیں کریں گے، جن سے لوگوں کو فائدہ ہو،

سوال: آپ کو اللہ تعالی نے ایسے زمانہ میں اپنے فضل سے ہدایت دی ہے آپ کی زندگی میں اللہ کی کریمی کا نمونہ ہے۔

جواب: ہاں بھیّا اس میں کیا شک ہے کہ میرے اللہ نے مجھے ہدایت دی، (روتے ہوئے) میں ہرگز ہرگز اس لائق نہیں تھا، اگر میرے روئیں روئیں میں ایک جان ہو اور اللہ کے شکر میں اس کو قربان کردوں پھر بھی شکر ادا نہیں ہوسکتا کہ جان اور رواں بھی اس کی نیامت (نعمت) ہے۔

سوال: آپ اپنا تعارف کرائیے، یعنی اپنا پریچے دیجئے؟

جواب: میرا پرانا نام رام پھل ہے، میں میرٹھ ضلع کے ایک گاؤں دادری کے گوجر گھرانے میں پیدا ہوا، پتا جی ایک چھوٹے کسان تھے، تقریباً ۲۵ سال ہوئے، ان کا دیہانت (انتقال) ہوگیا تھا، مجھے میرے اللہ نے تیرہ چودہ سال پہلے ہدایت

دی، میں نے پھلت آکر آپ کے والد صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور میری مرضی سے انہوں نے میرے بڑے بھائی کے نام پر میرا نام نور محمد رکھا۔

سوال: آپ کے بڑے بھائی بھی مسلمان ہوگئے تھے؟

جواب: جی ہاں! اصل میں مسلمان وہی ہوئے تھے اور مجھے ان کے صدقے میں ہدایت ملی

سوال: ذرا تفصیل سے اپنے قبول اسلام کا واقعہ سنایئے؟

جواب: میرے ایک بڑے بھائی جے پال تھے، وہ کھتولی میں میرٹھ والے لالاؤں کے یہاں ملازم تھے، ان کے یہاں کولھو کریشر کا بڑا کاروبار تھا، بھائی صاحب بڑے مذہبی سجن اور رحم دل آدمی تھے، کسی دکھی آدمی کو دیکھ نہیں سکتے تھے، کسی زخمی جانور کو دیکھ کر وہ بہت پریشان ہو جاتے، بڑے بھاوک (جذباتی) سے آدمی تھے، پھولوں، پودوں کو دیکھتے تو مچل جاتے، ستاروں کو دیکھتے تو بے تاب ہو جاتے، اٹھ کر بیٹھ جاتے، ساری ساری رات مالک کی تعریف کرتے رہتے تھے، ان کے کارخانہ کے پاس میں پھلت کے دو لوگوں کی دوکان تھی، جو فرنیچر وغیرہ بناتے تھے، ان کی دوکان پر آپ کے ابی (مولانا کلیم صاحب) کبھی کبھی آیا کرتے تھے، بھائی صاحب بھی ان سے ملتے دو چار لوگ جمع ہو جاتے، تو مولانا صاحب دین کی باتیں کرتے، میرے بھائی بھی نیچے بیٹھتے ان کو توجہ سے سنتے اسلام کی باتیں ان کے دل کو بہت بھاتیں، مولانا صاحب بتاتے ہیں کہ ان کو خیال ہی نہ تھا کہ یہ شخص ہندو ہے، اگست کے مہینہ میں کھتولی میں چھڑیوں کا میلہ لگتا تھا ۱۹۹۰ء میں میلہ لگ رہا تھا، مولانا صاحب بتاتے ہیں کہ میں سڑک سے جا رہا تھا تو قسیم الدین نے تیز آکر مجھے سلام کیا اور کہا کہ دادری کا ایک گوجر میرٹھ والوں کے کارخانہ میں رہتا

Page 82

ہے، وہ آپ سے ملاقات کے لئے تڑپ رہا ہے، آپ پانچ منٹ اس سے مل لیں، مولانا صاحب آکر دوکان پر بیٹھے اور اندر کارخانہ سے ہمارے بھائی کو بلا لائے، بھائی صاحب نے مولانا صاحب سے کہا کہ مولانا صاحب میں نے ایک سپنا دیکھا، دیکھا کہ ایک بہت خوبصورت سنہرا راتھ (رتھ) ہے جیسے سونے کا ہو، اس پر بہت سارے حضرات یعنی مولانا لوگ بیٹھے ہیں اور آپ اس رتھ کو چلا رہے ہیں، سامنے ایک بڑا محل ہے، بہت خوبصورت جس پر ہیرے جڑے ہوئے ہیں، قمقمے سجے ہوئے ہیں، اس کے آٹھ دروازے ہیں، لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ سورگ ہے، میں نے یہ سنا تو میں بھی رتھ میں لٹکنے لگا مگر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر اتار دیا کہ تو ہندو ہے، تو اس حال میں سورگ میں نہیں جا سکتا، آپ سب لوگ سورگ میں چلے گئے اور میں روتا ہوا کھڑا رہ گیا، یہ کہہ کر بھائی صاحب مولانا صاحب سے چمٹ گئے اور خوب روئے، مولانا صاحب آپ نے مجھے سورگ میں جانے کیوں نہیں دیا، آپ کا کیا بگڑ جاتا؟ مولانا صاحب نے ان کو تسلی بھی دی اور کہا کہ بھائی مجھے تو اس خواب کا پتہ بھی نہیں، مجھے کسی کو سورگ سے روکنے کا حق بھی نہیں، اصل میں سورگ سے آپ کو اس نے روکا جو سورگ کا مالک ہے، اس کا قانون یہ ہے کہ اس نے صرف ایمان والوں اور مسلمانوں کے لئے سورگ بنائی ہے، سچی بات یہ ہے کہ جو انسان ایمان نہ لائے اور مسلمان نہ ہو، اس کو تو اس دنیا میں رہنے کا حق ہی نہیں ہے، اس کو سنسار کی نیشنلٹی ہی نہیں، غیر ایمان والا باغی اور غدار کی طرح دنیا میں رہتا ہے، اس دنیا کا مالک ایک اکیلا خدا ہے اور اس نے اپنی دنیا کے لوگوں کے لئے ایک قانون اسلام اپنے سچے نبی ﷺ کے واسطہ سے بھیجا ہے، جو آدمی اس اکیلے مالک کو نہ مانے اور اس کے بنائے ہوئے قانون اسلام کو نہ مانے وہ تو

اللہ کا باغی اور غدار ہے، اس کو اس دنیا میں رہنے کا حق حاصل نہیں، پھر وہ سورگ میں کیسے جاسکتا ہے اگر آپ کو سورگ میں جانا ہے تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوجایئے، آج تو خواب دیکھ کر اتنا پچھتا رہے ہو موت کا کچھ پتہ نہیں کب آجائے، موت کے بعد اگر خدانہ خواستہ آپ مسلمان نہ ہوئے تو یہ خواب حقیقت بن جائے گا اور پھر یہاں لوٹ کر بھی نہیں آسکتے، بھائی صاحب نے کہا کہ دادری جیسے گاؤں میں آج کے فسادات کے دور میں اگر میں مسلمان ہوجاؤں تو میرے گھر کے لوگ مجھے مارڈالیں گے، مولانا صاحب نے کہا، مارڈالیں گے تو آپ شہید ہوجائیں گے اور بھی جلدی جنت میں جائیں گے، بھائی صاحب نے کہا اگر میں مسلمان ہوجاؤں تو مجھے گھر چھوڑنا پڑے گا، پھر میں کہاں رہوں گا؟ مولانا صاحب نے کہا کہ آپ پھلت آجایئے اور ہمارے یہاں رہئے، بھائی صاحب نے کہا کہ میں دو چار روز میں گھر والوں سے کہہ کر آؤں گا، مولانا صاحب بتاتے ہیں کہ ملاقات کرکے وہ پھلت چلے آئے، خیال تھا کہ دو چار روز میں جے پال بھائی پھلت آئیں گے، مگر وہ نہیں آئے، نومبر کے آخر میں ایک روز مولانا صاحب ظہر کی نماز کے لئے نکلے، تو دیکھا جے پال بھائی صاحب باہر بیٹھے ہیں، کچھ پھل وغیرہ لے کر آئے ہیں، مولانا صاحب سے گلے ملے اور بولے مولانا صاحب! آپ سوچتے ہوں گے دھوکہ دے گیا، اصل میں میرے نام کچھ زمین تھی میری ایک ماں ہے میں نے سوچا کہ ماں کی سیوا بھی ان کا حق ہے، میں یہاں سے چلا جاؤں گا ان کی سیوا کا کیا ہوگا؟ میں نے اپنے بھتیجہ کو بلایا اور اس کو قسم دی اور اس سے وعدہ لیا کہ میں اپنی ساری زمین تیرے نام کرتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ تو میری ماں یعنی اپنی دادی کی دل سے سیوا کرے گا، وہ راضی ہوگیا، زمین اور گھر کا حصہ اس کے نام کرانے میں اتنا وقت

لگ گیا، اب میں آگیا ہوں مجھے مسلمان ہونے کے لئے کیا کرنا ہے؟ مولانا صاحب ان کو اپنے ساتھ مسجد میں لے گئے اور ان کو غسل کا طریقہ بتا کر مسجد کے غسل خانہ میں نہانے کے لئے کہا پھلت میں ایک عرب جماعت آئی ہوئی تھی جماعت سے دو چار منٹ پہلے مولانا صاحب ان کو مسجد کے اندر والے حصہ میں لے گئے اور جا کر کلمہ پڑھوایا، مسجد کے صحن میں، دھوپ میں جماعت کے لوگ بیٹھے تھے سب دیکھنے لگے کہ اجنبی کو اندر کیوں لیجا رہے ہیں؟ جماعت کھڑی ہوگئی، مولانا صاحب نے بھائی صاحب کا نام نور محمد رکھا، اپنے برابر میں جماعت میں کھڑا کرلیا، کسی طرح نماز پڑھی نماز پڑھ کر گھر آئے کھانا وغیرہ کھایا، عصر کی نماز میں پھر مسجد گئے، نماز میں عرب لوگوں کو دیکھا، وہ بھائی صاحب کو بہت اچھے لگے، بھائی صاحب رات کو ان کے ساتھ رہے، اگلے روز اتوار کا دن تھا جماعت میرٹھ جا نے والی تھی، بھائی صاحب نے مولانا صاحب سے کہا کہ میرا دل اس جماعت کے ساتھ جانے کو چاہ رہا ہے، مولانا صاحب نے امیر صاحب سے جو گجرات کے رہنے والے تھے بھائی صاحب کا تعارف کرایا اور ان کی خواہش کا ذکر کیا، امیر صاحب نے خوشی کا اظہار کیا اور بہت اصرار کے باوجود مولانا صاحب سے خرچ وغیرہ بھی نہیں لیا، جماعت میرٹھ چلی گئی، تین چار روز کے بعد مولانا صاحب نے بھائی صاحب کی خبر لینے کے لئے ایک حافظ صاحب کو میرٹھ بھیجا تو معلوم ہوا کہ جماعت میرٹھ پہنچی پیر کے روز صبح فجر کے بعد مذاکرہ اور نماز وغیرہ یاد کرانے کے لئے نور محمد کو تلاش کیا گیا تو کسی نے بتایا کہ آج شاید انھوں نے فجر کی نماز بھی نہیں پڑھی، وہ اندر تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے، تلاش کے لئے ایک ساتھی اندر مسجد میں گئے، تو دیکھا کہ سہ دری کے برابر میں ایک الگ حصہ ہے اس میں سجدہ میں پڑے

ہیں، ساتھی نے آواز دی مگر انھوں نے نہیں سنی، خیال کیا کہ سجدہ میں نیند آ گئی ہے
مگر ہلایا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ ہمیشہ کے لئے آغوش رحمت میں سو چکے ہیں، کل نو
نمازیں فرض اور ایک تہجد انھوں نے پڑھی، جو سنتا اس موت کی تمنا کرتا، ظہر کی نماز
میں ان کو میرٹھ میں دفن کر دیا گیا،

سوال : ہاں ہاں یہ واقعہ ابی اکثر سنایا کرتے ہیں، وہ آپ کے بھائی کا واقعہ
ہے؟ آپ اپنے اسلام کی بات بتائیے؟

جواب : بھیا! اصل میں ہم لوگوں کا اسلام تو بھائی صاحب کے ایمان کا صدقہ
ہے ایک زمانہ تک ہمیں معلوم نہیں ہوسکا کہ ان کا انتقال ہو گیا ہے، مگر وہ میرے
لڑکے کے سپنے میں بہت آتے تھے، زیادہ تر اسلامی لباس میں ٹوپی، کرتے اور
ڈاڑھی کے ساتھ ایک بار میرے بیٹے کو خواب دکھائی دیا، بھائی صاحب یہ کہہ رہے
ہیں کہ بیٹا میں نے ساری زمین جائیداد تیرے نام کی ہے، تو میرا ایک کام کر دے،
ایک درجن کیلے لے کر پھلت میں بڑے مولانا صاحب کے پاس پہنچا دے، وہ
صبح کو اٹھا اور کھتولی سے کیلے خریدے اور پھلت گیا، مسجد کے ملاجی اس کو آپ کے
گھر لے کر گئے مولانا صاحب لکھنؤ گئے ہوئے تھے، وہ کیلے مولانا صاحب کے
بہنوئی کو دے آیا کہ مولانا صاحب سے کہنا کہ دادری والے جے پال نے یہ کیلے
بھیجے ہیں، ایک بار اس کو خواب میں آ کر مولانا صاحب کو ایک کلو مٹھائی پھلت
جا کر دینے کو کہا، وہ مٹھائی لے کر گیا، مولانا صاحب کہتے ہیں کہ اللہ کے لئے محبت
یہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی باقی رہتی ہے، بھائی نور محمد مرنے کے بعد جنت میں بھی
تحفے بھیج رہے ہیں، ایک ہمارے گاؤں میں جھگڑا ہو گیا ایک بڑے اور طاقت ور
آدمی نے کچھ غریبوں اور کمزوروں پر بہت ظلم کیا، میرا دل بہت دکھا ہوا تھا، رات کو

دیر تک نیند نہیں آئی، من من میں مالک سے شکایت کرتا رہا کہ مالک جب سب
کچھ دیکھتا ہے، تو یہ اتیاچار کیوں ہوا، دیر رات کو نیند آئی، سپنا دیکھا لوگوں کی بھیڑ
ایک طرف کو جا رہی تھی، میں نے معلوم کیا کہ یہ بھیڑ کہاں جا رہی ہے، اچانک
بھائی صاحب کو دیکھا، انھوں نے کہا یہ بھیڑ پھلت جا رہی ہے، مسلمان ہونے اور
مسلمان ہو کر سورگ میں جانے، رام پھل جلدی کر ورنہ تو پیچھے رہ جائے گا، جلدی
جا جلدی، پھلت جا کر مولانا صاحب سے کہنا کہ مجھے مسلمان بنا دو، تا کہ میں بھی
سورگ میں چلا جاؤں، میں تو اپنے مالک کے کرم سے سورگ میں آ گیا ہوں، آنکھ
کھل گئی سپنے مجھے بہت کم دکھائی دیتے ہیں، مگر اس سپنے نے مجھے بے چین کر دیا،
صبح ہوئی تو میں پھلت پہنچا، بڑی مسجد گیا، ملاجی صاحب مجھے مولانا صاحب کے
یہاں لے گئے مولانا صاحب کہیں گئے ہوئے تھے، معلوم ہوا کہ رات میں آ جا
ئیں گے، رات تک انتظار کیا، مگر مولانا صاحب نہ آ سکے صبح کو سو کر اٹھا تو معلوم ہوا
کہ مولانا صاحب رات ڈیڑھ بجے آئے ہیں، پیر کا دن تھا مولانا صاحب کا پھلت
رہنے کا دن تھا، صبح سے لوگ آنا شروع ہو گئے، مولانا صاحب سے ملاقات کر کے
جاتے رہے میرا نمبر دیر میں آیا نو بجے میری ملاقات ہوئی میں نے معلوم کیا کہ آپ
جے پال جی دادری والوں کو جانتے ہیں، انھوں نے کہا خوب، وہ میرے پاس
آئے تھے اور ان کے اسلام کا پورا واقعہ بتایا، میں نے اپنا خواب سنایا، مولانا
صاحب نے مجھے مبارکباد دی اور بتایا کہ آج ہی رات میں انھوں نے بھی خواب
دیکھا کہ نور محمد بہت اچھے لباس میں ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میرا چھوٹا بھائی رام
پھل آ رہا ہے، اس کو مسلمان ہوئے بغیر جانے مت دیجئے، مولانا صاحب نے میرا
نام معلوم کیا اور کہا آپ نور محمد کے چھوٹے بھائی رام پھل ہیں؟ مولانا صاحب

سے بغیر بتائے نام سن کر مجھے اپنے خواب کے اور سچا ہونے کا یقین ہوگیا، میں نے مولانا صاحب سے خود بھی مسلمان ہونے کو کہا مولانا صاحب نے مجھے کلمہ پڑھوایا اور مجھ سے کہا کہ اگر آپ اسلامی نام رکھنا چاہیں تو نام بدل سکتے ہیں، نام بدلنا کوئی ضروری نہیں، اصل میں دل کا بدلنا ضروری ہے، میں نے کہا کہ آپ میرا نام ضرور رکھ دیں اور اچھا ہے کہ جو نام لے کر میرے بڑے بھائی سورگ میں گئے ہیں، میرا نام بھی وہی رکھ دیں، کیا میرا نام نور محمد رکھا جا سکتا ہے؟ مولانا صاحب نے کہا کوئی حرج نہیں اور میرا نام نور محمد رکھ دیا، ایک روز رہ کر میں اپنے گھر دادری چلا آیا، میں نے اگلے روز اپنی بیوی سے پورا حال بتایا وہ بہت ناراض ہوئی اور اس نے میرے خاندان والوں کو بتا دیا میرے چچا گاؤں کے پردھان تھے، گاؤں میں پنچایت ہوئی، کئی لوگوں نے کہا کہ اس کا منھ کالا کر کے گدھے پر بٹھا کر جلوس نکالو، کسی نے کہا اس کو گولی مار دو، یہ کافر ہوگیا، ہمارے گاؤں کے ایک رٹائرڈ پرنسپل بھی اس پنچایت میں تھے، انھوں نے کہا یہ زمانہ ترکوں (دلائل) کا ہے، آپ اس کو سمجھاؤ اور یہ ثابت کرو کہ یہ ہندو دھرم، اسلام سے اچھا ہے، زبردستی سے آپ اس کے دل کو نہیں بدل سکتے، اچھا ہے آپ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو، کیونکہ وہ بہت معزز آدمی تھے، ان کے سمجھانے سے پنچایت ختم ہوئی، میری ماں نے مجھے بہت سمجھایا، ان کا خیال تھا کہ پھلت والوں نے اس پر جادو کر دیا ہے، وہ اتار کے لئے مجھے پھلاؤدہ لے گئیں، چیرمین صاحب جو بڑے عامل سمجھے جاتے ہیں، ان کے پیروں میں پڑ گئیں کہ میرے بیٹے پر جادو کرا دیا گیا وہ کافر ہوگیا آپ مجھ پر دیا کرو، انھوں نے ماں کو تسلی دی، اس پر کوئی جادو نہیں مالک کی لہر ہے، آپ بھی پھلت والوں سے جا کر ملیں وہ بہت مہان آدمی ہیں، وہ ہر دکھیارے کی مدد کرتے ہیں،

Page 85

وہاں سے ہم دونوں لوٹے میں نے ماں کو بہت سمجھایا کہ ماں آپ بھی مسلمان ہوجاؤ، سب سے زیادہ ہمارے چچا پردھان جی کو دکھ تھا، وہ کہتے تھے کہ رام پھل نے برادری میں منھ دکھانے لائق نہیں چھوڑا، عاجز آ کر انھوں نے ایک دن پورنیما کے بہانے ایک دعوت کی، میں نے خواب میں آپ کے والد کو دیکھا، مولانا صاحب مجھے کہہ رہے ہیں کہ پورنیما کی دعوت میں کھیر کا جو پیالہ تمہارے سامنے ہے، اس میں زہر ہے، اسے مت کھانا، دعوت ہوئی تو میں نے خواب کا منظر سامنے پایا میرے چاچا نے میرے آگے کھیر کا پیالہ رکھا میں نے روٹی کھانا شروع کی اور موقع پا کر وہ پیالہ چاچا کے سامنے کر دیا، ان کو پتہ نہیں لگا، دو تین چمچے انھوں نے کھائے ان کا حال بگڑ گیا، الٹیاں شروع ہوگئیں فوراً ان کو میرٹھ لے کر گئے مگر وہ بچ نہ سکے اور ان کا دیہانت ہوگیا ان کے کریا کرم سے فارغ ہو کر میں پھلت آیا مولانا صاحب سے سارا قصہ سنایا اور معلوم کیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوگیا کہ اس کھیر میں زہر ملایا گیا ہے، مولانا صاحب نے کہا کہ غیب کی بات اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، اللہ اپنے بندوں کو بچاتے ہیں اور ایمان والے کو جس کسی سے محبت ہوتی ہے، اسکی صورت میں اپنے فرشتوں کو بھیج کر رہبری کرتے ہیں، اس کو مہربان رب کہتے ہیں، گھر جا کر میں نے اپنی ماں کو بھی سارا قصہ سنایا، میرے کا پھر (کافر) ہونے کے باوجود چاچا کی یہ دشمنی ان کو بہت بری لگی اور وہ اسلام سے قریب ہوگئیں، چاچا کے دونوں لڑکے اب میری جان کے دشمن ہوگئے اور میں نے روز روز کے جھگڑوں سے بچنے کے لئے گاؤں چھوڑ دیا، پھلت جا کر رہنے لگا، میرے گھر والے پھلت جا کر پوچھا کرتے تھے مگر ان کا کوئی بس وہاں نہیں چلتا تھا۔

سوال: آپ پھلت کتنے دن رہے؟

جواب : میں تین سال سے زیادہ پھلت رہا، وہاں نماز وغیرہ یاد کی، ذکر کرتا تھا اور آنے جانے والے مہمانوں کی خدمت کرتا تھا۔

سوال : سنا ہے آپ پھلت میں رہتے تھے،تو نماز میں بہت روتے تھے؟

جواب : بھیا میں کیا روتا تھا (روتے ہوئے) ایک گندے ناپاک قطرہ سے بنے انسان کو اتنے بڑے مالک کے سامنے جانا مل جائے اور اپنے پیارے اللہ سے ملاقات نصیب ہوجائے،تو رونا تو پڑے ہے، داروغہ تھانے میں بلائے تو کیا حال ہوجاتا ہے، مالک کے سامنے جا کر کیا حال ہونا چاہئے، جہاں میں نے نیت باندھی میرے دل میں خیال آیا کہ یہ گندا نور محمد اور کہاں آپ کا دربار، مسجد میں جاتا ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ اپنے مالک کے، جو میرا محبوب بھی ہے قدموں میں سر رکھ رہا ہوں، مولانا صاحب نے مجھے نماز کے ساتھ نماز کا ترجمہ بھی یاد کرایا تھا مجھے یہ خیال ہوتا تھا کہ نماز میں التحیات اور درود کیوں ہے؟ ایک روز مولانا صاحب نے بیان کیا کہ معراج میں ہمارے نبی کے صدقہ میں ہمیں اللہ سے ملاقات کا یہ موقع نصیب ہوا، اس لئے نماز کے آخر میں معراج کا وہ مکالمہ اور نبی پر درود پڑھ کر ہمارے نبی ﷺ کا احسان یاد کیا جاتا ہے، میرے دل کو یہ بات بہت لگی اب میرا دل التحیات اور درود شریف میں بہت بھر بھر کر آتا ہے، مجھے ایسا لگتا ہے کہ پیارے نبی ﷺ کی روح بھی مجھ سے خوش ہے۔

سوال : سنا ہے کہ آپ کو حضور اقدس ﷺ کی کافی زیارت ہوئی ہے؟ ایک آدھ خواب سنائیے۔

جواب : میں الحمدللہ درود اور التحیات بہت دل سے پڑھتا ہوں اور جب سے حضور اقدس ﷺ کی زیارت بھی مجھے خوب ہوئی ہے، سب سے پہلے جب مجھے

Page 86

حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ کے ابی جیسے ہیں، ذرا عمر کچھ زیادہ اور رنگ صاف ہے اور مجھ سے فرمارہے ہیں کہ جا اپنی ماں کو کلمہ پڑھوادے، وہ تیار ہے اور تیرا انتظار کررہی ہے، میں نے صبح کو مولانا صاحب کو بتایا، مولانا صاحب نے مجھے گھر جانے کا مشورہ دیا، میری ماں بہت بیمار تھی میں نے ڈاکٹر کو لا کر دکھایا، میں ان کی خدمت کے لئے گھر رک گیا، میرا بیٹا بھی ان کی بہت سیوا کرتا تھا، ان کو دستوں کا مرض ہوگیا تھا بار بار کپڑے خراب ہوجاتے تھے میں اپنے ہاتھوں سے اس کو نہلاتا اور کپڑے وغیرہ دھوتا، اسلام قبول کرنے سے پہلے میری ماں سے میری نہیں بنتی تھی، وہ میری اس خدمت سے مجھ سے بہت متاثر ہوئی اور ان کے دل میں خیال آیا کہ مسلمان ہوکر یہ ایسا ہوگیا ہے، میں نے موقع دیکھ کر ان سے مسلمان ہونے کو کہا، وہ تیار ہوگئی، میں نے ان کو کلمہ پڑھایا اور ان کا نام فاطمہ رکھا اللہ کا کرم ہے کہ وہ اچھی بھی ہوگئیں، گاؤں والوں کو میرا گاؤں میں آنا اچھا نہیں لگا، وہ میرے ساتھ دشمنیاں کرتے رہے، کئی بار مجھ پر حملہ بھی ہوئے مگر اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے مجھے بچالیا، میں نے پھلت جا کر مشورہ کیا مولانا صاحب نے مجھے گاؤں چھوڑنے کو کہا، میں اپنی ماں کو لے کر میرٹھ میں ایک کمرہ کرایہ پر لے کر رہنے لگا، شروع میں کمرہ کرایہ پر لے لیا بعد میں مولانا صاحب نے مجھ سے کہا اسلام روزگار میں سب سے زیادہ تجارت کو پسند کرتا ہے، ہمارے نبی ﷺ نے بھی تجارت کی ہے، میں نے سبزی کی تجارت شروع کی، اس کے بعد مولانا صاحب نے لوہے کی تجارت میں نفع ہونے کی حدیث سنائی، تو میں نے کباڑے کی دوکان کرلی، میرا کام بہت اچھا چل گیا، میرا بیٹا بھی میرے یہاں آکر مسلمان ہوگیا، گاؤں والوں کو میرا پتہ معلوم ہوگیا وہ میرٹھ میں بھی میرا پیچھا کرتے رہے، میرے

چاچا کے بڑے بیٹے نے ایک بدمعاش کو دس ہزار روپئے مجھے گولی مارنے کے لئے دیئے، میں نے خواب میں حضور ﷺ کی پھر زیارت کی کہ کل تمھیں مارنے کے لئے بدمعاش آئے گا، اس کا نام محمد علی ہے، وہ کالی پینٹ اور نیلی قمیص پہنے ہوگا، اس سے کہنا کہ محمد علی ہو کر ایک رام پھل کے 'نور محمد' بننے پر مجھے مارنے آئے ہو، میں رات کو دوکان بند کر کے جانے والا تھا، وہ شخص آیا میں نے فوراً اس سے کہا کہ محمد علی ہو کر ایک رام پھل کے 'نور محمد' بننے پر مارنے آئے ہو، وہ حیرت میں پڑ گیا، اس نے حیرت سے پوچھا، تمھیں میرا نام کس نے بتایا، میں نے کہا اس نے بتایا جو سارے سچوں کا سچا ہے، جس نے دنیا کو سچ سکھلایا ہے، میں نے اس کو رات کا خواب بتایا، اپنی قبول اسلام کی داستان سنائی، وہ چمٹ کر مجھ سے رونے لگا، میرے ہاتھ میں ریوالور دے کر کہنے لگا، ایسے پیارے نبی ﷺ کے نام کو بدنام کرنے والے محمد علی سے تم رام پھل کتنے اچھے ہو، ایسے کمینے کو زندہ رہنے کا حق نہیں، لو میرے پیٹ میں گولی ماردو، میں نے اس سے کہا گولی مارنے سے کام نہیں چلے گا، سچی توبہ ہر گناہ کا علاج ہے، اللہ سے توبہ کرو اور جماعت میں چلہ لگاؤ، اس نے وعدہ کیا وہ صبح کو میرے یہاں آیا، میں اس کو لے کر حوض والی مسجد گیا اور وہ مجھ سے قرض لے کر جماعت میں چلا گیا، مرکز میں مجھے ایک جماعت کے ساتھی نے وہ جگہ دکھائی، جہاں میرے بھائی نے تہجد کی نماز میں مسجد میں انتقال کیا تھا، میں رات کو مسجد میں رکا، تہجد اسی جگہ پڑھی دیر تک مسجد میں اس امید پر پڑا رہا کہ شاید یہی جنت کا دروازہ ہے، مجھے مسجد میں نیند آگئی اور نبی ﷺ کی زیارت ہوئی، فرمایا، جنت اہل ایمان کے لئے ہے، مگر ابھی تمھیں بہت کام کرنا ہے، آنکھ کھل گئی میں سوچ میں پڑ گیا مجھ گندے کو کیا کام کرنا ہے میں سوچتا رہتا تھا، کیا میں

بھی کچھ کام کر سکتا ہوں، پیارے نبی کا کچھ کام۔۔۔ میرٹھ میں بھی میرے لئے رہنا مشکل ہو گیا مولانا صاحب سے مشورہ کیا، تو انھوں نے مجھے میرٹھ چھوڑنے کا مشورہ دیا، پہلے پنجاب، پھر ہریانہ، مگر میرا کام نہ جم سکا، قرض بڑھتا گیا، مجھے کسی نے کانپور جانے کا مشورہ دیا، مولانا صاحب نے استخارہ کو کہا، اتفاق سے مولانا کے ایک جاننے والے کانپور سے آگئے اور میں ان کے ساتھ کانپور آگیا، الحمدللہ چار سال میں یہاں میرا لوہے کا کام سیٹ ہو گیا، سارا قرض بھی اتر گیا، پہلے میں نے اپنے بیٹے کی شادی کی اور اب گذشتہ سال ایک بیوہ سے میں نے مسلمان کر کے شادی کر لی ہے، اس کے چھ بچے بھی میری تربیت میں مسلمان ہیں۔

سوال: ماشاء اللہ بہت مبارک ہے، آپ مسلمانوں کو کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: ایک تو درخواست میری آپ سے ہے اور میں نے یہ سفر مولانا صاحب سے دعا کی درخواست کے لئے کیا ہے اور سب مسلمانوں سے بھی دعا کی درخواست ہے کہ میں نے اپنے ساتھ ایک دعوتی ٹیم بنائی ہے، جس نے ایک تو بنگالی خانہ بدوشوں اور ایک مدھیہ پردیش کے بھیل لوگوں میں دعوت کا کام شروع کیا ہے، اصل میں میرا ایک چلہ تو جمنا نگر میں لگا وہاں پر جگہ جگہ بنگالی لوگوں کی کچی پکی بستیاں ہیں ان میں اس وقت ہمارے مولانا صاحب کے ساتھی کام شروع کر رہے تھے اور ایک چلہ کھنڈوہ کے علاقہ میں لگا، وہاں پر اسی طرح کی آبادی بھیلوں کی رہتی ہے، وہاں پر میں نے محسوس کیا کہ ان لوگوں میں کام کیا جائے تو فوج کی فوج مسلمان ہو سکتی ہے کانپور میں سیٹ ہو کر پچھلے سال میں نے دس سفر کئے، مجھے اللہ سے امید ہے کہ لاکھوں لاکھ لوگ انشاء اللہ مسلمان ہوں گے، میری

تمام مسلمانوں سے درخواست ہے کہ ایسی نہ جانے کتنی آبادیاں ہوں گی اگر سنجیدگی سے کوشش کی جائے تو کتنے لوگ دوزخ سے بچ سکتے ہیں، اپنے اپنے حالات کے لحاظ سے دعوت کی فکر کرنی چاہئے۔

سوال: بہت بہت شکریہ! نور بھائی آپ بڑے خوش قسمت ہیں، آپ ہمارے لئے بھی دعا کریں۔

جواب: پیارے بھیا، ایسا احسان فراموش کون ہوسکتا ہے، جو آپ کے اور آپ کے گھرانے والوں کے لئے دعا نہ کرتا ہو، روتے ہوئے، رواں رواں آپ کے گھر کے احسان میں دبا ہوا ہے، میں اپنی کھال کی جوتیاں بنادوں تو آپ کے گھر کے احسان کا بدلہ ادا نہیں کرسکتا اللہ تعالی قیامت تک آپ کے گھرانے کو پورے عالم کی ہدایت کا ذریعہ بنائے رکھے۔

سوال: آمین، ہمارے گھرانے کا کچھ نہیں، اصل میں تو اللہ کی طرف سے آپ کے لئے ہدایت کا فیصلہ ہوا۔

جواب: ہاں میرے اللہ کا تو اصل کرم ہے ہی،

سوال: اچھا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اللہ حافظ فی امان اللہ

جواب: وعلیکم السلام، اللہ حافظ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، جولائی، اگست ۲۰۰۵ء

انجینئر محمد خالد ﴿ونود کمار کھنہ﴾ سے ایک ملاقات

محمد خالد : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احمد اواہ : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: خالد صاحب آپ کو ایک زحمت دینی ہے، ہمارے یہاں پھلت سے ایک اردو دعوتی میگزین ارمغان کے نام سے نکلتی ہے، اس کے لئے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں؟

جواب: ہاں احمد بھائی ارمغان سے میں خوب واقف ہوں اس میں میرا نام بھی ہوجائے، تو میرے لئے بڑی خوش قسمتی کی بات ہوگی، آپ جو حکم کریں میں تیار ہوں۔

سوال: آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیں؟

جواب: میرا نام الحمد للہ محمد خالد ہے، میرا گھریلو نام ونود کمار کھنہ تھا، میری پیدائش ۲؍اگست ۱۹۵۶ء میں پنجاب کے مشہور شہر جالندھر میں ہوئی، ہمارا آبائی وطن پٹیالہ ہے، میرے والد کا نام جناب ڈاکٹر انل کمار کھنہ ہے، وہ میکانیکل انجینئر ہیں اور وہ پانچ سال پہلے بجلی پانی کے محکمہ ہائیڈل سے ایکزیکیٹیو انجینئر کی پوسٹ سے رٹائرڈ ہوئے ہیں، میں نے بھی الیکٹرکل میں انجینئرنگ کی اور والد صاحب کے محکمہ میں مجھے ملازمت مل گئی، ۱۵ سال برابر میری پوسٹنگ بھی جالندھر میں رہی، تین سال پہلے میرا پرموشن میں ٹرانسفر ہوگیا، آج کل وہیں پر فیملی کے ساتھ رہتا ہوں، بہت دنوں سے مولانا صاحب سے ملاقات نہیں ہوئی تھی، مجھے ایک دفتری

کام سے دہلی کا سفر تھا، موقع غنیمت سمجھ کر ملنے آیا ہوں، الحمد للہ ملاقات بھی ہوگئی اور ضروری باتوں کے لئے مشورہ بھی ہوگیا۔

سوال : اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیے؟

جواب : آج سے ٹھیک تیرہ سال پہلے ۱۹؍اپریل ۱۹۹۲ء کو میں دہلی سے دفتر کے کام سے واپس لوٹ رہا تھا دہلی سے سپر فاسٹ اکسپریس میں سوار ہوا، گاڑی مظفر نگر اسٹیشن پر پہنچی، گاڑی میں لوگ سوار ہوئے، ان سوار ہونے والوں میں ایک (اگر میں اپنی پیدائش زبان میں یہ کہوں کہ) دیوتا بھی گاڑی میں سوار ہوئے تو میرا خیال ہے کہ اس زبان میں وہ ہی ٹھیک ہوگا، اسلامی زبان میں رحم وکرم کا فرشتہ، نبی رحمت کا سچا وارث بھی کہہ سکتا ہوں، مجھ سے کچھ فاصلہ پر تیسری سیٹ پر بیٹھ گئے دو منٹ گاڑی رکی اور جلدی ذرا سی دیر میں رفتار تیز ہوگئی، وہ دیوتا اور فرشتہ صفت انسان احمد بھائی آپ کے والد، میرے سب سے بڑے محسن مولانا کلیم صاحب تھے، میرے برابر میں مظفر نگر کا ایک دیہاتی شاید جاٹ چودھری بیٹھا تھا، گاڑی جب تیز ہوگئی تو اس نے سوال کیا کہ مظفر نگر کتنی دیر میں آجائے گا، مولانا صاحب نے جواب دیا کہ تاؤ جی مظفر نگر تو جا چکا، یہ اسٹیشن جس سے ہم سوار ہوئے ہیں، مظفر نگر ہی تھا، اس کو مظفر نگر اترنا تھا، وہ چودھری اپنی سیٹ کے نیچے سے سامان کی گٹھری اپنے سر پر رکھ کر دروازہ کی طرف بڑھا اور جلدی میں دروازہ سے چلتی گاڑی سے کودنا چاہتا تھا، مولانا صاحب نے پہلے اس کا ہاتھ پکڑا اور پھر اس کو دونوں ہاتھوں میں تھاما اور کہا تاؤ جی اب آپ نہیں اتر سکتے، آپ دیوبند تک چلیں، گاڑی رکے گی، آپ اتر کر کسی دوسری گاڑی سے مظفر نگر واپس آنا، وہ چودھری ضد کرنے لگا، میری لڑکی کے منگنی والے آرہے ہیں، مجھے جلدی جانا ہے، مولانا

صاحب اس کو کھینچ کر اپنی سیٹ پر لے آئے اور اس کو سمجھایا کہ تاؤ جی جب آپ زندہ بچیں گے، تب تو آپ منگنی کریں گے، چلتی گاڑی سے اتریں گے تو آپ بچیں گے کہاں؟ وہ ضد کرتا رہا، مگر مولانا صاحب اس کو مضبوط تھامے رہے اور کہا کہ میں دیوبند سے پہلے آپ کو نہیں اترنے دونگا، جب چودھری کو یقین ہوگیا کہ یہ ہرگز مجھے چلتی گاڑی سے نہیں اترنے دیں گے، تو اس نے مجبوراً اپنی گٹھری سیٹ کے نیچے ڈال دی، دیوبند اسٹیشن آیا، گاڑی رکی، مولانا صاحب نے اس کی گٹھری اٹھائی اور اس کو اتارا، گٹھری اس کے سپرد کی، میں یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا، ہمارا گھرانہ بہت مذہبی سمجھا جاتا تھا اور مجھے خود اپنے بارے میں یہ خیال تھا کہ میں بہت سوشل انسان ہوں، یہ منظر دیکھ کر میرے ضمیر کو بہت چوٹ لگی میرے دل میں خیال آیا کہ میرا ہم مذہب ہندو بھائی میرے برابر سے اٹھ کر چلتی گاڑی سے کود کر گویا مرگیا اور ایک غیر مذہب کے بہت مذہبی دکھائی دینے والے مسلمان نے اس تعصب کے زمانہ میں (یہ بابری مسجد رام جنم بھومی کی آگ کا زمانہ تھا) اس کی جان بچائی، اس لئے کہ اگر مولانا صاحب اس کو نہ روکتے اور بہت کوشش کر کے زبردستی کھینچ کر نہ لاتے تو چودھری تو مرگیا تھا، مجھے اپنے حال پر بڑی شرمندگی ہوئی اور میں اٹھ کر مولانا صاحب کے سامنے والی سیٹ پر جا کر بیٹھا اور مولانا صاحب سے کہا کہ مولانا آپ نے تو مجھے بہت بڑی سزا دی، مجھے اس قدر تکلیف ہو رہی کہ دل چاہ رہا ہے کہ ٹرین سے کود کر مر جاؤں، مولانا صاحب نے بڑے پیار سے کہا معاف کیجئے میں تو آپ سے بہت دور بیٹھا ہوں، آپ سے میری کوئی بات چیت بھی نہیں ہوئی، پھر بھی اگر کوئی تکلیف ہوئی ہے تو میں معافی چاہتا ہوں کہ آپ ساتھ میں سفر کرنے والے ہیں اور ایک مسلمان پر ساتھی مسافر کا بڑا حق ہوتا ہے۔

میں نے کہا مولانا صاحب ہندو مسلم نفرت کی اس آگ کے زمانہ میں آپ نے ایک ہندو کو اتنی محنت سے مرنے سے بچالیا اور یہ میرا مذہبی بھائی میرے برابر سے اٹھ کر مر گیا تھا، مجھے یہ ہوش نہ آیا کہ میں اس کو روکتا اور آپ اتنی دور سے جا کر اس کے لئے پریشان ہوئے، مجھے یہ خیال ہو رہا تھا کہ ایسی بے حسی کی زندگی سے مرجانا بہتر ہے، واقعی مولانا صاحب آپ کی تو یہ بڑائی کی بات تھی، مگر مجھے آپ کے اس برتاؤ نے بڑی سزا دی، میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ میں اپنے کو اس کی کیا سزا دوں؟ مولانا صاحب میرے اس احساس سے بہت خوش ہوئے اور پیار سے میرے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر چوما اور بولے میرے پیارے بھائی مالک کا کرم ہے کہ آپ کو احساس ہو گیا، ورنہ یہ دنیا تو بس اپنے میں کھوئی ہوئی ہے اور میں تو آپ سے بہت گیا گذرا ہوں، بس مالک کا کرم ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان مذہبی گھر میں پیدا کیا جس کی وجہ سے ہمیں انسانیت کے کچھ اصول آ گئے ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں پڑوسیوں، انسانوں اور جانداروں کے حقوق بتائے، مولانا صاحب نے دیر تک رسول اللہ ﷺ کی باتیں، ہمیں بتائیں اور بیچ بیچ میں حضرت محمد ﷺ کے سچے وارث کے ایسے کئی اللہ والوں کے بھی قصے سنائے، باتیں محبت کی اور سنانے والا کچھ ایسا کہ لوگ اکٹھا ہو گئے، بار بار دل بھر آ رہا تھا کئی لوگ تو رو پڑے۔

میں نے مولانا صاحب سے تعارف چاہا، تو انھوں نے بتایا کہ صوفی سنتوں کی ایک مشہور تاریخی بستی پھلت ہے، جہاں پر دنیا کے مشہور اسلامی اسکالر حضرت شاہ ولی اللہ پیدا ہوئے، وہ وہیں کے رہنے والے ہیں، مولانا صاحب نے اپنا پتہ لکھ کر دیا اور میرا پتہ بھی معلوم کیا اور جب یہ معلوم ہوا کہ میں جالندھر میں

انجینئر ہوں، تو مولانا صاحب نے اپنے دو لوگوں کے فون نمبر اور پتے دیئے جو جالندھر میں کاروبار کے سلسلہ میں آتے تھے اور مجھے ان سے رابطہ رکھنے کی تاکید کی، مولانا صاحب کے دونوں ساتھی اصل میں مولانا صاحب کے مرید تھے، جالندھر جا کر میں ان سے ملا مجھے انھوں نے بہت متاثر کیا انھوں نے مجھے مولانا صاحب کی کتاب، ’آپ کی امانت آپ کی سیوا میں‘ اور اسلام کیا ہے؟ دی میں نے ٹرین میں اسلام کی ہلکی سی کرن مولانا صاحب کے عمل کی شکل میں دیکھی تھی، ان دونوں کتابوں کو پڑھنے کے بعد میرے لئے کسی شک کی گنجائش نہیں رہی اور میں نے اسلام قبول کر لیا، شروع میں مجھے لوگوں نے اپنے اسلام کو چھپانے کا مشورہ دیا، ایک سال تک میں نے اعلان نہیں کیا، مگر بعد میں مجھے خیال ہوا کہ میں ایک پڑھا لکھا آدمی ہوں ایک غلط راہ پر تو ہم کھلے عام چلیں اور اللہ کی زمین پر، اللہ کے آسمان کے نیچے، اللہ کی بندگی چھپ کر کریں، یہ کیسی بزدلی اور کم ظرفی کی بات ہے، میں نے کچہری جا کر اپنے قبول اسلام کے قانونی کاغذات بنوائے اور پھر گھر والوں کے سامنے اعلان کر دیا، اپنی بیوی سے بھی بتا دیا، گھر کے لوگ بہت برہم ہوئے اور میرے والد کے علاوہ سب لوگ مجھے برا بھلا کہتے رہے، گھر سے نکل جا نے کو کہا میرے والد صاحب نے گھر والوں سے کہا اس طرح لڑنے سے کوئی فائدہ نہیں، یہ پڑھا لکھا ہے، ہوشیار بھی ہے، کوئی پاگل نہیں ہاں یہ بات ضرور ہے کہ مذہب بدلنے کا فیصلہ بڑا فیصلہ ہے بہت سوچ سمجھ کر کرنا چاہئے، میں نے ان سے کہا کہ میں نے دو سال خوب سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے۔

اسلام کو پوری طرح جاننے اور نماز وغیرہ سیکھنے کے لئے مجھے کسی آدمی کی تلاش ہوئی تو میں نے ایک مولانا صاحب سے جو سہارنپور کے رہنے والے

تھے اور ایک مسجد میں امام تھے مولانا محمد اشتیاق صاحب ان سے رابطہ کیا، میں نے ان کے پاس رات میں جانا شروع کیا تین چار روز کے بعد انھوں نے ہمیں بتایا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کی بیوی سے آپ کا رشتہ ختم ہو گیا ہے کیونکہ وہ ہندو ہیں اب ان کے ساتھ آپ کا رہنا جائز نہیں، اسلام میں نے بہت سوچ سمجھ کر قبول کیا تھا اور میری خواہش تھی کہ ایک پکے مسلمان کی طرح اسلام کے ہر قانون کو جانوں، میں نے ایک کمرہ کرائے پر لیا اور اپنی بیوی سے اپنی مجبوری بتائی میرے دو چھوٹے بچوں کا مسئلہ تھا جن میں سے ایک ابھی دودھ پیتا تھا، اس مسئلہ کے بعد میرے خاندان میں میرے قبول اسلام کی سخت مخالفت ہوئی اور مجھے سخت مسائل کا سامنا کرنا پڑا مجھے مولانا اشتیاق صاحب نے بتایا کہ مولانا کلیم صاحب کو ہم نے جالندھر کی دعوت دی ہے اور انھوں نے اگلے ہفتہ پنجاب کے سفر کا وعدہ کر لیا ہے ان کا اصلی سفر سمرالا ضلع لدھیانہ کا تھا میں نے اس خیال سے کہ جالندھر سفر ہو نہ ہو اور بات کا موقع ملے یا نہ ملے، سمرالا جا کر ملاقات کو اچھا سمجھا جہاں رات کو مولانا صاحب کو رکنا تھا میں نے چھٹی لی، سمرالا دوپہر کو پہنچ گیا، عصر کے بعد مولانا صاحب آ گئے ملاقات ہوئی میرے قبول اسلام سے بہت خوش ہوئے اور مجھے بتایا کہ کئی رات وہ میرے لئے ہدایت کی دعا کرتے رہے کہ یا اللہ کیسا اچھا آدمی ہے، کیسا صاحب ضمیر ہے، وہ تو ہدایت کا ضرور مستحق ہے، اللہ کا شکر ہے میرے اللہ نے سن لی، میں نے اپنی بیوی سے علاحدگی وغیرہ کے بعد درپیش مسائل کے سلسلہ میں مشورہ کیا، مولانا صاحب نے مجھے اللہ کے ہر حکم کو ماننے پر رضامندی پر مبا رکباد دی، مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ آپ کو، کسی بھی حکم پر عمل کرنے سے پہلے کسی داعی سے رابطہ کرنا چاہئے کہ دعوت کا قانون الگ ہوتا ہے، اسلامی شریعت کا اصول یہ

ہے کہ دو نفعوں میں سے ایک کو اختیار کرنا ہو تو چھوٹے نفع کو چھوڑ کر بڑے نفع کو اختیار کرنا چاہئے اور دو نقصانوں میں سے ایک کو قبول کرنا ضروری ہو تو بڑے نقصان کے مقابلے چھوٹا نقصان قبول کیا جائے گا، ہمارا زندگی بھر کا تجربہ ہے کہ اگر احتیاط کے ساتھ ان حالات میں شوہر کو بیوی کے ساتھ رہنے دیا جائے اور شوہر فکر مند رہے تو بیوی بچے مسلمان ہو ہی جاتے ہیں اور اگر الگ کر دیا جائے تو پھر اس کا امکان بہت کم ہو جاتا ہے، اس حال میں اگر چہ نامحرم کے ساتھ رہنا ایک گناہ ہے، مگر کم از کم دو بچوں اور بیوی کے قبول اسلام کی امید پر اس کو برداشت کیا جائے گا، بس اللہ سے توبہ کرتے رہیں اور تھوڑے فاصلہ پر احتیاط سے رہیں، یعنی ازدواجی تعلق سمجھ کر ساتھ نہ رہیں، ایک داعی اور مدعو سمجھ کر ساتھ رہیں، مولانا صاحب نے فون نمبر بھی دیا اور مجھے تاکید کی کہ ہر مسئلہ میں مجھ سے مشورہ کریں، یہ ملاقات میرے لئے بڑی راحت کا ذریعہ بنی، میں اپنے گھر چلا گیا اور میں نے ٹرین والے واقعہ کے ساتھ مولانا صاحب کا تعارف کرا رکھا تھا، میں نے سمرالہ لوٹ کر بیوی کو بتایا کہ مولانا صاحب نے مجھے بہت برا بھلا کہا کہ ایسی وفادار اور محبت کر نے والی بیوی کو مسلمان ہو کر کس طرح چھوڑ سکتے ہیں، اب تو اور بھی ان کا حق بڑھ گیا ہے، میں نے اپنی بیوی کو یہ بھی بتایا کہ مولانا صاحب نے مجھے یہ بات بتائی ہے کہ سب سے اچھا مسلمان وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہو، مولانا صاحب نے مجھے اردو اور قرآن شریف پڑھنے کا مشورہ دیا میں نے روزانہ اس کے لئے ایک گھنٹہ دینا شروع کیا اور آدھا گھنٹہ بیوی پر دعوت کے لئے بلا ناغہ لگایا، جس میں اس سے محبت کی باتیں کرتا اور دو چار باتیں اسلام کی حقانیت اور ہندو مذہب کی خلاف عقل باتوں کی کرتا، چار سال کی مسلسل لگن کے بعد میری بیوی اسلام

قبول کرنے کے لئے راضی ہوگئی اور میں نے قرآن شریف اور اردو اس طرح پڑھ
لیا کہ میں اردو اچھی طرح لکھنے لگا، جنوری ۱۹۹۹ء میں میں نے دو روز کا اپنی بیوی
کے ساتھ پھلت کا سفر کیا، مولانا صاحب بہت خوش ہوئے اور مجھے بتایا کہ آپ
کے ذمہ حج فرض ہے، اب الحمدللہ ہمارے یہاں چار بچے تھے اور ایک کی ولادت
قریب تھی وقت ایسا تھا کہ حج کے موقع پر میری بیوی کا سفر مشکل تھا اس لئے ہم نے
اگلے سال حج کا پختہ ارادہ کیا اور الحمدللہ ۲۰۰۰ء میں پانچوں بچوں کے ساتھ حج
کی سعادت حاصل کی، حج کے اس سفر میں دس دس روز میرا مدینہ منورہ کا قیام عجیب
رہا اصل میں ۱۹۹۶ء میں میں نے مولانا صاحب کی کتاب ارمغان دعوت پڑھی
اس کو پڑھ کر میرے دل میں یہ بات بالکل بیٹھ گئی کہ پوری انسانیت تک نبی کے
درد کے ساتھ اسلام کی دعوت کو مقصد بنائے بغیر مسلمانی جھوٹی ہے بس مجھے کچھ کر
نے کی سوجھی اور میں نے جالندھر میں چمڑا رنگنے والی ایک آبادی کو نشانہ بنایا، میں
نے اپنے ساتھ کچھ لوگوں کو جوڑا گھر والوں پر محنت کے ساتھ میں نے ان پس ماندہ
لوگوں پر کام شروع کیا، الحمدللہ چند سالوں کی کوشش اللہ نے قبول کی اور اس
برادری کے پنجاب میں تقریباً ۲۰۰/لوگوں نے کفر وشرک سے توبہ کی، جالندھر میں
ایک مسجد اور مدرسہ بنوایا، اس کے علاوہ تین گرودواروں کے گرنتھی بھی مسلمان
ہوئے، یہ میری مدینہ حاضری عجیب جذبہ سے ہوئی تھی، دل چاہتا تھا کہ قدموں
سے نہیں بلکہ پیارے نبی ﷺ کے شہر میں پلکوں سے چلوں، روضہ اطہر پر پہنچ کر
میں بے خود ہوگیا، ایک عجیب مدہوشی کی کیفیت تھی، میں نے محسوس کیا کہ پیارے
نبی ﷺ نے مجھے سینہ سے چمٹا لیا ہے، میں نے اپنی شرمندگی اور ندامت کا
اظہار کیا کہ پیارے نبی ﷺ آپ نے تو اس دعوت کے لئے کیسے کیسے قربانیاں

دی ہیں، مگر ہم تو بس نام کے مسلمان ہیں، پیارے نبی ارمغان دعوت سے میں
نے یہ سمجھا ہے کہ آپ کے سے درد کے بغیر آپ کا کہلانے کا حق نہیں ہے، کیا میرا
یہ خیال صحیح ہے؟ مجھے ایسا لگا جیسے آپ ﷺ نے میرے خیال کی تائید کی ہو اور
فرمایا کہ بلاشبہ ہمارے اس کام کے بغیر ہمارا کہلانے کا حق نہیں ہے اور تم سے ہمیں
جو پیار ہے وہ اس لئے کہ تم نے سماج کے کمزور سیکڑوں لوگوں کو دوزخ سے بچانے
کی کوشش کی۔

سوال: یہ باتیں آپ سے بیداری میں ہوئیں؟

جواب: مجھے تو پتہ نہیں کہ مجھے نیند تھی یا خیال تھا یا مدہوشی، مگر اس میں اتنا مزہ تھا
کہ آج تک اس کا مزہ محسوس ہوتا ہے، بلکہ جب بھی مجھے ذرا غفلت ہوتی ہے، میں
اس کا تصور کر لیتا ہوں، میرا جذبہ بالکل تازہ ہو جاتا ہے، خود دس روز تک مدینہ
منورہ کے قیام کے دوران مجھ پر اس واقعہ کا نشہ سا طاری رہا اور الحمدللہ دس روز میں
اکیس بار خواب میں حضور اکرم ﷺ کی اس گندے کو زیارت ہوئی، الحمدللہ میں
نے وہیں پر ڈاڑھی رکھ لی اور تقوی کی زندگی گذارنے کا عزم کرلیا، ملازمت کے
دوران اس سلسلہ کی جو بے احتیاطی ہوئی تھی، ان کی مدینہ منورہ میں ایک فہرست
بنائی اور حج سے واپسی کے بعد اہل حق کا حق ادا کرنا شروع کیا، کافی حد تک میرے
اللہ نے مجھے کامیابی عطا فرمائی۔

سوال: آپ کے بچوں کی تعلیم کا کیا ہوا؟

جواب: احمد بھائی! میرے تین بیٹے عبداللہ، عبدالرحمٰن اور عبدالرحیم ہیں اور دو
بچیاں فاطمہ اور عائشہ ہیں، میری اہلیہ کا نام بھی میں نے آمنہ رکھا، میں نے ایک
مولانا صاحب کو صرف اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے گھر پر رکھا ہوا ہے، اسلام قبول

کرنے سے پہلے میں فیملی پلاننگ کا قائل تھا اس لئے گیارہ سال تک ہمارے ایک بچہ اور بچی چھ سال کے فاصلہ سے پیدا ہوئے تھے، مگر میں نے اسلام قبول کیا تو مجھے خیال ہوا کہ آدھا تیتر آدھا بٹیر کا معاملہ اچھا نہیں، جب میں نے اسلام قبول کیا ہے، تو اب عقل میں آئے یا نہ آئے مجھے اسلام کو ماننا ہے اور اللہ تعالی نے مجھے چھ بچے عطا فرمائے، مجھے خوشی ہوتی ہے، مدینہ منورہ کے قیام کے دوران اسلام کے سلسلہ میں میری کیفیت بدل گئی اب مجھے اسلام کا ہر حکم سو فیصد عقل کے مطابق بالکل برحق لگتا ہے، چنانچہ اب میں فیملی پلاننگ کی حمایت کے خلاف کسی بڑے سے بڑے اسکالر سے مناظرہ کرسکتا ہوں، میرے پیارے نبی ﷺ حکم دیں کے زیادہ بچے پیدا کرنے والی عورتوں سے شادی کرو اور ہم مسلمان ہو کر ان احمق انگریزوں کے چکر میں فیملی پلاننگ کی حماقت کو ترقی سمجھیں، کیسی بے وقوفی ہے، مجھے امید ہے کہ اگر میرے اللہ مجھے بیس بچے دیں گے اور میں نے ان کی تعلیم و تربیت کا اسلامی حق ادا کیا تو سب سورج چاند بنیں گے، انشاء اللہ ثم انشاء اللہ، الحمد للہ میرے بچے اسکول بھی جاتے ہیں اور دینی تعلیم کی حالت سے بھی میں مطمئن ہوں۔

سوال: آپ نے اپنے والدین پر کام نہیں کیا؟

جواب: میرے اللہ کا مجھ پر کرم ہے کہ میرے والد رٹائرڈ ہو کر پٹیالہ اپنے گھر چلے گئے، میں نے حج کے دوران ملتزم پر اور عرفات میں اپنے والد اور والدہ اور اپنی چھوٹی بہن کے لئے خوب ہدایت کی دعا کی اور حج سے واپسی پر سیدھا پٹیالہ گیا اور ایسا لگتا تھا کہ والد صاحب خود ہی تیار تھے، وہ اصل میں پاکستان کے ایک صوفی بابا بولے شاہ چشتی کے مرید بابا سانولی شاہ سے بہت متاثر تھے، بابا سانولی شاہ

گرداس پور کے رہنے والے تھے، ۱۲۵ سال کی عمر ہوئی اور بڑے مجاہدے کئے توحید کے قائل تھے، بڑے ذکر وغیرہ کرتے تھے، ان کا پنجابی میں تصوف پر بڑا کلام چھپا بھی ہے شاید وہ کہیں ان سے بیعت بھی ہو گئے تھے، حج سے واپسی پر انھوں نے مجھ سے زمزم مانگا اور کھڑے ہو کر عقیدت سے پیا، مدینہ کی کھجوریں بہت آنکھوں کو لگا کر کھائیں اور بار بار کہتے رہے کہ مدینہ اور مدینہ والے کی باتیں بتاؤ؟ میں نے جب ان سے اپنے مدینہ کے کچھ واقعات سنائے تو وہ سن کر رونے لگے اور بولے بیٹا تو نے بڑی قسمت پائی ہے، مجھے مدینہ سے ان کی ایسی عقیدت کا اندازہ نہیں تھا، میں نے ان سے مدینہ والے کا پیغام بتا کر اسلام قبول کرنے کو کہا تو انھوں نے بتایا کہ میں تو تیرے آنے کا انتظار کر رہا تھا، مجھے میرے بابا سانولی شاہ کی خواب میں زیارت ہوئی تو انھوں نے بتایا کہ دین تو سچا اسلام ہی ہے، پھر اس کو مانتے کیوں نہیں؟ اس دن سے میں بے چین ہوں میں نے ان سے کلمہ پڑھنے کے لئے کہا، الحمد للہ انھوں نے کلمہ پڑھا میں نے ان کا نام محمد عمر رکھا، اس کے بعد میں نے محبت سے اپنی والدہ کی خوشامد کی تین روز کی کوشش سے وہ بھی مسلمان ہو گئیں، اس کے بعد سارے گھر میں میری بہن بچی تھی، اس کی شادی کے ایک سال کے بعد وہ بیوہ ہو گئی تھی ہم سب کے اسلام کے بعد اس کے مسلمان ہونے کی زیادہ کوشش نہیں کرنی پڑی، وہ خود بہت بھلی انسان ہے بلکہ ہم سبھی سے اچھی ہے۔

سوال: ماشاء اللہ خالد صاحب آپ کے ساتھ اللہ کی خاص رحمت ہے، ورنہ گھر والوں کے سلسلہ میں بڑے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جواب: الحمد للہ میرے لئے میرے اللہ نے سب کچھ بلا مشقت مقدر کر رکھا ہے، واقعی میں اس کا شکر ادا نہیں کرسکتا۔

سوال : بتایئے آپ تو دن رات دعوت کی دھن میں لگے رہتے ہیں، دعوتی زندگی کے کچھ خاص تجربات، کچھ خاص مشکلات یا نکات سنایئے؟

جواب : احمد بھائی اصل میں میری زندگی کے اجالے کی شروعات آپ کے والد صاحب کی محبت کی کرنوں سے ہوئی ہے، میری نگاہ میں کوئی آئیڈیل اور نبی کا سچا متبع مسلمان اگر کوئی ہے جو میں نے دیکھا ہے، تو وہ مولانا کلیم صاحب ہیں، میں کہا بھی کرتا ہوں: ؎

دیروحرم میں روشنی شمس وقمر سے ہوتو کیا   مجھ کوتم پسند ہو اپنی نظر کو کیا کروں

مولانا صاحب کی ایک تقریر میں نے لدھیانہ میں سنی، انھوں نے کہا کہ اسلام ایک نور ہے اور مسلمان اس نور سے منور ایک یونٹ (اکائی) ہے نور اور روشنی کی مجبوری یہ ہے کہ وہ ہوگی تو منور کرے گی، یعنی مسلمان ہوگا تو داعی ہوگا اور داعی اس طرح کا کہ اس کی پہچان داعی ہو میں تو الحمد للہ اپنا کام اور اصل مشغلہ دعوت کو سمجھتا ہوں اور مجھ سے کوئی مشغلہ پوچھتا ہے تو میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ میں ہائیڈل میں انجینیر ہوں بلکہ دعوت بتاتا ہوں اور یہ بتانا بھی میں نے مولانا صاحب سے سیکھا ہے اور الحمد للہ مجھے بتانے اور کہنے کا بہت فائدہ ہوا، پہلے میں نے کہنا شروع کیا تھا، الحمد للہ کہتے کہتے میرے شعور میں یہ بات بیٹھ گئی، میں، الحمد للہ اپنی تنخواہ کا آدھا حصہ کم از کم دعوت پر خرچ کرتا ہوں، میرے بچے میری بیوی برابر کے شریک ہیں، میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنے منصب اور مشغلے کا شعور ہوجائے تو پوری دنیا اسلام کی پیاسی ہے اور دعوت اسلام کے لئے ماحول بالکل سازگار ہے، اس سلسلہ میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ مسلمان اس کے لئے تیار نہیں، مسلمانوں میں دعوتی شعور بیدار کرنا اور ان کو اس سلسلہ میں ذمہ داری کا احساس دلانا بڑا مشکل

Page 94

ہے، ایک داعی کو سب سے بڑی مشکل مسلمانوں کے ذمہ داری کا نہ سمجھنے اور دعوتی شعور نہ ہونے کی وجہ سے آتی ہے، اصل میں انسان ایک سماجی حیوان ہے اسے زندگی کے ہر مرحلہ میں ایک سماج کی ضرورت ہوتی ہے اور ایسا سماج جو اسے اسلام پر باقی رکھنے میں معاون ہو، میں آپ کو ایک دردناک واقعہ بتاتا ہوں، جالندھر میں جو چمڑا رنگنے والے لوگ مسلمان ہوتے ہیں ان میں سے ایک ذمہ دار اور حد درجہ فکرمند ساتھی ہیں جو پہلوان کے نام سے مشہور ہیں، ان لوگوں میں کام کرنے میں ہمارے سب فعال ساتھی ہیں ابتدا سے بہت پکے، حج بھی کرلیا ہے، اس علاقہ میں چھ مسجدیں واگذار کرانے میں ان کا بنیادی حصہ ہے مدرسہ کے قیام میں مرکزی کردار ادا ہو رہے ہیں، اپنے چاروں بچوں کو انھوں نے حافظ بنایا، بڑی بچی ہے اس کو بھی حفظ کرایا، چار بار قرآن شریف تراویح میں اس نے سنایا، جب اس کی شادی کا مرحلہ آیا تو کوئی آدمی اس سے شادی کو تیار نہ ہوا، چار سال تک کوشش کرتے رہے، بہت معمولی درجہ کے لڑکوں سے شادی کی کوشش کی، مگر چمار کہہ کر لوگ ہٹ گئے وہ بہت جذباتی آدمی ہیں بہت مجبور ہوکر انھوں نے اپنی حافظ لڑکی کی شادی اپنی برادری کے غیر مسلم سے کردی، جس کے گھر میں خنزیر پلتے ہیں اور اس کا گوشت پکتا ہے، اب پہلوان کا حال یہ ہوگیا کہ مسلمان کا نام آتا تھا تو گالیاں بکتا تھا، میں نے اس کو سمجھایا بھی تھا کہ بغیر شادی کے رہ جانا اس سے بہتر ہے کہ غیر مسلم کے یہاں جائے اور حرام کاری کی مجرم ہو، اصل میں ان کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ ان کے کارخانے میں ان کا ایک مزدور ملازم مسلمان تھا، جو بالکل ان پڑھ اور موٹی عقل کا تھا، انھوں نے اس سے شادی کی پیشکش کی، اس نے صاف انکار کردیا کہ چماروں میں میں تو ہرگز بھی نہیں کرسکتا، بس اس غصہ میں کہ

ہمارا ملازم بھی اس لڑکی سے شادی کو منع کر دے انھوں نے غیر مسلم سے اس کی
شادی ہندوانہ طریقہ پر کر دی، خود میرے لئے یہ بہت تکلیف کی بات تھی، وہ لڑکی
ساری ساری رات روتی تھی، کئی بار اس نے زہر بھی کھایا، مگر زندگی تھی نہیں مری،
اللہ کا کرنا کہ آپ کے والد صاحب کا یہاں کا سفر ہوا، میں نے پورا واقعہ سنایا،
انھوں نے جالندھر جا کر پہلوان سے ملاقات کی اور ان کو سمجھایا کہ آخرت اور اللہ
کی رضا کے لئے مسلمان ہوئے ہو تو ان مسلمانوں سے کیا امید لگاتے ہو، پھر
انھوں نے اپنے دو ساتھیوں کو لڑکی کے شوہر پر لگایا، الحمد للہ وہ مسلمان ہو کر اپنا گھر
چھوڑ کر آ گیا، ان کا نکاح کرایا، مولانا صاحب نے ان کو یقین دلایا کہ بچوں کی
شادی کرانے کی ذمہ داری ہماری ہے، اب اللہ کا شکر ہے مسئلہ حل ہو گیا، سچی بات
یہ ہے احمد بھائی، اس لڑکی کے شوہر کے مسلمان ہونے کی خوشی مجھے اپنے مسلمان
ہونے سے زیادہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب میں مسلمان ہوا تھا اس وقت مجھے
دعوتی شعور نہیں تھا اور اس بات کا مجھ پر دن رات غم سوار تھا، میں راتوں کو اس سلسلہ
میں مولانا صاحب کے لئے دعائیں کرتا ہوں، اس لئے میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں
میں دعوتی شعور بیدار ہونا بہت ضروری ہے، اگر مسلمانوں کو ذمہ داری کا احساس
ہو جائے تو پھر دعوت کا کام بالکل آسان ہے اور ماحول بہت ساز گار ہے، ادھر تو
پیاس ہے بے چینی ہے، بس ہم میں ان کو کچھ دینے اور سیراب کرنے کا شعور ہی نہ
ہو تو پھر کیا کیا جائے؟ اس لئے مولانا صاحب ہر وقت اس غم میں گھلتے رہتے ہیں
اور دن رات یہی بات کہتے ہیں کہ بس مسلمانوں، سارے انسانوں بلکہ کائنات
کے سارے مسائل کا حل یہ ہے کہ مسلمانوں کو دعوتی ذمہ داری کا احساس ہو جائے،
اس سلسلہ میں بڑا کام کرنے کی ضرورت ہے۔

سوال: بہت بہت شکریہ خالد صاحب، ارمغان کے لئے میں نے بہت سے
لوگوں سے باتیں کیں بہت سے انٹرویو لئے مگر مجھے بڑا احساس ہو رہا ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے دعوت کا کام آپ کو جس طرح سمجھایا ہے، کسی دوسرے کو نہیں سمجھایا، آپ
کے ساتھ رہ کر اس سلسلہ میں استفادہ کرنا چاہئے اللہ نے موقع دیا تو آپ کے
ساتھ رہوں گا۔

جواب: احمد بھائی آپ شرمندہ کرتے ہیں، میں تو خود بہت کڑھتا ہوں کہ نبی کا
امتی ہونے کا ہم حق ادا نہیں کر رہے ہیں، یہ جو کچھ زبانی باتیں ہیں وہ صرف آپ
کے والد صاحب کے درد کا ایک فیض ہے، یہ بات ضرور ہے کہ مولانا صاحب
میرے اور ہمارے ساتھیوں کے واسطہ سے قبول اسلام کرنے والے سینکڑوں
لوگوں کے اسلام کو اس بات کے ثبوت میں بیان کرتے ہیں کہ اسلام کے لئے
حالات کس قدر ساز گار ہیں، مولانا صاحب کہا کرتے ہیں کہ دعوت کا شور مچانے
والا ایک شخص ایک طرح سے بے شعوری میں انسانی ہمدردی میں چلتی گاڑی سے کود
پڑنے والے ایک چودھری کا ہاتھ پکڑ کر سیٹ پر بٹھا لیتا ہے تو یہ چھوٹا سا ہمدردی کا
عمل سیکڑوں لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بن جاتا ہے اس سے زیادہ دعوت کے لئے
ساز گار حالات ہونے کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

سوال: واقعی بڑی سچی بات ہے، بہت بہت شکریہ! آپ نے بڑے کام کی
بات بتائی اور ان سے قارئین ارمغان کو انشاء اللہ بڑا فائدہ ہوگا، السلام علیکم ورحمۃ
اللہ

جواب: شکریہ! آپ کا کہ آپ نے مجھے اس کار خیر میں شریک کیا، وعلیکم السلام
ورحمۃ اللہ

فی امان اللہ۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، مئی ۲۰۰۵ء

توحید بھائی (دھرمیندر) سے ایک ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

توحید : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : توحید بھائی مجھے آپ سے ارمغان کے لئے ایک انٹرویو لینا ہے؟

جواب : ہاں احمد بھائی، ابی جی کہہ رہے تھے کہ احمد تم سے کچھ باتیں کریں گے، انھوں نے مجھے کل اسی لئے سفر کرنے سے منع کیا تھا، میں بھی رک گیا کہ ارمغان کی دعوتی تحریک میں مجھ نااہل کا بھی کام کے لئے نام آجائے، کیا عجب ہے اللہ مجھ سے بس اتنی بات سے ہی راضی ہو جائے۔

سوال : آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیں؟

جواب : میں مدھیہ پردیش کے سیہور ضلع کے ایک ورما خاندان میں اب سے بائیس سال پہلے پیدا ہوا میرا نام گھر والوں نے دھرمندر رکھا میرے والد بہت متعصب ہندو ہیں میرے خاندان کے لوگ بجرنگ دل، شیوسینا اور سناتن دھرم اکھاڑے کے ذمہ دار ہیں، میرے تین بھائی ایک بہن اور ہیں، میں نے اپنے یہاں اسکول کی تعلیم حاصل کی، اسکے بعد منڈی دیپ بھوپال میں ایک فیکٹری میں ملازمت کر لی وہاں میرے کئی نوجوان ساتھی شیوسینا میں تھے مجھے ورزش وغیرہ کا شوق تھا اس لئے میرے دوستوں نے مجھ کو کوشش کر کے بھوپال شیوسینا میں شامل کرایا، میں شیوسینا کا بہت فعال ممبر تھا ہر پروگرام میں شامل ہوتا اور مسلمانوں سے نفرت اور ان کو تکلیف پہنچانے کے کئی پروگراموں میں، میں نے بہت بڑھ چڑھ

کر حصہ لیا۔

سوال: اپنے اسلام قبول کرنے کے بارے میں بتائیے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی ایک حدیث میں نے سنی، جس کا مفہوم یہ ہے کہ دن رات میں ایک گھڑی اللہ کے یہاں ایسی مقبول آتی ہے کہ آدمی کی زبان سے نکلی بات قبول و پوری ہوجاتی ہے میرا ایمان اس حدیث پاک کی تصدیق ہے، میں اسکول میں پڑھتا تھا تو میری دوستی دو مسلم لڑکوں سے ہوگئی، دونوں بھائی تھے ان کا نام شہزادا اور آزاد تھا، میں ان کے ساتھ کھیلتا، ان کے گھر جاتا اور ان کے ساتھ کھانا کھاتا، گوشت بھی کھانے لگا تھا اکثر جب میں ان کے گھر کھانا کھاتا تو ہم تینوں ایک پلیٹ میں کھانا کھاتے، ان کے کھیت بھی ہمارے کھیت کے ساتھ تھے شہزاد کے والد نے ایک بار ہمارے کھیت کی مینڈھ کاٹ دی اس پر میرے والد اور ان کی لڑائی ہوئی، بات بہت بڑھنے لگی، تو شہزاد کی امی نکل آئیں اور میرے والد اور شہزاد کے والد کو کہنے لگیں، آپ لوگ بڑے ہوکر آپس میں لڑتے ہیں اور یہ بچے آپس میں اتنی محبت کرتے ہیں، آپ کا بیٹا اور ہمارے بیٹے ایک تھالی میں کھانا کھاتے ہیں اور ایک گلاس میں پانی پیتے ہیں، یہ سن کر میرے والد اس وقت تو گھر آگئے مگر آ کر مجھے بہت مارا اور کہا تو تو اَدھرم ہوگیا، گئو کا مانس کھاتا ہے، مجھے گالیاں دیں اور کہنے لگے تیرا منھ تو ناپاک ہوگیا ہے اس کو پاک کرنے کے لئے اس کو آگ سے جلانا پڑے گا، مجھے بھی غصہ آگیا، چھوٹا تو تھا ہی میں نے کہا آپ مجھے وہاں جانے سے روک نہیں سکتے وہ مجھے اور مارنے لگے تو میں نے کہا کہ میں گھر سے بھاگ کر مسلمان بن جاؤں گا، سچی بات یہ ہے، مجھے تو لگتا ہے کہ میرے اللہ نے میری زبان سے نکلی بات قبول کرلی اور مجھے دھرمندر سے توحید بنادیا۔

سوال: تم نے کس طرح کلمہ پڑھا، ذرا تفصیل سے سنائیے؟

جواب: میرے والد کو میرا مسلمانوں سے دوستی کرنا بہت برا لگا اور انھوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ذہن بنانے کی فکر شروع کی، مغل بادشاہوں اور محمود غزنوی وغیرہ کے مظالم کا ذکر کر کے روزانہ رات کو مجھے پڑھاتے، میرے ذہن میں بھی مسلمانوں سے نفرت ہونا شروع ہوگئی اور یہ نفرت ہی میرے شیوسینا کا ممبر بننے کا ذریعہ بنی، مگر میرے دل میں اپنے بچپن کے دوستوں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے مسلم معاشرت سے بڑی مناسبت ہوگئی تھی اس لئے اس نفرت کے باوجود کوئی نہ کوئی دوست مسلمان ضرور رہا، بھوپال میں میری کمپنی میں ایک لڑکا وسیم نام کا تھا میں اس کے ساتھ ڈیوٹی چھوڑ کر اس کے گھر جاتا، رمضان آئے تو وہ روزے رکھتا اور مجھے شام کو افطار میں شریک کرتا اور میری بڑی خاطر مدارات کرتا، اس کے پاس جماعت کے لوگ آتے تو وہ مجھے چھوڑ کر ان کے پاس چلا جاتا میں بھی دور سے جماعت والوں کی بات سنتا، کبھی کبھی میں بے اختیار ان کے پاس کھڑا ہوجاتا اور میں رومال باندھ کر ان کی باتیں سنتا وہ صرف مرنے کے بعد کی باتیں کرتے اور اللہ کے سامنے کھڑا ہونا، جنت، دوزخ کا ذکر کرتے، میرے دل کو یہ بات بہت بھلی اور سچی لگتی، اس فیکٹری سے کسی مجبوری کی وجہ سے نوکری چھوڑنا پڑی، تو دوسری فیکٹری میں نوکری کرلی، اتفاق سے وہاں بھی جاوید نام کا ایک لڑکا میرا دوست بن گیا وہ بھی مجھے افطار پر لے جاتا افطار کے بعد وہ نماز پڑھتا میں دور سے نماز پڑھتے دیکھتا رہتا ایک روز جاوید نے مجھ سے کہا، بھورا بھائی مرنا تو تمہیں بھی ہے، تم کو بھی نماز پڑھنا چاہئے تم مسلمان ہوجاؤ، میں نے کہا تم مجھے کھانا اس لئے کھلاتے ہو کہ لالچ دے کر مسلمان کرو، وہ کہنے لگا میں تو محبت اور سچی ہمدردی کی

بات کہتا ہوں، اتفاق سے میری طبیعت خراب ہوگئی چند روز کی چھٹی لی اور چھٹی لمبی ہونے کی وجہ سے مجھے وہاں سے نوکری چھوڑنا پڑی، اس فیکٹری میں ایک گیتا نام کی لڑکی بھی کام کرتی تھی میں نے اس کو بڑی بہن بنالیا اور ان کو گیتا دیدی کہتا تھا، میری کمپنی کے پہلے سپروائزر بھوپال چھوڑ کر نوئیڈا میں نوکری کرنے لگے تھے انھوں نے مجھے فون کیا اور میں نوئیڈا آ گیا میں نے گھومنے کے لئے گیتا دیدی کو نوئیڈا بلایا، ان کو دیکھ کر میری کمپنی کا مالک مجھ سے ناراض ہوگیا کہ یہ لڑکا تو بدمعاش ہے لڑکیوں کو بلا کر رکھتا ہے اور اس نے مجھے نوکری سے ہٹا دیا، میں نے گیتا دیدی سے کہا کہ جاوید مجھے مسلمان ہونے کو کہتا ہے، انہوں نے کہا وہ بہت اچھی بات کہتا ہے، اسلام ہی سچا دھرم ہے ہمارے پڑوس میں ایک میاں جی رہتے ہیں ان کی دو لڑکیاں مجھے مرنے کے بعد کے حالات سناتی تھیں، ان کے یہاں اردو کی ایک میگزین 'ارمغان' آتی ہے، اس میں ایسے لوگوں کے انٹرویو آتے ہیں جو پہلے دوسرے مذہب کے تھے اور اب مسلمان ہوگئے تو ضرور مسلمان ہو جا اور جب تو مسلمان ہو جائے تو مجھے بھی ضرور بلا لینا دیکھ اپنی دیدی کو ضرور یاد رکھنا، دہلی گھما کر میں گیتا دیدی کو تو چھوڑ آیا مگر ان کے کہنے سے میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ مجھے مسلمان ہونا ہے، میں نے ایک دوسری فیکٹری میں ملازمت کر لی وہاں شریف نام کا ایک لڑکا رہتا تھا، میں نے اس سے کہا میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں تو مجھے مسلمان کروادے انہوں نے کہا کہ تم مسجد کے امام صاحب کے پاس چلے جانا وہ تمہیں مسلمان بنالیں گے، میں مسجد گیا بہت سارے مسلمان وہاں وضو کر رہے تھے، میں باہر ہی سے کھڑا دیکھتا رہا اس ڈر سے کہ لڑائی نہ کریں باہر بیٹھا سگریٹ پیتا رہا اور پانچ بجے سے آٹھ بجے تک مسجد کے باہر بیٹھ کر واپس آ گیا، مگر

مسجد میں جانے کی ہمت نہ ہوئی، وہاں بیٹھنے کے بعد مسلمان ہونے کی بے چینی میری بہت بڑھ گئی، دوسرے روز دن چھپنے کے بعد میں پھر مسجد گیا تو لوگوں نے بتا یا کہ امام صاحب مارکیٹ گئے ہیں، میں انتظار کرتا رہا، آٹھ بجے وہ آئے مجھے دیکھ کر بولے میں مریضوں کو صبح دس سے بارہ بجے تک دیکھتا ہوں اس کے بعد تعویذ نہیں دیتا، میں نے کہا مجھے یہ علاج نہیں چاہئے، میں دوسرے مرض کا مریض ہوں، میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں اگر کوئی آدمی آپ کے دھرم میں آنا چاہے تو آپ کو کوئی مشکل تو نہیں، انہوں نے کہا ہمیں تو کوئی مشکل نہیں میں نے کہا میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں انہوں نے میرا نام پتہ مکان نمبر و فون نمبر وغیرہ لکھا اور جمعرات کو دوبارہ بلایا میں جمعرات کو گیا تو بولے کل جمعہ کو آنا میں جمعہ کو گیا تو وہاں جماعت کے ساتھیوں سے ملاقات ہوئی انہوں نے مجھ سے معلوم کیا تم مسلمان کیوں ہونا چاہتے ہو؟ میں نے کہا ویسے ہی وہ بولے ایک درخت پر بہت سی چڑیاں بیٹھی تھیں ایک آدمی آیا اس نے پتھر اٹھا کر مارا کچھ چڑیاں مر گئیں کچھ اڑ گئیں کچھ بیٹھی رہ گئیں کسی نے پوچھا تم نے پتھر کیوں مارا تو بولا ویسے ہی تم بھی ویسے ہی مسلمان ہو رہے ہو، مجھے اس طرح ان کا بات کرنا بہت برا لگا میں نے نوئیڈا میں لوگوں سے معلوم کیا کہ ہمارے قریب میں دہلی میں سب سے زیادہ مسلمان کہاں رہتے ہیں لوگوں نے کہا اوکھلا میں، میں نے سوچا میں اوکھلا جا کر مسلمان ہو جاؤں اتفاق سے جمعہ کے دن اوکھلا کی جماعت آ گئی، مجھے شریف نے بلوایا اور جماعت والوں سے بتایا کہ یہ لڑکا مسلمان ہوگیا ہے، جماعت والوں نے مجھ سے کہا اوکھلا کی جماعت چالیس دن کے لئے جانے والی ہے آپ اس میں وقت لگا دو، میں تیار ہوگیا تین روز کے بعد میں جماعت میں نکل گیا، خرچ کے لئے میں

نے گھڑی اور سونے کی انگوٹھی بیچی، پانی پت، سونی پت میں ہمارا وقت لگا مجھے فون کا بہت شوق تھا کبھی، بھوپال، کبھی سیہور فون کرتا کبھی نوئیڈا فون کرتا تھا، میرے ساتھیوں کو مجھ پر شک ہو گیا مجھ سے الگ مشورہ ہو گیا اس لڑکے کو واپس بھیج دو یہ سی آئی ڈی کا آدمی ہے جماعت میں ایک صاحب تھے وہ ابی (مولانا کلیم صاحب) سے بیعت تھے انھوں نے کہا کہ یہ سی آئی ڈی کا ہے تو کیا ہے، ہم کوئی چوری ڈاکہ تو کر نہیں رہے ہیں لیکن جماعت والے نہیں مانے انھوں نے مولانا صاحب (مولانا کلیم صدیقی) کو فون کیا اور میری ساری بات سنادی، مولانا نے صرف فون پر سن کر ان سے یہ بات کہی کہ تم اس لڑکے کو اپنے ساتھ میں چالیس دن لگواؤ اگر اس سے کوئی خطرہ ہو گیا تو ذمہ دار میں ہوں گا، آپ اس کو میرا بیٹا سمجھ کر ساتھ رکھو ہر نقصان کا ذمہ دار میں ہوں، مجھ سے بھی مولانا صاحب نے بڑی محبت سے بات کی اور کہا جماعت سے آکر آپ مجھ سے ملنا اور امیر صاحب سے بھی کہا یہ میرا بیٹا ہے ہر نقصان اور خطرہ کا میں ذمہ دار ہوں اس لئے انھوں نے مجھے مشورہ دیا کہ میں جماعت سے واپس جا کر حضرت مولانا سے بیعت ہو جاؤں پانی پت میں حضرت کے یہاں ایک مفتی صاحب (مفتی شرافت صاحب) سے ملاقات ہوئی انہوں نے مجھے بڑی تسلی دی اور مبارک باد دی۔

جماعت سے واپس آکر میں نوئیڈا آ گیا اور مولانا صاحب کو بار بار فون کرتا رہا ایک مہینہ تک مولانا سے ملاقات نہ ہو سکی جب فون کرتا تو معلوم ہوتا کہ سفر میں ہیں ایک روز مولانا صاحب نے بتایا کہ صبح نو بجے تک میں انشاء اللہ دہلی پہنچوں گا آپ مسجد خلیل اللہ آجائیں، میں آٹھ بجے خلیل اللہ مسجد پہنچا، مولانا راستہ میں جام میں پھنس گئے اور گیارہ بجے تک نہیں آئے، مسجد خلیل اللہ میں میرے ایک

جماعت کے ساتھی بھائی یوسف ملے انھوں نے مجھے مشورہ دیا کہ میں حکیم محمود اجمیری کے پاس جا کر بیعت ہو جاؤں وہ مجھے لے کر ان کے پاس گئے انھوں نے گھر سے آکر مصافحہ ملایا اور بولے میں تو ایک بجے کے بعد ملاقات کر سکتا ہوں، مجھے افسوس بھی ہوا مگر بیعت کے شوق میں جا کر مسجد میں انتظار کرنے لگا اتفاق سے ساڑھے گیارہ بجے مولانا صاحب آگئے بہت پیار سے گلے لگایا، دیر ہونے اور اتنے دنوں ملاقات نہ ہونے کے سلسلہ میں بہت معافی مانگی، مجھ سے معلوم کیا کہ تم کتنے دن پہلے مسلمان ہوئے ہو، میں نے کہا مجھے کسی نے مسلمان نہیں کیا مولانا صاحب نے کہا کلمہ پڑھے بغیر سارے اعمال بے کار ہیں موت کا کچھ پتہ نہیں پہلے آپ کلمہ پڑھ لو مجھے کلمہ پڑھوایا اور کہا کوئی نام پسند ہو تو بدل دو میں نے کہا میں نے شرک سے توبہ کی ہے اس لئے میں اپنا نام بھی توحید رکھنا چاہتا ہوں، مولانا صاحب نے یہ نام بہت پسند کیا مجھے ''آپ کی امانت'' کتاب منگا کر دی اور میرے اصرار پر مجھے بیعت بھی کر لیا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: اگلے روز ہمارے ضلع کے کچھ لوگ مولانا صاحب سے ملنے آ گئے انھوں نے حضرت سے کہا کہ توحید کو ہم لے جاتے ہیں یہ گھر والوں پر کام کرے گا مولانا صاحب نے مجھے ان کے ساتھ بھیج دیا میں بھوپال میں تھا کہ میرے گاؤں کے کچھ لوگوں نے مجھے دیکھ لیا انھوں نے بتایا کہ گاؤں کے لوگوں کو پتہ چل گیا ہے کہ تو مسلمان ہو گیا ہے ہمیں وہاں فساد کا خطرہ ہے، تمہیں یہاں ہرگز نہیں رہنا چاہئے، میں پھر پھلت آ گیا مولانا سے میں نے کہا کہ میں نے بیعت کی تھی سنت کی اتباع پر، مگر میری ایک سنت چھوٹ رہی ہے آپ میری ختنہ کرا دیں، مولانا

صاحب نے کہا بہت اچھا ہے اگلے روز نائی کو بلایا اور بہت سارے لوگوں کی ایک ساتھ ختنہ ہوگئی سب کی ختنہ جلد اچھی ہوگئی بس میری اور ایک لڑکے کی ختنہ پک گئی مجھے بخار ہوگیا بہت تکلیف رہی، میرے ساتھی مجھ سے معلوم بھی کرتے رہے، ایک دو لوگوں نے مجھے ڈرایا کہ ختنہ کے پکنے سے آدمی مر بھی جاتا ہے میں نے کہا کہ پیارے نبی ﷺ کی سنت کے لئے میری جان بھی چلی جائے تو میری خوش قسمتی ہے، الحمد للہ میری طبیعت ٹھیک ہوگئی میں نے مولانا صاحب سے درخواست کی کہ حضرت میں بیعت ہوگیا تھا مگر میرے دل میں یہ بات آئی تھی کہ سنت کی اتباع کا عہد تو کر رہا ہے مگر ایک سنت چھوٹ رہی ہے اب الحمد للہ وہ سنت بھی ادا ہوگئی، آپ مجھے دوبارہ بیعت فرمالیں حضرت نے مجھے دوبارہ بیعت کرلیا۔

سوال: آپ کی گیتا دیدی کا کیا ہوا؟

جواب: ان کے گھر والے ان کی شادی کرنا چاہتے تھے وہ کئی مسلمانوں کے پاس گئی کہ کوئی ان کو مسلمان کرلے اور ہندو دھرم سے نکلنے کے لئے مدد کرے مگر کوئی اس کے لئے تیار نہ ہوا، سب ڈرتے تھے ان کے گھر والوں نے ایک شرابی اور جواری لڑکے سے منگنی کردی اور سامو ہک وواہ سمیلن میں لے جانے کو کہا، انہوں نے مجھے فون کیا کہ میں آکر اس سے پہلے ان کو لے جاؤں میں نے کہا اتوار کو میری چھوٹی ہوتی ہے مگر ہفتہ کے دن ان کی شادی ہونی تھی وہ جمعہ کے روز دسیوں مسلمانوں کے پاس گئیں کہ وہ مسلمان بننا چاہتی ہے اور اگر آج مجھے مسلمان نہ بنایا گیا تو میرے گھر والے میری شادی کردیں گے اور مجھے ہندو ہی رہنا پڑے گا، مگر کوئی آدمی ان کو مسلمان کرنے کے لئے تیار نہ ہوا مجبوراً انہوں نے رات کو سلفاز کی گولیاں کھالیں اور رات کو ان کا انتقال ہوگیا وہ یہ کہتی رہیں کہ میں ہندو سماج میں

رہنے اور شادی کرنے سے زیادہ موت کو پسند کرتی ہوں میرے اللہ مجھے خود مسلمان کرلیں گے، میں اتوار کو بھوپال پہنچا تو مجھے حادثہ کا علم ہوا آج تک میں اس ظلم کو بھلا نہیں سکتا، میں نے دو پیسہ کی نوکری کے لئے کتنا ظلم کیا، میرے اللہ مجھے معاف کرنا۔

سوال: اس کے بعد آپ کہاں رہے؟

جواب: مجھے حضرت نے کالا آنب (ہریانہ) بھیج دیا، وہاں ایک فیکٹری میں ملازمت کی تلاش میں گیا، انہوں نے میرے حالات معلوم کرکے نوکری دینے کا تو وعدہ کیا مگر شرط لگائی کہ تمہیں داڑھی کٹوانا پڑے گی، میں نے کہا نوکری تو کیا چیز ہے میں جان کے لئے بھی داڑھی نہیں کٹوا سکتا، میں سر تو کٹوا سکتا ہوں مگر داڑھی نہیں کٹوا سکتا، مجھے فاقے منظور ہیں مگر نبی ﷺ کی سنت چھوڑنا منظور نہیں، ایک دوسری فیکٹری میں، میں نے آدھی تنخواہ پر ملازمت کرلی میرے اللہ نے میرے ساتھ کرم کیا میرے کام کو دیکھ کر کمپنی مالک نے میرا پرموشن کردیا اور سپروائزر بنا لیا میرے ساتھی مجھ سے جلنے لگے ایک روز مجھے فیکٹری میں پانچ روپئے پڑے ہوئے ملے میں نے جماعت میں سنا تھا کہ ہر پڑی چیز یا تو اٹھانی نہیں چاہئے اگر اٹھالی ہے تو ذمہ داری ہے کہ چھتیس سال تک اعلان کرتا رہے میں نے ایک گتے میں اعلان لکھ کر فیکٹری کے دروازے پر لگادیا، میرے ساتھیوں نے منیجر کو بھڑکا دیا مجھے مجبوراً ملازمت چھوڑنی پڑی۔

سوال: اسلام میں آنے کے بعد آپ کو کیسا لگتا ہے؟

جواب: اسلام کی ہر چیز سے مجھے عشق ہے مجھے اپنے مسلمان ہونے پر ناز ہے اور اپنی پیارے نبی ﷺ کی سنت مجھے جان سے زیادہ عزیز ہے میں نے بال بڑھا

کر پیچھے رکھے ہیں، میں جب آئینہ دیکھتا ہوں تو مجھے نبی کی سنت کی وجہ سے اپنے
پر بہت پیار آتا ہے میں کپڑے سلوانے گیا، درزی نے معلوم کیا جیب کدھر لگواؤں
ایک حافظ صاحب میرے ساتھ تھے، میں نے ان سے معلوم کیا جیب کدھر لگانا
سنت ہے انہوں نے کہا مجھے معلوم نہیں میں نے کہا ابھی کپڑے مت سینا مجھے جب
تک معلوم نہ ہوجائے کہ میرے نبی ﷺ جیب کدھر لگواتے تھے میں ہرگز کپڑے
نہیں سلواؤں گا، میں نے مولانا صاحب کو فون کیا انھوں نے جواب دیا تحقیق کر کے
بتاؤں گا پھر وہ عمرہ کو چلے گئے میں کچھ روز کے بعد سعودی عرب فون کیا حضرت مولانا نے
وہاں بہت سی دعا کی حضرت مولانا نے وہاں پہنچ کر عالموں سے معلوم کیا مگر اطمینان نہیں
ہوسکا، میں نے آج تک نئے کپڑے نہیں سلوائے اور انشاء اللہ جب تک معلوم نہ
ہوجائے میرے نبی ﷺ جیب کہاں لگواتے تھے ہرگز ہرگز کپڑے نہیں سلواؤں گا۔

سوال : آپ نے اسلام قبول کرنے کے بعد کوئی دعوتی کام بھی کیا؟

جواب : الحمدللہ ثم الحمدللہ، بھلا حضرت مولانا سے جڑنے کے بعد یہ کیسے ہوسکتا
ہے کہ دعوت کا کام نہ کریں الحمدللہ ایک سال میں بہت سے فیکٹری کے ساتھیوں
کو میں نے دعوت دی اور وہ مسلمان ہوئے آج بھی ایک سفر پر جا رہا ہوں پانچ
لوگ جھنجھانہ کے قریب الگ الگ گاؤں کے بالکل قریب ہیں، انشاء اللہ پرسوں
تک ان کو کلمہ پڑھوا کر لے کر آؤں گا، ہدایت تو اللہ کے فیصلے میں ہے مگر کوشش پر
اللہ نوازتے ہیں۔

سوال : ارمغان کے لئے کوئی پیغام آپ دیں گے؟

جواب : بس اس سے زیادہ پیغام کیا ہوسکتا ہے کہ اسلام کے دشمن خاندان کے
ایک انسان کو جب اللہ تعالی سنت سے ایسی محبت دے سکتے ہیں تو بھولے بھالے

انسان جو دنیا میں زیادہ ہیں اگر ان کو اسلام سمجھایا جائے تو پھر وہ کیسے نبی ﷺ
کے چاہنے والے نہیں بن سکتے، ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔

سوال : بہت شکریہ ! توحید بھائی۔

جواب : آپ کا بھی شکریہ! احمد بھائی

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، ڈسمبر ۲۰۰۶ء

عبداللہ کٹکی ﴿سنجیو پٹنائک﴾ سے ایک ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عبداللہ کٹکی : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال : عبداللہ بھائی میرا نام احمد ہے، مولانا کلیم صاحب کا بیٹا ہوں، کل ابی نے مجھے آپ کا پتہ دیا تھا، آپ کی طبیعت کیسی ہے؟

جواب : ہاں احمد بھائی میں آپ کو جانتا ہوں، پھلت میں ایک ماہ کے قریب رہا ہوں، میری طبیعت الحمدللہ اب ٹھیک ہے۔

سوال : ابی نے مجھے کہا تھا کہ آپ سے ''ارمغان'' کے لئے انٹرویولوں؟

جواب : ضرور بھیا، مجھ سے مولانا صاحب کہہ رہے تھے کہ میں احمد کو بھیجوں گا، آپ کو اپنی زندگی کی کہانی ان کو سنانی ہے۔

سوال : ذرا آپ اپنا انٹروڈکشن (تعارف) کرالیں؟

جواب : میرا پرانا نام سنجیو پٹنائک تھا، میں کٹک اڑیسہ میں ایک تعلیم یافتہ گھرانہ میں ۹/جنوری ۱۹۶۷ء کو پیدا ہوا، میرے پتا جی (والد صاحب) ایک انٹر کالج میں لکچرر تھے، ہمارے والد صاحب کا اچانک ہارٹ فیل ہوکر انتقال ہوگیا، اس لئے مجھے مجبوراً بی ایس سی کے بعد تعلیم روکنی پڑی۔

سوال : اپنے قبول اسلام کا واقعہ بتائیے؟

جواب : والد صاحب کے انتقال کے بعد والدہ اور بہن کی ذمہ داری میرے سر پر تھی، بہن کی منگنی والد صاحب نے کر دی تھی میں نے قرض لے کر کسی طرح اس کی شادی کر دی، دو سال تک والد صاحب کے اسکول میں، میں جونیر سیکشن میں پڑھاتا تھا، مگر اس کول کے پرنسپل سے میری اَن بن رہتی تھی اور مجبوراً مجھے ملازمت چھوڑنی پڑی، اس کے بعد دو چار جگہ تھوڑے تھوڑے وقت کے لئے میں کام کرتا رہا مگر قرض ادا نہ ہوسکا اور مسلسل مجھ پر دباؤ بڑھتا رہا، چھ سال تک میں روزگار کے لئے پریشان رہا، سوسائڈ (خودکشی) کرنے کا ارادہ کیا اور ایک بڑی ندی کے پل پر چڑھا کہ ڈوب کر مرجاؤں، میں پل پر چڑھ رہا تھا کہ ایک مولانا صاحب وہاں آگئے، انہوں نے سردی میں مجھے پل پر چڑھتے دیکھا موٹر سائیکل روکی اور میرا ہاتھ پکڑ کر نیچے کھینچا اور مجھ سے پل پر چڑھنے کی وجہ معلوم کی میں نے اپنا ارادہ بتایا، مولانا صاحب نے مجھ سے کہا میری بات پہلے سن پھر جو چاہے کر لینا انہوں نے مجھے بتایا کہ ندی میں چھلانگ لگا کر ضروری نہیں کہ تم مرجاؤ، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی طرح بچ جاؤ اور پانی پھیپھڑوں میں بھر جانے کی وجہ سے بیماری کے ساتھ تمہیں کب تک جینا پڑے اور اگر تمہاری موت ڈوب کر مرجانے میں لکھی ہے تو بھی اس موت کے بعد ایک زندگی جو کبھی ختم ہونے والی نہیں، تمہارے مالک نے یہ زندگی اور جان امانت بنا کر دی ہیں، جس کی حفاظت تمہارے ذمہ ہے اگر تم نے اس کی حفاظت کرنے کے بجائے خودکشی کر لی تو قیامت (پرلوک) تک تمہیں یہ سزا دی جائے گی کہ تمہیں بار بار ڈوب کر مرنا پڑے گا، اس لئے اچھا ہے کہ مرنے سے پہلے مرنے کے بعد کی سدا رہنے والی زندگی کی فکر کرو، میں نے ان سے سوال کیا کہ مرنے کے بعد تو سب گل سڑ جاتے ہیں مولانا صاحب بہت محبت کے ساتھ مثالیں

دے کر مجھے سمجھاتے رہے، بیچ بیچ میں قرآن مجید کی آیتیں پڑھتے جاتے تھے، جن کا میرے دل پر بہت اثر ہوا میں نے ان سے مرنے کے بعد کی زندگی کو کامیاب بنانے کے طریقہ کے بارے میں معلوم کیا تو انھوں نے مجھے مسلمان ہونے کو کہا اور مجھے مشورہ دیا کہ آپ ہمارے پیر صاحب کے یہاں یوپی چلے جاؤ، انھوں نے مجھے اطمینان دلایا کہ آپ کو وہاں جا کر کچھ ملے نہ ملے شانتی تو ضرور ملے گی، میں نے ان سے اپنے قرض کے بارے میں بتایا اور بتایا کہ اتنی دور جانے کا کرایہ میرے پاس نہیں ہے، وہ مجھے موٹر سائیکل پر بٹھا کر گھر لائے اور مجھے ایک خط لکھ کر دیا اور ۵۰۰؍روپے بھی مجھے دیئے۔

میں ماں کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ میری نوکری دلی لگ رہی ہے، ماں نے خوشی سے مجھے اجازت دیدی میں ٹرین میں سوار ہو کر دلی پہنچا یہاں سے دوسری ٹرین میں کھتولی پہنچا اور پھر پھلت، مولانا صاحب سفر پر گئے تھے اتفاق سے مولانا صاحب کے ایک مرید مولانا عتیق کٹکی صاحب آئے ہوئے تھے، میری ان سے ملاقات ہوگئی مجھے ہندی بولنا نہیں آتی تھی ان کے ملنے سے میری جان میں جان آگئی، انہوں نے میری پوری کہانی سنی اور مجھے مبارک باد دی کہ آپ نے بہت مناسب فیصلہ کیا ہے حضرت کل آجائیں گے اور حضرت مولانا صاحب کی بہت تعریف کی، اگلے روز چار بجے وہ سفر سے واپس آگئے، ملاقات ہوئی، مولانا صاحب نے مجھے کلمہ پڑھوایا اور میرا نام عبداللہ رکھا مجھے صرف اُڑیا اور انگریزی زبان آتی تھی، میں نے انگریزی میں مولانا صاحب سے درخواست کی کہ مجھے یہیں رہنا ہے اور مجھے روزگار بھی چاہئے، مولانا صاحب نے مجھے مولانا عتیق صاحب کے ساتھ جسولہ گاؤں میں رہنے کے لئے بھیج دیا کہ آپ وہاں رہ کر کچھ دن ہندی اور اردو بولنا سیکھ لیں اور

کچھ دین بھی سیکھ لیں، میں ایک باہر کے سفر پر جا رہا ہوں وہاں سے واپسی پر کسی اسکول میں آپ کی ملازمت لگوا دیں گے، میں اگلے روز صبح کو مولانا عتیق صاحب کے ساتھ جسولہ گاؤں چلا گیا، وہاں پر میں نے قاعدہ پڑھنا شروع کیا، غسل وضو کا طریقہ سیکھا نماز سیکھنی شروع کی، مولانا عتیق صاحب نے پاکی اور بہت سی بیماریوں سے بچنے کے لئے ختنہ کرانے کا مشورہ دیا، میرے خیال میں خود اصل مسلمانی ختنہ ہی تھی اس لئے میں نے بھی خود ختنہ کرانے پر زور دیا، نائی کو بلایا میں نے ختنہ کرالیا اور مجھے اطمینان ہوا آج میں پکا مسلمان ہوا ہوں۔

سوال: آپ نے کھتولی تھانے ابی کے خلاف ایک رپورٹ کرائی تھی، اس کی وجہ کیا تھی؟

جواب: احمد بھائی میری کم ظرفی تھی، شاید کتا بھی اتنی کم ظرفی اور کمینے پن کی حرکت نہ کرتا، میری آپ کے ابی سے صرف چند گھنٹوں کی ملاقات تھی، بلکہ اس میں بھی مصروفیت کی وجہ سے بیس پچیس منٹ سے زیادہ میری بات نہیں ہوئی، مگر ان بیس پچیس منٹ میں مجھے محسوس ہوا کہ یہ آدمی اس کل یگ کا نہیں، یہ تو پوری انسانیت کے درد میں کڑھنے والا کسی پرانے زمانے کا آدمی ہے جس کی زبان میں ہر دکھے دل کے لئے مرہم ہے، میں سالوں کا مایوس جیسے دوبارہ جنم لے کر پیدا ہوا ہوں، اصل میں میرے مزاج میں غصہ تو پیدائشی تھا مگر اتنی لمبی مایوسی کی زندگی نے مجھے حد درجہ چڑچڑا بنا دیا تھا، مولانا صاحب ایک لمبے سفر پر دوبئی اور عمرے کے لئے چلے گئے، میں جسولہ میں رہ رہا تھا، وہاں بھی میری بار بار استادوں سے لڑائی ہوتی، مگر مولوی عتیق صاحب مجھے سمجھا دیتے، اتفاق سے مولوی عتیق کی والدہ بہت بیمار ہوگئیں اور ان کو اڑیسہ جانا پڑا، میں نے بھی اپنی ماں کی خبر لینے کو ان سے

کہا، وہ مجھے لڑائی کے ڈر سے پھلت چھوڑ گئے، میں وہاں خانقاہ میں رہتا تھا، ماسٹر اسلام صاحب جو خود ایک نومسلم تھے ذمہ دار تھے میری وہاں مہمان سے بار بار لڑائی ہوتی رہی، ماسٹر صاحب سمجھاتے رہے، بہت عاجز آ کر لڑائی سے بچانے کے لئے میرے لئے انہوں نے مسجد کے حجرے میں رہنے کا انتظام کر دیا، وہاں پر مؤذن صاحب سے بھی میری لڑائی ہوتی رہی ایک روز میں نے مؤذن صاحب کو بہت گالیاں دیں ماسٹر اسلام صاحب نے مجھے بہت ڈانٹا کہ روز روز کی لڑائی ہم کب تک برداشت کرتے رہیں گے، مجھے غصہ آ گیا اور ماسٹر صاحب کو گالیاں بکنے لگا اور ان کا گریبان پکڑ لیا ان کو بھی غصہ آتا تھا، انھوں نے دو چانٹے زور زور سے میرے کو لگا دئے بس کیا تھا میں آپے سے باہر ہو گیا اپنا سامان اٹھایا اور سیدھا کھتولی تھانہ پہنچا اور تھانے جا کر رپورٹ لکھوائی کہ مولانا کلیم صاحب مجھے دلی سے گاڑی کی ڈگی میں ڈال کر زبردستی لائے، مجھے مار مار کر کلمہ پڑھوایا اور مسلمان کیا، باندھ کر میرا ختنہ کروایا اور خود تو عرب کے سفر پر چلے گئے اور دو پہلوانوں اسلام اور عبداللہ کو میرے اوپر چھوڑ گئے جو مجھے مار مار کر نماز پڑھواتے ہیں، میں کسی طرح ان کی قید سے چھوٹ کر آیا ہوں پولیس انسپکٹر میری باتیں سن کر بہت ہنسا اور بولا بھلے مانس کچھ تو سچ بھی کہہ لے، آج کے زمانے میں ایسا ہو سکتا ہے؟ تو جوان آدمی ہے، بات بتا کیا ہے تو کس سے لڑ کر آیا ہے؟ میں نے کہا آپ میری رپورٹ لکھیں ورنہ میں ایس پی کے یہاں جا کر لکھواؤں گا۔

سوال : آپ نے ابی کے خلاف رپورٹ لکھوائی، جب کہ آپ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ان کی ہمدردی سے آپ بہت متاثر ہوئے تھے؟

جواب : احمد بھائی سچی بات یہ ہے کہ میرا ضمیر شاید موت تک اس کمینے پن کو

معاف نہیں کر سکتا، مگر مجھ جیسے کتوں کے بھونکنے سے پریم ومحبت کی گاڑی کب رکنے والی ہے، میں نے تھانے میں رپورٹ کرائی، رپورٹ کچے کاغذ پر لکھ لی گئی، تھانہ انچارج نے دو سپاہیوں کو پھلت مولانا صاحب کو بلانے بھیجا، مولانا صاحب باہر کے سفر پر گئے ہوئے تھے، مولانا صاحب کے بڑے بھائی وکیل صاحب ایک ڈاکٹر صاحب کو لے کر تھانے آئے، تھانہ میں ایک خطرناک معاملہ زوروں پر تھا، چند دن پہلے کچھ شیوسینکوں نے ایک گاؤں کے ایک جنگل میں ایک ۱۵ رسالہ مسلمان لڑکی سے بلاتکار (زنا) کر کے اس کو مار کر مٹی میں دبا دیا تھا مسلمانوں نے احتجاج کیا تو مایاوتی کے آرڈر سے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا شیوسینک پورے علاقے کے اکٹھا ہو کر ان لوگوں کو رہا کرانے کے لئے دھرنا دے رہے تھے ایسے گرم ماحول میں وکیل صاحب نے سوچا کہ کسی طرح اس معاملہ کو رفع دفع کرانا چاہئے، ایک بڑی رقم کا مطالبہ تھانے سے تھا، بڑی کہاسنی کے بعد کہ ہمیں خود کچھ نہیں چاہئے اس آدمی کو دینا ہے جس کے ساتھ ایسا جرم ہوا ہے، نو ہزار روپے میں معاملہ طئے ہو گیا، تھانیدار نے مجھے پانچ سو روپے کرایہ کے دئیے، میں نے زیادہ مانگے تو مجھے گالیاں دیں کہ جھوٹی رپورٹ لکھاتا ہے شرم نہیں آتی، میں تھانے سے نکل کر بس میں بیٹھا، دہلی جا کر کٹک کا ٹکٹ لیا اور ٹرین سے گھر پہنچا میری ماں کا دیہانت (انتقال) ہو چکا تھا، لوگوں نے مجھے بتایا کہ وہ مولانا صاحب جو کلیم صاحب کے مرید تھے، انھوں نے میری ماں کا بہت علاج کرایا اور بہت خدمت کی اور وہ مسلمان ہو کر مریں اور مسلمانوں کے قبرستان میں ان کو دفن کیا گیا، میں ایک ایسے بدقسمت فقیر کی طرح جس کو خواب میں بادشاہت مل گئی ہو اور پھر اچانک آنکھ کھل جائے اور فقیر کا فقیر رہے، پھلت سے واپس لوٹا، ایک انجانا سا ڈر مجھے اندر

ہی اندر محسوس ہورہا تھا کہ ایسے احسان اور ہمدردی کرنے والوں کے ساتھ اس کمینے پن کی سزا مجھے زندگی میں ضرور بھگتنی پڑے گی اتنے دنوں اسلام کی باتیں جاننے کے بعد مجھے ہندو بن کر جینے کو تو دل بالکل نہیں چاہتا تھا مگر میرا منھ بھی نہیں تھا کہ میں کسی مسلمان کے پاس جاؤں، ایک دو مہینہ میں کٹک میں گذارا کرتا رہا کبھی کچھ سوچتا کبھی کچھ، ایک روز ایک پنڈت جی سے ملاقات ہوئی، وہ بنارس کے ایک بڑے آشرم کے ذمہ دار تھے، میں نے یہ سوچ کر کہ یہ دھارمک آدمی ہیں اپنی پریشانی کا ذکر کیا انھوں نے مجھ سے بنارس ساتھ چلنے کے لئے کہا میں ان کے ساتھ بنارس آشرم میں چلا گیا، ایک سال میں وہاں رہا، مگر مجھے ہندو دھرم کی کوئی بات بھی بھاتی نہیں تھی۔

انہیں دنوں بنارس کے کئی آشرموں میں بم ملے، ہمارے آشرم میں بھی بم رکھے ملے پولیس نے سخت ایکشن لیا، خود مندروں میں رہنے والوں اور پجاریوں کی تحقیق وتفتیش ہوئی، نئے لوگوں میں مجھ پر پولیس کو شک ہوا، ہمارے پورے آشرم سے صرف مجھے، پولیس گاڑی میں بٹھا کر تھانہ لے گئی، تھانہ انچارج نے مجھ سے تفتیش شروع کی، تو ان کو مجھ پر اور بھی شک ہو گیا، کہنے لگے یہ لشکر طیبہ کا آدمی ہے، اس کی پینٹ اتار کر دیکھو یہ مسلمان ہے، میری پینٹ اتاری گئی، میری ختنہ دیکھ کر ان کو یقین ہو گیا کہ یہی آتنک وادی ہے، میں نے ان سے کہا کہ میری ختنہ زبردستی کرادی گئی تھی اور کھتولی تھانہ میں رپورٹ بھی لکھی ہوئی ہے، تھانہ انچارج نے کھتولی رابطہ کیا کھتولی والوں نے بتایا کہ ہمارے یہاں ایسی کوئی رپورٹ دو سالوں میں بھی نہیں لکھی ہوئی ہے، پھر کیا تھا میرے ساتھ سختی ہونے لگی، مجھ سے تفتیش کے بعد اور جرم کے اقرار کے لئے جو بھی حیوانیت ہو سکتی تھی، کی گئی

سخت ماردی گئی میرے ناخن کھینچے گئے، حیوانیت کا کوئی ظلم ایسا نہ تھا جو میں نے نہ سہا ہو، خیال ہوتا تھا کہ میں اب مر جاؤں گا وہ مجھ سے دہشت گردوں کا پتہ مانگتے تھے مگر میں کہتا کہ یہ میرا جرم نہیں ہے جس کی سزا تم مجھے دے رہے ہو، بلکہ میرا جرم یہ ہے کہ میں نے اپنے محسن کے ساتھ دغا کی، مگر ان ظالموں کو کہاں سمجھ میں آنے والا تھا، میرے فوٹو اخباروں میں چھپے کہ لشکر کا پرانا آتنک وادی پجاری کے بھیس میں ایک سال وکاس آشرم میں رہا، پورا پرشاسن حرکت میں تھا، سب کچھ کرنے کے بعد جب ان کو مجھ سے کچھ سراغ نہیں مل سکا تو مجھے ڈی آئی جی کے یہاں لے جایا گیا میرے پاؤں کی ہڈیوں میں فریکچر آ گئے تھے اس لئے مجھے لیٹا کر لے جایا گیا، یہ ڈی آئی جی بریلی سے پرموشن ہوکر ڈی آئی جی بنے تھے، انھوں نے سارے پولیس والوں کو الگ کر کے محبت سے مجھ سے بات کی اور مجھے سچ بتانے کو کہا، میں نے رو رو کر اپنی کہانی ان کو بتائی اور بتایا کہ یہ سب سزا مجھے اس گھناؤنے جرم کی مل رہی ہے کہ میں نے ایسے محسن کو دغا دی مولانا کلیم صاحب کو وہ جانتے تھے، وہ مولانا صاحب سے دہلی میں ملے تھے اور ان کی کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' پڑھ چکے تھے انھوں نے مجھے وہ منگوا کر دکھائی، ڈی آئی جی کو میرے سچ پر یقین آ گیا، انھوں نے مجھے بتایا کہ میں نے خود مولانا صاحب کے ہاتھ چھ مہینے پہلے کلمہ پڑھا ہے، مگر ابھی میں نے اعلان نہیں کیا، واقعی تم نے بہت بری حرکت کی، انھوں نے مجھ سے کہا اب بھی اگر سکھی جیون چاہتے ہو، تو مولانا صاحب کے پاس پھلت جاؤ میں تمہیں یہاں سے چھڑوا دیتا ہوں، شرط یہ ہے کہ تم اسلام پر جمے رہو، انھوں نے مجھے پولیس کی گاڑی میں بٹھا کر، بنارس کے ایک مدرسے میں بھیج دیا، مدرسے والوں نے مجھے رکھنے سے صاف منع کر دیا کہ جس

شخص پر دہشت گردی کا الزام ہو ہم لوگ اسے نہیں رکھ سکتے لوگ مدرسوں کو اور بھی
بدنام کریں گے، مجھے ایک سرکاری اسپتال میں بھرتی کر دیا گیا، میرے دونوں
پاؤں پر پلاسٹر ہوا دو مہینے بعد میری ہڈیاں جڑ گئیں اور بیساکھیوں سے چلنے لگا مگر
میری صحت بالکل خراب ہو گئی تھی سخت چوٹوں کی وجہ سے میرے گردے خراب ہو
گئے تھے بنارس کے ایک حاجی صاحب نے ڈی آئی جی کے کہنے پر میرے علاج پر
کافی رقم خرچ کی مگر میری صحت بحال نہ ہوئی، تو مجھے دہلی علاج کے لئے جانے کا
مشورہ دیا گیا، آل انڈیا میڈیکل انسٹی ٹیوٹ کے لئے مجھے ڈاکٹر نے پرچہ لکھ دیا
کچھ رقم حاجی صاحب سے لے کر دہلی آیا دہلی آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ میں ایک ہفتہ
چکر لگاتا رہا مگر میرا داخلہ نہ ہو سکا، مجبوراً میں صفدر جنگ اسپتال میں داخل ہو گیا،
میں علاج سے بالکل مایوس ہو گیا تھا مجھے یہ خیال ہوتا تھا کہ کاش موت سے پہلے
میں مولانا صاحب سے ایک بار ملاقات کر کے، ان کے قدموں میں پڑ کر ان سے
معافی مانگ لوں، شاید موت کے بعد کی زندگی کے لئے رحمت کا ذریعہ بن جائے،
مجھے بار بار ڈی آئی جی صاحب کی وہ بات یاد آ رہی تھی کہ اب بھی اگر سکھی جیون
چاہتے ہو تو مولانا صاحب کے قدموں میں پھلت چلے جاؤ، مجھے یہ بھی خیال آ رہا
تھا کہ اس محسن کی کیا بات ہے کہ، ایسے غدار کو اتنی مشکل سے نجات ملی، تو ڈی آئی جی
سے ان کے رشتہ کی وجہ سے ورنہ نہ جانے کس طرح جیل میں سڑ کر مرتا مجھے مولانا
صاحب کی بہت یاد آئی اور روز روز جیسے علاج سے مایوسی بڑھتی رہی یاد بڑھتی گئی کہ
کاش کوئی صورت آخری ملاقات کی ہو جاتی۔

۹/ مارچ کو اچانک میری عید ہو گئی، ۱۲/ بجے کے قریب مولانا صاحب
اپنے کسی دوست ڈاکٹر صاحب سے ملنے صفدر جنگ پہنچے، وہ ڈاکٹر صاحب ہمارے

وارڈ میں تھے میں نے دروازے سے مولانا کو آتے دیکھا تو میں گیٹ سے نہ جانے
کس طاقت سے کود کر مولانا صاحب کے قدموں سے چمٹ گیا، مولانا صاحب شرو
ع میں تو ڈر سے گئے مگر جب میں نے بتایا کہ میں آپ کا کمینہ نمک خوار احسان
فراموش عبداللہ کٹک والا ہوں تو مولانا نے مجھے اٹھایا اور گلے لگایا اور معلوم کیا کہ یہ
کیا حال ہو گیا، میں نے رو رو کر پوری کہانی سنائی، مولانا صاحب نے معلوم کیا اب
اسلام پر ہو کہ نہیں، میں نے کہا اللہ تعالی نے حقیقی مسلمان تو اب بنایا ہے، اب بس
آپ کے قدموں میں جان دینے کی آخری آرزو ہے مولانا صاحب میری حالت
زار دیکھ کر بہت دکھی بھی ہوئے اور اس بات پر خوش بھی ہوئے کہ میں انہیں مل گیا،
مولانا صاحب نے میری شرمندگی اور ندامت کو اور بھی بڑھا دیا کہ اتنی کم ظرفی کے
باوجود بھی وہ اس کے لئے فکرمند تھے کہ کہیں میں ہندو ہو کر نہ مر جاؤں اور ہمیشہ کی
دوزخ کا ایندھن بنوں، انھوں نے بتایا کہ حج وعمرہ کے سفر میں ہر موقع پر میرے
لئے دعا کی کہ میرے اللہ! میرے عبداللہ کو میرے یہاں بھیج دیجئے اور اسے اسلام پر
موت نصیب فرمائیے، مولانا صاحب نے مجھے بتایا کہ میں نے تمہارے اسلام پر
چلنے کے لئے روزوں کی نذر مانی، نفلوں اور صدقوں کی نذر مانی، نذر بڑھتا رہا، اب
تک چالیس روزے، سو رکعت نفل اور دس ہزار روپے صدقہ کی نذر میں تمہارے
اسلام پر واپس آنے کے لئے کر چکا ہوں، میں یہ سن کر بلک گیا کہ ایسے احسان
فراموش کے ساتھ ایسی ہمدردی، یا اللہ یہ کائنات ایسے لوگوں کی وجہ سے قائم ہے،
میں مولانا صاحب کے قدموں میں بار بار چمٹتا تھا کہ خدا کے لئے اس کمینہ کو معاف
کر دیں میری وجہ سے بھائی صاحب کو نو ہزار روپے تھانے میں بھی دینے پڑے،
مولانا صاحب بار بار مجھے گلے لگاتے اور کہتے کہ ہمارے اسلام پر ملنے کے بعد مجھے

کسی بات کا بھی احساس نہیں رہا اور وہ نو ہزار روپے تو اللہ نے مجھے واپس دلوا دیئے تھے میں نے کہا وہ کیسے احمد بھائی دیکھئے اللہ کے یہاں سچے انسانیت دوستوں اور ہمدردوں کی کیسی ناز برداری ہوتی ہے، مولانا صاحب نے بتایا کہ میں باہر کے سفر سے واپس آیا تو لوگوں نے میرا پورا واقعہ سنایا میں نے ساتھیوں سے کہا آپ لوگوں کو سمجھانا چاہئے تھا، نو ہزار روپئے کی تو ایسی بات نہیں ہے البتہ اگر وہ مرتد ہو گیا تو ایک آدمی کا ایمان سے چلے جانا ساری دینا لٹ جانے سے زیادہ ہے مولانا صاحب نے بتایا، مجھے یہ بھی خیال ہوا کہ اگر تھانہ میں رشوت کا سلسلہ چل گیا تو یہ خون پولیس والون کے منھ لگ جائے گا، حسن اتفاق کے کچھ زمانہ پہلے مولانا صاحب نے حضرت مولانا رابع صاحب کا ایک پیام انسانیت کا دورہ علاقہ میں کرایا تھا جس میں میرٹھ، کھتولی، بجنور مظفر نگر میں پیام انسانیت کے زبردست جلسے ہوئے تھے، مظفر نگر کے جلسے میں ایس پی سٹی جناب اے کے جین بھی شریک ہوئے تھے، جو پیام انسانیت تحریک سے لکھنو پوسٹنگ کے زمانے سے واقف تھے، انھوں نے مظفر نگر میں میری تقریر سنی تو مجھ سے کہا کہ مولانا صاحب میں آپ کے اس فورم کا آجیون (تاحیات) سیوک ہوں، مجھے آپ ممبر بنانے کے لئے لائف ممبر شپ کی فیس لے لیں اور رات دن میں دیش کے جس کونے میں جس سیوا کے لئے آپ مجھے بلائیں گے، میں حاضر رہوں گا، تھانوں کا چارج ایس پی سٹی کے ہاتھ میں ہوتا ہے، مولانا صاحب نے سنایا کہ میں نے معلوم کرایا کہ جین صاحب ابھی مظفر نگر میں ہیں یا نہیں ؟ خدا کا کرنا کہ ابھی تک وہ ایس پی سٹی تھے، میں نے ان کو فون کیا کہ مجھے ضروری کام ہے، جین صاحب نے بڑی معذرت سے کہا کہ مجھے خود سیوا میں حاضر ہونا چاہئے تھا، مگر اس وقت ایک مسئلہ یہ ہے کہ کاوڑ چل رہے ہیں، اگست کے مہینے میں

Page 107

ہر یدوار سے لوگ کاندھے پر کاوڑ میں جل لے کر اپنے اپنے مندروں پر چڑھاتے ہیں، بیسیوں لاکھ لوگ اس میں شریک ہوتے ہیں، پورے علاقے کے راستے بند کر دئے جاتے ہیں اور پولیس پر انتظام کے لئے بڑا دباؤ ہوتا ہے اور آئی جی کی میٹنگ ہے اس لئے آپ ہی زحمت کریں مظفر نگر پہنچا بہت خوشی سے ملے، میں نے پورا واقعہ بتایا کہ روزگار سے پریشان خودکشی کرنے والے ایک گریجویٹ کو ہمارے ایک دوست نے میرے پاس بھیجا تھا وہ ہندی نہیں جانتا تھا اس لئے میں اس کو اڑیا جاننے والے دوست کے پاس چھوڑ کر باہر چلا گیا، بعد میں کسی سے اس کی لڑائی ہو گئی اور اس نے جھوٹی رپورٹ لکھوائی اور تھانیدار نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بھائی صاحب سے نو ہزار روپے لے لئے آپ اگر ہمیں دیش میں رہنے کا حق دار سمجھتے ہیں تو بتایئے ورنہ پھر ہمیں یہاں سے نکل جانے کے لئے کہیں جین صاحب نے بہت افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ ہمارے ہوتے ہوئے اگر آپ کے ساتھ ظلم ہوگا تو ہمارا جیون کس کام کا؟ مگر آپ کو کل مجھے آدھا گھنٹہ اور دینا پڑیگا کل دس بجے آپ میری کوٹھی پر آجائیں اور بس ایک کپ چائے پی لیں میں آپ کا دل ٹھنڈا کر کے بھیجوں گا اور میں چائے بالکل ایک نمبر کی پلاؤں گا، مولانا صاحب نے بتایا کہ میں اگلے روز جین صاحب کی کوٹھی پر پہنچا جین صاحب نے کھتولی کے تھانہ دار کو بلا رکھا تھا اور کوتوال کھتولی بھی موجود تھے، تھانہ دار کو بہت گالیاں دیں کہ تم دیوتاؤں کو نہیں پہچانتے، ان سے رشوت لے کر گل جاؤ گے، سارا دیش، دیش کو جلا رہا ہے، یہ بجھانے والے دیوتا ہیں ان کی مدد نہیں کر سکتے تو ان کے ساتھ ظلم تو نہ کرو، جین صاحب نے کہا بس آخری بات یہ ہے کہ کل تک تیری وردی مولانا صاحب کے ہاتھ میں ہے، اگر صبح سویرے مولانا صاحب کے چرنوں میں نو ہزار روپے رکھ کر

چھمایاچنا (معافی) کریگا اور مولانا صاحب معاف کریں گے، تو تیری وردی رہے گی ورنہ پلیٹ اتار کر یہاں جمع کر دینا۔

مولانا صاحب نے بتایا، میرے اللہ کا شکر ہے کہ وہ تھانیدار صبح پھلت آیا نو ہزار روپے میرے قدموں میں رکھ کے دیر تک معافی مانگتا رہا، میں نے اسے اٹھایا گلے لگایا اور کہا آپ اب میرے مہمان ہیں اس نے موبائیل جین صاحب کو ملا کر مجھے دیا کہ صاحب سے کہہ دیجئے میں نے معاف کر دیا، میں نے جین صاحب سے ان کو معاف کرنے کو کہا اور اللہ کا شکر ادا کیا اور آج تک سوچتا ہوں کہ شاید ہندوستان کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہو کہ داروغہ رشوت لے کر قدموں میں واپس لے کر آئے اور معافی مانگے، اس سے زیادہ میرے رب کے وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ”ترجمہ: اور حساب کیلئے تو اللہ ہی کافی ہے“ کے داعی کیساتھ وعدہ کی اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔

سوال : پھر اسکے بعد کیا ہوا؟

جواب : مولانا صاحب نے مجھے ساتھ لے کر صفدر جنگ سے چھٹی کرائی اور اپنے جاننے والے ایک ڈاکٹر صاحب کو آل انڈیا میڈیکل میں فون کیا، وہ فوراً صفدر جنگ آگئے اور مجھے آل انڈیا لے گئے اور مجھے داخل کرایا اور علاج کرایا الحمدللہ ایک مہینہ میں زندگی کے آثار دکھائی دینے لگے، مجھے خود مولانا صاحب سے مل کر بڑا علاج مل گیا تھا، اب الحمدللہ ایک مہینہ پہلے میں اسپتال سے آگیا ہوں، اگرچہ علاج اب بھی چل رہا ہے پرانی دہلی کے ایک مدرسہ میں مولانا صاحب نے میرے رہنے کا نظم کرادیا ہے وہاں میں انگلش پڑھا رہا ہوں اور ہر لمحہ اپنے اللہ کا شکر کرتا ہوں کہ ایسے ناقدرے کو اسلام کی طرف کس طرح زبردستی لوٹایا، اصل میں

تو یہ مولانا کے درد اور دعاؤں کا صدقہ تھا۔

سوال : اب آپ کیسا محسوس کرتے ہیں؟

جواب : میں بیان نہیں کر سکتا کہ میں اپنے کو دنیا کا کس قدر خوش قسمت انسان سمجھتا ہوں کہ اتنی کم ظرفی کے باوجود میرے اللہ نے مجھے گھیر کر اسلام پر لوٹایا، میرا رواں رواں کانپ جاتا ہے کہ اگر پھلت سے لوٹنے کے بعد مجھ پر مسائل نہ آئے ہوتے اور میں بنارس کے وکاس آشرم میں کفر پر مر گیا ہوتا مرنے کے بعد ہمیشہ کی سزا میں کس طرح برداشت کرتا، حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں اسلام وایمان کے لئے میں سب سے زیادہ نااہل انسان تھا۔

سوال : ارمغان کے قارئین کے لئے آپ کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب : مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ وراثت میں ملے اسلام کی مسلمانوں کو کچھ قدر نہیں ہوتی، نہ ان کو خاندانی طور پر ملی اس دولت میں اس کا احساس ہے کہ اسلام سے محروم انسان کتنے خطرے میں ہیں اور وہ کیسی قابل ترس حالت میں ہے، خدارا ان پر ترس کھائیں اور ان کے دوزخ کی دردناک آگ سے نکالنے کی فکر کریں، کم از کم اس تکلیف اور درد کا احساس ہی کریں۔

سوال : بہت بہت شکریہ عبداللہ بھائی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ فی امان اللہ

جواب : آپ کا بہت بہت شکریہ آپ میرے پاس آئے، واقعی میری کہانی بہت سے لوگوں کے لئے بڑا سبق ہے، اچھا ہوا مولانا صاحب نے آپ کو بھیج دیا۔
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، جون

سنہ ۲۰۰۶ء

Page 109

بھائی ڈاکٹر محمد احمد ﴿رام چندر﴾ دہلی سے گفتگو

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ڈاکٹر محمد احمد : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال : بھائی محمد احمد صاحب بہت شکریہ! آپ تشریف لے آئے، میں نے اس لئے آپ کو زحمت دی کہ ابی کا حکم تھا کہ میں آپ کو فون کر کے بلاؤں اور آئندہ ماہ کے ارمغان کے لئے آپ سے ایک انٹرویو لوں،

جواب : احمد بھائی شکریہ کی کوئی بات نہیں مجھے بھی مولانا صاحب کئی ماہ سے فرما رہے تھے کہ میں خود آپ سے مل کر ارمغان کے لئے کچھ باتیں کروں مگر مجھے خود آپ سے کہنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی، مجھے خیال آتا تھا کہ میری حیثیت ہی کیا ہے کہ میں ایک اہم میگزین کے لئے اپنے انٹرویو کی پیشکش کروں، مجھے یہ بھی خیال تھا کہ مجھے حکم کی تعمیل کرنی چاہئے آپ نے خود مجھ پر بڑا احسان کیا میری مشکل حل کر دی۔

سوال : آپ اپنا تعارف کرائیے،

جواب : میرا پرانا نام رام چندر ہے جو میرے گھر والوں نے رکھا، میں تقریباً ۲۸ سال قبل مہرولی دہلی کے ایک بھنگی خاندان میں پیدا ہوا میرے چاچا نے پتا جی سے زبردستی کر کے مجھے چھ سال کی عمر میں ایک اسکول میں داخل کرا دیا جہاں سے میں نے آٹھویں کلاس پاس کی، بچپن سے مجھے پڑھائی کا شوق تھا اور ذہن بھی اللہ نے اچھا دیا تھا، سرکاری اسکول میں نویں کلاس میں داخلہ لے لیا، جب میں گیارہویں

کلاس میں تھا تو میرے والد صاحب کا انتقال ہو گیا میں گھر میں بڑا تھا بڑی مشکل سے مزدوری کر کے میں نے انٹر پاس کیا سائنس سے، انٹرمیڈیٹ میں نے الحمدللہ فرسٹ ڈویژن سے پاس کیا تھا، میرے گھریلو حالات ایسے خراب تھے کہ میں بیان نہیں کر سکتا کہ انٹرمیڈیٹ تک میں کس طرح پہنچا، کئی بار ایسا خیال ہوا مجھے پڑھائی چھوڑنی پڑے گی میرے چاچا گورنمنٹ کالج میں ملازم تھے، ہمارے کالج میں کئی برہمن ٹیچر تھے اور ایک راجپوت بھی تھے مجھے بھنگی سمجھ کر مجھ سے جس طرح کا معاملہ کرتے تھے میں اس ذلت آمیز رویہ کو بیان نہیں کر سکتا، کبھی کبھی میرا دل چاہتا کہ میں خودکشی کر لوں کبھی یہ بھی خیال آیا تھا کہ میں ان لوگوں کو قتل کر دوں، انٹر کے بعد میں ریگولر تعلیم جاری نہیں رکھ سکا اور ملازمت کی تلاش میں تھا میرے والد صاحب ایک سیّد صاحب کی کوٹھی پر جو گریٹر کیلاش میں ہے ملازم تھے میں سیّد صاحب کے یہاں گیا انھوں نے مجھے کوٹھی پر صفائی اور چوکی داری کے لئے ملازم رکھ لیا، میں نے پرائیویٹ بی اے کا فارم بھر دیا بس یہ میرا خاندانی تعارف ہے۔

سوال: اپنے قبول اسلام کا واقعہ سنائیے؟

جواب: احمد بھائی میرا قبول اسلام، میرے نبی پر کروڑوں اربوں سلام اور درود ہوں، ان کے رحمۃ للعالمین ہونے کا زندہ ثبوت ہے، ایک بھنگی پر اللہ کا ایسا احسان ہے کہ ہر روز احساس شکر سے میرا رواں رواں کھڑا ہو جاتا ہے، ہندو مذہب کے ذات پات کے نظام سے، میں بیان نہیں کر سکتا کہ اس چھوٹی سی زندگی میں، میں نے کتنے تکلیف دہ واقعات کا سامنا کیا ہے، ذات پات کے ظالمانہ نظام سے کچلا ہوا حد درجہ شکستہ دل تھا کہ اچانک رحمت اسلام کا ایک جھونکا مجھے چھو گیا اور اس ایک جھونکے کی ٹھنڈک نے مجھے ماں کی ممتا کی طرح اپنی آغوش میں لے لیا شاید مولانا

صاحب نے آپ سے واقعہ بتایا ہو۔

سوال: ایک بار ابی نے اپنی تقریر میں بڑے درد کے ساتھ آپ کا واقعہ سنایا تھا اور مسلمانوں کو جھنجھوڑا تھا کہ نبی رحمت ﷺ کی امانت کے ہم امین، برادران وطن کے رواجوں سے متاثر ہو کر اونچ نیچ اور ذات پات کے نظام میں جی رہے ہیں، پچاس کروڑ ہمارے خونی رشتہ کے دلت بھائی صرف ہمارے ساتھ کھانے اور ہمارے برتن میں پانی پینے کو ترس رہے ہیں، ہم اللہ کو کیا منھ دکھائیں گے، آپ ذرا پورا واقعہ سنائیے؟

جواب: سید ندیم صاحب جن کے یہاں میں کوٹھی میں صفائی اور چوکی داری پر ملازم تھا، مالدار اور خاندانی آدمی ہیں، وہ الہ آباد کے رہنے والے ہیں، گریٹر کیلاش میں ان کی کوٹھی ہے، نوئیڈا میں دو کارخانے ہیں، آپ کے والد صاحب (مولانا کلیم صدیقی) سے کافی دنوں سے تعلق رکھتے ہیں اور دعوتی مزاج رکھتے ہیں ان کی خواہش تھی کہ مولانا صاحب ان کی دعوت ایک بار قبول کر لیں، ایک بار مولانا صاحب نے وعدہ کر لیا تھا مگر وہ کسی وجہ سے نہیں آ سکے، ایک روز پہلے فون آ گیا کہ کوئی حادثہ ہو گیا ہے جس کی وجہ سے نہیں آ سکیں گے اصل میں مجھ سے سیّد صاحب نے کہا تھا کہ رام چندر ہمارے مولانا صاحب آئیں گے میں تمہیں ان سے ملواؤں گا، ان سے دعا کو کہنا مجھے بھی خوشی تھی کہ کوئی دھارمک گرو ہیں، اچھا ہے ملاقات ہو جائے گی مگر ان کے فون آنے سے مایوسی ہو گئی تھی، ۲۰ رجون ۱۹۹۹ء کو انھوں نے اپنے الور کے سفر سے واپسی پر ہمارے سید صاحب کے یہاں کھانے پر دو پہر بعد آنے کا وعدہ کیا، پونے تین بجے مولانا صاحب آئے میں بھی انتظار کر رہا تھا، آندھی اور تیز ہوا کی وجہ سے پوری کوٹھی میں مٹی کوڑا ہو گیا تھا میں اس خیال سے کہ

مولانا صاحب آنے والے ہیں جھاڑو لے کر صفائی کرنے لگا ابھی صفائی آدھی کی تھی کہ مولانا صاحب کی کار آ گئی میں چونکہ بار بار سید صاحب سے معلوم کرتا رہا تھا کہ مولانا صاحب کب آئیں گے، اس لئے جیسے ہی میں نے کار کو اندر کھڑا کرنے کے لئے دروازہ کھولا سیّد صاحب نے میرا تعارف کرایا کہ یہ ہمارا جمعدار رام چندر ہے میں نے اس سے آپ کے آنے کا ذکر کر دیا تھا یہ آج دوپہر کو کھانا کھانے بھی نہیں گیا، مولانا صاحب نے مجھے اوپر سے نیچے کو دیکھا، نہ جانے کس طرح جیسے میرے اندر کے زخموں کو انہوں نے دیکھ لیا ہو، سیّد صاحب سے پہلے مجھ سے ہاتھ ملایا اور پھر اپنے سینہ سے لگایا اور دیر تک میری پیٹھ کو پیار سے دباتے رہے اس کے بعد سید صاحب سے ملے، دوپہر کے کھانے کو دیر ہوگئی تھی، فوراً ڈرائنگ روم میں تخت پر دستر خوان لگا دیا گیا میں اپنی جھاڑو کو پورا کرنے لگا، میرے اندر ایک بھونچال سا آ گیا یہ مسلمانوں کے دھرم گرو ہیں میں تو سمجھتا تھا کہ وہ مجھ سے ملیں گے بھی نہیں، مگر یہ کس سنسار کے آدمی ہیں ایک بھنگی کو سیّد صاحب سے پہلے گلے لگا لیا، ایک چوکیدار ایک چپراسی کو ایسی محبت سے گلے لگانے والے یہ کس یگ کے آدمی ہیں، میں یہ سوچ رہا تھا کہ مولانا صاحب ڈرائنگ روم سے باہر آئے اور بولے آؤ رام چندر کھانا کھالو، پہلے تو میں یہ سمجھا کہ مولانا صاحب ایسے ہی فارملٹی پوری کر رہے ہیں، مگر انھوں نے زور دینا شروع کیا اور کہا کہ دیکھو تم نے کھانا تو کھایا نہیں اور میرے ہاتھ سے جھاڑو لے کر ایک طرف رکھ دی اور میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچ کر واش بیسن کے پاس لے گئے کہ ہاتھ دھولو، مجھ سے کہا تمہارے ہاتھ جھاڑو کے ہو رہے ہیں صابن سے دھولو، ہاتھ دھلا کر میرا ہاتھ پکڑا اور ڈرائنگ روم میں لے گئے اور تخت پر بٹھانے لگے، میں بار بار نیچے بیٹھنے پر زور دیتا رہا مگر مولانا

صاحب نے میری ایک بھی نہ مانی اور کہا تمہیں میرے برابر میں بیٹھ کر کھانا کھانا ہے میرے لئے بالکل عجیب تجربہ تھا میرے لئے اس دستر خوان پر بیٹھنا کتنا مشکل کام تھا اور پھر بیٹھ کر ساتھ کھانا کھانا، پلیٹ میں مولانا صاحب نے اپنے ہاتھ سے سالن نکالا روٹی اٹھا کر میرے ہاتھ میں دی، ایک ایک لقمہ میرے لئے کتنا مشکل ہو رہا تھا میں بیان نہیں کر سکتا، اچانک مولانا صاحب نے ایک لقمہ میری پلیٹ میں لگایا میں اچھل سا گیا، مولانا صاحب نے محبت سے معلوم کیا کہ رام چندر مجھ گندے سے گھن (کراہیت) آرہی ہے؟ تمہارے ساتھ خوب اچھی طرح صابن سے ہاتھ دھوئے ہیں، میری آواز نہ نکل سکی، مولانا صاحب نے میری پلیٹ میں اپنی پلیٹ کا سالن الٹ دیا اور پھر میری پلیٹ میں کھانے لگے، بریانی بھی نکالی اور میٹھا بھی ایک پیالے میں کھایا، مجھ سے کھانا تو کہاں کھایا جا رہا تھا مجبوراً کچھ نہ کچھ کھاتا رہا دستر خوان اٹھا لیا گیا مگر میں اس لائق نہیں رہا تھا کہ اپنے پاؤں اٹھ سکوں، میں سوچ رہا تھا کہ اس سنسار میں اس جنم میں میرے ساتھ یہ سب کچھ ہوا، میرے مالک جن کا میں چوکیدار ہوں ان کے پیر صاحب اور دھرم گرو میری پلیٹ میں کھانا کھائیں، میں یہ سب خواب تو نہیں دیکھ رہا تھا، کیا واقعی یہ سچ تھا مجھے خود اپنے حواس پر اعتماد سا اٹھتا جا رہا تھا، شاید آدھا گھنٹہ میں اسی حالت میں بیٹھا رہا اور نہ جانے کیا کیا سوچتا رہا اچانک سید صاحب نے کہا رام چندر تمہیں گھر نہیں جانا؟ مولانا صاحب سے کیوں ملنا چاہتے تھے، کچھ کہنا ہو کہہ لو اور گھر جاؤ، گھر پر تمہارا انتظار ہو رہا ہوگا، تمہاری ماں پریشان ہو رہی ہوگی کہ کھانا کھانے کیوں نہیں آیا، میں نے ہمت کرکے سر اٹھایا اور سید صاحب سے کہا ’میاں صاحب اب آپ مجھے اس گندگی میں کیوں بھیج رہے ہیں جب ساتھ کھلا لیا ہے تو بس مسلمان کر کے اپنے

میں ملالو، مولانا صاحب نے جواب دیا کہ بیٹے تم ہمارے ہی تو ہو، کیا تمہیں یہ
معلوم نہیں کہ تم ہم ایک ماں باپ کی اولاد ہیں اور تم ہمارے خونی رشتے کے بھائی
ہو، یا بھتیجے البتہ ایک خاندان کے لوگوں کو ایک خدا کا بندہ بن کر ایک اسلام کا قانون
ضرور ماننا چاہئے، اللہ کے نبی ﷺ جو قانون اسلام کی شکل میں ہمارے لئے لائے
اور جس نے اونچ نیچ، ذات پات کے نظام کو آکر پیروں کے نیچے روندا اس کا ماننا
تمہارے لئے بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا ہمارے لئے، تم نے بہت اچھا سوچا بس
تم نے ارادہ کرلیا تو مسلمان تو تم ہو گئے، مگر ہم بھی ساکشی (گواہ) بن جائیں اس
لئے اپنے مطلب کے لئے تم سے کہتے ہیں کہ دو لائنوں کا کلمہ ہے وہ پڑھ لو میں
نے کہا جی پڑھاؤ، مولانا صاحب نے مجھے کلمہ پڑھوایا اور ہندی میں اس کا ترجمہ بھی
کہلوایا اور پھر کہا نام بدلنا ضروری نہیں مگر نام بھی بدلنا چاہو تو بتادو، میں نے کہا نہیں
جی نام تو ضرور بدل دو، مولانا صاحب نے کہا میں تمہارا نام محمد احمد رکھتا ہوں، اس
لئے رکھتا ہوں کہ محمد اور احمد ہمارے نبی ﷺ کے نام ہیں، تم نے چونکہ ایک زمانے
تک اونچ نیچ کے نظام میں ذلت برداشت کی ہے اب اسلام میں تمہارے لئے،
میں سب سے عزت والا بلکہ دونوں ناموں کو ملا کر معزز ترین نام رکھتا ہوں اور مجھے
جماعت میں جانے کا مشورہ دیا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: شام کو میں گھر چلا تو گیا مگر مجھے وہاں حد درجہ گھٹن محسوس ہوئی ساری
رات خیالوں میں مجھے نیند نہ آئی اگلے روز میں ڈیوٹی پر گیا تو سید صاحب نے مجھے
جماعت میں جانے کا مشورہ دیا گھر والوں سے یہ کہہ کر کہ مجھے میرے مالک سوا
مہینہ کے لئے باہر بھیج رہے ہیں، میں جماعت میں چلا گیا مرکز کے سامنے سے

کچھ کتابیں ہندی انگریزی میں مجھے سید صاحب نے خرید کر دیں، علی گڑھ کی
جماعت کے ساتھ مراد آباد میں ہمارا وقت لگا، سب پڑھے لکھے لوگ تھے میرا وقت
بہت اچھا لگا جماعت میں وقت لگا کر میں واپس آیا، تو سید صاحب جن کو میں اب
ابی کہتا ہوں مجھے لینے کے لئے مرکز آگئے، مجھے لے کر گریٹر کیلاش پہنچے، ساتھ میں
کھانا کھلایا پھر مجھ سے کہا تم نے پڑھائی کیوں چھوڑ دی ہے میں نے گھریلو حالات
کے بارے میں بتایا انھوں نے مجھ سے کہا میں تمہارا داخلہ کرادوں؟ میں نے کہا اگر
کہیں ہو جائے تو اس سے بہتر میرے لئے اور کیا ہو سکتا ہے، جامعہ میں میرا داخلہ
اللہ کے کرم سے سفارشوں کے بعد ہو گیا، میں نے بی اے آنرس کرلیا اور الحمد للہ
فرسٹ ڈویزن، بی اے میں بھی آئی، پھر انگلش سے ایم اے بھی کیا اس دوران
میں نوئیڈا فیکٹری میں جانے لگا، ایم اے پہلے سال میں ایک روز شام کو سید
صاحب نے مجھے بلایا اور کہنے لگے کہ اگر تمہیں قبول ہو تو میں تم سے اپنی بیٹی کی
شادی کرنا چاہتا ہوں، میں ششدر رہ گیا کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں، میں خاموش ہو گیا
تو انھوں نے کہا آج رات تمہارا نکاح ہو گا عشاء کی نماز کے بعد کچھ لوگ اکٹھا ہو
گئے سید صاحب نے خود میرا نکاح پڑھایا اور لوگوں کو بتایا کہ بہتر ہے کہ لڑکی کا باپ
اگر نکاح پڑھا سکتا ہو تو وہ نکاح پڑھائے، مدینہ کی کھجوریں نکاح کے بعد تقسیم
ہوئیں، رخصتی تو بعد میں ہونی طئے تھی نکاح کے بعد ساری رات میں سوچتا رہا آخر
میں کون سی دنیا میں آگیا ۱۰ رجنوری ۲۰۰۳ء کو میرا نکاح ہوا اور اسی سال مئی میں
رخصتی ہوئی اور رخصت کر کے ہم دونوں کے لئے ابی صاحب نے عمرہ کا پروگرام
بنایا، عمرہ میں میری عجیب کیفیت رہی مدینہ منورہ ہم پہنچے تو روضہ اطہر پر میری عجیب
کیفیت ہوگئی، مجھے خیال تھا، یہ ساری نئی دنیا میرے اس محسن نبی ﷺ کے قدموں

کا صدقہ ہے جی چاہتا تھا کہ فرط عقیدت میں جان دیدوں، میں نے ابھی تک داڑھی بھی نہیں رکھی تھی روضہ مبارک پر حاضر ہوا تو مجھے ایسا لگا کہ میرے نبی ﷺ مجھے مشرکوں کی صورت بنائے ہوئے امتی کو دیکھ رہے ہیں، میں نے اسی وقت داڑھی رکھنے کا عہد کیا حرم کے اماموں کو قرآن شریف پڑھتے ہوئے سن کر میرا دل بہت متاثر ہوتا تھا، مجھے احساس ہوا کہ یہ بھی کوئی بندگی ہے کہ اپنے مالک کا کلام بھی نہ سمجھ سکے، الحمدللہ قرآن شریف ناظرہ میں نے تجوید کے ساتھ ایم اے کے دوران پڑھ لیا تھا اور اردو بھی خوب لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا میں نے عربی پڑھنے کا بھی عزم کیا اور مدینہ منورہ میں ہی ایک مولانا صاحب سے اس کی بسم اللہ بھی کرائی، الحمدللہ یہ عمرہ کا سفر میرے لئے بڑا مبارک رہا، میں نے بارہا اپنے رسول ﷺ کی خواب میں زیارت کی ایک بار میں خواب میں آپ کے قدموں سے چمٹ گیا اور خوب بوسے دیئے، اسی سال دوبارہ الحمدللہ ہم دونوں کا حج کا سفر بھی ہوا، پی ایچ ڈی میں میرا رجسٹریشن ہو گیا تھا، الحمدللہ ۲۰۰۳ء سے اس سال میری تحقیق مکمل ہو گئی ہے۔

سوال: آپ نے کس مضمون میں پی ایچ ڈی کیا اور عنوان کیا تھا؟

جواب: میں نے جے این یو سے انگریزی میں پی ایچ ڈی کیا ہے، میرا عنوان بھی بہت پیارا تھا، اس کے لئے مجھے وزارت تعلیم سے زور ڈلوانا پڑا، میری پی ایچ ڈی کا عنوان تھا" انسانیت اور تہذیبوں پر محمد رسول اللہ ﷺ کے احسانات"

سوال: آپ کی پی ایچ ڈی مکمل ہوگئی؟

جواب: جی الحمدللہ تقریباً مکمل ہوگئی، وایوا کا ایک مرحلہ مکمل ہو گیا ہے، ایک باقی رہا ہے۔

سوال: آپ کی اہلیہ محترمہ کا رویہ آپ کے ساتھ کیسا ہے؟

جواب: وہ بہت دین دار لڑکی ہے، میں نے چار سالہ ملازمت میں اس کو نہیں دیکھا تھا، ایک دین دار خاتون ہونے کی حیثیت سے وہ مجھے اپنا شوہر سمجھتی ہیں، اسلام میں آنے کے بعد سب سے بڑا مجاہدہ اور مشکل میرے لئے ان کو بیوی سمجھنا ہے، مجھے ہر لمحہ یہ خیال ہوتا ہے یہ میرے نبی ﷺ کی آل سے ہیں، الحمدللہ میں نے کبھی ان سے پانی بھی اس اکرام کی وجہ سے نہیں مانگا، بڑا دعوتی ذہن ہے، مولانا صاحب کی ساری دعوتی کتابیں پڑھتی ہیں کبھی کبھی جب مجھے نبی اکرم ﷺ کی عقیدت کا جذبہ آتا ہے تو میں بے اختیار ان کے قدموں کو چوم لیتا ہوں کہ ان قدموں میں میرے نبی کا خون ہے، پیارے نبی کا ذکر، آپ کا خیال، میرے لئے زندگی کا سہارا ہے، آپ کی رحمۃ للعالمینی کا جو پرتو میری زندگی پر ہے وہ شاید کسی کو نصیب ہوا ہو، کاش بلکتی انسانیت کو آپ ﷺ کا تعارف کرایا جاتا تو انسانیت ظلم کے اندھیروں سے نکل سکتی ابھی کچھ روز پہلے ڈنمارک کے ناسمجھوں اور احمقوں کا واقعہ ہوا، اپنے کو ترقی یافتہ سمجھنے والے مغرب اور یورپ کے لوگ کیسی ذلالت کی حرکت کرتے رہے، میں بیان نہیں کرسکتا مجھے کیسی تکلیف ہوئی، میں نے بلک بلک کر دعائیں کیں میرے اللہ ان کمینوں نے میرے پیارے نبی ﷺ اربوں سلام ہوں آپ پر اور کروڑوں درود، کی شان کو نہیں سمجھا، میرے اللہ ان کو سزا دیجئے، مجھے امید ہے کہ دنیا ان بدبختوں کا انجام ضرور دیکھے گی اور آگ ان کو کھائے گی، کئی بار میں اٹھ کر بیٹھ جاتا، میرے نبی ﷺ کی توہین کرنے والوں کو اللہ کی زمین پر رہنے کا حق نہیں ہے اور جی چاہتا کہ ابھی اٹھ کر چل دوں اور ان کمینوں کو اپنے جوتوں کے نیچے مسل دوں، ایک روز مولانا صاحب سے میں نے اس کا ذکر بھی کیا، مولانا صاحب نے بتایا کہ اس توہین کے بیک واسطہ ذمہ دار

ہم مسلمان ہیں کہ ہم نے رسول رحمت ﷺ کا دنیا کو تعارف ہی نہیں کرایا، تو مجھے واقعی اپنے قصور کا احساس ہوا اور غصہ کچھ کم ہوا، پھر بھی مجھے اپنے رب سے امید ہے کہ وہ بد بخت ضرور اس دنیا میں اس کا خراب انجام دیکھیں گے۔

سوال: آپ نے عربی پڑھنے کا کیا کیا؟

جواب: الحمدللہ دو گھنٹہ روز عربی پڑھ رہا ہوں اللہ کا شکر ہے پورا قرآن شریف سمجھ میں آرہا ہے، شیخ سدیس اور شیخ شریم دونوں کے لہجوں میں قرآن شریف پڑھ لیتا ہوں، میں نے حفظ کرنا بھی شروع کر دیا ہے اور چار پارے مکمل کر لئے ہیں، اس مرتبہ میں نے نوئیڈا کی مسجد میں جمعہ کی نماز بھی پڑھائی مولانا صاحب نے مجھ سے اصرار کیا، میں نے بھی سعادت سمجھ کر قبول کر لیا۔

سوال: آپ کو دیکھ کر بالکل نہیں لگتا کہ آپ نئے مسلمان ہیں بلکہ آپ کو سب لوگ مولانا ہی سمجھتے ہوں گے۔

جواب: آپ نے بالکل ٹھیک فرمایا اکثر لوگ مجھے دیکھ کر مولانا ہی کہتے ہیں، میں معذرت کرتا ہوں کہ میں تو مولانا کے قدموں کی خاک بھی نہیں ہوں۔

سوال: آپ خود آئینہ دیکھتے ہیں، تو کیسا لگتا ہے؟

جواب: میرا خود اپنے چہرے کو بوسہ لینے کو جی چاہتا ہے، یہ خیال ہوتا ہے کہ میرے نبی کی اتباع میں یہ چہرا ہے، یہ نہیں لگتا کہ مجھ گندے کا یہ چہرا ہے، میرے اللہ نے میرے حلیہ کو بھنگی سے سید بنا دیا، مجھے غیر اسلامی حلیہ میں ہر شخص ایسا لگتا ہے جیسے مجھ بھنگی کا اسلام سے پہلے کا چہرہ اور حلیہ ہو۔

سوال: مگر کسی کو حقیر تو نہیں سمجھنا چاہئے۔

جواب: آپ کے علم میں ہے کہ ہم دونوں مولانا صاحب سے بیعت ہیں الحمدللہ

کسی کافر کی حقارت کبھی نہیں آتی کسی کو غیر اسلامی حلیے میں دیکھتا ہوں خصوصاً مسلمانوں کو تو اندر سے دعا نکلتی ہے، الٰہی اندر سے تو یہ مسلمان ہے اس کو باہر سے بھی مسلمان بنا دیجئے اور اس کو یہ سمجھا دیجئے کہ بھنگی کے حلیے میں عزت ہے یا سید کے حلیے میں؟

سوال: اپنے گھر والوں کے بارے میں آپ نے کچھ کام شروع کیا؟

جواب: اصل میں تعلیمی مصروفیات میں زیادہ رہیں، تاہم دعوت سے بالکل غافل نہیں رہا میری والدہ اور ایک بہن مسلمان ہوگئی ہے اور ہم نے ایک گھر نوئیڈا میں بنا لیا ہے، اس سال میرا عمرے کے لئے جانے کا ارادہ ہے اور پھر ہم دونوں بس دعوت کے لئے زندگی کو وقف کریں گے، میری اہلیہ محترمہ تو بہت جذبے کی داعی خاتون ہیں، الحمدللہ ان کی کئی سہیلیاں مسلمان ہو چکی ہیں اور انھوں نے اپنے والد کے خرچ پر ان کی شادیاں بھی کی ہیں ایک ہزار بار درود شریف اور ایک منزل قرآن مجید روزانہ پڑھتی ہیں۔

سوال: آپ کے معمولات کا کیا حال ہے۔

جواب: میں بھی الحمدللہ ان کے پیچھے پیچھے ساتھ ساتھ چلتا ہوں سونے سے پہلے ایک ہزار بار درود شریف اور ایک منزل قرآن حکیم پورا کر لینا تو ہم دونوں ضروری سمجھتے ہیں، بس اللہ ان میں جان اور اخلاص پیدا فرمائیں۔

سوال: آپ ارمغان کے قارئین کے بارے میں کچھ پیغام دینا چاہیں گے۔

جواب: ہمارے ملک میں پچاس کروڑ دلت ہیں، بنگلہ دیش میں پچاس لاکھ لوگ دلت رہتے ہیں، اس طرح دنیا میں ڈیڑھ ارب لوگ وہ ہیں جو ذات پات کے نظام سے متاثر اور مظلوم ہیں، ان میں ہر ایک میری طرح صرف ایک بار ساتھ

کھلانے کے لئے ترس رہا ہے، رسول ﷺ کے آخری حج کے خطبے کو حقیقی معنوں میں اگر ان تک پہنچادیں اور ذرا اسلامی انداز میں ان کو گلے لگالیا جائے تو اتنی بڑی آبادی دونوں جہاں میں ہدایت یاب ہوکر دوزخ کی آگ سے بچ سکتی ہے ہم نے پھلت میں دیکھا ہے صفائی کرنے والا جمعدار اور کام کرنے والے دلت مزدور مولانا کے برابر میں بیٹھ کر چائے اور ناشتہ کرتے ہیں اور اللہ کا شکر ہے ہدایت یاب ہوتے ہیں اور دلت اور پسماندے اور کالے ہی کیا اسلام تو پوری دنیا کے ظالمانہ نظام کا تریاق ہے انسانیت تک اسلام اور نبی رحمت ﷺ کا تعارف اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیے۔

سوال: بہت بہت شکریہ جزاکم اللہ خیر الجزاء، آخر میں چند آیتیں شیخ شریم کے لہجے میں سنائیے۔ (آپ قرّاء میں کس کو زیادہ پسند کرتے ہیں؟)

جواب: مجھے شیخ شریم سے زیادہ مناسبت اور عقیدت ہے ایک تو وہ خود بہت سادہ مزاج کے انسان ہیں (نیز وہ) اندر اندر گھٹتے ہیں اور حدیث میں جو آتا ہے کہ خوش الحانی یہ ہے کہ قاری کی آواز اور لہجے سے یہ محسوس ہو رہا ہو کہ عظمت قرآن سے دبا جا رہا ہے، شیخ شریم کے پڑھنے میں یہ بات پائی جاتی ہے جیسے رعب میں آواز دی جا رہی ہو۔ (شیخ شریم کے لہجہ میں اعوذ باللہ بسم اللہ سے شروع کرکے پوری سورہ مدثر تلاوت کی)

سوال: سبحان اللہ محمد احمد بھائی آپ نے تو تڑپا کر رکھ دیا قرآن مجید سے اس درجہ مناسبت بہت مبارک ہو۔

جواب: احمد بھائی آپ کو بھی مبارک ہو، ہمیں بھی مبارک ہو، قرآن مجید مبارک ہو، اسلام مبارک ہو قرآن مجید کے الفاظ مبارک ہو اس کا لہجہ مبارک ہو، اس کی

زبان مبارک ہو، اس کا رسول مبارک ہو، اس کی ہدایت مبارک ہو، اس کی تعلیمات مبارک ہوں، بلاشبہ مبارک صد مبارک ہزار مبارک، اہل زمین کو مبارک ساری کائنات کو مبارک خصوصاً آپ کو مبارک ہو آپ کے گھرانے کو مبارک ہو، نبی کا فیض مبارک ہو قرآنی دعوت کی توفیق مبارک ہو اللہ کے یہاں آپ کے گھر کا انتساب مبارک ہو، آپ کو ارمغان مبارک ہوں ارمغان دعوت مبارک، ہدیہ دعوت مبارک، تحفہ دعوت مبارک۔ (بہت زیادہ روتے ہوئے)

سوال: اچھا محمد احمد صاحب بہت بہت شکریہ !السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، جولائی ۲۰۰۶ء

سہیل صدیقی ﴿یوراج سنگھ﴾ گجرات سے ایک چشم کشا ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد سہیل : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : سہیل بھائی آپ کے علم میں ہے کہ ہمارے یہاں سے ایک دعوتی میگزین ارمغان کے نام سے نکلتی ہے اس میں اسلام قبول کرنے والے خوش قسمت بھائی اور بہنوں کی آپ بیتی انٹرویو کے ذریعہ شائع کی جاتی ہے، ابی کا حکم ہے کہ میں آپ سے اس کے لئے ایک انٹرویولوں، اس لئے آپ کو اندر بلایا ہے۔

جواب : بھائی احمد ضرور، میری خود بڑی خواہش ہے کہ مجھ گندے پر اللہ کے کرم کی کہانی لوگ پڑھیں، تا کہ لوگوں کو فائدہ ہو۔

سوال : آپ اپنا خاندانی پریچے (تعارف) کرائیں؟

جواب : میں گجرات کے مہسانہ ضلع کے ایک گاؤں کے ٹھاکر زمین دار کا بیٹا ہوں میرا پرانا نام یوراج سنگھ ہے، یوراج سنگھ سے ہی لوگ مجھے جانتے ہیں، بعد میں پنڈتوں نے میری راشی کے لئے مشہور نام ہٹا کر میرا نام مہیش رکھا مگر یوراج ہی مشہور ہو گیا، ۱۳/ اگست ۱۹۸۳ء میری تاریخ پیدائش ہے، ہمارا اپنا خاندانی کالج ہے، اے جے جسپال ٹھاکر کالج، اس سے میں بی کام کر رہا تھا کہ مجھے تعلیم چھوڑنی پڑی میرے ایک بھائی اور ایک بہن ہے، میرے بہنوئی بڑے نیتا ہیں، اصل میں وہ بی جے پی کے ہیں، مقامی راجنیتی میں اپنا وزن بڑھانے کے لئے انھوں نے اس سال کانگریس سے الیکشن لڑا ہے اور جیت گئے ہیں۔

سوال : اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیے؟

جواب : گودھرا کانڈ کے بعد ۲۰۰۲ء کے فسادات میں ہم آٹھ دوستوں کا ایک گروپ تھا، جو فسادات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا تھا، ہمارے علاقہ میں درندگی کا ننگا ناچ ہو رہا تھا، ہمارے گاؤں سے ۱۵ رکلومیٹر دور سندر پور میں ۶۰، ۷۰ رلوگوں کو زندہ جلا دیا گیا تھا، ہم لوگ بھی جوانی کے زعم میں بہادری سمجھ کر اس میں حصہ لیتے تھے ہمارے گھر کے قریب گاؤں میں ایک چھوٹی سی مسجد تھی، لوگ کہتے تھے یہ بڑی اتہاسک (تاریخی) مسجد ہے، اس کو بڑے پیر صاحب جن کو لوگ پیر ہمدانی کہتے ہیں نے بنوائی تھی، گجرات کے لوگ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، ہمارے گاؤں کی اس مسجد کو ہمیں ڈھا دینا چاہیے، ہم آٹھوں ساتھی اس کو گرانے کے لئے گئے، بہت کوشش کے باوجود اصل مسجد کو ہم گرا نہ سکے، ایسا لگتا تھا کہ ہمارے کدال لکڑی کے ہیں، لوہے کے نہیں، بہت مجبور ہو کر ہم نے باہر والی دیوار گرانی شروع کی، جو ابھی کچھ سال پہلے گاؤں والوں نے بنوائی تھی اس دیوار کو گرا کر ہم نے سوچا کہ اس مسجد کو جلا دینا چاہئے اس کے لئے پٹرول لایا گیا اور پرانے کپڑے میں پٹرول ڈال کر مسجد کو جلانے کے لئے ایک ساتھی نے آگ لگائی تو خود اس کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہ وہیں جل کر مر گیا، میں تو یہ منظر دیکھ کر ڈر گیا، میرے ساتھی کوشش کرتے رہے، مسجد کو کچھ نقصان پہنچا دو ہفتوں کے اندر میرے چار ساتھی اچانک ایک کے بعد ایک مر گئے، ان کے سر میں درد ہوتا تھا اور وہ تڑپ تڑپ کر مر گئے، میرے علاوہ باقی دو پاگل ہو گئے، مجھ پر ڈر طاری ہو گیا میں ڈرا ڈرا چھپا پھرتا تھا، رات کو اس ٹوٹی مسجد میں جا کر روتا تھا کہ اے مسلمانوں کے بھگوان مجھے شما (معاف) کر دو، اپنا ماتھا وہاں ٹیکتا، اس دوران مجھے سپنے (خواب) بہت دِکھنے

لگے اور خواب میں نرک اور سورگ (جنت اور دوزخ) دونوں دِکھتے۔

سوال: جنت اور دوزخ کس طرح دکھائی دیتے تھے، ایک دو خواب سنائیے؟

جواب: میں نے ایک بار دیکھا میں نرک میں ہوں اور وہاں کا ایک داروغہ ہے وہ میرے ان ساتھیوں جو مسجد کو گرانے میں میرے ساتھ تھے اپنے جلادوں سے سزا دلوا رہا ہے، اور سزا یہ ہے کہ لمبے لمبے لوہے کے کانٹوں کا ایک جال ہے، اس پر ڈال کر ان کو کھینچ رہے ہیں اور مانس (گوشت) اور کھال گردن سے پیروں تک اتر جاتا ہے پھر ٹھیک ہو جاتا ہے اس کے بعد ان کو الٹا لٹکا دیا اور نیچے آگ جلا دی گئی جو منھ سے اوپر کو نکل رہی ہے اور دو جلاد ہنٹر سے ان کو مار رہے ہیں وہ رو رہے ہیں، چیخ رہے ہیں کہ ہمیں معاف کر دو ہم اب کسی مسلمان کو نہیں ماریں گے نہ کوئی مسجد ڈھائیں گے داروغہ جلال میں کہتا ہے توبہ کا موقع ختم ہو گیا ہے موت کے بعد کوئی توبہ نہیں ہے اس طرح کے وحشت ناک منظر مجھے روز روز دکھائی دیتے اور میں ڈر کے مارے پاگل سا ہونے کو ہوتا، تو پھر مجھے سورگ دکھائی جاتی سورگ جنت ہے دیکھتا کہ دودھ کے تالاب سے بھی چوڑی نہر ہے دودھ بہہ رہا ہے اور خوبصورت لہریں چل رہی ہیں، ایک نہر مدھو یعنی شہد کی ہے، ایک ٹھنڈے پانی کی، اتنی اچھی کہ میری تصویر اس میں صاف دکھ رہی ہے، ایک نہر مدرا کی ہے (یہ شراب کی نہر) میں نے کہا شراب تو گندی چیز ہے، ہمارے پریوار میں شراب بہت بری سمجھی جاتی ہے، جواب دیا یہ پاک اور خوشبو والی شراب ہے اس کو پی کر نشہ نہیں ہوتا، ایک بار دیکھا کہ بہت خوبصورت درخت ہے اتنا بڑا کہ ہزاروں لوگ اس کے سایہ میں آ جائیں کبھی بہت اچھے باغ دیکھتا اور ہمیشہ مجھے وہاں اللہ اکبر اللہ اکبر کی تین بار آواز آتی، مجھے اچھا نہ لگتا اور جب میں ساتھ میں اللہ اکبر نہ کہتا تو مجھے اٹھا کر سورگ

سے باہر پھینک دیا جاتا، میری آنکھ کھلتی تو میں بستر سے نیچے پڑا ملتا۔

ایک بار میں نے سورگ کو دیکھا تو لا الہ الا اللہ کہا وہاں کے بہت بہت سارے لڑکے لڑکیاں، وہاں سورگ میں میری خدمت میں لگ گئے اس طرح کافی دن گذر گئے گجرات میں فساد ہوتا رہا مگر اب مجھے اندر سے ایسا لگتا تھا جیسے میں مسلمان ہوں جب مسلمانوں کے قتل کی خبر سنتا تو میرا دل بہت دکھتا، میں ایک روز بیجاپور گیا، وہاں ایک مسجد دیکھی، وہاں کے امام صاحب سہارنپور کے تھے وہ ہریانہ میں مولانا کلیم صاحب کے ساتھ کام کر چکے تھے ان سے میں نے پورا حال بتایا انھوں نے کہا کہ اللہ کو آپ سے بہت پیار ہے، اگر آپ سے پیار نہ ہوتا تو اپنے ساتھیوں کی طرح آپ بھی دوزخ میں جل رہے ہوتے آپ اس رحمت کی قدر کریں اور اسلام قبول کر لیں، انھوں نے بتایا کہ بابری مسجد کو شہید کرنے والے سب سے پہلے کدال چلانے والے دونوں نوجوان بھی ہمارے مولانا صاحب (مولانا کلیم صاحب) کے ہاتھ پر مسلمان ہو چکے ہیں، شاید آپ کو بھی اللہ کو ہدایت دے کر سچے راستہ پر لانا ہے اب دیر نہیں کرنی چاہئے ہریانہ کے ایک دوڈا کوؤں کے مسلمان ہونے کے قصے بھی انھوں نے سنائے، خوابوں سے پہلے اسلام کے نام سے میں چڑتا تھا، ٹھاکر کالج میں کسی مسلمان کو داخل بھی نہیں ہونے دیتا تھا مگر نہ جانے کیوں اسلام کی ہر بات اب مجھے اپنی لگنے لگی بیجاپور سے میں گھر آیا اور میں نے ارادہ کر لیا کہ مجھے مسلمان ہونا چاہئے ورنہ اپنے ساتھیوں کی طرح مجھے بھی نرک کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

میں نے احمد آباد جامع مسجد گیا اور اسلام قبول کر لیا، مولانا صاحب نے گھر والوں سے اسلام کو چھپانے کو کہا میں احمد آباد سے 'رہبر نماز' نام کی کتاب لے

کر آیا اور نماز یاد کرنے لگا اور رفتہ رفتہ نماز یاد کرکے چھپ کر نماز پڑھنا شروع کردی، امتحان کے بعد گرمیوں کی چھٹی ہوئی تو میں نے جماعت میں جانے کا پروگرام بنایا گھر والوں سے گوا گھومنے کے لئے ٹکٹ بنوایا اور اپنے دوست کو اپنے ٹکٹ پر بھیج دیا میرا چلہ بڑودہ میں لگا 'فضائل اعمال' اور 'مرنے کے بعد کیا ہوگا؟' میں نے پڑھیں تو جب میں جنت دوزخ کے حال کو پڑھتا تو وہ سب مجھے آنکھوں دیکھا لگتا تھا، چلہ لگا کر میں گھر آیا، تو چپکے چپکے نماز پڑھتا، ایک روز ہمارا نوکر ویریندر سنگھ اچانک دودھ لے کر میرے کمرے میں آگیا اس نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا اس نے میرے پتا جی اور گھر والوں کو بتا دیا کہ چھوٹے بابو تو مسلمانوں کی بھانتی نماز پڑھ رہے تھے، میرے پتا جی کو کچھ شک سا پہلے ہی ہو گیا تھا، میں کالج سے آیا تو میرے پتا جی نے دروازے میں مجھے روک دیا اور بولے ہمیں معلوم ہو گیا کہ تو مسلمان ہو گیا ہے، اب یا تو اسلام یا گھر ایک چیز چھوڑنی پڑے گی ایسے اَدھرم کے لئے اس گھر کا دروازہ نہیں کھل سکتا، میں جماعت میں تھا تو میں سوچتا تھا کہ اسلام کے لئے اگر مجھے دیش چھوڑ کر بخارا جانا پڑے تو خوشی سے جاؤں گا میں نے سوچا کہ اللہ کا شکر ہے اسلام میرے رگ رگ میں اس طرح رچ بس گیا ہے کہ جان، سانس اور اسلام میں سے ایک چیز چھوڑنے کے لئے مجھے کہا جائے تو جان سانس کا چھوڑنا میرے لئے آسان ہوگا، اسلام چھوڑنے کا تصور بھی میرے لئے جان لیوا ہے، میں نے سوچا کہ اللہ کی زمین پر کب تک گھٹ گھٹ کر جیوں گا، من چاہی چھوڑ کر رب چاہی جینے کا نام ہی تو اسلام ہے، جب من چاہی چھوڑی ہے تو رب چاہی کے لئے جن (عوام) چاہی چھوڑنا کیا مشکل ہے، میں نے پتا جی سے پورے وشواس کے ساتھ کہا کہ اگر یہ بات ہے تو میں گھر

چھوڑتا ہوں اسلام چھوڑ دوں یہ خیال بھی حماقت ہے میرا موبائیل، میرا ایٹی ایم اور کریڈٹ کارڈ مجھ سے چھین لیا گیا، میں احمد آباد پہنچا وہاں پر جوہا پورہ مسجد میں گیا مگر وہاں پر سب لوگ ڈرے ہوئے تھے اس لئے وہاں کے لوگوں نے مجھے رہنے کی اجازت نہیں دی، وہاں سے دریا پور پرانے مرکز گیا انھوں نے میرے سرٹیفکٹ وغیرہ دیکھے انھوں نے فون وغیرہ کر کے میرے بارے میں تحقیق کی جب ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ میرے والد کے وہاں کے مشہور بی جے پی لیڈر جو اب منتری بھی بن گئے ہیں سے تعلقات ہیں، تو انھوں نے بھی وہاں رہنے کی اجازت نہیں دی اور معذرت کردی، میرے پاس کھانے کے لئے پیسے نہیں تھے میں چائے اور بسکٹ لیتا اور بسم اللہ پڑھ کر یقین سے کھا لیتا اور دعا کرتا میرے اللہ! آپ ہر چیز پر قادر ہیں مجھے اس چائے اور بسکٹ سے تین دن کی طاقت دیدے، میرے اللہ کا شکر ہے کہ تین تک مجھے بھوک نہ لگتی، ایک صاحب نے مجھے پالن پور بھیج دیا وہاں پر ایک حاجی صاحب نے مجھ سے کہا کہ اگر سدھ پور چلے جاؤ تو وہاں پر تمہارا انتظام ہو سکتا ہے سدھ پور پہنچا جہاں سے مجھے راجستھان میں نیوجے پور ہوٹل (جو جے پور اجمیر ہائی وے پر ہے) وہاں بھیج دیا ہوٹل کے مالک ذکرو بھائی نے مجھے ۲۵/ دن وہاں رکھا وہاں نماز پڑھتا اور اپنی مرضی سے کچھ ہوٹل کا کام بھی کرتا حالانکہ وہ مجھے منع کرتے تھے، انھوں نے احمد بھائی ڈلکس سے رابطہ کیا وہ مولانا کلیم صاحب کے خاص آدمی تھے انھوں نے مجھے پھلت جانے کا مشورہ دیا، پتہ لے کر میں دہلی آیا اور پہلے جامع مسجد پہنچا خیال تھا کہ اسلام قبول کرنے کا سرٹیفکٹ بنوالوں تا کہ لوگ شک نہ کریں، وہاں کوئی بخاری صاحب امام ہیں انھوں نے مجھے جمعہ کو آنے کو کہا، جب یہاں (پھلت) آیا تو یہاں کا ماحول

دیکھ کر بالکل ایسا لگا کہ میں اپنے گھر میں آیا ہوں۔

سوال : یہاں آکر آپ نے کیا خاص بات محسوس کی؟

جواب : یہاں پر ہم سب لوگ مولانا صاحب کو ابی جی کہتے ہیں، مجھے پھلت آکر صحابہ کے وہ قصے جو حکایت الصحابہ میں پڑھے تھے اور ہمارے نبی ﷺ کی زندگی کے سارے حالات آنکھوں دیکھے لگنے لگے، کبھی کبھی گھر کی یاد آتی ہے، مولانا صاحب کے بارے میں معلوم ہوتا ہے کہ آج سفر سے آنے والے ہیں پہلے سے خوشی ہونے لگتی ہے اور مولانا صاحب آئے اور مصافحہ ملایا کبھی گلے لگایا جس سے سارے غم ڈھل گئے۔

سوال : اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟ آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر آپ اسلام قبول نہ کرتے تو کیا ہوتا؟

جواب : کفر پر مرجانے کا تو تصور بھی میرے لئے دوزخ سے کم نہیں، میرے بھائی، میرے کو بس اللہ کا کرم ہے، ورنہ اپنے ساتھیوں سے زیادہ دوزخ کا مستحق تھا، میں زمین داری اور مالداری کے زعم میں کیسے کیسے ظلم کرتا تھا اللہ کی زمین پر چلتا اس کا دیا کھاتا تھا، اس کے دیئے ہوئے شریر (جسم) سے نہ صرف یہ کہ اس کا حق ادا نہیں کرتا تھا بلکہ اس کی مرضی کے خلاف ہی ہر کام کرتا تھا، میں نے اسلام قبول کیا تو ایک روز گھر میں وشنو بھگوان کی مورت دیکھ رہا تھا اس پر میری ماں نے پرساد چڑھایا تھا دو تین چیونٹیاں اس پرساد میں سے کھینچ کر لے جارہی تھیں، تھوڑی دیر میں ایک کتا باہر سے آگیا اس نے وہ پرساد کھایا اور سارا چاٹ کر ٹانگ اٹھا کر وہاں پیشاب کر دیا نہ وہ چیونٹی کو روک سکے نہ کتے کو، میں اپنی عقل پر بہت ہنسا کہ سہیل اگر میرے خدا کی مجھ پر مہربانی نہ ہوتی اور مجھے ہدایت نہ دی ہوتی تو میں کیسی حماقت کے ساتھ اس مورتی کے آگے سر جھکاتا، جب کبھی اپنے ہندو بھائیوں سے بات کرتا تو مجھے اور بھی افسوس اور حیرت ہوتی وہ کہتے کہ دیکھو ہم جس بھگوان کی

مورتی کی پوجا کرتے ہیں وہ تو ہمارے ساتھ ہے، مسلمان جس خدا کی پوجا کرتے ہیں اسے کس نے دیکھا ہے؟ میں ان سے کہتا اچھا بتاؤ جس ہوا میں سانس لیتے ہو اس میں آکسیجن ہے کہ نہیں؟ وہ کہتے اگر آکسیجن نہ ہو تو مرجائیں، میں نے کہا جس آکسیجن سے تم سانس لیتے ہو اس کو تم نے دیکھا ہے؟ وہ کہتے کہ ہم اپنی عقل سے محسوس تو کرتے ہیں، میں کہتا کہ آکسیجن کو تم بغیر دیکھے محسوس کرتے ہو اور وشواس کرتے ہو اور آکسیجن کے پیدا کرنے والے مالک کو نہ محسوس کرتے نہ اس کے اوپر وشواس کرتے ہو، افسوس ہے تمہاری عقل پر، میرا ارادہ ہے ذرا معاملہ ٹھنڈا ہو جائے تو ورلڈ نیوز میں اپنی کہانی بھیجوں گا اس لئے ہمارا پریوار پورے علاقے میں ہر طرح سے بڑا سمجھا جاتا ہے لوگ مجھے دیکھ کر یہ سمجھتے تھے کہ تو سورگ میں رہتا ہے، اسلام کے نام سے میں چڑھتا تھا شاید جو شبد (لفظ) میرے کئے سب سے گھڑاں (نفرت) کا لفظ تھا وہ مسلمان تھا مگر جب حق آیا اور میری عقل سے پردے ہٹے تو مجھے خیال ہوتا ہے کہ اپنے سچے مالک کو، اس کی مرضی نہ مان کر میں کیسے نرک میں جی رہا تھا اب سب سے پیارا لفظ کوئی ہے تو میرے لئے اسلام ہے، اگر کوئی مجھ سے اسلام اور مسلمان کے لئے جان اور خون مانگے تو میں سوچتا ہوں کہ میں اپنے لئے سو بھاگیہ (خوش قسمتی) سمجھ کر دوں گا، میں اس لئے لوگوں کے سامنے اپنی کہانی سنانا چاہتا ہوں کہ لوگ جانیں کہ ایسے بڑے گھر کا لڑکا کسی لالچ میں تو فیصلہ نہیں کرے گا، اسلام حق ہوگا جو سب گھر بار چھوڑ کر اس نے اسلام کو قبول کیا۔

سوال : اپنے گھر والوں کے بارے میں آپ فکر کرتے ہیں؟

جواب : خون کا رشتہ ایک جذباتی رشتہ ہوتا ہے، اپنے گھر والوں کو بہت یاد کرتا ہوں، بلکہ گھر والوں سے زیادہ مجھے ان کی موت بہت یاد رہتی ہے، ابھی تو میرے لئے وہاں رابطہ کرنا بھی آسان نہیں ہاں میں دعا کرتا ہوں، میں نے ابی جی (مولانا کلیم صاحب) سے دعا کے لئے کہا ہے، مجھے یقین ہے، انھوں نے وعدہ کیا

ہے اور مجھ سے کہا ہے کہ وہ دعا کرتے ہیں، اللہ ان کی دعا ضرور قبول کریں گے،اور انشاءاللہ ضرور بالضرور میرا پریوار (خاندان) اسلام کے سایہ میں آئے گا ایک روز میں نے ابی جی مولانا کلیم صاحب سے کہا آپ میرے باپ اور گرو سب کچھ ہیں آپ سے ایک چیز مانگوں گا،تو آپ دیں گے؟ میرا نام مولانا صاحب نے سہیل خان رکھا تھا، میرا دل میرا چاہتا ہے کہ میرا نام آپ سے جڑے جب آپ میرے ماں باپ بلکہ ماں باپ نے دھکے دیئے ہیں، آپ تو ماں باپ سے بھی زیادہ ہیں، تو میں اگر سہیل صدیقی لکھنے لگوں آپ مجھے اجازت دیں مجھے امید ہے اگر میں اپنا نام سہیل صدیقی لکھنے لگوں گا تو مولانا کلیم صدیقی کی طرح اللہ ہمیں بھی لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائیں گے، کم از کم میرے پریوار کے لئے تو اسلام کے فیصلے ہوجائیں گے، ابی جی نے کہا بیٹا سچی بات یہ ہے کہ ابھی تو کلیم صدیقی خود بھی مسلمان نہیں ہوا اصل بات یہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں سچی خبر دی ہے کہ قیامت سے پہلے ہر کچے پکے گھر میں اسلام داخل ہوجائے گا، وہ خبر تو سچ ہونی ہے، نام کلیم صدیقی کا ہو رہا ہے، ایسے گندے سے نسبت سے کیا فائدہ، اصل میں یہ صدیقی نسبت حضرت ابوبکر صدیق کی طرف ہے، جنھوں نے بغیر پس و پیش اور جھجک کے پہلے لمحہ میں اللہ کے رسول ﷺ کی تصدیق کی اس لئے آپ صدیق کہلائے آپ نے جنت دوزخ خواب میں دیکھ کر اسلام کی سچائی کی تصدیق کی آپ اس نیت سے اپنے کو سہیل صدیقی لکھا کریں، اس کے بعد سے میں اپنا نام سہیل خان کی جگہ سہیل صدیقی بتاتا ہوں۔

سوال: مسلمانوں کے لئے کوئی پیغام آپ دیں گے؟

جواب: ایک آدمی سفر کرتا ہے ریل میں، دو تین گھنٹے کا سفر، کبھی کبھی تو ریل میں چیکنگ ہوجاتی ہے ورنہ جب اسٹیشن کے گیٹ سے گھر کے لئے جاتا ہے تو ٹکٹ چیک ہوتا ہے، اس دنیا کی ریل میں سے اپنے گھر آخرت کے دروازے پر ٹکٹ کی چیکنگ ضرور ہوتی ہے اور یہاں کا ٹکٹ ایمان ہے بغیر ایمان کے 'بغیر ٹکٹ یاتری'

کی طرح آدمی نرک (دوزخ) کی جیل کے منہ میں ہے اس لئے ہمیں ساری دنیا کے انسانوں کو اس ٹکٹ کے حاصل کرنے کے لئے کہنا تو چاہئے، اسلام ایسی سچائی ہے کہ اگر وہ لوگوں تک پہنچ جائے تو سب کا حال میری طرح بدل جائے گا اور ہم مسلمانوں کی یہ خاص ذمہ داری ہے، جس کو آخرت اور جنت دوزح پر یقین نہ آئے میرے دل سے پوچھ لے کہ دوزخ کیسی خطرناک جگہ ہے، (جھرجھری لیتے ہوئے) اللہ بچائے، اللہ بچائے اور جنت کیسی جگہ ہے اس کے لئے آدمی قربان ہوجائے۔

سوال: بہت بہت شکریہ !السلام علیکم

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ فی امان اللہ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، اپریل، مئی ۲۰۰۶ء

ماسٹر عبدالواحد ﴿سنجیو استھانا﴾ سے ایک ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ماسٹر عبداواحد : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : عبدالواحد بھائی ابی نے مجھے حکم کیا ہے کہ اپنی اردو میگزین کے لئے آپ سے کچھ باتیں کروں تاکہ دعوت کا کام کرنے والوں کے لئے کارآمد ہوں۔

جواب : رات مجھے بھی مولانا صاحب نے کہا تھا کہ احمد آپ سے کچھ باتیں کریں گے۔

سوال : آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیں۔

جواب : ہمارا خاندان پہلے سے آسامی ہے گوہاٹی میں ہمارے دادا انگریزی دور میں افسر تھے، ستھانا گوت سے ہمارا تعلق ہے، میرے پتاجی بھی سیل ٹیکس افسر تھے، بنگال کے الگ الگ شہروں میں رہتے رہے آخر میں کلکتہ میں گھر بنالیا تھا اور وہیں پر ان کا انتقال ہوا، میرا پرانا نام سنجیو استھانا تھا میں گیارہ ستمبر ۱۹۵۹ء کو مالدہ میں پیدا ہوا، شروع کی تعلیم بھی مالدہ میں ہوئی، اس کول کے بعد کالج کا نمبر آیا تو ہمارے والد کا کلکتہ ٹرانسفر ہوگیا اور وہیں میری تعلیم ہوئی ایم ایس سی، بی ایڈ کیا اور سرکاری ہائیر سکنڈری اسکول میں سائنس کا ٹیچر ہوگیا، بعد میں ایک ڈگری کالج میں لکچرر بنا اور آج بھی اللہ کے شکر سے سائنس پڑھاتا ہوں میری شادی بھی ایک پڑھے لکھے گھرانے میں اب سے چودہ سال پہلے ہوئی میرے سسر صاحب ایک کالج کے پرنسپل ہیں اور میری اہلیہ بھی ایک کانونٹ اسکول میں پڑھاتی ہیں،

سوال : اپنے قبول اسلام کے واقعے کو ذرا تفصیل سے بتائیے۔

جواب : تین سال میں بحیثیت سرکاری ملازم کے ہم لوگوں کو خاندان کے گھومنے کے لئے خرچ دیا جاتا ہے، اب سے نو سال پہلے ۱۹۹۸ء کو ہم ساؤتھ کے پکنک ٹور پر اپنی بیوی بچوں کے ساتھ گئے جاتے وقت دو روز کے لئے بھوپال میں بریک جرنی کر کے بھوپال دیکھنے کا بھی پروگرام تھا، بھوپال ہم اترے ایک ٹیکسی اسٹیشن سے کرائے پر لی، مجھے اتفاق سے بخار ہوگیا، ٹیکسی والے سے کسی مناسب ہوٹل کا پتہ معلوم کیا اس نے کہا کہ تھوڑے فاصلے پر اچھے اور سستے ہوٹل کا میں انتظام کرادیتا ہوں ٹیکسی والا غلط آدمی تھا وہ ہمیں لے کر ایک ہوٹل گیا، مجھ سے کہا آپ ہوٹل میں کمرہ پسند کرلیں میں ہوٹل کے اندر گیا کمرہ پسند کرلیا مجھ سے ٹیکسی والے نے کہا کہ میں بچوں اور سامان کو لاتا ہوں آپکو بخار ہو رہا ہے آپ کمرہ میں آرام کرلیں، گاڑی میں جا کر میری اہلیہ سے کہا کہ آپ بچوں کو لے کر چلیں میں گاڑی سے سامان اتار کر لاتا ہوں میری قسمت کی خرابی کہو یا خوبی کہ سفر میں کبھی بھی کسی ٹیکسی والے کو کرتا تو ہمیشہ گاڑی کے نمبر نوٹ کرنے کا عادی تھا، مگر بخار کی تیزی میں مجھے نمبر نوٹ کرنا یاد نہیں رہا، ٹیکسی والا ٹیکسی لیکر سامان سمیت فرار ہوگیا، سارا سامان کپڑے، پرس کے پانچ سو روپے کے علاوہ ٹکٹ بھی گاڑی میں تھے، بخار کی حالت میں اس حادثے پر اجنبی شہر میں جو گذری بیان نہیں کرسکتا، بخار کی شدت میں میں ہوٹل سے اترا پولس تھانہ کا پتہ لگایا پولس میں رپورٹ کی، تھانہ والوں نے تسلی بہت دی مگر شام تک ہم لوگ تھانہ میں پڑے رہے مگر کوئی کاروائی نہیں کی بخار کے لئے اسٹور سے دوائی لی بخار کچھ اترا واپسی کے لئے ریلوے اسٹیشن پہونچے گھر فون لگایا مگر تیز بارش اور سیلاب کی وجہ سے بنگال کی لائنیں خراب ہو رہی تھی

فون نہ لگ سکا، جھانسی جانے والی ایک گاڑی تیار تھی بغیر ٹکٹ اس میں بیٹھ گئے ریزرویشن کے ڈبے میں ٹی، سی ٹکٹ چیک کرنے کے لئے آیا ہم سے پینلٹی سمیت ٹکٹ لینے کے لئے اصرار کرنے لگا میں نے اپنا پورا تعارف کرایا اور اپنے ساتھ جو حادثہ پیش آیا تھا بتایا تو وہ نرم ہوا اس نے کہا آپ فکر نہ کریں جھانسی سے کٹہار کی گاڑی فوراً ملے گی آپ وہ پکڑ لیں میرے جاننے والے کئی ٹی، سی اس میں مل جائیں گے میں ان سے کہہ دوں گا وہ آپ کو اپنے ساتھ بغیر ٹکٹ ہی لے جائیں گے کٹہار میں آپ کوئی صورت بنا لینا میری جان میں جان آئی کہ چلو کٹہار تک جانے کی صورت بنی، بھوپال سے چلتے ہی مجھے پھر بخار ہوا، بخار اس قدر تیز ہوا کہ میرا پورا جسم کانپنے لگا مجھے ہاتھوں پیروں کے ہلنے کا دورہ سا ہونے لگا، کسی طرح جھانسی پہونچے مگر میرا حال اتنا خراب تھا کہ میں آگے سفر کے لائق نہیں تھا مجبوراً فیصلہ کیا کہ جھانسی کے کسی سرکاری ہسپتال میں داخل ہو جانا چاہئے، جھانسی اسٹیشن پر اتر کر ہسپتال معلوم کیا اور کسی طرح آٹو رکشہ کرکے ہسپتال پہونچے ڈاکٹروں نے بتایا کہ دماغی بخار ہے، اگر علاج میں دیر کی تو آپ بے ہوش ہو سکتے ہیں، میں نے کہا آپ ہمیں ایڈمٹ کر لیں اور علاج شروع کریں دوا وغیرہ کے پیسے اگر ضرورت پڑیگی تو ہم گھر سے رابطہ کی کوشش کریں گے، دس روز ہسپتال میں رہے اور ہسپتال کے ڈاکٹر نے ترس کھا کر ہمارے کھانے کا نظم بھی ہسپتال سے کر دیا، ان دنوں میں میری اہلیہ ہمارے اور اپنے گھر فون کرنے کی کوشش کرتی رہیں مگر کوئی رابطہ نہ ہو سکا، طبیعت کچھ سنبھلی تو ڈاکٹروں نے ہمیں سفر کی اجازت دیدی، ہم لوگ اسٹیشن پہنچے تو اتفاق سے وہ ٹی، سی جو ہمیں بھوپال سے لائے تھے ہمیں اسٹیشن پر مل گئے، ان کی ٹرین دو گھنٹے لیٹ ہو گئی تھی، میں نے ان کو پہچان کر ان سے

درخواست کی کہ وہ ہمیں کٹہار کی گاڑی میں سوار کرا دیں وہ بیچارے اپنے ساتھیوں کو تلاش کرنے لگے، وہ مل گئے، دو گھنٹے بعد ٹرین جانے والی تھی، انھوں نے ہمیں ٹرین میں سوار کر دیا، راستہ میں مجھے بخار آیا اور میرے جسم کی حالت پھر اسی طرح ہو گئی، کپکپی کا دورہ مسلسل ہونے لگا، کتنی مشکل سے کٹہار تک کا سفر پورا کیا بیان کرنا مشکل ہے، کٹہار بہت سی گاڑیاں کلکتہ کے لئے تھیں گاڑیاں آئیں تو ٹی سی سے بات کی مگر کوئی بھی ہمیں بغیر ٹکٹ ساتھ لے جانے پر راضی نہ ہوا میری جیب میں تیرہ روپئے بچے تھے، بچوں نے رات سے کھانا بھی نہیں کھایا تھا، بھوک سے بیتاب بچے رونے لگے تو میں نے بیوی سے تیرہ روپئے کا کھانا لانے کو کہا وہ دال بھات لے کر آئی بیوی بچوں نے کھانا کھایا اسٹیشن پر فقیروں کی طرح ہفتوں کے میلے کپڑوں میں دال بھات کھاتے دیکھ کر میں بہت رویا بس میرے رونے پر میرے مالک کو ترس آ گیا اور نہ صرف یہ کہ مجھے اس امتحان اور مشکل سے نکالنے کا فیصلہ فرمایا بلکہ مرنے کے بعد مجھے دوزخ سے بچانے کا فیصلہ بھی انشاء اللہ ان آنسوؤں پر کر دیا۔

سوال : دال بھات کھاتے دیکھ کر رونے سے اس کا کیا مطلب؟

جواب : ہاں مطلب ہے، میں پلیٹ فارم پر جہاں لیٹا تھا میرے بچے سامنے کھانا کھا رہے تھے بخار کی تیزی سے میں کراہ رہا تھا اور پورا جسم ہل رہا تھا میری ساری بیماریوں کے مسیحا کو میرے مالک نے میرے سامنے لا بٹھایا، آپ کے ابی مولانا کلیم صاحب بہار کے ایک سفر سے واپس آ رہے تھے اور ان کو کٹہار سے راجدھانی ایکسپریس پکڑنی تھی گاڑی چار گھنٹے لیٹ تھی جو لوگ مولانا کو اسٹیشن چھوڑنے آئے تھے ان کو ٹرین سے جانا تھا مولانا صاحب نے ان کو زور دیکر واپس

کر دیا اور خود گاڑی کے انتظار میں پلیٹ فارم پر بیٹھ گئے، میرے سامنے بینچ پر آ کر بیٹھے مجھے کراہتے ہوئے انھوں نے دیکھا وہ میرے قریب آئے تو میں رو رہا تھا، مولانا صاحب نے مجھ سے کراہنے کی وجہ معلوم کی میں تو اس حال میں نہیں تھا کہ کچھ کہہ سکوں، میری بیوی نے اپنا دکھڑا سنایا، مولانا صاحب ہماری پریشانی سن کر رو دئے اپنے ساتھی کو سامان سنبھال کر اسٹیشن سے باہر گئے اور اسٹور سے دوا لائے اور ساتھی سے چائے اسٹال سے دودھ منگایا اور دودھ کے ساتھ اپنے ہاتھ سے نکال کر دوا کھلائی اور پانچ روز کی دوا ہمیں دی، تھوڑی دیر میں میرے جسم کے درد کو بہت آرام ہوا، مجھ سے بولے بھائی صاحب مجھے بہت شرم آرہی ہے مگر میری مجبوری ہے مجھے آپ سے رکویسٹ (درخواست) کرنی ہے کہ آپ ہمارے خونی رشتہ کے بھائی ہیں آپ کی جگہ ہمارے ساتھ بھی یہ حادثہ ہوسکتا ہے، آپ دو ہزار روپئے مجھ سے قرض لے لیجئے، قرض اس لئے کہہ رہا ہوں کہ آپ بڑے آدمی ہیں آپ کو برا نہ لگے، ورنہ میرا دل دو ہزار روپئے آپ کو بھینٹ (تحفہ) دینے کو چاہ رہا ہے، پلیز یہ آپ قبول کر لیجئے، میں بیان نہیں کر سکتا کہ میرا کتنا عجیب حال تھا میرے دل میں خیال آیا کہ یہ کوئی ایشدوت (غیبی فرشتہ) ہے جو ایک اجنبی کے ساتھ یہ معاملہ کر رہا ہے کتنے لوگوں کو اپنا حال سنایا بس ٹیکسی والے کی برائی کرنے اور ہائے وائے کرنے کے سوا کسی کو خیال نہ آیا اور یہ غیر مذہب کے مسلمان کس انداز سے رقم دے رہے ہیں جیسے دے نہ رہے ہوں بھیک مانگ رہے ہوں، میں نے ان سے کہا کہ ہمیں پیسوں کی اتنی ضرورت ہے ہم کیسے منع کر سکتے ہیں مگر آپ پہلے اپنا پتہ دیدیجئے تاکہ گھر پہنچ کر یہ رقم منی آرڈر کر دیں، مولانا صاحب نے کہا کہ پیسے تو رکھئے ابھی پتہ بھی لکھ کر دیتا ہوں اور اپنے ساتھی

Page 123

سے کہا ماسٹر جی ان کو پتہ لکھ کر دیدینا اور ان کے کان میں آہستہ سے کچھ کہا، وہ اٹھ کر گئے اور بچوں کے لئے آئس کریم اور کیلے لے کر آئے، بچوں نے لینے سے منع کیا تو ہم نے بچوں سے کہا لیلو بیٹا یہ آپ کے اصل انکل ہیں مولانا صاحب سے میں پتہ لکھنے کو کہتا رہا اور وہ ٹالتے رہے، ابھی لکھتے ہیں تب لکھتے ہیں میں نے زور دیا کہ کہنے لگے بھائی صاحب آپ تلاش کریں گے تو ہم مل جائیں گے، کیا آپ اپنے خونی رشتہ کے بھائی کو بھی تلاش نہیں کر سکتے؟ اتنی دیر میں ہماری گاڑی آ گئی، ٹکٹ ان پیسوں میں سے مولانا صاحب کے ساتھی نے لا کر دے دیا تھا، ہمیں سوار کرایا میں نے پتہ کے لئے کہا تو مولانا صاحب کے ساتھی ماسٹر جمشید صاحب نے اپنے بیگ سے جلدی ایک کتاب نکال کر دی کہ وہ مولانا صاحب کی کتاب ہے، اس پر نیچے حضرت کا پتہ لکھا ہے دن کا وقت تھا، ریزرویشن کے ڈبے میں خالی دیکھ کر ہم لوگ بیٹھ گئے اور پتہ دیکھنے کے لئے کتاب نکالی کتاب کا نام تھا ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' کتاب کے شروع میں دو شبد مولانا وصی صاحب کے لکھے ہوئے تھے، مولانا صاحب کا گویا ان کے اندر کا تعارف تھا کیوں کہ ہم اس فرشتہ صفت مسیحا کو دیکھ کر آئے تھے ایک ایک لفظ دل میں اترتا گیا، بخار کے باوجود ہلتے ہلتے میں نے پوری کتاب پڑھی پھر بیوی کو پڑھنے کو دی انھوں نے بھی ایک بار میں پوری پڑھی، مجھ سے کہنے لگیں کہ مولانا صاحب اگر یہ کتاب ہمیں اسٹیشن پر دیدیتے تو اچھا تھا، بیچ میں چھوڑنے کو دل نہیں چاہا، دوا کی دوسری خوراک میں نے ریل میں لی، دوا نے جادو کا اثر کیا اور کلکتہ پہنچنے تک ایسا لگا جیسے میں بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں، میں اور میری بیوی آپ کی امانت کے ایک ایک لفظ کے شکار ہو گئے اور سچائی اور محبت کے پیغام کے سامنے اپنے کو بے بس سمجھ چکے تھے، میں نے کلکتہ

اتر کر اپنی بیوی سے کہا میری طبیعت کافی اچھی ہے، میرا دل چاہتا ہے کہ گھر جا کر پیسے لے کر آج ہی مظفر نگر چلا جاؤں اور کچھ سمے (وقت) مولانا کے ساتھ گذاروں، بیوی نے کہا دوا پوری کر لیجئے اس کے بعد جلدی چلے جایئے، ہم گھر پہونچے، طبیعت بالکل ٹھیک ہوگئی، بیوی نے کہا پہلے پیسے منی آرڈر کر دیجئے اور پھر کچھ روز بعد چھٹی لے کر ملنے چلے جایئے، منی آرڈر کرنے کے لئے کتاب تلاش کی پتہ لکھ لیں گے مگر نہ جانے شیطان نے وہ کتاب کہاں چھپا دی، دو روز ہم دونوں ایک ایک چیز الٹتے پلٹتے رہے مگر کتاب نہیں ملی۔

مجھے یہ تو یاد تھا کہ مولانا صاحب کا نام محمد کلیم ہے، مگر میں مظفر نگر کی بجائے مظفر پور ضلع کر رہا تھا ایک دو لوگوں سے معلوم کیا انھوں نے بتایا کہ مظفر پور یو، پی میں نہیں بلکہ بہار میں ہے بے چینی کے حال میں مظفر پور بہار کا ٹکٹ بنوایا ایک روز پہلے ایک یو، پی کے آدمی سے ملاقات ہوئی میں نے ان سے معلوم کیا کہ یو، پی میں کوئی ضلع مظفر پور بھی ہے؟ انھوں نے کہا کہ وہاں مظفر نگر ہے مظفر پور نہیں، مظفر نگر سن کر مجھے یاد آیا کہ یہ پتہ صحیح ہے انھوں نے بتایا کہ مظفر نگر کی کوئی گاڑی ڈائیریکٹ نہیں ہے، آپکو دہلی یا سہارنپور جانا پڑے گا وہاں سے مظفر نگر کے لئے بس یا ٹرین مل سکتی ہے، میں نے دہلی کا ریزرویشن کرایا اور ۲۷/ اکتوبر کو دہلی اور دہلی سے مظفر نگر پہونچا اسٹیشن پر ایک میانجی ملے، میں نے کہا کہ مظفر نگر میں آپ مولانا کلیم صاحب کو جانتے ہیں؟ انھوں نے کہا وہ مظفر نگر میں نہیں رہتے بلکہ آپ کو کھتولی اور وہاں سے پھلت جانا ہوگا، اسٹیشن سے بس اڈے پہونچے کھتولی کی بس میں سوار ہوئے تو میرے برابر میں ایک نوجوان مولوی صاحب بیٹھے تھے ان سے تعارف ہوا تو معلوم ہوا کہ پھلت مدرسہ میں رہتے ہیں ریزرویشن کے

لئے مظفر نگر آئے تھے ان سے معلوم ہوا کہ مولانا صاحب تو پھلت نہیں ہیں پنجاب کے سفر پر گئے ہوئے ہیں ان کے ساتھ پھلت پہونچے، مولانا صاحب کے گھر پہونچے تو معلوم ہوا کہ آج رات تک پہونچیں گے انتظار کا مزہ لیا، مولانا صاحب رات کو ایک بجے پہنچے میں جاگ رہا تھا ملاقات ہوئی مولانا صاحب فوراً پہچان گئے مجھے ٹھیک دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور صبح کو ملاقات کے لئے کہہ کر گھر میں چلے گئے اگلے روز صبح ۹ ربجے ملاقات ہوئی میں نے وہ پیسے پیش کئے مولانا صاحب بہت زور دیتے رہے کہ ان کو آپ بھینٹ میں قبول کر لیں تو مجھے زیادہ خوشی ہوگی، آپ نے صرف یہ پیسے دینے کے لئے اتنا لمبا سفر کیا بہت زیادتی کی یہ پیسے تو ہم خود آ کر وصول لیتے، مولانا صاحب ہنس کر بولے دیکھئے آپ نے تلاش کرنا چاہا تو تلاش بھی کر لیا، بغیر پتے کے تلاش کر لیا میں نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہے کہ ہم سے پتہ یعنی کتاب کھوگئی تھی؟ مولانا صاحب نے کہا کیسی کتاب؟ اصل میں ہم نے پتہ دینا ہی نہ چاہا، میں نے بتایا کہ آپ کے ساتھی ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' گاڑی میں چلتے چلتے پکڑا گئے تھے وہ ہم نے پڑھ بھی لی اور ہمیں شکار بھی کر گئی اور گھر نہ جانے کیسے کھوگئی، اب میں نے پورا حال بتایا مولانا صاحب بہت خوش ہوئے، مولانا صاحب نے فرمایا کہ آپ کی امانت پڑھ کر آپ نے کیا فیصلہ کیا میں نے کہا آپ کا بنکر آئے ہیں، آپ جو چاہے کر لیجئے یا چھوڑ دیجئے، مولانا صاحب نے کہا میرا بننے سے تو کام بننے والا نہیں جس نے پیدا کیا ہے اس کا بننے سے کام چلے گا میں نے کہا اسی لئے تو آپ کے پاس آئے ہیں، مولانا صاحب نے کہا کہ کلمہ آپ نے پڑھ لیا؟ ہم نے کتاب میں تو پڑھ لیا آپ بھی پڑھا دیجئے، مولانا صاحب نے ۲۹/ اکتوبر کو ساڑھے نو بجے ہمیں کلمہ پڑھوایا میرا نام عبدالواحد رکھا

مولانا صاحب نے مجھ سے کہا کیا بھابی نے بھی یہ کتاب پڑھی ہے؟ میں نے کہا کہ انھوں نے تین بار پڑھی ہے، مولانا صاحب نے کہا کہ ان کا کیا ارادہ ہے؟ ہم نے جو ارادہ کیا ہے وہ ہمارے ساتھ ہیں، کچھ کتابیں مولانا نے منگوا کر ہمیں دیں، ایک روز قیام کرنے کے بعد کلکتہ واپس ہوا مولانا صاحب کے مشورہ کے مطابق کلکتہ کے مرکز گیا وہاں علی گڑھ کی ایک جماعت آئی تھی اس کے ساتھ چالیس روز گزارے الحمدللہ یہ چالیس روز ہمارے لئے بہت مفید رہے نماز بھی مکمل یاد کر لی اور ضروری باتیں معلوم ہوگئیں۔

سوال: آپ کی اہلیہ صاحبہ کا کیا ہوا؟

جواب: الحمدللہ پھلت لے جا کر میں نے کلمہ پڑھوایا وہ بہت خوش ہوئیں۔

سوال: اسلام قبول کر کے آپ کو کیا محسوس ہوا؟

جواب: اسلام ملنے کے بعد میں بیان نہیں کر سکتا کتنی خوشی ہوئی، اب میں اس ٹیکسی والے کو دعا دیتا ہوں کہ اگر وہ میرا سامان نہ لوٹتا تو میرا کیا ہوتا؟ میرے اللہ کی رحمت کہ قربان کہ کوڑیاں لٹوا کر ہمارے دل کی تجوری ایمان کے خزانے سے بھر دی، ہم دونوں جب بھی بیٹھتے ہیں بس اسی بات پر شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ آپ نے ہمارا سامان لٹوایا ہمیں ایمان کا مالدار کرنے کے لئے اور کفر وشرک کی موت سے بچانے اور شفاء عطا کرنے کے لئے، واقعی احمد بھائی اللہ کی رحمت کا کوئی کیا اندازہ لگا سکتا ہے!!!

سوال: ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ آپ کو ابی کی ہمدردی اور اخلاق نے زیادہ متاثر اور اسلام کے قریب کیا یا آپ کی امانت نے یا اسلام کی حقانیت نے؟

جواب: احمد بھائی! ایسی مصیبت میں اجنبی کے ساتھ مولانا صاحب کی ایسی

ہمدردی نے ہمیں متاثر کیا مگر ہمارے قبول اسلام کی وجہ وہ ہمدردی بنی بس اس سے یہ ہوا کہ ایسی بے لوث ہمدردی سے ہمارے دل میں مولانا کی ہمدردی پر اعتماد پیدا ہوا اور آپ کی امانت کو ہم نے اپنا ہمدرد اور سچے خیر خواہ کی بات سمجھ کر پڑھا، قبول اسلام کا ذریعہ اسلام کی حقانیت اور انسانی فطرت سے قریب توحید اور اسلامی نظریہ ہوا، ہمدردی تو لوگ کتنی کرتے ہیں کون اپنا مذہب بدلتا ہے ہمارے دل میں یہ خیال کہ اسلام کے حق نے ایک انسان کو فرشتہ بنا دیا وہ اسلام ہمارا بھی حق ہے۔

سوال: اب آپ بچوں کی تعلیم کا کیا کر رہے ہیں؟

جواب: اب میرے بچے انگلش میڈیم میں پڑھ رہے ہیں اور ہم نے ایک مولانا صاحب کا ٹیوشن بھی لگا رکھا ہے، بچے اور ہم دونوں روزانہ رات کو قرآن، دینیات اور اردو پڑھ رہے ہیں۔

سوال: گھر والوں نے آپ کے اسلام کی مخالفت نہیں کی؟

جواب: بہت زیادہ کی، جب کسی نے کی تو ہم نے اسے پورا واقعہ بتایا، پورا واقعہ سن کر ہمارے چچا جو بہت ہی زیادہ مسلمان ہونے سے ناراض تھے انہوں نے کہا بیٹا تم نے بہت اچھا کیا اور کتاب ہمیں بھی دینا، وہ دیناج پور اسٹیشن پر پوسٹیڈ ہے میں نے آپ کی امانت ان کو دی، مولانا صاحب کے مشورہ سے سفر کر کے ان کے یہاں گیا، رات کو دو بجے تک میں ان کی خوشامد کرتا رہا الحمدللہ دو بجے رات ہی میں انہوں نے کلمہ پڑھا، الحمدللہ میرے خاندان کے پچاس سے زیادہ لوگ مسلمان ہو چکے ہیں۔

سوال: ارمغان کے قارئین کے لئے آپ کوئی پیغام دیجئے۔

جواب: بہت محبت بھرا دل ہو، انبیاء کی طرح بغیر لالچ کے، اسلام جیسا حق ہاتھ

میں ہو تو پھر کوئی سخت سے سخت آدمی ایسا نہیں جو اسلام کا اسیر نہ ہو، اس لئے ہمیں انسانیت کا حق ادا کرنا چاہئے۔

سوال: شکریہ ماسٹر صاحب بہت بہت شکریہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب: شکریہ تو آپ کا کہ ہماری بات آپ نے اتنی دیر سنی۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، نومبر ۲۰۰۶ء

محمد اسحاق (اشوک کمار) سے ایک دلچسپ ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد اسحاق : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال: اسحاق بھائی آپ سے تو پچھلے سال ۷/دسمبر کی رات کے بعد ملاقات ہی نہ ہو پائی، کل ابی نے بتایا کہ آپ کا فون آیا تھا آپ دہلی آرہے ہیں تو خوشی ہوئی، رات ہی ابی نے فرمادیا تھا کہ آئندہ ماہ کے لئے آپ سے انٹرویو لوں۔

جواب: ہاں احمد بھائی! مولانا صاحب نے مجھ سے بھی آج صبح ہی بتایا کہ ارمغان میں اس مہینے تمہارا انٹرویو چھپنا ہے، میں نے کہا مجھے شرم آتی ہے مگر انھوں نے حکم کیا کہ تمہارا حال سن کر لوگوں میں دعوت کا جذبہ پیدا ہوگا اور دعوت کا کام کرنے والوں میں خوف کم ہوگا، تمہیں بھی ثواب ملے گا، میں نے کہا پھر تو اچھا ہے

۔

سوال: اسحاق بھائی اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

جواب: احمد بھائی! میں یوپی کے مشہور ضلع رام پور میں ٹانڈہ بادلی قصبہ کے قریب ایک گاؤں کے سینی خاندان میں، ۷/دسمبر ۱۹۶۷ء میں پیدا ہوا، گھر والوں نے میرا نام اشوک کمار رکھا، پتاجی (والد صاحب) شری پورن سنگھ جی ایک کم پڑھے لکھے کسان تھے میں نے آٹھویں کلاس تک اپنے گاؤں کے جونیر ہائی اسکول میں پڑھا، اسکول اور انٹر میں نے رام پور میں کیا بعد میں لکھنؤ میں سول انجینئرنگ میں ڈپلومہ کیا، ایک پرائیویٹ کنسٹرکشن کمپنی میں نوکری لگ گئی تھی،

بچپن میں غصہ بہت تھا کئی بار اسکول میں ٹیچر سے بھی لڑائی ہوئی، کمپنی میں روز روز کچھ نہ کچھ ہوتا رہتا تھا نوکری چھوڑ آیا، میرے دو دوست پہلی کلاس سے انٹر تک ساتھ پڑھے تھے ایک کا نام یوگیش کمار اور دوسرے کا یوگیندر سنگھ تھا، دونوں ہماری برادری کے تھے، ایک رشتے میں بھائی ہوتے تھے تینوں ساتھ پڑھتے اور ورزش بھی ساتھ کرتے تھے، کچھ روز پہلوانی بھی کی، رام جنم بھومی بابری مسجد کا جھگڑا ہوا تو ہم تینوں نے بجرنگ دل میں اپنا نام لکھوایا، ایڈوانی جی کی رتھ یاترا میں ہم لوگ گوالیار جا کر شامل ہوئے اور چار روز ساتھ چلے، ہمارے گھر والے بھی اس فیصلہ سے بہت خوش ہوئے ایک روز یوگیش کے پتا جی نے جو اسکول میں ٹیچر بھی تھے ہم تینوں کو اپنے گھر بلایا میرے اور یوگیندر کے پتا جی کو بھی بلایا اور بولے کہ ہم، تم تینوں بھائیوں کو رام نام پر چھوڑتے ہیں، اگر رام مندر کے نام پر تمہاری بلی بھی چڑھ جائے تو پیچھے نہ ہٹنا، دنیا میں تم امر ہو جاؤ گے، انھوں نے ہمارے تینوں کے سروں پر انگوچھا باندھا، ہم لوگوں کا بڑا حوصلہ بڑھا اور بھی جوش پیدا ہوا ۳۰/اکتوبر کو ہم لوگ کارسیوا میں پہنچے مگر ہم ابھی جگہ پر پہنچ نہیں پائے تھے کہ ملائم سرکار میں گولی چل گئی اور ہمیں پولیس نے گرفتار کر لیا اور ٹرین میں سوار کر کے رام پور لا کے چھوڑا ہمارے غصہ کی حد نہ رہی میں نے راستہ میں کئی سپاہیوں کی پٹائی بھی کی مگر انھوں نے ہمیں یہ کہہ کر ٹھنڈا کیا ملائم سرکار تو گرے گی، ہماری سرکار آئے گی تو اس وقت تم اپنے ارمان پورے کر لینا، نومبر ۱۹۹۱ء میں ہم لوگ بابری مسجد شہید کرنے کے شوق میں ایودھیا پہنچ گئے سردی کے کپڑے بھی پورے ساتھ نہیں تھے الگ الگ آشرموں میں رہتے ہمیں وہاں رہ کر بڑی حیرت ہوئی کہ اکثر سادھوؤں نے ہمیں بابری مسجد شہید کرنے میں

شامل ہونے سے منع کیا اور انھوں نے ہمیں اس طرح ڈرایا جیسے ہم کوئی پاپ کر رہے ہوں، ایک سادھو نے تو یہ کہا کہ میں سچ کہتا ہوں اگر رام چندر جی جیوت (زندہ) ہوتے تو بھی ہرگز یہ پاپ یعنی بابری مسجد گرانے کا کام نہ کرنے دیتے ہمیں ان سمجھانے والوں پر بہت غصہ آتا، ۶/دسمبر ۱۹۹۲ء کو بھیڑ مسجد کے پاس جمع ہوگئی ہمارے سنچالک نے ہمیں بتایا تھا کہ جیسے ہم اشارہ کریں گے دھاوا بول دینا، ابھی اوما بھارتی نے نعرہ لگایا تھا کہ ہم پل پڑے، یوگیش تو بھیڑ میں گر گیا، لوگ اس پر چلتے رہے کسی نے دیکھ کر اس کا ہاتھ پکڑا، وہ اٹھا، مہینوں بیمار رہا، اس کی پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں، خوشی خوشی ہم ایک اینٹ لے کر گھر آئے راستے میں لوگ ہمارا سواگت (استقبال) کرتے تھے، گھر والوں نے ہمارے سواگت میں ایک پروگرام کیا اور ہم کو پھولوں سے تولا گیا، اتنے سال تک لوگ ہمیں شاباشی دیتے رہے۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں کچھ بتایئے؟

جواب: بابری مسجد کو شہید کر کے احمد بھیا یوں تو ہم نے اپنے ارمان پورے کر لئے، مگر نہ جانے صرف مجھ اکیلے کو ہی نہیں ہم تینوں کا حال یہ تھا کہ ہم اپنے دل میں انجانے خطرے سے ڈرے سے رہتے تھے اور ہر ایک کو یہ لگتا تھا کہ شاید اب کوئی خطرہ آجائے، کبھی کبھی تو ایسا لگتا تھا کہ آسمان سے کوئی آگ کی چٹان ہمیں دبانے والی ہے، بابری مسجد کی شہادت کی ہر برسی پر یعنی ۶/دسمبر ۱۹۹۲ء کو ہمارے لئے دن رات کاٹنا مشکل ہوتا تھا ایسا لگتا تھا کہ آج تو ضرور کوئی آفت آئے گی پچھلے سال ۶/دسمبر کو یہ خطرہ پچھلے سالوں سے زیادہ ہی تھا، ہم لوگ ڈر کی وجہ سے ۶/دسمبر کو کبھی گھر سے نہیں نکلتے تھے اور جب ۶/تاریخ گذر جاتی تو ہم لوگ بہت سکون محسوس کرتے، ۷/دسمبر ۱۹۹۲ء کی صبح کو ہم تینوں گھر سے نکلتے مجھے رام پور

میں ایک ضروری کام تھا میرے ساتھی بھی ساتھ ہو لئے، رام پور بس اڈہ پر ہمارا ایک کالج کا ساتھی رئیس احمد ملا، اس نے ہمیں دیکھا تو قریب آیا مذاق کے انداز میں بولا، اشوک اب تم لوگوں کی باری ہے تیار ہو جاؤ میں نے کہا کس چیز کی باری ہے، اس نے کہا پہلے پاگل بننے کی اور پھر مسلمان ہونے کی، میں نے کہاں چونچ بند کر، اس نے کہا اخبار پڑھا ہے کہ نہیں، میں نے کہا اخبار میں کیا ہے؟ اس نے اپنے بیگ سے ایک اردو سہارا اخبار نکالا اور محمد عامر اور عمر کے اسلام قبول کرنے کی خبر پوری سنادی، ہم لوگوں کو غصہ بھی آیا اور ڈر بھی لگا میں نے کہا اردو کا اخبار ہے جھوٹی خبر ہو گیا اس نے ہندی کے دو اخبار نکالے اور مجھے دکھائے، چھوٹی چھوٹی دونوں میں خبریں دکھائیں میں نے دوبارہ اردو کی خبر جو تفصیل سے تھی پڑھنے کو کہا میرے دوسرے دونوں ساتھیوں کو بھی غصہ آیا اور مشورہ کیا کہ پھلت جا کر معلوم کرنا چاہئے کہ جھوٹی خبر کیوں چھپوائی ہے اور خبر چھپوانے والوں کو مزہ چکھانا چاہئے، بات کو صاف کرنا چاہئے ورنہ کتنے لوگوں کے (دھرم بھرشٹ) دین خراب ہو جائیں گے، رام پور سے ہم لوگ میرٹھ کی بس میں بیٹھے اور پھر کھتولی پہنچے اور ایک جگاڑ میں بیٹھ کر پھلت پہنچے مولانا صاحب کا پتہ معلوم کر کے آپ کے گھر پہنچے، مولانا صاحب نماز کے لئے گئے تھے نماز پڑھ کر آئے تو ایک صاحب نے بتایا کہ یہ مولانا کلیم صاحب ہیں، ہم لوگ کچھ تو غصہ میں تھے اور کچھ زیادہ سخت لہجہ میں میں نے مولانا صاحب کو اخبار دکھا کر کہا، یہ خبر آپ نے چھپوائی ہے، آپ نے کس طرح یہ خبر چھپوائی ہے؟ ہم تین بالکل جٹ انداز میں بڑے سخت لہجہ میں بات کر رہے تھے مگر مولانا صاحب نہ جانے کس دنیا کے آدمی تھے بہت ہی پیار سے بولے، میرے بھائی، آپ اپنے ایک خونی رشتہ کے بھائی کے یہاں آئے ہیں،

Page 128

آپ ہمارے ہم آپ کے، یہ تڑبڑ تو شہر کے لوگوں میں ہوتی ہے، آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں، پہلے یہ بتائیے؟ ہم رام پور ٹانڈہ بادلی کے پاس سے آئے ہیں، مولانا صاحب بولے میرے بھائیو! اتنی سردی میں آپ نے اتنا لمبا سفر کیا، کتنے تھک رہے ہوں گے، یہ آپ کا گھر ہے آپ کسی غیر کے یہاں نہیں ہیں، آپ جو معلوم کریں گے ہم بتائیں گے، پہلے آپ بیٹھئے، چائے پانی ناشتہ کیجئے، کھانا کھائیے، خبر ہم لوگوں نے نہیں چھپوائی ہے مگر ہے خبر سچی، ہم لوگ کچھ ٹھنڈے ہو گئے تھے، پھر سے گرمی سی آ گئی، میں نے کہا آپ کیسے کہہ رہے ہیں سچے لوگوں کا دھرم بھرشٹ کرنا چاہتے ہیں، مولانا صاحب نے پھر پیار سے کہا چلو اگر آپ سچ مانو گے تو مان لینا ورنہ ہمیں اس کی بھی کوئی ضد نہیں عامر اور عمر میں سے محمد عمر اتفاق سے ایک نومسلموں کی جماعت لے کر پھلت آئے ہوئے تھے جس میں نومسلم تھے، امیر نہ ملنے کی وجہ سے مولانا صاحب نے ان کو پھلت بلایا تھا، جن میں تین ہریانہ کے تھے اور دو گجرات کے اور چار یوپی کے، دو ان میں مندر کے سادھو بھی تھے، مولانا صاحب نے ایک حافظ صاحب کو بلایا اور ان سے کہا عمر میاں کو بلاؤ، تھوڑی دیر میں محمد عمر آ گئے، مولانا صاحب نے ہم سے کہا: دو جن کی خبر چھپی ہے ان میں ایک محمد عمر یہ ہیں، آپ ان سے مل لیں اور معلوم کریں خبر کیا ہے اور کتنی سچی ہے؟ عمر بھائی کے ساتھ ہم برابر والے چھوٹے کمرے میں بیٹھ گئے مولانا صاحب نے ان کو آواز دی اور کچھ سمجھایا بعد میں بھائی عمر نے مجھے بتایا کہ مولانا صاحب نے مجھے بہت تاکید کی کہ یہ کتنا بھی غصہ ہوں تم صبر کرنا اور بہت پیار نرمی سے مریض سمجھ کر بات کرنا اور دل دل میں اللہ سے دعا کرنا، میں بھی گھر میں جا کر دو رکعت پڑھ کر اللہ سے ہدایت کی دعا کرتا ہوں، تھوڑی دیر میں پر تکلف ناشتہ آ گیا،

ہم سبھی کو سردی لگ رہی تھی عمر بھائی نے ضد کر کے دو پیالی چائے پلائی اور خوب خاطر کی اور ہمیں سمجھاتے رہے اور بتایا کہ پانی پت سے سونی پت تک اڈوانی جی کی رتھ یاترا میں ہم دونوں سب سے پیش پیش تھے ۳۰؍اکتوبر میں ہم دونوں کے اوپر گنبد پر گولی لگی تھی، تھوڑی دیر میں کھانا بھی آگیا اب ہم تینوں کو لگا کہ ہمیں جو خوف تھا وہ سچ تھا اور ۶؍دسمبر کو ہماری یہ حالت کیوں ہوتی تھی، میں نے عمر سے کہا اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ انھوں نے مجھے بتایا کہ دنیا کا عذاب تو کچھ نہیں، مرنے کے بعد بڑے دن کے عذاب سے بچنے کے لئے آپ کو میری رائے ماننی چاہئے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جانا چاہئے، ہم تینوں باہر مشورہ کے لئے آنے لگے تو عمر بھائی نے کہا میں ایک کام کے لئے باہر جاتا ہوں آپ اندر بیٹھے رہیں، ہم تینوں نے مشورہ کیا اور سب نے طئے کیا کہ ہم کو مسلمان ہو جانا چاہئے پھر عمر بھائی کو آواز دی اور اپنا فیصلہ بتایا، عمر بھائی نے کہا کہ وہ دو رکعت نماز پڑھ کر سچے مالک سے آپ کے لئے دعا کرنے گئے تھے اور مولانا صاحب بھی آپ کے لئے دعا ہی کرنے اندر گئے ہیں، خوشی خوشی عمر نے گھر میں مولانا صاحب کو آواز دی اور درخواست کی کہ ان تینوں بھائیوں کو کلمہ پڑھوا دیں مولانا صاحب نے ہمیں کلمہ پڑھوایا، احمد بھائی وہ حال میں بتا نہیں سکتا کہ ہم تینوں پر کیا گذری، جیسے جیسے مولانا صاحب نے ہمیں کلمہ پڑھوایا اور توبہ کروائی ایسا لگ رہا تھا جیسے کانٹوں کا ایک لباس جس سے جسم بندھا تھا ہمارے جسم سے اتر گیا، اندر سے خوف ایک دم کافور ہو گیا، جیسے ہم نہ جانے کس خطرہ سے نکل کر ایک محصور قلعہ میں آگئے ہوں، مولانا صاحب نے میرا نام محمد اسحاق رکھا، یوگیش کا محمد یعقوب رکھا اور یوگیندر کا محمد یوسف اور حضرت یوسف، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب کا قصہ بھی سنایا اور ہمیں بتایا کہ

کل سے فون آرہے تھے کہ یہ خبر چھپ گئی ہے خدا خیر کرے کوئی فساد نہ ہو جائے، میں دوستوں سے کہہ رہا تھا آپ ڈریئے نہیں ہم نے خبر نہیں چھپوائی، اللہ نے چھپوائی ہے انشاء اللہ اس میں ضرور خیر ہوگی، اللہ نے اتنی بڑی خیر ظاہر کردی، مولانا صاحب نے کھڑے ہو کر گلے لگایا مبارک باد دی اور تینوں کو ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' دی۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: صبح کو نو مسلموں کی جماعت کے ساتھ ہم تینوں کو شامل کر دیا گیا ایک مفتی صاحب بلند شہر کے سال لگا رہے تھے، ان کو ہمارا امیر بنایا گیا اور دو لوگوں کو سکھانے کے لئے شامل کیا گیا، ۱۵؍لوگوں کی جماعت ایک روز میرٹھ رہی، ہم تینوں نے میرٹھ میں سرٹیفکٹ بنوائے اور پھر جماعت کا رخ آگرہ کی طرف بنا آگرہ اور متھرا ضلع میں ۴۰؍دن پورے کئے جماعت میں وقت ٹھیک لگا، نئے نئے لوگ تھے ایک دو بار لڑائی بھی ہوئی ایک روز ہم تینوں نے لڑ کر واپس آنے کی سوچی رات کو پکا ارادہ کیا کہ صبح چلے جائیں گے، رات میں یوسف نے ایک خواب دیکھا، مولانا صاحب فرمارہے ہیں آپ کو اللہ نے کس طرح ہدایت دی پھر بھی آپ اللہ کے راستہ سے بھاگ رہے ہیں، اس نے بعد میں ہم دونوں کو بتایا، ہم لوگوں نے طئے کرلیا کہ جان بھی چلی جائے گی تو چلہ پورا کر کے ہی مولانا صاحب کو منھ دکھائیں گے الحمد للہ ہمارا چلہ پورا ہو گیا۔

سوال: جماعت سے واپس آنے کے بعد پھر کیا ہوا؟

جواب: مولانا صاحب نے مجھ سے معلوم کیا کہ اب آپ کا ارادہ کیا ہے؟ اور مشورہ دیا کہ گھر پر فوراً جانا ٹھیک نہیں ہے مگر ہم نے مولانا صاحب سے کہا کہ ہم

بچے نہیں ہیں، مذہب ہمارا ذاتی معاملہ ہے اور ہمارا حق ہے کہ حق کو مانیں، ہم گھر جا کر گھر والوں پر کام کریں گے اور ہمیں کسی طرح کا کوئی خطرہ نہیں ہے، مولانا صاحب کے سمجھانے کے باوجود ہم لوگ اپنے گاؤں پہنچے پورے علاقہ میں ماحول خراب تھا خبر مشہور تھی کہ مسلمانوں نے ان کو قتل کر دیا ہے، ہم لوگوں نے گھر والوں کو جا کر صاف صاف بتا دیا، پھر کیا تھا، پوری برادری میں ماتم مچ گیا بار بار پنچایت ہوئی دور دور کے رشتہ دار آ گئے ایک بار اخبار والے بھی آ گئے گاؤں والوں نے ان کو پیسے دے دلا کر واپس کیا اور راضی کیا کہ خبر اخبار میں ہرگز نہ دی جائے ورنہ اور بھی لوگوں کو خطرہ ہے، ہمارے گھر والوں پر برادری والوں نے دباؤ دیا کہ اپنے لڑکوں کو کسی طرح باز رکھیں مگر اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے ہمیں مخالفت سے اور پکا کر دیا ہمارے ساتھ بہت سختیاں بھی ہونے لگیں، ہمارے بیوی بچوں کو گھر بھیج دیا گیا مجبوراً ہمیں گھر چھوڑنا پڑا، ہمیں پھلت جاتے ہوئے شرم آئی کہ مولانا صاحب کی بات نہیں مانی، ہم لوگ پہلے دہلی گئے اور پھر ایک صاحب ہمیں پٹنہ لے گئے، پٹنہ میں ہم نے بڑی مشکل اٹھائی، کچھ دن رکشہ بھی چلائی، ضرورت کے لئے مزدوری بھی کی، بعد میں مجھے ایک صاحب اپنی کمپنی میں کلکتہ لے گئے اور پھر میرے دونوں ساتھی بھی کلکتہ آ گئے الحمد للہ ہماری مشکل کا زمانہ زیادہ طویل نہیں ہوا اور اب ہم سیٹ ہیں، اس دوران ہم تینوں کو باری باری حضور ﷺ کی زیارت بھی ہوئی، جس سے ہمیں بڑی تسلی ہوئی، مولانا صاحب کی یاد ہم لوگوں کو بہت آ رہی تھی مگر موقع نہیں مل سکا، اللہ کا کرم ہے آج ملاقات ہوگئی، مولانا صاحب سے ملنے کے بعد نو دس مہینے کی تکلیفیں ساری جیسے ہوئی ہی نہیں تھیں۔

سوال: اپنے گھر والوں سے کوئی رابطہ آپ نے کیا کہ نہیں؟

جواب: ہم لوگوں نے فون پر بات کی ہے، ماں اور بھائی بہنوں سے بات ہو جاتی ہے پتا جی سے بات تو نہیں ہو پاتی، انشاء اللہ وقت کے ساتھ ساتھ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا البتہ میری بیوی اور دونوں بچے ابھی میری سسرال میں ہیں، وہ بات نہیں کرتے ہیں، میں نے ایک دوست کو کسی طرح بھیجا تھا اس نے ہماری سسرال کی ایک مسلمان عورت کو ان کے گھر بھیجا تھا، میری بیوی نے کہا جب کہیں جہاں کہیں جانے کو تیار ہوں، میری بھابھیوں سے بالکل نہیں بنتی اور میں خود ایک پتی کی رہ کر مرنا چاہتی ہوں، آج مولانا صاحب سے مشورہ ہو گیا ہے میں اب کسی طرح ان کو لے کر ہی جاؤں گا۔

سوال: دعوت کے سلسلہ میں آپ سے ابی نے کوئی بات نہیں کی، اس سلسلہ میں کچھ بتائیے؟

جواب: مولانا صاحب نے ہم سے عہد لیا ہے کہ بابری مسجد شہید کرنے والوں کی فکر کرنی ہے اور کارسیوکوں پر کام کرنا ہے اور ان کے لئے اور گھر والوں کے لئے دعا کرنی ہے مولانا صاحب سے مشورہ ہوا ہے میں بہت جلد کلکتہ سے جماعت میں وقت لگاؤں گا اور اللہ کے راستہ نکل کر اپنے اللہ سے منظور کروانے کے لئے دعا کروں گا اور پھر آ کر گھر والوں اور کارسیوں پر کام کروں گا۔

سوال: ارمغان کے قارئین کے لئے کچھ پیغام دیجئے؟

جواب: اسلام ہر انسان کی ضرورت ہے کسی آدمی کو اسلام دشمنی میں سخت دیکھ کر یہ نہ سوچنا چاہئے کہ اس کے مسلمان ہونے کی امید نہیں، سارے اسلام دشمن غلط فہمی یا نہ جاننے کی وجہ سے اسلام دشمن ہیں، ہمارے حال سے زیادہ اسی کا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے، اسلام قبول کرنے سے پہلے ہم بجرنگ دلی تھے اسلام اور مسلمان

ہمارے سب سے بڑے دشمن تھے اور اب، ہم ہی ہیں، یہ تصور کہ خدانخواستہ ہم ہندو مر جاتے (دھڑ دھڑی دے کر روتے ہوئے) تو ہماری ہلاکت کا کیا حال ہوتا اور کس طرح اللہ کی ناراضگی اور دوزخ کا ہمیشہ ہمیش کا عذاب برداشت کرتے۔

سوال: شکریہ اسحاق بھائی! آپ تینوں کا شکریہ، آپ دونوں سے بھی کسی وقت دوبارہ بات ہوگی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، ڈسمبر ۲۰۰۷ء

محمد سلمان (بنواری لال) سے ایک ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ،

محمد سلمان : وعلیکم السلام

سوال: اللہ کا شکر ہے آپ بہت وقت پر آ گئے ہم کل ہی مکہ معظّمہ سے واپس آئے ہیں ابی مکہ معظّمہ میں آپ کا ذکر کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں تھانہ جا کر آپ سے ملوں اور ارمغان جو ہمارا میگزین ہے اس کے لئے آپ سے انٹرویو لوں۔

جواب: مجھے قاری صاحب نے فون پر بتایا تھا کہ مولانا صاحب جہاں حج کو جاتے ہیں کعبہ کے سفر پر گئے ہیں اور ۱۷/اگست کو آئیں گے پھر میں نے کل فون کیا تو معلوم ہوا کہ آپ لوگ آ گئے ہیں میرا دل بہت ملنے کو چاہ رہا تھا کچھ چیزوں میں مشورہ بھی کرنا تھا اس لئے میں رات ہی دہلی ڈیڑھ بجے پہنچا، مالک کا شکر ہے کہ ملاقات بھی ہوگئی اور بہت اطمینان بھی ہوگیا۔

سوال: آپ اپنا تعارف کرائیں یعنی پریوارک پریچے کرائیں؟

جواب: میرا پہلا جنم تو مظفر نگر کے ملھو پورہ محلّہ کے ایک دلت بلکہ چمار گھرانے میں

۶/اگست ۱۹۵۸ء کو ہوا، ایسا میرے اسکول کے سرٹیفکٹ میں چڑھا ہے اصل جنم تتھی (تاریخ پیدائش) تو کسی چمار کے گھر وہ بھی پچاس سال پہلے کیسے پتہ ہوگی، میرے پتا جی (والد صاحب) بیچارے مزدوری کرتے تھے بعد میں کمزور ہو گئے تو

سبزی بیچنے لگے، ان کا اتر سنگھ جی نام تھا، انھوں نے میرا نام بنواری لال رکھا، ہمارے خاندان میں پڑھائی کا رواج نہیں تھا، بس ہمارے ایک ماموں ایک بینک میں چپراسی تھے اور آٹھویں کلاس پاس تھے، انھوں نے مجھے پڑھانے کی کوشش کی اور اپنے خاندان میں میں نے بارہویں کلاس پاس کی پھر ٹائپنگ سیکھ لی اور پولیس میں مجھے کلرک کی نوکری مل گئی، بڑی ویریت استھتی (مخالف ماحول) میں میں نے پڑھائی کی اسکول میں ہیڈ ماسٹر ایک پنڈت جی تھے بس اتنا ذلیل کرتے تھے کہ کئی بار زہر کھانے کو جی کرتا تھا، کلاس میں سب سے پیچھے بٹھاتے تھے اور بری بری گالیاں دیتے تھے، زندگی بھر اونچی ذات والوں سے ہم ذلیل ہوتے رہے پولیس کی نوکری بھی بڑی بری ہے، ۲۵؍سال میں ایک سو سرسٹھ تھانوں میں میرا تبادلہ ہوا، آپ کے یہاں رتن پوری تھانہ میں بھی رہا اور آپ کے یہاں ہی مجھے صدر محرر کی ترقی ہوگئی تھی، میرا دوسرا جنم (پیدائش) اب سے دو مہینے پہلے ۱۸؍جولائی کو ہوا۔

سوال: اچھا اچھا، وہ تو ہمارے پورے گھر والوں کو معلوم ہے، مگر آپ پھر بھی اس جنم کے بارے میں ذرا اپنی زبانی بتائیے، یعنی اپنے اسلام قبول کرنے کے بارے میں بتائیے، اس لئے آپ کو کہانی سنانی پڑے گی؟

جواب: جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ بہار کے ایک بڑے ڈاکٹر کی لڑکی میرٹھ کالج میں پڑھتی تھی اور اپنی بوا کے گھر رہتی تھی، اس کے ناجائز تعلقات ایک مسلمان لڑکے سے ہوگئے، لڑکے کا نام بلال تھا، دونوں میں بات بڑھتی گئی دونوں نے ٹھان لی کہ شادی کرلیں گے، ایک روز لڑکی اپنی بوا کا گھر چھوڑ کر لڑکے کے پاس آگئی کہ مجھے مسلمان کر کے شادی کرو، لڑکا بہت سیدھا اور کمزور دل کا تھا اس نے منع کیا کہ میرے گھر والے تو کسی طرح تجھے گھر نہیں رکھ سکتے اور میرے حالات

کہیں رکھنے کے نہیں ہیں، لیکن لڑکی نہ مانی اس نے کہا کہ اگر تو نے مجھ سے شادی نہ کی تو میں زہر کھالوں گی، لڑکا مجبور ہوا، کئی جگہ شادی اور نکاح کے لئے لے گیا، کوئی تیار نہ ہوا، کسی نے اس کو پھلت جانے کا مشورہ دیا وہ پھلت پہنچا مولانا کلیم صاحب نے پورے حالات سنے، لڑکی سے خوب ٹھونک کر پوچھا، اس نے کہا کہ میرے گھر والے تو تیار ہوجائیں گے میرے والد تو آدھے مسلمان ہیں روزانہ قرآن شریف پڑھتے ہیں، حضرت صاحب نے کلمہ پڑھوا کر ان کا نکاح کروادیا اور قانونی کاروائی مکمل کرنے کا مشورہ دیا، وہ لڑکا بہت سیدھا تھا، وہ بولا اب میرا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے میرے نانا کلکتہ میں رہتے ہیں میں نے سوچا تھا ہم وہاں چلے جائیں گے ان سے فون پر بات کی تو انھوں نے صاف منع کردیا، میرے گھر والے ہرگز مجھے گھر میں داخل نہیں ہونے دیں گے، مولانا صاحب نے کہا: تیرے گھر والے تجھے نہیں رکھتے تو ہم کیسے رکھ سکتے ہیں؟ مگر بلک بلک کر رونے لگا حضرت صاحب کو ترس آگیا، انھوں نے ان دونوں کو دو چار روز تک پھلت رکھ کر دہلی بھیج دیا اور ایک کمرہ کرایہ پر دلوادیا اور اپنی بہن سے لڑکی کی پڑھائی یعنی اسلام کی پڑھائی طئے کردی، لڑکی کا نام نثار رکھا مولانا صاحب کی بہن کے یہاں لڑکی کو بہت کم وقت میں اسلام سمجھ میں آگیا اور ایمان اب اس کے لئے بلال سے زیادہ پیارا ہوگیا، لڑکی کی بوا نے بلال اور اس کے گھر والوں کے خلاف اغوا کی تھانہ میں شکایت لکھوائی، بہار کے ایک سینئر آئی پی ایس افسر لڑکی کے رشتہ دار تھے، انھوں نے میرٹھ کے ایس ایس پی پر زیادہ دباؤ دیا کہ وہ لڑکی کو برآمد کریں، بلال کے والد اور گھر والوں کو پولیس اٹھا کر لے گئی، مولانا صاحب کے بار بار دباؤ دینے کے باوجود بلال اپنی سستی اور کم ہمتی میں قانونی کاروائی نہیں کراسکا، لڑکی نے تھانہ میں

[redacted] نے اپنی مرضی سے شادی کی ہے، مگر پولیس پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا، بلال کے بڑے بھائی نے کسی طرح مولانا صاحب کا نمبر لیا اور فون کیا کہ کسی طرح بلال کا پتہ بتادیں، ہمیں صرف قانونی کاغذات لینے ہیں تاکہ تھانہ میں دکھا کر اپنے گھر والوں کو چھڑا لیں، مولانا اس وقت ممبئی میں تھے انھوں نے ان کو مشورہ دیا کہ دو روز بعد بلال دہلی کی کسی مسجد میں آئے گا آپ وہاں مل لیں ہمارے بہنوائی آپ سے ان کی ملاقات کر دیں گے دوپہر کی نماز میں بلال مسجد میں نہیں پہنچا اور بلال کے بھائی معلوم کرتے کرتے مولانا صاحب کے دہلی والے گھر پہنچ گئے، وہاں گھر والوں نے کہا کہ ہم کسی بلال کو نہیں جانتے پھر اس نے مولانا صاحب کو فون کیا مولانا صاحب نے کسی طرح بلال کو تلاش کر کے اس کو بھائی سے ملنے کو کہا، پولیس کا دباؤ پڑا تو بلال کے اس بھائی کو بھی پکڑ لیا، ان سب پر دباؤ بھی دیا اور لالچ بھی کہ ہمیں صرف لڑکی چاہئے، اگر لڑکی کا پتہ تم لوگ بتادو ہم سب لوگوں کو چھوڑ دیں گے، بلال کے بھائی نے اپنے چھوٹنے کے لالچ میں تھانہ انچارج سے کہا کہ لڑکی دہلی میں مل سکتی ہے، وہ اس کو اور لڑکی کے بھائی کو لے کر رات کو دہلی پہنچے اور ۷ ار جولائی کی رات کے ساڑھے تین بجے بٹلہ ہاؤس میں حضرت صاحب کے گھر چھاپہ مارا مولانا صاحب کسی انتقال میں جانے کی تیاری کر رہے تھے پولیس نے گھر کی تلاشی لی اور مولانا صاحب سے بلال کا پتہ معلوم [illegible] نے بتایا کہ بلال ان کے پاس نہیں ہے بلکہ کل اس کا فون آیا [illegible] کمرہ تو خالی کر دیا اب میں کیا کروں؟ میں نے سفر سے فون پر اس کو پنجاب کے ایک دوست کا نمبر دیا کہ کوشش کرلو، اگر وہ تمھیں کرایہ کا مکان اور کوئی نوکری دلوادیں، پولیس مولانا صاحب کو جامعہ نگر چوکی لے گئی اور پھر فوراً

میرٹھ کے اس تھانہ میں روانہ ہوگئی، موبائل بھی اپنے قبضہ میں کر لیا، مولانا صاحب بتاتے ہیں، زندگی میں پولیس سے ایسا پہلا سابقہ تھا فوراً مجھے خیال ہوا کہ دعوت ہر مشکل کا علاج ہے، مولانا دعوت کی بات شروع کی ایک گاڑی میں تھانہ انچارج موتلہ صاحب اور حضرت صاحب تھے، مولانا صاحب نے تھانہ انچارج سے معلوم کیا کہ آپ پولیس والے ہی ہیں یا انسان بھی ہیں، وہ بولے پہلے ہم انسان ہیں بعد میں پولیس والے، مولانا ہم پہاڑ کے رہنے والے ہیں اترا کھنڈ کے اور پہاڑی لوگ پہلے انسان ہوتے ہیں، مولانا صاحب نے کہا آپ میری طرف دیکھئے، میرے چہرے سے آپ کو کیا جرائم ٹپک رہے ہیں، کیا میں کوئی لڑکی اغوا کر سکتا ہوں؟ موتلہ صاحب نے کہا: سر ہم نے آپ کا کوئی انادر (بے عزتی) تو نہیں کی، آپ پولیس کی مدد کیجئے، ہمیں صرف لڑکی چاہئے، ہم پر بہت دباؤ ہے، مولانا صاحب نے کہا کہ یہ کوئی آدر ہے کہ آپ ایک شریف آدمی کو تین بجے رات میں بغیر کسی جرم کے تھانہ لے جا رہے ہیں مولانا نے مرادنگر مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت چاہی، تو موتلہ جی ہاتھ جوڑنے لگے، سر میں مسجد میں نماز پڑھنے نہیں دے سکتا آپ کہیں راستہ میں نماز پڑھ لیں، گاڑی میں چٹائی ہے، مولانا صاحب نے کہا نماز تو آپ کو بھی پڑھنی چاہئے، ایک دن مالک کے سامنے آپ کو بھی جانا ہے، وہاں آپ سے اس کا سوال ہوگا کہ آپ نے نماز کیوں نہیں پڑھی، مولانا نے اس کو اسلام کے بارے میں بتانا شروع کیا، تھانہ پہنچ گئے، تھانے میں کرسی پر بٹھا کر اس نے سپاہی کو چائے اور بسکٹ لانے کو کہا، حضرت صاحب نے منع کیا، اکہ ہم لوگ پولیس کی چائے نہیں پیتے، مگر موتلہ جی نے کہا کہ چائے والے سے معلوم کر لیجئے کہ ہم کس طرح پیسے دیتے ہیں، اگر آپ سنتوشٹ (مطمئن) ہوں تو

چائے لے لیجئے، ورنہ چائے کے پیسے اپنے پاس سے ادا کر دیجئے، چائے تو پی لیجئے موتلہ جی نہانے اور ناشتہ کے لئے میرٹھ گھر چلے گئے، تھوڑی دیر میں مولانا صاحب کے بہنوئی اور ایک دو وکیل آ گئے، مولانا صاحب ان سے بات کر رہے تھے، مولانا صاحب نے بتایا کہ تھانے کا ایک سنتری آیا اور بولا: مولانا صاحب آپ اپنی کرسی لے کر اندر الگ بیٹھئے، مولانا صاحب نے سوچا، تھانے میں اپنی عزت بچانی چاہئے، بس وہ اندر آ گئے، اصل میں میرے مالک کو مجھ مظلوم پر رحم آ گیا کہ کنویں کو پیاسے کے پاس گرفتار کر کے بھیجا، میں اپنے ماتحت سپاہی سے بحث کر رہا تھا وہ اہلاوت چودھری تھا، میں نے کہا کہ سارے کام ہم کرتے ہیں، بس تمہارے پاس بدھی تو ہے ورنہ سارے کام ہم کرتے ہیں، میں نے کہا: میاں صاحب! مندر ہم بنائیں، مسجد ہم بنائیں، سب کام ہم کریں اور ہمیں گھسنے بھی نہیں دیتے، مولانا صاحب نے کہا مندر کی بات آپ سچ کہہ رہے ہیں، مسجد کی یہ بات نہیں ہے، آپ کسی مسجد میں امام کے پیچھے چلے جائیں، کوئی آپ کو روکے گا نہیں، آپ ہندو پہچان کے ساتھ دہلی کی جامع مسجد میں جائیے، آپ کو کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے نہیں روکے گا، میں نے کہا مولانا صاحب اصل میں ہم چمار ہیں، بس بتا نہیں سکتا کیسے دکھ بھرے ہیں ہم نے، اسکول میں ماسٹر سب سے پیچھے بٹھاتا تھا، آواز بالکل ہلکی تھی، کچھ سوال کر لیتا تو بس گالیاں دیتا، کتنی بار دل میں آیا کہ مالک نے ہمیں ہندو کیوں بنا دیا، کئی بار خیال آیا کہ بودھ یا مسلمان ہو جاؤں۔

مولانا صاحب نے بتایا بودھ بننے سے تو امبیڈکر جی کا مسئلہ حل نہیں ہوا، انھوں خود لکھا ہے کہ مسلمان ہونا ہی مسئلہ کا حل تھا میں نے کہا کہ ہمیں تو کوئی

Page 134

مسلمان کرنے والا ملتا نہیں، مولانا صاحب نے کہا کہ میں آ گیا ہوں نہ آج، میں نے کہا کہ مولانا صاحب آپ تو مذاق میں لے رہے ہیں، میرا دل تو کڑھ رہا ہے میں بہت سیریس لی بات کر رہا ہوں، مولانا صاحب نے کہا کہ میں آپ سے کئی گنا زیادہ سیریس (سنجیدہ) ہوں اور بولے، پڑھ لو کلمہ **" لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"** پڑھو جلدی، بس ہو جاؤ گے مسلمان، میں نے کہا یہ تو مجھے یاد ہے مولانا صاحب نے کہا کہ مجھے سناؤ میں نے سنایا مولانا صاحب بولے اب اس کو مسلمان ہونے کی نیت سے سچے دل سے پڑھ لیجئے، یہ خیال کر کے کہ قرآن جو مالک کی طرف سے سنودھان (منشور) ہے، اس کی شپتھ (حلف) لینے کے لئے پڑھ رہا ہوں کہ اس منشور کو مانوں گا، مولانا کے زور دینے پر میں نے پڑھا، مولانا نے کہا بس مسلمان ہو گئے، میں نے کہا اب مجھے مسلمان ہونے کے لئے کیا کرنا ہے؟ مولانا صاحب نے کہا کہ مسلمان ہونے کے لئے کچھ نہیں کرنا ہے، بس اچھا مسلمان ہونے کے لئے اسلام کو پڑھنا ہے، نماز سیکھنی ہے، صفائی کا اسلامی طریقہ سیکھنا ہے میں نے کہا مجھے کہاں جانا پڑے گا؟ مولانا صاحب نے کہا کہ پھلت آ جانا، میں نے کہا پھلت جو رتن پوری تھانہ میں ہے اور جہاں بڑا مدرسہ ہے اور جہاں کے مولانا مشہور ہیں، مولانا صاحب نے کہا ہاں وہی، مولانا صاحب نے کہا فون نمبر لکھ لیں اچھا ہے میری موجودگی میں آئیں، احمد مولانا صاحب! میں بیان نہیں کر سکتا کہ مجھے کلمہ پڑھ کر ایسا لگا جیسا میں نے ایک تنگ اور گھٹن کی زندگی سے ایک نئے جگت (جہان) میں جنم لیا ہے۔

مولانا صاحب بتاتے ہیں کہ انھوں نے مجھ جیسے ہی کلمہ پڑھوایا، موتلہ صاحب کے پاس ہوم سکریڑی اور لیڈروں اور افسروں کے فون آئے، انہوں نے

تھانے میں فون کیا، انسپکٹر سے بات ہوئی، موتلہ صاحب نے کہا کہ مولانا صاحب کو آدر سے آفس میں بٹھاؤ اور ناشتہ وغیرہ کراؤ، میں آتا ہوں۔

موتلہ جی آگئے مولانا صاحب سے معذرت کی کہ پولیس کو اصل حال معلوم نہیں تھا، آپ باعزت جاسکتے ہیں، آپ سے درخواست ہے کہ آپ آگے کوئی کاروائی نہ کریں، مجھے بالکل ایسا لگا جیسے میرے مالک نے مجھے دنیا کی تنگی اور ظلم سے نکالنے کے لئے مولانا صاحب کو گرفتار کرکے بھیجا مولانا کہتے بھی ہیں کہ آپ مجھے ایسے ہی بلوا لیتے، رات کو تین بجے کلمہ پڑھوانے کے لئے گرفتار کروایا میں کس منھ اپنے پیارے مالک کا شکر ادا کرسکتا ہوں۔

سوال: اس کے بعد موتلہ جی کا کیا ہوا؟

جواب: اخباروں میں مولانا صاحب کی گرفتاری کی خبر چھپ گئی فون پر فون احتجاج کے آنے شروع ہوئے، موتلہ اور انسپکٹر کا ٹرانسفر ہوا بلکہ ڈموشن ہوا، تقریبا سارا تھانہ بدلا گیا، میرا بھی ٹرانسفر ہوا، موتلہ صاحب اپنا سامان لینے آئے تو میں ان سے ملنے گیا، بولے دہلی سے آتے وقت مولانا صاحب نے گاڑی کے اندر کی لائٹ جلا کر جب کہا کہ میرا چہرہ دیکھئے آپ، کیا اس سے جرائم ٹپک رہے ہیں؟ میں بیان نہیں کرسکتا، جیسے مجھ پر بجلی گر گئی ہو میرے دل میں آیا کہ کسی مہان (بڑے) آدمی پر تو نے یہ ہاتھ ڈالا، بعد میں افسروں کے دباؤ سے بچنے کے لئے مولانا صاحب کا نام تو ایف.آئی.آر میں لکھا کہ مولانا صاحب کے علم میں تھا، مگر مجھے اندر سے ایسا لگتا ہے بنواری لال، وہ لڑکی کیا مسلمان ہوئی ہم سبھی کو مسلمان ہونا پڑے گا، میں ان کو مولانا صاحب کی کتاب آپ کی امانت بھی دی، ان کا فون آیا تھا اسلام کے تعارف کے لئے اور کوئی کتاب بھیجنا،

سوال: پھر آپ نے اسلام کو پڑھنے اور سیکھنے کے لئے کیا کیا؟

جواب: سب سے پہلے تو میں نے اپنے اطمینان کے لئے ایک روز کی چھٹی لی اور دھوتی پہنی، تلک لگایا اور دہلی جامع مسجد پہنچا، گیارہ بجے جامع مسجد پہنچا اور نماز کا وقت معلوم کیا تو لوگوں نے بتایا کہ ڈھائی گھنٹہ بعد اکٹھی نماز ہوگی، اکیلے تو جب چاہو پڑھ سکتے ہو، میں امام صاحب کی جگہ پیچھے جا کر بیٹھ گیا، دو گھنٹہ بعد اذان ہوئی لوگوں نے مجھ سے بتایا کہ نماز ہونے والی ہے، آپ یہاں سے تھوڑی دیر کے لئے چلے جائیں، میں نے کہا میں چمار ہوں ہندو مذہب کا کوئی مجھے مندر نہیں جانے دیتا، آج مسجد دیکھنے آیا ہوں، اذان دینے والے میاں جی کا ایک مصلیٰ بچھا تھا، انہوں نے اسے جھاڑا اور مجھے کہا آپ اس پر بیٹھ جائیں، میں نے امام کے پیچھے نماز پڑھی لوگ یہ معلوم کرکے کہ میں چمار ہوں بہت خوش ہوئے اور کئی لوگوں نے مجھے گلے لگایا اسلام کی سچائی پر اب مجھے پورا یقین آگیا تھا، اب میں گھر گیا اپنے بچوں اور گھر والوں کو بتایا سب لوگ بہت خوش ہوئے اور میں نے پھلت مولانا صاحب سے وقت لے کر ان چاروں بچوں اور بیوی کو کلمہ پڑھوایا۔

سوال: آپ کے خاندان والوں نے کچھ مخالفت نہیں کی؟

جواب: ہمارے خاندان والے مظفر نگر میں رہتے ہیں ہمارا ان سے رابطہ زیادہ نہیں ہو پاتا، ہاں مجھے یقین ہے کہ سچائی معلوم ہوگی تو وہ مخالفت کرنے کے بجائے اسلام کے سائے میں آکر بے حد خوشی محسوس کریں گے، میں خود ایسا محسوس کرتا ہوں جیسے مجھے پھانسی سے رہائی ملی ہو۔

سوال: دین کو سیکھنے کے لئے آپ نے کیا کیا؟

جواب: میں نے مولانا صاحب سے بات کی ہے، انشاء اللہ جلد چھٹی لے کر چار

مہینے جماعت میں یا کسی مدرسہ میں لگادوں گا میں نے نام بدلنے کی بھی درخواست لگادی ہے، میں نے کتابیں پڑھنی شروع کردی ہیں، مولانا صاحب نے مجھے پچاس کتابوں کی فہرست بتائی ہے، جو ہندی میں مل سکتی ہیں، پچیس میں نے خرید لی ہیں، ہر لائن پڑھ کر مجھے اپنے مالک کے شکر میں بس سر رکھے رہنے کو جی چاہتا ہے۔

سوال: ارمغان پڑھنے والوں کے لئے آپ کچھ پیغام دیں گے؟

جواب: مولانا احمد صاحب، میں ابھی کم عمر بلکہ بچہ ہوں، دومہینے کی میری عمر ہے، دومہینہ کا بچہ کچھ کہہ سکتا ہے، بس یہ بات میں سوچتا ہوں کہ سنسار میں لگ بھگ دوارب کم سے کم ڈیڑھ ارب تو دلت کالے اور بیک ورڈ، پسماندہ دراوڑیوں کے لوگ ہیں اسلام اور صرف اسلام ان کے دکھ کا علاج ہے، ان کو مظلومیت سے صرف اسلام بچاسکتا ہے، اگر مسلمان ان کو اسلام کے انصاف اور برابری کا صرف پریچے (تعارف) اپنے سوبھاؤ سے کرادیں تو سب اسلام لاسکتے ہیں اور سارے دبے کچلے سماج کے لوگ، اونچ نیچ کے ظلم سے بچ کر میری طرح ایسا محسوس کریں گے کہ ان کو پھانسی سے رہائی ملی ہے، اس لئے دوارب انسانوں پر تو ضرور ترس کھائیں۔

سوال: آپ نے اپنا اسلامی نام نہیں بتایا؟

جواب: مولانا صاحب نے میرا نام محمد سلمان رکھا ہے، مجھے بہت پسند آیا،

سوال: بہت بہت شکریہ سلمان بھائی، آپ کو مذاق مذاق میں ہدایت نصیب ہو گئی

جواب: آپ کا بھی بہت بہت شکریہ، مولانا صاحب آپ کہہ رہے ہیں کہ مذاق

میں ہدایت ہوئی میرے اللہ نے مجھ پر کرم کرکے ایک مہمان داعی کی عزت کو داؤں پر لگا کر میرے لئے گرفتار کرکے بھیجا، مجھے بہت خوشی ہوئی کہ دنیا کے لوگ ہمیں نیچ سمجھیں تو کیا، میرا مالک تو مجھے اتنا پیار کرتا ہے، خود مولانا صاحب کہہ رہے تھے کہ کلمہ پڑھنے کے بعد مجھے موتلہ صاحب کے اس طرح لانے پر غصے کے بجائے پیار آیا میرے دل میں آیا، میں نے اللہ سے دعا بھی کی، میرے اللہ ایک آدمی کے ایمان لانے کے لئے اگر مجھے برسوں جیل میں رہنا پڑے تو مجھے عزیز ہے، ایک خاندان کے اسلام لانے کے لئے چند گھنٹے بہت سستے ہیں۔

سوال: ایک بات معلوم کرنا رہ گئی کہ آپ نے اپنے خاندان کے بارے میں کیا سوچا؟ آپ کو ان میں تو کام کرنا چاہیئے اب تو آپ بھی مسلمان ہیں آپ کی بھی ذمہ داری ہے؟

جواب: بالکل سچ کہا، مولانا صاحب نے ہر ملاقات میں مجھے صرف اس پر زور دیا اور میں نے آپ کی امانت اور امبیڈکر اور اسلام ایک ایک ہزار چھپوائی ہے، مجھے ایسا لگتا ہے کہ ہزاروں نہیں تو سینکڑوں ہمارے سماج کے لوگ اونچ نیچ کے ظلم اور پھانسی سے رہائی پا کر اسلام میں آئیں گے، آپ بھی دعا کریں ذرا مجھے اسلام کو پڑھنا ہے، میں نے قرآن بھی پڑھنا شروع کردیا ہے۔

سوال: بہت مبارک ہو ماشاء اللہ۔

جواب: بس آپ دعا ضرور کیجئے۔

سوال: آپ کے علم میں بعد میں اس ثنا اور بلال کے مقدمہ اور بلال کے والدین کی باقی تفصیلات ہیں؟

جواب: جی ہاں وہ خود بڑی عجیب ہیں۔

سوال: ذرا بتائیے؟

جواب: ایک ہفتہ تک بلال کے والد، اس کے بھائی، اس کے بہنوئی اور جس گھر میں وہ میرٹھ میں کرائے دار رہے، اس کے مالک کو بلال کے بہنوئی اور شاید بہن کو تھانے میں حوالات میں بند رکھا، مالک مکان کو تو پہلے سفارش پر چھوڑ دیا تھا، حضرت صاحب کا تھانے میں لانا تھا کہ افسروں کے فون آئے، تو گھبرا کر سب گھر والوں کو چھوڑ دیا، الہ آباد ہائی کورٹ سے ایف آئی آر پر کاروائی پر اسٹے بھی اسی دوران لے لیا تھا، جولائی کو ۲۳ رتاریخ کو لڑکی کے بیان ہونے تھے، لڑکی کے والد پوری ٹیم کے ساتھ الہ آباد آپڑے اور کوشش تھی کہ کورٹ پہنچنے سے پہلے لڑکی کو پکڑ لیں گے، اتفاق کی بات لڑکی کی رات میں طبیعت خراب ہوگئی، وہ بالکل اس حال میں نہیں تھی کہ بیان دے سکے، مگر مولانا صاحب کی بہن کے یہاں اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا گیا تھا اور اسلام اس کے دل میں گھر کر گیا تھا کہ وہ جان پر کھیل کر ہائی کورٹ پہنچی اور راستہ میں بیہوش ہوگئی، کورٹ میں جا کر بیان سے پہلے اس نے اپنے گھر والوں کی طرف دیکھا بھی نہیں کورٹ میں اس نے ایسا بیان دیا کہ عدالت بھی حیرت میں رہ گئی، اس نے کہا میں بالغ ہوں پڑھی لکھی ہوں، اسلام کو سمجھ کر مسلمان ہوئی ہوں اور میں نے اپنی مرضی سے اپنے پسند کے شوہر سے نکاح کیا ہے، میرے گھر والے بے کار میں سب لوگوں کو پریشان کر رہے ہیں، لڑکی کے والد نے بہت چاہا کہ لڑکی کو تین روز کے لئے ہمیں دے دیا جائے، مگر وہ تیار نہیں ہوئی اور اس نے کہا کہ میرا ایمان وہاں جا کر خطرے میں پڑ جائے گا، بیان دینے کے بعد سنا ہے اس نے اپنے والد سے فون پر بات کی اور کہا کہ ڈیڈی آپ تو ہر وقت اسلام کی باتیں کرتے تھے اور روزانہ قرآن شریف پڑھتے تھے اب میں

مسلمان ہوگئی تو اب آپ خود اس کے خلاف ہوگئے اور اس نے اپنے والد کو مسلمان ہونے کو کہا اور مولانا صاحب سے ملنے کو کہا، سنا ہے کہ وہ مولانا صاحب کے مکہ معظّمہ سے آنے کا انتظار کر رہے ہیں اور مولانا صاحب سے ملنے کے لئے بیتاب ہیں، مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ اللہ کو ثناء کے گھر والوں کو بھی ہدایت دینی ہے ورنہ اس طرح کے کیس میں لڑکی کا باپ کہاں ایسی بیتابی سے ملنے کا انتظار کرتا ہے، مولانا صاحب کہہ رہے تھے وہ بھی تو ہمارے بھائی ہیں ہمیں جتنا موقع ملے گا ہم ان کے ساتھ بھی خیر خواہی کا معاملہ کریں گے۔

سوال: بلال کے گھر والوں کا حال آپ کو معلوم ہے؟

جواب: بلال کا بھائی گوہر جو رات میں پولیس کو دہلی مولانا صاحب کے گھر لایا تھا اس کو اپنی غلطی پر بہت پشیمانی ہوئی اور سنا ہے کہ مولانا صاحب سے ملنے دہلی گیا ہے اور بہت شرمندگی کے ساتھ معافی مانگی، لڑکی کے جان پر کھیل کر اس طرح بیان دینے سے اس کے گھر والے بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے باقاعدہ اس کی رخصتی کرائی اور سنا ہے اپنی بیٹی سے زیادہ اسے چاہنے لگے ثناء نے ان کے گھر میں بہت دین کا ماحول بنا دیا ہے گھر والے نماز پڑھنے لگے ہیں اور کافی اچھے مسلمان بنتے جا رہے ہیں۔

سوال: یہ تفصیلات آپ کو کس طرح معلوم ہوئی؟

جواب: اصل میں اپنے اسلام کے بعد مجھے دلچسپی ہوئی میں نے تلاش شروع کی کہ اس کیس میں کس کس کے حصے میں اسلام کی خیر آئی ہے، مولانا صاحب نے مجھے چاروں ملاقاتوں میں یہ بات سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ سچا مسلمان وہ ہے جہاں جائے خیر خواہی کرے، ہمارے نبی ﷺ کی شان یہ تھی کہ دوست تو دوست دشمنی

کرنے والوں کو بھی بھلائی اور اپنی خیر خواہی سے محروم نہیں رکھتے تھے، سچی خیر خواہی یہ ہے کہ مسلمان جہاں جائے اسلام پھیلائے اور داعی کی پہچان کے ساتھ رہے اور داعی وہ ہے جہاں جائے اس کی دعوتی خیر پھیلے، مولانا صاحب کہتے ہیں کہ ہم اسی رحمت بھرے نبی کے امتی ہیں، اگر ہم اندر سے نہیں تو باہر سے ہی داعی بننے کی کوشش کریں، میں تو اس لئے ہر جگہ دعوت دعوت کا شور مچاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس بھلائی کے بہروپ اور ڈھونگ میں اپنے نبی ﷺ کی نقل کی وجہ سے، جان اور حقیقت بھی پیدا فرمادیتے ہیں، مولانا صاحب کہہ رہے تھے کہ اب آپ اس کیس پر نظر رکھئے اور دیکھئے کہ چند گھنٹوں میں میرے تھانہ جانے سے اللہ تعالیٰ نے انشاء اللہ کتنے لوگوں کو کفر و شرک سے نکالیں گے، اس لئے میں چاروں طرف نظر رکھ رہا ہوں اور کھلی آنکھوں میں اسلام کا نور پھیلتا دیکھ رہا ہوں۔

سوال: شکریہ بہت بہت !!

جواب: آپ کا شکریہ !

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، ستمبر ۲۰۰۷ء

ب[illegible] سے ایک ملاقات

احمد اواہ : اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حسن ابدال : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: حسن بھائی! آپ جماعت سے کب لوٹے اور آپ کا وقت کہاں لگا؟

جواب: احمد بھائی میں آج ہی جماعت میں سے واپس آیا ہوں اور ہماری جماعت متھرا میں وقت لگا کر لوٹی ہے۔

سوال: جماعت میں کچھ پریشانی تو نہیں ہوئی؟ آپ کے ساتھ جماعت کہاں کی تھی؟

جواب: الحمدللہ جماعت میں وقت بہت اچھا لگا اور ساتھیوں نے بہت ہی بہت ہماری خدمت کی اور ہماری جماعت متفرق تھی، کچھ لوگ سہارن پور کے تھے تین لوگ میوات کے تھے، دو چار بجنور کے، اللہ کا شکر ہے اور امیر ہمارے سہارنپور ضلع کے ایک گاؤں کے عالم تھے اور بار بار وقت لگا چکے تھے، الحمد للہ مجھے پوری نماز دعائے قنوت کے ساتھ یاد ہوگئی۔

سوال: حسن بھائی ہمارے یہاں پھلت سے ایک اردو میگزین ہر مہینہ نکلتی ہے، اس میں ان لوگوں کے انٹرویو شائع کیے جا رہے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ آج کے زمانے میں اپنے فضل سے راہِ ہدایت عطا فرماتے ہیں، ابی کا حکم ہے کہ آپ سے اس کے لیے کچھ باتیں کروں تا کہ دوسرے لوگوں کے لیے رہنمائی ہو، خاص طور پر پرانے خاندانی مسلمانوں کو عبرت ہو۔

جواب : ہاں مولوی احمد صاحب میں نے متھرا میں بہت سے لوگوں سے ارمغان کا نام سنا، ہم لوگ ایک مسجد میں گئے تو وہاں کے امام صاحب نے ممبئی کے ندیم صاحب انٹرویو پڑھ کر سنایا تو مجھے بہت اچھا لگا اور میرے دل میں آیا تھا کہ میں مولانا صاحب سے کہوں گا کہ میرا بھی انٹرویو چھپوادیں، مجھے اس کا اندازہ نہیں تھا کہ میرے کہنے سے پہلے ہی خود ہی حضرت کے دل میں میرا اللہ یہ بات ڈال دے گا، اللہ کی ذات کیسی کرم والی ہے کہ مجھ دو مہینہ بیس دن کے چھوٹے سے مسلمان کے دل میں جو بھی بات آئی ہے میرے اللہ اسے پورا کر دیتے ہیں، امیر صاحب نے ایک روز تعلیم میں اللہ کے نبی موسیٰؑ کا قصہ سنایا تھا کہ وہ آگ لینے کے لئے پہاڑ پر گئے تھے اور ان کو پیغمبر بنا دیا گیا، (روتے ہوئے) میرے مالک نے (میری جان اس کے نام پر قربان کہ مجھ گندے کو، شرک اور بت پرستی کے راستے پر بلکہ منزل پر ہدایت دی اور میرے ساتھ کیسا کرم ہے کہ میرے دل چاہ رہا تھا کہ میں ارمغان میں انٹرویو کے لئے کہوں گا مگر اندر سے شرم بھی آرہی تھی کہ ایک دو مہینے کے مسلمان کا حال اس قابل کہاں کہ اس کو ارمغان میں چھپوایا جائے۔

سوال : ابی نے رات میں مجھے حکم کر دیا تھا حسن انٹرویو ضرور لینا ہے، آپ اپنا خاندانی پریچے (تعارف) کرائیے۔

جواب : میں غازی آباد ضلع کے ایک گاؤں کے برہمن گھرانے میں ۹ ستمبر ۱۹۷۵ء کو پیدا ہوا، پتا جی (والد صاحب) نے میرا نام جے وردھن رکھا، آٹھویں کلاس تک گاؤں میں ایک اسکول میں پڑھا، اس کے بعد غازی آباد کے ایک کالج سے انٹر کیا، اس کے بعد ایک دوسرے کالج سے بی کام کیا، بی کام کرنے کے بعد ایک سال IAS کمپٹیشن کی تیاری کی، پریلمس پہلا امتحان دو بار پاس کیا، مگر میں

Page 139

امتحان میں پاس کے قریب قریب رہ گیا جس سے دل بہت ٹوٹ گیا، میرے پتا جی (والد صاحب) ایک اسکول میں پرنسپل تھے، ان کی خواہش تھی کہ میں ایک بار اور کوشش کروں مگر دل دنیا سے بالکل اچاٹ ہو گیا تھا، مجھے دوسری بار بہت امید تھی کہ میں یہ امتحان ضرور پاس کرلوں گا، مگر بالکل قریب ہو کر محروم ہو جانے سے میرے دل و دماغ کو بہت صدمہ ہوا اور میں گھر سے بھاگ کر ہریدوار چلا گیا کہ سنیاس لے لوں گا، میں ہری دوار، رشی کیش، اتر کاشی بنارس بہت آشرموں میں چار سال بھٹکتا رہا، کہیں شانتی نہیں ملی، دو چار مہینے کے بعد ہر آشرم میں کوئی ایسی بات نظر آجاتی جس سے دل کھٹا ہو جاتا، ہریدوار سے ایک روز میں اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ کلیر گیا، وہاں پہنچ کر مجھے شانتی تو ملی، مگر وہاں کا حال بھی مجھے بازاری آشرموں کی طرح لگا، وہاں سے ہم پھول چڑھا کر واپس آئے تو ایک مست نے مجھے پکڑ لیا اور بار بار مجھ سے کہتا دس روپیئے مجھے دے دے اللہ نے تجھے ابدال بنایا ہے، میں نے کہا، میں تو سادھو ہوں، ہریدوار سے آیا ہوں، وہ مست پاگل مجھے چھوڑنے کو تیار نہ ہوا، میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ پاگل یہاں کہاں رہتا ہے، لوگوں نے کہا کہ یہاں کا ملنگ ہے، یہ کسی سے کچھ نہیں مانگتا، کوئی دے دیتا ہے تو کھانا کھاتا ہے، ورنہ جنگلوں میں چلا جاتا ہے میں نے جان چھڑانے کے لیے اس کو دس روپیئے دیئے، میں نے لوگوں سے معلوم کیا کہ یہ ابدال کیا کہہ رہا تھا، ایک صاحب وہاں تھے انہوں نے بتایا کہ ابدال بڑے پہنچے ہوئے فقیر کو کہتے ہیں، اس کو میں نے دس روپیئے کیا دیئے، مانگنے والے میرے کپڑے پھاڑنے کو تیار ہو گئے، ہر ایک مجھ سے ضد کرتا کہ ہمیں بھی کچھ دو، میرے ماتھے پر تلک لگا ہوا تھا، مگر اس کے باوجود وہاں کے مانگنے والوں سے جان بچانا

مشکل ہوگئی، وہاں کے ظاہری حال سے میں بہت بدظن ہوا، مگر وہاں اندر جاکر مجھے کچھ عجیب سی شانتی وسکون ملا، خاص طور پر وہاں ایک مسجد ہے اس میں اندر جاکر بیٹھا، تو میں دو گھنٹے بیٹھا رہا، وہاں سے آنے کو دل نہیں چاہتا تھا، مسجد میں کچھ لوگ سو رہے تھے، کچھ لوگ نماز پڑھ رہے تھے، وہاں سے واپس ہریدوار آیا، یہاں چین نہ ملا پھر ایک بار گھر چلا گیا گھر والوں نے مجھ پر زور دیا کہ میں آگے پڑھائی کروں، سی،اے کرلوں، یا کم از کم ایم بی کرلوں، میرا دل کچھ اس طرح کا کام کرنے کو نہیں چاہتا تھا تین مہینے گھر رہنے کے بعد گھر سے دباؤ بڑھا تو پھر میں گھر سے ہریدوار چلا آیا اور بس نہ جانے کیسی بے چینی میں دربدر مارا مارا پھرتا رہا، یہ میری پہلے جنم کی کہانی ہے۔

سوال: پہلے جنم کا کیا مطلب؟

جواب: بس میں اپنی نئی زندگی کو ۲۹/جولائی ۲۰۰۸ء سے مانتا ہوں اور اس کو میں اپنا نیا جنم سمجھتا ہوں، اس لئے کہ زندگی شرک میں گزرے وہ زندگی کیا زندگی ہے۔

سوال: اپنے اسلام قبول کرنے کا حال بیان کریئے۔

جواب: میں نے ابھی بتایا کہ میرا حال تو یہ ہوا کہ میرے اللہ نے شرک کے راستہ پر اپنا دستِ رحمت میرے اوپر رکھ کے مجھے ہدایت نصیب فرمائی، دربدر مارا مارا پھرتا، پھر بھی ایسا لگتا تھا کہ جیسے مجھے کسی چیز کی تلاش ہے، دھرم کی کوئی بات جس پر قربانی دے کر مجھے لگتا کے میرا مالک راضی ہوجائے گا، میں اس کو کرنے کی کوشش کرتا، اس کے لیے میں نے کاوڑ لے جانے کی نذر مانی، آپ جانتے ہیں کہ مہاشیوراتری پر سخت گرمی اور برسات کے زمانہ میں ہر کی پوڑی ہریدوار سے گنگا جل کاوڑ میں لے کر پیدل جہاں کی کاوڑ سے پانی چڑھانے کی نذر مانی جاتی ہے

وہاں لے کر جانا ہوتا ہے، سب سے زیادہ پروا مہادیو شیخ پورا کے ایک مندر پر دسیوں لاکھ لوگ پانی چڑھانے جاتے ہیں، یہ سفر مولانا احمد صاحب بہت مشکل تپسیا (مجاہدہ) ہے میں بھی تین سال سے کاوڑ لے جاتا اور کسی طرح پانی چڑھا کر سخت بیمار ہوجاتا پچھلے سال تو میں اتنا بیمار ہوگیا کہ سوچتا تھا کہ شاید اس بار بچ نہیں سکوں گا مگر میرے مالک نے زندگی دے دی، پاؤں پر اتنا ورم آجاتا ہے کہ پاؤں کی کھال پھٹ کر خون رسنے لگتا، چھالے زخم بن جاتے میں بار بار آسمان کی طرف منھ کر کے مالک سے شکایت کرتا اور فریاد بھی کرتا کہ مالک آپ نے دھرم کتنا مشکل بنا دیا ہے، کبھی کہتا کیا میرے جل چڑھائے بغیر تو خوش نہیں ہوسکتا؟ اس سال میں کاوڑ لے کر چلا تو عجیب کشش و پنج میں تھا، کبھی دل میں آتا یہ سب ڈھونگ ہے مگر اندر سے کوئی کہتا ہے کہ تو تو سچا ہے تو تجھے اس راستے سے ہی مالک تک پہونچنا نصیب ہوجائے گا، مظفر نگر شہر میں نکلا تو ایک کاوڑ کیمپ میں آرام کیا، میں نے سپنا (خواب) دیکھا کہ میں ایک مسجد میں ہوں اور جماعت کھڑی ہے ایک صاحب آئے اور انہوں نے مجھے دروازے کے اندر جوتیوں میں کھڑا دیکھا تو بولے بیٹا! نماز ہو رہی ہے تم نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا کہ لوگ مجھے پڑھنے نہیں دیں گے میں ہندو ہوں وہ بولے آمیں تجھے لے چلوں میرا ہاتھ پکڑا اور جماعت میں کھڑا کر دیا، میں نے دیکھا دیکھی نماز پڑھی، آنکھ کھلی تو احمد صاحب میں بیان نہیں کرسکتا کہ کتنا اچھا لگا، تھوڑی دیر آرام کر کے ہم چل دیئے میرے ساتھ ہریدوار کے تین ساتھی اور تھے، راستے میں ایک مسجد سڑک پر تھی دو بجے دوپہر کا وقت تھا میں نے دیکھا لوگ مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں بس میں بے چین ہوگیا، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ مسجد بھی تو اسی مالک کا گھر ہے جس کے

لئے ہم جارہے ہیں میں تھوڑا سا چڑھاوا وہاں چڑھا آؤں تیل کے لئے مجھے مسجد میں پیسے دینے ہیں، کاوڑ ساتھی کو دیکر میں مسجد گیا مگر ڈر بھی لگ رہا تھا کہ نامعلوم مسلمان کیا سمجھیں گے، مگر میں اندر سے مجبور تھا، میرا دل چاہا کہ میں جماعت میں کھڑا ہو جاؤں گا مگر ہمت نہ ہوئی، ایک بڑے میاں بولے، بھولے بیٹا کیا دیکھ رہا ہے تجھے کیا چاہیئے؟ میں نے کہا ابا جی! ایک بار نماز پڑھنا چاہتا ہوں، انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ تو پھر سوچ کیا رہا ہے اور یہ کہہ کر میرا ہاتھ پکڑ کر جماعت میں کھڑا کر دیا، میں نے نماز پڑھی سر جب زمین پر رکھ کر سجدے میں گیا تو مجھے ایسا لگا جیسے آج میں مالک کے پاس آیا ہوں، نماز پڑھ کر واپس آیا، میں نے ساتھیوں سے اپنے خواب کا ذکر کیا اور نماز میں جو مزہ آیا اس کا بھی، ساتھیوں میں دو نے تو بہت برا بھلا کہا، میرا ایک ساتھی دنیش بولا تو مجھے کیوں نہیں لے گیا؟ مجھے بھی دکھاتا کہ نماز میں کیسا مزہ آتا ہے ہمارا سفر چلتا رہا ہم لوگ انتیس تاریخ کی دوپہر کو نہر کی پٹری والی سڑک سے بھولے کی جھال پر پہنچے تو ظہر کی اذان مسجد میں ہوئی میں موقع لگا کر کاوڑ ایک کیمپ میں رکھ کر دنیش کو لے کر اندر گاؤں میں مسجد میں گیا، چار پانچ لوگوں کی جماعت ہو رہی تھی، میں جماعت میں شریک ہو گیا میں نے دنیش سے کہا کے شیش (سر) جب زمین پر رکھے گا تو دیکھنا ایسا لگے گا جیسے مالک کے چرنوں (قدموں) میں ماتھا رکھا ہے، پھر دیکھنا کیسا آنند آئے گا، نماز پڑھ کر پھر ہم کیمپ آ گئے، دنیش نے کہا کہ واقعی تم سچ کہتے ہو، عصر کے بعد ہم لوگ پورا مہادیو پہنچے، ہم لوگ خوشی خوشی منزل تک پہنچنے کی خوشی میں بیٹھے ہوئے تھے، رات بارہ بجے کے بعد جل چڑھانا تھا بھیڑ بہت تھی دور ذرا بھیڑ سے دور، ندی کے کنارے ایک پیڑ کے نیچے ہم سو گئے آدھے گھنٹے میں آنکھ کھلی تو کچھ نوجوان پاس بیٹھے ہو

ئے تھے ان کے ہاتھ میں کچھ کتابیں تھیں وہ ہمارے پاس آئے اور ہمارا پریچے (تعارف) پوچھا، پھر بولے ہم سب ایک ماں باپ کی سنتان ہیں ہم آپ کے حقیقی خونی رشتے کے بھائی ہیں، آپ لوگ مالک کو راضی کرنے کے لئے کیسی کٹھن تپسیا (مجاہدہ) کر کے یہاں پہنچے ہیں، ہمارے ایک دھرم گرو ہیں، انہوں نے انسانوں سے ہمارا کیا رشتہ ہے اور اس رشتہ کا سب سے بڑا حق کیا ہے، یہ سمجھانے اور اس حق کو کیسے پہنچانا جائے اس کی ٹریننگ کے لئے ایک کیمپ بڑوت میں لگایا تھا مسجد میں اس کے آخری پروگرام میں ہم سبھی کو اپنی تقریر میں بہت پھٹکار سنائی کہ یہ ہمارے خونی رشتہ کے بھائی جو کاوڑ لاتے ہیں کیسی مصیبت بھر کر سفر کرتے ہیں اور ان کا، سچائی کا راستہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے، ہر قدم نرک کی طرف شرک کی طرف جا رہا ہے، اور ہم اپنی کھال میں مست کھانے اور کمانے میں ہیں، یہ کیسا بڑا ظلم ہے ہم سارے غیر مسلموں کو اپنا دشمن اور مخالف سمجھتے ہیں، یہ لاکھوں لوگ صرف مالک کو راضی کرنے کے لئے اس قدر مشکل سفر کرتے ہیں، میں نے کئی کاوڑ کیمپوں میں دیکھا کہ پاؤں پر ورم چھالے اور زخم ہو رہے ہیں، لوگ ان کی مرہم پٹی کر رہے ہیں، ہم کیسے رحمت بھرے نبی کو ماننے والے ہیں کہ ہم ان بھائیوں کو حق نہیں پہنچاتے، ذرا کوشش تو کرنی چاہیئے اپنا سمجھ کر ہمارے ذمہ ان کو سچائی پہنچانا ہے، کم از کم ہمیں پہنچانا تو چاہیئے، چھ سات روز کے کیمپ میں ایک ساتھی بھی کاوڑ بھائیوں سے نہیں ملا، کل میدان محشر میں یہ ہمارا گلا دبائیں گے اور ہم چھڑا نہ سکیں گے ان کی درد بھری باتوں سے ہمارا دل بھر آیا اور ہم نے ارادہ کیا کہ ہم کچھ بھائیوں تک بات ضرور پہنچائیں گے، آج ہم صبح سے پچیس بھائیوں سے ڈرتے ڈرتے ملے ہیں آپ کو سوتے دیکھا تو خیال ہوا کہ آپ الگ جگہ پر

ہیں، آپ سے اطمینان سے بات ہوسکتی ہے، اگر آپ کو برا نہ لگے تو ہم آپ کے
اور اپنے مالک کے بارے میں کچھ باتیں کریں، میرے ساتھی دنیش نے کہا ضرور
بتائیے، وہ ہمیں ایک مالک اور اس کی پوجا کے بارے میں بتانے لگے اور اس کے
علاوہ کسی کی پوجا کو پاپ بتا کر نرک کی آگ سے ڈرانے لگے اور قرآن کی آیتیں
پڑھ کر سنائیں، وہ جب عربی میں قرآن پڑھتے تو ہم سبھی ساتھیوں کو بہت اچھا لگتا،
آدھے گھنٹے تک باری باری وہ لوگ بات کرتے رہے اور جب ہم نے ان کی سب
باتوں سے سہمتی (اتفاق) ظاہر کیا تو انہوں نے ہمیں کلمہ پڑھنے کو کہا ہم چاروں نے
کلمہ پڑھا، انہوں نے ہمیں ایک ایک کتاب ’’آپ کی امانت، آپ کی سیوا میں‘‘
دی اور بتایا کہ جن دھرم گرو نے بڑوت میں کیمپ لگا کر ہمیں جھنجھوڑا تھا اور جن کی وجہ
سے ہم آپ کے پاس آئے ہیں یہ انہیں کی کتاب ہے، ہم آپ کو بھینٹ کر رہے
ہیں، اس کو غور سے تین تین بار پڑھئے، تو آپ کو حق کیا ہے اور اسلام لانا اور کلمہ
پڑھنا کیوں ضروری ہے، معلوم ہوجائے گا اور پھر اس کتاب میں جو کرنے کو کہا ہے
ضرور کریئے میں یہ کتاب لے کر فوراً پڑھنے لگا میرے دوسرے ساتھی بھی پڑھنے
لگے، ہم لوگ اس پریم بھاؤ (محبت) سے لکھی اس کتاب میں بالکل گم سے ہوگئے
یہ کتاب پڑھ کر مجھے ایسا لگا، جیسے یہ کتاب صرف میرے لئے لکھی گئی ہو اور میں جس
سچائی کی تلاش میں در بدر مارا پھرتا رہا اور تپسیائیں کرتا رہا، وہ مجھے مل گئی، دن چھپنے
کو تھا، وہ لوگ یہ کہہ کر جانے لگے اچھا ہم چلتے ہیں میں نے کہا آپ تو جاتے ہم کیا
کریں، انہوں نے کہا کہ آپ جل چڑھائیے پھر گھر جا کر سوچئے اور فیصلہ کیجئے،
میں نے کہا کے آپ کیسی بات کرتے ہیں؟ اس کتاب میں شرک کو سب سے بڑا
پاپ کہا گیا ہے اور یہاں جل چڑھانا سب سے بڑا پاپ ہے، انہوں نے کہا کہ یہ

کاوڑ یہاں آپ چھوڑیں گے تو کچھ اور نہ ہوجائے، میں نے کہا ہوجائے تو کیا
ہے، اور میں نے وہ کاوڑ ندی میں پھینک دی اور کہا کہ اب کسی نماز کا وقت ہے کہ
نہیں؟ انہوں نے کہا کہ تھوڑی دیر بعد نماز کا وقت ہوجائے گا، میں نے کہا مجھے نماز
پڑھنے لے چلو، میرے ساتھی دنیش نے بھی کاوڑ ڈال دی، اور ہم ان دونوں کے
ساتھ ہو لئے اور بڑوت پہنچے، میرے دو ساتھی کاوڑ لے کر پانی چڑھانے کے لئے
چلے گئے، مگر بعد میں انہوں نے بھی پانی چڑھانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: بڑوت پہنچ کر انہوں نے میرے اور آپ کے والد مولانا کلیم صاحب
سے فون پر بات کی، انہوں نے فون پر مجھے بہت بہت مبارک باد دی اور کہا کہ آپ
سچے طالب تھے اس لئے مالک نے آپ کو راہ دکھائی، میں نے اسلام کو سمجھنے خاص
طور پر نماز سیکھنے کا تقاضہ کیا، تو انہوں نے مجھے جماعت میں جانے کا مشورہ دیا اور
بتایا کہ پہلے کچہری جا کر کسی وکیل سے مل کر قانونی کاروائی کر کے اور پھر دہلی
آجائیں میں آپ کو کسی اچھی جماعت میں بھیج دوں گا، اگلے روز میں نے سہارنپور
جا کر اپنا بیان حلفی اور سرٹیفکیٹ وغیرہ بنوایا اور پھر اکتیس کی شام کو میں اور دنیش دہلی
پہنچے حضرت سے ملاقات کی اور پوری داستان سنائی، انہوں نے میرا نام حسن اور
دنیش کا نام حسین رکھا میں نے عرض کیا کہ ایک مست نے مجھے کلیر میں بتایا تھا کہ
تجھے ابدال بنایا، اس لئے میرا نام ابدال رکھ دیں تاکہ میں نام کا ابدال بن جاؤں،
کیا مشکل ہے کہ میرا اللہ مجھے پہنچا ہوا ابدال بنا دے، مولانا نے کہا کہ اللہ کے ایک
بہت پیارے بندے اور بزرگ حسن ابدال ہوئے ہیں میں آپ کا نام حسن ابدال
رکھتا ہوں تاکہ آپ ابدال بھی اچھے والے بن جائے، جس اللہ نے آپ کو

پر وا مہا دیو میں شرک کی منزل پر ہدایت عطا فرمائی اور اپنی آغوش رحمت میں آپ کو اٹھا لیا اس اللہ کے لئے ابدال بنانا بہت آسان ہے، مولانا صاحب نے کہا مجھے امید ہے آپ ابدال ضرور بنیں گے، انشاء اللہ اور بلکہ ابدال سے بھی آگے اللہ آپ کو کچھ بنائیں گے، میں نے مولانا صاحب سے جب اپنی چار سالہ تپسیا کی بات بتائی کہ میں نے برت پر برت رکھا ہے، تین چلے ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر یگیہ کیا ہے، چھ مہینے بہت نہ کے برابر سویا ہوں، کتنے آشرموں میں جیسے کوئی بتا تا رہا محنت کرتا رہا ہوں مولانا صاحب رونے لگے اور بولے اصل میں تمہاری ان تکلیفوں کے ہم مجرم ہیں کہ ہم نے آپ کو بتایا نہیں پھر بھی اللہ کا شکر ہے کہ اللہ تو آپ کے پالنہار ہیں خود ہی اللہ نے آپ کے لئے راہ نکال دی، مولانا نے مجھے ایک مولانا صاحب کے صاحب کے ساتھ مرکز نظام الدین بھیج دیا پہلی اگست کو ہم جماعت میں متھرا چلے گئے، جماعت تین چلے کی تھی، آگرہ متھرا کے چلّے کے بعد میرا دل نہیں بھرا، میرا قاعدہ مکمل ہوا، اردو بھی میں نے پڑھنا شروع کر دی تو امیر صاحب نے ہمیں دوسرے چلے میں جانے کا مشورہ دیا جماعت میں میرے ساتھ عجیب عجیب حالات آئے، ایک دو دفعہ نہ جانے ساتھیوں سے کس طرح بچھڑ گیا، کچھ عجیب عجیب لوگوں سے میری ملاقاتیں ہوئیں، انہوں ں نے مجھے کیسی کیسی عجیب چیزیں دکھائیں اور جب میں ذرا خیال کرتا کہ میری جماعت! تو اچانک جیسے زمیں میرے پیروں کے نیچے بھاگ رہی ہو، جس طرح ریل میں یا گاڑی میں بیٹھ کر لگتی ہے ایسا لگتا اور میں اپنی جماعت کے ساتھ ہوتا ایسا میرے ساتھ ۸، ۹ بار ہوا، مجھے خواب دکھائی دیتا جیسے میں پروں والا پرندہ ہوں، یہاں اڑا، وہاں اڑا، یہاں پہنچا، وہاں پہنچا سوتے میں میں اڑنے لگتا، ایک روز تعلیم میں فضائل اعمال میں ابدالوں کا

ذکر آیا میں نے امیر صاحب سے معلوم کیا کہ ابدال کیا ہوتے ہیں؟ انہوں نے تفصیلات بتائیں کہ اللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں، جن کے پیروں میں زمین سکڑ جاتی ہے، جس طرح فیلڈ افسروں کو گاڑی دی جاتی ہے اسی طرح ابدالو کو طرح طرح کے کمالات اور کرامات دی جاتی ہیں، مجھے دھن سی لگ گئی، میرے اللہ مجھے تو ابدال بنا دے، پوری جماعت یہ دعا کرتا رہا اس کے بعد میرے ساتھ جماعت سے بچھڑنے وغیرہ کے معاملے ہوئے۔

سوال: آپ نے ابی سے یہ حالات بتائے؟

جواب: دو گھنٹے تک حضرت نے کارگزاری سنی، اصل میں حضرت نے مجھے سختی سے منع کر دیا تھا کہ جماعت میں کسی کو مت بتانا کہ میں کاوڑ لے جا رہا تھا اور وہیں مسلمان ہوا ہوں، بس میں نے ایک روز امیر صاحب سے آخر میں ذکر کیا، آج میں نے مولانا صاحب سے کہا آپ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے ابدال بنا دے، مولانا نے کہا کہ دال بننے سے کیا ہوگا، گوشت بنیئے ابدال تو تم ہو ہی انسان گوشت کا بنا رہے اس کے لئے یہ ہی بہتر ہے، جب میں نے ضد کی تو مولانا صاحب نے کہا کہ بس اللہ ایمان پر خاتمہ فرما دیں اور اپنے نبی ﷺ کے طریقے پر چلا دیں اور سب سے زیادہ یہ کہ انسان بنا دیں، اس کی دعاء کرنا چاہیئے ابدال ہونا، کشف کرامت کی تمنا کرنا یہ بھی ایک طرح غیر ہی ہیں، جس طرح دیو دیوتا کی تمنا کرنا شرک ہے اسی طرح یہ بھی ایک طرح خاص لوگوں کے لئے شرک کی طرح ہے، بس اللہ کو راضی کرنے کی فکر کرنا چاہیئے اس کے لئے دعوت کے کام کو مقصد بنائیے، جہاں تک ابدال اور غوث بننے کی بات ہے آدمی اپنے اللہ کی رضا میں سچا ہو تو ابدال اور غوث تو یوں ہی اللہ بنا دیتے ہیں آپ کے حالات بتا رہے ہیں کہ اللہ آپ کو ضرور ابدال ہی نہیں اس سے آگے

بنائیں گے۔

سوال : اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟

جواب : مجھے حضرت نے چند روز کے لئے ایک اللہ والے کے یہاں جا کر رہنے کا مشورہ دیا ہے۔

سوال : آپ کے دو ساتھی جو کاوڑ میں ساتھ تھے ان کا کیا ہوا؟

جواب : وہ گھر آ کر ۱۵؍روز کے بعد مولانا سے آ کر ملے تھے، بعد میں وہ بھی جماعت میں چلہ لگا کر آئے اور گھر والوں پر کام کر رہے ہیں۔

سوال : آپ کے ساتھی دنیش کمار کا وقت کیسا گزرا؟

Page 144

جواب : الحمدللہ اس کا وقت بھی بہت اچھا گزرا وہ بہت سیدھا سادھا اور بھلا آدمی ہے، اس کے نیچر میں برائی پہلے ہی سے نہیں ہے بس کلمہ پڑھ کر بہت اچھا مومن انسان وہ بن گیا، ہماری پوری جماعت میں سب سے اچھا وقت دنیش کا لگا، سارے ساتھی اس کی خدمت میں بہت خوش تھے۔

سوال : آپ نے ساتھیوں کی خدمت نہیں کی؟

جواب : میرے ساتھ ایک دو عجیب باتیں ہوگئی تھیں، اس لئے ساتھی مجھے نہ جانے کیا سمجھنے لگے اور سب میری خدمت کرتے تھے مجھے نہ جانے کیا کیا کہتے تھے دعا کو کہتے تھے، مجھے ڈر بھی لگتا تھا کہ میرے اندر کی خرابی ان کو معلوم ہو جائے گی تو سارا بھرم کھل جائے گا، میں اللہ سے دعا بھی کرتا تھا۔

سوال : ابی نے آپ کو دعوت کا کام کرنے کے لئے نہیں کہا؟

جواب : آج بیٹھ کر خاکہ بنایا ہے، حضرت نے مجھے کہا ہے کہ پہلے اپنے کو بنانے کی فکر کیجئے، یہ ہمارا دیش محبت والوں اور روحانیت والوں کا دیش ہے، اگر اندر کو صاف

کر کے اور بنا کے روحانیت کی ترقی ہو جائے، تو ان میں خصوصاً مذہبی لوگوں میں کام زیادہ آسان ہوگا، اس لئے مجھے کچھ روز کے لئے ایک جگہ بھیج رہے ہیں وہاں ذکر وغیرہ بتائے ہیں دعا کیجئے اللہ تعالیٰ میرے اندر کا کھوٹ نکال دے اور حضرت کا میرے بارے میں جو ارادہ ہے وہ پورا ہو جائے۔

سوال : انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ ضرور پورا کریں گے، بہت بہت شکریہ، حسن بھائی کسی وقت حسین بھائی سے بھی ملوائیے، تاکہ ان سے بھی باتیں کی جاسکیں؟

جواب : جب آپ کہیں گے میں ان کو انشاء اللہ بلا دوں گا،

سوال : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، بہت بہت شکریہ

جواب : احمد بھائی اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ نے میرے دل کی چاہت پوری کرا دی ارمغان میں میری کارگزاری آئے گی اور آپ کا بھی شکریہ، دھنیہ واد۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، اکتوبر ۲۰۰۸ء

ندیم احمد صاحب سے ایک ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ندیم احمد : وعلیکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : ندیم صاحب، ابی سے آپ کا ذکر سنتے تھے ملاقات کا اشتیاق تھا آج ابی نے بتایا کہ آپ ایک سال کی جماعت میں جارہے ہیں اور مرکز نظام الدین سے کسی نئی جماعت میں جانے والے ہیں جانے سے پہلے آپ ملاقات کے لئے مسجد خلیل اللہ آرہے ہیں خوشی ہوئی کہ ملاقات ہوجائے گی۔

جواب : احمد بھائی میرے تین چلے باقی ہیں، الحمدللہ ایک چلہ پہلے اور پھر چھ چلے لگا تار لگ گئے ہیں ابھی ہم لوگ گودھرا میں وقت لگا کر آئے ہیں، مرکز آیا تھا تو مولانا صاحب (مولانا کلیم صدیقی) کو فون کیا معلوم ہوا دہلی میں ہیں، بحرین وغیرہ کا سفر ہے بہت خوشی ہوئی جیسے لاٹری نکل گئی ہو الحمدللہ اس دوران میری بار بار اللہ تعالیٰ ملاقات کراتے رہے، کبھی کبھی جب میری ملاقات نہیں ہوتی ہے تو خواب میں ملاقات ہوجاتی ہے، مولانا احمد صاحب اس سے بھی بہت تسلی ہوجاتی ہے۔

سوال : ندیم بھائی آپ سے ارمغان کے لئے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں؟

جواب : جی احمد بھائی میں بھی اسی لئے رکا ہوا ہوں، ابھی حضرت فرما کر گئے ہیں کہ احمد آرہے ہیں آپ سے انٹرویو لیں گے۔

سوال : آپ اپنے خاندان کا تعارف کرائیے؟

جواب : احمد بھائی میں جنوبی ہند کی مشہور ریاست کے مرکز میں ایک مراٹھا

Page 145

خاندان میں پیدا ہوا، والد صاحب ایک بینک میں منیجر تھے، ابتدائی تعلیم ایک اچھے اسکول میں ہوئی، بی کام کیا اور پھر ایم بی اے اس کے بعد میں انگلینڈ چلا گیا، ۴؍جنوری ۲۰۰۰ء کو میرے والد صاحب کا اچانک ہارٹ اٹیک ہوکر انتقال ہوگیا اور مجھے بیرون چھوڑ کر وطن لوٹنا پڑا، ہندوستان کے ایک بڑے مسلمان تاجر کے ساتھ وابستہ ہوگیا، پہلے منیجر کی حیثیت سے ایک کمپنی میں رہا بعد میں کمپنی کا ڈائر کٹر بن گیا الحمدللہ یہاں میں نے خوب کمایا، والد صاحب کا بھی اکیلا بیٹا ہوں انھوں نے بھی بہت سرمایا چھوڑا، میرے اللہ کا کرم ہے، فری میں مجھ گدھے کو ملیدہ کھلا رہے ہیں۔

سوال : اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیے؟

جواب : احمد بھائی، میرا اسلام میرے اللہ کی شان ہدایت کی کرشمہ سازی ہے،

سوال : ابی بھی آپ کے بارے میں اسی طرح کہا کرتے ہیں اس لئے تو اور بھی آپ سے ملنے کا اشتیاق تھا؟

جواب : میری کمپنی میں ایک خوبصورت لڑکی مسلم گھرانہ کی اکاؤنٹنٹ کی حیثیت سے کام کرتی تھی میں نے انگلینڈ سے آکر کمپنی میں کام شروع کیا تو پہلے ہی روز وہ مجھے بھا گئی، وہ شریف خاندان کی لڑکی تھی، روز بروز مجھے اس سے تعلق بڑھتا گیا، مذہب اور برادری کی دیوار توڑ کر میں ہر قیمت پر اس سے شادی کرنا چاہتا تھا، مگر وہ کسی طرح مجھ سے کام کے علاوہ بات کرنا بھی پسند نہ کرتی تھی میں نے بہت کوشش کی تہواروں پر بہانے سے اس کو تحفے دیئے اس کے لئے مجھے اور بھی لوگوں کو تحفے دینے پڑے اصل میں وہ اپنے خاندان کے ہی کسی لڑکے کے ساتھ شادی کی خواہش مند تھی، ہماری کمپنی کے مالک جو ایک بڑے سخی آدمی تھے، ان کا انتقال

ہوا، وہ کافی عمر رسیدہ تھے ان کے انتقال کے بعد جو خیر کے کام ان کے تعاون سے چل رہے تھے ایک وقت کے لئے بند ہو گئے اس کے لئے کچھ لوگوں کی رائے ہوئی کہ ان کے بڑے بیٹے (جو ایک طرح سے ذمہ دار تھے) سے حضرت مولانا کلیم صاحب کی ملاقات ہو جائے اور وہ انھیں ان کے والد کے واسطہ سے کئے جانے والے خیر کے کاموں سے واقف بھی کرائیں اور اس کام کے لئے وقت دینے کے لئے ان کی ذہن سازی بھی کریں لوگوں کے اصرار پر مولانا نے سفر کا پروگرام بنایا، ملاقات کا وقت طئے ہو گیا، والد صاحب کا دفتر الگ تھا اور صاحب زادے کا دفتر دوسری جگہ تھا، مولانا صاحب والد صاحب کے دفتر میں وقت مقررہ پر پہنچ گئے، آدھا گھنٹہ انتظار کے بعد انھوں نے دفتر سکریٹری کو فون کرنے کو کہا، معلوم ہوا کہ وہ اپنے دفتر میں انتظار کر رہے ہیں، دفتر سکریٹری نے اپنی گاڑی سے دوسرے دفتر پہنچایا وہ معذرت کے لئے اپنے دفتر کے باہر استقبال کے لئے نیچے آئے ملاقات آدھا گھنٹے کی طئے تھی مگر باتیں ہوتی رہیں تو ڈیڑھ گھنٹے تک باتیں ہوئیں، واپسی میں وہ گاڑی تک چھوڑنے کے لئے آنے لگے مولانا صاحب نے بہت اصرار سے لفٹ تک چھوڑ دینے کو کہا اور فرمایا کہ مہمان کو گھر کے دروازے تک چھوڑنا سنت ہے، بس لفٹ کے دروازے تک چھوڑنے سے سنت بھی ادا ہو جائے گی سیٹھ صاحب نے مجھے بلایا اور نیچے گاڑی تک مولانا کو چھوڑ کر آنے کے لئے کہا، میں مولانا صاحب کے ساتھ لفٹ میں دفتر کی ساتویں منزل سے سوار ہوا، پانچویں منزل پر جہاں ہمارا دفتر تھا وہاں جا کر لفٹ کھلی وہی لڑکی اس میں سوار ہوئی، مولانا صاحب نے بہت اچھی خوشبو لگا رکھی تھی ناک کے نکسوروں میں بار بار سانس لے کر بے اختیار زندگی میں پہلی بار اس نے مجھ سے اس انداز میں گفتگو

کی ''کیا خوشبو لگائی ہے، نظر نہ لگ جائے''

میں نے مولانا صاحب کو رخصت کیا دوسرے دفتر سکریٹری کو فون کیا جن سے مولانا صاحب کے بہت تعلقات تھے، میں نے کہا مولانا صاحب نے بہت اچھی خوشبو لگا رکھی تھی وہ خوشبو مجھے چاہئے، انھو نے مولانا صاحب سے معلوم کیا کہ آپ نے کون سی خوشبو لگا رکھی تھی مولانا نے بتایا کہ مجھے نام تو معلوم نہیں دوبئی سے ایک دوست نے ہدیہ میں دی تھی، انہوں نے مولانا صاحب سے کہا کہ وہ خوشبو ہمیں چاہئے، مولانا صاحب نے کہا میری جیب میں شیشی ہے وہ منگا لیں انہوں نے ڈرائیور بھیج کر وہ عطر منگوایا، میں نے وہ لگایا، اس لڑکی نے ہر دفعہ اس خوشبو کی تعریف کی میں نے وہ عطر کی شیشی اس کو دیدی، اس سے کچھ بات بنتی دکھائی دی لڑکی کے والد ارمغان پڑھتے تھے اس کی وجہ سے دعوت کا ذہن تھا مجھے کچھ معلومات ہوئیں تو میں نے ان کے والد صاحب سے پیغام کہلوایا کہ آپ اپنی لڑکی سے میری شادی کریں تو میں مسلمان ہو کر نکاح کے لئے تیار ہوں، انہوں نے سنا تو بہت استقبال کیا اپنی لڑکی کو راضی کرنے کی کوشش کی اور کسی طرح دباؤ دے کر اس کو راضی کر لیا اور مجھ سے کہا اسلام قبول کر کے جماعت میں چالیس روز لگا دیں تو ہم رشتہ کے لئے تیار ہیں ان کے ساتھ جا کر شہر کی جامع مسجد کے امام صاحب کے پاس جا کر میں نے کلمہ پڑھا اور جماعت میں چلا گیا، بنگلور میں میرا وقت لگا آ کر شادی ہو گئی۔

سوال: آپ کے خاندان والوں نے مخالفت نہیں کی؟

جواب: کچھ لوگوں نے اعتراض کیا، مگر خاندان میں ذرا آزادی رائے کا مزاج ہے، سب پڑھے لکھے لوگ ہیں بہت زیادہ مخالفت نہیں ہوئی۔

سوال: شادی کے بعد ازدواجی زندگی کیسی گزر رہی ہے؟

جواب: مولانا احمد صاحب، کیسی ازدواجی زندگی؟ اس لڑکی کو مجھ سے مناسبت نہ ہو پائی وہ بھی اپنی خاندان کے ایک لڑکے سے شادی چاہتی تھی، اس نے دل سے شاید یہ شادی رضامندی کے ساتھ نہیں کی تھی، بلکہ بعد میں معلوم ہوا کہ والد نے ان سے کہا تھا کہ اگر تم اس سے شادی کے لئے تیار نہیں ہوتی تو گھر سے چلا جاؤں گا، اس دباؤ میں اس نے منظور کرلیا تھا، نتیجہ یہ نکلا کہ اختلافات بہت جلدی ہوئے اور آٹھ ماہ میں، میں بھی عاجز آ گیا اور طلاق ہوگئی۔

سوال: اس شادی کی ناکامی کے بعد آپ کے دل میں پھر اسلام سے واپس جانے کا خیال نہیں آیا؟

جواب: اصل میں میرے کریم رب نے میرے لئے ہدایت لکھ دی تھی اس لئے مجھے اس کا بالکل خیال نہیں آیا اور جماعت میں وقت لگنے کے بعد مجھے اسلامی کتابوں کے مطالعہ کا شوق بھی ہوگیا تھا میرے اللہ نے یہ کرم فرمایا کہ طلاق ہونے اور اس مسئلہ کے ختم ہو جانے کے تیسرے روز مولانا کلیم صاحب ہمارے شہر میں تشریف لائے انہیں دفتر کے ایک جاننے والے نے میرے بارے میں بتایا مجھ سے ملنے آئے دو گھنٹہ میں ان کے ساتھ رہا وہ مجھے ایک پروگرام میں لے گئے، ایک جگہ دعوت میں اپنے ساتھ شریک کیا، اس ملاقات میں انہوں نے مجھے یہ سمجھانے کی کوشش کی، بلکہ یہ سمجھا دیا کہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر خاص کرم ہے کہ اس لڑکی کو سیڑھی بنا کر آپ کو اپنا بنانے کا نظم کیا، چند سال کی اس لڑکی کی محبت میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ محبت میں کتنا مزا ہے، اس دنیا کی ہر چیز فانی ہے، بے وفا اور دھوکہ دینے والی ہے، اکثر تو جیتے جی دھوکہ دے کر بے وفائی کر دیتی ہے، زندگی

میں وفا کریں تو آپ کی موت یا اس کی موت بے وفائی کا ذریعہ بن جاتی ہے، جب بنی ہوئی ان فانی اور بے وفا چیزوں اور حسینوں کی محبت میں اتنا مزا ہے تو پھر اس حسن حقیقی اور اس فانی حسن کو پیدا کرنے والے کے عشق اور محبت میں کتنا مزا ہوگا، مولانا صاحب نے کچھ اللہ والوں اور مشہور بزرگوں کے قصے سنائے ان کو دنیا کے کسی انسان سے عشق ہوا اور جب جنون حد کو پہنچ گیا تو اللہ نے اپنے سے لگا لیا مولانا صاحب نے مجھے یقین دلایا کہ مجھے امید ہے کہ آپ بھی ان اولیاء اللہ کے سلسلہ کی ایک کڑی بننے والے ہیں بس اب اس حسن حقیقی سے دل لگائیے اور پھر دیکھئے زندگی کا مزہ دنیا کے حسینوں کی محبت میں بے چینی ہے اور اس کی محبت میں چین ہی چین ہے سکون ہی سکون ہے مزا ہی مزا ہے میرے ایک دوست نے جو مولانا صاحب سے بیعت تھے مجھے مشورہ دیا کہ میں مولانا صاحب سے بیعت ہو جاؤں میں نے بھی مناسب سمجھا، مولانا نے پہلے مجھے دو بڑے بزرگوں سے تعلق قائم کرنے کا مشورہ دیا مگر میں نے جب اصرار کیا کہ آپ کی خوشبو میرے لئے ہدایت کی خوشبو بنی ہے تو پھر میں آپ کے علاوہ کسی کا دامن نہیں پکڑ سکتا، مولانا صاحب نے مجھے توبہ کرائی اور اپنے حضرت مولانا سید ابوالحسن ندوی نور اللہ مرقدہٗ کے سلسلہ میں بیعت کیا۔

سوال: اس کے بعد جماعت میں سال لگانے کا آپ نے کس طرح پروگرام بنایا؟

جواب: میرا دل دنیا کے جھمیلوں سے بہت گھبرا رہا تھا میں نے حضرت سے کہا کہ میں نے اتنا کما لیا ہے اور میرے والد صاحب نے اتنا چھوڑا ہے کہ میرے ساتھ ایک دو خاندان بھی پچاس سال مزے سے کھا سکتے ہیں اب میرا دل چاہتا

ہے کہ بس میں کہیں اللہ کا ہوکر رہ جاؤں بس آپ مجھے اپنے ساتھ رکھ لیجئے، حضرت نے فرمایا، اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ دنیا میں رہ کر اللہ کے رہو دل میں دنیا نہ بسے رہبانیت یعنی دنیا چھوڑ کر لگ جانے کی اسلام تعلیم نہیں دیتا، البتہ آپ اسلام کو پڑھئے اور سلوک طئے کیجئے قرآن مجید کو اس طرح پڑھئے کہ نہ صرف آپ کی سمجھ میں آجائے بلکہ آپ خود چلتا پھرتا قرآن بنئے جس طرح صحابہ کرام قرآن مجید پڑھتے تھے اور اپنی زندگی کو دعوت کے لئے وقف کر دیجئے دعوت اللہ کے نزدیک کائنات کی سب سے محبوب چیز ہے اور جو مجسم دعوت بن جاتا ہے وہ بھی اللہ کا محبوب بن جاتا ہے، میں نے کہا جب میں نے آپ کا دامن پکڑا ہے تو پھر آپ ہی میری زندگی کا نظام بھی بنوا دیجئے مولانا صاحب نے فرمایا ابھی دو روز یہاں ہوں، انشاءاللہ سوچ کر مشورہ سے طئے کریں گے اگلے روز حضرت کا فون میرے پاس آیا مجھے بلایا اور مجھ سے بتایا کہ ایک بہت ہی سلجھے ہوئے عالم اور مفتی ایک سال کے لئے جماعت میں جا رہے ہیں، میری خواہش ہے کہ آپ ان کے ساتھ سال لگا دیں، میں ان کو آپ کی تعلیم کا نصاب بنا کر دے دوں گا وہ راضی ہیں کہ دوران جماعت میں پڑھا دوں گا میں نے ارادہ کر لیا حضرت نے مجھے معمولات بھی بتائے اور بتایا کہ جماعت سے رابطہ بھی رکھیں ابتدا میں تسبیحات، پھر جہری ذکر اور اس کے بعد ذکر قلبی بتایا، الحمدللہ اب میرا سلطان الاذکار چل رہا ہے، قرآن شریف مع ترجمہ کے میں نے اس طرح پڑھ لیا ہے کہ الحمدللہ میں بلا تکلف پڑھا سکتا ہوں میں نے الحزب الاعظم حفظ کر لی ہے اللہ نے میرے وقت میں بہت برکت دی ہے۔

سوال: آپ کا وقت کہاں کہاں لگا؟

جواب: شروع میں تین چلے کرناٹک میں میسور اور بنگلور میں لگے اس کے بعد

ایک چلہ اعظم گڑھ اجتماع کی محنت میں لگا دو چلے آندھرا میں اور باقی مہاراشٹر میں لگے اب ہمارا رخ بہار کی طرف بنائے دو چلے باقی ہیں،

سوال: اب آپ کا کیا پروگرام ہے؟ یعنی جماعت سے آنے کے بعد،

جواب: اصل میں یوں تو آخر فیصلہ ہمارے حضرت کا ہی ہوگا، میری نیت دعوت کے لئے وقف ہونے کی ہے آج حضرت نے فرمایا کہ جلدی سے دو چلے پورے ہو جائیں تو آپ کو ملک سے باہر دعوت کے لئے بھیجنا طئے کر دیا ہے اللہ تعالیٰ بس اس گندے کی زندگی کو کسی کام میں لگا دیں میں نے جماعت میں بہت دعائیں بھی کی ہیں میرے حضرت بھی ہر ملاقات میں یہی فرماتے رہے کہ کسی ملازم کی سرکار کے ذریعہ پوسٹنگ ہو جائے تو آلات و وسائل سرکار خود دیتی ہے، گاڑی دفتر، وردی قلم سب سرکار کی ذمہ داری ہوتی ہے آپ ہیڈ آفس سے اپروول (منظوری) کرالو اللہ کے راستہ میں دعائیں قبول ہوتی ہیں اب لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ہر دعا قبول کرتے ہیں، ہمارے اکثر جماعت کے ساتھیوں کو بھی ایسا گمان ہوتا ہے کہ ندیم کی دعائیں قبول ہوتی ہیں کرناٹک اور مہاراشٹر میں علاقہ کے لوگ میرے پاس دعا کو آتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ مستجاب الدعوات میں ہمارے لئے دعا کیجئے میں دعا کرتا میرے اللہ اپنے ایمان والے بندوں کے گمان کی لاج رکھ لیجئے الحمدللہ دعا قبول ہوتی تھی میرے حضرت نے جماعت میں پوری دنیا کی ہدایت کے لئے دعا کو بھی کہا تھا اس کے لئے بھی میں اللہ سے دعا کرتا ہوں۔

سوال: ابھی بتا رہے تھے کہ راہ سلوک میں آپ نے بہت کم وقت میں بڑی ترقی کی ہے؟

جواب: اگر حضرت فرما رہے تھے تو میرے لئے بڑی خوشی کی بات ہے یہ حقیر تو

اپنے حال پر جب غور کرتا ہے تو کائنات کی بدتر مخلوق اپنے کو مانتا ہے اس احساس شرمندگی اور کمتری میں ایک چلہ تک میرا یہ حال ہوتا کہ میرا خودکشی کرنے کو دل چاہتا تھا کہ ایسے ناپاک سے اللہ کی زمین کو پاک ہوجانا چاہئے، حضرت سے بار بار فون پر عرض کرتا تھا، حضرت نے فرمایا یہ مقام فنا ہے مبارک ہو، حضرت کے فرمانے سے تھوڑی سی تسلی ہوجاتی تھی الحمدللہ ذکر میری زندگی بن گیا ہے اور اب الحمدللہ، اللہ کے فضل سے میرا قلب عجیب وغریب طرح جاری ہوگیا ہے، لطائف ستہ بھی میرے حضرت کی برکت سے جاری ہوگئے ہیں، خواب بھی بڑے اچھے دکھائی دیتے ہیں مگر یہ سب تو بقول حضرت بس کھلونے ہیں جن سے اس راہ کے بچوں کو بہلایا جاتا ہے اصل تو یہ ہے کہ اللہ ایمان پر خاتمہ فرمادیں اور مغفرت فرمادیں اور زندگی کی دین کی کچھ خدمت سے قیمت بن جائے

سوال: ندیم بھائی آپ سے مل کر اس کا تصور نہیں کیا جاسکتا کہ آپ ایک دو سال کے مسلمان ہیں، آپ کی بول چال، چال ڈھال، آپ کا حلیہ کسی ادارہ یا علمی گھرانے کے کوئی عالم کا لگتا ہے حالانکہ آپ کسی دوسرے ماحول میں پروان چڑھے ہیں۔

جواب: احمد بھائی! اللہ کے خزانے میں کسی چیز کی کمی نہیں، میرے حضرت کہتے ہیں کہ آپ ہندو گھرانے میں پل کر بھی اسلامی فطرت پر تھے، اس لئے آپ کو بہت جلدی اسلام ظاہر وباطن سے بھا گیا، مجھے بھی ایسا لگتا ہے کہ میں اسی دنیا کے لئے پیدا کیا گیا تھا، بلکہ ہندوانہ طور طریق مجھے بیگانہ سے محسوس ہوتے ہیں۔

سوال: آپ کا دوسری شادی کے بارے میں کیا پروگرام ہے؟

جواب: میرا دل اس جھمیلے میں پڑنے کو تیار نہیں اور چونکہ میں نے اپنے آپ کو

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

کسی کے حوالہ کر دیا ہے اس لئے مجھے کچھ کہنے کا حق بھی نہیں، جیسے ڈور ملے گی، ویسے ہی گڈا ناچے گا،

سوال: ماشاء اللہ واقعی، ابی حضرت رائپوری کا ملفوظ سناتے ہیں کہ ''ارادت کا مزہ فٹ بال بن جانے میں ہے'' کسی کا ہونے کا فائدہ تو اسی طرح ہوتا ہے آپ کو یہ جذبہ اور خود سپردگی مبارک ہو۔

جواب: آپ دعاء کیجئے اللہ تعالیٰ فٹ بال بنادیں اور اس سے زیادہ موت تک بنائیں رکھیں۔

سوال: قارئین ارمغان کے لئے آپ کوئی پیغام دیں گے؟

جواب: ہمارے حضرت فرماتے ہیں یہ زمانہ ہے جب اللہ کی طرف سے ہدایت نازل ہورہی ہے، ہم لوگ اس سنہرے موقع سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے حصے میں جتنا ہوسکے لوگوں کی ہدایت لکھوائیں مجھے خود بھی ایسا ہی لگتا ہے، یہ اللہ کی طرف سے ہدایت کا فیصلہ ہی تو ہے کہ اللہ نے ایک ناجائز تعلق کو میرے لئے ہدایت کا ذریعہ بنادیا اگر ہم مسلمان ذرا سی فکر کریں تو دنیا کا نقشہ اسلامی بن سکتا ہے۔

سوال: آپ نے جماعت میں وقت لگانے کے دوران کچھ غیر مسلم لوگوں پر بھی کام کیا؟

جواب: بہت زیادہ تو میں نے کام نہیں کیا، کسی دکان پر سامان وغیرہ خریدنے یا ذاتی ضرورت سے جاتا تھا تو کسی نہ کسی سے ضرور بات کرتا تھا، اعظم گڑھ کے اجتماع میں حضرت مولانا سعد صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ ''ہم انفرادی طور پر تو سب کو دعوت دینے کی بات کہہ رہے ہیں اور دوران سفر جماعتیں ٹرین وغیرہ میں سب کو ذہن میں رکھ کر تعلیم کریں'' الحمدللہ اس کے بعد سے میرے لئے

جماعت کے ساتھیوں کو ترغیب دینے کا موقع ملا اور اب تک ۷۷ رغیر مسلم مشرف باسلام ہو چکے ہیں، وقت پورا ہونے کے بعد انشاء اللہ حضرت کے مشورے سے کام کرنا ہے،

سوال: بہت بہت شکریہ ندیم بھائی ! اللہ آپ کے وقت کو آپ کے ارادوں کو ساری انسانیت کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائے ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جواب: آمین، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاداز ماہنامہ ارمغان ، اگست ۲۰۰۸ء

دوسری جلد کے مضامین

عرض مرتب (جلد دوم)

اسلام دین فطرت ہے اس کا ہر شعبہ ہر لمحہ فطرت کو اپیل کرتا ہے اس لئے ہر دور اور ہر علاقہ میں اس کی دعوت انسانیت کے ہر مسئلہ کا حل مانی گئی، آج کے اس جدید دور جہالت میں جب کہ ہر طرف الحاد، ارتداد اور لا مذہبیت کی دعوت زور شور سے پیش کی جارہی ہے وہیں اسلام وایمان کی دعوت بھی موثر ثابت ہورہی ہے اور لاکھوں لوگ پروانہ وار اسلام کی آغوش میں پناہ حاصل کررہے ہیں۔

اس سلسلہ کی ایک زبر دست اور مضبوط کڑی طبیب دل ،مرشد روحانی، داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی مدظلہٗ العالی کی ذات بابرکت ہے جن کی فکروکڑھن کی بدولت لاکھوں بندے جو کفر وشرک میں مبتلا تھے اللہ نے انہیں ایمان کی دولت سے سرفراز کیا ہے زیر نظر کتاب ''نسیم ہدایت کے جھونکے'' دراصل انہی اہل ایمان کے حصول ایمان کی پر لطف اور نصیحت آموز حکایاتِ حال ہیں جس کی پہلی جلد اللہ کی توفیق سے ہم نے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی اللہ نے اسے مقبولیت سے نوازا اور اندازہ سے زیادہ فرزندان توحید اس سے مستفید ہوئے داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی مدظلہٗ العالی کے خلوص، دعاؤں اور توجہات کی برکت سے دیکھتے ہی دیکھتے ۲۵/روز کی قلیل مدت میں پہلا ایڈیشن (ایک ہزار) ختم ہو گیا، پہلی جلد کے مطالعہ کے بعد تعلق رکھنے والے حضرات کا اصرار ہوا کہ جتنی جلدی ہو اس سلسلہ کی دوسری جلد حاضر خدمت کردی جائے لہٰذا بلا کسی تاخیر کے ''نسیم ہدایت کے جھونکے'' کی الحمد للہ

دوسری جلد پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

کتاب کا نام حضرت مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی مدظلہٗ العالی کا تجویز کردہ ہے اور مقدمہ بھی حضرت مولانا نے ہی عنایت فرمایا ہے، اللہ حضرت کا سایہ عاطفت تادیر انسانیت کے سروں پر قائم رکھے اور ہم سب کو ان سے بھرپور استفادہ کی توفیق عطا فرمائے محترم مولانا عبدالمصور صاحب ندوی زید مجدہم ڈونگر گاؤں نوی ضلع آکولہ اور برادرم محمد یعقوب علی ولد جناب میر واجد علی صاحب عادل آبادی نے اس کتاب کے مسودہ پر نظر ثانی فرما کر مفید مشورے دیئے اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزائے خیر عطا فرمائے اور دعوتی کارگزاریوں کی اس دستاویز کی طباعت کو ہدایت عامہ کا سبب اور امت مسلمہ کے لئے دعوت کے کام پر کھڑا ہونے کا ذریعہ بنائے۔

محمد روشن شاہ قاسمی

مہتمم دارالعلوم سونوری

۲۶/رجب المرجب ۱۴۳۰ھ م ۲۰/جولائی ۲۰۰۹ء،

بروز پیر

ایک خوش قسمت نومسلمہ آمنہ (انجو دیوی) سے

ملاقات

سدرۃ ذات الفیضین : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آمنہ : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : بہن آمنہ! اللہ تعالی کی ہدایت کا کرشمہ ہے کہ اللہ نے آپ کو بت پرستی کے

گڑھ میں اپنی شان ہدایت دکھا کر ہدایت عطا فرمائی، آپ سے ملاقات کا بہت اشتیاق تھا، آپ کو دیکھ کر اور مل کر بہت خوشی ہوئی، ابی آج کل اپنی تقریروں میں آپ کا بہت ذکر کرتے ہیں۔

جواب : (روتے ہوئے) سدرہ بہن! بلاشبہ میرے کریم رب کیسے کریم ہیں، کہ مجھے کس طرح دردر کی پوجا کی ذلت سے نکال کر اپنے در پر لگالیا، بس آپ دعا کیجئے کہ مرتے دم تک اللہ ہمیں ایمان پر رکھے اور مجھ سے راضی رہے۔

سوال : ابی نے آپ کو یہاں، خاص طور پر بلایا ہے تاکہ میں ارمغان کے لئے آپ سے کچھ باتیں کروں، ہمارے یہاں پھلت سے ایک اردو میگزین ''ارمغان'' نکلتا ہے اس میں چند سالوں سے اسلام قبول کرنے والے لوگوں کے انٹرویو شائع کئے جارہے ہیں، ادھر کچھ روز سے مردوں کے انٹرویو ہی چھپ رہے ہیں، اس لئے ابی نے آپ کو خاص طور پر بلایا ہے، آپ سے مجھے کچھ باتیں کرنی

ہیں، عام طور پر اسماء باجی یہ انٹرویو لیتی ہیں، میں پہلی بار آپ سے انٹرویو لے رہی ہوں؟

جواب : مجھے بھی حضرت مولانا نے یہی بتایا ہے، آپ بتائیں کہ میں کیا بتاؤں؟

سوال : سب سے پہلے آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیں؟

جواب : پوری دنیا میں شرک و بت پرستی کے سب سے بڑے ملک کے، سب سے بڑے شرک و بت پرستی کے مرکز رشی کیش میں، میں پیدا ہوئی، رشی کیش میں چار بڑے آشرموں میں سے ایک، بڑے آشرم کے ذمہ دار میرے پتا جی (والد صاحب) ہیں جو بہت مشہور ہیں اور ہندوستان کے بڑے پنڈت جانے جاتے ہیں، میں ۲۰/اپریل ۱۹۸۵ء کو رشی کیش میں پیدا ہوئی میرا نام میرے گھر والوں نے انجو دیوی رکھا، میرے ایک بڑے بھائی اور بڑی بہن ہے، ابتدائی تعلیم رشی کیش کے ایک انگلش میڈیم اسکول میں ہوئی، جو ہمارے پتا جی کی ٹرسٹ چلا رہی ہے، میں نے ہائی اسکول کے بعد سائنس سے انٹرمیڈیٹ اس کے بعد بی ایس سی کیا، اس سال ایم ایس سی کر رہی ہوں

سوال : اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتایئے؟

جواب : بہن کیا بتاؤں، میرا رب جس کی شان ہدایت نے مجھے اپنی گود میں اٹھا لیا، اس کی شان یہ ہے کہ روز رات کے اندھیرے سے دن کو نکالتا ہے ایسے ہی میری زندگی کو بھی بت پرستی کے اندھیرے سے اس رب کریم نے ایمان کے اجالے میں نکالا، ہمارے آشرم میں ایک گھناؤنا حادثہ پیش آیا، ایک ہندو بہن اپنی جوان بچی کے ساتھ پوجا کے لئے گئی، ایک سادھو جو ابھی چند مہینوں سے وہاں

رہتا ہے، نے ان کو کچھ دینے کے بہانے سے بلا کر اپنے ساتھی کے ساتھ ان دونوں سے منھ کالا کیا، بعد میں بات کھل گئی پورے آشرم میں چرچا ہوا، مجھے بھی معلوم ہوا، میں نے اپنے پتا جی سے کہا کہ اس آشرم کو ان تمام سادھوؤں کے ساتھ آگ لگا دینی چاہئے بلکہ آپ کو اور ہم کو سب کو سزا کے طور پر جل جانا چاہئے کہ آشرم کے ذمہ دار آپ ہیں، اس کی وجہ سے مجھے آشرم سے نفرت ہوگئی اور پوجا کے لئے جانا بند کر دیا، ایک رات میں سوئی تو خواب دیکھا کہ میں آشرم میں پوجا کے لئے گئی تو میرے پیچھے دو سادھو لگ گئے، وہ مجھے پکڑ کر اپنے کمرے میں لے جانے لگے، میں کسی طرح چھوٹ کر بھاگی، وہ بھی میرے پیچھے دوڑے، میں دوڑتی رہی، بیسوں میل تک وہ بھی میرے پیچھے مجھے پکڑنے کے لئے دوڑتے رہے، ان سب میں سے ایک جو مہاراج کہلاتے ہیں پچاس سال کی عمر کے باوجود میرے پیچھے دوڑ رہے ہیں، میں تھک کر ہلکان ہو رہی ہوں اور خیال آیا کہ بس اب میری ہمت جواب دے چکی ہے یہ مجھے ضرور پکڑ لیں گے اور میری عزت جائے گی، عین اس وقت میں نے دیکھا کہ ایک چھوٹی سی مسجد کے دروازے پر ایک مولانا چشمہ اور ٹوپی لگائے کھڑے ہیں اور بولے بیٹا رکو! ادھر آجاؤ، یہاں مسجد کے اندر آجاؤ، میں جان بچا کر مسجد کے اندر داخل ہوگئی فوراً انھوں نے دروازہ بند کر دیا اور بڑی محبت سے بولے بیٹا اب یہ تمھارا گھر ہے، یہاں تمھیں کوئی بری آنکھ سے بھی نہیں دیکھ سکتا میری آنکھ کھل گئی میری عجیب سی کیفیت تھی، رات کے تین بج رہے تھے، اس کے بعد صبح تک میری آنکھ نہیں لگی، مجھ پر اس خواب کا ایسا اثر تھا، جیسے یہ واقعہ میرے ساتھ جاگتے میں ہوا ہو، عجیب بے تابی سی مجھ پر سوار تھی، دن میں دس بجے میرے دل میں خیال آیا کہ ان پنڈتوں سے میری عزت بچنے والی نہیں، مجھے

مولویوں کو تلاش کرنا چاہئے، شاید اسلام میں میری عزت بچے گی، میں نے اپنے آپ کو سمجھایا کہ یہ سپنا (خواب) تھا کوئی حقیقت تو نہیں تھی، مگر جیسے اندر سے مجھے کوئی جھنجھوڑ رہا تھا، یہ خواب تھا مگر سو سچائیوں کا سچا، اس کشمکش میں میرے دل میں خیال آیا کہ میں اپنے موبائیل سے ایسے ہی فون ملاؤں، اگر وہ فون کسی مسلمان کے فون پر مل گیا تو میں سمجھوں گی کہ اسلام میں میری عزت بچے گی مجھے مسلمان ہو جانا چاہئے، اور اگر فون کسی ہندو کا ملا تو میں سمجھوں گی کہ یہ خواب ہے۔ میں نے ویسے ہی من من میں اپنے مالک سے پرارتھنا (دعا) کی، میرے مالک! میرے دودھ کا دودھ پانی کا پانی کردے، یہ دعا کر کے میں نے فون ملایا، گھنٹی بجی تو میں نے پوچھا کہ آپ کون صاحب بول رہے ہیں؟ انھوں نے کہا: میں محمود بول رہا ہوں۔ میں نے کہا: کہاں سے بول رہے ہیں؟ انھوں نے کہا: مظفر نگر ضلع کے فلاں گاؤں سے بول رہا ہوں میں نے کہا: مجھے مسلمان ہونا ہے۔ وہ بولے: مسلمان کیوں ہونا چاہتی ہو؟ میں نے کہا کہ اسلام سچا دھرم ہے اور اسلام ہی میں ایک لڑکی کی عزت بچ سکتی ہے۔ وہ بولے: تم کہاں سے بول رہی ہو؟ میں نے کہا رشی کیش سے، انھوں نے بتایا کہ مسلمان ہونے کے لئے آپ کو پھلت ہمارے حضرت کے پاس جانا ہوگا ان کا نام مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی ہے، پھلت ضلع مظفر نگر میں کھتولی کے پاس گاؤں ہے، میں ان کا فون نمبر آپ کو دے دوں گا، میں نے کہا دے دیجئے، انھوں نے کہا کہ ابھی میرے پاس نہیں ہے، ایک گھنٹہ بعد تم فون کر لینا میں تلاش کر لوں گا، میں نے ان سے کہا کہ میں اگر اسلام قبول کروں گی تو میرے گھر والے تو مجھے نہیں رکھ سکتے، میں پھر کہاں رہوں گی؟ انھوں نے کہا: میرا ایک بڑا بیٹا تو ایکسیڈینٹ میں انتقال کر گیا ہے، میرا ایک

لڑکا ہے جس کی عمر ابھی پندرہ سال ہے، اگر تو مسلمان ہو گئی تو میں تمہاری اس سے شادی کر دوں گا اور تم میرے گھر میں رہنا۔ میں نے کہا کہ وعدہ یاد رکھنا۔ انہوں نے کہا کہ یاد رہے گا۔ مجھے بے چینی تھی، مجھے ایک گھنٹہ انتظار کرنا مشکل ہو گیا، پچاس منٹ کے بعد میں نے فون کیا، مگر ان کو مولانا کا فون نہ مل سکا، اس کے بعد گھنٹہ آدھ گھنٹہ بعد ان کو فون کرتی رہی اور معذرت بھی کرتی رہی کہ آپ کو پریشان کر دیا مگر مجھ سے بغیر اسلام کے رہا نہیں جاتا، انہوں نے کہا کہ صبح کو میں خود تمہیں فون کروں گا۔ بڑی مشکل سے صبح ہوئی نو بجے تک میں انتظار کرتی رہی، نو بجے کے بعد میں نے پھر فون کیا فون اب بھی نہ ملا تھا، انہوں نے بتایا کہ میں نے آدمی بھیجا ہے بڑولی، وہ وہاں سے فون نمبر لے کر آئے گا، ساڑھے گیارہ بجے فون ملا، میں نے فون نمبر لے کر مولانا صاحب کو فون کیا، فون کی گھنٹی بجی، مولانا صاحب نے فون اٹھاتے ہی کہا: السلام علیکم، میں نے کہا: جی سلام، کیا آپ مولانا کلیم ہی بول رہے ہیں؟ انہوں نے کہا جی کلیم بول رہا ہوں، میں نے کہا کہ مجھے مسلمان ہونا ہے، مولانا صاحب نے کہا آپ کہاں سے بول رہی ہیں؟ میں نے کہا رشی کیش سے، مولانا نے کہا کہ آپ کیسے آئیں گی؟ میں نے کہا، اکیلے ہی آؤں گی، مولانا نے کہا، فون پر ہی آپ کلمہ پڑھ لیجئے، انہوں نے کہا کہ فون پر بھی مسلمان ہو سکتے ہیں، کہا کہ ہاں کیوں نہیں ہو سکتے، بس اپنے مالک کے لئے جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے اس کو حاضر ناظر جان کر سچے دل سے کلمہ پڑھ لیجئے کہ اب میں مسلمان بن کر قرآن اور اسکے سچے نبی کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق زندگی گذاروں گی، میں نے کہا، پڑھائیے! مولانا صاحب نے کلمہ پڑھایا اور کہا کہ اب ہندی میں اس کا ارتھ (ترجمہ) بھی کہہ لیجئے، ابھی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ

میرے فون میں پیسے ختم ہوگئے اور بات کٹ گئی، میں جلدی سے بازار گئی اور فون میں پیسے ڈلوائے، مگر اس کے بعد مولانا صاحب کا فون نہیں مل سکا، میں بہت تلملاتی رہی اور اپنے کو کوستی رہی کہ ''انجو'' تیرے من میں ضرور کوئی کھوٹ ہے، تبھی تو تیرا ایمان ادھورا رہا، میں اپنے مالک سے دعا کرتی رہی، میرے سچے مالک! آپ نے کہاں اندھیرے میں میرے لیے ایمان کا نور نکالا، میں تو گندی ہوں، میں ایمان کے لائق کہاں ہوں، مگر آپ تو داتا ہیں جس کو چاہیں بھیک دے سکتے ہیں، تیسرے روز میں نے آنکھ بند کرکے رو رو کر دعا کی اور فون ملایا تو فون مل گیا، میں بہت خوش ہوئی میں نے کہا مولانا صاحب میری گندی آتما کی وجہ سے میرا ایمان ادھورا رہ گیا تھا، فون میں پیسے ختم ہوگئے تھے، اس کے بعد لگاتار آپ کو فون کر رہی ہوں مگر ملتا نہیں، مولانا صاحب نے بڑے پیار سے کہا بیٹا آپ کا ایمان بالکل پورا ہوگیا تھا، میں خود سوچ رہا تھا کہ میں ادھر سے فون ملاؤں مگر میں اس وقت نوئیڈا میں ایک پروگرام میں جارہا تھا، ہمارے ساتھی ایک بات کر رہے تھے اس کی وجہ سے میں فون نہ کرسکا، پھر ایسی مصروفیت رہی کہ فون بس برائے نام کھولا، میں نے کہا پھر بھی آپ مجھے دوبارہ کلمہ پڑھا دیجیے، فون دوبارہ کٹ گیا، میرا حال خراب ہوگیا، میری ہچکیاں بندھ گئیں، میں اپنے مالک سے فریاد کر رہی تھی میرے مالک کیا آج بھی میرا ایمان ادھورا ہی رہ جائے گا، کہ اچانک مولانا کا فون آیا، میں نے خوشی سے ریسیو کیا، مولانا نے بتایا کہ میں نے فون کاٹ دیا تھا کہ پتہ نہیں کہ آج بھی تمہارے پاس فون میں پیسے ہوں گے کہ نہیں، اس لئے اپنی طرف سے فون کروں، کلمہ پڑھ لو، میں نے کلمہ پڑھا، ہندی میں عہد کیا اور پھر کفر و شرک اور سب گناہوں سے مجھے توبہ کرائی اور اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کا عہد کرایا، مولانا صاحب نے مجھ سے معلوم کیا کہ

یہ فون نمبر آپ کو کس نے دیا ہے، میں نے کہا مظفر نگر کے فلاں گاؤں کے محمود صاحب نے، مولانا صاحب نے پوچھا کہ اب تم کیا کروگی؟ میں نے کہا کہ میں نے سب سوچ لیا ہے اور محمود صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ وہ سب میری ذمہ داری سنبھالیں گے، مولانا صاحب نے مجھے دعائیں دیں اور کہا، کوئی مشکل ہو تو جب چاہے مجھے فون کرلینا۔

سوال: اس کے بعد آپ نے کیا کیا؟

جواب: میں نے محمود صاحب کو جو اَب میرے ابا ہیں، ان کو فون کیا کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے، انھوں نے معلوم کیا کیسے؟ میں نے کہا حضرت صاحب نے مجھے فون پر کلمہ پڑھوایا اور بتایا کہ فون پر اور سامنے کلمہ پڑھنے میں کوئی فرق نہیں ہے، میں نے ابا جی سے کہا کہ اب میں رشی کیش میں نہیں رہ سکتی، ابا جی نے مجھ سے کہا کہ بیٹی نہ تم نے ہمیں دیکھا، نہ ہم نے تمہیں دیکھا، تم کون ہو؟ تمہارے باپ کیا کرتے ہیں؟ میں نے کہا میرے پتا جی کا بہت بڑا آشرم ہے اور میں ایم ایس سی کر رہی ہوں۔ ابا جی نے کہا کہ بیٹی تم ایسے بڑے گھرانے کی لڑکی ہو، میں تو بالکل غریب آدمی ہوں۔ میں نے کہا کہ میں آپ کے یہاں آکر مزدوری کرکے گذارہ کرلوں گی، انھوں نے کہا: میرا لڑکا پندرہ سال کا ہے، وہ ابھی کچھ نہیں کرتا، میں نے کہا میں اسے پال کر پرورش کرلوں گی، انہوں نے کہا کہ تم گوشت کھاتی ہو؟ میں نے کہا گوشت سے مجھے گھبراہٹ ہوتی ہے، مگر میں گوشت کھانے لگوں گی، انہوں نے کہا کہ میری مرغے کی دکان ہے، 100 روپئے کماتا ہوں اور میں قصائی ہوں، تم کیسے ہمارے یہاں رہوگی؟ میں نے کہا کہ میں بھی قصائی بن جاؤں گی، میں نے کہا کہ بیٹی تو ایسے بڑے گھرانے کی بچی ہے تو کیسے

ہمارے یہاں گذارا کرے گی؟ پوری زندگی گزارنا دوچار دن کی بات نہیں ہے، میں نے کہا وعدہ توڑنا اسلام میں کعبہ کو ڈھا دینا ہے، انہوں نے کہا کہ ہم حضرت سے مشورہ کرکے پھر تمہیں بتائیں گے۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: ابا جی نے حضرت صاحب کو فون کیا کہ بہت ضروری ملنا ہے، مولانا صاحب نے کہا کہ لگاتار سفر میں ہوں، پھلت ابھی دو ہفتہ آنا نہیں ہوگا، انہوں نے کہا کہ بمبئی بھی ہوگے تو میں وہیں آجاؤں گا مجھے بہت ضروری ملنا ہے، حضرت صاحب نے کہا آپ کے قریب کاندھلہ کے قریب ایک گاؤں رٹھوڑہ ہے ،وہاں آجانا، ابا جی وہاں پہنچے مولانا صاحب کو پورا ماجرا بتایا، حضرت صاحب نے ان سے کہا کہ آپ بڑے خوش قسمت ہیں آپ اس لڑکی کو لے کر آیئے اور آپ کو پورے گھرانے کو جان دینی پڑے تو ایسی سچی مومنہ کی ایمان کی حفاظت کرنا چاہئے اوران سے کہا کہ میرا نام بھی آمنہ رکھنا اور شادی کی قانونی کارروائی اور وکیلوں کے پتے وغیرہ دیئے، میرے لیے شرک کے ماحول میں منٹ مہینے سے لگ رہے تھے، مجھ سے رہا نہیں گیا اور دو روز بعد میں خود اکیلی پتہ معلوم کرکے ابا جی کے گھر پہنچ گئی، دو روز میں وہاں رہی، اس کے بعد وہ مجھے لے کر میرٹھ گئے اور راستہ میں پھلت حضرت صاحب سے مل کر جانا طے ہوا، میری خوش قسمتی تھی کہ حضرت صاحب پھلت میں تھے، سدرہ بہن! میں بیان نہیں کرسکتی کہ حضرت صاحب کو دیکھ کر میرا کیا حال ہوا، میں حضرت صاحب سے بچوں کی طرح چمٹ گئی، میں نے حضرت صاحب کو دیکھا خواب میں مسجد میں جن صاحب نے میری ان سادھوؤں سے جان بچائی تھی وہ چشمہ اور ٹوپی لگائے مولانا صاحب، مولانا کلیم ہی

تھے، میں بے اختیار بول اٹھی: آپ ہی تھے، آپ ہی تھے، میں انہیں دیکھ کر ایسی جذباتی ہوگئی، یہ بھی خیال نہیں رہا کہ پہلی بار ایک انجانے مرد سے میں جوانی میں مل رہی ہوں۔ مجھے ایسا لگا جیسے کوئی بچی اپنی ماں سے مل رہی ہو، میرٹھ میں نکاح اور قبول ایمان کی قانونی کارروائی پوری کراکے ہم گاؤں پہنچے، ایک مہینہ میں میں نے نماز یاد کی، روزانہ فضائل اعمال پڑھتی، گھر کے لوگ مجھ سے بہت محبت کرتے ،گاؤں کی عورتیں میرے ساتھ رہتیں۔

ہمارے ابا جی کے ایک رشتہ دار کی ہمارے ابا جی سے بہت لڑائی ہے انہیں معلوم ہوگیا، انہوں نے تھانے میں شکایت کردی کہ یہ لوگ رشی کیش سے ایک لڑکی کو اغوا کرلائے ہیں، تھانے نے رشی کیش رابطہ کیا، وہاں پر ایف آئی آر لکھی ہوئی تھی، رشی کیش پولیس آگئی، اور مقامی پولیس کے ساتھ دس بجے مجھے اور میرے ابا جی کو اٹھا کرلے گئی، جیپ میں، میں اور ابا جی بیٹھے تھے، میں نے ابا جی سے کہا، میں ڈرائیور کو آواز دیتی ہوں، جیسے یہ گاڑی ہلکی ہو آپ فوراً کود جانا، ابا جی نے کہا تمہارا کیا ہوگا؟ میں نے کہا اللہ پر بھروسہ رکھئے، میرے اللہ مجھے میرے گھر بھیج دیں گے، میں نے ڈرائیور کو آواز دی، ڈرائیور صاحب! ذرا رکئے، گاڑی ذرا ساٹھ کلومیٹر پر آئی تو ابا جی کود گئے، گرے اور چوٹ لگی، پیچھے سے گاؤں والے پتھراؤ کر رہے تھے، اس لئے پولیس نہیں رکی اور بھاگ گئی۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: اسکے بعد میرے اللہ نے میرا ایمان بنایا، فضائل اعمال کے حکایات صحابہ کے قصے، میں نے سب پڑھ لئے تھے، ان کا مزہ لیا، میرے گھر والوں نے مجھے بہت سزائیں دیں اور لیڈیز پولیس نے مجھے بری طرح اذیتیں

دیں اور مارا، میں نے ہر بار ان سے کہہ دیا، میرے جسم کی بوٹی بوٹی کرلو، تب بھی جو کلمہ اور ایمان روئیں روئیں اور خون کے قطرے قطرے میں بس گیا ہے وہ نکل نہیں سکتا، میرے جسم سے خون نکلتا دیکھ کر دیکھنے والے رونے لگتے، پیٹنے والے میرے حال کو دیکھ کر رونے لگتے مگر مجھے تکلیف کے بجائے مزہ آتا، مجھے لگتا جس اللہ کی محبت میں میں ستائی جارہی ہوں وہ مجھے دیکھ رہا ہے، وہ کتنا خوش ہورہا ہوگا، میری ماں نے دو دفعہ میرا گلا گھونٹا، میرے بڑے بھائی مجھ پر بار بار چڑھتے، بس ایک میرے رشتہ کی خالہ تھیں جنہیں اللہ نے نرم کردیا تھا، بار بار مجھے چھڑاتیں میری شادی کرنے کا پروگرام بنایا گیا، میں نے صاف صاف کہہ دیا کہ شادی میری ہوچکی ہے، اب جس کی میں ہوں اس کے علاوہ مجھے کوئی چھو بھی نہیں سکتا، یہ مسلمان کی جان ہے کوئی آپ کے آشرم کے عیاشوں کی چاہت نہیں ہے، میں یہاں شرک میں ہرگز زندہ نہیں رہ سکتی، یا مجھے ماردو یا مجھے جانے دو، اگر مجھے اس گھر میں رکھنا چاہتے ہو تو بس ایک راستہ ہے کہ گھر والے مسلمان ہوجائیں، مار مار کر لوگ تھک گئے اور ہار گئے، کئی بار مجھے زہر دینے کا پروگرام بنایا، ایک دو بار میرے ابا جی کو بھی ہار کر فون کیا کہ اس کی لڑکی کو لے جاؤ، وہ آنے کی تیاری کرتے مگر پھر ان کو منع کردیتے، ایک روز میرے پتا جی (والد صاحب) نے ابا جی کو فون کیا کہ ہم اس لڑکی کو رخصت تو کردیتے مگر کس طرح کریں کہ آپ مسلمان اور ہم ہندو ہیں، ابا جی نے کہا کہ اس کا علاج تو بہت آسان ہے کہ آپ مسلمان ہوجائیں، اور اگر آپ مسلمان ہوجائیں گے اور آپ لڑکی کو رخصت نہ کرنا چاہیں تو میں اپنا اکلوتا لڑکا رخصت کرکے آپ کو دے دوں گا وہ چپ ہوگئے۔

ایک روز میرے گھر والے مجھے مار رہے تھے، میری خالہ نے مجھے چھڑایا،

جب سب لوگ چلے گئے تو میری خالہ نے کہا انجو تو جس مالک پر ایمان لائی ہے اگر وہ تجھے چاہتا ہے تو اس سے کہتی کیوں نہیں؟ کہ مجھے یہاں سے نکال لے، خالہ یہ کہہ کر چلی گئیں میں نے وضو کیا، کمرہ بند کیا اور دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھی اور خوب اپنے رب سے فریاد کی، میرے اللہ مجھے نہ کوئی شکایت ہے اور نہ کوئی شکوہ ہے، میرے لیے آپ کا یہ کرم کیا کم ہے کہ مجھ گندی کو شرک کی نگری میں ایمان نصیب کیا اور مجھ گندی کو اپنے نبی کے مظلوم صحابہ کی طرح مار کھانا نصیب ہوا، میرے اللہ آپ نے میرے لیے ساری تکلیفوں کو مسرت کی چیز بنا دیا، میں کہاں اور ایمان کہاں، مگر میرے اللہ میری خالہ یہ سوچیں گی کہ اس کا خدا اسے نہیں چاہتا، یا وہ کچھ نہیں کرسکتا، میرے مولا! آپ مجھے میرے شوہر کے گھر ان کے ذریعہ پہنچا دے۔

سوال : پھر کیا ہوا؟

جواب : میرے پتا جی (والد صاحب) نے عاجز آکر آشرم کے لوگوں سے مشورہ کیا سب نے مشورہ کیا کہ لڑکی ادھرم ہوگئی ہے، اب دھرم میں آسکتی، اب جتنا اس کو مارا جائے گا پورے رشی کیش میں رورو ہوگی، اس لئے اچھا ہے کہ اس کو اس کے شوہر کے گھر خاموشی سے پہنچا دیا جائے، میرے پتا جی نے میرے ابا جی کو فون کیا، آپ ہم سے ڈر رہے ہو ہم آپ سے ڈر رہے ہیں، ہم دونوں ایک درمیان میں جگہ طے کریں وہاں ہم انجو کو لے کر آجائیں اور آپ وہاں آجائیں، سہارنپور طے ہوگیا، ابا جی نے اپنے جاننے والے کا پتہ دیا، اگلے روز صبح کو میرے پتا جی (والد صاحب) اور خالہ مجھے لے کر سہارنپور آگئے، ہمارے ابا جی بھی آگئے اور خوشی خوشی ہم لوگ اپنے شوہر کے یہاں آگئے، میں نے اپنی خالہ سے کہا: خالہ!

آپ نے دیکھا، ادھر میں نے اپنے اللہ سے کہا، ادھر اللہ نے میری سنی، خود میرے پتا جی کو مجبور کیا کہ مجھے پہنچا دیں، کیا میری خالہ ایسے اللہ پر ایمان کے بغیر جینا اچھا ہے، میری خالہ بہت حیرت میں آ گئیں، میں نے سہارنپور میں ان کو ایمان قبول کرنے کے لئے کہا وہ تیار ہو گئیں، چلتے چلتے میں نے ان کو کلمہ پڑھوایا۔

سوال: گاؤں میں پہنچ کر کیا ہوا؟

جواب: گاؤں والوں کو خبر ہو گئی تھی، پورا گاؤں استقبال کے لئے باہر آ گیا، پورے گاؤں میں عید ہو گئی، اور اب میں خوشی خوشی رہ رہی ہوں، میں ملنے کے لئے ایک پروگرام میں حضرت صاحب کے یہاں آئی، حضرت صاحب نے مجھے پورے گاؤں کی عورتوں میں کام کے لئے کہا، الحمد للہ بہت سی مسلمان عورتیں جو پہلے نماز، روزے اور دین سے دور تھیں، وہ نماز کی پابند ہو گئیں، میرے اللہ کا کرم ہے، پانچ نماز کے علاوہ تہجد اور اکثر نفلی نمازیں پڑھنے لگیں، کوشش کرتی ہوں نفلی روزے بھی شروع کروں، قرآن شریف پڑھ رہی ہوں، میرے گھر والے مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔

سوال: گوشت آپ کھانے لگی ہیں؟

جواب: میرے اللہ نے گوشت حلال کیا ہے، میرے اللہ نے کھانوں کا سردار گوشت کو رکھا ہے، اب گوشت میرے لیے مرغوب غذا ہے، اسلام تو کہتے ہی اس کو ہیں کہ اپنے اللہ اور اس کے رسول کی پسند کو اپنی پسند بنا لے، میرے اللہ کا کرم ہے مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ میرے نبی کو یہ پسند ہے، بس اب وہ مجھے پسند ہو جاتا ہے اور دل سے پسند ہو جاتا ہے، مجھے پہلے میٹھا اچھا نہیں لگتا تھا، اپنے اسکول کی لڑکیوں کے ساتھ مل کر اصل میں کہ میرا ذائقہ بگڑ گیا تھا کہ میں میٹھا نہیں کھاتی تھی مگر

مجھے معلوم ہوا کہ میرے نبی میٹھے کو پسند کرتے تھے، بس اب مجھے میٹھا پسند ہو گیا اور اب مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ میٹھا مجھے پہلے بھی پسند تھا۔

سوال: آپ کے گھر والوں سے آپ کا رابطہ ہے؟

جواب: میرے والد اور بہن کے فون آتے رہتے ہیں، انہوں نے آنے کا وعدہ بھی کیا ہے۔

سوال: ان کو آپ نے دعوت نہیں دی؟

جواب: ابھی ان کے لئے دعا کرنی شروع کی ہے، سچی بات یہ ہے کہ دعا بھی کی نہیں، بس ارادہ ہے ایک دعا جس کو دعا کہتے ہیں ہو جائے، تو پھر وہ ایمان میں ضرور آ جائیں گے، اصل میں دعا بھی اللہ ہی کراتے ہیں، بس اللہ وہ دعا کروا دے اس کا انتظار کر رہی ہوں؟

سوال: آمنہ بہن! ارمغان کے قارئین کے لئے کچھ پیغام آپ دیں گی؟

جواب: میرے حضرت جی کی تقریر میں نے سنی، کہ اللہ نے ہدایت اتار دی ہے، ہر کچے پکے گھر میں اسلام کو داخل کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے، اب اگر مسلمانوں نے اپنی ذمہ داری نہ نبھائی تو اللہ اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے مسلمانوں کے محتاج نہیں ہیں حضرت فرماتے ہیں کہ رشی کیش کے گڑھ سے مجھے ہدایت ملنا اس کی طرف سے مسلمانوں کو وارننگ ہے، اس سے پہلے کہ دوسرے راستوں سے ہدایت کا کام لیا جائے، مسلمانوں کو اپنے داعیانہ منصب پر کھڑا ہو جانا چاہئے۔

سوال: بہت بہت شکریہ ! آپ سے حالات سن کر ایمان تازہ ہو گیا۔

جواب: بہن! بس دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ موت تک ایمان پر ثابت قدم

رکھے

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، جون ۲۰۰۸ء

Page 159

جناب محمد نعیم صاحب ﴿اترپال سنگھ چوہان﴾ سے ایک ملاقات

احمد اوّاہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نعیم محمد : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ احمد صاحب

سوال: آپ خیریت سے ہیں نعیم صاحب؟

جواب: الحمدللہ! میرے اللہ کا شکر ہے بالکل خیریت سے ہوں۔

سوال: ابی کا فون آپ کے پاس آیا ہوگا، مجھے آپ کے پاس انھوں نے بھیجا ہے؟

جواب: جی حضرت کا فون آیا تھا، میں آپ کا انتظار کررہا تھا، حضرت نے فرمایا کہ ارمغان میں انٹرویو چھپوانا چاہتے ہیں، میں نے کہا میرے لئے اس سے خوشی کی کیا بات ہوگی کہ دین کے کسی کام میں میرا حصہ ہو جائے، وہ بھی اپنے حضرت کے حکم کی تعمیل میں۔

سوال: تو بہتر ہے نعیم بھائی، اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

جواب: میں اب سے ۵۰/سال پہلے بہرائچ کے ایک راجپوت خاندان میں پیدا ہوا، میرے والد سرکاری اسکول میں ہیڈ ماسٹر تھے، اسکول میں میں نے بہرائچ سے انٹر پاس کرنے کے بعد انجینئرنگ میں داخلہ لیا، دہلی میں جامعہ سے سِول میں بی ای کیا، اس کے بعد ڈی ڈی اے میں میری ملازمت لگ گئی مزاج

گرم تھا، خاندانی مزاج زمین داری کا تھا، رشوت لینا دینا ہمارے پتا جی (والد) نے سب سے بڑا پاپ پڑھایا تھا، افسروں اور نیتاؤں سے جھگڑے بنے، اس لئے سسپنڈ (معطل) ہونا پڑا اور پھر ایک روز جھنجھلا کر ریزائن کر دیا، بعد میں ایک کنسٹرکشن کمپنی ایک صاحب کی پارٹنرشپ میں بنائی، پرائیویٹ ٹھیکے لے کر کام کئے، کام اچھا چلا، کام بڑھا تو ڈی ایل ایف کے کام لینے لگے، کئی بڑی کمپنیوں کے کام کئے، کام ذرا اور بڑھا تو ہم نے دہلی میں ایک شاپنگ مال کا ٹھیکہ لیا، اس میں اچھے نفع کی امید تھی، لیکن ساتھی کی نیت میں فرق آ گیا مالکوں نے بھی دھوکہ دیا اور اچانک پوری کمپنی خسارہ میں آ گئی، لوہے اور سیمنٹ کے بھاؤ بڑھنے نے اور جلتی پر آگ کا کام کیا، دہلی کے نو پلاٹ، سات فلیٹ بیچ کر نقصان پورا نہ ہوا، پھر مقدمہ عدالت میں شروع ہوا، گاڑی بھی بیچنی پڑی، ۲۵۰۰۰ روپئے کی ایک کھٹارہ ماروتی خریدی، قرضداروں نے جینا دوبھر کر دیا، بس اچانک میرے مالک کو مجھ پر ترس آیا اور زندگی کے آخری اندھیرے سے ایمان کا نور پھوٹا اور اس کالے کلوٹے بندے کی زندگی میرے مالک نے روشن کر دی۔

سوال: اپنے اسلام قبول کرنے کا حال بتائیے؟

جواب: ۱۳/ اکتوبر کی تاریخ میری زندگی کی تاریک ترین تاریخ تھی، مجھے پولیس والے قرض والوں کے دباؤ میں اٹھا کر لے گئے اور میرے ساتھ میرے قرض والے نے ایسی بدتمیزی کی کہ میں بیان نہیں کر سکتا میں نے اپنے پندرہ سالہ بیٹے کے ساتھ بیوی اور دونوں بچیوں کو، عزت بچانے کے لئے گھر بھیج دیا، ۱۴/ اکتوبر کی صبح میں کچھ مقدموں کے لئے جامعہ نگر میں غفار منزل ایک وکیل سے مشورہ کیلئے صبح صبح پہنچا، ساڑھے نو بجے مشورہ کے بعد واپس ہو رہا تھا غفار منزل

Page 160

کے باہر جامعہ کی باؤنڈری کے پاس میں اکیلا گاڑی سے جا رہا تھا تو آپ کے والد پیدل سڑک کی طرف جا رہے تھے، میں نے ان کو دیکھا تو لگا کہ وہ کوئی دھارمک آدمی ہیں، مجھے خیال ہوا کہ پیدل جا رہے ہیں کیوں نہ میں ان کو گاڑی میں بٹھا لوں، شاید یہ مجھے کوئی اپائے (علاج) بتا دیں، میں نے گاڑی روکی، میں نے کہا آیئے، سڑک تک باہر میں آپ کو چھوڑ دوں! حضرت نے کہا: نہیں بہت بہت شکریہ، اصل میں، میں آج صبح مارننگ واک نہیں کر سکا تھا اس لئے پیدل جا رہا ہوں، میں نے کہا: ہمیں کچھ سیوا کا موقع مل جائے گا آیئے پلیز بیٹھ جایئے، وہ میرے ساتھ برابر کی سیٹ پر بیٹھ گئے، میں نے ان سے معلوم کیا: آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انھوں نے کہا مجھے بٹلہ ہاؤس خلیل اللہ مسجد کے پاس جانا ہے۔ جامعہ کے باہر مین روڈ پر پہنچ کر انھوں نے اترنا چاہا میرا دل چاہا کہ میں کچھ اور وقت ان کے ساتھ گزار دوں، میں نے کہا پانچ منٹ کی بات ہے میں آپ کو بٹلہ ہاؤس پہنچا دوں گا، وہ منع کرتے رہے مگر میں نے گاڑی نہ روکی، انھوں نے میرا نام معلوم کیا: میں نے بتایا اتر پال سنگھ چوہان میرا نام ہے، میرا نام معلوم ہونے پر انھوں نے میرا بہت شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ آپ نے میرے ساتھ محض انسانی ہمدردی میں احسان کیا ہے، مجھے بہت اچھا لگا، دل میں آتا ہے اس جیون اور اس کے بعد آنے والے جیون میں کام آنے والا ایک تحفہ آپ کو دوں، وہ مالک سنسار کو چلانے والا اور بنانے والا ہے اس کے اچھے اچھے نام ہیں ان ناموں میں سے دو نام ہیں **یا ھادی** اور **یا رحیم**، ہادی کے معنی ہیں منزل تک پہنچانے والا، رحیم کے معنی ہیں سب سے زیادہ دَیا اور رحم کرنے والا، صبح اٹھ کر اشنان کرنے یا منھ دھونے کلی کرنے کے بعد یہ خیال کر کے کہ میں اپنے مالک کو یاد کر رہا ہوں

سوبار یا ھادی سوبار یا رحیم پڑھ لیا کریں اور پھر کاروبار کی فیملی کی یا کسی طرح کی کوئی مشکل ہو اپنی مالک سے سیدھے کہیں (دعا کریں) انشاء اللہ فوراً مشکل حل ہوگی، یہ مالک کی ہاٹ میل لائن،فون لائن میں نے آپ کو بتادی، میں نے کہا میاں صاحب میں آج کل بہت پریشان ہوں شاید آپ میری مشکل سنیں تو آپ رو پڑیں، یہ کہہ کر میرے آنسو نکل گئے،حضرت نے کہا بس مجھ سے کہہ کر اور سنا کر کیا کریں گے ہم سب مشکلوں میں گھرے ہیں، جو خود مشکل میں پھنسا ہو اس کو سنانے سے کیا فائدہ؟ بس آپ یہ پڑھ کر اپنے اس اکیلے مالک کو سنائیں،جس کو سنا کر نہ کبھی ذلت ہوگی نہ شرمندگی اور جس کے بس میں سب کچھ ہے،بس اس جاپ کا ایک پرہیز ہے اس اکیلے کے علاوہ کسی اور کی پوجا،کسی اور کے آگے سر نہ جھکائیں، ہاتھ نہ جوڑیں،نہ کسی پیر کے، نہ دیوی کے نہ دیوتا کے،اچھا ہے کہ گھر میں اگر مورتیاں ہوں تو ان کو گھر سے باہر پہنچادیں، میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور رخصت کے لئے ہاتھ جوڑے، وہ بولے: بس یہی تو بدپرہیزی ہے اور پرہیز علاج کے لئے دوا اور غذا سے زیادہ ضروری ہے، میں نے سوری کہہ کر معذرت کی۔

اگلے روز صبح کو میں نے اشنان (غسل) کیا اور آنکھیں بند کرکے سوبار یا ہادی اور سوبار یا رحیم پڑھا،مولانا احمد صاحب! میں بیان نہیں کرسکتا مجھے کیسا محسوس ہوا، مجھے ایسا لگا جیسے میرا مالک میرے سامنے ہے، میں نے پوری دکھ بھری داستان اس کو سنائی اور دعا کی، مالک آپ کو کیا سنانا، آپ تو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں اور آدھا گھنٹہ میں روتا رہا،مگر آدھا گھنٹے کے بعد اگرچہ میرے سارے حالات جوں کے توں تھے مگر میرے دل اور دماغ سے جیسے بوجھ اتر گیا اور ایسا لگا

جیسے میں نے اپنا مقدمہ کسی دوسرے کے سپرد کردیا ہو،قرض والے اس دن بھی آئے مگر انھوں نے میرے ساتھ شرافت سے بات کی، میرا دل چاہا کہ شام کو بھی میں یہ پڑھوں مگر مجھے حضرت نے صرف ایک بار ہی بتایا تھا خیال ہوا مالک کا نام ہے چاہے جتنی بار لے،لیکن خیال ہوا کہ حکیم کے بتائے طریقہ پر دوا استعمال کرنی چاہئے،حضرت صاحب کا نہ میں نے نام معلوم کیا نہ پتہ نہ فون نمبر، میں جامعہ نگر کی طرف گاڑی لے کر چلا،شام کو تین بجے سے رات تک اوکھلا اور اس کے آس پاس چکر لگاتا رہا،مگر حضرت صاحب نہ ملے، دن چھپنے کے بعد واپس آیا اور صبح کا انتظار کرتا رہا،صبح کو سویرے نہا کر پھر یا ہادی یا رحیم پڑھا، بہت ہی اچھا لگا ایک ہفتہ تک روزانہ پڑھتا رہا، بے اختیار دن بھر کبھی بھی یا ہادی یا رحیم زبان پر جاری ہو جاتا، تین دن کے بعد گھر سے ساری مورتیاں اٹھا کر مندر میں رکھ آیا،۲۱/اکتوبر کو شاپنگ مال کے مالک سے ایک مقدمے کا فیصلہ تھا مقدمہ ہائی کورٹ میں تھا، فیصلہ ہمارے حق میں ہوگیا اور عدالت نے پچاسی لاکھ روپے ایک مہینے کے اندر ادا کرنے کا حکم سنایا، میری خوشی کی کوئی حد نہ تھی،اس کے بعد میں ۲۲/اکتوبر کو گرین پارک میں ایک پارٹی سے میٹنگ کے لئے پہنچا لوگ مسجد میں جا رہے تھے، میں نے سوچا کہ مسجد کے مولانا صاحب سے کچھ اور پڑھنے کو معلوم کروں یا ہادی یا رحیم زیادہ پڑھنے کی اجازت لوں، میں نے ایک صاحب سے معلوم کیا کہ مسجد کے مولانا سے میری ملاقات ہوسکتی ہے انھوں نے کہا آدھے گھنٹہ کے بعد نماز کے بعد آپ مل لیجئے، میں انتظار کرتا رہا،لوگ نماز پڑھ کر چلے گئے تو ایک صاحب مجھے مولانا صاحب کے کمرے میں لے کر گئے، میں نے بتایا کہ ایک میاں صاحب نے مجھے یا ہادی یا رحیم بتایا تھا،اس سے مجھے بہت فائدہ

ہوا، اب میں کچھ زیادہ پڑھنا چاہتا ہوں کچھ ہوگا تو نہیں اگر میں سو سے زیادہ بار پڑھ لوں، انھوں نے کہا آپ پڑھ لیجئے اور انھوں نے مجھے مشورہ دیا کہ آپ اوکھلا جا کر مولانا کلیم صاحب سے مل لیں وہ آپ کو زیادہ اچھی طرح بتا سکتے ہیں، میں نے ان سے معلوم کیا کہ ان کا پتہ کیا ہے، تو انھوں نے بتایا کہ بٹلہ ہاؤس کی جامع مسجد کے امام صاحب سے جا کر معلوم کریں، وہیں پر ان کا دفتر ہے۔

میں وہیں سے بٹلہ ہاؤس گیا، امام صاحب نے بتایا کہ سامنے حضرت کا دفتر دارارقم ہے، وہاں پر کوئی ہوگا معلوم کرلیں، دارارقم گیا تو وہاں ایک حافظ صاحب ملے انھوں نے کہا، آپ خلیل اللہ مسجد کے پاس ان کا مکان ہے وہاں معلوم کرلیں، شاید حضرت تو سفر پر گئے ہیں، میں خلیل اللہ مسجد گیا کافی دیر کے بعد حضرت کا فلیٹ معلوم ہوا، وہاں گھر سے ایک بچے نے آکر بتایا کہ حضرت مدراس کے سفر پر گئے ہیں، ایک ہفتے کے بعد آئیں گے، میں نے گھر سے فون نمبر لیا، مسجد کے باہر گاڑی کھڑی کی، وہاں ایک ملاجی ٹھیلی پر کتابیں بیچ رہے تھے، خیال ہوا یہ اسلامی کتابیں بیچ رہے ہیں ان سے کتابیں لے لوں، میں نے ملاجی سے کہا، دعاؤں کی اچھی سی کتاب ہندی میں دے دو، انھوں نے دو چھوٹے چھوٹے سائز کی کتابیں ''مسنون دعائیں' اور ''اللہ کے رسول کی دعائیں'' دکھائیں، میں نے دونوں خرید لیں، پھر خیال ہوا کوئی اچھی سی اسلامی بک بھی لے لوں، ان سے معلوم کیا تو انھوں نے ''اسلام کیا ہے؟'' اور ''جنت کی کنجی'' اور ''دوزخ کا کھٹکا'' ہندی میں دیدی، ان پانچ کتابوں کے ساتھ ملاجی نے ایک کتاب'' آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' دی کہ یہ کتاب ہم فری میں دیتے ہیں، آپ اس کو پڑھ کر اور سمجھ کر دعا پڑھیں گے تو زیادہ فائدہ ہوگا، میں نے کتاب

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

پر نام دیکھا تو میں نے کہا: میں مولانا کلیم صاحب سے ملنے ہی یہاں آیا تھا، مگر وہ ملے نہیں، انھوں نے کہا ان کا ملنا بہت مشکل ہے مگر آپ ان سے ضرور ملیں آپ کو بہت اچھا لگے گا، کتابیں لے کر میں گھر گیا، موبائیل پر مولانا صاحب سے فون کرنے کی کوشش کی، موبائیل نہ مل سکا، میں نے رات کو آپ کی امانت سب سے پہلے پڑھی، کتاب ہاتھ میں لی، چھوٹی سی کتاب ہے ایک ایک لفظ جب تک پڑھ نہ لیا دل نہ بھرا، ایک بار پڑھ کر دوبارہ پڑھی، مجھے اس کتاب کو پڑھ کر ایسا لگا کہ جیسے سخت پیاسے کو سیر ہو کر پانی مل گیا ہو، اب مجھے حضرت صاحب سے ملنے کا اور بھی شوق ہو گیا، فون پر خدا خدا کر کے چوتھے روز بات ہوئی آواز سن کر مجھے ایسا لگا کہ یہ صاحب کہیں وہ ہی تو نہیں جو گاڑی میں بیٹھ کر یا ہادی یا رحیم بتا رہے تھے، ان کی کتاب کے پیچھے یا ہادی یا رحیم لکھا تھا۔

چار روز کے بعد حضرت صاحب واپس آئے، نومبر کی چار تاریخ کو وہ دن آیا، جب ساڑھے دس بجے خلیل اللہ مسجد میں حضرت صاحب سے ملاقات ہوئی، یہ دیکھ کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ آپ کی امانت اور دارارقم والے مولانا کلیم وہی میاں صاحب ہیں جن کو میں نے غفار منزل کے باہر اپنی گاڑی میں بٹھایا تھا اور انھوں نے یا ہادی یا رحیم پڑھنے بتایا تھا، میں نے اپنے حالات بتائے اور ان کا بہت بہت شکریہ ادا کیا، مولانا صاحب نے پوچھا: آپ کی امانت پڑھ کر آپ نے کیا فیصلہ کیا؟ میں نے کہا اس کا ایک ایک حرف میری انتر آتما پر لکھا گیا ہے، حضرت نے کہا پھر آپ نے کلمہ پڑھا، میں نے کہا کتاب میں، تو میں نے پڑھ لیا ہے، اب آپ پڑھا دیں، مولانا صاحب نے مجھے کلمہ پڑھوایا میرا نام نعیم محمد رکھا اور مجھے بتایا کہ زندگی کا ہر پل اس ہادی اور رحیم مالک کی مرضی سے

گزارنا ہے، جس کے سامنے آدمی کو اپنا رونا رو کر ایسا لگتا ہے کہ جیسے اپنا بوجھ اتار دیا۔

سوال: ماشاء اللہ، اللہ تعالی مبارک فرمائیں، اس کے بعد دین سیکھنے کا آپ نے کچھ سوچا؟

جواب: حضرت صاحب کے مشورے سے میں نے ایک مولانا صاحب کو ٹیوشن کے لئے طئے کیا اور الحمدللہ نماز یاد کی اور اب قرآن شریف پڑھ رہا ہوں تیسرا پارہ میرا لگ گیا ہے،

سوال: کیا یہ تمام باتیں اپنے گھر والوں کو آپ نے بتا دیں؟

جواب: الحمدللہ اس کے بعد تین مقدمے میرے حق میں ہو گئے میں نے دوبارہ گھر خریدا گھر والوں کو بلایا، میرے ساتھ جو جھتے ہوئے میرے نئے حالات میرے گھر والوں کے لئے بہت اچھے لگے اور بس دو تین دنوں میں میرے تینوں بچے اور میری بیوی مسلمان ہو گئی، مولانا صاحب نے میری اہلیہ کا نام خدیجہ رکھا اور بیٹیوں کا نام آمنہ، فاطمہ اور بیٹے کا نام محمد عمر رکھا ہے۔

سوال: آپ نے کبھی اسلام کا مطالعہ بھی کیا یا نہیں؟

جواب: میرا خاندانی پس منظر بہت مذہبی تھا، بابری مسجد کی شہادت کے وقت اور بھی زیادہ اسلام مخالفت بڑھ گئی، ہمارے خاندان کے ایک پولیس ڈی آئی جی، مسلمان ہو کر حذیفہ بن گئے تھے اس کی وجہ سے خاندان میں اسلام اور مسلمانوں سے دوری بڑھ گئی تھی، میرا کاروبار بڑھا تو مذہبی اور قومی فریضہ سمجھ کر میں نے بہت سا پیسہ بجرنگ دل کو دیا، جامعہ میں بھی کچھ اس طرح کے مسلمان لوگوں سے میرا واسطہ رہا جن کی وجہ سے بظاہر بول چال پر تو اثر پڑا مگر اسلام اور

مسلمانوں کی امیج کچھ اچھی نہ بنی، بلکہ ان لوگوں کی وجہ سے میں مسلمانوں سے کچھ دور ہی ہوا۔ اب اسلام اور اسلام والوں کے ساتھ میرا دوسرا ہی واسطہ تھا، میرے دل و دماغ کے پردے کھلتے چلے گئے، اسلام مخالفت مجھے، اسلام کو نہ سمجھنے کے علاوہ کچھ اور نہ لگی، اسلام میرے اندر کی ضرورت اور میرے اندر کی مایا تھی جو مجھے مل گئی، مجھے ایسے لگا جیسے میں اپنے نیچر اور اپنے گھر سے کھویا ہوا تھا، مجھے اپنا گھر مل گیا۔

سوال: اب آئندہ خاندان والوں تک اسلام پہنچانے کے بارے میں آپ نے کیا سوچا؟

جواب: الحمدللہ میں نے تین بار تین روز جماعت میں لگائے ہیں، میں نے مولانا صاحب سے کہا ہے کہ میں نئے سال سے ایک لاکھ روپے ماہانہ دین کو اللہ کے بندوں تک پہنچانے کے لئے خرچ کرنا چاہتا ہوں، حضرت نے کہا کہ جان مال اپنا لگے، آپ اپنا مال خود خرچ کریں یہ زیادہ بہتر ہے کہ آپ یہ مال کسی اور کو خرچ کرنے کے لئے دیں، تو میں نے حضرت کے مشورہ سے ایک ’آپ کی امانت سنٹر‘ کھولنے کا پروگرام بنایا ہے، اس کے لئے ایک فلیٹ خرید لیا ہے، دعا کیجئے کہ اللہ تعالی میرے ارادہ کو پورے کرا دے۔

سوال: مسلمانوں اور ارمغان کے لئے آپ کوئی پیغام دیں گے؟

جواب: چند ماہ کا مسلمان اس لائق کہاں کہ کچھ پیغام دے، البتہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ اسلام پوری دنیا کی پیاس ہے، وہ لوگ جن کے پاس اسلام ہے اگر وہ اس کو ان لوگوں تک پہنچائیں جو پیاسے ہیں تو وہ ایسی ہی محبت سے اسلام کو لیں گے، بلکہ پئیں گے جیسے پیاسا پانی پیتا ہے۔

مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ ہم ان کو ان کی پیاس بجھانے کے بجائے مخالف

سمجھتے ہیں، یہ بات اسلام سے میل نہیں کھاتی خدا کے لئے ہمیں پیاسوں پر ترس کھا کر ان کی پیاس بجھانی چاہئے، ان کی ناسمجھی پر برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دینا چاہئے۔

سوال : بہت بہت شکریہ ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جواب :شکریہ تو آپ کا، آپ نے آکر مجھے اس بھلے کام میں شامل کرلیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان ،فروری ۲۰۰۹ء

جناب رضوان احمد ﴿راجن﴾ سے ایک ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

رضوان احمد : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : رضوان صاحب آپ خیریت سے ہیں، سفر میں آپ کو کچھ پریشانی تو نہیں ہوئی

جواب : الحمد للہ بہت اچھا سفر رہا، پھلت آکر تو مجھے سفر کی تکان کا احساس بھی نہیں رہا، اللہ کا شکر ہے اللہ تعالیٰ نے پھلت دکھا دیا، حضرت مولانا کلیم صاحب سے ملاقات ہوگئی اور خوب اطمینان کی ملاقات ہوگئی اور میرے دونوں نئے بھائیوں کی بھی ملاقات ہوگئی، مولانا صاحب بھی خوب خوش ہوئے بار بار گلے لگایا اور خوشی سے ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

سوال : اصل میں ابی نے ہی مجھے آپ کے پاس گھر سے بھیجا ہے کہ رضوان صاحب کو تھوڑی دیر میں ہی گھر جانا ہے، میں آپ سے انٹرویو لوں ، ہمارے یہاں پھلت سے ایک اردو میگزین نکلتا ہے جس کا مقصد مسلمانوں میں دعوتی شعور پیدا کرنا ہے اس کے لئے آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جواب : ضرور کیجئے ابھی مولانا صاحب مجھے حکم کر گئے ہیں کہ میں احمد میاں کو بھیج رہا ہوں آپ ذرا ان سے بات کیجئے تاکہ آپ پر اللہ کی رحمت وہدایت کی کہانی لاکھوں لوگوں تک پہنچے اور پھر دوسروں کی ہدایت کا ذریعہ بنے اور ہمارے اور آپ کے حصہ میں ثواب آئے، آپ حکم کیجئے کہ میں کیا بتاؤں۔

سوال: آپ پہلے اپنا خاندانی تعارف کرائیے۔

جواب: میں بنارس کے ایک برہمن خاندان میں ۳؍جنوری ۱۹۵۹ء میں پیدا ہوا، میرے والد صاحب نے میرا نام راجن رکھا، ابتدائی تعلیم محلّہ کے اسکول میں ہوئی اور بعد میں بی کام تک کئی کالجوں میں تعلیم حاصل کی، میرے والد صاحب شری سرجن کمار جی بھی پرانے زمانہ کے گریجویٹ تھے اور نائب تحصیل دار سے ریٹائرڈ ہوئے، وہ بڑے صاف گو آدمی ہیں، اس لئے افسروں سے نہیں بنی اس لئے نوکری میں پریشانیاں اٹھاتے رہے، میں نے بی کام کے بعد تجارت شروع کی شروع میں گارمنٹس کی بزنس کی، ایک کے بعد ایک کئی کام بدلے، پھر ایک دوست کے ساتھ گوا چلا گیا، وہاں پر کپڑے کی تجارت الحمد للہ سٹ ہوگئی، میری شادی الہ آباد کے اچھے گھرانے میں ہوئی، میرے خسر مغل سرائے میں جج ہیں، میری بیوی پوسٹ گریجویٹ ہے، ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں، بڑے بیٹے کو بھی ایک دوکان کرادی ہے اور ہمارا خاندان اب گوا میں سٹ ہوگیا ہے۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیے۔

جواب: مولانا احمد صاحب میرا قبول اسلام اپنے بہت گندے بندے پر رحیم وکریم اور ہادی خدا کی رحمت کی نشانی ہے، میرے اللہ کے قربان جاؤں کہ کیسے برے کے لئے ہدایت بھیج دی، میں حیرت میں ہوں بس اللہ تو اللہ ہی ہے، اس کی شان کو کون سمجھ سکتا ہے

سوال: آپ کا واقعہ ابی نے بھی گھر میں بتایا تھا اس لئے مجھے اور بھی دلچسپی ہوگئی ہے کہ آپ کی زبانی سنوں؟

جواب: احمد! جنوری ۲۰۰۰ء میں مجھے تجارت میں کئی جگہ سے لاکھوں روپئے کا نقصان ہوگیا ایک دو میرے کسٹمر دوکان بند کرکے فرار ہوگئے اور کئی طرح

کے حادثات ہوگئے، میں بہت پریشان ہوا میرے دوستوں نے مشورہ دیا کہ مجھے ٹریڈنگ کرنی چاہئے، ایک خاکہ بنا کر دہلی اور لدھیانہ، مال کا سروے کرنے کے لئے سفر کا ارادہ کیا، ہم لوگ سناتن دھرم سے تعلق رکھتے تھے گھر میں شیو جی اور ہنومان کی مورتیاں رکھی تھیں، یوں تو پہلے بھی ان کی پوجا کرتے ہوئے دل میں آتا تھا کہ یہ مورتیاں جو مردہ ہیں یہ پوجا کے لائق نہیں، مگر تجارت کے نقصان در نقصان نے مجھے اور بھی ان مورتیوں سے دور کردیا، اس سفر پر جانے سے پہلے میرے دل میں آیا کہ ان بھگوانوں کی وجہ سے ہی ہمارے گھر میں نحوست آرہی ہے جتنی ہم ان کی پوجا کرتے ہیں نقصان زیادہ ہوتا ہے میں نے وہ دونوں مورتیاں اور گنیش کے فوٹو ندی میں ڈال کر ان کی پوجا بند کرکے خدا کو یاد کیا اور دعا کی: ہے سرویاپی، سرو شکتی مان مالک! بس میں اب سے آپ کو پوجوں گا اور آپ میرے اس سفر میں ایسا نفع مجھے پہنچادیں جو سنسار کا سب سے بڑا نفع ہو اور اب مجھے سدا کے لئے نقصان سے بچادیں، رات کا ریزرویشن تھا احمد بھائی میں بیان نہیں کرسکتا، ایسا کرنے سے مجھے ایسا لگا کہ میں نے کانٹوں کا تاج اتار دیا، میں نے ٹرین سے سفر کیا، دہلی پہنچا دہلی میں مجھے بہت اچھا رسپونس ملا، ٹریڈنگ کی کئی لائنیں سامنے آئیں، مجھے ڈیلکس ایکسپریس سے لدھیانہ جانا تھا، دہلی سے ٹرین میں سوار ہوا میں نے محسوس کیا کہ جس سیٹ پر میرا ریزرویشن تھا اس میں خوشبو آرہی ہے، خوشبو مجھے ایسی اچھی لگ رہی تھی کہ میں بیان نہیں کرسکتا میرے دل ودماغ میں وہ خوشبو بس سی گئی، اندر سے میرا دل کہتا تھا کہ یہ خوشبو کسی خوشی کی خوشبو ہے خیال تھا کہ کوئی بڑے لوگ اس سیٹ پر سوار ہوئے ہوں گے ان کی خوشبو گاڑی میں بس گئی ہے، مجھے معلوم نہیں تھا کہ اصل میں یہ ہدایت کی خوشبو ہے، پانی پت گاڑی پہونچی تو مجھے سستی وتکان

سی محسوس ہوئی، میں نے ساتھ کی سواریوں سے اجازت لے کر درمیان کی سیٹ کھولی، سیٹ کی پاکٹ میں موبائل رکھنا چاہا تو دیکھا اس میں ایک کتاب رکھی ہے، کتاب نکالی، کتاب کا نام تھا'' آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' یہ کتاب ہندی میں تھی اور ممبئی میں چھپی تھی، مجھے کتاب کا نام بڑا اچھا لگا، لیٹے لیٹے کتاب کھولی دو شبد پڑھے کتاب چھوڑنے کو دل نہ چاہا اور سونا بھول کر پوری کتاب پڑھ گیا، میری نیند اڑ گئی، سستی و تکان جیسے تھا ہی نہیں، میری زندگی جاگتی سی محسوس ہوئی، میں سیٹ بند کر کے نیچے اتر آیا کتاب ایک بار اور پڑھی، دوبار میں دل نہ بھرا تو تیسری بار پڑھی اصل میں **لا الہ** تو میرے اللہ نے میرے گھر پر تجارت کے اندر نقصان ہونے سے پڑھوا دیا تھا، محمد رسول اللہ کی رہنمائی میں الا اللہ اس ہدایت کی خوشبو نے پڑھا دیا، گویا میں اندر سے مسلمان ہو گیا تھا۔

گاڑی راجپورہ سے آگے نکل گئی تھی اب مجھے اس کتاب کے لکھنے والے مولانا کلیم صدیقی سے ملاقات کا شوق پیدا ہوا، میں نے کتاب میں ان کا پتہ دیکھنا چاہا مگر ان کا نام اور پھلت صرف لکھا تھا اور ممبئی سے ایک چھپوانے والے کا نام، میں لدھیانہ سے واپس ہوا اور تجارتی لحاظ سے سفر بہت کامیاب رہا، لدھیانہ میں بھی میں نے ایک مسجد کو دیکھ کر اس میں جانا چاہا مگر معلوم ہوا کہ یہ ۴۷ء سے پہلے یہ مسجد تھی اب یہ کسی پنجابی کا گھر ہے، مجھے بے چینی تھی کہ میں اندر سے مسلمان ہو گیا ہوں، باہر سے کس طرح سے مسلمان بنوں، گوا پہنچ کر میں سیدھے ایک مسجد گیا وہاں کے مولانا صاحب سے میری ملاقات ہوئی مولانا صاحب نے مجھے دوسرے مفتی صاحب کے پاس بھیجا وہ میرٹھ کے رہنے والے تھے انہوں نے مجھے کلمہ پڑھوایا وہ مولانا کلیم صاحب کو اچھی طرح جانتے تھے، انہوں نے مجھے انکا پتہ لکھوایا

اور مجھ سے وعدہ کیا کہ فون نمبر لیکر مجھے دے دیں گے، انہوں نے فون نمبر حاصل کیا مگر وہ نمبر سیکڑوں بار کی کوشش کے باوجود نہیں لگ پایا، میں جب وقت ملتا ان کے پاس دین سیکھنے جاتا، میں نے قاعدہ پڑھا اور پھر چھ مہینے میں قرآن مجید بھی پڑھ لیا اور تھوڑی تھوڑی اردو بھی پڑھی اور دو تین بار دس دن کی جماعت میں بھی گیا۔

سوال : ممبئی بھی آپ آئے تھے، آپ کو ابی کی ممبئی آمد کی خبر کیسے پہونچی؟

جواب : مجھے مفتی عادل صاحب میرٹھی نے بتایا کہ ممبئی میں دعوت کا کیمپ لگ رہا ہے اور مولانا محمد کلیم صاحب وہاں آرہے ہیں، میں نے فوراً وہاں کا پروگرام بنایا، مرکز المعارف کا پتہ معلوم کرنے میں مجھے پورا دن لگ گیا اور رات میں وہاں پہنچا، وہاں پر کیمپ کا اختتامی اجلاس ہو رہا تھا، پروگرام کے بعد مولانا صاحب سے ملاقات ہوئی میں بیان نہیں کر سکتا کہ مولانا صاحب سے مل کر میں کتنا خوش ہوا میں نے مولانا صاحب سے ایک بار ایمان کی تجدید کرانے کی درخواست کی، مولانا صاحب نے کہا ہم سبھی کو بار بار ایمان کی تجدید کرتے رہنا چاہئے، کلمہ پڑھوایا اور بتایا کہ ممبئی کا سفر ہوا تھا ایک دوست نے آپ کی امانت مجھے دی تھی جو انہوں نے چھپوائی تھی وہ انہوں نے ہی شیروانی جیب میں رکھ لی تھی اور رات کو ٹرین میں سونے لگے، شیروانی لٹکائی تو اس میں سے نکال کر سیٹ کی جیب میں رکھ دی تھی، صبح کو ساتھیوں کے بیٹھنے کی وجہ سے سیٹ کھول دی اور وہ سیٹ کے نیچے دب گئی، مولانا صاحب نے بتایا کہ میں جب اسٹیشن سے اترا تو مجھے یاد بھی آیا مگر اچانک میرے دل میں آیا کہ کیا خیر کوئی مسافر پڑھ لے اور اس کی ہدایت کا ذریعہ بن جائے اس لئے وہیں چھوڑ دی، میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ مفتی

صاحب نے میرا نام رکھ دیا ہے مگر میری خواہش ہے کہ آپ میرا نام رکھیں، انہوں نے میرا نام معلوم کیا میں نے راجن بتایا تو مولانا صاحب نے کہا رضوان احمد آپ کا نام رکھتے ہیں، رضوان کے معنی ہیں اللہ کی رضا اور رضوان جنت کے داروغہ کا نام بھی ہے، مجھے رضوان نام بہت اچھا لگا، اس کے معنی کی وجہ بھی اور اس لئے کہ مولانا صاحب نے رکھا ہے۔

سوال: آپ کے گھر والوں کا کیا ہوا؟ آپ نے گھر پر بتا دیا؟

جواب: سب سے پہلے میں نے اپنی بیوی سے سارا حال بتایا ایک بار اس کو آپ کی امانت پڑھ کر سنائی وہ بولی بھی کہ میں پڑھی لکھی ہوں میں خود پڑھ لوں گی، مگر میں نے کہا ایک بار میری زبان سے سن لو مجھے تم سے محبت ہے اس محبت کا حق ادا کرنے کے لئے یہ بتانا چاہتا ہوں، پھر میں نے ان کو پڑھنے کے لئے دی اس کے بعد "مرنے کے بعد کیا ہوگا؟" اور "اسلام کیا ہے؟" ان کو پڑھوائی ایک رات کو میں نے ان سے اپنی مجبوری بتائی کہ اسلام میرے روئیں روئیں میں بس گیا ہے اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ اسلام سے پھر جاؤں، اس لئے میں کھل کر مسلمان بننا چاہتا ہوں، اب صرف اس حال میں تم میرے ساتھ رہ سکتی ہو جب تم مسلمان ہو جاؤ اور اگر تم مسلمان نہیں ہوتی ہو تو میرے لئے اسلام کے قانون سے تم اجنبی عورت ہو جس کے ساتھ رہنا تو درکنار تم سے بات کرنا بھی میرے لئے پاپ (گناہ) ہے، اب کل تمہارے لئے سوچنے کا آخری دن ہے، اگر تم مسلمان نہیں ہو پاتی ہو اور اتنی سچائی سمجھ جانے کے بعد اسے قبول نہیں کرتی ہو، تو میں یہ تو نہیں کروں گا کہ تمہیں گھر سے نکال دوں میں اتنا ضرور کروں گا کہ تمہارے گھر کو چھوڑ دوں گا، پھر چاہے کہیں رہوں، وہ یہ سن کر رونے لگی اور بولی رشتے داروں اور سماج سے کیسے لڑیں گے ایسے دھارمک

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

(مذہبی) پریوار ہم دونوں کے ہیں، میں نے کہا کہ کل آخرت میں اللہ سے لڑائی مول لینا زیادہ خطرناک ہے یا پریوار سے؟ اگر اللہ کے لئے ہم اس کو مانیں گے تو پریوار کو بھی ہمارے ساتھ کر دے گا، رات کے ایک بجے تک میں انہیں سمجھاتا رہا ایک بج کر بیس منٹ پر وہ تیار ہو گئیں اور انہوں نے کلمہ پڑھا، اگلے روز مفتی صاحب کے یہاں جا کر ہم نے دوبارہ نکاح کروایا، بیوی کے مسلمان ہو جانے کے بعد بچوں پر کام آسان ہوا، میرا بیٹا تو مسلمانوں سے ہی دوستی رکھتا ہے، وہ بہت آسانی سے مسلمان ہو گیا، بڑی بیٹی نے چند دن لگائے، میرے اللہ کا کرم ہے، اب میرا خاندان تو پورا مسلمان ہے، میں نے اپنے بیٹے کو جماعت میں ایک چلہ بھی لگوا دیا ہے۔

ممبئی میں ملاقات پر مولانا صاحب نے پھلت آنے کو کہا تھا، مجھے پھلت دیکھنے کا بہت شوق تھا، جس انسان کی خوشبو نے میرے دل و دماغ کو ہدایت سے معطر کر دیا اس کا گھر میرے لئے دنیا میں جنت کی طرح تھا، اللہ کے لئے محبت میں سفر کی برکت میرے اللہ نے سفر میں دکھا دی، میں نے "آپ کی امانت" گوا میں ایک ہزار چھپوائی ہے، میرے یہ دو ساتھی جو میرے ساتھ آئے ہیں ان میں سے یہ ایک میرا دوست ہے جو بنارس کا رہنے والا ہے اور میرے گوا میں آنے کی وجہ سے وہ بھی گوا میں رہنے لگا ہے اور انہوں نے وہیں پر بیکری کھول لی ہے، یہ گوئل خاندان سے لالہ ہیں، ان سے میں تقریباً آٹھ مہینے سے بات کر رہا تھا اور ان کو اسلام کی دعوت دے رہا تھا، کسی طرح میں نے ان کو پھلت کا سفر کرنے کے لئے تیار کر لیا، ہم دونوں گوا ایکسپریس سے سفر کر رہے تھے، ہمارے ساتھ میں یہ تیسرے صاحب جو اعظم گڈھ کے رہنے والے ہیں ساتھ میں سفر کر رہے تھے

،تعارف ہوا تو یوپی کے تھے ،اپنی طرف کی بات چیت ہونے لگی، یہ گورنمنٹ انٹر کالج میں لکچرار ہیں، میں نے ان کو آپ کی امانت کتاب پڑھنے کیلئے دی، یہ بہت متأثر ہوئے رات بھر باتیں ہوتی رہیں، متھرا آکر یہ کلمہ پڑھنے کے لئے تیار ہوگئے، میں نے ان کو کلمہ پڑھوایا تو میرے دوست انل کمار بھی تیار ہوگئے اور متھرا میں ہی انہوں نے کلمہ پڑھا، گاڑی بیس منٹ متھرا میں رکی تھی، گاڑی چلی تو میں نے ان دونوں سے کہا کہ اللہ کا کیسا کرم ہے کہ آپ دونوں متھرا میں شرک وکفر کو چھوڑ رہے ہیں، یہاں کی چیز یہاں ہی چھوڑ دینا اچھا ہے۔

سوال : کیا آپ نے اور بھی دعوت کا کچھ کام گھر والوں پر اور جاننے والوں پر کرنے کی سوچی ہے؟

جواب : ممبئی میں مولانا صاحب سے ملاقات سے پہلے تو گھر کے تینوں بچوں اور دوست انل کمار کے علاوہ کسی پر کام نہیں کیا مگر ممبئی میں مولانا صاحب نے بہت فکر دلائی، اب ملاقات ہوئی راستہ بھر کی سفر کی روداد مولانا صاحب نے سنی بہت خوش ہوئے، کئی بار کھڑے ہوکر گلے لگایا، خوشی سے رونے لگے، ہاں یہ بھی کہا کہ آپ نے اپنے دوستوں سے متھرا میں یہ صحیح نہیں کہا کہ شرک وکفر متھرا کی چیز ہے، متھرا ابھی اللہ کی زمین ہی میں ہے، یہاں پر بسنے والے سب اللہ کے بندے، ہمارے رسول ﷺ کے امتی اور ہمارے باپ حضرت آدمؑ کی اولاد، وہ ہمارے خونی رشتہ کے بھائی ہیں، ان کے مایا بھی ایمان وتوحید ہے، شرک یہاں کی چیز نہیں، یہاں کے لوگوں کی بیماری ہے، اب آپ مسلمان ہوگئے تو آپ داعی ہیں اور داعی کی حیثیت طبیب اور ڈاکٹر کی ہے وہ کسی جگہ بیماری چھوڑتا نہیں بلکہ ہر بیمار کی فکر کرتا ہے۔

سوال : آپ کے گھر والوں کو آپ کے اسلام کا علم ہوگیا؟

Page 168

جواب : ہم نے خسر صاحب کو گوا بلایا تھا اور ہم دونوں نے صاف ان کو بتا دیا اور ان کو دعوت بھی دی۔

سوال : وہ غصہ تو نہیں ہوئے۔

جواب : وہ بہت ٹھنڈے مزاج کے آدمی ہیں انہوں نے کہا آج نیا دور ہے دھرم اپنا ذاتی معاملہ ہے اس کے لئے ہمیں زیادہ سخت نہیں ہونا چاہئے، البتہ یہ ضرور ہے کہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہئے اور جو فیصلہ کرو بس اس پر جمو، کبھی ادھر کبھی ادھر یا آدھا ادھر آدھا ادھر یہ ٹھیک نہیں، مجھے امید ہے کہ وہ ضرور اسلام لے آئیں گے، انشاء اللہ، مولانا صاحب نے ہم سے کہا کہ تہجد میں ان کیلئے اور سب خاندان والوں کے لئے دعا کرنی ہے، انشاء اللہ ہم دعا کریں گے۔ میرے اللہ میرے خاندان والوں کو ضرور ہدایت دیں گے۔

سوال : ان دونوں کے نام بھی رکھ دیئے یا نہیں۔

جواب : انل کمار کا نام تو مولانا صاحب نے محمد عادل رکھا ہے اور رمیش چندر جی کا رئیس احمد، ان کو دہلی میں اترنا تھا مگر ان کی خواہش ہوئی کہ ہم بھی پھلت چلیں گے تینوں نے مرتے دم تک اللہ کے لئے ساتھ ساتھ دعوت کا کام کرنے کا مولانا صاحب کے سامنے عہد کیا ہے، اللہ تعالی اس پر ہمیں قائم رکھے۔

سوال : کوئی پیغام ارمغان کے قارئین کیلئے آپ دیں گے؟

جواب : اس وقت پوری دنیا بقول ہمارے کلیم مولانا صدیقی صاحب کے، اسلام کی پیاس میں اس طرح لائن میں لگی ہے، جیسے گاؤں اور قصبوں میں لوگ راشن کی دکان پر مٹی کے تیل کے لئے لگے رہتے ہیں، کہ یہ لیٹر دو لیٹر تیل ان کی جھونپڑیوں اور کچے مکانوں میں روشنی کر دے گا، اسی طرح دل ودماغ کی اندھیری

کوٹھریوں کو مسلمان داعیوں کے رحم وترس کی ضرورت ہے،ہمیں انسانیت پر ترس کھاکران کی اندر کی اندھیاری کو ایمان واسلام کی شمع جلاکر روشن کرنے کو اپنا مقصد سمجھنا چاہئے۔

سوال : بہت شکریہ رضوان بھائی۔

جواب : آپ کا شکریہ مولانا احمد صاحب آپ نے مجھے ایک اچھے کام میں شریک کیا اور اس قابل سمجھا،السلام علیکم ورحمۃ اللہ

سوال : وعلیکم السلام، **استودع اللہ دینکم وامانتکم وخواتیم اعمالکم** یہ ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں رخصت ہوتے وقت دعا بتائی ہے،اس کا ترجمہ یہ ہے :میں تمھارے دین ،امانت اور خاتمۂ اعمال کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور رخصت ہوتا ہوں۔

جواب : کیسی پیاری دعا ہے، ہمارے لئے واقعی ایسی ہی دعا کی ضرورت ہے۔

مستفاد از ماہنامہ ارمغان،فروری ۲۰۰۸ء

ایک عاشق رسول جناب محمد احمد (رام کرشن شرما) سے ایک

ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد احمد : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : بھائی محمد احمد صاحب، بہت خوشی ہوئی آپ آگئے،ابی آپ کا ذکر کررہے تھے اور مجھ سے چھ مہینے پہلے آپ کا انٹرویو لینے کے لئے فرمارہے تھے اور یہ بھی فرمایا تھا کہ ان کا انٹرویو ربیع الاول میں شائع کرواؤں حسن اتفاق ہے کہ آپ ایسے وقت میں ہمارے یہاں تشریف لائے کہ ربیع الاول کے شمارہ کی تیاری چل رہی ہے۔

جواب : کل میں جماعت میں وقت لگاکر نظام الدین واپس آیا،حضرت کو فون کیا تو خوشی ہوئی کہ دہلی تشریف رکھتے ہیں،بٹلہ ہاؤس میں پروگرام بھی تھا،الحمدللہ اس میں شرکت ہوگئی اور ملاقات بھی ہوگئی،حضرت تو ابھی لوگوں سے ملاقات کررہے ہیں مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے پاس پہنچوں اور ارمغان کیلئے انٹرویو دوں،فرمایئے اب میرے لئے کیا حکم ہے۔

سوال : آپ اپنا خاندانی تعارف کرایئے؟

جواب : میں ۲۱/جنوری ۱۹۶۵ء میں ہریدوار میں ایک پنڈت خاندان میں پیدا ہوا میرے والد ایک بڑے مہنت تھے ان کا نام کیشو رام شرما جی تھا،میرا نام

انھوں نے رام کرشن شرما رکھا، میرے خاندان میں ایک بڑے ہندو مذہب کے بڑے گیانی (بڑے عالم) پنڈت شری رام شرما جی ہوئے ہیں، وہ گایتری سماج کے ایک طرح فاؤنڈر (بانی) تھے، شانتی کنج ہریدوار میں ان کا آشرم تھا، ہندو مذہب سے ذرا واقفیت رکھنے والا ان کا نام ضرور جانتا ہوگا، ہمارے دور کے رشتہ سے دادا ہوتے تھے، حضرت نے مجھے بتایا کہ انھوں نے مولانا شمس نوید عثمانی کے ہاتھ پر کلمہ پڑھ لیا تھا، مجھے سو فیصد یقین ہے کہ وہ ضرور مسلمان ہوگئے ہوں گے، وہ بہت حق پرست آدمی تھے ہمیں تو یہ معلوم ہے کہ انھوں نے مرنے سے پہلے سمادھی لے لی تھی، ان کے مرنے پر لوگوں نے بتایا کہ ان کا پورا جسم نیلا ہوگیا تھا، مولانا صاحب نے بتایا کہ ان کے شاگردوں نے ان کو زہر دے دیا تھا۔

ہمارا خاندان آریہ سماجی رہا ہے شروع کی تعلیم میری ایک سرسوتی اسکول میں ہوئی، بعد میں ہریدوار گروکل میں میں نے داخلہ لیا ہندی سنسکرت بہت اچھی طرح سیکھی، ویدوں کو پڑھا بعد میں دو سال کے لئے اعلی تعلیم کے لئے گروکل میں رہا میں نے پورے گروکل کو ٹاپ کیا اس کے بعد دہلی کے قریب بوپورہ گروکل میں سنسکرت کا استاذ ہوگیا میرے مضامین شانتی کنج کی میگزینوں اور دیش کی دوسری مذہبی میگزینوں میں شائع ہوئے۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں ذرا بتایئے؟

جواب: میں دہلی گروکل میں پڑھا رہا تھا وہاں پر دو مسلمان شدھی ہوکر آئے ان میں سے ایک سہارنپور ضلع کا بدنصیب اور بدبخت جوان تھا جس نے اپنا نام محمد طیب کی جگہ شیو پرشاد رکھا تھا، وہ دارالعلوم دیوبند سے دو سال قرأت کا کورس کرکے اپنے کو پہلے محمد طیب قاسمی لکھا کرتا تھا اور دوسرا بہار کا ایک مزدور،

جاہل، ادھیڑ عمر کا آدمی جو جاوید اختر سے دیانند بنا تھا، ایک نوجوان مولانا جن کا نام شمس الدین ندوی تھا، لکھنؤ سے پڑھے ہوئے تھے ان کو کسی نے ان دونوں کے مرتد ہونے کے بارے میں بتایا وہ سونی پت حضرت مولانا کلیم صاحب کے پاس گئے، مولانا صاحب نے گروکل جا کر ان کو سمجھانے کے لئے کہا اور بڑی فکرمندی کا اظہار کیا دو تین دفعہ وہ ہمارے یہاں آئے، میں نے ان کو بار بار آتے دیکھا، تو شیو پرشاد سے وجہ معلوم کی، اس نے مجھ سے کہا یہ مجھے واپس مسلمان بننے کے لئے کہہ رہے ہیں، آپ ان سے بات کرلیں اور اسلام میں تو کچھ ہے نہیں، میں نے ان کو بلایا ہے آپ ان سے بات کریں تو اچھا ہے، یہ بھی ہندو ہو سکتے ہیں، اگر یہ ہندو ہو گئے تو بہت کام کے ہندو ثابت ہوں گے۔

احمد بھائی جب بھی میں اس کمینے بدبخت شیو پرشاد سے بات کرتا تو وہ ہمارے پیارے نبی، کروڑوں درود وسلام ہوں آپ پر اور اللہ کی رحمتیں، بہت ہی برے الزامات لگاتا تھا خاص کر ان کے پریوارک جیون (معاشرتی زندگی) کے بارے میں بڑی گھناؤنی باتیں کرتا تھا، اصل بات یہ ہے احمد بھائی، یہ باتیں مجھے اس وقت بھی بری لگتی تھیں، ایک ہفتہ کے بعد شمس الدین صاحب آئے معلوم ہوا کہ وہ تو مولوی ہیں، ان سے میں نے بات کی تو انھوں نے حضرت مولانا کلیم صاحب سے ملنے کا مشورہ دیا اور بڑی نرمی سے کہا کہ وہ ہمارے بڑے ہیں اور بڑے حق پرست آدمی ہیں آپ ان کو اگر سمجھا سکیں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں، اس طرح انھوں نے کوشش کرکے میری ملاقات ان سے امرتسر ہائی وے پر رسوئی گاؤں کی مسجد میں طئے کرائی، میں اپنے ایک دو ساتھیوں کو لے کر وہاں پہنچا مولانا صاحب بہت اخلاق سے ملے اور جب میں نے ان کو ویدک دھرم میں آ

نے کی دعوت دی اور ان سے کہا ویدک دھرم سب سے بڑا مذہب ہے اور ہمارے
پوروجوں یعنی بڑوں کا مذہب ہے، اگر ہمارے لئے مالک کو اسلام پسند ہوتا تو
ہمیں بھارت میں پیدا نہ کرتے، یہاں کے حالات کے لحاظ سے ویدک مذہب ہی
مناسب ہے اور پھر میں نے شیو پرشاد سے پیارے نبی کی شان میں جو باتیں سنی
تھیں ان میں سے کچھ دوہرائیں، مولانا صاحب نے گاڑی میں سے اپنا بیگ
منگوایا اور چھوٹی سی کتاب ہندی میں ''اسلام کے پیغمبر حضرت محمد'' (ﷺ)
پروفیسر کے ایس راما راؤ کی نکال کر مجھے دی اور مجھے بتایا کہ یہ ایک ہندو بھائی کی
لکھی ہوئی کتاب ہے میری درخواست ہے کہ آپ اس کو پڑھیں، بس اتنی سی بات
ہے کہ آپ اسلام اور مسلمانوں کے پیغمبر سمجھ کر اس کو نہ پڑھیں، حضرت محمد ﷺ
کے فرمان حدیث اور قرآن میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ملتا جس سے یہ معلوم ہوتا ہو
کہ حضرت محمد ﷺ مسلمانوں کے پیغمبر ہیں بلکہ وہ پوری انسانیت کے لئے اللہ کے
انتم سندیشٹا (آخری رسول) ہیں۔

آپ جب اس کتاب کو دو تین بار پڑھ لیں پھر آپ کے پاس میں خود ملنے
گروکل آشرم میں آؤں گا، مولانا صاحب کو ایک سفر کی جلدی تھی آدھا گھنٹہ کی
ملاقات کے بعد میں چلا آیا، میں نے آ کر اس کتاب کو پڑھا ایک دفعہ کتاب کو پڑھ
کر مجھے ایسا لگا کہ حضرت محمد ﷺ پوری انسانیت کے نہیں بلکہ صرف میرے رسول
ہیں، مگر گروکل کا ماحول اور میرا خاندان اور اس کی ہندو مذہب کے لئے عقیدت
مجھے جھنجھوڑنے لگی، میں نے اس کتاب کو چھت پر پھینک دیا اور پھر حضرت محمد ﷺ
پر جو مخالفت میں لکھی گئی کتابیں ہیں ان کو پڑھنے کا خیال ہوا، تا کہ جو محبت اس
کتاب کی وجہ سے ہمارے نبی ﷺ سے مجھے ہوگئی تھی اس کا جادو کچھ ختم ہو، میں

نے شیو پرشاد سے مشورہ کیا، اس نے کہا کہ غیر مسلموں کی کتابوں کی ضرورت نہیں
بلکہ خود بعض نام نہاد مسلمانوں نے ان کے خلاف کتابیں لکھی ہیں اور تسلیمہ نسرین
اور سلمان رشدی کی کتابوں کا ذکر کیا، میں نے ان سے کتابیں لانے کے لئے
کہا، وہ دہلی گیا نہ جانے کسی جاننے والے سے ان دونوں کی چار کتابیں لا کر دیں،
میں نے ان چاروں کتابوں کو پڑھا، مگر راما کرشنا راؤ کی چھوٹی سی کتاب جو سچائی
سے بھری تھی، اس نے جو اثر مجھ پر چھوڑا تھا ان چار نفرت اور جھوٹ سے بھری ہوئی
کتابوں نے اس کا اثر کچھ کم نہیں کیا، بلکہ پیارے نبی کے کردار کی سچائی مجھے اور
دکھائی دینے لگی اور میرے دل میں یہ خیال آیا کہ تسلیمہ نسرین اور سلمان رشدی خدا
کی طرف سے دھتکارے ہوئے لوگ ہیں، جن پر بدبختی کی مار پڑی ہے کہ
انھوں نے اپنے قلم کو ایسے عظیم محسن کے خلاف استعمال کیا ہے، ایک رات میں سویا
تو میں نے اپنے دادا جن کو ہم ہندوستان کی زبان میں دیوتا سے کم نہیں سمجھتے،
پنڈت سری رام شرما جی کو خواب میں دیکھا بولے پیارے بیٹے تو کہاں بھٹک گیا
ہے، حضرت محمد ﷺ ہمارے وہ نراشنش ہی تو ہیں جن کو کلکی اوتار بھی کہا گیا ہے،
ان کو ماننے اور ان کی مانے بنا مکتی (نجات) ہو ہی نہیں سکتی، میری مکتی بھی ان کا کلمہ
پڑھ کر ہی ہوئی ہے، دھوکہ چھوڑ دے، مولانا کلیم کے پاس جا اور حضرت محمد ﷺ کا
کلمہ پڑھ لے اور جلدی کر، دیر مت کر۔

میری آنکھ کھلی تو میرے دل کا حال عجیب تھا، پیارے نبی ﷺ کی محبت میں
میں مجنوں ہوا جاتا تھا، اپنی تسکین کے لئے اس کتاب کو دوبارہ پڑھنے کے لئے صبح
چار بجے میں چھت پر چڑھا، رات میں ہلکی بارش ہوگئی تھی، وہ کتاب بالکل بھیگ
گئی تھی، میں نے اس کو اٹھایا، آنکھوں سے لگایا، چوما، نیچے اترا، کچھ کاغذ جلائے

کتاب کو سکھایا اور پڑھنا شروع کیا، مجھے بہت رونا آیا، کچھ دیر رک کر روتا رہا، روتے روتے سوگیا تو میں نے خواب میں حضرت مولانا کلیم صاحب کو دیکھا، کہہ رہے ہیں پنڈت رام کرشن جی چلئے آپ کو آپ کے رسول ﷺ سے ملوادوں، میں نے کہا، میں اسی لئے آپ کے پاس آیا ہوں، وہ مجھے لے کر ایک مسجد میں گئے، وہاں تکیہ لگائے ہمارے پیارے نبی ﷺ تشریف فرما تھے، اتنا خوبصورت چہرہ احمد بھائی میں بیان نہیں کرسکتا، کیسا حلیہ تھا، میں جا کر قدموں سے چمٹ گیا، آپ نے مجھے بیٹھے بیٹھے گلے لگایا اور کچھ پیار بھرے الفاظ فرمائے، جو مجھے یاد نہیں رہے، میری آنکھ کھل گئی، صبح ہوئی تو میں نے پھلت جانے کی سوچی، مجھے پتہ معلوم نہیں تھا، پہلے میں سونی پت عیدگاہ گیا، وہاں ایک ماسٹر صاحب نے مجھے پھلت کا پتہ بتایا، شام تک پھلت پہنچا مولانا صاحب موجود نہیں وہاں مجھے ایک صاحب ماسٹر اسلام نامی نے، جو خود گڑھ مکتیشور کے اودھت آشرم چلانے والے مہاراج کے بیٹے تھے، ان کے والد کا بھی مسلمان ہو کر گڑھ مکتیشور چھوڑ کر پھلت میں انتقال ہوا تھا، ’’آپ کی امانت آپ کی سیوا میں‘‘ کتاب دی، جو میں نے کئی بار پڑھی، تیسرے روز ۲۰۰۴ء کی بیس اپریل تھی، مولانا صاحب دوپہر کے بعد آ گئے آپ کی امانت نے مجھے مسلمان تو کر ہی دیا تھا، مولانا صاحب نے مجھے کلمہ پڑھوایا، میں نے مولانا صاحب سے کہا، کیا کوئی مسلمان پیارے نبی کے نام پر بھی اپنا نام رکھ سکتا ہے، مولانا صاحب نے کہا ضرور! آپ کا نام میں محمد احمد ہی رکھتا ہوں۔

سوال : اس کے بعد کیا ہوا ؟

جواب : مولانا صاحب نے مجھے قبول اسلام کی قانونی کاروائی پوری کرنے کا مشورہ دیا، اس کے بعد مجھے ۴۰ روز کی جماعت میں مرکز سے بھیج دیا،

میرا چلہ بھوپال میں لگا الحمدللہ نماز وغیرہ میں نے یاد کرلی، ایک چلہ میں دس بار مجھے پیارے نبی ﷺ کی زیارت ہوئی،

سوال : گروکل آشرم والوں نے آپ کو تلاش نہیں کیا؟

جواب : انھوں نے مجھے تلاش کیا ہوگا، مگر مولانا صاحب نے جماعت سے آنے کے بعد گروکل جا کر کام کرنے کا مشورہ دیا میں نے شیو پرشاد کو واپس اسلام کی طرف لانے کی کوشش کی، مگر سچی بات یہ ہے احمد بھائی، پوری دنیا میں (دھڑ دھڑی لیتے ہوئے) اس کمینہ جیسا بدبخت آدمی کوئی نہیں ملا، اس کا نام مجھے تڑپائے رہتا ہے، میرا حال اب یہ ہے کہ جس کو میرے نبی ﷺ سے محبت نہ ہو میں اس کو خود اللہ کا دشمن سمجھتا ہوں، ہمارے نبی کی شان میں گستاخی کرنے والے پر تو میں اللہ کا قہر سمجھتا ہوں اور جس طرح عذاب کی جگہ سے ہمارے نبی ﷺ نے تیزی سے گزرنے حکم دیا ہے، اسی طرح سے ایسے آدمی کے پاس جانا بھی خطرہ کی بات سمجھتا ہوں۔

سوال : آپ نے اس پر کام نہیں کیا؟

جواب : اصل میں میں نے اس کی تہ میں جانے کی کوشش کی کہ اللہ کا عذاب اس پر کیوں آیا، تو پتہ چلا کہ اصل میں اس نے اپنی ماں کو بہت ستایا تھا، ایک بار اس نے اپنی ماں کو ایک لات بھی ماری تھی، اس کی سزا میں اللہ نے دنیا میں اس کو بدبخت بنایا اور پیارے نبی کی اہانت کی سزا میں میں نے اس کو دیکھا کہ کتے کی موت مرا، گروکل آشرم والوں نے اس کا کریا کرم کرنے سے منع کر دیا، اس کو پولیس والے پاؤں میں رسی ڈال کر گھسیٹ کر لے گئے اور ایک گندے نالے میں ڈال کر کوڑے میں دبا دیا، مجھے اس سے تسلی ہوئی کچھ غم نہیں ہوا، میرے دل میں

پیارے نبی کی شان میں بے ادبی کرنے والے کے لئے کوئی ترس کی جگہ بھی نہیں ہے، میں اپنے اندر سے مجبور ہوں۔

سوال: گروکل آشرم کے لوگوں نے آپ کو اس حلیہ میں دیکھ کر مخالفت نہیں کی؟

جواب: میں نے جماعت میں سے آکر حضرت مولانا کے ہاتھوں پر بیعت کی اور حضرت مولانا صاحب کے مشورہ سے اسوہ رسول اکرم ﷺ اور شمائل ترمذی خریدی، الحمدللہ اپنی بساط بھر سنتوں پر عمل شروع کیا، عمامہ، بال ہر چیز میں نبی ﷺ کی پیروی کی کوشش کی، اس حلیہ میں جہاں تک گیا میری عزت ہوئی، آج تک چار سال ہونے والے ہیں، کسی نے مجھے اس حلیہ میں بے ادبی کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔

سوال: آپ پچھلے سال عمرہ کے لئے گئے تھے، وہاں کا سفر کیسا رہا؟

جواب: مجھے ہمارے نبی ﷺ کی یاد بہت بہت ستاتی تھی، مدینہ کی یاد بہت آتی تھی، الحمدللہ میں نے اردو پڑھی، کچھ عربی بھی پڑھی، قرآن مجید کے ترجمہ کی کلاسیں بھی میں نے ناگپور جا کر کیں، اب میں سیرت پاک کی کتابیں پڑھتا ہوں، الحمدللہ سو سے زیادہ کتابیں سیرت پاک کی پڑھ چکا ہوں، جیسے جیسے مدینہ کی باتیں میں پڑھتا، مدینہ کی یاد مجھے بہت آتی، ایک روز میں نے رات کو تہجد میں بہت دعا کی، میرے اللہ کے قربان جاؤں میرے اللہ نے سن لی، اللہ نے اپنے فضل سے مجھے بغیر پاسپورٹ اور بغیر ویزا بلکہ بغیر جہاز کے میرے حضرت کی برکت سے مجھے مدینہ پہنچایا اور مکہ معظّمہ میں عمرہ بھی کیا۔

سوال: وہ کس طرح، ایسا کس طرح ممکن ہے؟

جواب: جہاز، پاسپورٹ بھی اسباب ہیں جو اللہ پیدا فرماتے ہیں، اللہ

تعالی ایک سبب کے پابند تو ہیں نہیں، وہ بغیر اسباب کے کرنے پر قادر ہیں، جہاز اور گاڑیوں کے علاوہ بھی اللہ نے بہت سی چلنے والی چیزیں پیدا کی ہیں، کیا وہ کسی دوسرے سبب کو ذریعہ نہیں بنا سکتا؟

سوال: وہ کیا سبب تھا ہمیں بھی تو بتائیں؟

جواب: احمد بھائی ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔

سوال: اچھا وہاں کی کچھ باتیں تو بتائیں؟

جواب: وہاں میں ایک مہینہ رہا، میں نے دو عمرے مدینہ منورہ سے کئے اور سات مکہ معظّمہ سے، مدینہ منورہ میں میں نے بہت ہی اللہ کی رحمتوں کا ظہور دیکھا، میرے اللہ نے مجھ گندے پر نبی ﷺ کی محبت کی برکتیں ظاہر کیں۔

سوال: ان میں سے کچھ سنائیے؟

جواب: وہ کسی دوسری مجلس میں انشاء اللہ عرض کروں گا۔

سوال: آج کل آپ کہاں رہ رہے ہیں؟

جواب: میں آج کل بنارس میں رہ رہا ہوں، وہاں سے دعوت کے لئے ہریدوار، رشی کیش، اجین، پشکر، الہ آباد، ایودھیا وغیرہ تیرتھوں میں جاتا ہوں۔

سوال: وہاں پر کچھ نتائج بھی آئے ہیں؟ کیا کچھ لوگوں کو ہدایت بھی ہوئی ہے؟

جواب: الحمد للہ بہت اچھے نتائج برآمد ہو رہے ہیں، انشاء اللہ جب وہ سامنے آئیں گے تو ہر مسلمان فخر کرے گا، میرے اللہ کا کرم ہے کہ مجھ گندے کو کہاں سے نکال کر کہاں لائے ہیں۔

سوال: آپ نے شادی کر لی ہے؟

جواب: اصل میں اسلام قبول کرنے سے پہلے میرا شادی کا خیال نہیں تھا اور اسلام کے بعد مجھے خاندانی ذمہ داریوں کا بوجھ مشکل لگتا تھا، مگر دو مہینے پہلے مولانا صاحب سے ملنے آیا تھا تو انھوں نے مجھ سے شادی کرنے کے لئے کہا اور

حدیث پاک سنائی، حدیث پاک سن کر میں بہت تڑپ گیا، میں نے حضرت سے کہا کہ اب میں حاضر ہوں چاہے میری آج اور ابھی شادی کر دیں، اب مولانا صاحب جلد انشاء اللہ اس سلسلہ میں کچھ کرنے والے ہیں، دعا کیجئے کہ کوئی نیک ساتھی مل جائے اور میں اپنی اس زندگی کو بھی سنت کے مطابق گزار سکوں۔

سوال : آج کل سب سے زیادہ وقت آپ کہاں لگا رہے ہیں؟

جواب : اصل میں مجھے یہ خیال ہوا کہ اللہ کے نبی ﷺ کی سب سے بڑی سنت دعوت ہے، اس کے لئے آپ قرآن مجید پڑھ کر سناتے تھے اور آپ حافظ قرآن تھے تو مجھے خیال ہوا کہ ہمارے نبی ﷺ کی اس سنت سے میں محروم کیوں رہوں؟ جب کہ میرے اللہ نے مجھے اتنا اچھا ذہن دیا ہے، اس لئے میں نے حفظ شروع کیا، اللہ کا شکر ہے کہ تین مہینے میں سولہ پارے حفظ کر لئے ہیں، اب مجھے بس قرآن مجید حفظ کرنے کی دھن ہے اس لئے سب سے زیادہ وقت میں قرآن مجید حفظ کرنے میں لگا رہا ہوں۔

سوال : بہت بہت شکریہ! آپ کی گاڑی کا وقت ہو رہا ہے، کاشی سے آپ جانے والے ہیں،

جواب : جی ہاں! انشاء اللہ پھر کسی دوسری ملاقات پر بات ہوگی۔

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، مارچ ۲۰۰۸ء

حکیم عبدالرحمٰن ﴿امت کمار﴾ سے ایک ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عبدالرحمٰن : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : عبدالرحمٰن بھائی، ارمغان میں انٹرویو کا سلسلہ کافی عرصہ سے جاری ہے جس کے ذریعہ لوگوں تک اپنے نومسلم بھائیوں کے اسلام قبول کرنے کا قصہ اور ان کے اسلام قبول کرنے کے ذریعہ کو پیش کیا جاتا ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان بھائیوں میں ان کی روداد کو سن کر اسلامی زندگی اپنانے کا جذبہ پیدا ہو جائے اور ان کے اندر بھی غیر مسلموں کو دعوت دینے کی فکر اور قوت پیدا ہو جائے، اسی سلسلہ میں ابھی ابی کا فون آیا تھا کہ تمھارے انٹرویو کی وجہ سے ابھی تک ارمغان چھپنے کے لئے نہیں گیا ہے، میں نے عبد الرحمٰن کو پھلت میں ہی روک رکھا ہے، تم جلدی سے جا کر ان سے انٹرویو لے لو اور مولانا وصی صاحب کو دے آؤ۔

جواب : جی احمد بھائی! مجھے معلوم ہے اور میں ان انٹرویوز کو پڑھتا بھی ہوں اور مجھے بھی ابی نے انٹرویو دینے کے لئے افتخار بھائی سے کہلوایا تھا، میں بھی آپ کا ہی انتظار کر رہا تھا اس کے بعد مجھے بھی اجمیر جانا ہے۔

سوال : آپ اپنا تعارف کرائیں؟

جواب : میرا اسکول کا نام امت کمار تھا اور گھر میں مجھے سب لوگ جگنو کے نام سے یاد کرتے تھے، کھتولی کے پاس ایک جگہ بھینسی ہے وہاں کا رہنے والا ہوں، میرے والد صاحب کا نام ڈاکٹر موہن کمار صاحب ہے اور ہم چار

بہن بھائی ہیں، جن میں تین بھائی ہیں اور ایک بہن ہے۔

سوال: آپ کی تعلیم کیا ہے؟

جواب: میں نے ہائی اسکول کیا ہے۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیں؟

جواب: احمد بھائی میں بچپن میں بہت شیطانی کیا کرتا تھا اور اسکول کا کام بھی وقت پر نہیں کرتا تھا اس لئے مجھے اپنا ہوم ورک پورا کرنے کے لئے اپنے دوستوں سے کاپی لینی پڑتی تھی، ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ میں نے اسکول کا کام پورا نہیں کیا جس کی وجہ سے میں اپنے ایک اسکول کے ساتھی، شاید ان کا نام مستقیم ہے، کے پاس گیا، وہ گھر پر نہیں تھے، ان کے گھر والوں نے بتایا کہ وہ مسجد میں ہیں، میں ان کے پاس مسجد میں پہنچا تو انھوں نے مجھے کہا کہ تم مسجد میں کیسے آ گئے تم ناپاک ہو، باہر نکلو، میں کہنے لگا کہ تم سے اچھے اور صاف کپڑے پہن رکھے ہیں تو ناپاک کیسے، وہ کہنے لگے نہیں تم ناپاک ہو، باہر نکل جاؤ، مجھے ان پر بہت غصہ آیا وہ قرآن شریف پڑھ رہے تھے، میں نے کہا تجھ سے اسکول کی چھوٹی چھوٹی کتابیں تو پڑھی نہیں جاتیں اتنی موٹی کتاب لے کر بیٹھا ہے، وہ کہنے لگے یہ اللہ کا کلام ہے اور اس کے بارے میں مجھے سمجھانے لگے، مجھے ان پر غصہ تو بہت تھا لیکن کاپی لینی تھی، اس لئے کچھ نہ کہا اور کاپی لے کر گھر چلا آیا، اگلے دن تین چار لڑکوں کو لے کر ان کا گریبان پکڑ لیا کہ چودھری ہونے کے باوجود تیری ہمت کیسے ہوئی مجھے مسجد سے باہر نکالنے کی، تیرے باپ کی مسجد ہے، تو ہمارے مندر میں چل، اگر تجھے کسی نے بھگایا یا کچھ کہا تو ہم دیکھیں گے اسے، وہ کہنے لگے کہ بھائی یہ اللہ کا گھر ہے اور اس میں ناپاک آدمی نہیں جاتے، اس نے مجھ سے

نسیم ہدایت کے جھونکے   جلد اول تا چہارم

کہا کہ تم مندر میں کیا پڑھتے ہو، تو میں نے اس کو اشلوک پڑھ کر سنایا پھر میں نے اس سے پوچھا تو بتا تو کیا پڑھ رہا تھا، وہ کہنے لگا، وہ اللہ کلام تھا، تیری سمجھ میں نہیں آئے گا، اس کو دل سے پڑھتے ہیں تو فائدہ ہوتا ہے، پھر اس نے مجھے کلمہ پڑھوادیا، احمد بھائی مجھے ایسا لگا جیسے کوئی نور میرے اندر داخل ہو گیا ہو۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: اس کے بعد میں نے پیکٹ انٹر کالج کھتولی میں ایڈمیشن لیا، وہاں پر جمعہ کے دن نماز کے لئے کلاس میں اعلان کیا جاتا تھا کہ جو لوگ جمعہ کی نماز پڑھنا چاہتے ہیں ہاتھ اٹھائیں، جو اسٹوڈنٹ ہاتھ اٹھاتے تھے، ان کی چھٹی کر دی جاتی تھی، میں بھی اپنا سر نیچا کر کے ہاتھ اٹھا دیتا تھا اور باہر جا کر ادھر ادھر گھومتا تھا، ایک مرتبہ جب جمعہ کی نماز کی چھٹی لے کر باہر نکلا تو میرے مسلمان ساتھیوں نے کہا تم نماز کی ہر بار چھٹی لیتے ہو اور نماز نہیں پڑھتے اس لئے وہ جمعہ کی نماز پڑھانے کے لئے مجھے ساتھ لے گئے اور انھوں نے مجھے نیت وغیرہ باندھنی سکھائی۔

سوال: پھر کیا ہوا؟

جواب: اسکے بعد میں جین انٹر کالج مظفر نگر چلا گیا، وہاں پر کھالہ پار ایک جگہ ہے، میں لسی پینے کے لئے جایا کرتا تھا وہاں پر ایک صاحب مجھ سے کہا کرتے، یار تو اتنا تو خوب صورت ہے لیکن تو آگ میں جلے گا، میں نے کہا میں کیوں آگ میں جلوں گا؟ وہ کہنے لگے، سوا نیزہ پر سورج ہوگا، وہاں لوگوں کی کھوپڑیاں پکتی ہوئی ہوں گی، لیکن اس شخص کی نہیں پکیں گی جو ایمان والا ہوگا، وہ مجھے بہت سمجھایا کرتے اور میرے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کرتے

لیکن میں نے ان کی بات پر زیادہ توجہ نہیں دی، لیکن جب میں کھتولی میں بڈھانہ روڈ پر نوزل پلنجر کا کام کرنے لگا، تو میری وہاں انعام بھائی سے ملاقات ہوئی، انھوں نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور مجھے مولانا شکیل صاحب کے پاس بھاؤڑی لے جا کر کلمہ پڑھوایا پھر اس کے بعد میں مسلسل نماز پڑھنے لگا۔

سوال: آپ پھلت میں کئی سال سے نظر آتے ہیں، یہاں آپ کو کس نے بھیجا؟

جواب: ہاں احمد بھائی، کھتولی میں ریاض الدین صاحب ہیں وہ مجھ سے کہنے لگے کہ عبدالرحمٰن کام وغیرہ تو چلتا ہی رہتا ہے، ہر آدمی کام سیکھ بھی لیتا ہے، لیکن سب سے پہلے آپ کے لئے ضروری ہے کہ آپ اسلام کو سیکھیں، سمجھیں اور جانیں اور اس پر عمل کریں، میں نے کہا بہت اچھا، پھر انھوں نے مجھے سیکھنے کے لئے پھلت بھیج دیا۔

سوال: اچھا آپ نے اسلام کب قبول کیا؟

جواب: اسلام تو میں نے پیر کے روز ۱۴؍جنوری ۱۹۹۱ء میں قبول کیا تھا، لیکن چودہ سال تک میں نے کچھ نہ سیکھا اور اسی طرح گھومتا رہا، لیکن جب سے ابی کے پاس آیا ہوں، الحمد للہ میں نے بہت کچھ سیکھ لیا ہے۔

سوال: ابی سے آپ کی کیسے ملاقات ہوئی اور کب ہوئی؟

جواب: تین سال پہلے میری ابی سے ملاقات ہوئی، احمد بھائی، میں پھلت میں ایک صاحب کے یہاں رہتا تھا، ان کے ساتھ میری ان بن ہوگئی، تو میں ان کے پاس سے گھر چلا گیا، گھر جانے کا میرا مقصد کچھ اور تھا لیکن لوگوں نے افواہ پھیلا دی کہ عبدالرحمٰن مرتد ہوگیا جب کہ ایسا کچھ نہیں

تھا، جب میرا کام ہوگیا تو میں پھلت ابی کے پاس آیا اس وقت میں بہت جنون میں تھا اور ہتھیاروں سے لیس بھی تھا اور پھلت میں میرے آنے کا مقصد یہی تھا کہ میں ان کے گولی ماردوں، لیکن میری یہ بات ابی کو میرے کسی ساتھی کے ذریعہ معلوم ہوگئی انھوں نے مجھے سمجھایا اور آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی قربانی کا میرے سامنے تذکرہ کیا، تو میں نے صبر کیا اور جب سے میں ابی کے پاس آیا ہوں تب سے میری زندگی میں سکون ہے۔

سوال: اسلام کے بارے میں آپ نے اب تک جو کچھ جانا، اس کا ذریعہ کیا ہے؟

جواب: لوگوں نے مجھ سے یہی سوال کیا ہے کہ آپ کو کس چیز نے متاثر کیا؟ میں لوگوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مذہب اسلام کے اندر کون سی چیز ایسی ہے جو متاثر نہیں کرتی، مثال کے طور پر سنت کے مطابق لباس، چہرہ پر داڑھی کا ہونا، پانچ وقت کی نماز کا پڑھنا اور کم درجہ میں غیر ایمان والوں کے ساتھ اپنے معاملات جس کو کہ معاشرہ کا دین کہا جاتا ہے اور ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا یہ سب سے اچھا لگا کہ ان میں برادری بازی نہیں ہوتی جب کہ ایک ماں باپ کی اولاد اور ایک گھر کے پلے ہوئے ایک دوسرے کا جھوٹا پانی تک نہیں پیتے تھے، خود میرے والد بھی میرے جھوٹے گلاس میں پانی تک نہیں پیتے تھے اور نہ میں ان کے گلاس میں پیتا تھا، یہ سب باتیں بہت اچھی ہیں اور متاثر کرنے والی ہیں، انھیں کو دیکھ کر میں نے اسلام قبول کیا۔

سوال: میں نے آپ سے سوال کیا تھا کہ اسلام کے بارے میں ابھی تک جو باتیں آپ نے سیکھی ہیں وہ کس سے یا کہاں سے سیکھی ہیں، اس کا کیا

ذریعہ رہا ہے؟

جواب: اس کا ذریعہ یہ ہوا کہ حضرت نے مجھے جماعت میں بھیجا وہاں جا کر میں نے نماز وغیرہ ٹھیک سے سیکھی اور اسلام کے بارے میں بہت کچھ جانا اور الحمد للہ تین چلے میں جماعت میں لگا چکا ہوں اور آج اگر انسانیت میرے اندر ہے تو وہ صرف ابی کی وجہ سے ہے، ابی نے مجھے ایسی باتیں بتائیں کہ میں اسلام کو کافی حد تک سمجھتا ہوں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

سوال: آج کل آپ کیا کر رہے ہیں؟

جواب: میں نے حکمت سیکھی ہے اور مطب کھولنا چاہتا ہوں۔

سوال: حکمت کی طرف آپ کا کیسے رجحان ہوا؟

جواب: احمد بھائی! ابی نے مجھ سے کہا کہ عبدالرحمٰن کچھ کام کرلو خالی رہنا اچھی بات نہیں ہے، میں نے ابی سے کہا کہ میں ڈرائیونگ سیکھنا چاہتا ہوں وہ کہنے لگے یہ کوئی کام تو ہے نہیں، میں نے کہا کہ مدرسہ میں کینٹین کھول لیتا ہوں، ابی کہنے لگے کہ میں کہیں رشتہ لے کر جاؤں گا وہ کہیں گے کہ لڑکا کیا کام کرتا ہے تو ان کو بتانا پڑے گا کہ چائے کی دوکان کرتا ہے اور گلاس دھوتا ہے، کوئی ایسا کام کرو، جس سے ہمیں بھی خوشی ہو، تو میں نے کہا اگر آپ کی اجازت ہو تو میں حکمت سیکھنا چاہتا ہوں، ابی نے مجھے اسی دن دیوبند حکیم آصف کے پاس بھیج دیا، وہاں پر کچھ دن میں نے حکمت سیکھی، اس کے بعد ڈاکٹر نذرالاسلام نے مجھے کام سکھایا، ایک سال کے بعد ابی نے مجھے حکیم جمیل کے پاس روڑ کی بھیج دیا، میں وہاں سے ایک سال کے بعد لوٹ کر آیا ہوں اور اب یہ ارادہ ہے کہ انشاء اللہ قوم کو نفع پہنچانا ہے۔

سوال: آپ کی اپنے والدین سے ملاقات ہے؟

جواب: ہاں احمد بھائی میں ان کے پاس گیا تھا تو انھوں نے مجھے سمجھایا کہ اپنے مذہب میں آجاؤ، کہاں ان ملاؤں کے چکر میں پڑ گئے، میں نے کہا میں ملاؤں کے چکر میں نہیں ہوں بلکہ ایک سچے مذہب کو مانتا ہوں اور آپ کو بھی کہتا ہوں کہ اسلام قبول کر لیجئے، ایک روز گھر پر دودھ نکال رہا تھا، میری سوتیلی ماں ہے، جس کے برے برتاؤ کی وجہ سے میں نے گھر چھوڑا تھا اور اسلام کی طرف راغب ہوا تھا اگر وہ نہ ہوتی تو شاید ہی میں اسلام قبول کرتا اس طرح اس کا مجھ پر بڑا احسان ہے، کہنے لگی کہ واپس آجاؤ ابھی بھی موقع ہے، میں نے اس سے کہا یہ دودھ جو میں نے بھینس کے تھن سے نکالا ہے، جیسے اس کو واپس تھن میں نہیں ڈالا جا سکتا ویسے ہی میں اسلام کو چھوڑ کر واپس نہیں آ سکتا، اس سائنسی دور میں تو اس دودھ کو واپس تھن میں ڈالنے کے بارے میں سوچا بھی جا سکتا ہے، لیکن میرے واپس آنے کے بارے میں سوچنا بھی نہیں، اس کے بعد گھر والوں نے سوچا کہ یہ تو مانے گا نہیں، اس کا کام تمام کر دیں، نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری، یہ بات مجھے میری چھوٹی بہن نے بتائی کہ گھر والوں کا یہ پروگرام ہے، اس لئے یہاں سے بھاگ جاؤ، میں رات کو ہی گھر سے نکل گیا، گھر والے میرا پیچھا کرتے ہوئے آ گئے، مجھے آیت الکرسی یاد تھی میں نے پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا اور ایک جگہ چھپ کر کھڑا ہو گیا، احمد بھائی وہ میرے پاس سے کئی مرتبہ گزرے لیکن مجھے دیکھ نہیں پائے، اس کے بعد وہ واپس چلے گئے، میں نے صبح ان کو فون کیا تو کہنے لگے، اس بار تو بچ گیا، اگلی مرتبہ نہیں چھوڑیں گے۔

سوال: اس کے بعد آپ کی ان سے کبھی ملاقات ہوئی؟

جواب: نہیں احمد بھائی، ملاقات تو کبھی نہیں ہوئی، کیونکہ وہ غازی آباد میں شفٹ ہو گئے ہیں، لیکن ایک مرتبہ والد صاحب کو دور سے کھتولی میں دیکھا تھا۔

سوال: کیا آپ نے والدہ کو دعوت نہیں دی؟

جواب: دعوت تو دی اور ایک مرتبہ تو وہ اسلام قبول کرنے کو راضی بھی ہو گئی تھیں اور وہ اسلام کو سمجھنے کے لئے پھلت بھی آ گئی تھیں لیکن جہاں میں پہلے رہتا تھا وہ میری والدہ سے بات کر رہے تھے لیکن شاید اس وقت ہدایت ان کے نصیب میں نہیں تھی، ان کے پاس ایک نیتا جی آ گئے اور وہ میری والدہ کو چھوڑ کر چلے گئے، میری والدہ نے دو گھنٹے تک انتظار کیا لیکن وہ نہیں آئے، میں نے ان کا خوب خیال رکھا اور ان کی خدمت بھی کی، لیکن وہ بدظن ہو کر چلی گئیں اور اس کے بعد مجھ سے فون تک پر بات نہیں کی، لیکن آج کل میری والد صاحب پر کوشش چل رہی ہے، والد صاحب نے گنگوہ میں کلینک کر رکھی ہے میں ابھی جماعت میں گیا تھا تو ہماری جماعت کے امیر صاحب گنگوہ ہی کے تھے میں نے ان سے بات کی، آج کل وہ والد صاحب پر کام کر رہے ہیں بس آپ سے اور قارئین ارمغان سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالی ان کو جلد سے جلد ایمان قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب: بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا، جن میں سب سے زیادہ مشکل یہ ہے کہ میرے گھر پر بہت ساری بھینس وغیرہ تھیں لیکن میں نے کبھی ان کا گوبر نہیں اٹھایا گھر چھوڑنے کے بعد مجھے یہ سب کام کرنے پڑے، جھیلنا

پڑا، یہاں تک کہ میں نے مزدوری بھی کی۔

سوال: اور کوئی زندگی کا اچھا سا واقعہ سنائیے؟

جواب: میری نظام الدین سے کولہاپور جماعت جا رہی تھی، اس میں شریک تھا، سفر میں نکلنے سے پہلے کچھ ہمیں سفر کے آداب بتائے گئے اور یہ بھی بتایا گیا کہ سفر میں جو بھی دعا مانگی جاتی ہے قبول ہوتی ہے، ہم ٹرین میں بیٹھے تو مجھے ان کی یہ بات یاد آئی، میرے پیر میں زخم تھا میں نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اے اللہ تیرا نیک بندہ ہمیں یہ بات بتا رہا تھا کہ سفر میں جو دعا مانگی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے میں بہت گناہگار ہوں، میری بھی دعا قبول فرما لے، میرے پیر میں جو زخم ہے اس کو ٹھیک کر دے، احمد بھائی کولہاپور اسٹیشن سے پہلے پہلے میرا یہ زخم بالکل ٹھیک ہو گیا، آج جو بھی میں اللہ سے مانگتا ہوں الحمدللہ ملتا ہے۔

سوال: قارئین ارمغان کو کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: مسلمان بھائیوں کے لئے یہ پیغام ہے کہ خود بھی دین پر رہیں جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: یَـٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا آمِنُوْا ”اے ایمان والو ایمان لے آؤ“ میں سترہ سال پہلے جو بات ایمان والوں کے اندر دیکھتا تھا وہ اب نظر نہیں آتی، مجھے جن لوگوں نے اسلام کی دعوت دی تھی آج میں ان کو دیکھتا ہوں کہ وہ نماز تک نہیں پڑھتے، میں نے ان سے کہا کہ تم نے مجھے یہاں تک پہنچایا اور خود کہاں پہنچ گئے، ایمان کے اندر پورے کے پورے داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ کے رسول کی سنت اور اللہ کے حکم کے تابع ہو جائیں اور دوسروں کو دین پر چلنے کی دعوت دیں، اس سے بڑا اللہ نے ہمیں کوئی کام نہیں دیا، باقی سب تو اخراجات پوری کرنے کی بات ہے۔ آج جوابی کا کام

ہے وہ یہی ہے اور ان کی سوچ اور کڑھن بھی یہی ہے اور رات دن ان کا محنت کرنا وہ سب دین کے لئے ہے، کیوں نہ ہم سب ایمان والے ایسے ہی بن جائیں تو انشاء اللہ میں سمجھتا ہوں کہ کفر کا نام اس دنیا سے ختم ہو جائے گا اور ہر طرف اسلام ہی اسلام نظر آنے لگے گا۔

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، اپریل ۲۰۰۸ء

محمد سلمان ﴿رام ویر سنگھ﴾ وزیر آباد دہلی سے ایک ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد سلمان: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: سب سے پہلے آپ اپنا تعارف کرائیں؟

جواب: مجھے ہندو مذہب میں رام ویر سنگھ کہا کرتے تھے لیکن جب ۱۹۹۴ء میں میں نے بودھ مذہب قبول کیا تو میں نے اپنا نام ویر چھٹو رکھا، پھر ۱۹۹۷ء میں عیسائیت کو قبول کیا وہاں پر ان لوگوں نے بپ ٹائپ (Beptipe) کرادیا تھا نام نہیں بدلا تھا اور میرا اسلامی نام محمد سلمان ہے ،ہم لوگ میرٹھ کے رہنے والے ہیں لیکن اب دہلی میں رہ رہے ہیں، میرے والد بہت کم عمری میں دہلی آ گئے تھے اور دہلی کو ہی اپنا وطن بنالیا تھا، میری پیدائش بھی دہلی کی ہی ہے اور اب ہم دہلی کے محلّہ وزیر آباد میں رہ رہے ہیں۔

سوال: آپ کی تعلیم ؟

جواب: میں نے انگلش اور مارشل آرٹ میں ایم اے کیا ہے، میں تین سال تک دہلی صوبہ کا مارشل آرٹ کا چمپین بھی رہ چکا ہوں، میں مشرقی دہلی میں ایک کوچنگ انسٹی ٹیوٹ چلاتا ہوں انگلش اسپیکنگ کورس خاص طور پر میرا شوق رہا ہے۔

سوال: آپ نے اسلام کب قبول کیا؟

جواب: میں نے ۶ راپریل ۲۰۰۷ء کو اسلام قبول کیا۔

سوال: آپ نے بدھ مذہب اور عیسائیت کو کب اور کیسے قبول کیا؟ کیا کسی نے آپ کو دعوت دی تھی؟

جواب: احمد بھائی، اصل میں حق میری پیاس تھی، اس کی تلاش مجھے در در لئے پھری، مجھے دنیا میں سکون کی تلاش تھی، میرے اللہ کا کرم ہے کہ اللہ نے مجھے کتنے باطل کے مزے چکھائے، اب اسلام میرے لئے تحقیقی مذہب ہے تقلیدی نہیں۔ میں نے ۱۹۹۴ء میں بدھ مذہب اختیار کیا میرے گھر سے تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر دور بنتھے ویر چھٹو (امام) رہتے ہیں ان کے نام پر ہی میں نے اپنا نام ویر سنگھ سے ویر چھٹو رکھا تھا انھوں نے مجھے بدھ مذہب کی دعوت دی اور کسی فارن کنٹری میں بھیجنے کا لالچ دیا، میں نے ان کی بات مان لی اور یہ مذہب قبول کرلیا۔

سوال: آپ نے اس مذہب کو کیسے چھوڑا؟

جواب: میرا ان کے گھر پر آنا جانا تھا اور وہاں میں بے تکلفی سے رہا کرتا تھا ایک مرتبہ میں نے ان کا فریج کھولا، تو پورک (خنزیر) کا گوشت رکھا ہوا تھا میں اس کو دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ اس مذہب کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ یہ لوگ پورک کھاتے ہیں اور یہ بات میں ان سے کہہ کر چلا آیا کہ امن کا ڈھونگ بھرتے ہیں اور گوشت کھاتے ہیں، وہ بھی گندے جانور کا۔

سوال: آپ نے عیسائیت کو کیسے قبول کیا؟

جواب: میری والدہ مستقل چرچ میں جایا کرتی تھیں، ان کے ساتھ

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

مجھے بھی جانا پڑتا تھا، وہاں پر جو پادری تھے وہ مجھے عیسائیت کے بارے میں سمجھاتے تھے اور میرے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا کرتے تھے، کبھی مجھے گلے لگاتے اور کبھی بہت محبت کا اظہار کرتے مجھے ان کی یہ باتیں بہت اچھی لگیں اور میں ان سے بہت متأثر ہوا کہ کتنے اچھے لوگ ہیں، انھوں نے مجھ سے اتنی محبت کا اظہار کرکے عیسائیت کی طرف مائل کرلیا اور میں نے عیسائیت کو قبول کرلیا، وہ بھی بنتھے ویر چھٹو کی طرح مجھ سے کہا کرتے تھے کہ تم ہمارے ساتھ رہو، ہم تمھیں باہر ملک میں لے جائیں گے، لیکن اللہ تعالی کو کہیں بھیجنا منظور نہ تھا اس لئے اس نے مجھ سے اس مذہب کی حقیقت کو کھول دیا اور میں نے وہی ہندو مذہب کی طرح کی مورتی پوجا کو دیکھ کر اس مذہب کو چھوڑ دیا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا، آپ کے اسلام کی طرف مائل ہونے کا کیا راستہ بنا؟

جواب: اصل میں حق میری پیاس تھی، دور دور تک مجھے بے چینی اور ڈھونگ کے علاوہ کچھ دکھائی نہ دیا، میں روحانیت اور سچ کی تلاش میں تھا، میرے ایک ہندو دوست نے مجھے بدایوں کے ایک پیر صاحب سے ملوایا، جو دہلی آیا کرتے تھے، مجھے بدایوں جانے کو کہا، میں بدایوں ان کی درگاہ میں گیا، وہاں لوگ مرید ہو رہے تھے، وہاں کے کچھ لوگوں نے مجھے بھی کپڑا پکڑوادیا اور مجھ سے کہا کہ آپ ہمارے حضرت صاحب سے مرید ہو گئے، انھوں نے کلمہ اور اللہ کا ذکر بتایا، احمد بھائی! مجھے کلمہ اور اللہ کے ذکر میں تو مزا آتا تھا، مگر ان پیر صاحب کا سارا نظام ہندوؤں کی طرح ہی لگتا تھا، بس مورتی کی جگہ پیر بدل گیا تھا، پیر صاحب کو سب سجدہ کرتے تھے، مجھے بھی نہ

چاہتے ہوئے یہ سب کرنا پڑتا تھا، میں چند بار بدایوں گیا مگر مجھے گھر پر رہ کر ذکر میں تو چین سا ملتا تھا، مگر وہاں جا کر پھر وہی بے چینی ہو جاتی تھی۔

سوال: کیا پیر صاحب نے آپ کو کلمہ پڑھایا اور با قاعدہ مسلمان بنایا؟

جواب: نہیں، ان کے یہاں اپنے مذہب میں رہ کر ہی سب ان کے مرید رہتے ہیں

سوال: پھر اسلام قبول کرنے کا کیا واقعہ ہوا؟

جواب: ہمارے گھر میں تعمیر کا کام چل رہا تھا، مجیب بھائی سے میں نے کچھ سامان خریدا مجیب بھائی نے ایک بار مجھے اسلام کے بارے میں بتایا اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی میں نے اپنی حق کی تلاش اور در بدر مارے مارے پھرنے کی داستان سنائی اور پیر صاحب سے بیعت ہونے کی بات بھی بتائی، انھوں نے مجھ سے اسلام قبول کرنے کے بارے میں سوال کیا تو میں نے بتایا کہ پیر صاحب اپنے مذہب میں رہ کر سب کو مرید کرتے ہیں، تو وہ بہت ہنسے اور میرا مذاق سا اڑایا اور مجھ سے حضرت مولانا کلیم صاحب صدیقی کا تعارف کرایا اور بتایا کہ سچے پیر ایسے ہوتے ہیں آپ ان سے ملیں تو پھر آپ کو در در بے چین پھرنا نہیں پڑے گا، میں نے وعدہ کرلیا اور تین روز کے بعد ہم پھلت کے لئے چلے راستہ میں مجیب بھائی نے اسلام کے بارے میں مجھے تفصیل سے بتایا ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' مجھے دی، میں نے اسے پڑھا، مجھے ایسا لگا کہ جس حق کو تو تلاش کر رہا ہے وہ تجھے مل گیا ہے، ہم لوگ مغرب کے بعد پھلت پہنچے حضرت نے مجھے محبت سے گلے لگایا بہت وقت دیا

اور مجیب بھائی کے کہنے سے دوبارہ کلمہ پڑھوایا، حضرت مولانا نے مجھے توحید اور شرک کے سلسلہ میں خاص طور پر بڑی تفصیل سے بتایا، جس سے میرا دل بہت مطمئن ہو گیا حضرت نے مجھے ''مرنے کے بعد کیا ہوگا؟'' اسلام کیا ہے؟ اور خطبات مدراس کا ترجمہ پڑھنے کا مشورہ دیا میں نے دہلی جا کر کتابیں خریدیں، ان کتابوں کو پڑھ کر مجھے ایسا لگا کہ اندھے کو آنکھیں مل گئیں، میں نے حضرت سے کہا کہ بڑی تعداد مسلمانوں کی بھی توحید سے دور ہے اور پیر پرستی کرتی ہے، خود میرے پیر صاحب سجدہ کرواتے ہیں، ان کو شرک سے روکنے کی کوشش کرنی چاہئے، میں نے حضرت سے کہا کیا میں پیر صاحب کو سمجھانے کی کوشش کروں؟ حضرت نے فرمایا کہ انھوں نے آپ کو ذکر بتایا ہے وہ آپ کے محسن ہیں ان کو سمجھانے کی کوشش کرنی چاہئے، مجیب بھائی کے مشورہ سے میں نے حضرت مولانا سے بیعت کی درخواست کی حضرت نے فرمایا کہ آپ پڑھے لکھے آدمی ہیں، آپ کو ہر فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر کرنا چاہئے اب تک آپ بہت جلدی میں فیصلے کرتے رہے ہیں یہ فیصلہ اور بھی زیادہ سوچ سمجھ کر کرنا چاہئے، میں نے اصرار کیا کہ حضرت مجھے اپنے اللہ سے قوی امید ہے کہ میرے اللہ نے مجھے بھٹکا بھٹکا کر منزل تک پہنچا دیا ہے، اب انشاء اللہ ان کے بعد مجھے کہیں جانے کی ضرورت نہیں، میرے بہت اصرار پر حضرت نے مجھے بیعت کرلیا، الحمد للہ۔

سوال: پھر آپ اپنے پہلے پیر صاحب سے ملنے نہیں گئے؟

جواب: میں گیا اور ان کو شرک کی برائی مثالوں سے بتانے کی کوشش کی، شروع میں تو وہ بہت غصہ ہوئے اور بولے یہ چوبیس نمبری ہو گیا ہے، کسی

وہ بڑے کے چکر میں آگیا ہے لیکن میں نے ہمت نہیں ہاری بار بار ان سے ملتا رہا، وہ رفتہ رفتہ نرم پڑتے گئے انھوں نے ایک روز کوئی خواب دیکھا، اب وہ انشاءاللہ ہمارے حضرت سے مرید ہونے آنے والے ہیں وہ اب اس راہ سے توبہ کر کے ادھر حق پر آنے کو تیار ہیں ان کے ساتھ مجھے امید ہے ان کے ہزاروں مرید بھی شرک اور خرافات سے توبہ کریں گے۔

سوال: کیا اس سے پہلے آپ کو کسی نے اسلام کی دعوت نہیں دی؟

جواب: دعوت تو نہیں دی لیکن میرے دوستوں نے مجھے اسلام کے بارے میں بتایا اور ممبئی میں بھی مجھے ایک صاحب نے اسلام کے متعلق بہت سی باتیں بتائیں لیکن وہ مجھے ٹھیک سے سمجھا نہیں پائے اور کچھ مسلمانوں سے مجھے نفرت بھی تھی کیونکہ جہاں میں رہتا ہوں وہاں پر مسلمان ہر برا کام کرتے ہیں ،کرائم کرنا اور شراب پینا ان کے لئے عام بات تھی، اس لئے مجھے مسلمان پسند نہیں تھے اور جو لوگ مجھے اسلام کے بارے میں بتاتے تھے وہ اسلام سے خود بہت دور تھے ان میں کوئی بھی اسلامی بات نہیں پائی جاتی تھی، اس لئے بھی ان کی باتوں نے مجھ پر کوئی اثر نہیں کیا۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے تربیت کہاں حاصل کی اور اسلام کے بارے میں کہاں سے جانا؟

جواب: اسلام کے بارے میں مجھے مجیب بھائی نے بتایا، مجھے جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تھی، تو میں مجیب بھائی کے پاس آکر اس کو حل کر لیتا تھا اور بہت سی باتیں کتابوں سے سیکھی ہیں۔

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

سوال: جماعت میں بھی آپ نے کبھی وقت لگایا ہے؟

جواب: جی ہر مہینہ تین دن کیلئے جماعت میں جاتا ہوں۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے کیسا محسوس کیا؟

جواب: اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے بہت اچھا محسوس کیا، کیونکہ مجھے مکمل زندگی گزارنے کا طریقہ مل گیا ہے، معاشرہ میں کس طرح رہنا ہے اور لوگوں سے کیسے میل جول رکھنا ہے اور کیسے معاملات ہونے چاہئیں مجھے ایک مثبت فکر مل گئی اور میں نے بہت سکون محسوس کیا۔

سوال: آپ نے اپنے گھر والوں پر دعوت کا کام نہیں کیا؟

جواب: میرے حضرت نے الحمدللہ میرے دل و دماغ میں یہ بات بٹھا دی ہے کہ مسلمان کی زندگی کا مقصد، اس کا پیشہ اور اس کی پہچان دعوت ہونی چاہیے اور یہ مسلمانوں میں جو اسلام دکھائی نہیں دیتا اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے دعوتی منصب سے غافل ہیں، اس لئے تم اگر داعی بن کر نہ رہے ،جس طرح نمک کی کان میں ہر چیز نمک بن جاتی ہے، تم بھی اسلام کے نعرے اور حقیقت سے محروم نام کے مسلمان بن کر رہ جاؤ گے۔ الحمدللہ میں نے داعی بن کر جینے کی کوشش کی اور اس کے صدقہ میں اللہ نے میرے بیوی بچوں کو اسلام کی دولت سے نوازا، میری اہلیہ نہ صرف یہ کہ وہ مسلمان ہوگئیں بلکہ وہ میری بہت مضبوط دعوتی رفیق ہیں، اس کے بعد میرے والد صاحب مشرف بہ اسلام ہوئے، اللہ کی رحمت پر قربان جاؤں کہ میرے حضرت اور مجیب بھائی دعوتی مشکل مراحل پر مجھے بڑی امید کے ساتھ بھیجتے ہیں اور اللہ کا شکر ہے کہ اللہ تعالی حضرت کی امید کی لاج رکھتے ہیں۔

سوال: ایک دو واقعات سنائیے؟

جواب: مدھیہ پردیش کے ایک سید گھرانہ کی لڑکی ایک ہندو لڑکے کے ساتھ دہلی آگئی تھی اور کورٹ میریج کر کے دہلی میں ہندو بن کر اس کے ساتھ رہ رہی تھی، ان کے چچا اور ماموں حضرت کے یہاں آئے حضرت نے مجھے فون کیا، مجیب بھائی اور میں نے اس لڑکی سے اپنے شوہر سے ملوانے کو کہا، مگر وہ راضی نہ ہوئی اور ہمیں بھی دعوت سے روکتی تھی کہ اگر آپ دعوت دیں گے تو وہ مجھے چھوڑ دیں گے، حضرت نے فون پر مجھ سے کہا تھا، اگر ان دونوں کو کلمہ پڑھوا کر نکاح کروادیا تو پیٹ بھر کے مٹھائی کھلائی جائے گی ہم لوگ لگے رہے، میں نے لڑکے کے دفتر جا کر لڑکی کو خبر کئے بغیر جا کر بات کی الحمد للہ پہلی میٹنگ میں اس نے کلمہ پڑھ لیا اور بعد میں لڑکی کو بھی ایمان کی تجدید کروائی اور جعفر آباد بلا کر ان کا نکاح کروایا اب وہ دونوں اسلامی زندگی گزار رہے ہیں، حضرت بہت خوش ہوئے ہمارے ماتھوں کو چوما اور فوراً مٹھائی منگوا کر مٹھائی کھلوائی۔

ایک جج کے پاس حضرت نے ہمیں دعوت کے لئے بھیجا الحمد للہ انھوں نے بھی کلمہ پڑھا، اصل میں احمد بھائی، سچی بات یہ ہے کہ حضرت سچ فرماتے ہیں کہ ہدایت تو اتری ہوئی ہے ہم لوگ جہاں جائیں کوشش کریں لوگوں کے لئے اتری ہوئی ہدایت ہماری جھولی میں آسکتی ہے۔

مجھے ایک رات عشاء کے بعد معلوم ہوا کہ ایک مسلمان وکیل نے ایک مسلم لڑکی کی شادی ایک ہندو لڑکے کے ساتھ شدھی کرا کے کروادی ہے، میں بیان نہیں کر سکتا میرے بدن میں غصہ میں آگ سی لگ گئی، ساڑھے دس بجے

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

وکیل صاحب کا پتہ معلوم کر کے میورو ہار ان کے گھر گیا، میں نے ان سے کہا آپ مسلمان تو نہیں انسان بھی نہیں، انسان سے ہمدردی اگر آپ کو ہوتی تو ہر ایک کو مرنے کے بعد دوزخ کی آگ سے بچانے کی کوشش کرتے، آپ نے ایک دوسری کو بھی جہنمی بنادیا، آپ خود مسلمان نہیں رہے، کیا آپ کو مرنا نہیں، مجھے پتہ بتائیے وہ لڑکی لڑکا کہاں رہ رہے ہیں؟ وہ کہنے لگے، فائل میرے دفتر میں ہے، صبح لے لینا، میں نے کہا رات کو دونوں مرگئے تو کیا ہوگا میں نے دباؤ دیا کہ مجھے پتہ ابھی چاہئے میں نے ساڑھے دس بجے ان کو دفتر لے جا کر فائل نکلوائی اور ساڑھے گیارہ بجے ان کے فلیٹ پر پہنچا اور ان سے بات کی، کہ رات کو میں اس لئے آپ کے پاس آیا کہ اگر رات کو آپ کی یا میری موت ہوگئی تو آپ کا کیا ہوگا، ایک بجے تک بات ہوتی رہی، الحمد للہ ایک بجے اس لڑکے نے جو کمپیوٹر انجینئر تھا کلمہ پڑھا، لڑکی کا حال بھی یہ تھا کہ اسے کلمہ یاد نہیں تھا، میں نے اگلے روز ان کا نکاح پڑھوایا اور اپنی اہلیہ کو اس لڑکی کو دین سکھانے کے لئے بھیجنا شروع کیا، الحمد للہ اس نے نماز پڑھنا شروع کردی۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد کیا کچھ مشکل کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب: اسلام جیسی نعمت کے مقابلہ میں جو کچھ مشکل آئی وہ کچھ بھی نہیں تھی اصل میں قیمتی چیز بڑی قیمت پر خریدی جاتی ہے، چاندی کے لئے کم قیمت اور سونے کے لئے زیادہ قیمت دینی پڑتی ہے، ایمان سے زیادہ کائنات میں کوئی چیز قیمتی نہیں، اللہ نے اس بندہ کو بالکل سستے میں عطا فرمادی، کچھ تھوڑی تھوڑی مشکلیں آئیں ان میں سب سے پہلی یہ تھی کہ میرے انسٹی ٹیوٹ سے

سارے اسٹوڈنٹ چھوڑ کر چلے گئے کہ یہ تو پڑھا لکھا جاہل ہوگیا اور میرا روزگار کا مسئلہ مشکل ہوگیا، مگر اللہ نے جلد ہی مسلمان لڑکوں کی بڑی تعداد بھیج دی اور بعد میں ان میں سے بھی بہت سے لڑکے دوسری جگہ ناکام ہوکر میرے یہاں واپس آ گئے۔ سسرال والوں نے بائیکاٹ کردیا، مکان بنانے میں کچھ لوگوں کا قرض ہوگیا تھا، ان لوگوں نے میرے مسلمان ہونے کے بعد بہت سختی کی، مگر یہ معمولی باتیں ہیں، یہ تو عام آدمی کی زندگی میں آتی ہیں، ان مشکلوں نے مجھے دعا کا مزہ سکھا دیا اور الحمدللہ دعا کی قوت پر میرا اعتماد بڑھا۔

سوال: کچھ اور لوگوں نے بھی آپ کی دعوت پر اسلام قبول کیا ہے اس کی کچھ تفصیلات؟

جواب: الحمدللہ ایک خاصی تعداد ہے۔

سوال: وہ تعداد کتنی ہوگی؟

جواب: ہمارے حضرت یہ کہتے ہیں کہ جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے ان تک دعوت پہنچانی ہے وہ ساڑھے چار ارب ہیں، ان کے مقابلے میں جو مسلمان ہوئے وہ بالکل نہ کے برابر ہیں تاہم ہم گندوں کو اللہ نے ذریعہ بنایا اور اس پر ہم اللہ کا کروڑوں کروڑ شکر ادا کرتے ہیں، الحمدللہ بڑی تعداد تو ایسے لوگوں کی ہے کہ خاندانوں کے لئے مسئلہ بنے ہوئے تھے، اللہ نے ہم دونوں کو ہدایت کا ذریعہ بنایا۔

سوال: ارمغان کے قارئین کے لئے کچھ پیغام آپ دیں گے؟

جواب: پوری انسانیت حق کی پیاسی ہے، سراب دیکھ کر ان کو پانی کا گمان ہوتا ہے، کبھی اس مذہب میں، کبھی اس مذہب میں، کبھی اس ست سنگ

میں، کبھی اس ست سنگ میں، کبھی جے گرو دیو، کبھی شرڈی والے بابا، مگر سب اندھیرے میں ہیں، صرف اور صرف اسلام ہی ان کے سکون اور درد کا مداوا اور ان کی بے چینی کا علاج ہے، آج دولت کی ریل پیل اور سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی نے انسانیت کو پہلے سے بہت زیادہ بے چین کردیا ہے، خدارا بے چین انسانیت پر ترس کھائیں، اسلام کے مزے سے آشنا ہونے کے لئے بھی اور دکھی اور بے چین انسانیت پر ترس کھا کر بھی اپنے دعوتی منصب اور فریضہ کا حق ادا کریں۔

سوال: اسلام کے مطالعہ کے لئے آپ کیا کررہے ہیں؟

جواب: الحمدللہ میں مسلسل مطالعہ کرتا ہوں اور اب میں نے قرآن مجید حفظ شروع کردیا ہے، میری دلی خواہش ہے کہ میں داعی بالقرآن بنوں، اس کے لئے قرآن کا حفظ بہت ضروری سمجھتا ہوں۔

سوال: بہت بہت شکریہ! جزاکم اللہ خیر الجزاء

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، مئی ۲۰۰۸ء

چودھری عبداللہ سے ایک ملاقات

احمد اوّاہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عبداللہ چودھری : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال : چودھری صاحب، ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے، کب سے آپ کا ذکر آتا رہتا ہے، ابی اپنی تقریروں میں باقاعدہ آپ کا نام لے کر ذکر کرتے ہیں، میرے دل میں خیال آتا تھا کہ آپ سے انٹرویو لوں، آج اس کا دن آگیا ہے، ہمارے یہاں پھلت سے اردو میں ارمغان میگزین نکلتا ہے، اس کے لئے آپ سے بات کرنی ہے؟

جواب : مولانا احمد صاحب، ارمغان میرے لئے تعارف کا محتاج نہیں ہے، میں اردو تو مصروفیت بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ کاہلی کی وجہ سے نہیں پڑھ سکا مگر پابندی سے ارمغان پڑھوا کر سنتا ہوں، حافظ ادریس اور مولانا وصی صاحب سے کتنے دنوں سے کہتا رہتا ہوں کہ ہندی والوں پر بھی ترس کھائیے اور ارمغان کا ہندی ایڈیشن ضرور شائع کیجئے، جب میں کہتا ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ اگلے مہینہ شروع ہو جائے گا کہ شاید ان کو ترس آگیا ہے، مگر کب سے انتظار ہے، اصل میں ان کو بھی بہت کام ہیں، کوئی نئی میگزین نکالنا اتنا آسان تو ہے نہیں، میں نے مولانا صاحب سے کہہ رکھا ہے کہ ہندی ایڈیشن کے لئے زیادہ نہیں تو کم از کم ۵۰۰/ ممبر بنانے میرے ذمہ ہیں، اللہ تعالیٰ کبھی تو ہماری بھی ضرور سنیں گے۔

سوال : آپ مایوس نہ ہوں، انشاء اللہ جلد آپ کی مراد پوری ہوگی۔ عید

کے بعد انشاء اللہ امید ہے ارمغان کا ضرور ہندی ایڈیشن شروع ہو جائے گا۔

جواب : احمد بھائی، آپ کو پیٹ بھر کے مٹھائی کھلاؤں گا، اگر یہ خبر سچی ہوگئی تو۔

سوال : چودھری صاحب! آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیں؟

جواب : میں ۶/دسمبر ۱۹۵۱ء میں پھلت کے پڑوسی گاؤں کے ایک جاٹ گھرانے میں پیدا ہوا، میرے والد ایک زمین دار تھے، انگریزی زمانے کے انٹرمیڈیٹ بھی تھے، وہ ایک پرائمری اسکول میں ہیڈ ماسٹر تھے، ۱۰۱/سال کی عمر ہوئی، جس اسکول میں بھارت کے پردھان منتری لال بہادر شاستری ہمارے علاقہ میں پڑھاتے تھے میرے پتا جی، اس اسکول کے ہیڈ ماسٹر تھے، اسی اسکول میں میں نے پرائمری اور پھر جونیر ہائی اسکول (آٹھویں کلاس) پاس کیا، اس کے بعد ایس ایس کالج کھتولی میں ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کیا، خاندانی ماحول اس طرح کا رہا کہ ورزش اور باڈی بلڈنگ کا شوق رہا، انٹر تک دنگلوں میں کشتی بھی لڑتا رہا، بہت سی کشتیاں جیتیں، یوپی بہار کے دنگلوں میں نام کمایا، بچپن سے نڈر اور بہادری کا مزاج بنا تھا، والد صاحب غریبوں اور کمزوروں کا حد درجہ خیال رکھتے تھے، کتنے غریب بچوں کی فیس وغیرہ خود ادا کرتے تھے، کسی مشکل میں پھنسے لوگوں کا ساتھ دیتے، ہم سبھی بھائیوں کو یہ بات وراثت میں ملی، اس جذبہ کی وجہ سے بعض مظلوموں کی مدد میں بعض قاتلوں اور بدمعاشوں سے دشمنی ہوگئی اور مقابلے کے لئے طاقت کی ضرورت میں غلط لوگوں کو ساتھ جوڑنا پڑا اور پھر اس غلط سنگت (صحبت) نے اپنی طرف کھینچ لیا، پھر اسی لائن کا ہو رہا، اس کے لئے پورے ضلع میں مشہور

ہوگیا اور نہ جانے کتنے لوگوں میں نام کا خوف سا بیٹھ گیا، اکثر پولس والے تک
ڈرنے لگے، احمد بھائی یہ حالت تھی کہ کھتولی میں تھانے کے سامنے سے گزرتا تو
پولس والے یا کوتوال بھی دروازے پر کھڑا ہوتا تو اندر چلا جاتا کہ کوئی پنگا نہ
بنادے، مجھے بھی کچھ زعم سا ہوگیا تھا،لوگ ایسے میں میرے نام سے
لالاؤں، سے تاجروں سے پیسے وصول کرنے لگے،لوگ نام سن کر
دیدیتے، میرے اللہ کا مجھ پر کرم رہا کہ اس غلط راہ پر بھی ہمیشہ مظلوموں اور بے
سہارا لوگوں کے ساتھ جینا میرا مزاج رہا،اس کی وجہ سے پراپرٹی ڈیلنگ کا کام
کیا، جو بہت اچھا چلا، کئی شہروں میں اپنے نام سے کالونیاں بنائیں جو بہت
جلد آباد ہوگئیں،غریبوں اور مظلوموں کی مدد اس دنیا میں میرے کام آئی، میرا
کاروبار دن دونی رات چوگنی ترقی کرتا رہا اور ۲۶/دسمبر ۱۹۹۲ء کو اللہ نے مجھے
ہدایت نصیب فرمائی۔

سوال :اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیے؟

جواب : کسی مظلوم کا مدد کرنا میرے کام آیا اور میرے اللہ کو مجھ
بدمعاشوں کے سردار پر ترس آ گیا، اصل میں مجھے غصہ بہت آتا تھا اور کبھی کبھی
غصہ اس قدر بڑھ جاتا تھا کہ میرے بدن میں آگ سی لگنے لگتی، ایک بار ڈاکٹر کو
چیک کرایا،تو بلڈ پریشر بہت بڑھا ہوا تھا، مسلسل مرض بڑھتا رہا، پورے بدن
میں درد رہنے لگا، اس کے لئے انجکشن لگوانے پڑے، انجکشن لگواتے لگواتے
عادت ہوگئی اور مجھے ایڈیکشن ہوگیا، ایک روز میں چار فورٹ ون کے انجکشن
دو دو ملوا کر صبح وشام لگوانے پڑتے، ایک روز دن چھپنے کے بعد میں ایک ڈاکٹر
کی کلینک پر انجکشن لگوانے کے لئے گیا، کلینک ٹیلی فون اکسچینج کے پاس

تھی، آپ کے والد مولانا کلیم صاحب کو جب کبھی فون کرنا ہوتا تو ڈاکٹر صاحب
کے فون سے کال بک کرا کے فون کرتے تھے، ڈائرکٹ فون ڈائل کرنے کا
نظام کھتولی میں نہیں تھا اور پھلت میں تو فون کی سہولت بھی نہیں تھی، وہ، ڈاکٹر
صاحب کی کلینک پر بیٹھتے تھے، میں نے ڈاکٹر صاحب کو انجکشن دیئے، انھوں
نے دونوں ملا کر میرے ہاتھ کی نس میں لگا دیئے مولانا صاحب کو فورٹ ون
انجکشن کی خاصیت معلوم تھی کہ عام آدمی کے ایک انجکشن لگا دیا جائے تو دس
گھنٹے بے ہوش ہوجائے میں دو انجکشن لگوا کر باتیں کر رہا تھا، مولانا صاحب
حیرت میں پڑ گئے اور مجھے دیکھ کر حد درجہ پریشان بھی ہوئے، گویا انجکشن میرے
نہیں ان کے ہی لگے ہوں، مجھ سے بولے چودھری صاحب آپ اپنی زندگی پر
ظلم کر رہے ہیں، آپ یہ انجکشن کیوں لگواتے ہیں؟ میں نے کہا میرے پورے
بدن میں درد ہوتا ہے اور بے حد غصہ آتا ہے اس کے لئے مجھے صبح وشام دو دو
انجکشن لگوانے پڑتے ہیں مولانا صاحب بے تاب ہو گئے، روزانہ چار فورٹ
ون، پھر تو آپ دن میں دو بار خودکشی کرتے ہیں، آپ نے دوسری طرح علاج
نہیں کرایا آپ یہ انجکشن چھوڑ دیجئے، مولانا صاحب نے کہا کہ آپ کو غصہ کیوں
آتا ہے؟ میں نے کہا کہ جب طاقت ور اپنے مال اور طاقت کے نشہ میں کسی
کمزور مظلوم کو ستاتا ہے تو جی چاہتا ہے کہ یا تو اس کی جان لے لوں یا اپنی جان
دے دوں، اسی میں سینکڑوں مقدمے مجھ پر چل رہے ہیں، میں نے کہا کئی بار
مہینے مہینے تک ایڈکشن ختم کرنے کے لئے اسپتالوں میں رہا، کتنے حکیموں کو
دکھایا، لاکھوں لاکھ، بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ دس لاکھ روپئے میں علاج میں خرچ
کر چکا ہوں تو یہ جھوٹ نہ ہوگا، مولانا صاحب نے مجھ سے پوچھا، آپ کہاں

رہتے ہیں؟ میں نے کہا، مولانا صاحب آپ شاید پھلت کے ہیں، انھوں نے کہا ہاں، آپ نے کیسے پہچانا، میں نے کہا کہ پھلت کے راستہ میں میں نے کچھ زمین خریدی تھی وہیں آپ کو آتے جاتے دیکھا تھا، میں آپ کا پڑوسی ہوں شاید آپ نے میرا نام سنا ہو، مولانا صاحب نے نام سن کر کہا اچھا آپ ہیں جن کا اخباروں میں نام بھی آتا تھا، میں نے کہا کہ وہ اوت نالائق میں ہی ہوں، مولانا صاحب نے کہا: آپ نے بہت علاج کرالیا اب آپ ایک مہینہ ہمیں دیجئے، آپ وہاں گھر آیئے، آرام سے رہئے کھانا پینا اور علاج سب میرے ذمہ ہوگا، آپ کا کوئی پیسہ خرچ نہیں ہوگا، بس آپ میرے ساتھ رہیں گے، مالک کے کرم سے امید ہے کہ آپ ایک مہینہ میں ان انجکشنوں سے چھٹکارہ پا جائیں گے، مولانا صاحب نے زور دیا کہ مجھ سے وعدہ کیجئے، آپ کب پھلت آئیں گے؟ میں نے کہا مولانا صاحب آپ کی محبت کا بہت آبھاری ہوں، میں بھی اپنی حالت سے بہت پریشان ہوں، ذرا کچھ مقدمے کی تاریخوں سے چھٹی مل جائے، تو میں آپ کی بات ضرور مانوں گا۔

مولانا صاحب سے اجازت لے کر میں گھر آیا ساری رات مولانا صاحب کی ہمدردی اور محبت کی وجہ سے مولانا کا بے تاب چہرہ میری آنکھوں کے سامنے گھومتا رہا، ایک دوبار آنکھ بھی لگی تو خواب میں دیکھا مولانا صاحب سامنے رو رہے ہیں، چودھری صاحب آپ اپنے جیون پر ترس کھایئے، آنکھ کھل جاتی میں سوچتا بھگوان آپ کا کیسا سنسار ہے، کچھ لوگ دوسروں کی گردن کاٹ کر اپنا الو سیدھا کرتے ہیں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو دوسروں کے درد میں ایسے بے تاب ہو جاتے ہیں، بے چینی میں رات گزری، صبح سویرے بستر چھوڑ دیا، ورزش

وغیرہ کی، کوٹھی پر لان میں پھلواری کو پانی دینے کے لئے پائپ اٹھایا پانی دے رہا تھا کہ دروازے پر گھنٹی بجی، حافظ ادریس صاحب سامنے تھے، میں نے دروازہ کھولا، آیئے مولانا صاحب آیئے، حافظ صاحب نے بتایا کہ میں پھلت سے آیا ہوں، ایک خط، ایک چھوٹی سی ہندی کتاب ان کے ہاتھ میں تھی، میں نے کہا پھلت وہ دیوتاؤں کا پھلت وہاں کی ایک مہان آتما سے میری ڈاکٹر کے یہاں کھتولی میں ملاقات ہوئی تھی، ساری رات ان کے پریم نے مجھے بے چین رکھا، حافظ صاحب نے بتایا میں انہی کے پاس سے ایک پریم پتر (محبت نامہ) لے کر آپ کے پاس آیا ہوں، آپ کی محبت میں وہ بھی ساری رات نہیں سوئے، وہ خط حافظ صاحب نے مجھے دیا، میرا بھتیجہ بھی میرے ساتھ دوسرے پائپ سے پانی ڈلوا رہا تھا میں نے اس کو بلایا، آ بیٹے دیکھ ایک دیوتا کا پریم پتر آیا ہے، میں نے خط لے کر ماتھے سے محبت اور ادب میں لگایا، اس کو نکال کر پڑھا (خط نکالتے ہوئے) یہ خط ہے مولانا احمد، اس کو اس وقت سے میں اپنے پرس میں رکھتا ہوں لیمنیشن کرالیا ہے، خط یہ تھا:

''میرے بہت بہت پیارے بھائی، چودھری جی! اس پر سلام ہو جو سچی راہ چلے، آپ سے ڈاکٹر صاحب کی کلینک پر ملاقات کر کے میں چلا تو آیا مگر میرا ننھا سا دل آپ میں اٹک کر رہ گیا، رات کو آپ کی حالت آنکھوں کے سامنے رہی، آپ کے لگنے والے انجکشنوں کے نتیجہ میں کسی بھی وقت منڈلاتی موت اپنی موت کی طرح مجھے بے چین کرتی رہی، یہ جیون تو اپنے وقت پر ختم ہونا ہے، مجھے قرآن نے خبر دی ہے کہ موت نہ ایک لمحہ پہلے آسکتی ہے اور نہ ایک پل ٹل سکتی ہے، مگر اس جیون کے بعد ایک ہمیشہ کا جیون جس میں یا تو

سورگ کا سکھ ہی سکھ ہے، یا نرک کا دکھ ہی دکھ، نرک کا ایک دکھ اور ایک پل کی سزا پورے جیون کے آگ میں جلنے سے زیادہ ہے، کانوں سے سنی خبر آنکھوں سے دیکھی بات جھوٹی ہوسکتی ہے، مگر میرے بہت پیارے بھائی ایشور کے سچے سندیشٹا حضرت محمد ﷺ اور اس کے لائے ہوئے پوتر (مقدس) قرآن کی بات میں ذرا شک نہیں کہ اگر آپ ایمان کے بغیر مر گئے اور مسلمان نہ ہوئے تو ہمیشہ کی نرک کی سزا بھگتنی پڑے گی، اس لئے میرے بھائی اپنے پیار کرنے والے بھائی پر ترس کھا کر اپنے جیون پر ترس کھاؤ اور ایمان قبول کر کے مسلمان بن جاؤ، سچے دل سے کہو: **اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه‘ وَرَسُوْلُه‘**

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی پوجا کے لائق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور انتم سچے سندیشٹا ہیں، میرے بھائی اگر آپ نے پوتر مقدس قرآن جو (انتم سن وِدھان) آخری خدائی منشور ہے، کا پالن کرنے کا حلف اس کلمہ کو پڑھ کر نہ دیا، تو پھر نرک کی آگ میں جلنا ہوگا میرے پیارے بھائی ذرا سوچو وہاں سے واپسی بھی ممکن نہیں اور پھر افسوس کے سوا کچھ نہیں کر سکو گے۔

میرے بھائی آپ کو کیا معلوم رات میری کس طرح کٹی، رات کو ایک بجے بے چین ہو کر میں نے بستر چھوڑا، پھر اپنے مالک کے سامنے سر رکھ کر آپ کے لئے دعا کرتا رہا، میرے مالک وہ مظلوموں اور کمزوروں پر ظلم برداشت نہ کرنے والا اور اس غصہ میں اپنی زندگی کو خطرے میں ڈالنے والا آپ کی ہدایت اور دیا (رحم) کا کتنا مستحق ہے، مجھے امید ہے کہ وہ مالک اس

Page 188

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

گندے مگر دکھیارے کی دعا کو ضرور سنے گا، بلکہ مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ اس نے سن لیا ہے، بس آپ مجھے اپنے مسلمان ہونے کی خوش خبری دے دیجئے تا کہ آپ کا یہ پیار کرنے والا بھائی کچھ چین پا سکے، میں جس انتم سندیشٹا (آخری رسول) کے لائے ہوئے کلمہ کی طرف آپ کو بلا رہا ہوں، اس کے جیون پر آدھارت (سیرت پر مشتمل) ایک پمفلٹ آپ کو بھیج رہا ہوں اللہ کرے میرے دل کی بات آپ تک پہنچے اور وہ اللہ ہمیں اور آپ کو ہدایت پر رکھے اور اسی پر ہماری اور آپ کی موت آئے‘‘ والسلام آپ کا بہت محبت کرنے والا بھائی

محمد کلیم ۱۳؍دسمبر ۱۹۹۷ء

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: میں نے اس خط کو زور زور سے اپنے بھتیجہ کو پڑھ کر سنایا اس خط میں بے لوث محبت سے میرے جسم کا رواں رواں کھڑا ہوتا رہا اور اس محبت کے سامنے میں ایک بے بس غلام کی طرح مولانا صاحب کے سامنے اپنے کو گھرا پاتا تھا، میرا دل چاہتا تھا کہ میں فوراً جا کر مولانا صاحب سے گلے ملوں ان کا شکریہ ادا کروں اور ان کی خواہش پوری کروں مگر ایک بہت اہم مقدمے کی تاریخ تھی، گواہوں سے بات بھی کرنی تھی، وکیل سے بھی ملنا تھا، اس لئے میں نے حافظ صاحب سے کہا: میں رات کو، یا پھر کل کو، مولانا صاحب سے ملوں گا۔ اس روز میں مظفر نگر سے دیر سے آیا، رات کو دیر سے مولانا صاحب کے پاس جانا مناسب نہ سمجھا، رات کو دیر سے سونے کی وجہ سے صبح دس بجے آنکھ کھلی، گیارہ بجے پھلت پہنچا تو مولانا صاحب سفر پر جا چکے تھے اس کے بعد آٹھ نو بار

پھلت گیا، میرے اللہ بھی شاید میری محبت کا امتحان لے رہے تھے، مولانا صاحب سے ملاقات نہ ہوسکی۔ ۲۳؍دسمبر کو مولانا صاحب کا ایک سفر بلند شہر کا تھا تو انھوں نے کھتولی سے حافظ ادریس کو بھیجا کہ آج شام کو ہم واپس آجائیں گے آپ آکر مل لیں، اس روز بھی میری تین مقدموں کی تاریخیں تھیں میں دیر سے گھر پہنچا اور رات کو دس بجے سردی میں بلٹ موٹر سائیکل پر اپنے بھتیجے کے ساتھ پھلت پہنچا، مولانا صاحب بستر سے نکل کر آئے باہر بیٹھ کر جو اَب خانقاہ کہلانے لگی ہے بلکہ الحمدللہ خانقاہ بن گئی ہے، ملاقات ہوئی، مولانا صاحب نے کہا آپ نے کلمہ پڑھ لیا کہ نہیں، میں نے مولانا صاحب سے اکیلے میں ملنے کی درخواست کی، مولانا صاحب مجھے گھر کے اندر والے کمرے میں لے گئے، میں نے کہا آپ کے پریم (محبت) نے مجھے غلام بنالیا ہے، آپ بیچیں یا آزاد کریں، پہلے تو میں معافی چاہتا ہوں کہ اتنے دنوں کے بعد ملا، مگر میں گیارہ بار پہلے حاضر ہوا، آپ سے ملاقات نہ ہوسکی، میرے مسلمان ہونے کے دو طریقے ہوسکتے ہیں، ایک تو یہ کہ مجھے سب کے سامنے کلمہ پڑھائیے اور یہاں مسجد میں اذان وغیرہ دینے پر لگادیجئے، یہ بھی خوشی سے منظور ہے، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ میری دو بیویاں ہیں اور ان کے بچے ہیں، میں کلمہ پڑھ لوں، اپنے مقدموں وغیرہ سے نکل آؤں اور گھر کے لوگوں کو تیار کروں اور پھر کچھ دن کے بعد کھل کر اعلان کروں، آپ جو چاہیں گے ویسا ہی ہوگا، آپ کو شاید معلوم نہیں کہ میں ضلع شیو سینا کا ذمہ دار بھی تھا، ۱۳؍دسمبر کو آپ کے خط کے بعد میں نے شام کو ہی استعفا دیدیا کہ اب مولانا کے پیچھے رہ کر جیون گزارنا ہے، مولانا صاحب نے کہا پہلے کلمہ پڑھ کر میرا دل تو ٹھنڈا کیجئے، میں نے کہا پڑھوائیے، ویسے میں نے سچے

دل سے آپ کے خط میں کلمہ پڑھ لیا تھا اور اپنا نام بھی عبداللہ اپنے من میں رکھ لیا ہے، اب دوبارہ مجھے پڑھوادیجئے مولانا صاحب نے کہا کہ ایمان کو تو بار بار تازہ کرتے رہنا چاہئے، مجھے کلمہ پڑھوایا اور کہا کہ عبداللہ بہت اچھا نام ہے، ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ عبداللہ اور عبدالرحمٰن نام اللہ کو بہت پسند ہیں۔

سوال : اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب : مولانا صاحب نے مجھے موقع لگا کر نماز وغیرہ سیکھنے اور گھر والوں پر کام کرنے کے لئے کہا، الحمدللہ دو مہینے میں میری چھوٹی اہلیہ اور اس کے چاروں بچے مسلمان ہو گئے، مقدموں سے میں بہت پریشان تھا، مولانا صاحب نے کہا کہ جس مقدمے میں جائیں دو رکعت صلاۃ التوبہ اور صلاۃ الحاجت پڑھ کر جائیں جب اللہ توبہ قبول کرلیتے ہیں تو فرشتوں سے بھی بھلادیتے ہیں اور نامہ اعمال سے بھی مٹادیتے ہیں میں نے یہ نسخہ استعمال کیا، اللہ کا شکر ہے سارے مقدموں سے اللہ نے مجھے بری کردیا۔ بس دو مقدمے باقی ہیں۔

سوال : آپ کے انجکشنوں کا کیا رہا؟

جواب : میرے اسلام قبول کرنے کے بعد رمضان آئے مولانا نے مجھے بلایا اور کہا اللہ نے انسان کو بڑی قوت ارادی عطا کی ہے آدمی پختہ ارادہ کرلے تو پہاڑوں میں دودھ کی ندی کھود سکتا ہے، یہ انجکشن ایک نشہ ہے اور نشہ اسلام میں حرام ہے، آپ گناہ سمجھ کر سچے دل سے توبہ کیجئے، رمضان کے پورے روزے رکھئے، اخیر میں اعتکاف میں کچھ وقت ہمارے ساتھ گزاریئے، میں نے ہمت کی اور روز صلاۃ التوبہ پڑھ کر ارادہ اور عزم کرتا، درد

کی وجہ سے ہاتھ پیر دے دے مارتا، مگر اپنے سے کہتا ہرگز ہرگز حرام نہیں کروں گا، یہ جان چلی جائے تو چلی جائے، اخیر عشرہ آیا تو میں بعض مقدموں کی وجہ سے پھلت نہ آ سکا، حضرت نے حافظ ادریس کو بھیجا، میں پھلت آیا جامع مسجد میں تین روز گزارے، پھلت کے لوگوں نے، سنا ہے کہ، حضرت پر بہت اعتراض بھی کیا کہ اس بدمعاش اور ڈاکو کو مسجد میں بلالیا، میرے دل میں بہت سی شکایتیں اور اعتراضات تھے وہ بھی اللہ نے حضرت سے کہنے کا موقع دیا اور وہ سب حل ہو گئے اور الحمدللہ فورٹ ون کے عذاب سے مجھے نجات ملی۔

احمد بھائی! عجیب بات ہے کہ مولانا صاحب سے ملاقات کے ایک ماہ میں وہ فورٹ ون جو بیس سال سے نہیں چھوٹی تھی، اب مجھ سے چھوٹ گئی۔

سوال: آپ شیوسینا جیسی جماعت کے ضلع کے ذمہ دار تھے آپ کو اسلام میں آ کر اجنبیت سی نہیں لگی؟

جواب: نہیں بھائی احمد بالکل نہیں، مجھے ایسا لگا کہ میں بائی نیچر فطرتاً مسلمان ہی تھا، اسلام کی ہر بات میری انتر آتما (اندر کی روحانی پکار) لگتی تھی۔

سوال: آپ کی دوسری بیوی کا کیا ہوا؟

جواب: وہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئی، میں نے ان کو چھوڑ دیا ہے ان کا حصہ ان کو دے دیا ہے، ایک بیٹا بیٹی ان کے میرے ساتھ دہلی میں رہتے ہیں، میں نے مولانا صاحب کے مشورہ سے دہلی میں کوٹھی لے کر رہائش اختیار کر لی ہے، یہ فیصلہ میرے لئے سکون کا ذریعہ بنا اور اسلام کا اعلان کرنے میں مجھے بڑی سہولت کا ذریعہ بنا۔

سوال: آپ کو ابی نے دعوت پر نہیں لگایا؟

جواب: ایسا کیسے ہو سکتا ہے، اللہ کا شکر ہے کہ میں، جو کچھ کرتا ہوں، دین کے لئے کرنے کی کوشش کرتا ہوں، میرے بھائی ایک ہائی اسکول چلاتے تھے وہاں پر اکثر مسلمانوں کے بچے پڑھتے تھے، کھتولی میں ایک مسلم جونیر ہائی اسکول چلتا تھا، اس کے ذمہ دار ایک حاجی صاحب بہت جذبہ کے آدمی تھے، ہیڈ ماسٹر سے کچھ بات ہونے کی وجہ سے وہاں پر تین دینیات کے استاذوں نے وہاں دو مہینے تک ایک بھی سبق نہیں پڑھایا، حاجی صاحب نے معاملہ کی جانچ کے بجائے یہ فیصلہ کیا کہ میں مدرسہ نہیں رکھتا، بس اسکول چلاؤں گا، تینوں حافظ اور مولویوں کو الگ کر دیا، اتفاق سے ایک روز اپنے بھائی کے اسکول میں چھٹی کے وقت کچھ مسلمان بچوں سے میں نے کلمہ سنانے کو کہا، تو انھیں کلمہ یاد نہیں تھا، مجھے بہت دکھ ہوا، میں نے اپنے بھائی سے کہا، آپ کا اسکول مسلمان محلّہ میں ہے اگر آپ یہاں قرآن اور اردو شروع کر دیں تو تعداد بڑھ جائے گی ان کی سمجھ میں آ گیا، میں نے مولانا صاحب سے استاذ دینے کے لئے کہا، مولانا صاحب نے ان تینوں استاذوں کو بلایا جو مسلم اسکول سے نکالے گئے تھے اور اللہ کا شکر ہے کہ آج تک پانچویں چھٹی ساتویں کلاس میں قرآن مجید اور دینیات کی تعلیم کسی مدرسہ کی طرح ہو رہی ہے اور الحمد للہ میرے بھائی بھی مسلمان ہو گئے ہیں، ان کا نام میں نے عبد الرحمٰن رکھا ہے، مولانا صاحب اس قصہ کو اکثر سناتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس طرح تبدیلی کا نظم کرتے ہیں۔

سوال: قارئین ارمغان کے لئے کچھ پیغام آپ دیں گے؟

جواب: کسی کے ظاہر اور حالات کو مخالف سمجھ کر یہ سمجھنا کہ یہ حالات اور

یہ شخص اسلام دشمن ہے بالکل غلط ہے، ظاہری طور پر شیوسینا کا ضلعی ذمہ دار کتنے غلط کاموں سینکڑوں مقدموں میں مبتلا مجھ جیسا اوت آدمی، اسلام کے مخالف حالات میرے لئے بابری مسجد کی شہادت کے بعد حددرجہ نفرت زدہ تھے، ایک مزے کی اور بات بتاؤں کہ ہمارے خاندان کا ایک لڑکا رشتہ کا میرا بھائی ڈاکٹر صاحب کا لڑکا مسلمان ہوکر عبدالرحمٰن بن کر گھر چھوڑ کر پھلت رہنے لگا تھا، میری بھابھی بہت روتی تھی جب وہ یاد کرکے روتی تو مجھے بہت ترس آتا تھا اور کئی بار دل میں خیال آیا: اس حضرت جی کا اور خاتمہ کرآؤں جہاں اتنے مقدمے ہیں ایک مقدمہ اور سہی، مگر احمد بھائی سچ کہتا ہوں جب اسلام کو میں نے پایا تو مجھے بالکل یہ محسوس ہوا یہ میرے اندر کی مایا تھی اور اسی فطرت پر مجھے پیدا کیا گیا تھا، بابری مسجد کی شہادت کے بعد کسی شیوسینا کے ذمہ دار کا مسلمان ہونا کیسا عجیب لگتا ہے، مگر مجھے بالکل عجیب نہیں لگا، نہ مجھے لگا کہ کوئی انہونی فیصلہ ہوا، بس یہ بات ہے کہ محبت سے کہنے والا کوئی نہ ملا اور ہمارے دیش کی کمزوری ہمارے حضرت کے بقول جوش محبت ہے، ہر ہتھیار اور ہر حملے کا مقابلہ یہ قوم کرسکتی ہے، مگر محبت کی دھار اس کے دل میں فوراً اتر جاتی ہے، مجھے مولانا صاحب کی محبت نے ایسا غلام بنایا کہ رواں رواں اب تک گرفتار ہے، صرف محبت اور بے لوث ہمدردی نے مجھ جیسے سخت انسان کو شکار کیا، نہ میں نے کوئی چمتکار دیکھا نہ کوئی دوسری بات ہوئی، صرف اور صرف بے لوث محبت اور ہمدردی میری ہدایت کا ذریعہ بنی۔

پھلت کا ایک نائی جمال الدین جو کھتولی دوکان کرتا ہے، پانچ سال پہلے ساڑھے دس بجے اس نے مجھے بتایا کہ چودھری صاحب آپ یہاں پھر رہے

ہیں، مولانا صاحب ایک ہفتہ سے بستر پر پڑے ہیں، احمد بھائی بس میری جان نکل گئی اپنے کو تھاما اور گھر گیا گاڑی لی اور پونے بارہ بجے روتا ہوا پھلت پہنچا، مولانا صاحب اتفاق سے ممبئی کے کچھ مہمانوں کے ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے تھے اور مسکرا رہے تھے، جا کر چمٹ گیا اور خوشی سے سسکیوں سے روتا ہوا بولا کہ مجھے جمال الدین نے ڈرا دیا تھا، کہ آپ بستر پر بیمار پڑے ہیں سارے راستہ دعا کرتا آیا، میرے اللہ میرے جیون کی گھڑیاں بس میرے مولانا کو لگ جائیں، آپ کو ٹھیک دیکھ کر جان میں جان آگئی، اب بھی دعا کرتا ہوں کہ زندگی کی باقی گھڑیاں بس مولانا صاحب کو لگ جائیں کچھ کام آجائیں گی مولانا صاحب نے بتایا کہ پنجاب کا ایک ہفتہ کا سفر لوؤں (گرم ہواؤں) میں ہوا، گرمی میں رہنے کی وجہ سے گردہ میں درد ہو گیا تھا آج صبح پتھری نکل گئی۔

ہمارے حضرت سچ کہتے ہیں، یہ ہندوستان کے لوگ بس مریض ہیں، ان کی دشمنیاں، سازشیں بس بیماری کی چیخ و پکار ہے، ان کی سب بیماریوں کا علاج محبت اور جرأت ہے، ارمغان کے قارئین سے بس میری یہ درخواست ہے کہ ان کو وہ حریف نہ سمجھیں بلکہ مریض سمجھیں اور محبت کی بولی ان کے مرض کا علاج ہے اور میرے لئے حسن خاتمہ کی دعا کریں۔

سوال: بہت بہت شکریہ چودھری عبداللہ صاحب۔

جواب: شکریہ تو آپ کا ہے احمد بھائی، مجھے ارمغان کی محفل میں شامل کیا۔

سوال: حسن اتفاق ہے کہ رمضان سے قبل آپ کو اسلام ملا اور رمضان سے قبل آپ کا انٹرویو ارمغان میں آرہا ہے، ماہ مبارک کی دعاؤں میں میرے

لئے، گھر والوں کے لئے دعا کرنے کی درخواست ہے۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، ستمبر ۲۰۰۸ء

جناب محمد عمر (گوتم) کی آپ بیتی

میری پیدائش ۱۹۶۴ء میں صوبۂ یوپی کے فتح پور ضلع کے ایک راج پوت خاندان میں ہوئی، یہ خاندان گوتم کے نام سے جانا جاتا ہے، والد صاحب کا نام جناب دھن راج سنگھ گوتم صاحب ہے، جو ایک ریٹائرڈ گورنمنٹ آفیسر ہیں۔ کئی سو بیگھے کی کھیتی کے مالک ہیں، اللہ نے دنیاوی اعتبار سے بہت نوازا ہے، میری ابتدائی تعلیم ہائی اسکول تک کی گاؤں ہی میں ہوئی اور پندرہ سال کی عمر میں الہٰ آباد میں اعلیٰ تعلیم کا دور شروع ہوا، بارہویں جماعت کے بعد نینی تال ضلع کی پنت نگر ایگری کلچر یونی ورسٹی میں بی ایس سی اگریکلچر کی ڈگری کے لئے ۱۹۸۰ء میں داخلہ لیا۔ اور اسی یونی ورسٹی میں ۱۹۸۴ء میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہدایت کا معاملہ کیا اور میں نے اسلام قبول کیا اور اپنا نام شیام پرتاپ سنگھ گوتم سے بدل کر محمد عمر گوتم رکھا پندرہ سال کی عمر میں میرے دل اور دماغ میں یہ سوال پیدا ہوا کہ ہمارے گھر اور خاندان میں جو پوجا پاٹ کا طریقہ رہا ہے اور بتوں کی پوجا ہو رہی ہے، وہ کہاں تک صحیح ہے۔ ہمیں پندرہ سال کی عمر میں یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ ہم ہندو ہیں تو کیوں ہیں اور ہمارا ایمان ویقین کیا ہے؟ میں نے جب ان تمام سماجی حالات پر نظر ڈالی اور غور وفکر کیا تو بہت سارے سوالات ذہن میں پیدا ہو گئے۔ مثال کے طور پر ہمارا خالق ومالک کون ہے؟ ہمارا رازق کون ہے؟ ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ مرنے کے بعد کہاں پہنچیں گے؟ کس کی پوجا کی جائے اور کس کی نہ کی جائے؟ تینتیس کروڑ دیوی دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کیسے کی جائے؟ ۸۶/

لاکھ یونیوں میں آواگون کیسے ممکن ہے؟ کہیں ماں باپ ہی تو خالق و مالک
نہیں ہیں؟ سماج میں اپنے ہی جیسے انسانوں کو اچھوت کیوں بنادیا گیا ہے؟ وغیرہ
وغیرہ ان سوالات کا جواب حاصل کرنے کے لئے میں نے سب سے پہلے اپنے
گھر والوں سے ہی انکوائری شروع کی، ان کے پاس کبھی بھی صحیح جواب نہ تھا، نہ
انہوں نے دیا، کیوں کہ انہیں اپنے دھرم (مذہب) کے بارے میں معلومات ہی
نہیں تھیں، بے چارے جواب کہاں سے دیتے، انہوں نے مجھے سمجھانے کی
کوشش کی کہ بیٹا! جو تمہارے باپ دادا کا دھرم ہے، وہی تمہارا دھرم (مذہب)
ہے، اسی پر تمہیں چلنا ہے۔ اور جو خاندانی رسم و رواج دھرم (مذہب) کے نام پر
چلے آرہے ہیں، انہیں ہی اپنانا ہے اور تمہاری زندگی کا مقصد ایک کامیاب انسان
بننا ہے، ماں باپ کی سیوا (خدمت) کرنی ہے اور غلط کاموں سے بچنا ہے،
وغیرہ وغیرہ۔ لیکن کبھی بھی یہ بات سامنے نہیں آئی کہ ہندو دھرم (مذہب) کی جو
سب سے پرانی مذہبی کتابیں ہیں، جنہیں ویدوں کے نام سے جانا جاتا ہے، ان
کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ: ''ایکم برہم دوتیو ناستی'' ''یعنی برہم صرف ایک ہے
، دوسرا نہیں ہوسکتا'' اس کا مطلب صرف اور صرف ایک ہی ایشور کی پوجا پاٹ یا
عبادت ہونی چاہیے، کسی دوسرے کی نہیں۔ ویدوں میں بت پرستی کے خلاف
آواز اٹھائی گئی ہے اور لوگوں کو بتایا گیا ہے کہ انسان اگر کامیابی چاہتا ہے تو صرف
اور صرف ایک ایشور (خدا) کی اپاسنا (عبادت) کرے۔ مجھے جب اپنے گھر
والوں سے، اپنے بڑوں سے اور ان تمام پنڈتوں سے جو ہمارے یہاں پوجا پاٹ
کرانے آتے تھے، صحیح جواب نہیں ملا تو میں نے دھارمک (مذہبی) کتابوں
کا مطالعہ شروع کیا۔

Page 193

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

سب سے پہلے ہندو دھرم کی کتابیں پڑھنے کو ملیں اور خاص طور پر گیتا پریس
گورکھ پور کی کافی کتابیں مطالعہ میں آئیں۔ گیتا، رام چرت مانس، مہابھارت
وید، پران اور منوسمرتی سے متعلق کافی کتابیں پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کی۔ پنت
نگر یونی ورسٹی (اترا کھنڈ) میں دوران تعلیم تقریباً تین سال یونی ورسٹی
لائبریری میں کافی کتابیں مطالعے میں آئیں۔ خاص طور پر گوتم بدھ، وویکانند
، پرم ہنس رام کرشن گاندھی، نہرو اور مختلف سوشل ریفارمرس کی سوانح عمریاں
پڑھنے کا شوق پیدا ہوا، میں اس کوشش میں تھا کہ ان لوگوں کی کامیابی کا راز پتا
چلے۔ بہت زیادہ مطالعے کی وجہ سے ہزاروں سوالات ذہن میں پیدا ہوتے چلے
گئے اور میں کافی کنفیوز ہونے لگا کہ آخر سچائی کا پتا کیوں نہیں چل رہا ہے، میں
نے یہاں تک ذہن بنالیا کہ اپنی ڈگری مکمل کرنے کے بعد اپنے والد صاحب کو
خط لکھوں گا اور ان کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے تمام اخراجات برداشت کئے
، لیکن میری زندگی کا مقصد، حق کی تلاش ہونے کی وجہ سے ان کے ارمانوں کو اور
ان کی چاہت کو پورا نہ کرسکا، جس کی میں معافی بھی مانگوں گا اور پہاڑ میں جاکر
سنیاسی والی زندگی گزاروں گا۔ میڈیٹیشن یعنی چنتن (دھیان) اور منن (غور
وفکر) کے ذریعے اپنے ایشور (خدا) کو پہچانوں گا کہ وہ کہاں ہے، کیسا ہے اور ہم
سے کیا چاہتا ہے؟ یہ وقت آتا کہ اس سے پہلے ہی اللہ نے دل میں یہ بات ڈال
دی کہ تم اپنے پیدا کرنے والے سے براہِ راست خود کیوں نہیں مانگتے کہ وہ تمہیں
سیدھا راستہ دکھائے اور حق کو پہچاننے اور اس پر چلنے میں مدد کرے۔ اسی بنیاد پر
میں نے راتوں کو مانگنا شروع کیا اور اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اپنا راستہ آسان
کردیا۔

۱۹۸۴ء میں ہمارے ایک دوست ناصر خاں صاحب جو ضلع بجنور کے رہنے والے ہیں، وہ میرے ہم جماعت تھے، انہیں اللہ نے میری ہدایت کا ذریعہ بنایا۔ اسکوٹر سے میرا ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا اور پیر میں کافی چوٹ آ گئی تھی جس کی بنا پر ہاسپٹل جانے کی نوبت آ گئی، سائیکل چلانا چھوٹ گیا اور کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس دوران ناصر خاں صاحب نے میری مدد کی، وہ مجھے اپنے ساتھ ہاسپٹل لے جاتے تھے، کالج لے جاتے تھے اور مجھے میس سے کھانا لا کر روم میں میرے ساتھ بیٹھ کر کھاتے تھے۔ تقریباً ایک مہینہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا اور میں ان سے کافی متاثر ہوا۔ ایک دن میں نے انہیں بٹھا کر سوال کیا کہ آپ میرے ساتھ اتنی ہمدردی کا معاملہ کیوں کرتے ہیں اور یہ اخلاق آپ نے کہاں سے سیکھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ: گوتم صاحب! میں یہ کام کسی لالچ میں یا کسی دباؤ میں نہیں کر رہا ہوں، بلکہ میں ایک مسلمان ہوں اور میرا مذہب اسلام ہے۔ اسلام کی تعلیم ہے کہ پڑوسی پڑوسی ہے، چاہے وہ کوئی بھی ہو، پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اس کی مدد کرنا اور مصیبت میں اس کے کام آنا، یہ ایک مسلمان کی بنیادی ذمہ داری ہے، اور مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اگر میں نے آپ کی مدد نہیں کی اور آپ کے کام نہیں آیا تو میں محشر کے میدان میں اللہ کو کیا منھ دکھاؤں گا۔ مجھ سے تو اس کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا کہ میں نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ میں ان کے اس جواب سے بہت زیادہ متاثر ہوا اور مجھے اسلام کا سب سے پہلا سبق پڑوسی کے حقوق کے بارے میں ملا اور حساب کتاب کے دن حشر کے میدان کی اطلاع ملی کہ ایسا بھی ہونے والا ہے، اب ناصر خاں صاحب کے ذریعے اسلامی کتابوں کا مطالعہ شروع ہوا، یہ سلسلہ تقریباً چھ مہینے تک

چلتا رہا، اس دوران میں نے چالیس پچاس کتابیں مختلف عنوانات پر مطالعہ کیں اور اسلام کی پوری تصویر میرے سامنے آ گئی، قرآن کریم بھی میں نے مطالعہ کیا خاص طور پر قرآن کی روشنی میں، انھوں نے مجھے قرآن حکیم کے مطالعے سے پہلے یہ احساس دلایا تھا کہ قرآن ایک اللہ کی نازل کردہ آسمانی کتاب ہے اور کتابِ ہدایت ہے، یعنی تمام انسانوں کے لئے ہدایت نامہ ہے، اسی بنیاد پر پوری اخلاص نیت کے ساتھ جب قرآن کریم کا ترجمہ پڑھا تو تمام سوالوں کے جواب خود بخود ملتے چلے گئے اور اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دیا کہ جو لوگ ہدایت کے طلب گار ہوں گے انہیں ضرور ہدایت ملے گی، اللہ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے اتنی بڑی دولت بغیر کسی محنت، مشقت اور قربانی کے عنایت فرما دی۔

اسلام قبول کرنے کے بعد سب سے پہلے یونی ورسٹی میں پڑھنے والے دوست واحباب نے مخالفت کی اور زیادہ تر لوگ یہ سوال کرتے تھے کہ آخر ایسی کون سی مجبوری آ گئی تھی جس کی وجہ سے اسلام دھرم (مذہب) کو ہی اپنانا پڑا؟ کیا اور کوئی دھرم (مذہب) نہیں تھا؟ ان بے چاروں کو معلوم ہی نہیں تھا کہ اسلام کی تعلیمات کیا ہیں اور اسلام کی بنیاد کن چیزوں پر ہے، کچھ عرصے کے بعد کالج کی وال میگزین میں میرا انٹرویو قبولِ اسلام کے تعلق سے چسپاں کر دیا گیا۔ جسے کئی ہزار اسٹوڈنٹس نے پڑھا اور یونی ورسٹی کے لوگ چہ می گوئیاں کرنے لگے۔ یہاں تک کہ بریلی سے نکلنے والے ایک ہندی اخبار ''امر اجالا'' میں ''گوتم عمر ہوئے'' ہیڈنگ بنا کر نیوز چھاپ دی گئی۔ پورے علاقے میں ہوا کی طرح خبر پھیل گئی اور بہت سارے لوگ یہاں تک کہ پولس اور سی آئی ڈی والے بھی انکوائری میں لگ گئے۔ اس سلسلہ میں تفصیلی معلومات کے لئے جو بھی آتا تھا، میں انہیں اپنے

حساب سے جواب دیتا رہتا تھا۔ آر ایس ایس اور وشو ہندو پریشد کے لوگوں کو یہ بات پسند نہیں آئی اور انہوں نے ہاسٹل سے اغوا کر کے جنگل میں لے جا کر مار پیٹ کی اور دھمکی دی کہ اگر تین دن کے اندر واپس ہندو دھرم نہیں اپنایا تو ہم تمھاری بوٹی بوٹی کر دیں گے۔ حالات یہاں تک خراب ہوگئے کہ مجھے اپنی ایم ایس سی ایگری کلچر ڈگری چھوڑ کر یونی ورسٹی سے باہر جانا پڑا اور میں نے دہلی کا سفر کیا۔ دو تین سال یوں ہی گزر گئے۔

۱۹۸۸ء میں جامعہ ملیہ اسلامیہ میں ایم اے اسلامک اسٹڈیز میں داخلہ لیا اور اگریکلچر کی لائن چھوڑ دی، گھر والوں کی طرف سے بھی مخالفت ہوئی اور انہوں نے بھی فیملی بائی کاٹ کر دیا، جس کی بنا پر تمام رشتے دار خاندان والوں سے کئی سال تک کٹ کر رہنا پڑا یہاں تک کہ دس بارہ سال اسی حال میں گزر گئے، اس کے بعد حالات نارمل ہوئے اور آنا جانا شروع ہوا۔

جہاں تک دعوتی نوعیت کا تعلق ہے، اللہ کا کرم ہے، سب سے پہلے گھر والوں میں سے میری اہلیہ نے پھر میری والدہ محترمہ نے اسلام قبول کیا۔ اور آج کی تاریخ میں تمام رشتے دار خاندان کے لوگ دعوتی نسبت سے برابر رابطے میں ہیں اور اکثریت ایسی ہے جو اسلام کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کرنا چاہتی ہے۔ افسوس تب ہوتا ہے جب ان کے سامنے ایک طرف اسلام کی حقانیت اور اس کی عمدہ تعلیمات آتی ہیں، تو دوسری طرف مسلمانوں کے معاشرتی اور اخلاقی حالات، بہر حال تقریباً سو افراد کو اسلام کے دائرے میں داخل کرنے میں کامیاب ہو چکا ہوں۔ **فالحمدلله علی ذلک**

ایسے ہزاروں غیر مسلم بھائیوں سے رابطہ ہونے کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے کہ

دین کی دعوت صحیح معنی میں ان تک نہیں پہنچائی گئی، جس کی وجہ سے وہ غلط فہمی کا شکار ہیں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام تمام انسانوں کے لئے ہے، بنیادی طور پر اسلام نے انسانیت کی تعلیم دی ہے، اگر کوئی با قاعدہ اسلام میں داخل نہ ہو تب بھی وہ اسلامی تعلیمات سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اور آج دنیا کی بہت ساری قومیں اور ممالک انہیں تعلیمات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور مسلمان دور کھڑے ہو کر انہیں دیکھ رہے ہیں اور ان کی تعریف کر رہے ہیں، اللہ سے دعا ہے کہ ہمارا معاشرہ اسلامی بنے، جس سے ہمیں دوسروں کی نقل کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے دوسری طرف ایسے بہت سارے لوگ ہیں جنہیں کسی نہ کسی بہانے سے اسلام میں داخل ہونے کا موقعہ ملا۔ لیکن اچھی تعلیم و تربیت نہ ملنے کی وجہ سے وہ سماج میں اپنی پہچان نہ بنا سکے اور اس کمزوری کی وجہ سے مسلمان تو غلط فہمی کا شکار ہوتے ہی ہیں، نئے آنے والے لوگوں کے لئے بھی وہ نمونہ نہیں بن پاتے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں تمام ذمہ داران قوم جو دین کی بات پہنچانا چاہتے ہیں اور دعوت کا کام کر رہے ہیں۔ خاص طور پر غیر مسلم بھائیوں میں دین کی بات پہنچانا چاہتے ہیں، انہیں چاہیے کہ ہر نئے آنے والے کی اسلامی تعلیم اور تربیت کا مکمل بندوبست کریں اور انہیں ثابت قدم رہنے میں مدد کریں، اس ملک میں جہاں اکثریت غیر مسلم بھائیوں کی ہے، دعوتِ دین کی سخت ضرورت ہے۔ آج بھی اگر مسلمان دین پر چلیں اور اپنے اخلاق و کردار کو سنواریں اور انسانیت کی خدمت کو اپنی زندگی کا مقصد بنائیں تو ہزاروں لاکھوں لوگ اسلام کو سمجھنے اور اپنانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

یہ بات بھی دنیا کے سامنے آنی چاہیے کہ اسلام کسی کو بھی زبردستی اپنی آغوش میں نہیں لیتا اور کوئی مسلمان کسی کو زبردستی مسلمان نہیں بنا سکتا ہے، بلکہ یہ فیصلہ بندے اور اللہ کے بیچ میں ہوتا ہے۔ جب تک کوئی شخص دل کی گہرائیوں سے

اسلام کو نہیں پہچانے گا اور آخرت کی کامیابی کو مد نظر نہیں رکھے گا۔ اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا ہے۔ اگر آنکھ بند کر کے اسلام میں داخل ہو بھی گیا تو حالات کا مقابلہ کرنا اس کے لئے نا قابل برداشت ہوگا۔

آخر میں میں اپنے تمام غیر مسلم بھائیوں کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ وہ اسلام کو قرآن اور حدیث کی روشنی میں پڑھیں اور سمجھیں عام مسلمانوں کو دیکھ کر نہیں ۔اسلام کے بارے میں کوئی بھی رائے قائم کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اس کی پوری تحقیق کر لیں ۔اپنے مسلمان بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ غیر مسلم بھائیوں کے ساتھ اپنے اخلاق ،کردار اور معاملات کو ایسا معیاری بنائیں کہ سب لوگوں کو اسلام کی پہچان ہو سکے اور لوگ آپ سے فائدہ اٹھا سکیں ۔ایسا نہ ہو کہ آپ کی بد عملی کی وجہ سے لوگ آپ سے نفرت کریں اور ساتھ ہی اسلام سے بھی نفرت کرنے لگیں میری نظر میں اس سے بڑی اور کوئی ٹریجڈی نہیں ہوسکتی۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہم دین کے صحیح نمائندے بن سکیں۔ آمین

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان ،جنوری ۲۰۰۹ء

ایک خوش قسمت بہن زینب ﴿چوہان﴾ سے ایک ملاقات

اسماء امت اللہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

زینب چوہان : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : زینب آپا! آپ کے آنے سے بہت خوشی ہوئی، آپ کی ذات اللہ تعالی کی ہدایت کی عجیب نشانی ہے، جب ابی سے آپ کی کہانی سنی تھی خیال ہوتا تھا کہ ابی کوئی افسانہ سنا رہے ہیں، بہت اشتیاق تھا ملاقات کا، اللہ تعالی نے ملاقات بھی کرادی اور یہ موقع دیا کہ ابی نے ذمہ داری لگادی کہ آپ کی کہانی آپ کی زبان سے سنوں اور قارئین ارمغان کی خدمت میں ہدیہ پیش کروں ؟

جواب : سچی بات یہ ہے اسماء! کہ تمہارے بچپن کے قصے جو مولانا صاحب کے ہم جیسے جہنم کے راستہ پر پڑے لوگوں کے ایمان کا ذریعہ بنانے کا ذریعہ بنے، میں نے بھی دو مرتبہ حضرت کی تقریر میں سنے تھے، اس لئے مجھے بھی بڑی حسرت تھی کہ تم سے ملوں، اللہ نے میری بھی پرانی مراد پوری کردی۔

سوال : چلئے اللہ کا فضل ہوا دونوں کا کام بن گیا، آپ کو ابی نے بتا ہی دیا ہے کہ ارمغان کے لئے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں، اس لئے کچھ باتیں پوچھ لوں؟

جواب : جی! بس آج میں دلّی صرف اسی لئے آئی ہوں۔

سوال : آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

جواب : میں راجستھان کے چورو ضلع کے ایک راجپوت خاندان

میں ۲۰/ اپریل ۱۹۶۸ء کو پیدا ہوئی، ہمارے پتاجی ہائی اسکول میں پرنسپل تھے، ابتدائی تعلیم گاؤں کے ایک اسکول میں ہوئی، بعد میں چورو میں ایک ڈگری کالج سے میں نے بی اے کیا، ہنومان گڑھ کے ایک پڑھے لکھے خاندان میں ۶/ جون ۱۹۹۰ء کو ہماری شادی ہوئی، میرے شوہر مدھیہ پردیش میں رتلام میں نائب تحصیل دار تھے، وہ ہاکی کے بہت اچھے کھلاڑی رہے ہیں اور ان کو اسی بنیاد پر نوکری ملی تھی، دوسال میں اپنی سسرال ہنومان گڑھ میں رہی، بعد میں ہم رتلام ضلع کی ایک تحصیل میں جہاں میرے شوہر کی ملازمت تھی وہیں رہنے لگے، ٹرانسفر کی وجہ سے اجین اور بعد میں مندسور میں چھ سال رہے، اس دوران میرے یہاں دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئے، ۲۰۰۰ء میں میرے شوہر کا پرموشن ہوا اور وہ تحصیل دار بن کر بھوپال کی ایک تحصیل میں چلے گئے، گھر پریوار سب کچھ اچھا تھا، ہم دونوں میں بہت محبت تھی، اچانک نہ جانے کیا ہوا ہمارے گھر کو کسی کی نظر لگ گئی اور اگر میں یہ کہوں کہ ہدایت کی ہوا لگ گئی اسماء بہن! میرا حال عجیب ہے، میری زندگی کا بگاڑ میرے سنورنے کا ذریعہ بن گیا۔

سوال: ہاں ہاں! وہی میں تو سننا چاہتی ہوں، اللہ نے آپ کی اسلام کی طرف کیسے رہنمائی کی، ذرا تفصیل سے سنائیے؟

جواب: میرے شوہر کے دفتر میں ایک برہمن لڑکی کلرک تھی، بہت خوب صورت اور ایکٹیو (فعال) بلکہ اگر میں کہوں کہ اوورایکٹیو (Over active) تو یہ بات بھی سچ ہوگی، اس لڑکی کی ہر ادا میں، اس کی شکل میں، اس کی آواز میں، اس کے انداز میں غرض ہر چیز میں بلا کی کشش تھی، اسماء بہن، میرے شوہر کی خطا نہیں، بلکہ وہ لڑکی ویسی تھی کہ پتھر کی مورتی بھی اس کے سامنے پگھل جاتی، میرے شوہر

اپنے کو بہت بچانے کی کوشش کرتے رہے اور سنبھلنے کی کوشش کرتے رہے، مگر اللہ نے مرد وعورت کے رشتہ میں جذبہ رکھا ہے وہ بچ نہ سکے اور اس لڑکی سے ان کو تعلق ہوگیا، اب ہر وقت بس اس کی محبت میں گھلتے رہتے تھے، اس کا مجھے سوفیصد یقین ہے کہ جب تک انھوں نے شادی نہیں کی ان میں جسمانی تعلقات نہیں ہوئے، مگر ظاہر ہے کہ ایک جسم میں دو دل تو ہوتے نہیں اس سے محبت کے ساتھ ان کا مجھ سے تعلق کم ہونا شروع ہوگیا، وہ شروع میں تو بہت کوشش کرتے رہے کہ مجھے کچھ پتہ نہ لگے مگر بات چھپ نہ سکی اور مجھے بھی پتہ لگ گیا اور دفتر میں بھی لوگوں کے علم میں آگیا، مجھ سے بھلا کیسے برداشت ہوسکتا تھا انتشار رہنے لگا، بات بگڑتی گئی اور انھوں نے پروگرام بنایا کہ مجھے چھوڑ کر اس سے شادی کرلیں، اس کے لئے انھوں نے مجھے ہنومان گڑھ چھوڑا، مئی ۲۰۰۰ء میں بچوں کی چھٹیاں تھیں، وہ دہلی گئے مجھے یہ بتایا کہ مجھے ٹریننگ میں جانا ہے، دہلی میں آشا شرما کو بلالیا، آشا شرما نے ان کے ساتھ ایک کمرے میں رہنے سے منع کیا کہ پہلے ہم شادی کریں اس کے بعد ایک کمرے میں رہ سکتے ہیں، انھوں نے دو کمرے شروع میں ہوٹل میں لئے، اس کے بعد وکیلوں سے مشورہ کیا، ایک وکیل نے مشورہ دیا کہ قانونی گرفت سے بچنے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ آپ دونوں مسلمان ہوکر شادی کرلیں، یہ رائے ان کو پسند آئی میرے شوہر نے آشا کو بھی اس کے لئے تیار کیا، شروع میں ایک ہفتہ تک تو وہ اسلام قبول کرنے سے منع کرتی رہی، مگر بعد میں بہت دباؤ دینے پر راضی ہوگئی، وہ دونوں جامع مسجد دہلی گئے وہاں کے امام بخاری صاحب نے ان کو مسلمان کرنے سے منع کر دیا، کئی مسجدوں میں میرے شوہر گئے مگر کوئی مسلمان کرنے اور کلمہ پڑھوانے کے لئے تیار نہ ہوا، کسی وکیل نے انھیں

بتایا کہ پرانی دہلی میں سرکاری رجسٹرڈ قاضی ہوتے ہیں ، وہ نکاح پڑھاتے ہیں،میرے شوہر نے ان کا پتہ معلوم کیا اور پرانی دہلی کے قاضی صاحب کے پاس گئے ، انھوں نے کہا پہلے آپ دونوں مسلمان ہو کر مسلمان ہونے کا بیان حلفی سرکاری وکیل سے بنوا کر لاؤ،میرے شوہر نے کہا آپ ہمیں مسلمان بنالو،انھوں نے مسلمان کرنے سے انکار کر دیا اور آپ کے والد حضرت مولانا کلیم صاحب کے پاس جانے کو کہا، وہ دونوں اگلے روز پھلت گئے تو معلوم ہوا کہ مولانا صاحب دہلی گئے ہوئے ہیں،ایک مولانا صاحب نے ان دونوں کو کلمہ پڑھوادیا اور بتایا کہ مسلمان ہونے کے لئے مولانا صاحب کا ہونا ضروری نہیں ہے،آپ میرٹھ یا دہلی سے کسی سرکاری وکیل (نوٹری) سے اپنے کاغذات بنوالیں،میرٹھ ایک گپتا جی کا پتہ بھی بتادیا انھوں نے میرٹھ جا کر بیان حلفی بنوایا اس کے بعد قاضی صاحب نے اپنی فیس لے کر ان دونوں کا نکاح پڑھوادیا اور نکاح کو عدالت سے رجسٹرڈ کرانے کو بھی کہا، آشا نے ہمارے شوہر سے کہا،ہم جب مسلمان ہو گئے ہیں تو پھر ہمیں اسلام کو پڑھنا بھی چاہئے ،انھوں نے اردو بازار سے ہندی اور انگریزی میں اسلام پر کتابیں خریدیں اور ہندی قرآن مجید بھی لیا،ان کو کسی نے مولانا صاحب سے ملنے کا مشورہ دیا،اوکھلا میں ایک مسجد میں تلاش اور کوشش سے ان کی ملاقات بھی ہوگئی مولانا نے ان کو اپنی کتاب ’’آپ کی امانت آپ کی سیوا میں‘‘ دی اور سمجھایا کہ بلا شبہ اپنے خاندان،اپنے پھول سے بچوں اور ایسی نیک بیوی کو چھوڑنا خود کیسی عجیب چیز ہے،مگر اگر آپ سچے دل سے اسلام قبول کریں تو اس الجھی ہوئی زندگی میں اللہ کے قبضے میں سب کچھ ہے،وہ اچھی زندگی عطا کریں گے،مولانا صاحب نے یہ بھی کہا کہ آپ کو اپنی پہلی بیوی اور بچوں بلکہ سب خاندان والوں پر دعوت کا

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

کام کرنا چاہئے،کم از کم دعا تو ہدایت کی ابھی سے شروع کر دینی چاہئے ،میرے شوہر بتاتے ہیں کہ انھوں نے قرآن کی آیت پڑھ کر یہ بات بتائی کہ جو بھی مرد ہو یا عورت اچھے کام کرے گا شرط یہ ہے کہ وہ مومن ہو تو اللہ تعالی اس کو اچھی اور پاکیزہ زندگی عطا فرمائیں گے،

سوال: ہاں قرآن مجید کی آیت: مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّه' حَيَاةً طَيِّبَةً اسکا ترجمہ یہی ہے۔آگے بتایئے؟

جواب: پہلے ذرا اس آیت کا ترجمہ کیجئے۔

سوال: جو بھی مرد ہو یا عورت نیک عمل کرے گا شرط یہ ہے کہ وہ مومن ہو ہم اس کو ضرور پاکیزہ زندگی عطا کرتے ہیں۔

جواب: ہاں یہی بالکل یہی آیت ہے،میرے شوہر کہتے ہیں،اس آیت نے میری زندگی کو روشن کیا ہے،پوری آیت ان کو یاد ہے، سچی بات یہ ہے فَلَنُحْيِيَنَّه' حَيَاةً طَيِّبَةً کیسی سچی بات کہی ہے۔

سوال: ہاں تو آگے سنایئے کہ آپ کو ایمان کیسے ملا، یہ تو آشا کے اسلام کا ذکر آپ کر رہی ہیں؟

جواب: ہاں بہن! اسی سے جڑا ہے میرا اسلام بھی، ہوا یہ کہ میرے شوہر کو تو شروع میں اسلام کو پڑھنے کا موقع نہ ملا،مگر آشا کو پڑھنے کا بہت شوق تھا، جیسے جیسے اسلام کو وہ پڑھتی گئی اسلام اس کے اندر اترتا گیا،بچوں کی چھٹیاں ختم ہوگئیں میرے شوہر کی بھی چھٹیاں ختم ہوئیں تو وہ بھوپال پہنچے،مگر مجھے ہنومان گڑھ سے نہیں بلایا، مجھ سے رابطہ بھی بہت کم کیا، مجھے فکر ہوئی تو میں نے اپنے چھوٹے بھائی کو بھوپال بھیجا،اتفاق سے آشا رات کو گھر تھی،اس کا نیا اسلامی نام عائشہ

تھا، میرے بھائی نے معلوم کیا کہ یہ لڑکی آپ کے گھر رات میں کون ہے، انھوں نے کہا دفتر میں کام کرتی ہے دفتری کام کے لئے بلایا ہے، میرا بھائی ان سے بہت لڑا، تیسرے روز مجھے اس نے فون کر کے بلایا، میں اپنے پتاجی کے ساتھ بھوپال پہنچی، کئی روز تک جھگڑا چلتا رہا، آخر میں انھوں نے وہ کاغذات قبول اسلام کے نکال کر میرے سامنے رکھ دیئے، میرے لئے اس سے افسوس اور صدمہ کی کیا بات تھی، میرے والد نے وکیلوں سے مشورہ کیا اور ایف آئی آر کرائی اور عدالت میں کئی روز گئے، پولیس آئی ان کو گرفتار کر کے لے گئی، کچھ روز کے بعد ضمانت تو ہو گئی مگر دفتر سے ان کو معطل کر دیا گیا، میرے گھر والے میری محبت میں میرے شوہر کے دشمن ہو گئے، جگہ جگہ سے ان پر مقدمے چلوائے، زندگی ان کے لئے مشکل سے مشکل ہو گئی، آشا اس دوران اسلام کو پڑھتی رہی اور وہ بہت مذہبی مسلمان بن گئی، وہ بھی سسپنڈ ہو گئی، گھر رہ کر اس نے قرآن مجید پڑھ لیا اور کچھ مسلمان عورتوں سے رابطہ کیا، وہ اجتماع میں جانے لگی، پردہ کرنے لگی، برقع منگوالیا، میرے اور میرے گھر والوں کی طرف سے جب حد درجہ کی مخالفتیں ہوئیں اور میرے سسرال والے بھی میرے ساتھ تھے، تو عائشہ اور میرے شوہر نے مشورہ سے طئے کیا کہ ہمیں دہلی جا کر مولانا کلیم صاحب سے مشورہ کرنا چاہئے، وہ دہلی پہنچے، مولانا صاحب سے عائشہ نے کہا حضرت الحمد للہ مجھے تو اسلام سمجھ میں آ گیا ہے، میرے دل میں تو یہ آتا ہے کہ اگر ساری زندگی مجھے جیل اور مشکلات میں گزارنی پڑے اور میرا ایمان سلامت رہ جائے تو مرنے کی بعد کی زندگی میں جنت بہت سستی ملے گی، اس لئے میرے دل میں آتا ہے کہ ان کی پہلی بیوی نے ایک زندگی ان کے ساتھ گزاری ہے اور بہت محبت اور خدمت کے ساتھ

گزاری ہے، اس بے چاری کی کیا خطا ہے، یہ اگر اس کے ساتھ جا کر رہنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں، البتہ یہ دل چاہتا ہے کہ ان کا ایمان بچا رہے، یہ ان کے ساتھ جا کر رہیں اور ان کو مسلمان کرنے کی کوشش کریں، اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو ان سے نکاح کر لیں، مجھے چاہیں طلاق دیدیں یا رکھیں، اس کے لئے ضروری ہے کہ کچھ وقت جماعت میں لگالیں تا کہ وہاں جا کر مرتد نہ ہوں، مولانا صاحب نے میری رائے سے اتفاق کیا، مجھے بہت شاباشی دی، پھر میرے شوہر کو اس پر راضی کیا اور کہا آپ عائشہ کی بات مان لیجئے، آپ چالیس روز جماعت میں لگا آئیں، آپ کی زندگی کے سارے مسائل مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ ضرور حل ہو جائیں گے، وہ تیار ہو گئے اور مولانا صاحب نے نظام الدین سے ان کو جماعت میں بھیج دیا، گجرات میں ان کا وقت لگا، حیدرآباد کی جماعت کے ساتھ وقت بہت اچھا لگا، ان کو بہت اچھے خواب دکھائی دیئے اور الحمد للہ اسلام ان کے اندر اتر گیا، جماعت سے واپس آئے تو وہ عائشہ کے یہاں گئے، عائشہ نے انھیں ہنومان گڑھ جا کر بات کرنے کو کہا، مگر ان کی ہمت نہ ہوئی، عائشہ خود ایک اچھی داعیہ بن گئی تھی، اس کے بچپن کی کئی سہیلیاں اس کی کوشش سے مسلمان ہو چکی تھیں، عائشہ نے مجھے فون کیا کہ آپ بھی مسعود صاحب (میرے شوہر کا اسلامی نام مسعود ہے) سے کب تک لڑائی اور مقدمہ بازی کرتی رہیں گی، آپ ایک بار دس منٹ کی میری بات سن لیجئے، بس ایک روز کے لئے بھوپال آ جایئے، میں ان سے الگ ہونے کو تیار ہوں میں نے اس کو شروع میں تو بہت گالیاں سنائیں، مگر اس اللہ کی بندی نے ہمت نہ ہاری، بار بار فون کرتی رہی اور جب میں کسی طرح تیار نہ ہوئی تو اس نے مجھ سے یہ کہا کہ اچھا پھر ہم اپنے اللہ سے کہہ کر بلوائیں گے، عائشہ بتاتی تھی اس

کے بعد اس نے دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھی اور اللہ کے سامنے فریاد کی: میرے اللہ! جب میں آپ پر ایمان لائی ہوں اور آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں تو آپ اس کے دل کو نرم کر دیجئے اور میرے مولیٰ اس کی ہدایت کا فیصلہ فرما کر اس کو یہاں بھیج دیجئے، اس کے بعد تہجد میں دعا کرتی رہی، اس اللہ والی کا اللہ کے ساتھ اسماء بہن بہت ناز کا تعلق ہو گیا تھا، اس کی دعائیں میرے گلے کا پھندہ بن گئیں، تین دن کے بعد میرے دل میں ایم پی جانے کا تقاضا پیدا ہوا، میں اپنے تینوں بچوں کو چھوڑ کر اپنے بھائی کے ساتھ وہاں پہنچی، میرے شوہر کی تو مجھ سے ملنے کی ہمت نہ ہوئی، عائشہ میرے پاس آئی اور مجھے اسلام قبول کرنے کو کہا اور مجھے سمجھایا کہ ان کے ساتھ یہیں رہنے کے لئے ایک ہی راستہ ہے کہ آپ بھی مسلمان ہو جاؤ اور مسلمان ہو کر آپ کا نکاح دوبارہ ان سے ہوگا اگر آپ ان کے ساتھ مسلمان ہو کر رہو تو میں الگ ہونے کو تیار ہوں، وہ رو کر میرے پاؤں پکڑتی اور خوشامد کرتی رہی، مرنے کے بعد کے حالات اور جہنم کی بات کرتی رہی، اس کی بات میرے دل میں گھستی چلی گئی یہاں تک کہ میرے دل میں آیا کہ میں مسلمان ہو جاؤں، میں نے مسلمان ہونے کو کہہ دیا، وہ مجھ سے چمٹ کر خوب روئی اور میرے شوہر کو فون کر کے بلا لیا، ایک عورت کو فون کر کے ان کے شوہر حافظ صاحب کو بلایا، انھوں نے دو لوگوں کو مزید بلا کر مہر فاطمی پر میرا نکاح ان سے پڑھوا دیا، وہ اپنے کپڑے لے کر میرا گھر چھوڑ کر چلی گئی، چند روز فاطمہ آپا جن کے یہاں اجتماع ہوتا تھا، ان کے یہاں رہی اور پھر ایک چھوٹا مکان کرائے پر لے لیا، ایک ہفتہ تک وہ تھوڑے وقت کے لئے میرے یہاں آتی اور مجھے مبارک باد دیتی، میری بلائیں لیتی اور کہتی، زینب تم کتنی خوش قسمت ہو کہ اللہ نے تم پر کیسا رحم کیا کہ تمھیں

ایمان دیا اب اس ایمان کی قدر جب ہوگی جب تم اس کو پڑھو گی، وہ ایک ایسی لڑکی تھی جو اب شاید جنت میں رہتی تھی، بس اس کا جسم دنیا میں تھا، مگر اس کا دل و دماغ اور سوچ سب جنت و آخرت میں رہتی تھی، وہ اس دنیا کو بالکل ایک دھوکہ کا گھر، ایک سفر جانتی تھی، اس کی باتوں میں ایسی سچائی اور محبت اور خلوص ہوتا کہ مجھے وہ دنیا میں اپنی سب سے بڑی خیر خواہ دکھائی دینے لگی، ایک ہفتہ کے بعد ایک روز مجھ سے کہا کہ اب میں اس گھر میں نہیں آؤں گی، اب آپ کچھ وقت کے لئے میرے کمرے پر آیا کریں میں ان کے کمرے جانے لگی، اپنے شوہر سے سارے مقدمے ہم نے واپس لے لئے، میں دفتر کے وقت میں کئی گھنٹے اس کے پاس گزارتی، اس نے مجھے قرآن مجید پڑھایا اور اردو شروع کرائی، ایک روز صبح گیارہ بجے میں (زینب) اس (عائشہ) کے پاس گئی، اس کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا، جمعہ کا دن تھا اس نے کہا، ایک خوشی کی بات سناؤں، اب اللہ سے ملنے کے لئے اور جنت میں جانے کے لئے مجھے انتظار نہیں کرنا پڑے گا، رات میں نے خواب دیکھا، ہمارے حضور تشریف لائے تھے اور مجھ سے فرمایا: عائشہ یہ دنیا تو قید خانہ ہے، تم کب تک یہاں رہو گی؟ پیر کے دن ہم تمھیں جنت کے لئے لینے آئیں گے، یہ کہہ کر بہت ہنسی، بس تین روز اور ہیں زینب، بس پھر وہیں ملیں گے، بہت اطمینان سے وہاں مزے میں ساتھ رہیں گے، مجھے بہت عجیب سا لگا، اگلے روز میں وہاں گئی تو وہ کل کی طرح ہشاش بشاش تھی، مجھے پڑھایا اور مجھ سے کہا کہ اللہ نے ہمیں ایمان دیا ہے تو اب ہمیں دوسرے لوگوں کو ایمان کی دعوت دے کر دوزخ کی آگ سے بچانے کی کوشش کرنی چاہئے، اتوار کے روز میں وہاں پہنچی تو میں نے دیکھا وہ چادر اوڑھے ہوئے ہے، میں نے کہا عائشہ آپ کو کیا ہوا؟ انھوں نے بتایا کہ

مجھے صبح سے بخار آرہا ہے، میں اس کو بہت زور دے کر ڈاکٹر کے یہاں لے گئی دوا دلوائی اور کہا: کہو تو میں رک جاؤں، یا پھر آپ ہمارے یہاں ہی چلیں اکیلے بخار میں رہنا ٹھیک نہیں، وہ بولی مومن اکیلا کہاں ہوتا ہے اور یہ شعر پڑھا ۔

تم مرے پاس ہوتے ہو　　جب دوسرا کوئی نہیں ہوتا

سوال : شعر یوں ہے ۔

تم مرے پاس ہوتے ہو　　گویا جب کوئی دوسرا
نہیں ہوتا

جواب : ہاں ہاں! جیسے بھی ہو، میں چلی آئی، میں نے خواب دیکھا کہ میں اس کے پاس گھر میں ہوں، اچانک ایک بہت حسین خوب صورت نورانی شکل کے حضرت تشریف لائے، حضرت مولانا کلیم صاحب بھی اسی گھر میں ہیں، مجھ سے کہا یہ ہمارے رسول ﷺ ہیں، عائشہ کو لینے کے لئے تشریف لائے ہیں، اس کے بعد وہ عائشہ کا ہاتھ پکڑ کر لے گئے، میری آنکھ کھلی تو مجھ پر خواب کی خوشی ہونے کے بجائے کہ پہلی مرتبہ پیارے نبی ﷺ کی زیارت ہوئی تھی عجیب صدمہ سا ہوا، رات کے تین بج رہے تھے میں نے اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھی اور بہت روئی، صبح سویرے میں عائشہ کے گھر پہنچی، بخار اس کو بہت زیادہ تھا، میں نے پانی کی پٹیاں اس کے سر وغیرہ پر رکھیں اس سے اس کو راحت ہوئی، مجھ سے کہا زینب! تمھاری زندگی کو میں نے اجیرن کیا، مجھے معاف کرنا خدا کے لئے دل سے معاف کر دینا، مگر اس مشکل کے بعد یہ ایمان جو آپ کو ملا ہے پھر بھی بہت سستا سودا ہے، بس میری آپ سے ایک آخری التجا ہے کہ تینوں بچوں کو عالم اور داعی بنانا، یہ دین کا کام کریں گے تو تمھارے مرنے کے بعد تمھارے لئے ثواب کا کارخانہ لگا رہے گا، میں نے کچھ کھا

نے کے لئے کہا تو انھوں نے کہا کہ دودھ ذرا سا پیوں گی، میرے نبی نے فرمایا کہ دودھ اچھا رزق ہے، پینے اور کھانے دونوں کا کام کرتا ہے، میں نے دودھ دیا تو گرم تھا، بولی ذرا سا ٹھنڈا کر دو، زیادہ گرم کھانے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے، دودھ ٹھنڈا کر کے دیا، دودھ پیا کمزوری بڑھتی گئی، سر میں درد کی شکایت کی، میں نے گود میں سر رکھ کر دبانا شروع کیا، عصر کے بعد اچانک کہنے لگی، لو میرے نبی تو لینے آگئے، زور زور سے درود پڑھنے لگی اٹھنے کی کوشش کی مگر ہلنے کی ہمت نہ ہوئی اچانک کلمہ شہادت پڑھا، دو ہچکیاں آئیں اور انتقال ہو گیا۔

سوال : پھر ان کے کفن دفن کا کیا انتظام ہوا؟

جواب : نہ جانے کس طرح فاطمہ آپا گئیں، بس انھوں نے سب لوگوں کو خبر کر دی، نہ جانے کیسی خوشبو اس کے جنازہ سے پھوٹ رہی تھی، گھر تو گھر محلّہ خوش بو سے معطر ہو گیا، بڑی تعداد میں لوگوں نے جنازہ میں شرکت کی۔

سوال : آپ کے شوہر کا کیا ہوا؟ کیا انھوں نے اسے طلاق دے دی تھی؟

جواب : اصل میں عائشہ میرے شوہر سے اصرار کرتی تھی کہ زینب کی خوشی کے لئے مجھے طلاق دے دو، مگر انھوں نے طلاق نہیں دی تھی، ان کے انتقال کا ان پر بہت اثر پڑا، ان کی زندگی بالکل خاموش ہو گئی۔

سوال : اور آپ کو کیسا لگا؟

جواب : یہ بالکل عجیب وغریب اتفاق ہے، سچی بات یہ ہے کہ ایک عورت کے لئے سوکن کا وجود سب سے بڑا کانٹا ہوتا ہے، مگر میرے اللہ جانتے ہیں یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ عائشہ کے انتقال کا مجھے غم زیادہ ہوا یا میرے شوہر کو، بس میں اتنا ضرور کہہ سکتی ہوں کہ اگر کوئی مجھ سے سو قسمیں دے کر یہ سوال کرے کہ دنیا میں

پوری زندگی میں مجھے سب سے زیادہ محبوب کون ہے تو میں بغیر سوچے سمجھے یہ کہوں گی میری سب سے محبوب اور خیر خواہ شخصیت اللہ اور اس کے رسول کے بعد عائشہ مرحومہ ہے، وہ زمین پر ایک زندہ ولی تھی، اسما بہن! سچی بات یہ ہے کہ میں اپنے شوہر پر اُن حالات میں جس قدر روتی تھی، اس سے سو گنا زیادہ مجھے عائشہ کے انتقال کے صدمہ نے رلایا

سوال : آپ نے اپنے بچوں کی تعلیم کیا کیا؟

جواب : میں نے بچوں کو اسکول سے اٹھا لیا، میرے دونوں بیٹوں کا نام حسن اور حسین ہے، ان دونوں کو ایک بڑے مدرسے میں داخل کیا، الحمدللہ حسن کے ۲۶/ پارے حفظ ہوگئے ہیں، حسین کے ۱۴/ پارے ہوئے ہیں اور فاطمہ بیٹی بھی الحمدللہ حفظ کر رہی ہے اس کے ۱۶/ پارے حفظ ہوگئے ہیں، میری خواہش ہے وہ داعی بنیں اور عالم دین بن کر حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کی طرح دعوت کا کام کریں۔

سوال : آپ کے شوہر کا کیا حال ہے؟

جواب : ان کو عائشہ کے انتقال کا بڑا صدمہ ہے، ہمارے پاس رہنے لگے ہیں، بار بار کہتے ہیں اب دنیا سے دل بھر گیا ہے بس اللہ تعالی ایمان پر خاتمہ کرا دے، لیکن جب زیادہ پریشان ہوتے ہیں تو میں مولانا صاحب کے پاس ان کو بھیج دیتی ہوں وہ کچھ دعوت پر ابھارتے ہیں اب بھی ان کو لے کر آئی ہوں، الحمد للہ اس مرتبہ انھوں نے ہشاش بشاش رہنے کا وعدہ کیا ہے۔

سوال : آپ کے شوہر ابی سے ملنے آتے رہتے ہیں؟

جواب : وہ ابی سے بیعت ہیں، عائشہ بھی ان سے بیعت تھی، اور میں اور میرے چھوٹے بچے بھی حضرت سے بیعت ہیں، میں نے جب بیعت کے لئے

Page 202

کہا تھا تو حضرت نے بہت منع کیا، انھوں نے کہا بیعت تو ضرور ہونا چاہئے مگر کسی اللہ والے اور کامل شیخ سے بیعت ہونا چاہئے، جسم کی بیماری میں جب آدمی اچھے سے اچھے طبیب کو تلاش کرتا ہے تو روح کی بیماری میں تو اور بھی اچھے سے اچھے شیخ کامل کو تلاش کرنا چاہئے، حضرت نے فرمایا کہ جو خود آخری درجہ میں بیمار ہو وہ کیا کسی کا علاج کر سکتا ہے، میں تو اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل میں توبہ کر لیتا ہوں کہ شاید سچے طالب کی برکت سے اللہ تعالی میرے گناہ معاف فرما دیں، میرے شوہر نے کہا حضرت ہمیں آپ کی برکت سے اللہ تعالی نے کفر و شرک کی بیماری سے نکال لیا آپ کے علاوہ ہمیں کون طبیب ملے گا، بہت اصرار کرنے پر حضرت نے ہم سب کو بیعت کر لیا۔

سوال : بہت بہت شکریہ زینب آپا، واقعی آپ کی زندگی ایک عجیب زندگی ہے۔

جواب : اسماء بہن! میری زندگی میں اور بھی عجیب عجیب واقعات ہیں جن کو اگر میں بتا دوں تو ایک لمبی کتاب بن جائے گی مگر اس وقت ہماری گاڑی کا وقت قریب ہے، ابھی باہر سے بار بار تقاضہ آرہا ہے، پھر کسی وقت آکر ساری کہانی سناؤں گی۔

سوال : ضرور زینب آپا، اب کی مرتبہ آپ چند روز کے لئے آیئے پھر ہم کچھ عورتوں کو اکٹھا کریں گے اس وقت آپ سنایئے گا

جواب : اسماء یہ نہیں ہوسکتا، بس تمہیں سنا سکتی ہوں، عورتوں کے سامنے میں کوئی مولوی نہیں ہوں، مجھے تو بہت رعب ہو جاتا ہے۔

سوال : اچھا ٹھیک ہے، اللہ حافظ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جواب : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، مارچ

دسترخوان اسلام پر نو وارد بہن خدیجہ ﴿سیما گپتا﴾ سے ملاقات

سدرہ ذات الفیضین : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خدیجہ : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ بہن مثنیٰ

سوال :آپ دہلی کب تشریف لائی ہیں؟

جواب : ہم تین دن سے دہلی میں ہیں، میرے شوہر ڈاکٹر صاحب بھی ساتھ تھے، حضرت نے ہمیں مرکز بھیج دیا تھا کہ تین روز ہم دونوں مرکز میں لگائیں، بہت ہی اچھا لگا، کل جمعرات بھی تھی، الحمد للہ حضرت مولانا سعد صاحب کی تقریر بھی کل سننے کو ملی، یوں تو وہاں ہر وقت دین کی باتیں ہوتی رہتی ہیں، مرکز کی عورتیں بھی بہت محبت سے ملیں بہت اچھا وقت لگا

سوال : آپ سے شاید ابی نے بتا دیا ہوگا کہ ارمغان کے لئے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں؟

جواب : ہاں آج شام کو ہماری گاڑی ہے، حضرت نے ہم سے بتایا تھا، مرکز میں تین دن لگا کر جمعہ اوکھلا میں پڑھنا ہے، خدیجہ کا انٹرویو مثنیٰ لیں گی، ہم حضرت کے حکم پر آئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب جامعہ ملیہ میں کسی صاحب سے ملنے چلے گئے ہیں اور مجھے یہاں چھوڑ گئے ہیں۔

سوال :آپ اپنا خاندانی تعارف کرایئے؟

جواب : میں مغربی یوپی کے ایک بڑے قصبہ میں ایک تاجر لالہ خاندان میں ۳ر ستمبر ۱۹۸۴ء کو پیدا ہوئی، میرا خاندانی نام سیما گپتا تھا، ابتدائی تعلیم قصبہ کے محلّہ کے ایک اسکول میں ہوئی، پرائمری کے بعد گرلس انٹر کالج سے انٹر کیا، اس کے بعد بی کام کیا، پھر پرائیویٹ سوشیالوجی (سماجیات) سے ایم اے کیا، میرے دو بھائی اور ایک بہن ہیں، ایک بھائی بڑے ہیں اور دو بھائی بہن چھوٹے ہیں، ہمارے پتاجی (والد صاحب) کرانہ کی تھوک کی دوکان کرتے ہیں، بہت شریف بھلے آدمی ہیں، میری ماتا جی (والدہ) بھی بہت نیک اور بھلی عورت ہیں۔

سوال :اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتایئے؟

جواب : ہمارے قصبہ میں ہندو مسلمان دونوں رہتے ہیں، بڑی تعداد میں مسلمان ہمارے محلّہ سے ملے ہوئے محلّہ میں رہتے ہیں، جن سے ہمارے گھر کا بہت گہرا تعلق ہے، والد صاحب کا کرانہ کی دوکان کی وجہ سے سب سے لین دین بھی تھا ہماری دیوار سے ایک گھر چھوڑ کر ایک زمین دار خان صاحب رہتے تھے ان کے بچے ہمارے ساتھ پرائمری اسکول میں پڑھتے تھے، ہمارا اور ان کا ایک دوسرے کے گھر آنا جانا تھا، ان کی ایک لڑکی صبیحہ خان میرے ساتھ انٹر تک پڑھتی رہی، اس سے میری بہت دوستی تھی، ان کا گھرانہ بہت صاف ستھرا اور دینی گھرانہ ہے، صبیحہ کا ایک بڑا بھائی بہت شریف اور بہت خوب صورت تھا، وہ مجھے دیکھتا تو صبیحہ سے کہتا سیما تو بالکل ایسی لگتی ہے جیسے ہمارے گھر کی ہی فرد ہو، یوں وہ بہت شرمیلا نو جوان تھا، میں گھر میں ہوتی تو وہ شرم کی وجہ سے باہر

چلا جاتا، مجھے کچھ اس کے ساتھ عجیب سا لگاؤ ہو گیا تھا، میں کبھی صبیحہ سے کہتی کہ صبیحہ تمھارا بھائی تو لڑکیوں سے بھی شرمیلا ہے، صبیحہ کہتی، بہن اب تو زمانہ الٹا ہو گیا ہے، اب لڑکیاں کہاں شرماتی ہیں لڑکے ہی شرماتے ہیں، اس طرح کبھی کبھی زمانہ کی خرابیوں کی بات شروع ہو جاتی، ایک اخبار میں بے شرمی اور بے حیائی کی خبر، ایک باپ کے اپنی بیٹی کے ساتھ منھ کالا کرنے کی، ایک سگے ماموں کی بے شرمی کی خبر پڑھی تو ہم دیر تک زمانہ کے خراب ہونے کا ذکر کرتے رہے، میں نے کہا کہ کل یگ آ گیا ہے، اس کے ٹھیک کرنے کے لئے ہمارے دھارمک گرنتھ میں آیا ہے کہ کلکی اوتار آئیں گے اور وہ اس بگاڑ کو سدھاریں گے میں نے کہا پتا نہیں، ہمارے جیون (زندگی) میں کلکی اوتار آئیں گے یا نہیں، یا ہمارے مرنے کے بعد آئیں گے؟ صبیحہ نے کہا کہ سیما جن کلکی اوتار کی تم بات کر رہی ہو وہ تو آ کر چلے گئے، میں نے کہا تم کیسے کہتی ہو؟ وہ بولی میں تمھیں ایک کتاب دیتی ہوں، اس نے اپنی الماری سے ایک چھوٹی سی کتاب ''کلکی اوتار اور محمد صاحب'' نکالی اور مجھے دی، دیکھو یہ بہت بڑے اسکالر ہیں، پنڈت وید پرکاش اپادھیائے، جن کی یہ کتاب ہے، میں نے وہ کتاب لے لی، اسی دن میں نے صبیحہ سے ان کے بھائی کے ساتھ عجیب لگاؤ کا ذکر کیا اس نے بتایا کہ بھائی جان بھی تمھیں پسند کرتے ہیں، مگر شرم کی وجہ سے تمھارے سامنے نہیں آتے، میں نے کہا، کیا تمھارے بھائی جان شادی کے لئے ہندو ہو سکتے ہیں، اس نے کہا کہ ایک مسلمان کا ہندو ہونا تو ناممکن ہے، ہاں اسلام کو جانتا ہی نہ ہو تو دوسری بات ہے، اس لئے کہ اسلام ایسا حق اور سچا مذہب ہے کہ اگر آدمی اسے جاننے کے بعد اسلام چھوڑنا چاہے تو چھوڑ نہیں سکتا، دل سے اسلام کے حق

ہونے کا یقین نہیں نکل سکتا، اس نے کہا ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ دن نکل رہا ہے، اب اگر کوئی مجھ سے کہے دس لاکھ روپئے لے لو اور یہ کہو کہ رات ہو رہی ہے، یا پھر رائفل کی گولی سر پر لگا کر کہے کہ کہو رات ہو رہی ہے تو ہو سکتا کہ کسی بڑے لالچ اور کسی خوف سے زبان سے کہہ دوں کہ ہاں رات ہو رہی ہے، مگر میرا دل اور ضمیر یہ کہتا رہے گا کہ دن کو رات کیسے سمجھوں، جانوں اور یقین کروں، صبیحہ نے کہا: سیما اگر تم اسلام کو پڑھو گی اور سچائی جاننے کی کوشش کرو گی تو تم بھائی جان کو ہندو بنانے کے بجائے خود ضروری سمجھو گی کہ شادی تو ہو مگر مجھے مسلمان بن جانا چاہئے، میں نے کہا صبیحہ یہ بات تو ہے کہ مسلمان اپنے مذہب میں بہت کٹر ہوتے ہیں، دوسرے مذہب والے اتنے کٹر نہیں ہوتے، صبیحہ نے کہا کہ ہر آدمی جو سچ پر ہوتا ہے مضبوط ہوتا ہے اور جو خود ہی شک میں ہو وہ کیسے کسی بات پر جم سکتا ہے، بہت دیر تک ہم بات کرتے رہے، دن چھپنے کو ہو گیا، میں گھر آ گئی، صبیحہ کی باتوں کے بارے میں سوچتی رہی، رات کو سوتے وقت میں نے وہ کتاب اٹھائی اور پڑھی، چھوٹی سی کتاب تھی، پوری پڑھ ڈالی تو حیرت ہوئی کہ وہ کلکی اوتار تو حضرت محمد ﷺ ہیں، یہ کتاب دیوبند سے چھپی ہے، اس کے پیچھے کچھ اور کتابوں کے نام بھی لکھے تھے، نراشنس اور انتم رشی، اسلام ایک پریچے، مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ اسلام کیا ہے؟ آپ کی امانت آپ کی سیوا میں وغیرہ، میں نے اگلے روز صبیحہ سے کہا یہ کتابیں مجھے چاہئیں، اس نے کہا اس میں سے ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' تو ہمارے ماموں مولانا کے یہاں مل سکتی ہے، میں تمھیں لا کر دوں گی، میں نے ان سے کہا، بھول مت جانا، اس کو ماموں کے یہاں جانے کا موقع نہ لگا، میں تقاضا کرتی رہی، دس روز تک میں

کہتے کہتے بے چین سی ہوتی رہی، دس روز کے بعد ایک چھوٹی سی کتاب ’آپ کی امانت آپ کی سیوا میں‘ صبیحہ نے مجھے لاکر دی، اس کتاب کا نام ایک انسان کے لئے ایسا دل کو چھونے والا ہے کہ نام پڑھ کر ایک عجیب طلب پیدا ہو جاتی ہے، کہ ہماری کیا امانت ہے معلوم تو کریں ’’دوشبد‘‘ اس میں مولانا وصی صاحب نے لکھے ہیں، میرا خیال ہے کہ ’دوشبد‘ کی دو تین لائن پڑھنے کے بعد کوئی آدمی اس کتاب کو پڑھے بغیر نہیں رہ سکتا اور بالکل مسلمانوں اور اسلام کے بارے میں دل میں دشمنی اور نفرت رکھنے والا انسان بھی ان دوشبدوں کو پڑھنے کے بعد اس کتاب کو غیر کی بات سمجھ کر نہیں پڑھ سکتا ہے، اس کا دل و دماغ اس کتاب کے لکھنے والے کو اپنا سچا دوست سمجھ کر ہی اس کو پڑھے گا، میں اس کتاب کو لے کر گھر آئی اور بس کتاب پوری پڑھی، میں نے اپنی چھوٹی بہن اور ماں سے کہا کہ میں آپ کو بہت اچھی چیز پڑھ کر سناؤں گی، ان کو بٹھا لیا اور پڑھنا شروع کیا، وہ سنتی رہیں اور بولیں یہ کس کی کتاب ہے، میں نے کہا مظفر نگر کے ایک مولانا جی کی لکھی کتاب ہے، میری ماں نے کہا ان سے تو ضرور ملنا چاہئے اس کتاب کے پیچھے ٹائٹل پیج پر بھی کچھ کتابوں کے نام لکھے تھے، اسلام ایک پریچے، مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ اسلام کیا ہے؟ کتنی دور کتنے پاس؟ وہی ایک ایکتا کا آدھار، نراشنس اور انتم رشی، کلکی اوتار اور محمد صاحب، وید اور قرآن وغیرہ، میری ماں نے کہا بیٹی یہ ساری پستکیں (کتابیں) منگا لے۔

سچی بات یہ ہے مُنّی بہن! آپ کی امانت نے میری اندر کی دنیا کو بدل دیا، میں بس یہ سوچتی تھی کہ اس سماج میں میں مسلمان ہو کر کس طرح رہوں، اگر گھر چھوڑ کر جاؤں تو میں لڑکی ذات کہاں جاؤں گی، کون مجھے رکھے گا، میرے

جانے کے بعد میرے گھر والوں پر کیسی مشکل آئے گی، میرے بھائی بہنوں کا کیا ہوگا، میرے ماں باپ ایسے بھلے اور سجن لوگ کیسے جئیں گے، بس ایک عجیب خیالات کا طوفان میرے دل و دماغ پر تھا، اسلام کو اور جاننے کی خواہش پیدا ہو گئی، میں نے اپنی ایک دوسری سہیلی فاطمہ کو پانچ سو روپئے دیئے اور ان کتابوں کو منگانے کے لئے کہا، ایک ہفتہ کے بعد اس نے صرف ’مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ لاکر دی اور باقی پیسے واپس دے دیئے کہ اور کتابیں ملی نہیں، میں نے مرنے کے بعد کیا ہوگا کتاب کو پڑھا جنت دوزخ کا ایسا حال اور گناہوں کی سزاؤں کا ایسا ذکر اس کتاب میں ہے کہ بے حس سے بے حس آدمی بھی خوف کھا جائے، اس کتاب کو پڑھنے کے بعد جنت دوزخ میری آنکھوں کے سامنے بالکل آنکھوں دیکھی چیز بن گئی، رات کو سونے لیٹتی تو ہر وقت میری آنکھوں کے سامنے قبر کا، حشر کا اور جنت دوزخ کا منظر چلتا رہتا تھا، دو بار میں نے خواب میں جنت دیکھی اور دوزخ تو نہ جانے کتنی بار دکھائی دی، اب میں نے اپنی ماں سے مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کی انھوں نے کہا کہ دین سے دنیا سنبھالنی مشکل ہوتی ہے، آج کل کے سماج میں دھرم بدلنا آسان نہیں ہے، بس اندر سے سچ کو سچ سمجھو یہ بھی کافی ہے، وہ مالک دلوں کے بھید کو جانتا ہے، میں نے صبیحہ سے کہا کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو تمھارے بھائی مجھ سے شادی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس نے کہا کہ وہ کئی بار مجھ سے کہہ چکے ہیں کہ اگر سیما مسلمان ہو جائے تو امی ابو اس سے میری شادی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ میں ان سے بات کروں گی، اب وہ نوکری کے لئے ملک سے باہر چلے گئے ہیں، ان کا فون آئے گا تو میں بات کروں گی، صبیحہ کے بھائی کا فون آیا تو اس نے ان سے بات

کی، مجھے بتایا کہ بھائی جان کہہ رہے ہیں کہ اگر میں امی ابو کو راضی کرلوں اور ساری قانونی کاروائی کرلوں اور سیما کے گھر والے بھی راضی ہوں اور وہ سچے دل سے مسلمان ہوجائے تو میں شادی کرکے بہت خوشی محسوس کروں گا، مگر میں کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتا، اس دوران میں نے کسی طرح قرآن شریف کا ہندی ترجمہ حاصل کرلیا، اس کو پڑھنا شروع کیا، ساتھ ساتھ میں اپنی ماں کو سناتی تھی، مجھے بعض ایسے خواب دکھائی دیئے جن کے بعد مسلمان ہونے کی بے چینی بہت زیادہ بڑھ گئی، راتوں کو دیر تک مجھے نیند نہیں آتی تھی، میں منہ ہاتھ دھوکر قرآن پڑھنے لگتی، بات یہاں تک بڑھی کہ میں نے گھر چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا، اس سلسلہ میں مجھے کسی نے بتایا کہ پھلت ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' کے لیکھک (لکھنے والے) مولانا صاحب کے یہاں تمھارے لئے یہ کام آسان ہے، میں نے ایک پندرہ سال کے مسلمان لڑکے کو تیار کیا جو بہت دین دار تھا اور اس کے ساتھ پھلت پہنچی، مولانا صاحب سفر پر گئے ہوئے تھے، وہاں پر کچھ لوگوں نے مجھ سے اسلام قبول کرنے کی غرض معلوم کی، میں نے کہا صرف اسلام قبول کرنا اور حق کو ماننا، مجھے کلمہ پڑھوایا گیا اور میرٹھ بھجوا کر ایک وکیل صاحب سے سرٹیفکٹ بنوادیا گیا، ایک مولانا کے گھر میں رہی، ان کی بہنوں نے مجھے بہت محبت سے رکھا، ایک ہفتہ کے بعد مولانا صاحب آئے۔

سوال: آپ کی گھر میں تلاش نہیں ہوئی؟

جواب: میری گھر میں تلاش ہی نہیں ہوئی، میرا آنا میرے پورے علاقہ میں قیامت بن گیا، جب ڈھونڈ ھ پڑی اور خاندان والے اکٹھا ہوئے تو میری چھوٹی بہن نے بتادیا کہ وہ صبیحہ کے بھائی سے شادی کرنا چاہتی تھی، حالانکہ اب

ایسا کچھ نہیں تھا، اب صرف مجھے اسلام قبول کرنا تھا، اس پر پورے علاقہ کے ہندو سماج میں ایک طوفان کھڑا ہوگیا، صبیحہ کے گھر والوں کی مصیبت آگئی، انھوں نے لاکھ کہا کہ ہمارا لڑکا ابھی ملک کے باہر ہے، مگر لوگ کہتے رہے کہ آپ نے ہی اس لڑکی کو غائب کیا ہے، اخباروں میں خبروں پر خبریں چھپتی رہیں، کئی بار بالکل آمنے سامنے فساد ہونے کو ہوا کچھ سمجھ دار لوگوں نے معاملہ کو ٹھنڈا کیا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: مولانا صاحب ایک ہفتہ کے بعد پھلت آئے، تو انھیں لوگوں نے میرے بارے میں بتایا، مولانا صاحب نے کہا کہ وہاں کے لوگوں کے میرے پاس فون آئے، میں نے کہا ہمارے یہاں اس طرح کی کوئی لڑکی نہیں آئی ہے، پورے علاقہ میں فساد ہونے کو ہے، بہر حال مجھے بلایا اور مجھ سے کہا کہ وہاں تو یہ مشہور ہے کہ تم کسی لڑکے سے شادی کرنا چاہتی ہو، مجھ سے کہا کہ تم سچ سچ بتاؤ، میں نے کہا کہ پہلے میں واقعی ایسا ہی چاہتی تھی، مگر اب صرف اسلام پڑھ کر میں مسلمان ہوئی ہوں، میں کچھ روز اسلام پڑھنا چاہتی ہوں اگر اس لڑکے سے بعد میں شادی ہوجائے تو اچھا ہے، ورنہ آپ جس سے چاہیں میری شادی کردیں، مولانا صاحب نے مجھے دہلی بھیج دیا، وہاں کے کچھ وکیلوں سے بات ہوئی تو انھوں نے کہا کوئی لڑکا ان سے شادی کو تیار ہوجائے تو سب سے بہتر قانونی آسانی اس میں ہے، مولانا صاحب نے کہا آگرہ میں ایک ڈاکٹر ہیں، انھوں نے مجھ سے کسی نومسلم سے شادی کے لئے کہا ہے، وجے واڑہ کے رہنے والے ہیں، اگر تم کہو تو میں تمھیں ان کے یہاں بھیج دوں، مجھے تکلف ہوا، میں رونے لگی، تو مولانا صاحب سمجھے کہ میں اسی لڑکے سے شادی کرنا چاہتی

ہوں، ہمارے علاقہ میں بات اور بگڑ گئی تو مولانا نے مجھ سے کہا اس وقت بہتر یہ
ہے کہ تم اپنے گھر چلی جاؤ اور پنے گھر والوں پر کام کرو، میں نے کہا وہاں جا کر
میں بالکل بے بس ہو جاؤں گی، آپ مجھے اس کفر و شرک میں نہ بھیجیں، آپ
وہاں میری کیسے مدد کر سکتے ہیں، مولانا نے کہا بہن آپ چلی جاؤ، میں اللہ کے
بھروسے پر تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمھارے والد اور والدہ کے ساتھ اللہ آپ کو
نکالیں گے، مجھے یقین نہیں آتا تھا، میں بہت روئی بار بار مجھے پانی پلایا گیا، مولانا
کے جو ساتھی مجھے دہلی لے گئے تھے انھوں نے مجھے بہت سمجھایا کہ حضرت کی
بات مان لو، اللہ تعالی تمھارے لئے ضرور راستہ نکالیں گے میں نے کہا آپ
میری شادی کسی مزدور سے، جھاڑو دینے والے کسی فقیر سے کر دیں مگر مجھے وہاں
نہ بھیجیں، انھوں نے کہا کہ اب حضرت نے کہا ہے اس کے خلاف ہم تمھاری کوئی
مدد نہیں کر سکتے، میں مجبوراً روتے ہوئے گھر جانے پر راضی ہوگئی، بس میں مجھے
ٹکٹ دلوا کر بٹھا دیا گیا مغرب کے بعد میں اپنے گھر پہنچی اور میں نے سب
خاندان والوں کے سامنے اپنی ماں سے کہا: کیا میں آپ سے دس روز کے لئے
کہہ کر نہیں گئی تھی کہ میں تیرتھ پر جا رہی ہوں اور مجھے سپنے میں جانے کو کہا گیا
تھا، آپ نے گھر والوں کو کیوں نہیں بتایا؟ آج دس دن میں میں آ گئی کہ
نہیں؟ صبیحہ کے گھر والوں اور بہت سے لوگوں کو پولیس نے اٹھا رکھا تھا، کسی
طرح چھوڑا گیا، میرے خاندان والے جمع ہوئے اور مجھ پر برسنے لگے، میں
نے سوچا، خدیجہ تو حق پر ہے، حق والوں کو ڈرنا نہیں چاہئے، میں نے کہا کہ میں
نے اسلام قبول کر لیا ہے اور میرا نام سیما نہیں خدیجہ ہے اور اسلام سے مجھے کوئی
نہیں ہٹا سکتا، میری پھوپھو اور ایک تائے نے مجھے بہت مارا اور نہ جانے کیسی

بری بری گالیاں دیں، ہمیں معلوم ہے تو مسلمان ہونے کا ڈھونگ بھر کر اس سے
منھ کالا کرنے گئی تھی اور ایسی بری بری سنائیں کہ بیان کرنا مشکل ہے، میری ماں
اور باپ البتہ بالکل نرم تھے، میری ماں تو اندر سے اسلام کی سچائی کو مان چکی تھی،
مجھے قریب کے بڑے شہر میں میرے تایا کے یہاں پہنچا دیا گیا، میں وہاں نماز
پڑھنے کی کوشش کرتی تو گھر والے میرے ساتھ بہت زیادتی کرتے، ایک رات
میں بارہ بجے، عشا کی نماز پڑھنے لگی میرے تائے کے لڑکے نے میری کمر پر
سجدہ میں ایک بہت بھاری چکی جو پرانے زمانے کی وہاں تھی وہ رکھ دی میرا دم
نکلنے کو ہو گیا، مجھے صحابہ کے حالات یاد آئے میں نے کچھ کھانے سے انکار
کر دیا، مجھے ان کے یہاں ناپاکی کی وجہ سے بھی کھانے کو دل نہیں چاہتا تھا
اور مجھے یہ بھی ڈر تھا کہ یہ مجھے زہر دے دیں گے میرے تایا نے میرے ماں
باپ کو بلوایا اور پھر میری بوا (پھوپھی) کے یہاں مجھے بجھوا دیا گیا، میں نے کہا
میں کسی کے گھر کا کھانا نہیں کھاؤں گی، اس میں زہر کا خطرہ ہے، بازار کا کھانا
کھاؤں گی جو ماں لا کر دیں گی، میری بوا کے یہاں میری اتنی احتیاط کے باوجود
بھی مجھے تین مرتبہ زہر دینے کی کوشش کی گئی، مگر جس کو اللہ رکھے اسے کون
چکھے، ایک بار بلی نے کھیر گرا دی، ایک بار مجھے پہلے خواب دکھائی دے گیا اور
ایک دفعہ میری بوا کے پوتے نے وہ کھا لیا، پندرہ دن تک اسے اسپتال میں رہنا
پڑا، جان تو بچ گئی مگر گردے خراب ہو گئے۔

سوال: وہاں سے پھر اللہ نے کس طرح نکالا؟

جواب: اللہ نے حضرت کے وعدہ کی لاج رکھ لی، حضرت بتاتے ہیں کہ
تمھیں میں نے فسادات اور حالات خراب ہونے کے ڈر سے بھیج تو دیا مگر جیسے

ہی تم چلی تو میرے کان میں غیب سے کسی نے قرآن کی یہ آیت پڑھی جس میں اللہ نے ان عورتوں کو جو ایمان قبول کر کے ہجرت کے لئے آئیں یہ یقین ہونے کے بعد کہ وہ اس میں سچی ہیں کافروں کے پاس لوٹانے سے منع کیا گیا ہے۔

سوال: ہاں ہاں ابی بار بار بہت افسوس کے ساتھ کہہ رہے تھے کہ قرآن حکیم کی میں نے خلاف ورزی کی ہے، پہلے سے خیال نہیں آیا، سب لوگ دعا کرو اللہ مجھے معاف فرمائے۔

جواب: آپ کو معلوم ہے وہ آیت؟

سوال: ہاں بار بار ابی اسے پڑھتے تھے:

يَـا اَيُّهَـا الَّـذِيْـنَ آمَـنُـوْا اِذَا جَـآءَ كُـمُ الْـمُـؤْمِنٰتُ مُهٰجِـرٰتٍ فَـامْتَحِنُوْهُنَّ ط اَللّٰهُ اَعْـلَـمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ج فَـاِنْ عَـلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ط

(الممتحنة: ١٠)

اس کا ترجمہ یہ ہے: اے ایمان والو! جب تمہارے پاس ایمان والی عورتیں وطن چھوڑ کر آئیں تو ان کو جانچ لو، اللہ خوب جانتا ہے ان کے ایمان کو، پھر اگر تم ان کو ایمان پر جانو، تم ان کو کافروں کی طرف مت پھیرو۔

جواب: حضرت بتاتے ہیں کہ اس آیت شریفہ نے مجھے جھنجھوڑ دیا میں بار بار صلاۃ التوبہ پڑھتا اور اللہ کے حضور دعا کرتا میرے اللہ! آپ کو اگر دعوت محبوب ہے اور آپ نے اس کم ظرف بندے کو اپنے کام سے جوڑا ہے تو میری غلطیوں اور گناہوں کو کون معاف کرے گا، میرے اللہ! میں بہت بڑا مجرم

Page 208

ہوں، مجھ سے انجانے میں قرآن حکیم کی خلاف ورزی ہوگئی، میرے اللہ! میری بچی کیسی بلکتی ہوئی واپس گئی، میرے اللہ میں نے آپ کے بھروسے اس سے وعدہ کرلیا ہے آپ اپنے گندے بندے کی وعدہ کی لاج رکھ لیجئے، میرے اللہ میرے بگاڑ کو آپ کے علاوہ کون سنوار سکتا ہے، مولانا صاحب نے مجھے بتایا کم از کم پندرہ دن تک ہر دعا میں بس تمھارے لئے دعا کرتا تھا اور تمھارے واپس آنے کے شکر میں روزوں صدقوں اور نفلوں کی نذر مانتا تھا، اللہ نے حضرت کی دعا اور وعدہ کی لاج رکھی، چھ مہینے مجھ پر ایک سے ایک سخت گزرا، اس دوران ان چھ مہینوں کی داستان میں سناؤں تو ایک لمبی کتاب ہو جائے گی، میں نے ایک ڈائری بھی لکھی ہے، میری ماں میرے ساتھ روتی رہتی، چھ مہینہ کے بعد میری ماں نے میرے باپ کو راضی کرلیا کہ ایک نومسلم لالہ خاندان کے ڈاکٹر صاحب جو وجے واڑہ کے ہیں سے، میری شادی کردیں، مالا ڈال کر شادی ہو جائے گی بعد میں وہ نکاح کرلیں گے۔

سوال: وہ آپ کی ماں کو کیسے ملے؟

جواب: اصل میں میری ماں کی ایک پرانی سہیلی تھی، جن کو ہم حقیقی موسی (خالہ) کی طرح جانتے تھے وہ بھی میرے ساتھ مسلمان ہوگئی تھیں مگر انھوں نے اسلام ظاہر نہیں کیا تھا وہ تیاگی خاندان سے تھیں، وہ میرے ساتھ ہونے والے ظلم سے واقف تھیں، ہمارے یہاں ایک تبلیغی جماعت آئی وہ پانی پر دم کروانے کے بہانے اس جماعت سے ملیں اور میری داستان سنائی، اس جماعت میں وہ ڈاکٹر صاحب جو سات مہینے پہلے مسلمان ہوئے تھے، حضرت کے ایک ساتھی کی کوشش سے، کسی طرح اپنی نوکری سے چھٹی لے کر گھر والوں سے ٹریننگ کے بہانے جماعت میں آئے تھے، امیر صاحب نے کہا کہ ان کے ڈاڑھی بھی نہیں آئی ہے اگر ان سے شادی ہو جائے تو اچھا ہے یہ بھی لالہ ہیں، یہ

اپنے گھر والوں کو تیار کرلیں گے، اس پر بات طئے ہوگئی، ڈاکٹر صاحب نے جماعت میں پندرہ دن چلّے کے چھوڑ کر مجھے وہاں سے نکالنے کے لئے امیر صاحب کے مشورہ سے گھر کا سفر کیا اور گھر والوں سے مجھ سے شادی کرنے کا خیال ظاہر کیا، میرے پتاجی نے خاندان والوں کو یہ کہہ کر کہ دور چلی جائے گی تو مسلمانوں سے دور ہو جائے گی راضی کر کے میری شادی کر دی، ۱۱ر لوگ میری سسرال سے آئے، ڈاکٹر صاحب مجھے لے کر ہنی مون منانے کے بہانے یہاں دہلی اور شملہ وغیرہ لے کر آئے ہیں، مولانا صاحب سے فون پر ان کا رابطہ تھا، مجھے لے کر یہاں آئے اور مجھے ان کے ساتھ دیکھ کر بس مت پوچھئے کہ مولانا صاحب کا کیا حال ہوا، بار بار خوشی سے روتے تھے، کہتے تھے میرے اللہ آپ کیسے کریم ہیں، اپنے کتنے گناہ گار بندے کے ساتھ آپ کا کیا معاملہ ہے، قرآن کے حکم کی صریح خلاف ورزی کر کے ایک مومنہ کو کفار میں لوٹا دینے والے مجرم کے وعدہ کی آپ نے کیسی لاج رکھی، مولانا صاحب نے بتایا کہ ۲۵ر روزے میں نے نذر مانے ہیں، دوسو نفلیں اور تین ہزار صدقہ تمھارے واپس آنے کے لئے، مولانا صاحب نے بڑی حیرت اور خوشی سے بتایا کہ جن آندھرا کے ڈاکٹر صاحب کے پاس تمھیں بھیج کر شادی کرنے کو کہتا تھا وہ ڈاکٹر شارق یہی ہیں، جس کے ساتھ میرے اللہ نے تمھاری شادی کر کے میرے گھر بھیج دیا
۔

سوال: عجیب بات ہے؟

جواب: اللہ تعالی اپنے دین کی دعوت کا کام کرنے والے کی، سچی بات یہ ہے کہ بڑی ناز برداری کرتے ہیں۔

سوال: آپ کی وہ چھ مہینے کی تکلیفیں جھیلنے کی کہانی والی ڈائری آپ کے پاس ہے؟

جواب: ابھی نہیں لائی، میں اس کا زیراکس کرا کے آپ کو بھیجوں

گی، حضرت صاحب نے کہا ہے کہ وہ ہم چھپوائیں گے، مولانا صاحب نے کہا کہ وہ قسط وار ارمغان میں چھپوانے کے لائق ہے

سوال: اب آپ کے شوہر اپنے گھر والوں کے ساتھ میں رہتے ہیں؟

جواب: نہیں! وہ ابھی وہاں مہاراشٹر ناگپور میں ایک سرکاری اسپتال میں عارضی ملازمت پر ہیں، دہلی میں انھوں نے اپلائی کیا تھا، الحمدللہ انٹرویو بھی ہوگیا اور انھوں نے ایم ڈی کے لئے کوالیفائی کرلیا ہے، اب ہم بہت جلدی دہلی آجائیں گے ہم دونوں ہی بس ساتھ رہتے ہیں۔

سوال: آپ کے ماں باپ کا کیا ہوا؟

جواب: میں نے ان کو پرسوں دہلی بلایا تھا، ہمایوں کے مقبرے کے پارک میں ملاقات ہوئی وہ اب اپنا قصبہ چھوڑ کر ہمارے ساتھ رہنے کا پروگرام بنا رہے ہیں، الحمدللہ دونوں مسلمان ہوگئے ہیں۔

سوال: بہت بہت شکریہ خدیجہ بہن! واقعی ایمان تو آپ کا ہے، ہم لوگ خاندانی مسلمانوں کو ایمان و اسلام کی کیا قدر ہوسکتی ہے، آپ ہمارے لئے دعا کیجئے، کچھ حصہ اس ایمان کا ہمیں بھی نصیب ہوجائے؟

جواب: نہیں آپ کے گھر کے جوتوں کے صدقے میں مجھے ایمان ملا ہے، آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں، آپ کے گھر کے لئے میری سات پشتیں دعا کریں تو کم ہے۔

سوال: یہ آپ کی بڑائی کی بات ہے، بہرحال بہت بہت شکریہ،
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ میں انشاء اللہ جلد ہی دہلی آجاؤں گی پھر اطمینان سے باتیں کریں گے اور بھی مزے کی باتیں سناؤں گی۔
ڈاکٹر صاحب آگئے ہیں، باہر کھڑے ہیں، اچھا میں چلتی ہوں۔

مستفاداز ماہ نامہ ارمغان، اپریل ۲۰۰۹ء

جناب محمد شاہد (رام دھن) سے ایک ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد شاہد : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: شاہد صاحب، آپ کی تشریف آوری ہوئی، بہت خوشی ہوئی، ابی نے بتایا کہ آپ جماعت سے وقت لگا کر آرہے ہیں، آپ سے ارمغان کے لئے ایک انٹرویو لوں، مگر آپ جماعت سے سیدھے گھر چلے گئے، مجھے بہت افسوس ہوا۔ اللہ نے آج ملاقات کروادی۔

جواب: اصل میں، میں جماعت میں مالیر کوٹلہ وقت لگا رہا تھا، آخری دن میں نے فون کیا تو معلوم ہوا کہ بچہ سخت بیمار ہے، اسپتال میں ہے، میں نے مولانا صاحب (مولانا محمد کلیم صدیقی) سے فون پر بات کی، انھوں نے کہا آپ فوراً چلے جائیں بعد میں کسی وقت ملاقات ہو جائے گی۔ اب اللہ کا شکر ہے کہ گھر خیریت ہے، میں کمپنی کے کام نکال کر دہلی آیا ہوں اور دل میں تڑپ تھی مولانا صاحب سے ملنے کی، الحمد للہ ملاقات ہوگئی۔

سوال: آپ اجازت دیں تو میں اپنی بات شروع کروں؟

جواب: ضرور، میرے لائق جو خدمت ہے، میں حاضر ہوں۔

سوال: پہلے آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

جواب: میں الہ آباد کے دویدی برہمن خاندان میں ۴؍نومبر ۱۹۵۷ء کو پیدا ہوا۔ میرا نام رام دھن میرے والد صاحب نے رکھا تھا، پتا جی ایک اسکول کے

ہیڈ ماسٹر تھے، میری دو بہنیں اور ایک بھائی ہے۔ میں ان میں سب سے بڑا ہوں۔ یوں تو میں سب سے چھوٹا ہوں، پیدائش کے لحاظ سے سب سے پہلے پیدا ہوا ہوں، ہائی اسکول میں نے اپنے والد صاحب کے اسکول میں کیا اس کے بعد سائنس سے انٹر کیا، انٹر میں میری ڈویزن نہ بن سکی، جس کی وجہ سے مجھے لائن بدلنی پڑی اور پھر بی کام کیا، بی کام کے بعد میں نے ایک فیکٹری میں ملازمت کرلی، بعد میں پونا میں ایک کمپنی میں ملازم ہو گیا، اس کے بعد ایک کے بعد ایک چار کمپنیوں میں اچھے کام کی تلاش میں جاتا رہا اور اب ایک کمپنی میں پروڈکشن منیجر ہوں، میری شادی بنارس کے ایک برہمن خاندان میں ہوئی۔ میری بیوی انٹر میڈیٹ پاس ہے، میں نے جان بوجھ کر گھریلو زندگی کے سکون کے لئے گھریلو خاتون سے شادی کی ہے، میرے تین بچے ہیں، بڑا بیٹا جس کا پہلا نام للت کمار تھا، اب الحمد للہ محمد جاوید ہے، بیٹیاں جن کے پہلے نام کملا اور گیتا تھے اب الحمد للہ عائشہ اور فاطمہ ہیں، میری بیوی کا نام اب الحمد للہ خدیجہ ہے۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے سلسلہ میں ذرا تفصیل سے بتایئے؟

جواب: اب سے پانچ سال پہلے جون ۲۰۰۳ء میں بچوں کی چھٹیوں میں گھر والوں نے گھومنے کا پروگرام بنایا، پونا سے چند دن گھوم کر دہلی اور پھر شملہ کا پروگرام تھا، اگست کرانتی میں ممبئی سے دہلی کا ٹکٹ تھا، جس کیبن میں ہم لوگ تھے میرے تین بچے اور ہم دونوں اور چھٹے آپ کے والد مولانا محمد کلیم صدیقی تھے، ان کو دیکھا تو ہمیں اچھا لگا کہ ایک دھارمک آدمی کی سنگتی ہمارے بچوں کو ملے گی۔ تفریح کے ساتھ کچھ نہ کچھ سیکھنے کو مل جائے گا۔ تفریح کا سفر تھا، میرے

اللہ کا کرم ہے کہ میرے گھر میں بچوں میں پہلے سے بھی بہت پریم محبت ہے اور سفر میں تو اور بھی بے تکلفی ہوتی ہے اور مقصد تفریح تھا اس لئے بچے اور بھی مستی کر رہے تھے، رات ہونے لگی تو میں نے بچوں کو دھمکایا، انکل بھی ساتھ ہیں تم لوگ مستی کر رہے ہو، مگر مولانا صاحب نے کہا، یہ بچے ہیں، معصوم بچے خوش ہو رہے ہیں آپ ان کو کیوں روکتے ہیں؟ مجھے اچھا لگ رہا ہے، رات کے دس بجے میں نے مولانا صاحب نے کہا آپ سونا چاہیں تو برتھ کھول لیں، انھوں نے کہا بہت اچھا، برتھ کھول لی گئی، مولانا صاحب چادر وغیرہ بچھانے لگے تو میری بیوی نے بچیوں کو دھمکایا، تم لوگوں کو شرم نہیں آتی، دو بیٹیوں کے ہوتے ہوئے، انکل خود بستر بچھا رہے ہیں، بچیاں دوڑیں اور بولیں انکل لایئے ہم بستر کر دیتے ہیں، مولانا صاحب نے ان کو بہت منع کیا مگر انھوں نے زبردستی لے کر بستر بچھا دیا اوپر والی برتھ پر مولانا کا بستر ہو گیا، میری بیوی جو بہت خدمت گزار عورت ہے انھوں نے مولانا صاحب کے جوتے اٹھا کر حفاظت سے اندر رکھ دیئے اور مولانا صاحب کو بتا بھی دیا کہ جوتے سامنے برتھ کے نیچے رکھ دیئے ہیں، کبھی رات کو آپ اتریں اور تلاش کریں اور پریشان ہوں۔ مولانا صاحب نے کہا آپ نے بہت شرمندہ کیا، یہ سچی بات ہے، احمد بھائی انسانیت کے سچے ہمدرد ایک داعی کی ذرا سی خدمت نے کہ میری بچیوں نے مولانا صاحب کا بستر بچھا دیا تھا اور میری بیوی نے جوتے اٹھا کر رکھ دیئے تھے، ہماری قسمت بدل دی اور زندگی بھر کفر و شرک میں بھٹکتے ہم نکموں پر ہدایت کی بارش کا ذریعہ بن گئی بلکہ میرے بچوں اور میری بیوی کی خدمت ابھی تک ہمارے آدھے خاندان کے لئے ہدایت کا ذریعہ بن چکی ہے۔

سوال: اس کی ذرا تفصیل بتایئے؟

جواب: احمد بھائی، مولانا صاحب نے ہمیں بعد میں بتایا کہ بچیوں کے بستر بچھانے اور میری بیوی کے جوتا اٹھا کر رکھنے سے ان کا دل بھر آیا اور رات کو دیر تک وہ ہمارے لئے ہدایت کی دعا کرتے رہے، صبح سویرے تہجد کے لئے اٹھے اور مولانا صاحب کہتے ہیں کہ وہ ہمارے اور ہماری نسلوں کے لئے ہدایت کی دعا کرتے رہے، مولانا صاحب بتاتے ہیں کہ میں نے اللہ سے فریاد کی کہ میرے مولیٰ! نفرت کے اس ماحول میں ان بچیوں اور ان کی ماں نے آپ کے اس حقیر اور تہی داماں بندے کے ساتھ بھلائی کی ہے مولائے کریم یہ گندہ اس کا بدلہ نہیں دے سکتا، بس آپ ان کی نسلوں کے لئے ہدایت کے فیصلے فرما دیجیے، مولانا صاحب کہتے ہیں میں نے دعا کی اور ارادہ کیا کہ ہم لوگوں سے دعوت کے سلسلہ میں بات کریں گے، صبح آٹھ بجے تک بچے سوتے رہے اور سو کر اٹھے تو ناشتہ وغیرہ میں لگ گئے۔ اور پھر کھیلنے لگ گئے، مستی کرنے لگے مولانا صاحب کہتے ہیں مجھ پر حد درجہ بے چینی تھی کہ کس طرح میں انھیں اسلام کی دعوت دوں؟ مگر جیسے زبان پر کسی نے تالہ لگا دیا ہو، بار بار مولانا صاحب کچھ کہنے کو ہوتے مگر کہہ نہ پاتے۔ ۱۱ر بجے ٹرین تھوڑی سی دیر سے نظام الدین اسٹیشن پہنچی، مولانا صاحب بتاتے ہیں جیسے جیسے وقت گزرتا گیا بے چینی بڑھتی گئی اور خیال تھا کہ اگر میں نے ان کو دعوت نہ دی تو پھر کون ان سے مسلمان ہونے کو کہے گا؟ مگر زبان کھل نہیں پا رہی تھی، گاڑی سے ہم سب اترے میں نے مولانا صاحب کا بیگ زبردستی اٹھا لیا کہ ایک سجن کی خدمت میں میں بھی شامل ہو جاؤں بہت ہمت کر کے مولانا نے اپنے بریف

کیس سے ایک کتاب 'آپ کی امانت' نکالی، مولانا صاحب کہتے ہیں، میں نے اپنے کو بہت ملامت کی اور ہمت کر کے بچوں کو اکھٹا کیا اور ہماری موجودگی میں بچوں سے کہا، تمھاری محبت اور آپس کی ہنسی سے دل بہت خوش ہوا، تم کتنے اچھے لگ رہے تھے بس تمھارے انکل کی ایک درخواست ہے اس کو یاد رکھنا، وہ یہ ہے کہ شادی کے بعد بھی تم لوگ اسی محبت سے رہنا، صرف دو پیسوں اور بچوں اور اپنے شوہروں کے چکر میں اس مقدس رشتہ کو مت خراب کرنا، سب بچوں نے مولانا کے پاؤں چھوئے مولانا نے منع کیا اور آخر میں مولانا نے آپ کی امانت آپ کی سیوا میں مجھے یہ کہتے ہوئے دی، یہ میرا پتہ ہے، میرے پاس ویزیٹنگ کارڈ اس وقت نہیں ہے۔ میں اپنے گھر والوں سے بار بار کہتا رہا کہ کس دیوتا کے ساتھ مالک نے ہمیں سفر کرایا کہ ہمارے بچوں سے کیسی ہمدردی اور محبت کی بات کہہ گئے اور میں بار بار بچوں کو یاد دلاتا رہا کہ دیکھو انکل کی بات یاد رکھنا، وہ کوئی دیوتا آدمی تھے۔

دو تین دن دہلی میں رہے، اس کے بعد ہم لوگ شملہ گئے۔ راستہ میں ہماری چندی گڑھ کے سفر میں ایک آدمی سے ملاقات ہوئی وہ ٹرین میں مانگ رہا تھا، اس نے اپنی زندگی کی دکھ بھری کہانی بیٹھ کر سنائی کہ میرا دل بھر آیا، ہم لوگ شملہ پہنچے، راستہ کی باتیں ہو رہی تھیں تو مولانا صاحب کی بات بھی آئی میں نے پھر بچوں کو یاد دلایا انکل کی نصیحت یاد رکھنا۔ کملا نے کہا پتا جی وہ کتاب بھی تو انکل نے دی تھی وہ کہاں گئی، میں نے کتاب نکالی اور ایک بیٹھک میں پڑھ ڈالی، میں نے اس کتاب کو دوبارہ سب بچوں کو سنایا مولانا صاحب کی نظام الدین اسٹیشن کی باتوں سے میرے اور میرے بچوں کے دل

میں یہ بات بالکل بس گئی تھی کہ وہ ہمارے ہمدرد اور بے لوث ہمدرد ہیں، ہم سبھی نے اس کتاب کو اپنے ہمدرد اور خیر خواہ کی بات سمجھ کر پڑھا اور سنا، احمد بھائی آپ جانتے ہیں آپ کی امانت تو ایک پھندہ ہے۔اگر کسی انسان کے سینہ میں پتھر نہیں ہے دل ہے تو پھر وہ دل اس کتاب کا ہو ہی جاتا ہے،شملہ سے واپس ہوئے کیونکہ اس کتاب میں اس کو دوسروں تک پہنچانے کی ذمہ داری بھی سونپی ہے اس لئے چندی گڑھ سے میں نے اس کتاب کی بیس زیراکس کاپیاں بنوائیں،اب یہ سفر ہماری زندگی کا انقلابی سفر تھا یوں تو ہمارے والد صاحب ایک سیکولر انسان تھے اس لئے عام لوگوں کی طرح مسلمانوں سے نفرت ہمارے گھرانے میں نہیں تھی،مگر اسلام اور مسلمان ہمارے لئے غیر تھے،مگر اب ایسا نہیں تھا،ٹرین میں میں نے مسافروں کو وہ کاپیاں دیں اور سارے راستہ بچوں میں اسی کتاب کا ذکر ہوتا رہا شاید اس کتاب کی اکثر باتیں ہمارے بچوں کو بھی زبانی یاد ہو گئیں،پونا آیا تو مجھے اسلام کو مزید جاننے کا شوق پیدا ہوا،کسی نے مجھے پروفیسر انیس چشتی صاحب سے ملنے کا مشورہ دیا میں ان سے ملا بھی،مگر نہ جانے کیوں وہ کچھ مسائل میں گھرے تھے وہ مجھے خاطر خواہ وقت نہیں دے سکے۔ایک جگہ سے ''اسلام کیا ہے؟'' کتاب میں نے حاصل کی،اس کو پڑھا اس کے بعد قرآن مجید کا ہندی انواد یعنی ترجمہ پڑھا،مہینوں کے سوچ وچار کے بعد ایک بار پھر آپ کی امانت ہم نے پڑھی اور مسلمان ہونے کا فیصلہ کیا،مسلمان ہونے کے لئے میں بہت سے پڑھے لکھے مسلمانوں سے ملا،مگر کوئی اس بات کے لئے تیار نہیں ہوا،مسجدوں میں اماموں کے پاس بھی گیا،میرے بیٹے نے مجھے مشورہ دیا کہ میں پھلت میں مولانا

صاحب کو خط لکھوں مولانا صاحب کا خط ہمیں عید کے چار روز پہلے ملا جس میں لکھا تھا:

(یہ خط ہمیشہ میرے جیب میں رہتا ہے،نکالتے ہوئے)

پر یہ دویدی صاحب!السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے اپنے بچوں کے ساتھ ایک دن کے سفر میں مجھے اپنا کرلیا،آپ اور بچے مجھے بہت یاد آتے ہیں،آپ پڑھے لکھے ہو کر مسلمان ہو نے کے لئے کیوں ادھر ادھر پھر رہے ہیں۔اسلام ایک سچائی ہے بس آپ نے آپ کی امانت کتاب پڑھ کر سچے دل سے کلمہ پڑھ لیا تو مسلمان ہو گئے۔اسلام رسم ورواج کا دھرم نہیں ہے،ہاں اپنے اطمینان کے لئے آپ پھلت آئیں تو آپ کا سواگت (استقبال) ہے،کاش آپ کا خط پہلے مل جاتا تو عید آپ ساتھ کر سکتے،اگر بھابی اور بچے بھی آجائیں تو ہمارے گھر والوں کی بھی عید ہوجائے،جب آپ آئیں خوشی ہوگی۔والسلام

آپ کا اپنا
کلیم

میں نے تتکال میں رزرویشن بنوایا راجدھانی سے دہلی پہنچے اور پھر ڈھائی بجے عید کے دن،پھلت پہنچے،مولانا صاحب خوشی سے چمٹ گئے اور دیر تک گلے لگایا بچوں کو پیار کیا اور ہماری تسلی کے لئے کلمہ پڑھوایا،میرا نام شاہد رکھا،میری بیوی کا خدیجہ بڑی بچی کا آمنہ چھوٹی کا فاطمہ اور بچے کا نام محمد جاوید رکھا۔سچی بات تو یہ ہے کہ عید تو ہماری ہوئی اور ہر عید کو ہم خوشی مناتے ہیں کہ عید کا دن تو ہمارے لئے ہے کہ بغیر روزوں کے عید کی خوشی ہمیں نصیب ہوئی مولانا صاحب نے بتایا کہ اس سفر میں مجھے اپنی ذات سے بہت مایوسی ہوئی

میں اللہ کے سامنے بہت فریاد کرتا رہا کہ الٰہی میری نااہلی کا یہ حال ہے کہ اتنا چاہنے کے بعد ایسے پیارے لوگوں کو دین کی ایک بات نہ کہہ سکا، بعد میں مجھے خوشی بھی ہوئی کہ اللہ تعالی اپنے دین کی دعوت دینے والوں کی حفاظت فرماتے ہیں اور اس کی اپنی ذات سے نگاہ ہٹا کر اپنی ذات عالی سے ہونے کا یقین بناتے ہیں۔ اس لئے زبان کو تالہ لگا دیا۔

مولانا صاحب بتا رہے تھے، میں نے بہت دعا کی، یا اللہ کوئی بات تو ایسی کہلا دیجئے کہ یہ مجھے اپنا ہمدرد سمجھ کر آپ کی امانت پڑھ لیں، اللہ نے ایک بات ذہن میں ڈال دی اور سچی بات یہ ہے کہ آپ کی امانت ہم لوگوں نے اس محبت بھرے جملے کے سایہ میں پڑھی اس لئے اور بھی اس کے ہو رہے۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: دو روز ہم پھلت میں رہے، وہاں دو سال پہلے مشرف باسلام ہونے والے بھائی عبد الرحمٰن نے ہمیں بتایا کہ ہمیں گھر کی یاد آتی ہے لوگ بھی دھتکارتے ہیں، دل دکھتا ہے اور بہت ٹوٹ جاتے ہیں، بس مولانا سفر سے آتے ہیں مصافحہ ملاتے ہیں کبھی گلے لگاتے ہیں، ایک آدھ مذاق کی بات کی، بس ایسا لگتا ہے کہ مرجھایا دل ہرا ہو گیا۔ میں نے دو روز پھلت گزار کر ان کی بات کی سچائی دیکھی، مولانا نے ٹیکسی کر کے ہمیں دہلی تک اپنے خرچ سے بھیجا اور گھر والوں کے لئے ہدایت کی دعا کرنے اور ماں باپ اور رشتہ داروں پر کام کرنے کی تاکید کی۔ بلکہ ہم پانچوں سے وعدہ لے کر رخصت کیا۔

سوال: آپ نے گھر والوں پر کام کیا ؟

جواب: میرے اللہ نے میرے وعدہ کی لاج رکھ لی، میری ایک بہن اور بھائی

اپنے بچوں کے ساتھ مسلمان ہو گئے میرے والد اور والدہ دونوں مسلمان ہو گئے، والد صاحب کا انتقال ہو گیا، الحمدللہ الہ آباد میں ان کو دفن کیا گیا، میرے دو دوست بھی مسلمان ہو گئے اس سے زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ مولانا نے بتایا، واپسی میں ہمارے ساتھ سفر کرنے والے ان لوگوں میں جن کو میں نے آپ کی امانت دی تھی دو ایک اندور کے تاجر اور ایک دہلی کے انجینئر مشرف بہ اسلام ہو گئے ہیں ان میں سے ہر ایک کے قبول اسلام کی کہانی بہت دلچسپ ہے اور اللہ کی شان ہادی کا کرشمہ ہے اور ہم گندوں پر اللہ کی رحمت کی کرشمہ سازی ہے۔ میں آپ کو ضرور بتاتا مگر ٹرین کا ٹائم ہو رہا ہے انشاء اللہ اور کسی ملاقات میں تفصیلات سناؤں گا۔ وہ واقعات بہت دلچسپ ہیں۔ الحمدللہ ہم لوگ گذشتہ سال بچوں اور والد صاحب کے ساتھ حج کو گئے تھے۔ میرے اللہ کا کرم ہے کہ اللہ نے ہم گندوں کو اپنا گھر دکھا دیا۔

سوال: بہت بہت شکریہ شاہد صاحب، قارئین ارمغان کو آپ کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: سچی بات یہ ہے کہ انسانیت آج پیاسی ہے، بس ضروری بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو انسانیت کی خیر خواہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے، بس یہ ثابت کریں کہ وہ لوگوں کے بے لوث ہمدرد ہیں اور جو چاہیں لوگوں سے منوالیں۔ خصوصاً ہندستان کے ہندوؤں کی تو گھٹی میں یہ بات پڑی ہے کہ اس کو یہ یقین ہو جائے کہ یہ میرا ہمدرد ہے، بس اس کے غلام بن جاتے ہیں۔ میرے لئے دعا بھی کریں اور سارے انسانوں کیلئے دعا کریں۔ اللہ تعالی ہمارے سب ہندو بھائیوں کو میری طرح عید نصیب کرے۔

سوال : آمین ثم آمین۔ السلام علیکم

جواب : وعلیکم السلام احمد بھائی مولانا صاحب سے میرا ایک بار پھر بہت بہت سلام کہہ دینا۔

سوال :ضرور انشاء اللہ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، اکتوبر ۲۰۰۷ء

شمیم بھائی (شیام سندر) سے ایک ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شمیم بھائی : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال :شمیم بھائی آپ جماعت میں سے کب آئے؟

جواب :میں جماعت میں سے ۲۲ راپریل کو واپس آگیا تھا۔

سوال :آپ کا یہ چلہ کہاں لگا تھا؟

جواب : میرا یہ چلہ میوات میں لگا، بجنور کی جماعت تھی مفتی عباس صاحب امیر تھے، الحمدللہ اس چلے میں میرا پہلے چلے سے بہت اچھا وقت گزرا۔

سوال : اچھا ماشاءاللہ، آپ کا یہ دوسرا چلہ تھا؟

جواب : ہاں احمد بھائی، پہلا چلہ تو میرا جب مولانا صاحب حج سے آئے تھے اس کے فوراً بعد لگا تھا، حج سے آنے کے چار روز بعد میں نے کلمہ پڑھا تھا اور تین دن بعد میرے کاغذات بنوا کر نظام الدین سے مجھے جماعت میں بھیج دیا گیا تھا، وہ چلہ میرا سیتا پور میں لگا تھا، مگر وہ جماعت ذرا میری جیسی تھی، میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ اچھی نہیں تھی امیر بھی نئے تھے اور ساتھیوں میں بھی روز لڑائی ہوتی رہی، چار ساتھی درمیان میں واپس آگئے میں تو یہ کہوں گا کہ میری نحوست تھی کہ اللہ کی راہ میں بھی مجھے میرے جیسے حال والوں سے سابقہ پڑا۔

سوال : اچھا شمیم بھائی، آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

جواب :میں مظفر نگر ضلع کے سکھیڑہ گاؤں کے پاس ایک گاؤں کے گوجر زمیندار

پریوار میں پیدا ہوا، ۱۹؍اپریل ۱۹۸۴ء میری جنم تتھی (تاریخ پیدائش) ہے، میرے پتا جی نے نام شیام سندر رکھا، میرا خاندان پڑھا لکھا خاندان ہے، میرے چچا سرکاری افسر ہیں، میرے والد بھی ماسٹر تھے اور ستر بیگھہ زمین بھی تھی، میرے بڑے بھائی فوج میں ہیں، ایک بہن ہے ان کی شادی سرکاری اسکول کے ٹیچر سے ہوئی ہے، میں نے ہائی اسکول سے پڑھائی چھوڑ دی اور فلم دیکھنا، سگریٹ پینا، گٹکہ کھانا اور آوارہ لڑکوں کے ساتھ رہنا میرا کام تھا، میرے پتا جی نے مجھے پڑھنے پر زور دیا تو میں گھر سے بھاگ گیا، میری سنگتی اچھی نہیں رہی اور پھر مجھے گولیاں کھانے کی عادت ہوگئی، کافی دنوں کے بعد میں کسی طرح گھر آیا، مگر میرا تعلق غلط لوگوں سے تھا، خرچ گھر والے دیتے نہیں تھے، میں نے خرچ بڑھا رکھا تھا مجبوراً گھر سے چوری کرتا، کبھی کچھ نکال کر بیچ آتا کبھی کچھ گھر والوں نے احتیاط کی تو پھر باہر سے چوری کرنے لگا، بات بگڑتی گئی اور میں لوٹ مار کرنیوالے لڑکوں کی گینگ میں جا ملا اور میرے اللہ کی رحمت پر قربان کہ یہ گینگ ہی میری نیا پار لگائی گئی۔

سوال: اصل میں گینگ میں رہنا تو نیا کو ڈبوتا ہی ہے، بس اللہ کی رحمت نے آپ کو پھول سمجھ کر اس گندی گینگ کی کیچڑ سے آغوش رحمت میں اٹھالیا۔

جواب: ہاں آپ سچ کہتے ہیں۔ اصل میں میرا خاندان اور پورا پریوار بڑے سجن لوگوں کا پریوار ہے میرے گھر والوں کے زیادہ تر مسلمانوں سے تعلقات رہے ہیں میرا بچپن بھی اسی ماحول میں گزرا، میں بدقسمتی سے اس ماحول سے دور ہوتا رہا مگر مجھے اس غلط ماحول سے سوبھاؤ (فطرت) کے لحاظ سے میل محسوس نہ ہوا۔

سوال: اپنے اسلام قبول کرنے کے بارے میں ذرا بتائیے؟

جواب: احمد بھائی پچھلے سال دکھیڑی جلسہ سے واپس آتے ہوئے رات کو منصور

پور سے پہلے آپ کے اور ہم سب کے ابی مولانا کلیم صاحب کی گاڑی پر بدمعاشوں نے گولی چلا دی تھی، ہمارے ڈرائیور سلیم میاں کے دو گولیاں لگی تھیں، ایک ہاتھ میں اندر گھس گئی تھی دوسری گولی بالکل دل کے سامنے سینہ پر لگی تھی، کرتا بری طرح پھٹ گیا، ۳۱۵ کی گولی، مگر کلائی سے (اللہ کی رحمت سے) بس جیسے چھوکر واپس آگئی، گولی کا نشان دیکھ کر آدمی خود حیرت کرے گا کہ اللہ کی شان تھی، اللہ تعالیٰ اپنے سچے بندوں کو ساتھی بھی ایسے دیتے ہیں کہ گولی لگنے کے باوجود سلیم نے گاڑی کو دو تین کلومیٹر الٹا بیک گیر میں دوڑایا اور موقع لگا کر موڑا اور دس کلومیٹر دور جا کر بتایا کہ مجھے گولی لگ گئی ہے اور حوصلہ نہیں کھویا، ورنہ ہمارے ساتھی تو یہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے ایسا نشانہ بنا کر گولی سامنے سے ماری تھی کہ ہم کو یقین تھا کہ ڈرائیور تو مر گیا ہوگا، کوئی دوسرا برابر والا گاڑی بھگا رہا ہے۔

وہ جو گولی چلانے والے لوگ تھے سب میرے ساتھی تھے، مگر میرے اللہ کا کرم تھا میں دو ہفتہ سے بیمار ہوگیا تھا اور مجھے پیلیا ہوگیا تھا، میں مظفر نگر اسپتال میں بھرتی تھا، یہ خبر پورے علاقہ میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی، ہم آٹھ لوگوں کا گینگ تھا، صرف میں ایک ہندو تھا اور سب سات لوگ مسلمان تھے اتفاق سے میرے علاوہ ساتوں اس روز اس واقعہ میں موجود تھے، کھتولی کوتوالی نے سی آئی ڈی انچارج کو بلایا اور دونوں نے قسم کھائی کہ ایسے سجن، بھلے اور مہان آدمی کی گاڑی پر ہمارے چھیتر (علاقہ) میں یہ حملہ ہوا ہے ہمارے لئے ڈوب مرنے کی بات ہے، قسم کھا کر عہد کیا جب تک مجرموں کو پکڑ نہ لیں گے اس وقت تک کھانا نہیں کھائیں گے، بھلا ایسے لوگوں پر گولی چلانے والے کب بچ سکتے تھے، تیسرے روز ان میں سے تین پکڑے گئے اور پٹائی پر سب نے بتا دیا، باقی چار بھی ایک ہفتہ میں گرفتار

ہوگئے، بہت سے کیس لوٹ مار چوری ڈاکے کے کھلے اور تھانہ انچارج نے ایسے کیس بنائے کہ ضمانت تو سالوں تک ممکن ہی نہیں تھی نہ ہوئی۔

ایک ہفتہ کے بعد میری طبیعت کچھ ٹھیک ہوئی، دوبار خون بھی چڑھا تو میری چھٹی ہوئی، دو ہفتے تک گھر پر ہی رہا، ساتھیوں کے پکڑے جانے کی خبر مجھے مل گئی تھی، میرا خون سوکھتا تھا کہ سختی میں میرا نام نہ لے لیا ہو، مگر دو مہینے تک جب ہمارے گھر پولیس نہ آئی تو کچھ اطمینان ہوا کچھ طبیعت بھی ٹھیک ہوگئی تو میں کسی طرح موقع لگا کر جیل میں ملائی کرنے گیا، جیل میں ساتھیوں نے سارا معاملہ بتایا اور مجھے بدھائی دی کہ تو بیمار ہوگیا ورنہ تو بھی ہمارے ساتھ جیل میں ہوتا، مظفر نگر جیل میں ان کی ملاقات کچھ قیدیوں سے ہوئی جو مولانا صاحب کے ان ساتھیوں کی کوشش سے جن کو دشمنی میں لوگوں نے جھوٹ ایک قتل کے کیس میں پھنسا دیا تھا مسلمان ہوگئے تھے، ان قیدیوں سے ملنے مولانا کلیم کئی بار جیل آئے، جیل والوں سے مولانا صاحب اور ان کے گھر والوں اور ان کی والدہ کے بارے میں کہانیاں سی سناتے رہتے تھے، ان کے گھر کا یہ حال ہے کہ اپنے چوروں کو خود چھڑا کر لاتے ہیں، معاف کرتے ہیں ان کے گھر راشن پہنچاتے ہیں، کوکڑا گاؤں کے میرے ایک ساتھی نے جو ہمارا سردرد تھا مجھ سے کہا تو پھلت جانا اور مولانا صاحب سے ہماری پریشانی بتانا اور خوب رونا، منھ بنا کر خوب پریشانیاں بتانا، میں نے کہا تمہیں شرم نہیں آتی، بھلا ان کے یہاں جانے کا کس طرح منھ ہوسکتا ہے، مگر وہ زور دیتا رہا تو جا کر دیکھنا وہ تجھے کچھ نہیں کہیں گے، ان سے کہنا سب ساتھی دل سے معافی مانگ رہے ہیں اور سبھی عہد کر رہے ہیں کہ اب اچھی زندگی گزاریں گے اور آپ کے مرید بھی بن جائیں گے، میری ہمت نہ ہوئی، ہفتے دو ہفتے کے بعد وہ مجھے زور

دیتے رہے۔

بار بار کہنے پر مجھے بھی ان کے حال پر ترس آگیا اور میں پتہ لینے کے بعد پھلت پہنچا، سردی کا زمانہ تھا راستہ میں بارش ہوگئی اور میں بھیگ گیا، مولانا صاحب ظہر کی نماز کے لئے جارہے تھے نماز کا وقت قریب تھا، مجھے دیکھا معلوم کیا کہاں سے آئے ہو؟ میں نے اپنے گاؤں کا نام بتایا، مولانا صاحب گھر میں گئے اور میرے لئے ایک شرٹ پینٹ لے کر آئے اور بولے سردی سخت ہورہی ہے آپ اندر جا کر کپڑے بدل لیجئے، میرا نام پوچھا میں نے نام بتایا شیام سندر، تو انھوں نے رضائی میں بیٹھ جانے کو کہا اور اندر سے بچے کو ایک کپ چائے لانے کو کہا، نماز کے لئے جاتے وقت ہنستے ہوئے بولے، آپ تو اس علاقے کے مہمان ہیں جہاں ہماری اچھی مہمانی ہوئی تھی، ہمارے ڈرائیور کے گولی لگی تھی، میں یہ سن کر سہم گیا، میرے چہرے کے اترنے سے مولانا صاحب بولے آپ کیوں شرماتے ہیں، کوئی آپ نے گولی نہیں چلائی تھی، آپ تو ہمارے مہمان ہیں، مولانا صاحب نماز پڑھنے چلے گئے۔

نماز پڑھ کر واپس آئے تو میں نے الگ بات کرنے کے لئے کہا، برابر کے چھوٹے کمرے میں مجھے لے گئے میں نے اپنا تعارف کرایا اور اپنے ساتھیوں کا حال اور ان کے گھر کا حال خوب بناوٹی رونا بنا کر سنایا اور مولانا صاحب سے کہا آپ چاہیں تو ان کی ضمانت ہوسکتی ہے، مولانا صاحب نے کہا نہ ہم نے ان کو گرفتار کیا ہے اور ہم ان کو مجرم کم اور بیمار زیادہ سمجھتے ہیں، ایسے سچے اور اچھے دین کو ماننے والے، ایسے رحمت بھرے رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھنے والے، ایسی بے دھڑک لوگوں کی جانیں لیں گے تو پھر دنیا کا کیا ہوگا؟ ان کا علاج یہ ہے کہ ان سے

کہوں یا عمر قید میں رہو یا تین چلے کے لئے جماعت چلے جاؤ، اگر وہ سچے دل سے اپنی غلطی پر شرمندہ ہیں تو وہ جیل سے سیدھے تین چلے کے لئے ساتوں جماعت میں چلے جائیں، ہم خود گواہی دینے کے بجائے ان کی ضمانت کو تیار ہیں۔

مولانا صاحب نے مجھ سے کہا، آپ پہلے کھانا کھالیں میں ابھی آتا ہوں، ایک صاحب اندر سے کھانا لے آئے، تھوڑی دیر میں مولانا آئے اور مجھ سے کہا اپنے ساتھیوں کی جیل کی تو تم فکر کرتے ہو تمہیں بھی ایک جیل میں مرنے کے بعد جانا پڑسکتا ہے، وہ جیل ہمیشہ کی ہے جس سے ضمانت بھی نہیں ہے وہ نرک کی جیل ہے، جس میں ایسی سزائیں ہیں جن کا تصور بھی یہ دنیا کی پولیس والے نہیں کرسکتے، اس جیل سے بچنے کے لئے یہ کتاب پڑھو یہ کہہ کر ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' مجھے دی پھر وہ ایک ساتھی کو میرے پاس بھیج کر چلے گئے ان سے بات کرو، وہ مجھے مسلمان ہونے کے لئے کہتے رہے اور بولے تم بڑے خوش قسمت ہو کہ مالک نے آپ کو اسی بہانے ہمارے حضرت کے یہاں بھیج دیا، مالک کی مہر ہوتی ہے تو اللہ اس در کا پتہ دیتے ہیں، میں نے ان سے اس کتاب کو پڑھنے کا وعدہ کیا اور اس لحاظ سے خوش خوش گھر لوٹا کہ چار مہینے جماعت میں جانا تو بہت آسان ہے، میں نے اگلے روز جیل جا کر ساتھیوں کو خوش خبری سنائی انھوں نے پوری بات سنی اور بہت روئے ایسے آدمی کے ساتھ ہم نے بڑا ظلم کیا اور پھر ان نومسلم قیدیوں کے ساتھ رہنے لگے نماز پڑھنی شروع کردی، روزانہ تعلیم میں بیٹھنے لگے اور تین قیدی ان کے کہنے سے مسلمان بھی ہوئے۔

میں نے دوسرے روز وہ کتاب پڑھی، ایک اجنبی آدمی کے ساتھ مولانا صاحب کے برتاؤ نے میرے اندرون کو مولانا کا کردیا اور مجھے اندر میں ایسا لگ

رہا تھا کہ میں مولانا کا غلام ہوگیا ہوں، اس کتاب نے مجھے اور بھی جذباتی بنادیا، میں تین دن کے بعد پھلت گیا مولانا نہیں ملے، بہت مایوس واپس لوٹا دوسری بار گیا، تیسری بار گیا تو معلوم ہوا کہ وہ آئے تھے اور آج ہی حج کے سفر پر چلے جائے گے اور ایک مہینے بعد آئیں گے۔

ایک ایک دن کر کے دن گنتا رہا، میں بیان نہیں کرسکتا احمد بھیا، میں نے ایک مہینہ سالوں کی قید کی طرح گزارا، اللہ کا کرم ہوا میں نے پھلت فون کیا معلوم ہوا کہ مولانا صاحب آ گئے ہیں اور کل تک رہیں گے، ۱۶؍جنوری کو صبح کے دس بجے میں نے مولانا صاحب کے پاس جا کر کلمہ پڑھا میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ میرے پتاجی مجھے مارتے اور ڈانٹتے تو کہا کرتے تھے کہ نالائق ہمارے بڑے تو یہ کہا کرتے تھے، کہ انسان وہ ہے کہ اس کے دشمن بھی اس سے فائدہ اٹھائیں، تو نے اپنے ہی گھر کو نرک بنادیا ہے، میں یہ سن کر کہتا ایسے لوگ کسی دوسرے لوک میں ہوں گے، لیکن آپ کے قاتلوں کے ساتھ رہنا میرے لئے ایمان لانے کا ذریعہ بن گیا، مولانا صاحب نے کہا میں نے کیا بلکہ وہ مالک جس نے پیدا کیا اس کو آپ پر رحم آ گیا، آپ رحمت کی قدر کریں، میرا نام مولانا صاحب نے شمیم احمد رکھا۔

سوال : پھر اس کے بعد آپ جماعت میں چلے گئے؟

جواب : دوسرے روز میرے کاغذات میرٹھ بھجوا کر بنوائے اور مجھے ساتھ لے کر مولانا صاحب دلی گئے اور ایک مولانا کے ساتھ مجھے مرکز بھیج دیا، سیتاپور چلہ لگا، کچھ نماز وغیرہ تو میں نے سیکھ لی واپس آ کر میں نے کارگزاری سنائی مولانا صاحب نے کہا چالیس دن میں اگر آپ کلمہ بھی اچھی طرح یاد کر کے آ گئے تو کافی ہے، آپ کو نماز بھی خاصی آ گئی ہے، دوبارہ جا کر اور اچھی طرح یاد کر لینا، کچھ روز میں مظفرنگر

ایک مدرسہ میں رہا پھر جماعت میں دوبارہ گیا، الحمدللہ اس بار میں نے ایک پارہ بھی پڑھ لیا اور اردو بھی پڑھنا سیکھ لی، گھر والوں اور ساتھیوں کے لئے دعا بھی کی، واپس جا کر جیل گیا اور ساتھیوں سے جماعت اور مسلمان ہونے کی کارگزاری سنائی، وہ بہت خوش ہوئے، اب انشاء اللہ جلدی ان کی ضمانت ہونے والی ہے، دو لوگوں کی ضمانت تو کسی طرح ہوگئی مگر میں نے ان کو بھی تیار کیا ہے وہ ساتوں انشاء اللہ جلد چار مہینے کی جماعت میں جانے والے ہیں۔

سوال : جماعت سے واپس آ کر آپ گھر گئے؟ تو گھر والوں کو آپ نے کیا بتایا؟

جواب : میرے گھر والے یہ سمجھ رہے تھے کہ پھر گینگ میں چلا گیا ہوں، میرے گھر سے باہر جانے کے وہ عادی تھے ان کے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں تھی، ٹوپی اوڑھ کر کرتا پاجامہ پہن کر میں گھر پہنچا تو گھر والے حیرت میں پڑ گئے، شروع میں میرے پتاجی بہت ناراض ہوئے، پھر میں نے پھلت جانے کی اور وہاں کی ساری رپورٹ سنائی تو وہ خاموش ہو گئے، میں نے ایک دن بہت خوشامد سے ان سے وقت لیا کمرہ بند کر کے دو گھنٹے ان سے دعوت کی بات کی، پھر آپ کی امانت ان کو دی الحمدللہ، اللہ نے ان کے دل کو پھیر دیا اور وہ پھلت جا کر مسلمان ہو گئے، ہمارے گاؤں میں مسلمان نام کے برابر ہیں مولانا صاحب نے ان سے ابھی اظہار اور اعلان کرنے کے لئے منع کر دیا ہے، البتہ وہ گھر والوں کو سمجھانے میں لگ رہے ہیں۔ خدا کرے ہمارا سارا گھر جلد مشرف بہ اسلام ہو جائے۔

سوال : ماشاء اللہ بہت خوب، اللہ تعالیٰ مبارک کرے، آپ کوئی پیغام ارمغان کے واسطہ سے مسلمانوں کو دینا چاہیں گے؟

جواب : میں اپنی بات کیا کہوں میرا منھ کہاں میں کچھ کہہ سکوں، مگر میں ضرور کہوں گا جو مولانا صاحب کہتے ہیں، کہ مسلمان اپنے کو داعی اور ساری امت کو مدعو

سمجھنے لگے تو ساری دنیا رشک جنت بن جائے گی اور داعی طبیب اور مدعو مریض ہوتا ہے وہ آدمی نہیں جو اپنے مریض سے مایوس ہو اور وہ بھی طبیب نہیں جو مریض سے نفرت کرے، اس سے کراہت کرے، اسے دھکے دیدے، مسلمانوں نے اپنے مریضوں کو اپنا حریف، اپنا دشمن سمجھ لیا ہے، اس کی وجہ سے خود بھی پس رہے ہیں اور پوری انسانیت ایمان اور اسلام سے محروم ہو رہی ہے۔

سوال : ماشاء اللہ! بہت اچھا پیغام دیا، شمیم بھائی، بہت دنوں سے میں انٹرویو لے رہا ہوں مگر اتنی اہم بات آپ نے کہی، آپ کو یہ سمجھ مبارک ہو۔

جواب : احمد بھائی! بس یاد کر کے میں نے آپ کو سنا دیا ہے، سبق تو مولانا صاحب نے یاد کرایا ہے۔

سوال : بہت بہت شکریہ! السلام علیکم

جواب : آپ کا بھی شکریہ! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، جون ۲۰۰۷ء

محمد اسجد صاحب (ونود کمار) سے ایک ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد اسجد : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال :اسجد بھائی ماشاء اللہ آپ سے خوب ملاقات ہوگئی آپ کو اس حلیہ میں دیکھ کر میں بیان نہیں کرسکتا کہ مجھے کتنی خوشی ہوئی ہے؟

جواب : احمد بھائی جب آپ کو اتنی خوشی ہورہی ہے تو اندازہ لگائیے میں جب آئینہ دیکھتا ہوں تو مجھے کتنی خوشی ہوتی ہوگی۔ میں نے جماعت میں وقت لگایا تو بار بار رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنا تھا کہ ایک زمانہ وہ آئے گا کہ آدمی صبح کو مومن ہوگا شام کو کافر اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر یعنی ایک دن اور ایک رات ایمان کو بچانا مشکل ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے ایمان جانے کے زمانے میں میرے اللہ نے مجھ کمینے کو میری طلب کے بغیر ایمان سے نوازا میں کس طرح اپنے رب کا شکریہ ادا کرسکتا ہوں، اکثر آئینہ دیکھ کر مجھ پر یہ احساس چھا جاتا ہے پھر یہ خیال آتا ہے کے گھر سے مجھے یہ مایا ملی تو میں بے اختیار اپنے رب کے حضور الحاح وزاری سے ہاتھ اٹھاتا ہوں کہ اس خاندان کو قیامت تک کے لئے عالم کی ہدایت کے لئے قبول کرلیجئے، بلکہ ایک تقریر مولانا کلیم صاحب کی سننے کے بعد تو میں یہ دعا کرنے لگا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے خاندان کو صرف عالم کے لئے نہیں بلکہ عالمین کی ہدایت کے لئے قبول فرمالے۔

سوال :آپ جیسے نیک پاک صاف مسلمان کی دل سے دعا ہمارے لئے اور

Page 220

خاندان کے لئے سرمایہ ہے۔ اللہ آپ کی دعا کو بہت بہت قبول فرمائے۔ اسجد بھائی ارمغان کے لئے آپ سے کچھ بات کرنا ہے؟

جواب :احمد بھائی ضرور کیجئے۔

سوال : اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

جواب : میرا ملک نیپال ہے' کاٹھمانڈو' سے دس کلو میٹر دور ایک گاؤں ہے، ۲۱ مئی ۱۹۸۰ء کو پیدا ہوا ہوں برہمن خاندان سے میرا تعلق ہے۔ ونود کمار میرا بچپن کا نام تھا مگر پیار میں مجھے گڈو کہا جاتا تھا ابتدائی تعلیم ہائی اسکول تک نیپال میں حاصل کی، والد کا انتقال ہوگیا تو میرے ایک عزیز مجھے دہلی لے آئے میں نے بارہویں کا امتحان دیا تو میرے وہ عزیز بھی دہلی میں انتقال کرگئے اب میرے لئے آگے تعلیم مشکل تھی اس لئے میں نے جامعہ نگر اوکھلا کے علاقہ میں آپ کے گھر کے قریب دکان پر سیلس مین کی نوکری کرلی اور جامعہ میں بی کام میں بھی داخلہ لے لیا وہیں سے اللہ نے مجھ پر رحم کیا۔

سوال : ماشاء اللہ حیرت ہے کہ آپ کی پیدائش ہمارے ابی کی شادی کے دن ہوئی، ہمارے ابی کی شادی بھی ۲۱ مئی ۱۹۸۰ء کو ہوئی۔

جواب :واقعی عجیب بات ہے احمد اللہ نے میرے لئے ہدایت تقدیر میں لکھی تھی اس لئے ہدایت کا ذریعہ بھی میری پیدائش کے دن جوڑنا شروع کردیا نہ آپ کے والد کی شادی ہوتی نہ اسجد میاں پیدا ہوتے نہ اللہ میاں مجھے ہدایت دیتے۔ سبحان اللہ احمد بھائی آپ نے کیا عجیب بات بتائی۔

سوال : واقعی مجھے بھی بہت مزہ آیا آپ کی تاریخ پیدائش سن کر اچھا آپ اپنے قبول اسلام کا واقعہ سنائیے؟

جواب: آپ کے علم میں ہے کہ میں آپ کے گھر کے قریب ایک جنزل مر
چینٹ کے یہاں ملازمت کرتا تھا۔ آپ کے چھوٹے بھائی اسجد میاں میرے
سامنے پانچوں وقت بہت پابندی سے نماز پڑھنے جاتے تھے، چلتے چلتے وہ
دوسرے بچوں کو بھی نماز کو کہتے تھے، جب وہ نماز سے واپس آتے تو راستے میں
محلے کے نمازی ان کو چھیڑتے، کوئی کہتا حضرت اسجد ہمارے یہاں چائے پی لو،
کوئی کہتا ہمارے یہاں کھانا کھالو، وہ شرما کر بھاگ جاتے آپ کی بلڈنگ میں
ایک چوکی دار تھا وہ مسلمان تھا نماز نہیں پڑھتا تھا اسجد اس کو نماز پڑھنے کو کہتے ایک
روز میں نے بھی اس سے کہا کہ روزانہ تم اسجد سے وعدہ کرتے ہو مگر نماز پڑھنے نہیں
جاتے کچھ میں نے زور دیا کچھ اسجد میاں نے دوزخ سے ڈرایا وہ نماز کو چلا گیا اب
اس نے بھی نماز شروع کر دی، ہر نماز سے پہلے اسجد اس کو لینے پہنچ جاتے ایک روز
وہ ظہر کی نماز پڑھنے گیا تو اس کے چپل چوری ہو گئے اسجد میاں نے گھر سے پیسے
لا کر اس کو نئی چپلیں لا کر دیں اور بولے دیکھو تمہیں اللہ نے نماز کے بدلہ پرانے
چپلوں کے بدلہ نئی چپلیں دے دیں۔

سوال: امی نے مجھے بتایا کہ اس کی چپل چوری ہو گئی تو اسجد آ کر خوب روئے اور با
ربار فریاد کرتے تھے۔ امی اب وہ نماز نہیں پڑھے گا وہ یہ سمجھے گا کہ نماز پڑھنے سے تو
نقصان ہوتا ہے اگر آپ مجھے پیسے دے دیں اور اس کی نئی چپل آ جائیگی تو پھر وہ
ہمیشہ کا نمازی بن جائے گا اور ضد کر کے پیسے لے کر گیا اور اس کو نئی چپلیں
دلوائیں۔

سوال: ہاں تو آگے کیا ہوا؟

جواب: جب وہ نمازی بن گیا تو اب میری باری آئی اسجد میاں کو معلوم نہیں تھا کہ

میں ہندو ہوں میں ان کو پیار سے السلام علیکم بھی کرتا تھا تب مجھ سے بھی کہتے گڈو
بھائی آپ دکان پر بیٹھے رہتے ہیں اور اذان سنتے ہیں اور نماز کو نہیں جاتے۔ اذان
سن کر جو نماز کو نہ جائے مسجد اس کے لئے بد دعا کرتی ہے میں اسجد سے کہتا تم نماز کو
چلو میں ذرا دیر میں آؤنگا دو ہفتہ اس طرح گزر گئے وہ روزانہ عصر مغرب اور عشاء
تینوں وقت تقاضہ کرتے مگر میں ان کو بہکا دیتا اور انہیں ٹلا دیتا ایک روز عصر کی نماز
میں وہ آ کر مجھ سے لپٹ گئے، گڈو بھائی آج میں آپ کو نماز کے لئے لے جا کر
رہوں گا، میں نے اسجد سے کہا تم مجھے جانتے نہیں ہو میرا نام ونود کمار ہے اور میں
مسلمان نہیں ہوں بلکہ ہندو ہوں، وہ بولے پھر تو آپ کے لئے بہت مشکل ہے
گڈو بھائی، آپ تو بے نمازی سے بہت زیادہ خطرہ میں ہیں۔ میں نے کہا وہ کیسے؟
وہ بولے کہ بے نمازی تو دوزخ میں جل کر ایک دن جنت میں چلا جائے گا، مگر
ایمان کے بغیر تو ہمیشہ کی جہنم ہے۔ گڈو بھائی آپ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ۔
جماعت کا وقت ہو گیا میں نے کہا اسجد تمہاری جماعت نکل جائے گی، وہ بولے
جماعت میری نکل جائے گی اور اگر آپ کی جان نکل گئی اور ہندو مر گئے تو کتنا
نقصان ہوگا۔ میں نے کہا اچھا تم نماز پڑھ آؤ پھر بات کریں گے۔ وہ نماز پڑھنے
چلے گئے اور آ کر میری دکان کے سامنے کھڑے ہو گئے، گاہک آتے گئے مگر وہ لگے
رہے اور بار بار زور دیتے رہے کہ گڈو بھائی آپ کے یہاں سے ہم سودا لاتے ہیں
، آپ ہم سے بہت بات کرتے ہیں، میں کلمہ پڑھوائے بغیر ہرگز نہیں جاؤں گا۔
آپ کو مسلمان ہونا پڑے گا، میں کہتا رہا اسجد تم جاؤ پھر کسی دن بات کریں گے وہ
بولے کیا پتہ آج ہی آپ کی موت آ جائے یا میں مر جاؤں وہ جب زیادہ ضد کرنے
لگے تو مجھے خیال آیا کہ یہ ننھا سا بچہ، احمد بھائی اسجد کی عمر اب کتنی ہے؟ گیارہ سال

ہے۔یعنی جب ان کی عمر آٹھ سال تھی یا اس سے بھی کم، مجھے یہ خیال آیا کہ بچے کا دل رکھنے میں کیا حرج ہے کوئی کلمہ پڑھنے سے میں مسلمان تو ہونے سے رہا میں نے ان کو ٹالنے یا دل رکھنے کے لئے کہا کہ اچھا کلمہ پڑھاؤ، انہوں نے مجھے کلمہ پڑھایا میں نے ہنستے ہوئے کلمہ پڑھا وہ بولے اب گڈو بھائی آپ اپنا مسلمان نام رکھ لو میں نے کہا کہ نام بدلنا بھی ضروری ہے، اسجد نے کہا ابی کہتے ہیں نام بدلنا تو ضروری نہیں مگر اچھا ہے، جب تم نے کلمہ پڑھ لیا تو نام بھی بدل لو تو اچھا ہے، میں نے کہا اچھا بتاؤ میرا نام تم کیا رکھو گے؟ اسجد بولے تم اپنی پسند سے کوئی مسلمان نام رکھ لو میں نے کہا مجھے تو تمہارا نام پسند ہے۔ میں تو محمد اسجد نام رکھوں گا بولے کوئی حرج نہیں اسجد بھی اچھا نام ہے اس کے معنی ہیں زیادہ سجدے کرنے والا۔ بہت اچھا نام ہے، میں نے کہا پھر تمہیں اپنا نام بدلنا پڑے گا۔ بولے مجھے کیوں بدلنا پڑے گا، ایک نام کے بہت لوگ ہوتے ہیں مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا اسجد بولے اب تم مسلمان ہو گئے چلو نماز پڑھنے میں ٹلایا کہ میرے کپڑے گندے ہیں میں نئے کپڑے پہن کر آؤں گا اور نماز پڑھوں گا اسجد نماز پڑھنے چلے گئے نماز کے بعد گھر سے آپ کے ابی کی کتاب آپ کی امانت لے کر آئے اور بولے اسجد بھائی آپ اس کتاب کو غور سے پڑھئے تا کہ آپ کو معلوم ہو جائے اللہ نے مسلمان بنا کر آپ پر کیسا کرم کیا ہے دیکھئے آپ اس کو کئی بار پڑھنا میں نے کتاب اسجد سے لے لی اور دل میں یہ بھی خیال آیا کہ یہ عجیب بچہ ہے جونک کی طرح لپٹ گیا میرے اندر سے جیسے کسی نے کہا کہ یہ ننھا سا بچہ کچھ تو بات ہے جو ایسی ہمدردی اور تڑپ کے ساتھ اس کلمہ اور نماز کو کہہ رہا ہے۔ میں نے اسجد سے کہا کہ میں ضرور اس کتاب کو پڑھوں گا اسجد نے کہا پکا وعدہ ہے میں نے کہا پکا وعدہ ہے۔

دکان بند کر کے میں کمرے پر چلا گیا کھانا کھا کر سو گیا تھوڑی دیر بعد میں نے خواب دیکھا کہ ایک آگ کا الاؤ ہے اور اس سے آگ کے شعلے اٹھ رہے ہیں اور لوگ اس میں جل رہے ہیں کبھی اٹھتی ہے کبھی بیٹھ جاتی ہے آگ کی لپٹیں آسمان کو چھو رہی ہیں انتہائی خطرناک آگ کی لپٹوں کے ساتھ جلنے والے لوگ بھی چیختے چلاتے اوپر جاتے ہے۔ دور اسجد کھڑے کہہ رہے ہیں گڈو بھائی یہ دوزخ ہے جس سے اللہ نے آپ کو کلمہ پڑھوا کر بچا لیا میری آنکھ کھل گئی میں بیان نہیں کر سکتا۔ اس آگ کا مجھ پر ایسا خوف طاری ہوا میں نے کمرے میں سوتے ساتھیوں کی پرواہ کیے بغیر لائٹ جلائی اور آپ کی امانت کو پڑھا ایک بار پڑھا، دو بار پڑھا، تین بار پڑھا پھر میں نے دل ہی دل میں کہا اسجد میرے خیر خواہ اسجد تم نے بہت اچھا کیا مجھے ونود کمار سے اسجد بنا لیا اسجد تم نے مجھ سے اپنا وعدہ پورا کرا ہی لیا، اسجد تم بچے ہو یا اللہ نے تمہیں کچھ اور بنایا ہے۔ دل میں تقاضہ ہوا کہ میں نے عصر کے بعد کلمہ پڑھا ہے مجھے جو نمازیں مجھ پر فرض ہیں ضرور پڑھنی چاہئیں۔ اسجد نفیس سے بتاتے تھے کے ایک وقت کی نماز قضاء کرنے پر دو کروڑ اٹھاسی لاکھ برس جہنم میں جلنا پڑے گا۔ میں نے اپنے کمرے کے ساتھی فرید کو اٹھایا اور اس سے کہا شام چھ بجے کے بعد سے ایک مسلمان کتنی نمازیں پڑھتا ہے۔ اس نے کہا دو، میں نے کہا تم مجھے نماز پڑھوا دو میں پڑھتا جاؤں وہ بولا سو جاؤ میری نیند خراب نہ کرو مگر میں نے خوشامد کی اس کے پاؤں دبائے اس کو ترس آ گیا اور وہ اٹھا مجھے وضو کرایا اور مغرب اور عشاء کی نماز پڑھائی میں نے الٹے سیدھے رکوع سجدے کئے۔

اگلے روز صبح کو میں دکان پر گیا تو اسجد اسکول سے آئے میں نے دکان سے اٹھ کر ان سے کہا اسجد تم بستہ رکھ کر کھانا وغیرہ کھا کر جلدی آؤ مجھے کچھ ضروری

بات کرنی ہے۔ وہ جلدی نماز وغیرہ سے فارغ ہوکر دکان پر آئے میں نے کہا، کل
میں نے تمہیں بہکانے اور جان بچانے کے لئے کلمہ پڑھ لیا تھا اب میں نے آپ
کی امانت پڑھ لی ہے اور اسلام کو سمجھ لیا ہے اب تم مجھے سچ مچ میں کلمہ پڑھوا دو اور
مسلمان بنالو اسجد نے مجھے کلمہ پڑھوایا میں نے مسجد میں نماز پڑھنے جانا شروع
کر دیا میرے دکان مالک بے چارے عام مسلمان تاجر ہیں دو تین روز کے بعد
انہوں نے مجھے نماز سے آتے دیکھا تو بولے ابے گڈو تو مسجد کیوں گیا تھا میں نے
کہا یہ اسجد ضد کر رہا تھا۔ میں نے سوچا میں بھی نماز پڑھ کر دیکھوں وہ بولے دماغ
خراب ہوگیا ہے یہاں گاہک انتظار کر رہے ہیں۔ میرا دل بہت ٹوٹا کہ کیسا
جانوروں کی طرح ڈانٹ رہے ہیں آپ کی امانت میں میں نے پڑھا تھا کہ
مسلمان کو نماز کی پابندی ضروری ہے اور ایک نماز قضا کرنے کی سزا جو اسجد نے
بتائی تھی وہ میرے لئے ایسی اہم تھی کہ نماز نہ پڑھنا میرے لئے مشکل نہیں بلکہ ممکن
نہیں تھا۔ اذان کی آواز آتے ہی میں نے غلامی کا اقرار کیا ہے آقا آواز لگائے
بلائے اپنے دربار عالی میں اور یہ ادنیٰ غلام حاضر نہ ہو اس سے زیادہ اور کیا کم ظرفی
ہوسکتی ہے، مجھے خیال آیا کہ یہ دکان کے مالک ہیں، ہوا کریں یہ میرے مالک تو
نہیں مجھے دکان مالک کی نہیں اپنے مالک آقا کی بات ماننا ہے۔ میں غلام اور بندہ
دکان مالک کا نہیں سارے جہاں کے مالک کا اپنے مالک کا ہوں۔ میں نماز
پڑھنے جاتا رہا دو تین روز کے بعد ایک رات میں عشاء کی نماز پڑھ کر آیا تو دکان
مالک بہت برہم ہوئے بولے صبح کو جا کر مندر میں پوجا کو نہیں جاسکتا تو ہندو ہے
اپنے مذہب کو مان تو ناپاک مسجد کیوں جاتا ہے میرے دسیوں گاہک چلے گئے میں
نے کہا کے صاحب میں اب ہندو نہیں ہوں میں مسلمان ہوگیا ہوں وہ مجھے مکان

میں لے گئے اور اندر لے جا کر بہت گالیاں دیں اور مجھ پر دباؤ دیا کہ میں مسلمان
نہ بنوں اور بولے پورے علاقہ میں تو فساد کروائے گا میں نے کہا یہ علاقہ مسلمانوں
کا ہے اور میرا گھر نیپال ہے اور مجھے اپنے گھر والوں سے کوئی واسطہ بھی نہیں آپ
کیوں ڈرتے ہیں میں مسلمان ہوا ہوں خود رسک لوں گا، وہ بہت ناراض ہوئے
میرے بحث کرنے پر انہوں نے جوتا پاؤں سے نکالا اور بولے لے تجھے مسلمان
بناؤں بہت گالیاں دیں اور جوتوں سے بے تحاشہ مارا ماتھا چھل گیا خون نکلنے لگا
اس پر بس نہیں کیا انہوں نے کہا کہ میرے سامنے سے چلا جا میرا سامان کمرے
سے باہر نکال کر پھینک دیا فروری کی رات تھی رات کو بارش بھی ہوئی میری ساری
کتابیں بھیگ گئیں میں نے بھی کوئی سایہ تلاش نہیں کیا بس دل ہی دل میں فریاد
کرتا رہا میرے مالک میں آپ کا غلام آپ کی غلامی کے لئے مجھے چاہے جان بھی
دینی پڑے تو مجھے منظور ہے بس آپ میرے ایمان کو قبول کر لیجئے۔

سوال : اسجد بھائی ہمیں بالکل معلوم نہیں تھا کہ آپ کے ساتھ ایسا ظلم ہوا۔ پھر
کیا ہوا؟

جواب : اگلے روز میں نے سامان اٹھایا ایک شیڈ کے نیچے ڈال دیا ایک صاحب
کار لے کر کسی دوست کے یہاں ملنے گئے تھے۔ انہوں نے اس شیڈ کے قریب
گاڑی روکی مجھ سے بولے آپ یہاں کیوں پڑے ہیں میں نے کہا ایسے ہی وہ
بولے نہیں سچ سچ بتایئے مجھے شرم آئی ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی سے اپنا دکھ کہوں وہ
بولے دیکھو اللہ نے مجھے پیدا کیا آپ نے مجھ سے کہا تو نہیں گاڑی روکو اللہ نے مجھ
کو رکنے پر مجبور کیا اللہ نے میرے دل میں ڈالا اللہ ہی سب کام کرتے ہیں مگر اس
دنیا میں اسباب سے ہی اللہ کام کرواتے ہیں۔ ان کے بہت اصرار پر میں نے اپنا

حال بتایا انہوں نے میرا سامان اپنی گاڑی کی ڈگی میں رکھا اور بولے آج سے تم میرے بیٹے ہو میرے کوئی اولاد نہیں ہے میں نے کہا آپ مجھے اولاد بنا کر پابند بنائیں گے میں اب اللہ کے علاوہ کسی کی غلامی نہیں چاہتا بولے اب ایسا نہیں ہوگا میں بھی اللہ کا بندہ ہوں میں نے کہا ایک شرط پر آپ کے ساتھ جا سکتا ہوں کہ آپ نماز اور دین کے کسی کام سے مجھے نہیں روکیں گے۔ میری بات سن کر وہ رونے لگے اور بولے ایک مسلمان نے نا سمجھی کی ہے تو اللہ کی زمین پر کوئی مسلمان ہی نہیں ، میں ان کے ساتھ جعفر آباد چلا گیا وہ موتیوں کی تجارت کے الحمد للہ بڑے تاجر ہیں۔ میں نے بی کام مکمل کر لیا تھا چھٹیوں میں میں تین چلوں کے لئے جماعت میں بنگلور چلا گیا۔ ہمارے رہبر صاحب بنگلور کے ایک عالم تھے وہ مولانا کلیم صاحب کو جانتے تھے انہوں نے جماعت میں میری بہت خدمت کی وہ سب ساتھیوں کی بہت خدمت کرتے تھے اور وقت بھی بہت اصولوں کے ساتھ لگواتے ۔الحمد للہ میرا وقت بہت مبارک گزرا واپس آ کر میں نے ایم بی اے میں داخلہ لے لیا۔ ایم بی اے مکمل کر کے مجھے ایک امریکی کمپنی میں اسسٹنٹ منیجر کی ملازمت مل گئی الحمد للہ گڑ گاؤں میں میں سروس کرتا ہوں میں نے مشرقی دہلی میں ایک فلیٹ بھی خرید لیا ہے۔

سوال : ابی سے آپ کی ملاقات کب ہوئی؟

جواب : دکان پر ہم روز ملتے تھے وہ مجھے جانتے تھے میں تین چلے مکمل کر کے آیا تو نظام الدین ایک روز گیا تھا۔ مولانا کے کوئی مہمان نظام الدین میں ٹھہرے تھے وہ ان سے ملنے وہاں آئے نظام الدین کے مین گیٹ کے باہر میں نے ان کو دیکھا ملاقات کی وہ مجھے پہچان نہ سکے میں نے کہا۔ میں گڈو ہوں سامنے والی دکان پر

بیٹھتا تھا، وہ مجھ سے چمٹ گئے بلائیں لیتے تھے اور حیرت سے پوچھنے لگے کیسے مسلمان ہو گئے میں نے پورا واقعہ سنایا انہوں نے مجھے گھر چلنے کا اصرار کیا۔ میں گھر گیا اسجد مجھ سے ملکر بہت خوش ہوئے مجھ سے بولے نفیس نے مجھے بتایا تھا کہ آپ کے مالک نے آپ کے ساتھ بہت ظلم کیا تھا۔ میں نے رو رو کر دعائیں کیں اللہ ان کو دنیا ہی میں بدلہ دیجئے۔ بیچارے پردیسی مسلمان کے ساتھ یہ ظلم کیا تو اللہ نے تمہارے اوپر ظلم کا بدلہ دے دیا دکان بند ہو گئی انکا کروڑوں کا پلاٹ بدمعاشوں نے قبضہ کر لیا سارا سامان گلی میں پھکوا دیا دو سال ہو گئے گل سڑ گیا محلّہ والے انکو کھانا پانی کھلاتے رہے اب ان کے سامان سے عاجز ہیں کئی دفعہ پولیس میں رپورٹ کر چکے ہیں سارا محلّہ سڑ رہا ہے۔ انکا سامان گلی سے صاف کرواؤ میں نے سنا تو افسوس بھی ہوا، میں نے اللہ سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ ان کو معاف کر دیجئے بے چارے بے گھر ہو گئے ان کو گھر دیجئے۔

سوال : اب آج کل کیسے حالات چل رہے ہیں۔

جواب : الحمد للہ میری شادی ہو گئی میری اہلیہ دین دار گریجویٹ ہیں پرانی دلی کی پنجابی خاندان کی لڑکی ہیں ہم لوگ خوش رہ رہے ہیں مستورات کی جماعت کے ساتھ وقت لگا چکے ہیں میرا ایک چلہ کینیا میں بھی لگا ہے۔

سوال : اپنے ملک میں رشتہ داروں کی آپ نے فکر کی تھی؟

جواب : میری اہلیہ نے مجھے توجہ دلائی اگلے مہینہ ہم لوگ کاٹھمانڈو جانے والے ہیں آپ دعاء کریں کے ہمارا سفر کامیاب ہو۔

سوال : ارمغان کے قارئین کے لئے کوئی پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب : اس حقیر کی زندگی یہ داستان خود ایک پیغام ہی ہے اور عبرت کا سامان بھی

ہمارے نبی ﷺ کے زمانہ میں مسلمانوں کو غیر مسلم ستاتے تھے، کہ مسلمان کیوں بنے ہو آج اسلام کی دعوت پر مامور ہم اپنے نو مسلم بھائیوں کو مارتے ہیں کہ تم کیوں مسلمان ہوئے ہو، ایسی حالت میں ہمیں سرداری کیوں مل سکتی ہے مولانا کلیم صاحب پچھلے ہفتہ فرما رہے تھے کہ اللہ کا خوف دلوں میں نہیں ہے کہ دعوت کا کام کوئی کرتا ہے اور پڑوس والے ڈرتے ہیں، گھر والے ڈرتے ہیں کیسی افسوس کی بات ہے۔

سوال : بہت بہت شکریہ اسجد بھائی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، سنا ہے آپ دعوتی کیمپ میں پھلت دس روز کے لئے آنے والے ہیں؟

جواب : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ حضرت مولانا سے معلوم کروں گا، نیپال کا بھی تقاضہ ہے اور کیمپ کا بھی۔ ہم نے تو بیعت ہو کر دنیا کو بیچ دیا ہے جیسا حکم ہوگا ویسا انشاء اللہ کریں گے۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، اپریل ۲۰۰۷ء

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

جناب عبدالحلیم (نرمل کمار) سے ایک گفتگو

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عبدالحلیم : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال : عبدالحلیم بھائی آپ سے ارمغان کے لئے کچھ باتیں کرنی ہیں؟

جواب : احمد بھائی ضرور کیجئے، میرے لئے بڑی سعادت کی بات ہے، میرا کچھ حصہ ہو جائے یا نام کے لئے ہی ارمغان جیسے دعوتی میگزین میں میرا نام آجائے۔

سوال : آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے اور اپنی تعلیم وغیرہ کے بارے میں بتائیے؟

جواب : میں ضلع بیگوسرائے بہار کے ایک راجپوت خاندان میں ۲۳؍سال پہلے پیدا ہوا، میرا نام میرے گھر والوں نے نرمل کمار رکھا تھا، میرے پتا جی کا نام گنگا پرساد تھا، وہ فارمیسٹ تھے، میرے چھ بہنیں اور تین بھائی مجھ سے الگ ہیں، میری والدہ بھی ہیلتھ ڈپارٹمنٹ میں ایل ایچ وی ہیں، ابتدائی تعلیم شاہ پورہ میں ہوئی اور سمستی پور میں آچاریہ نریندر دیومہاودیالیہ سے بی اے کیا، میرے والد صاحب فطرتاً مسلمان تھے، مورتی پوجا کو حد درجہ احمقانہ بات سمجھ کر بڑی نفرت کرتے تھے، مجھے بھی بچپن سے اسلام سے بہت لگاؤ تھا، لوگ جب مندر میں پوجا کے لئے جاتے تھے تو میں ان سے کہتا تھا کہ ان پتھروں میں کیا رکھا ہے، سائنس کے اس یگ (دور) میں آپ اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی مورتیوں کی پوجا کرتے ہو، پانچ سال پہلے کام کے لئے پانی پت آیا، میرے ایک دوست نے مجھے بلایا تھا، پانی پت انٹر

نیشنل پانی پت میں انہوں نے مجھے ڈرائینگ آپریٹر کے طور پر ملازم رکھوادیا اور مجھے ملازمت کے دوران کام سکھایا، بعد میں وہ فیکٹری چھوڑ گئے تو میں نے بھی پانی پت چھوڑ دیا، تب ہماچل گیا اور کالا آمب میں سرسوتی اسپننگ مل میں ڈرائنگ آپریٹر کی حیثیت سے ملازمت کرلی۔

سوال: اپنے اسلام قبول کرنے کے بارے میں بتائیے؟

جواب: سچے نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ اسلامی فطرت پر پیدا ہوتا ہے، اس کے ماں باپ اس کو یہودی بناتے ہیں یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں، دنیا کو سچائی عطا کرنے والے نبی کی بات میں کس کو شک ہوسکتا ہے، مگر مجھے اس سچائی کا کچھ زیادہ ہی احساس رہا، مجھے بچپن سے اسلام پسند تھا، جیسے میں نے ابھی بتایا کہ مورتی پوجا کرنے والوں پر مجھے ہنسی آتی تھی اور کبھی ترس بھی آتا تھا، کبھی کبھی میں ان لوگوں کو روکتا بھی تھا، کئی بار ایسا ہوتا تھا کہ میں دیکھتا کہ کتا مندر میں پرساد کھا رہا ہے، شیوجی یا دوسرے دیوتا کی مورتی کو چاٹ رہا ہے اور ٹانگ اٹھا کر پیشاب بھی مورتی کے منہ پر کررہا ہے، تو زور زور سے لوگوں کو بلاتا دیکھو لوگو تمہارے بھگوان پر کتا موت رہا ہے، اپنے بھگوان کو بچاؤ، میں جب قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کا قصہ پڑھتا ہوں تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ میرا حال بھی حضرت ابراہیم کی طرح تھا، وہ اللہ کے نبی تھے میں تو ان کے پاؤں کی دھول بھی نہیں، مگر بائی نیچر (فطرتاً) میں بالکل ابراہیمی تھا، احمد بھائی، اذان کی آواز آتی تھی تو مجھے ایسا لگتا تھا کہ میرے مالک کی طرف سے مجھے آواز لگوائی جارہی ہے ہمارے قریب ایک مسجد میں ایک قاری صاحب بالکل عربی انداز میں اذان کہتے تھے میں بہت توجہ سے اذان سنتا کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ میں کھانا کھا رہا ہوتا تو کھانے سے رک جاتا

اور اذان سنتا پھر کھانا شروع کرتا، پانی ہاتھ میں ہوتا اذان کی آواز آجاتی تو پانی ہاتھ میں لئے ہوئے اذان سنتا رہتا اور ختم ہوجانے کے بعد پانی پیتا، کبھی کبھی اذان ختم ہوتی تو دل ہی دل میں اور کبھی زبان سے بھی کہا کرتا کہ کبھی تو میں بھی میرے مالک آپ کی آواز کو سن کر آؤں گا اور آپ کے گھر میں صرف آپ کے سامنے ماتھا ٹیکوں گا، میری خوش قسمتی اور ایک طرح سے بدقسمتی بھی کہہ سکتے ہیں کہ مجھے اللہ نے ایسا باپ دیا تھا جو بائی نیچر مسلمان تھا اس نے مجھے بالکل بت پرست نہیں بننے دیا مگر افسوس کہ وہ کلمہ کے بغیر خود اس دنیا سے چلا گیا (آہ بھرتے ہوئے۔۔) میرا اندرون مجھے اسلام کی پیاس سے بے چین رکھتا تھا، میرے اللہ نے میری رہنمائی فرمائی، کالا آمب میں میری فیکٹری میں ایک نوجوان ملاجی توحید نام کے کام کرتے تھے، بہت خوبصورت، پوری داڑھی، گول ٹوپی اور شرعی لباس، میری اسلامی فطرت کے زندہ ہونے کی بات ہی تھی کہ پوری فیکٹری میں وہ نوجوان مسلمان ہی مجھے سب سے خوبصورت لگتا تھا، میرے دل میں آیا کہ میرے مالک نے مجھے ہندوؤں میں پیدا کیا ہے، میرا اندر تو جیسا بھی ہو میں اپنے لباس اور صورت کو خوبصورت انداز میں رکھ سکتا ہوں، میں نے موقع پاکر ایک روز اس نوجوان توحید سے کہا میرا دل چاہتا ہے کہ میں تمھارے جیسا لباس پہنوں اور داڑھی رکھوں، آپ مجھے دو جوڑی کپڑے اور ٹوپی بنوادیں، انہوں نے مجھ سے کہا صرف لباس سے ہی کیا ہوتا ہے پورے مسلمان بن جاؤ، میں نے ان سے کہا مجھے مالک نے ہندو گھرانہ میں پیدا کیا ہے میں اندر سے مسلمان کیسے بن سکتا ہوں؟ انھوں نے کہا جس طرح میں مسلمان بنا ہوں، میں نے کہا تم تو مسلمان گھر میں پیدا ہوئے ہو انھوں نے بتایا، نہیں بلکہ میں ایک ہندو گھرانہ میں پیدا ہوا ہوں اور جوانی میں شیوسینا کا بہت سرگرم

کارکن تھا مگر اللہ نے مجھے ہدایت دی اور میں نے کلمہ پڑھا میں نے پوچھا تم نے کلمہ کہاں پڑھا؟ انھوں نے بتایا دلی میں ہمارے ابی جی ہیں مولانا کلیم صاحب، ان کے پاس جا کر مسلمان ہو سکتے ہیں، ہم نے مشورہ سے پروگرام طئے کیا اور سنیچر کے روز دہلی کا سفر کیا، مولانا نے مجھے مسجد خلیل اللہ میں کلمہ پڑھایا اور میرے پرانے نام کی مناسبت سے میرا نام عبدالحلیم رکھا اس کے بعد میں نے ملازمت سے استعفا دیدیا اور جماعت میں چلا گیا۔ راجستھان میں میرا وقت لگا، الحمدللہ امیر صاحب بڑے شفیق آدمی تھے انھوں نے میرے ساتھ بہت محبت کا برتاؤ کیا اور مجھے چالیس روز میں مکمل نماز سکھائی اور ٹوٹی پھوٹی بات چیت بھی کرنے لگا۔

سوال: ایمان میں آنے کے بعد آپ نے کیسا محسوس کیا؟

جواب: مجھے کفر و شرک کے ماحول میں بہت گھٹن محسوس ہوتی تھی، ایمان قبول کرنے کے بعد مجھے ایسا لگا جیسے میرے دل کو کسی نے قید سے نکال دیا ہو مجھے بالکل ایسا لگا جیسے آدمی بیگانہ ماحول سے اپنے ماحول میں آجاتا ہے، مجھے بہت سکون محسوس ہوا، مولانا صاحب نے مجھے مشورہ دیا کہ اسلام کا حقیقی مزہ حاصل کرنے کے لئے آپ کو اسلام کو گہرائی سے جاننا چاہیے، اس کے لئے مجھے پھلت میں جونیر ہائی اسکول میں پڑھانے کے لئے لگا دیا، الحمدللہ میں بہت دلچسپی سے اسلام کو پڑھنے میں وقت لگا رہا ہوں۔

سوال: کیا آپ نے اپنے اہل خانہ سے اپنے قبول اسلام کا ذکر کیا؟

جواب: ابھی تک میں گھر نہیں گیا ہوں، ہاں میں نے اپنے چھوٹے بھائی سے بھی فون پر بتایا اور ماں کو بھی، چھوٹے بھائی جو الیکٹریکل انجینئر ہیں ان کو میں نے اسلام کی دعوت دی، چار پانچ دفعہ کی بات کے بعد انھوں نے کلمہ پڑھ لیا میں

نے والدہ سے بھی کہا انھوں نے بھی خوشی کا اظہار کیا اور کہا، سچے راستہ پر چلو ہمیں خوشی ہے۔ ہمارا تمھارا رشتہ تو کچا ہی تھا کب موت آجائے اور ٹوٹ جائے، اصل اور پکا رشتہ تو مالک سے ہے جو سات جنم ٹوٹنے والا نہیں تم نے اچھا کیا کہ اپنا رشتہ مالک سے پکا کر لیا۔

سوال: آپ کے والد کا انتقال کتنے دن پہلے ہوا؟

جواب: بھائی یہ سوال میرے دل کا ناسور ہے اور یہ سوال ایسا ہے کہ اسلام میں آجانے کے بعد بھی میرے لئے بڑا تڑپا دینے والا ہے، میرے والد جو بائی نیچر مسلمان تھے، وہ مورتی پوجا کے سخت مخالف تھے، ہندوؤں کو چھوڑ کر وہ مسلمانوں سے دوستی رکھتے تھے، ہندو راج پوت تھے، حلال گوشت کھاتے تھے اور گوشت کے شوقین تھے، ہندو تہواروں خصوصاً ہولی اور دسہرہ کا مذاق اڑاتے تھے، مسلمانوں کے ساتھ عید مناتے تھے، مگر کسی مسلمان نے ان سے کلمہ پڑھنے کے لئے نہیں کہا، کسی کا دل دکھانا ان کے یہاں بڑا جرم تھا، کسی مصیبت زدہ پریشان حال کی مدد کو وہ سب سے بڑی نیکی سمجھتے تھے، احمد بھائی اچانک ایک دو گھنٹوں کی بیماری کے بعد ان کا انتقال ہو گیا اور وہ دنیا سے رخصت ہو گئے اور ایمان و کلمہ کے بغیر کوئی نیکی اللہ کے یہاں قبول نہیں ہوتی، احمد بھائی میرے اپنے پیارے باپ دوزخ میں جل رہے ہوں گے آپ بڑے خوش قسمت ہیں، آپ میرے اس درد کو کہاں سمجھ سکتے ہیں ذرا تصور کیجئے اس بیٹے کے غم کا، جس کو معلوم ہو جائے کہ اس کے والد کے لئے ہمیشہ ہمیش کی (احمد بھائی سوچئے) ہمیشہ ہمیشہ کی دوزخ ہو، کبھی مجھے سب مسلمانوں سے بدلہ لینے کو جی چاہتا ہے، کبھی کبھی ساری ساری رات میں اللہ سے شکوہ کرتا رہتا ہوں، کبھی کبھی میری چیخیں لگ جاتی ہیں میرے اللہ میرے باپ اور یہ ظالم مسلمان، کسی نے چھوٹے منھ سے ان سے کلمہ پڑھنے کو نہیں کہا،

مجھے یقین ہے اگر کوئی جھوٹ بھی ان سے مسلمان ہونے کو کہتا تو وہ سچ میں کلمہ پڑھ لیتے، کاش میرے باپ مولانا کلیم صاحب سے مل لیتے (روتے ہوئے۔۔) کاش میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا، میرے باپ کے دوزخ میں جلنے کا غم ایسا غم ہے جس کا کوئی علاج نہیں اور اس غم میں میرا کوئی شریک بھی نہیں۔

سوال: عبدالحلیم بھائی، آپ ایسا مت سوچئے آپ کو کلمہ پڑھوانے والے بھی تو مسلمان ہی ہیں اور جب آپ کے والد موحد تھے، صرف ایک خدا کو مانتے تھے تو آپ امید رکھئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے والد کو مشرک اور کافروں کے ساتھ دوزخ میں نہیں جلائیں گے، اللہ کی رحمت سے امید رکھنی چاہئے۔

جواب: احمد بھائی میرا حال بھی یہ ہی ہوتا ہے، کلمہ کے بغیر والد کی موت سے بے حال ہو کر میں مسلمانوں پر اپنا غصہ اتارتا ہوں، مگر اپنے مسلمان ہونے کا اللہ کا احسان پھر اپنے آپ ہی مجھے شرمندہ کر دیتا ہے۔ مگر احمد بھائی یہ بھی سچ ہے کہ یہ غم میرا ایسا غم ہے جس کو شاید میرے علاوہ میری طرح کے انسان کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

سوال: آپ کا واقعی حق ہے مگر آپ کو اب یہ بھی خیال کرنا چاہئے کہ اللہ نے آپ کو مسلمان بنا دیا ہے اب آپ غافل مسلمانوں کی طرح نہ بنیں، بلکہ باقی لوگ ایمان کے بغیر نہ مریں اس کی فکر کریں۔ ابی اکثر کہتے ہیں خرابی یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو اس کا شکوہ ہے کہ مسلمان یہ نہیں کر رہے ہیں وہ نہیں کر رہے ہیں، وہ اپنے حق ادا نہیں کرتا، یہ اپنا حق ادا نہیں کرتا، حالانکہ ہمیں یہ فکر کرنی چاہئے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے اور مجھے اپنا حق ادا کرنا چاہئے۔

جواب: ہاں بھیا احمد! ابی صاحب مجھے بھی یہ سمجھاتے ہیں اور مجھے کئی بار یہ بھی بتایا کہ شیطان بہت ہوشیار ہے کام سے خصوصاً دعوت کے کام سے باز رکھنے کے

لئے، اس غم کو بنانے کی فکر کرتا ہے کہ وہ ایمان کے بغیر مر گیا تو اس کا کیا ہوگا، ہمیں اپنی توجہ اس پر لگانی چاہئے کہ اب ہم لوگوں کو ایمان پر لانے کی فکر کریں۔ تاکہ اب ہمارے رشتہ دار، ہمارے عزیز، ہمارے بھائی بہن، دوزخ میں جانے والے نہ بنیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یوں تو سارے انسان ہی ہمارے خونی رشتہ کے بھائی ہیں، مگر قریبی رشتہ داروں کا حق زیادہ ہے الحمدللہ میری سمجھ میں بھی آتا ہے اور الحمد للہ میں کوشش کر بھی رہا ہوں اور اللہ کا شکر ہے کہ کامیابی بھی مل رہی ہے، مگر احمد بھائی باپ کا رشتہ وہ بھی ایسے باپ کا جو بس جھوٹ کلمہ کو کہنے کی وجہ سے ایمان سے محروم رہ گیا ہو مجھے بے چین کر دیتا ہے۔

سوال: ان کے لئے آپ اطمینان رکھئے اگر وہ شرک نہیں کرتے تھے اور اس سے نفرت رکھتے تھے تو کریم رب انشاء اللہ ان کا حشر اہل ایمان کے ساتھ فرمائیں گے۔

جواب: اللہ تعالیٰ آپ کی زبان مبارک کرے۔

سوال: کوئی پیغام ارمغان کے قارئین کے لئے آپ دیں گے؟

جواب: میرا کہنا تو صرف یہ ہی ہے کہ ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی اور نبوت ختم کر کے اللہ نے یہ کام ہمارے سپرد کیا ہے، یہ زمانہ جو علم اور عقل کا دور ہے اور نہ جانے مجھ جیسے اور میرے والد جیسے لوگ ایسے ہیں جو غیر ایمان والے گھر میں پیدا ہونے کے باوجود اپنی اسلامی فطرت پر ہوتے ہیں، ان کی فکر کریں اور میرے لئے بھی دعا کریں، اللہ تعالیٰ مجھے مثالی مسلمان اور پیارے نبی ﷺ کا سچا امتی بنائے تاکہ جنت میں ہم بھی آقا ﷺ کے قدموں میں منہ لے جانے کے لائق ہو جائیں۔ میں نے چار لائن بھی کہی ہیں۔

نہ جانے موت کا پیغام کب آ جائے　　　زندگی کی آخری شام کب آ جائے

ہم تو کرتے ہیں اس وقت کا دوست انتظار   ہماری زندگی اسلام کے نام کام آجائے

سوال: بہت شکریہ عبدالحلیم بھائی اللہ تعالیٰ آپ کے اس جذبہ کو قبول فرمائے اور ہمیں بھی اس سے حصہ نصیب کرے۔

جواب: آپ کا بہت بہت شکریہ۔ آمین!

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، مارچ ۲۰۰۷ء

ڈاکٹر محمد عمر (راج ببر ٹھاکر) سے ایک ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ڈاکٹر محمد عمر : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال: ڈاکٹر صاحب! ابی ایک بار علی گڑھ کے سفر سے واپس آئے تو آپ کا تذکرہ کررہے تھے، اس وقت سے ملاقات کا اشتیاق تھا، کل ابی نے بتایا کہ آپ دہلی آرہے ہیں، متھرا کے سفر پر جاتے وقت مجھے فون پر ابی نے حکم کیا کہ میں آپ سے ملوں اور ارمغان کے لئے آپ سے کچھ باتیں کروں براہ کرم آپ اپنا تعارف Introduction کرائیے؟

جواب: میرے اسکول کے سرٹیفکٹ کے لحاظ سے ۳۰/ اکتوبر ۱۹۳۹ء میں بنارس کے ایک گاؤں کے ایک راجپوت خاندان میں پیدائش ہوئی، والد صاحب ایک بڑے زمین دار تھے، میرا نام راج ببر ٹھاکر تھا، شروع کی تعلیم قریب کے ایک اسکول میں ہوئی، ہائی اسکول کے بعد بنارس چلا گیا، بی کام بنارس سے کیا، میرے چچا بنارس یونیورسٹی میں پروفیسر تھے انھوں نے مجھے انگلینڈ جا کر ایم بی اے کرنے کا مشورہ دیا اور انھوں نے وہاں جانے کی ساری کاروائی پوری کرائی، انگلینڈ جا کر تعلیم کے شوق میں اضافہ ہوا اور میں نے Ph.D. میں رجسٹریشن کرالیا اچانک اطلاع ملی کہ میرے والد کا دل کا دورہ پڑنے سے انتقال ہوگیا، دور ملک میں رہنے والے اکیلے بیٹے کے لئے یہ خبر جس قدر نا قابل برداشت تھی وہ ظاہر ہے، میری زندگی کا سب سے تکلیف دہ وہ زمانہ تھا میں اپنے دل میں سوچتا کہ اپنی

ہوس کے لئے میں نے اپنی گھریلو زندگی داؤں پر لگادی، گھر پر رہ کر اپنی زمینوں کو دیکھتا اور اپنے ماتا پتا (والدین) کی خدمت میں رہتا تو کتنا اچھا تھا، بہت اداس میں گھر لوٹ آیا اور تعلیم بند کرنے کا ارادہ کیا مگر میری ماں نے بتایا کہ میرے پتا جی کو میرے پی ایچ ڈی کے ارادے سے بہت خوشی ہوئی تھی وہ کہتے تھے، ہمارے خاندان میں جائیداد اور مال کی کمی نہیں تھی چلو بھائی کے بعد ایک بیٹا بھی پی ایچ ڈی ہو جائے گا، میری ماں نے مجھ سے کہا کہ تمھارے پی ایچ ڈی کرنے سے ان کی آتما کو خوشی ہوگی اس لئے میں انگلینڈ واپس چلا گیا، بزنس مینجمنٹ میں ریسرچ مکمل کی اور واپس ہندوستان آیا، یہ وہ زمانہ تھا جب MBA ہی بہت کم ہوتے تھے، بزنس مینجمنٹ میں ہمارے ملک میں تو پی ایچ ڈی کی تعلیم تھی ہی نہیں، میرا خیال ہے کہ ہم چند لوگ ہی اس موضوع پر پی ایچ ڈی ہوں گے، واپس آنے کے بعد میری خواہش تھی کہ میں کسی تعلیمی ادارہ میں سروس کروں، مگر میں کامیاب نہ ہو سکا، میں یونیورسٹی یا معیاری ادارہ سے وابستہ ہونا چاہتا تھا، میں کوشش میں تھا کہ ٹاٹا نگر جمشید پور سے وہاں کے چیف جنرل منیجر آئے اور مجھے جمشید پور لے گئے، مجھے ایک کمپنی کا جنرل منیجر بنایا مگر میری دلچسپی تعلیمی لائن میں تھی پانچ سال سروس کر کے مجھے ایک موقع مل گیا، مجھے بنارس یونیورسٹی میں ایک اچھی ملازمت مل گئی اس دوران میری والدہ کا شادی کے لئے دباؤ تھا، پرتاب گڈھ میں ایک بڑے راجا خاندان میں میری شادی ہوگئی، میری اہلیہ نے سینٹ اسٹیفن کالج دہلی سے گریجویشن کیا اور بنارس یونیورسٹی سے ایم اے اور پی ایچ ڈی کیا ہے، ان کے والد بھی یونیورسٹی میں رجسٹرار رہ چکے ہیں ان کے تعلق سے بہت جلدی میں پروفیسر بن گیا اور ڈین کی پوسٹ سے ۱۹۹۹ء میں رٹائر ہوا، یہ میری پہلے جنم کی زندگی کی

داستان ہے اس زندگی میں بہت موڑ آئے نہ جانے کتنے ساتھیوں سے اور افسروں سے واسطہ پڑا اور اسٹوڈنٹ کی ایک بھیڑ ہے، جو اللہ کے کرم سے ملک بھر میں بڑی بڑی پوسٹوں پر پھیلے ہوئے ہیں اس زندگی کی ایک لمبی داستان ہے جس میں خود میری شادی کی ایک لمبی کہانی جو ایک لمبے زمانے تک افیر کے بعد ہوئی اس میں شامل ہے۔ مگر یہ سب پہلے جنم کی باتیں ہیں ان کا ذکر بھی کیا کرنا۔

سوال : الحمد اللہ آپ نے اسلام قبول کیا ہے، آپ بار بار پہلے جنم کی بات کر رہے ہیں اسلام میں تو اس کا تصور ہی نہیں ہے؟

جواب : پہلے جنم کا جو تصور ہندو دھرم میں ہے، اس کا میں پہلے بھی قائل نہیں تھا، مگر پہلے دوسرے تیسرے جنم کا تصور تو اسلام میں ہے، ہم لوگ اپنی روحوں کے ساتھ ازل میں تھے، اس دنیا میں جنم لے کر آئے اور پھر برزخ اور آخرت کے دو دور باقی ہیں میں جو پہلے جنم کی بات کر رہا ہوں وہ صرف میری زندگی میں مجھ جیسے خوش قسمت لوگوں کی زندگی میں ہوتا ہے، جن کو اس دنیا کی زندگی میں نیا جنم ملتا ہے، آپ میری بات سنیں گے تو آپ بھی پہلے اور دوسرے جنم کے قائل ہو جائیں گے۔

سوال : جی جی قبول اسلام کے بعد از سر نو زندگی شروع تو ہوتی ہی ہے۔

جواب : آپ سمجھ گئے ہوں گے نا! آپ بھی دوسرے جنم کے قائل ہیں۔

سوال : تو اب آپ اس دوسرے جنم کی بات بتائیے، یعنی اپنے قبول اسلام کے بارے میں؟

جواب : رٹائرمنٹ کے بعد مجھے بہت سی جگہوں سے آفر آئے میں نے بجاج کمپنی کی ایک آفر کو قبول کیا، ان کو یوپی میں کچھ شوگر ملیں لگانا تھیں اس کے لئے

ایک ایڈوائزر کی ضرورت تھی میں نے اپنے لحاظ سے اس کام کو مناسب سمجھا اور آفر کو قبول کر لیا، جنوری ۲۰۰۳ء کو ایک میٹنگ کے لئے میرا ممبئی کا سفر تھا میٹنگ سے واپسی پر علی گڑھ کے قریب ایک قصبہ میں معائنہ کے لئے جانا تھا، فلائٹ سے دہلی جا کر پھر گاڑی سے لمبا سفر کرنے کے بجائے میں نے اگست کرانتی سے متھرا آ کر کار سے سائٹ پر جانے کو اچھا سمجھا، فرسٹ اے سی میں ایک رزرویشن کرایا، ممبئی میں سڑکوں کا جام بس اللہ بچائے، بالکل گاڑی چھوٹنے سے آدھا منٹ پہلے گاڑی میں سوار ہو سکا، چلتی گاڑی میں کیبن میں پہنچا تو دیکھا کہ ایک مسلمان سجن ہمارے کیبن میں موجود ہیں، ملاقات و مصافحہ کیا خیال ہوا ایک دھارمک آدمی کے ساتھ راستہ ذرا اچھا گزرے گا میں نے خوشی کا اظہار کیا، سامان سیٹ کے نیچے رکھ کر ڈریس بدلی اور پیشاب وغیرہ سے فارغ ہوا اور ذرا ریلیکس (Relax) محسوس کیا، آپس میں تعارف ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی یوپی کے ضلع مظفر نگر کے کھتولی کے پاس ایک بزرگوں اور اسلامی اسکالرس کی بستی پھلت کے رہنے والے ہیں اور ان کا تعلق وشو کھیات اسلامی مہا پرش مولانا علی میاں سے ہے، وہ دھارمک سجن آپ کے والد مولانا کلیم صدیقی صاحب تھے، ان سے کئی مناسبتیں ہوئیں، ایک تو کھتولی بار ہا گیا، یونیورسٹی کی ملازمت کے دوران میرے ایک دوست کو ہلی جی کھتولی شوگر مل کے جی ایم تھے، وہ مجھے ملازمین میں لکچر کے لئے بار ہا بلایا کرتے تھے کئی دفعہ میں نے مسز کے ساتھ چھٹیاں وہاں گزاریں، دوسرے وہ یوپی کے رہنے والے تھے اور تیسرے میں مسلمانوں میں حضرت مولانا علی میاں جی سے بہت متاثر تھا، میں لکھنؤ میں چھ سات بار ان کی خدمت میں گیا اور ان کے پیام انسانیت کے چار پانچ پروگراموں میں شریک ہو چکا تھا، میں نے بیگ سے

Page 231

کچھ ناشتہ خود نکالا اور مولانا کی خدمت میں پیش کیا مولانا صاحب نے پہلے تو بہت انکار کیا مگر میرے بہت زور دینے پر انھوں نے اس میں سے کچھ لے لیا، میں بھی میٹنگ میں ایک لمبی بحث کے بعد لوٹا تھا اور مولانا صاحب بھی، ممبئی میں بہت مصروف سفر سے لوٹے تھے، ایک دو گھنٹے ہم دونوں ایک دوسرے سے کچھ نہیں بولے، سات بجے کے بعد میں نے مولانا صاحب سے کہا، بہت تھکا ہوا گاڑی میں سوار ہوا تھا، خیال تھا کہ فوراً گاڑی میں سو جاؤں گا، مگر آپ کو گاڑی میں دیکھا تو دل میں خیال آیا کہ چلو ایک دھارمک آدمی کی سنگتی ملی ہے، بدن کا آرام تو کل بھی مل جائے گا آتما کی شانتی اور آرام کو حاصل کیا جائے۔ مجھے دھرم سے بڑا تعلق رہا ہے میں بہت سے دھارمک لوگوں سے ملا ہوں، بنارس خود ہندو دھرم کے پنڈتوں کا گڑھ ہے الہ آباد، رشی کیش، ہری دوار میں جاتا رہا ہوں، جے گرو دیو، برہما کماری، راما کرشنا مشن، رادھا سوامی ست سنگ، نرنکاری ست سنگ، پران ناتھی کے علاوہ، گولڈن ٹیمپل گیا، میں بدھ مت کے لوگوں سے بھی ملا ہوں، دلائی لاما سے ملاقات کی ہے، ساؤتھ کے مٹھوں میں وقت گزارا ہے، بریلی اور اجمیر بھی گیا ہوں، میری نیچر ریسرچ کی ہے ان سب جگہوں پر جانے کے باوجود میرا دماغ مطمئن نہ ہو سکا میری آتما کو شانتی کس طرح نہیں ملی، میں نے مولانا صاحب سے کہا کبھی کبھی شانتی کی تلاش میں اپنے یہاں کی مسجد میں چلا جاتا ہوں تو مجھے مسجد میں بڑی شانتی ملتی ہے یا مولانا علی میاں جی سے جب بھی ملا ہوں تو اپنے اندر عجیب شانتی محسوس کرتا تھا ایسا لگتا جیسے کوئی گرم دھوپ سے ہلکی ساون کی پھوار میں چلا گیا، دو ڈھائی گھنٹے آپ کے سامنے شانت بیٹھا رہا تو مجھے بالکل ایسا محسوس ہوا جیسے میں مولانا علی میاں جی کی سنگتی میں بیٹھ آیا، مولانا صاحب نے کہا یہ آپ کے

دل کی صفائی کی علامت ہے دل کی حیثیت آئینہ کی ہوتی ہے اگر اس سے میل صاف ہو تو اس کے سامنے جو آتا ہے وہ دکھائی دیتا ہے سچی بات یہ ہے کہ میں مظفر نگر کا ایک گنوار ہوں جو کچھ مجھے ملا صرف اور صرف میرے مالک نے میرے حضرت مولانا علی میاں کی سنگتی اور ان کے چرنوں کی طفیل دیا ہے ہمارے پاس اپنا کچھ نہیں ہے، صرف اس دیوڑھی کا فیض ہے، مولانا بار بار حیرت سے کہتے رہے کہ واقعی آپ کی حس پر بہت تعجب ہوا۔

حضرت مولانا علی میاں کے رشتہ کی وجہ سے ہم دونوں نے ایسا محسوس کیا کہ جیسے ہم دونوں ایک گھر کے فرد ہوں، مولانا صاحب نے مجھ سے تفصیلات معلوم کیں سب سے پہلے آپ کس دھرم گرو سے ملے، میں بنارس کے مختلف آشرموں اور ہندو پنڈتوں سے ملاقات اور اس کے بعد الگ الگ مذہبی لوگوں سے ملاقات، مٹھوں اور آشرموں اور ست سنگوں کے سفروں اور وہاں جا کر مایوس اور بے چین لوٹنے کی روداد تفصیل سے سنائی اس دوران کھانا بھی آیا اور ہم نے کھایا میں سناتا رہا اور مولانا صاحب سنتے رہے اور اتنی لمبی داستاں سنتے سناتے بارہ بج گئے، مولانا صاحب نے کہا میں بھی چند منٹ اپنی بات کرنا چاہتا تھا مگر آپ ممبئی کے سفر سے واپس آئے ہیں اور میں نے اپنے مزے کے لئے چار گھنٹے آپ کو لگائے رکھا اب آپ آرام کر لیجئے صبح کو مالک نے زندگی باقی رکھی تو میں بھی چند منٹ آپ سے لوں گا کا اب مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ ایک دھارمک آدمی کے ساتھ جس کی سنگتی کی تاثیر میں محسوس بھی کر رہا تھا، زبان بننے کے بجائے کان بننا چاہئے تھا میں نے کسی صوفی کا یہ اپدیش پڑھا تھا کہ کسی پیر کے پاس فائدہ اٹھانے کے لئے زبان بند کر کے اور کان کھول کر وقت گزارنا چاہئے میں نے اپنے

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

ماتھے پر ہاتھ مارا اور مولانا صاحب سے بہت معافی مانگی میں نے اپنا وقت تو ضائع کیا آپ کو تھکا دیا مولانا صاحب نے محبت سے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور بڑے پیار سے کہا ٹھاکر صاحب کیسی بات کرتے ہیں مجھے بہت مزا آیا اور تھوڑے وقت میں بہت سی نئی معلومات بھی ہوئیں، آپ نے مجھ پر احسان کیا میں مولانا صاحب کے اخلاق سے بہت متاثر ہوا سوا بارہ بجے ہم دونوں سو گئے۔

صبح سویرے مولانا صاحب اٹھے، ایک دو دفعہ میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہ کیبن میں نماز و دعا میں مشغول ہیں صبح آٹھ بجے ناشتہ والوں نے ہمیں اٹھایا میں ٹائلٹ جا کر فریش ہوا، ناشتہ کیا اس کے بعد مولانا صاحب نے بات شروع کی گاڑی ایک گھنٹہ راستہ میں لیٹ ہو گئی تھی، ڈیڑھ گھنٹہ متھرا پہنچنے میں باقی تھا مولانا نے مجھے اسلام کے بارے میں بتایا اور تھوڑی دیر کے بعد مجھے زور دیا کہ میں کلمہ پڑھ لوں اور بار بار مجھے یہ بھی کہتے رہے کہ آپ کی پوری کہانی سن کر بالکل مطمئن ہوں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف مسلمان بنایا، مسلمان تو ہر انسان پیدائشی طور پر پیدا ہوتا ہے آپ کو اللہ نے مسلمان رکھا ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ کا خاتمہ ضرور انشاء اللہ اسلام پر ہونا ہے۔ اس لئے آپ ابھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیے میں نے اپنے ذہن میں آپ کا نام بھی محمد عمر طئے کر لیا ہے انھوں نے اپنے بریف کیس سے اپنی کتاب آپ کی امانت آپ کی سیوا میں مجھے دی میں اسے پڑھنے لگا مولانا صاحب بولے یہ تو آپ بعد میں بھی پڑھ سکتے ہے یہ تو صرف اس لئے دی ہے کہ آپ اپنے فیصلہ پر مطمئن ہو جائیں اب تو کلمہ پڑھ لیں میں نے کہا یہ فیصلہ اتنی آسانی سے کرنے کا نہیں میں غور کروں گا اور پھر آپ کے پاس پھلت آؤں گا مولانا صاحب نے بتایا دو روز کے بعد ان کا علی گڑھ کا سفر ہے ایک دن رات علی

گڑھ رہیں گے آپ فون پر رابطہ کرلیں وہاں آکر بھی مل سکتے ہیں مگر اس فیصلہ میں دیر کی گنجائش نہیں ہے نہ جانے موت کا کب پیغام آجائے۔ میں نے وعدہ کیا کہ بہت جلد اور سنجیدگی سے غور کروں گا اور علی گڑھ تو ملنے ضرور آؤں گا متھرا آ گیا ،مولانا صاحب دروازے تک گاڑی سے مجھے سی آف کرنے آئے ،گاڑی چلنے کے بعد بھی کھڑکی پر کھڑے مجھے دیکھتے رہے۔

گاڑی سے میں اتر تو آیا مگر اندر سے کوئی بار بار کہتا تھا کہ تجھے مولانا صاحب کی بات مان کر کلمہ پڑھ لینا چاہئے تھا، یہ احساس بڑھتا گیا میں نے دوپہر کو مولانا صاحب کو فون کیا مگر نہ مل سکا اگلے روز دوپہر کو پچاسوں مرتبہ کوشش کے بعد فون ملا معلوم ہوا کہ مولانا چندی گڑھ کے پاس کسی پروگرام میں گئے ہیں میں نے اجازت چاہی کہ میں وہیں آجاؤں مولانا نے کہا کہ ہم یہاں سے نکلنے والے ہیں اچھا ہے آپ علی گڑھ میں ملیں میرے لئے ایک دن گزارنا مشکل ہو گیا، جب احساس زیادہ ہوتا میں آپ کی امانت لے کر بیٹھ جاتا دو روز میں دس دفعہ میں نے اسے پڑھا اپنی حالت سے بے چین ہو کر میں صبح دس بجے علی گڑھ پہنچ گیا نئے گیسٹ ہاؤس میں ان کا انتظار کیا مولانا صاحب حسب پروگرام بارہ بجے آئے مجھے انتظار میں دیکھ کر بہت خوش ہوئے دونوں ایک دوسرے سے ملے رسیپشن پر ہی مولانا صاحب سے اپنا ارادہ ظاہر کر دیا مولانا صاحب نے فوراً کلمہ پڑھوایا فرط محبت سے میرا ماتھا چوما اور بولے نام تو میں نے ٹرین میں رکھ دیا تھا محمد عمر آپ کا نام انشاء اللہ رہے گا۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے کیسا محسوس کیا؟

جواب: ایمان قبول کرنے کے بعد احمد میاں بالکل مجھے ایسا لگا جیسے میں آج ہی

پیدا ہوا ہوں میں نے کلمہ پڑھ کر ایسا محسوس کیا جیسے کوئی جان لیوا گھٹن سے چھٹکارہ پاتا ہے، ۱۸ر نومبر ۲۰۰۳ء سے آج تک ہر لمحہ مجھے مولانا صاحب کے اس قول کی سچائی دکھائی دے رہی ہے کہ مسلمان تو ہر بچہ پیدا ہوتا ہے مگر اللہ نے آپ کو بائی نیچر (فطرتاً) مسلمان رکھا ہے مجھے اسلام قبول کر کے اجنبی پن محسوس کرنے کے بجائے بہت اپنائیت اور مناسبت معلوم ہوئی ،ان دودنوں میں مجھے ٹرین میں اسلام قبول کرنے سے محرومی کی وجہ سے ایسی بے چینی رہی کہ سائٹ کا معائنہ نہ کر سکا تین روز تک کام روک رکھا،مولانا صاحب کو بھی میرے اسلام قبول کرنے کی بڑی خوشی ہوئی انھوں نے بتایا کہ ہم جیسے درمیانی درجہ کے لوگ فرسٹ اے سی میں تو دور کی بات تھرڈ اے سی میں بھی سفر نہیں کرتے میں تو ہمیشہ سلیپر کلاس میں سفر کرتا ہوں پہلے سے واپسی طئے نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے رفیق مفتی محمد ہارون صاحب نے اگست کرانتی میں رزرویشن کرادیا کہ دہلی اور چندی گڑھ کے پروگرام میں شرکت ہو جائے گی ایک روز پہلے رزرویشن کرانے کے باوجود انھوں نے ٹکٹ تک مجھے نہیں دیا اور سیدھے گاڑی میں چھوڑنے آئے فرسٹ اے سی کے ڈبے میں جانے لگے تو میں بار بار کہتا رہا کہ یہ فرسٹ اے سی ہے مفتی صاحب اور بھائی عبدالعزیز صاحب نو مسلم دونوں بولے کہ یہاں سے نکل کر چلے جائیں گے کیا ہم کمپارمنٹ اندر سے دیکھ بھی نہیں سکتے ،جب انھوں نے مجھے اندر بٹھایا تو میں نے کہا کہ میں ہرگز اس کوچ میں نہیں جا سکتا مفتی صاحب نے بتایا کہ اگست کرانتی میں رزرویشن نہیں ملا تو بھائی عبدالعزیز نو مسلم پیسے لے کر گئے کہ میں کرا کر لاتا ہوں اور جا کر رزرویشن کرالائے ،ٹکٹ دیکھا تو فرسٹ اے سی کا تھا مفتی صاحب نے ان سے کہا کہ وہ ہرگز فرسٹ اے سی میں سفر نہیں کریں گے۔ بھائی عبدالعزیز

نومسلم نے کہا میں مولانا صاحب کو راضی کرلوں گا جب میں کسی طرح سفر پر راضی نہ ہوا تو بھائی عبدالعزیز بولے کہ جہاز میں تین گھنٹے سفر کے دوران ڈاکٹر قاسم جیسے بڑے آدمی مسلمان ہو گئے اب آپ کے ساتھ تین آدمی ہوں گے اور ۱۶ ر گھنٹے کا ٹائم ہوگا اگر کچھ روپئے خرچ ہو کر تین وی آئی پی مسلمان ہو گئے تو سودا کتنا سستا ہے مولانا صاحب نے بتایا کہ عبدالعزیز بھائی کی اس تقریر نے مجھے مطمئن کر دیا مگر فرسٹ اے سی میں کون سفر کرتا ہے جس کو دوسروں کے پیسوں سے جانا ہو جب کوئی نہ آیا ٹرین چلنے کو ہوگئی تو میں نے سوچا کہ دوسرے کیبن والے سے بات کر لیں گے۔آپ آئے اور اپنے برابر ایک داڑھی والے کو دیکھ کر اجنبیت محسوس نہ کرنے کے بجائے خوشی کا اظہار کیا میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ میں بھی آپ کو فرسٹ اے سی میں دیکھ کر ذرا عجیب سا محسوس کرتا تھا مگر بعد میں خیال ہوا کہ کسی شردھالو عقیدت مند نے ٹکٹ کرایا ہوگا، مگر آج محسوس ہوا کہ کسی عقیدت مند نے نہیں بلکہ میرے کریم مالک نے مجھ پیاسے اور بے چین بندے کے لئے آپ کو دوست بنا کر اے سی ڈبے میں سوار کیا تھا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: میں بار بار اللہ کے اس احسان پر سجدہ کرتا ہوں اور میرا رواں رواں تعریف کرتا ہے کہ میرے لئے فطری طور پر اسلام کو آسان بنا دیا۔

سوال: آپ کے گھر والوں کا کیا ہوا؟

جواب: مجھے اپنی بیوی کے لئے تو ذرا جوجھنا پڑا وہ گھر چھوڑ کر چلی گئی ایک سال تک ہم لوگ الگ رہے مگر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہا اور اللہ نے بھی میری دعا قبول کی اور خود اسلام کے لئے راضی ہوگئی، الحمدللہ وہ مسلمان ہیں مولانا صاحب

نے ان کا نام عائشہ رکھا انھوں نے اسلام کا بہت مطالعہ کیا اور ماشاء اللہ تہجد گزار ہیں میں بھی دو چلے لگا چکا ہوں، میرا بیٹا اور اس کی بہو جو نیویارک امریکہ میں ہے اپنے دونوں بچوں کے ساتھ مسلمان ہیں اور ان کو اسلام قبول کرانے میں مجھے ذرا بھی دقت محسوس نہیں ہوئی میری بیٹی بھی مسلمان ہے جو فرانس میں ہے اور انھوں نے ایک عرب سے میرے مشورہ سے شادی کی ہے ان کے قبول اسلام کی بڑی تفصیلات ہیں، مولوی احمد صاحب وہ سننے کی چیزیں ہیں مگر فلائٹ ہے اور مجھ کو چین جانا ہے اس لئے انشاءاللہ پھر کسی وقت باقی باتیں ہوگی۔

سوال: ایک منٹ میں مسلمانوں کے لئے کوئی پیغام؟

جواب: اسلام ہر انسان کی ضرورت، اس کی بھوک، اس کی پیاس کا حقیقی علاج ہے، اللہ نے مسلمانوں کے پاس پوری انسانیت کے مسائل اور امراض کا علاج رکھا ہے انسانیت پر ترس کھائیں اور ان کو دوزخ سے بچانے کی فکر کریں، انشاءاللہ اگلی ملاقات میں اپنے دعوتی تجربات اور عزائم کے بارے میں بات کروں گا۔میری خواہش ہے کہ آپ میرے ساتھ میرے نشانوں میں تعاون کریں بس بات یہ ہے کہ مجھے آپ کی ضرورت ہے میں بہت جلد صرف آپ سے اس سلسلہ میں بات کرنے کے لئے سفر کروں گا۔

سوال: بہت بہت شکریہ! جزاکم اللہ میں ہر وقت حاضر ہوں۔

السلام علیکم و رحمة الله استودعکم الله دینکم و خواتیم اعمالکم

جواب: وعلیکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، فروری ۲۰۰۷ء

جلداول تاچہارم
نسیم ہدایت کے جھونکے

محمد اکبر (مہیش چندرشرما) سے ایک ملاقات

احمداواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد اکبر : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : آپ سے ارمغان کے قارئین اور عام مسلمانوں کے فائدے کے لئے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جواب : ضرور کیجئے۔

سوال : آپ اپنا تعارف کرائیے؟

جواب : میرا نام اب الحمدللہ محمد اکبر ہے میں ضلع کرنال کے ایک قصبہ کا رہنے والا ہوں (تھوڑے توقف کے بعد) اب سے نو سال تین ماہ آٹھ روز ۳ گھنٹہ قبل اللہ تعالی نے مجھے اسلام کی دولت سے نوازا۔ میرا پہلا نام مہیش چندرشرما تھا میں ایک برہمن خاندان سے تعلق رکھتا ہوں میرے والد پنڈت سندر لال شرما جی علاقے کے مشہور پنڈت تھے، پتریاں بنانا، ہون کرنا اور دوسری دھارمک رسمیں کرنا ان کا کام تھا۔ میرے اسلام لانے سے ایک سال پہلے ان کا انتقال ہوگیا تھا۔ میری ایک والدہ اور ایک بہن ہیں جو اب الحمدللہ میرے ساتھ مسلمان ہیں بہن کا نام فاطمہ اور والدہ کا نام آمنہ ہے ہم سبھی لوگ اللہ کا شکر ہے خوش وخرم دہلی میں رہ رہے ہیں۔

سوال : آپ کی عمر اب کتنی ہے؟

جواب : میری حقیقی عمر نو سال آٹھ دن تین گھنٹے اور اس وقت ۱۵ منٹ ہے مگر میں

Page 235

اس دنیا میں اپنے والدین کے یہاں تقریباً چھبیس سال پہلے ۷ جولائی ۱۹۷۷ء کو آ گیا تھا۔

سوال : آپ اپنے اسلام لانے کا حال بتائیے۔

جواب : میں جب اسکول میں پڑھتا تھا تو مجھے اپنے پتاجی (والد صاحب) کا سب پیشہ ڈھونگ لگتا تھا انہوں نے گھر کے باہر ایک چھوٹا سا مندر بنایا ہوا تھا، میں اکثر جب بھی کوئی بات کھٹکتی تو ان سے کہتا، وہ مجھے سمجھاتے، بیٹا پیٹ تو پالنا ہی ہے ورنہ ان اندھ وشواسیوں میں کیا رکھا ہے ان کے کہنے سے مجھے اور بھی دھرم پر اعتماد کم ہوتا گیا، میں صبح سویرے اٹھنے کا عادی تھا گھر کے رواج کے مطابق صبح سویرے نہا کر پوجا کے لئے اپنے مندر جاتا تھا، میں دسویں کلاس میں پڑھتا تھا، میرے امتحان شروع ہوئے، امتحان کے دن میں اور بھی جلدی اٹھا اشنان کیا اس خیال سے کہ بت مہاراج سے امتحان میں فرسٹ ڈویزن آنے کی پرارتھنا کرونگا، صبح سویرے مندر پہنچا، میں نے دیکھا کہ ایک کتا وہاں موجود ہے، جو چڑھے پرساد کو کھا کر بچی کچی مٹھائی چاٹ رہا ہے وہ بت کے منہ پر مٹھائی کے اثر کو چاٹ رہا تھا۔

میں رک گیا کہ دیکھوں یہ کتا کیا کرتا ہے، اب تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے اللہ نے حقیقت دکھانے کے لئے میرے دل میں ڈالا کہ میں تماشا دیکھوں، میں یہ سوچنے لگا کہ یہ بت اپنے منہ سے کتے کو بھی نہیں ہٹا سکتا، مگر میری خاندانی آستھا نے مجھے سمجھایا، بے وقوف یہ دیکھ کتا بھی آستھا اور عقیدت سے کرپا (رحم) کی امید میں بت کے بوسے لے رہا ہے اور ان کا مکھ دھو رہا ہے مگر تھوڑی دیر بعد میری ساری آستھا کی عمارت زمین پر آ گری، کتے نے ساری مٹھائی چاٹ کر ٹانگ اٹھا کر پیشاب کی دھار جو بت پر لگائی تو وہ ڈاڑھی سے اٹھ کر منہ تک پہونچی

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

میں پوجا کے بغیر ہی واپس آیا اور میں نے آنکھیں بند کر کے اکیلے سچے مالک کو یاد کیا میرے مالک یہ بت جب کتے کو اپنے اوپر پیشاب کرنے سے نہیں روک سکتے ہیں تو مجھے امتحان میں کیسے پاس کرا سکتے ہیں بس آپ مجھ پر کرم کیجئے اس کے بعد مندر جانا میں نے بند کر دیا اور روزانہ صبح آنکھ بند کر کے اپنے مالک سے دعا کرتا، میرے پیپر اچھے ہوتے رہے، امتحان ختم ہوئے، ایک ایک دن رزلٹ کا انتظار رہا رزلٹ آیا میں نے دس روپئے اخبار والے کو دیکر رزلٹ دیکھا تو میری فرسٹ ڈویزن تھی، میں نے مالک کا بہت شکر ادا کیا، میں گیارہویں کلاس میں تھا کہ میرے والد بیمار ہوئے ان کے پیٹ میں درد ہوا میری ماں نے مجھے بہت مجبور کیا میں مندر جاؤں، جا کر والد صاحب کی صحت کے لئے پرارتھنا کروں میں نے منع کیا تو انھوں نے مجھے ڈرایا کہ بت ناراض ہو جائیں گے، میں چلا گیا میں نے جا کر پرارتھنا کی، ماتھا شیو جی کے چرنوں میں رکھ کر گھنٹوں میں وہاں پر گڑگڑایا، مجھے اپنے پتا جی سے بہت پریم ہے، آپ ان کو اچھا کر دیجئے ایک گھنٹہ میں وہاں گڑگڑاتا رہا، واپس آیا تو مجھے خیال تھا کہ وہ اچھے ہو گئے ہونگے، گھر آ کر دیکھا ان کی موت ہو چکی تھی میں بہت پچھتایا کہ کاش میں اپنے مالک سے فریاد کرتا میری عقل کو کیا ہو گیا تھا، بت اپنے منہ سے کتے کو نہ ہٹا سکیں وہ میرے والد صاحب کو کیا صحت دے سکتے تھے۔

اس کے بعد اپنے دھرم سے میرا اعتماد اٹھ گیا اور میں کسی راستے کی تلاش کرنے لگا، میں چرچ میں گیا مگر وہاں بھی میں نے یسوع کی مورتیاں دیکھیں مجھے میرے ایک ایمانی ساتھی نے بتایا کہ یہاں مدرسہ مسجد میں ان کے ایک دھرم گرو حضرت مولانا کلیم صاحب آتے رہتے ہیں اور وہ کل صبح کو دس بجے آنے والے

ہیں میں صبح آٹھ بجے پہنچ گیا دس بج گئے وہ نہیں آئے وہ گیارہ بجے پہنچے مسجد میں آس پاس کے سب مسلمان جمع تھے، مولانا صاحب سیدھے مسجد میں پہنچے اور راستہ میں گاڑی کے خراب ہونے کی وجہ سے دیر سے آنے کی سب سے معافی مانگی، میں ان کی اس بات سے بہت متاثر ہوا، اس کے بعد انہوں نے تقریر کی انھوں نے اس موضوع پر تقریر کی کہ انسان پر کوئی ایک احسان کر دیتا تو ساری زندگی اس کے گن گاتا ہے اور اسے ناراض کرنا نہیں چاہتا ہمارے خدا کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں، انسان کو اس کے راضی رکھنے کی فکر کرنی چاہئے، تقریر کے بعد چائے کے لئے اوپر مدرسہ میں گئے، میں نے مولانا سے ملاقات کی میرے والد صاحب کے انتقال کی وجہ سے مولانا نے مجھے گلے لگالیا، پاس میں بٹھایا چائے پلائی چائے کے بعد انھوں نے مجھے بتایا کہ آپ کے سچے مالک کو آپ پر خاص پیار آیا اور وہ آپ کو سچا راستہ دکھانا چاہتے ہیں شاید اسی لئے یہ حالات آپ پر آرہے ہیں پھر اسلام کے بارے میں مجھ کو بتایا اور اپنی ایک کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' دی اور یہ بھی کہا کہ بہت جلد آپ کو فیصلہ کرنا چاہئے، اس لئے کہ جس طرح آپ کے والد کا انتقال ہوا اسی طرح ہمارا آپ کا بھی ہونا ہے اور موت کے بعد کوئی موقع نہیں۔

جو سانس اندر گیا باہر آنے کا اطمینان نہیں اور جو باہر گیا اس کے اندر آنے کا بھروسہ نہیں، انھوں نے کہا میری تو درخواست ہے کہ آپ فوراً کلمہ پڑھ لیں اور مسلمان ہو جائیں میں نے کہا یہ کتاب پڑھ لوں، انھوں نے اجازت دیدی، میں باہر آکر کتاب پڑھنے لگا ۳۲ صفحوں کی کتاب تھوڑی دیر میں پڑھ لی، میرے سارے پردے ہٹ چکے تھے۔

۹ مئی ۱۹۹۴ء ساڑھے بارہ بجے میں نے کلمہ پڑھا اور مولانا صاحب نے

Page 237

میرا نام محمد اکبر رکھ دیا اور مجھے تاکید کی کہ ابھی وہ اپنے مسلمان ہونے کو راز میں رکھیں، آپ یہاں کے امام صاحب کے پاس آکر نماز سیکھیں اور چپکے چپکے نماز پڑھنا شروع کردیں، انھوں نے کہا کہ آپ سے ایمان چھنے گا نہیں اور حق کبھی چھپتا بھی نہیں، مگر ابھی ماحول بھی اچھا نہیں، آپ کے لوگ دشمن ہو جائیں گے۔

سوال: اس کے بعد کیا حالات آئے اور آپ کی بہن اور ماں کس طرح مسلمان ہوئیں۔

جواب: میں اپنے اسلام کو چھپا کر لٹریچر پڑھتا رہا نماز یاد کرلی مجھے اپنے والد کے ایمان کے بغیر مرنے کا بہت افسوس تھا میرے خیال میں وہ بہت پیارے آدمی تھے، مجھے یہ احساس ہوتا رہتا کہ اگر یہ مسلمان مجھے پہلے اسلام کے بارے میں بتاتے اور میں والد صاحب کی زندگی میں مسلمان ہو گیا ہوتا تو میں ان کے پاؤں پڑ کر کسی طرح ضرور ان کو اسلام کے لئے تیار کر لیتا مجھے یہ خیال ہوا کہ کہیں میری بہن اور میری ماں بھی کسی روز اسی طرح بے ایمان کے اس دنیا سے نہ چلی جائیں، میں نے ایک دوکان پر نوکری کر لی جس روز تنخواہ ملی میں اپنی ماں اور بہن کے لئے کپڑا لایا مٹھائی لایا وہ بہت خوش ہوئیں میں نے موقع سے فائدہ اٹھا کر اپنے مسلمان ہونے کی خبر ان کو دی ان سے مسلمان ہونے کو کہا میں رو رو کر ان سے درخواست کرتا رہا میری ماں اور میری بہن بہت ناراض ہوئیں کپڑا میرے منہ پر پھینک مارا مٹھائی کا ڈبہ بھی باہر پھینک دیا اور بہت روئیں کہ تو ادھرم ہو گیا، تو نے برہمن ہونے کی لاج بھی نہ رکھی اب وہ مجھے پھر دوبارہ ہندو بننے کی ضد کرنے لگیں جب میں راضی نہ ہوا تو انھوں نے مجھ سے بولنا چھوڑ دیا تقریباً وہ مجھ سے چھ مہینے بولی نہیں، میری کمائی سے کھانا چھوڑ دیا اور مجھ سے گھر سے نکلنے کو کہا میں نے ایک

کوٹھری کرایہ پر لی اور وہاں پر رہنے لگا اللہ تعالی سے اپنی ماں اور بہن کی ہدایت کی دعا کرتا رہا اور دوسرے لوگوں سے اسلام کو چھپائے رکھا، میں جس کوٹھری میں رہتا تھا، اس کے پاس ایک مندر تھا میں دیکھتا روزانہ لوگ صبح وشام وہاں اپنا سر جھکاتے، مجھے دکھ بھی ہوتا اور غصہ بھی آتا ایک روز مجھ سے رہا نہ گیا میں نے ایک ہتھوڑا لے کر صبح سویرے بت کا سر پھوڑ دیا اور گردن تک اڑا دیا اور خیال کیا کہ جب میں حق پر ہوں تو کب تک گھٹتا رہوں گا، یہ لوگ شرک کو کھلے عام کریں اور اپنے مالک کی دنیا میں رہ کر ہم اپنے حق کو چھپائیں ایسی زندگی سے مرنا اچھا ہے اور اسی جذبہ میں میں نے لال رنگ سے کٹے ہوئے بت کے سینے پر اپنا نام ''محمد اکبر سپوتر پنڈت سندر لال شرما (مہیش چندر شرما) لکھ دیا دن نکلنے تک شہر میں ہاہا کار مچ گئی کہ یہ محمد اکبر کون ہے؟ لوگ میری ماں کے گھر چڑھ آئے میری ماں نے کہہ دیا کہ ہم نے بہت دنوں سے اسے گھر سے نکال دیا ہے لوگ مجھے تلاش کر رہے تھے تھانہ کے سامنے مجھے کچھ لوگوں نے پکڑ لیا، تھانہ میں لے گئے پولیس نے مجھے بہت مارا، مگر میں حق پر مرنے کے لئے تیار تھا میرے اللہ نے اب مار سے میرا ایمان اور پکا کر دیا اور جوش بڑھ گیا میری ماں کو کسی نے بتایا کہ تیرے بیٹے کو تھانے میں مار لگ رہی ہے ان کا ممتا بھرا دل پگھل گیا وہ اور میری بہن تھانے آئیں پولیس والے مجھے ڈنڈوں سے مار رہے تھے میری ماں ان پر لپٹ گئی کہ مسلمان ہونے پر مارتے ہو ہم بھی مسلمان ہوتے ہیں میری خوشی کی انتہا نہ رہی میں نے پٹتے پٹتے ماں سے کلمہ پڑھنے کو کہا انھوں نے اور بہن نے کلمہ پڑھا یہ منظر دیکھ کر پولیس والے رکے!

میرے اللہ نے ایک اور کرشمہ دکھایا علاقہ کے بی جے پی ایم ایل اے

مہتا کو شہر کا حال پتہ لگا کہ ایک ادھرم نے بت کے ساتھ یہ سلوک کیا اور اب پکڑا گیا، تھانے میں مار کھا رہا ہے، وہ تھانے میں آئے انھوں نے کوتوال کو دھکا دیا کہ اچھا نہ ہوگا اگر اب اسکو مارا اسکا وشواس اور استھا ہے، بھارت میں ہر کوئی آزاد ہے جو دھرم چاہے مانے اور مجھ سے کہا کہ بیٹا تمہیں جو دھرم ماننا ہو مانو مگر دوسرے دھرم والوں کو ٹھیس نہ پہنچاؤ، کہا تمہارا اسلام یہ نہیں بتاتا اور مجھے چھڑا کر لے آئے مجھے ماں اور بہن کے مسلمان ہونے کی اتنی خوشی تھی کہ ایسی سو مار کھانے کے بعد بھی مسلمان ہوتی تو مجھے منظور تھا، میں ماں سے گلے مل مل کر خوشی سے رو رہا تھا میں نے ماں کا نام حافظ صاحب سے معلوم کر کے آمنہ اور بہن کا نام فاطمہ رکھا۔

سوال: اس کے بعد آپ دہلی کیوں چلے گئے؟

جواب: شہر کا ماحول میری وجہ سے گرم ہو گیا شہر میں مسلمانوں کی حالت بہت کمزور ہے ۱۹۴۷ء کے بعد تو پورا ہریانہ اجڑ گیا یہاں بھی مسلمان لوگ ہندوؤں کی طرح رہتے تھے، نام بھی ہندوؤں جیسے ہماری مسجد کی کمیٹی کے ایک ذمہ دار شخص ہیں جن کا نام دھرما ہے ایک انوپ سنگھ ہیں۔

سبھی نے مجھے مشورہ دیا کہ آپ کو یہاں نہیں رہنا چاہئے سونی پت گیا، حضرت مولانا کلیم صاحب نے بھی مشورہ دیا کہ آپ کو یہاں نہیں رہنا چاہئے، مگر میں کسی کے رحم وکرم پر نہیں رہنا چاہتا تھا، سوال میں کبھی اپنے پتا جی سے بھی نہیں کرتا تھا ان سے اپنے دل کی بات کہی انھوں نے ایک اسکول میں ہندی پڑھانے کے لئے مجھے فرید آباد بھیج دیا میں نے اپنے دل میں عہد کر لیا تھا کہ میں سارے بت اور خداؤں کو چھوڑ کر ایک اللہ پر ایمان لایا ہوں میں سوال بھی اس کے علاوہ کسی سے نہیں کروں گا میرے اللہ نے میرا امتحان بھی بار بار لیا اور پھر مجھے سمجھ داری دی،

استقامت سے نوازااور مجھے پار اتارا، میں اپنی ماں اور بہن کو دہلی لے آیا اپنا مکان بیچ کر دہلی میں چھوٹا سا مکان خریدلیا اور وہاں پیسے بھی اللہ نے تھوڑے تھوڑے سے ادا کردئے، ہر موڑ پر میرے اللہ نے میری مدد کی۔

سوال: کوئی خاص واقعہ بتائیے،؟

جواب: ایک بار میں نے ایک دوکان پر نوکری کی، پہلے مہینے کی تنخواہ ملی تو مکان کے ۲۵۰۰ روپئے کی ایک قسط باقی تھی، اس نے تقاضہ کیا شرم کی وجہ سے میں پوری تنخواہ اس کو دیدی، گھر میں ماں سامان کا انتظار کر رہی تھی، کئی روز تک ان کو کل پر ٹالتا رہا، ایک روز گھر میں کھانا نہیں بنا، میں نے مغرب کی نماز پڑھ کر دو رکعت صلوۃ الحاجت پڑھی، میرے اللہ آپ کے علاوہ میں کسی سے سوال نہیں کرسکتا میں مسجد سے نکلا جوتوں کے سامنے ایک نوٹ پانچ سو روپئے کا پڑا ملا، میں بہت خوش ہوا، جلدی سے نوٹ اٹھایا اور خیال کیا کہ میری دعا قبول ہوئی، نوٹ جیب میں رکھا ، دوکان کی طرف گیا تا کہ کچھ آٹا وغیرہ خریدوں، پھر مجھے خیال ہوا کہ یہ نوٹ تو کسی کا گرا ہوگا نہ جانے یہ میرے لئے حلال بھی ہے یا نہیں میں دوکان کے بجائے مولانا صاحب کے پاس گیا، مولانا صاحب کو اپنا حال بتائے بغیر نوٹ ملنے کا واقعہ بتایا، امام صاحب نے مسئلہ بتایا کہ اس نوٹ کا اعلان مسجد میں کرنا چاہئے آپ کے لئے یہ نوٹ لینا جائز نہیں ہے!

میں نے نوٹ امام صاحب کے حوالہ کیا اور گھر واپس آیا، دل میں خوشی بھی تھی کہ اللہ کے حکم کو ماننے کی توفیق ہوئی اور دل بھی دکھا کہ ماں انتظار میں ہے۔

رات کے گیارہ بجے کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے دروازہ کھولا محلّہ کے ایک صاحب ایک حاجی صاحب کو لیکر آئے تھے انھوں نے کہا یہ مغربی دہلی

سے آئے ہوئے تھے مغرب کے وقت سے مختلف محلوں میں آپ کو تلاش کر رہے ہیں، میں نے ملاقات کی انھوں نے بتایا کہ میرا کڑھائی کا کارخانہ ہے میرا بیٹا اس کو چلاتا تھا اس نے شارجہ میں کمپیوٹرائزڈ مشین لگالی ہے، اب اس کارخانے کو دیکھنے والا کوئی نہیں، علاقہ کے ایک صاحب نے بتایا کہ آپ نے کارخانہ میں منیجر کی حیثیت سے کام کیا ہے میں آپ کو منیجر رکھنا چاہتا ہوں، چھ مہینے ۵۰۰۰ روپیے ماہانہ دونگا اس کے بعد تنخواہ بڑھادی جائے گی، ہمارے علاقے کے لوگ آپ کی بہت تعریف کرتے ہیں، اور جیب سے پانچ ہزار کی ایک گڈی نکال کردی یہ ایڈ وانس تنخواہ اور ہر ماہ پہلی تاریخ کو ایڈوانس مل جایا کرے گی میں نے اس کو اللہ کی طرف سے تحفہ سمجھا معاملہ طئے ہوگیا رات کو ہوٹل سے کھانا لایا، ماں اور بہن کے ساتھ خوشی خوشی کھایا، دو رکعت شکرانہ نماز پڑھی میرے اللہ نے پانچ سو روپئے ناجائز سے بچایا اور اتنی ہمت دی اور ۵۰۰ روپئے کی بجائے ۵۰۰۰ ہزار عطا کئے، بارہا میرے سامنے اس طرح کے واقعات پیش آئے۔

سوال: آپ دعوت کا کام کرتے ہیں،؟

جواب: الحمدللہ حضرت مولانا کلیم صاحب کی رہنمائی میں میں زندگی کا مقصد دعوت کو سمجھتا ہوں میرے اللہ نے دہلی اور ہریانہ میں پچاسوں لوگوں کی ہدایت کا اس گندے کو ذریعہ بنایا اس کے علاوہ مقامی کام کی تبلیغی ترتیب سے جڑا ہوں اور سالانہ چلہ پابندی سے لگاتا ہوں۔

سوال: آپ ارمغان کے واسطہ سے مسلمانوں سے کچھ کہنا چاہتے ہیں،؟

جواب: میں کیا میری حیثیت کیا، دل چاہتا ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی مجھ جیسے شکستہ دلوں پر ترس کھائیں، کتنے لوگ صرف راہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے دوزخ

کی آگ کی طرف جارہے ہیں، ان کی فکر کریں، دوسری ایک ضروری بات نو مسلموں کے بارے میں عرض ہے کہ ان کی زیست کی فکر کریں اور ان کو اپنا محتاج بنانے کے بجائے ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کی فکر کریں اور ان میں خودداری اور استغنا پیدا کرنے کی فکر کریں سارے خداؤں سے بچ کر جو ایک مالک پر ایمان لایا ہے، اس کو سوال کسی سے کرنا کیسے روا ہو سکتا ہے؟ عموماً لوگ اس کی مدد کر کے صدقہ دے کر ان کی عادت بگاڑتے ہیں اس سے ضمیر مرجاتا ہے خود تو ان کے ساتھ تعاون کرنا اپنا فرض سمجھیں مگر اس کو ہرگز یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ میرا کھانا شادی اور گزارہ ان سب کا نظم مسلمانوں کے ذمہ ہے، میرے لحاظ سے یہ ان کے لئے زہر قاتل ہے۔

سوال : بہت بہت شکریہ، جزاکم اللہ آپ نے بڑے کام کی اور مفید باتیں بتائیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جواب : میں نے تو حقیقت حال بیان کی، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، ستمبر ۲۰۰۳ء

ایک نومسلم بھائی عبدالرشید دوستم (سنیت کمار سوریہ ونشی) سے

مفید ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عبدالرشید : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : آپ کی تعریف؟

جواب : میرا نام عبدالرشید دوستم ہے اور میں الحمد للہ ایک مسلمان ہوں، میں اب سے چھ سال قبل مسلمان ہوا تھا، میرا پرانا نام سنیت کمار سوریہ ونشی تھا، میں ہری دوار کے قریب ایک گاؤں کے ہندو مذہبی گھرانہ میں پیدا ہوا، میں نے سائنس بایو سائڈ سے گریجویشن کیا ہے۔

سوال : آپ کا نام عبدالرشید دوستم کس نے رکھا؟

جواب : اصل میں میرا نام مولانا محمد اسلم کاظمی نے عبدالرشید رکھا تھا، مگر میں کچہری میں سرٹیفکٹ بنوانے گیا تو اس زمانہ میں افغانستان کے عبدالرشید دوستم کا پوری دنیا میں تذکرہ تھا، وکیل نے مجھ سے نام پوچھا، میں نے عبدالرشید بتایا، اس نے کہا عبدالرشید دوستم تو میں نے بھی عبدالرشید دوستم ہی کہہ دیا کہ دوستی تو اچھی ہی چیز ہے۔

سوال : اپنے قبول اسلام کا واقعہ بتائیے؟

جواب : میں گروکل میں تعلیم حاصل کرتا تھا، گروکل بہت مذہبی ہندوؤں کے

ادارے ہوتے ہیں میں کھیلنے اور پڑھنے میں ہوشیار تھا، اسکول کے ہر فنکشن میں حصہ لیتا تھا اور پوزیشن لاتا تھا، میں بہت اچھا بریک ڈانس کرتا تھا، بریک ڈانس کے لئے جوڑوں کی ایک خاص ساخت کی ضرورت ہوتی ہیں، وہ اللہ نے مجھے دی تھی، ممبئی کی کئی پارٹیاں مجھے لینے آئیں کہ آپ بریک ڈانس میں دنیا میں نام پیدا کر سکتے ہیں، آپ کے جوڑوں میں گھومنے کی بہت صلاحیت ہے، ہمارے گاؤں میں مندر اور مسجد بہت قریب قریب ہیں، مجھے بچپن سے یہی خیال ہوتا تھا کہ یہ دونوں مالک کی پوجا کے استھان ہیں، دونوں میں کیا فرق ہے؟ ان دنوں ہمارے گاؤں کے ایک بہت سلیم الفطرت اور نیک انسان محمد عمر بھائی سے میرا تعلق ہو گیا، وہ مجھے ناچنے کے لئے منع کرتے تھے، وہ کہتے تھے جس اللہ نے اتنے اچھے جوڑ بنائے ہیں وہ اللہ ناچنے سے منع کرتا ہے وہ ان جوڑوں کا حساب لے گا، وہ میرے لئے ہدایت کی دعا کرتے اور مجھے مسجد میں لے جانے کی کوشش بھی کرتے، میں مسجد میں باہر کھڑا ہو کر پانچوں وقت لوگوں کو پابندی سے نماز پڑھتے دیکھتا، سردی، گرمی اور برسات میں ایسے نظم اور پابندی کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کو دیکھ کر مجھے اچھا لگتا، مندر میں جا کر یہ بات نہیں لگتی تھی، دل کو لگتا کہ مندر میں تو بس ایک رسم ہے، مجھے حسرت ہوتی کہ کاش میں بھی مسلمان ہوتا تو میں بھی مسجد میں جا کر اپنے مالک کی نماز پڑھتا، محمد عمر بھائی مجھے ایک بار دیوبند دکھانے کے لئے لے گئے وہاں ہم مولانا محمد اسلم کاظمی کے پاس عطر لینے گئے، میں نے ان سے اسلام کے بارے میں کچھ سوال کئے، وہ ایک اچھے داعی ہیں، انہوں نے مجھے بہت اچھی طرح سمجھایا اور توحید رسالت آخرت کے بارے میں سمجھایا اور زور دیا کہ میں مسلمان ہو جاؤں، مسلمان ہو کر نماز پڑھنا ہی انسان کی سب سے بڑی کامیابی ہے، میں نے اسلام

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

قبول کرلیا اور دوسرے روز انہوں نے مجھے پھلت حضرت مولانا کلیم صاحب صدیقی کے پاس بھیج دیا، جن کو ہم ابو جی کہتے ہیں۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے کیسا محسوس کیا؟

جواب: میں اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں، اس خیال سے میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ اگر میں اسلام قبول نہ کرتا تو کیا ہوتا؟ یہ میرے اللہ کا کرم ہے، اس نے مجھے اس گندگی سے نکالا اور شرک سے بچایا، ورنہ کھیل، کود، تعلیم، ڈانس، میری دلچسپی کے سب سامان مجھے ملے تھے، میں نے ریڈیو پروگروپ سانگ بھی گائے نجیب آباد ریڈیو سے آج بھی ریلے ہوتے ہیں، ایک گانا جواب سے بہت پہلے گایا تھا وہ مجھے اب تک یاد ہے ’’آؤ مل کر اتہاس رچائیں‘‘

میرے اللہ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے عمر بھائی اور پھر مولانا اسلم صاحب اور سب سے بڑھ کر ابو جی کے پاس بھیجا، اصل بات یہ ہے کہ جس طرح پھول کی فطرت کھِلنا ہے، مگر پھول کو پانی نہ ملے بارش نہ ہو تو وہ مرجھا جاتا ہے، اسی طرح ایک انسان کی فطرت مسلمان ہونا ہے اسلام فطری مذہب ہے مگر اس کو ماحول اور دعوت کی بارش کی ضرورت ہوتی ہے اگر اس کو خاندانی طور پر اسلامی ماحول، یا دعوت کی بارش نہ ملے تو وہ کھلنے سے پہلے مرجھا کر کافر رہ جاتا ہے، میں اپنے کریم اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ اللہ نے مجھے مرجھانے سے بچایا۔

سوال: اسلام لانے کے بعد آپ کو کچھ مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا؟

جواب: اصل میں اگر انسان صرف اللہ سے اپنا تعلق رکھے تو ہر وقت اس کا کرم شامل حال رہتا ہے، مگر انسان کمزور ہے اس سے غفلت ہو جاتی ہے میں خاص طور پر بہت کمزور وحساس ہوں اور مجھ میں قوت برداشت بہت کم ہے، آدمی سوچے کہ

اللہ تعالیٰ کے کتنے احسانات ہیں، ایمان واسلام صرف اللہ کے لئے ہو، صبح کو سورج نکلا، اگر آدمی یہ خیال کرے کہ یہ سورج نکلا ہے میرے اللہ نے میرے لئے نکالا ہے، یہ دن صرف میرے لئے نکالا گیا ہے یہ رات میرے آرام کے لئے ہے یہ ہوا میری راحت کے لئے چل رہی ہے تو آدمی کو اللہ سے کتنی محبت ہو جائے، مگر انسان کمزور ہے کسی ایک ماحول سے دوسرے ماحول میں اس کو مشکل ہوتی ہے نئے معاشرے میں اس کو سیٹ ہوتے دیر تو لگتی ہے، خصوصاً آج کے دور میں جب حالات ایسے ہیں کہ شک کرنا پڑتا ہے، مجھے سب سے زیادہ تکلیف اپنے مسلمان بھائیوں کے ان سوالات سے ہوتی رہی جن سے ایک شک سا ٹپکتا تھا، مگر اللہ کا شکر ہے کہ مجھے بے انتہا محبت کرنے والے ملے، خصوصاً ہمارے ابّو جی جنہوں نے ہر موڑ پر میری رہنمائی کی۔

سوال: آپ کے والدین حیات ہیں؟ کیا آپ کا ان کے ساتھ کچھ ربط ہے، کبھی آپ نے ان کو بھی اسلام میں لانے کی کوشش کی؟ کچھ ان کا حال بھی سنائیے۔

جواب: میرے والدین الحمد للہ حیات ہیں، چند سال قبل ابّو جی نے مجھے ان سے ملنے کے لئے کہا تھا اور ان کی ہدایت کے لئے دعا کرنے پر زور دیا، میں نے فون پر والدہ سے بات کی، انہوں نے مجھے بہن کی شادی میں آنے کو کہا اور یہ بھی کہا کہ بہن کی شادی میں تین بھائی شریک ہوں اور ایک نہ ہو تو وہ ڈولی کیا ارتھی (میّت) ہوگی، ہم نے بہن کی سسرال والوں سے بات کر لی ہے انہوں نے اجازت دے دی ہے کہ اس نے دھرم بھرشٹ کر لیا اور وہ ادھرم (لامذہب) ہو گیا تھا، تو ہمیں کیا؟ میں بہن کے لئے کچھ تحفے لے کر گیا، میں شادی میں شریک ہوا کسی نے کچھ نہیں کہا اور سب خوش ہوئے، مگر

شادی کے بعد میرے بھائی اور رشتہ دار ٹہلانے کے بہانے سے لے گئے اور زبردستی نائی کی دکان میں گھسا دیا اور کہا اس کی داڑھی مونڈ دو، میں روتا رہا خوشامد کرتا رہا مگر وہ نہ مانے میں نے ہاتھ سے استرا پکڑا اور ان سے کہا کہ تم میرا گلا کاٹ دو، مگر میرے نبی کی سنت نہ کٹاؤ، نائی نے بھی ان کو منع کیا مگر وہ مجھے دبوچ کر داڑھی منڈا کر باز آئے، میں کسی طرح جان بچا کر وہاں سے بھاگ آیا، روتا پھرتا تھا، مجھے آئینہ دیکھنے کا شوق تھا، مگر مجھے رونا آتا تھا کہ میں اپنا منھ نبی کی سنت کے بغیر کس طرح دیکھوں، شرم کی وجہ سے پھلت نہ آیا، ابّو جی نے تلاش کرایا اور کہلوایا کہ اس میں شرم کی بات نہیں، تمہارے لئے اس میں کوئی حرج نہیں تم دعوت کی راہ میں گئے تھے تمہیں ایک ایک بال کے بدلے میں نیکیاں ملیں گی، اس کے بعد میں کھل کر گھر نہیں گیا، البتہ بار بار رات کو والدہ سے ملنے ابو جی نے مجھے بھیجا، اب والدہ اسلام کے بہت قریب ہیں اور ہم سب دعا کر رہے ہیں، مجھے امید ہے کہ اب کی بار وہ ضرور کلمہ پڑھ لیں گی وہ گھر میں سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرتی ہیں، اب اور بھی کرنے لگی ہیں، اس کے بعد والد صاحب پر کام کروں گا۔

سوال: سنا ہے آج کل آپ دعوت کے لئے بہت سرگرم ہیں، اپنی دعوتی کارگزاری کے بارے میں بھی کچھ بتائیے۔

جواب: اسلام قبول کرنے کے بعد الحمد للہ میں نے دینی تعلیم حاصل کی پھر ابو جی نے مجھے کمپیوٹر کورس کرایا اور آج کل موانہ میں کمپیوٹر لگا کر ڈی، ٹی، پی ورک کر رہا ہوں، مگر ظاہر ہے زندگی کا مقصد تو دعوت ہے، ابو جی ہمیں سفر میں ساتھ لیجاتے ہیں، پوری انسانیت تک دعوت پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے، یہ بتاتے ہیں ہمارے لئے تندولکر، اگرکر اور سلمان خان آئیڈیل نہیں ہیں، ہمارے لئے ہمارے نبی صلی

اللہ علیہ وسلم کی زندگی نمونہ ہے، ہمارے نبی ایک ایک کے پاس ستر مرتبہ جاتے تھے، اپنے دشمن یہودیوں کا پاخانہ اپنے پاکیزہ ہاتھوں سے صاف کرتے تھے، طائف میں پتھر کھائے اور پاؤں لہولہان ہوئے تھے، پھر زخمی حالت میں انگور کے باغ میں جاکر اپنے اللہ کے سامنے گڑگڑائے، **یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین** آواز لگاتے اور ستانے والوں اور پتھر برسانے والوں کے لئے دعا کرتے ہیں، مجھے بھی حسرت ہے کہ میں بھی ایک ایک کے پاس ستر مرتبہ نہیں تو سات مرتبہ تو جاؤں، میں بھی دعوت کی راہ میں زخمی ہوں اور انگور کا باغ نہ ملے تو آم کے باغ میں اپنے مالک کو **یا ارحم الراحمین** کہہ کر یاد کروں اور اپنے خونی رشتے کے بھائیوں کی ہدایت کے لئے دعا کروں، گزشتہ چند ماہ میں اللہ نے مجھے ہمت دی، ابوجی کارگزاری سنتے ہیں بہت خوش ہوتے ہیں حوصلہ بڑھاتے ہیں، دعائیں دیتے ہیں، اللہ کے ایک نیک بندے اور داعی کو خوش کرنے کا شوق ہمارے لئے اس راہ میں بڑا حوصلہ دیتا ہے، الحمدللہ چند ماہ میں ۲۳ لوگوں نے اس حقیر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، جن میں بڑے کام کے اور اہم لوگ شامل ہیں میں اپنے اللہ کا بہت بہت شکر ادا کرتا ہوں مجھے امید ہے اب ہمیں لائن مل گئی ہے، اللہ تعالی ہم سے خوب کام لیں گے، پہلے بھی کچھ لوگ مسلمان ہوجاتے مگر میں ان کو کلمہ نہیں پڑھواتا تھا، ابوجی نے بتایا کہ کلمہ پڑھوانے کے لئے کسی کے پاس لے جانے کا انتظار نہیں کرنا چاہئے اگر موت آجائے تو کیا ہوگا، جب سے میں ہی کلمہ پڑھوانے لگا۔

سوال: اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے آپ کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: میری کیا حیثیت ہے کہ میں کوئی پیغام دوں مگر مجھے احساس ہوتا ہے کہ

ہمیں اپنے کفر وشرک میں پڑے ہوئے بھائیوں کی فکر کرنی چاہئے، خصوصاً پسماندہ طبقہ کے غیر مسلموں کی جن کو شودر یا کالے سمجھ کر نظر انداز کردیا گیا ہے، آپ دیکھتے ہیں ہمارے علاقہ میں کاوڑ کا کس قدر زور بڑھتا جارہا ہے پہلے صرف تین روز کے لئے راستہ بند ہوتا تھا اب آدھے ماہ راستہ بند رہتا ہے سب کام بند ہوجاتے ہیں کس قدر تکلیف ہوتی ہے تعداد بھی کتنی بڑھ رہی ہے، یہ سینکڑوں میل گرمی میں کاوڑ کا سفر پیدل ہماری دشمنی میں نہیں ہوسکتا، یہ اس لئے ہے کہ لوگوں میں اپنے مذہب سے تعلق بڑھ رہا ہے یعنی اپنے مالک کو خوش کرنے کا شعور اور جذبہ بڑھ رہا ہے اگر ہم دعوت کو مقصد بنا کر ان کو یہ سمجھائیں کہ یہ راستہ مالک کو خوش کرنے کا نہیں بلکہ مالک کو ناراض کرنے کا ہے اور شرک کے ساتھ یہ قدم دھرم (مذہب) کے لئے نہیں بلکہ ادھرم (گناہ) کے لئے بڑھ رہے ہیں تو یہ لوگ اسی جوش اور جذبہ کے ساتھ حج کے لئے جانے والے بن سکتے ہیں، اصل یہ ہے کہ ہم غیر شعوری اور رسمی طور پر مسلمان ہیں میں ابوجی سے کہہ رہا تھا کہ مجھے سات سال ہونے والے ہیں، میں نے ۲۲۳ رنکاحوں میں شرکت کی جن میں سے سات سال میں پانچ دولہا داڑھی والے دیکھے ان میں بھی صرف دو پوری داڑھی والے تھے، جب اسلام اور نبی کے طریقہ سے تعلق کا ہمارا یہ حال ہے تو ہم دوسروں کو کس طرح دعوت دیں، جب ہم خود ہی اسلامی طریقہ کو پسند نہیں کرتے ہماری نمازوں کا بھی یہی حال ہے دس فیصد لوگ بھی نمازی نہیں اور جو نمازی ہیں وہ بھی سارے کاموں کو مقدم کرکے دوسرے درجہ پر نماز پڑھتے ہیں۔

سوال: آپ ماشاءاللہ نماز کی بڑی فکر رکھتے ہیں، آپ کا نماز کے بارے میں کیا خیال ہے؟

جواب : اللہ کا شکر ہے میں نے نماز کی کشش میں اسلام قبول کیا تھا میرے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ گذشتہ پانچ سال میں میری ایک بھی نماز قضاء نہیں ہوئی، کل ملا کر میری ۶۷/ بار جماعت نکلی، ۷/ بار ۲۰۰۲ء میں ۱۳/ بار ۲۰۰۰ء میں ۱۶/ بار ۱۹۹۹ء میں ۲۱/ بار اور ۱۹۹۸ء میں سفر کم ہوئے اس سال دس بار میری جماعت نکلی مگر اللہ کا شکر ہے کہ یہ جماعتیں شرعی عذر سے نکلی ہیں۔

سوال : آپ نے حساب بالکل یاد کر رکھا ہے؟

جواب : ایک آدمی اپنے نفع نقصان کا حساب رکھتا ہے اپنی پراپرٹی، اپنی جیب اور بینک بیلنس کا حساب رکھتا ہے کہ اتنے روپئے ہیں اتنی دکانیں ہیں، اتنے مکان ہیں، دکان میں اتنا اتنا سامان ہیں وغیرہ، مسلمان کا اصل مال اور دولت تو یہ ہی ہے کیا نمازوں کی دکان اور مال وسامان سے بھی کم اہمیت ہے، خصوصاً نقصان تو آدمی کو اور بھی یاد رہتا ہے، نماز قضا ہو جانا یا جماعت نکل جانا کیا کم نقصان ہے کہ آدمی اس کا حساب بھی نہ رکھے، اصل میں ہم نے نماز کی وقعت اور قیمت ہی نہ جانی ورنہ اگر آدمی کو نماز ادا کرنا بلکہ ابو جی کی بقول نماز قائم کرنا آجائے تو پوری زندگی بلکہ پوری دنیا صحیح ہو جائے۔

سوال : بہت شکریہ! جزاک اللہ آپ نے بہت مفید باتیں بتائیں۔

جواب : آپ میرے لئے دعا کریں یہ باتیں میرے لئے حال بن جائے اور اللہ تعالی مجھے چلتا پھرتا قرآنی اور مجسم دعوت بنا دیں اور اللہ تعالی میری جان اس راہ محبت میں قبول کرلے کہ شہادت کی موت ہی ایمان والے کی اصل معراج ہے۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، مارچ ۲۰۰۳ء

محمد اکرم ﴿وکرم سنگھ﴾ سے ایک دلچسپ ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد اکرم : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : اکرم بھائی! قارئین ارمغان کے لئے آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جواب : ضرور احمد بھیا آپ ضرور کیجئے۔

سوال : آپ اپنا مختصر تعارف کرائیے؟

جواب : اب محمد اکرم ہے اسلام سے پہلے میرا نام وکرم سنگھ تھا میں میرٹھ ضلع کے ایک گاؤں کا جواب شہر میں آ گیا ہے، رہنے والا ہوں میرے والد صاحب کا نام شری تلک رام ہے، وہ درمیانی درجہ کے ایک کسان ہیں میرے چار بھائی اور تین بہنیں ہیں میں نے نانک چند کالج سے تاریخ میں ایم اے کیا تھا اس کے بعد ایل ایل بی میں داخلہ لیا تھا دوسرے سال میری زندگی میں کچھ حالات آئے جس کی وجہ سے مجھے درمیان میں تعلیم موقوف کرنی پڑی میں نے ۲/اکتوبر ۲۰۰۲ء کو اسلام قبول کیا۔

سوال : اسلام کی طرف آپ کی کشش کی وجہ کیا ہوئی اپنے قبول اسلام کے سلسلہ میں تفصیل سے بتائیے؟

جواب : میرا بچپن بڑا عجیب گزرا، میرا گھرانہ بڑا مذہبی ہندو گھرانہ تھا میں جب ذرا بڑا ہوا تو میرے دل ودماغ پر اپنے مالک اور اپنے خدا کی تلاش کا جذبہ طاری

Page 245

ہوا میں اکیلا بیٹھا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس سارے سنسار کا بنانے والا کون ہے اور کونسی ذات ہے جو اتنے سارے انسانوں کو پیدا کرنے والی ہے اور سارے انسان بالکل الگ الگ یہاں تک کے ایک ماں ایک باپ کی اولاد بھی بالکل الگ الگ ہیں؟ کوئی کمپنی کار بناتی ہے تو ایک سی بناتی ہے اور ہمیں نمبر پلیٹ سے پہنچانا پڑتا ہے مگر اس دنیا میں کروڑوں لوگ ایک مالک کے بنائے ہوئے بغیر نمبر پلیٹ کے پہچانے جاتے ہیں ایسا بنانے والا وہ کون ہے؟ سورج نکلتا ہے تو آگ برستی ہے چاند چمکتا ہے تو ٹھنڈی ہوتی ہے اتنا بڑا آسمان بغیر ستونوں کے، بغیر دیوار کے کس طرح ٹکا ہوا ہے، اس کو کون سنبھالے ہوئے ہے؟ انسان کا جسم اس کی آنکھیں، کان، چلنے پھرنے کے لئے پاؤں کیسا پیارا نظام ہے اس کو بنانے والا کیسا عظیم ہے؟ کسی انسان کی آنکھ پھوٹ جائے تو یہ ڈاکٹر پتھر کی آنکھ تو لگا سکتے ہیں مگر اس جیسی آنکھ ساری دنیا کے ڈاکٹر مل کر نہیں بنا سکتے یہ سوالات مجھے اللہ کی بنائی ہوئی ہر چیز سے اس کے بنانے والے کو تلاش کرنے پر مجبور کرتے، میں نے اپنے دل کی تسکین کے لئے مذہب کو سہارا سمجھا۔

پہلے میں مندروں میں جاتا تھا مگر میں دیکھتا تھا کہ اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی مورتیوں کو لوگ پوجتے ہیں مجھے عجب لگتا، مجھے مورتی کی پوجا کرنے والوں کی عقل پر افسوس آتا، میرے گھر والے مورتیوں کو کھانا کھلاتے ان کو سردی گرمی میں کپڑا اور ہوا کا انتظام کرتے، میں گھر والوں سے کہتا کہ تم ان کو کھلاتے ہو پلاتے ہو مگر ان کو جنگل میں پاخانے کے لئے نہیں لے جاتے وہ مجھے ڈانٹتے اور کہتے یہ تو پاگل ہو گیا ہے اس کی عقل کو بھگوان نے سلب کر لیا ہے۔

ایک بار میں اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ ہری دوار کی نیل کنٹھ پہاڑی

پر گھومنے گیا، میں نے وہاں دیکھا کہ مندر پر پولیس کی کافی بھیڑ ہے میں نے لوگوں سے پوچھا یہاں اتنی پولیس کیوں ہے؟ انہوں نے جواب دیا مندر میں بھگوان شیو جی کا سونے کا سانپ رکھا ہے جو بڑا بھاری اور قیمتی ہے اس کی حفاظت کے لئے پولیس ہے کوئی بھگوان کا سانپ چوری کر کے نہ لے جائے اس لئے یہاں ہر وقت پولیس کا پہرہ لگا رہتا ہے، یہ سن کر مجھے بڑا جھٹکا لگا کہ جو شیو جی اپنے سانپ کی حفاظت نہ کر سکتا ہو وہ ان لوگوں کی کیا حفاظت کرے گا؟ جو خود اپنی حفاظت کے لئے پولیس کا محتاج ہے وہ کیسے پوجا کے لائق ہو سکتا ہے؟ میرے دل میں خیال آیا کہ اگر ان مورتیوں کو حس ہوتی اور ان میں جان ڈال دی جائے تو یہ خود ہماری پوجا کریں کہ ہم ان کے بنانے والے ہیں اور بنانے والے کی پوجا کی جاتی ہے۔

کئی بار اخباروں میں خبریں پڑھتا کہ آج اس مندر میں بھگوان کی چاندی کی مورتی چوری ہوگئی اور آج فلاں مندر سے بھگوان کا ترشول چوری ہو گیا ،اس طرح کی باتوں سے میرا دل مندروں سے سخت متنفر ہو گیا اور اس کے بعد میں نے اپنی مذہبی تسکین کے لئے ست سنگ میں جانا شروع کیا۔

میں ست سنگوں میں جانے لگا میں نے وہاں دیکھا جب گرو مہاراج پروچن کرتے ہیں تو لوگوں کو کہتے ہیں کہ (موہ مایا) یعنی دنیا کے لالچ سے دور رہو مگر جب کوئی ان کو پانچ سو کا نوٹ دیتا تو بہت خوش ہو جاتے اور جلدی سے جیب میں رکھ لیتے جو لوگ ان کو نوٹ دیتے ان کو پاس بٹھاتے اور جو نوٹ نہ دیتے تو ان کی طرف توجہ بھی نہ دیتے، میرے دل میں بات آئی کہ یہ کیسا دھرم ہے کہ خود تو مال سے پیار کرو اور لوگوں کو دور رکھو، میں نے کچھ گروؤں کے کالے کرتوتوں اور جوان

لڑکیوں کے ساتھ ان کے مذاق کو بھی دیکھا، میں نے دیکھا کہ گرو لوگوں کو وصیت کر رہے ہیں کہ ان کی سمادھی بنائی جائے ان کو جلایا نہ جائے اور لوگوں کو جلانے سے منع نہیں کرتے مجھے ایسا لگتا تھا کہ یہ اپنے دل میں اسلام قبول کر لیتے ہیں مگر دوسروں کو دور رکھتے ہیں، ان باتوں کی وجہ سے میرا دل ست سنگ سے پھر گیا۔

میں نے ہندو مذہب چھوڑ کر عیسائیوں کی طرف رخ کیا میں نے وہاں بھی حضرت عیسیٰؑ اور مریم کی تصویریں دیکھیں جن کی پوجا ہوتی ہے، خدا کے بیٹا کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے عیسائیوں کو دیکھا کہ حضرت عیسیٰؑ کی مورتی کی پوجا کرتے ہیں ان سے پرارتھنا کرتے ہیں حالانکہ ان کا ماننا ہے کہ ان کو خود سولی پر چڑھا دیا گیا تھا جس خدا کے لئے خود خدا کو سولی پر چڑھا دیا گیا ہو اس کی پوجا کونسی عقل کی بات ہے؟ بیٹے سے پرارتھنا کرنے کی پرارتھنا کریں خود خدا سے پرارتھنا کیوں نہیں کرتے؟ میرا دل عیسائیت کی طرف سے بھی مایوس ہو گیا ایک روز گرجا گھر سے دکھے دل کے ساتھ واپس آیا تو راستہ میں مجھے جینیوں کے منیوں کا ایک قافلہ ملا۔

چار پانچ ننگے لوگ بے شرمی سے جا رہے تھے راستہ میں ایک جگہ ان کا سواگت ہونا تھا جوان لڑکیاں ان کے ننگے جسم کو دھو کر پانی پی رہی تھیں میں بہت مایوس ہوا اور میری آتما شرم کے مارے ڈوب مرنے کو چاہی کہ انسان کی بدھی (عقل) اندھے رواجوں کے سامنے کہاں تک چلی جاتی ہے۔

اسلام کے دروازے پر: سارے دروں سے مایوس ہو کر میں نے اسلام کی کھوج شروع کی، میرے گاؤں میں بہت سے مسلمان رہتے تھے میں نے جیسے جیسے اسلام کو جاننا شروع کیا میرے دل نے کہا کہ یہ پراکرتک دھرم (فطری

مذہب) ہے۔

مجھے آخرت کے عقیدہ کے علم نے سب سے زیادہ متاثر کیا دنیا کی ہر چیز فنا ہو جانے والی ہے اور اللہ تعالی کے سامنے ہر چیز کا حساب دینا ہے یہ بات انسان کو انسان باقی رکھنے کے لئے مجھے بہت اچھی لگی، اس دنیا کو چھوڑ کر سب کو جانا ہے اور اپنے مالک کے سامنے اس دنیا میں کئے گئے کرموں (اعمال) کا حساب دینا ہے اس مالک کے سامنے جانا ہے جو سارے جہاں کو بنانے والا ہے ساری دینا کے لوگ اس کے بندے ہیں، یہاں تک کہ اسلام کے رسول حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کے بندے اور ایک انسان ہیں میں نے اسلام کو جاننے کے لئے کچھ مسلمان لڑکوں سے دوستی کر لی میرے ایک دوست فاروق کی نانی کا انتقال ہو گیا، میں ان کے دفن میں شریک ہوا، میں نے قبر میں دفنانے کے طریقے کو دیکھا، مجھے بہت اچھا لگا اور مجھے ہندو مذہب کے مطابق ظالمانہ طریقہ پر جلانے کے مقابلہ میں یہ دفن بالکل سورگ کی طرح لگا، میں گھر جا کر سویا تو میں نے خواب دیکھا دو قبریں ہیں، کچھ اچھے لوگ مجھے دونوں قبریں کھول کر دکھانے لگے، ایک آدمی خوبصورت کپڑوں میں آرام سے سو رہا تھا اور دوسرے کی قبر میں خون تھا، لوگوں نے بتایا کہ سونے والا نیک مسلمان تھا اور خون پیپ والا برا آدمی تھا اس کے بعد اپنے دوست کی نانی کو دیکھا وہ بہت خوبصورت جوان شہزادی سی لگ رہی تھی حالانکہ وہ بہت بوڑھی اور کالے رنگ کی تھی، لوگوں نے بتایا کہ یہ نانی بہت نیک تھی اس کی وجہ سے ان کو خوبصورت بنا دیا گیا، میری آنکھ کھل گئی، اس خواب کے بعد مجھے مرنے کے بعد حالات کا آنکھوں دیکھی باتوں سے زیادہ یقین ہو گیا اور مجھے روز اچھے اچھے خواب دکھائی دینے لگے،

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

میرے مسلمانوں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے میرے گھر والوں کو مجھ پر شک ہونے لگا انہوں نے مجھے ڈانٹنا شروع کیا میں نے گھر والوں سے کہہ دیا کہ مجھے مسلمان ہونے سے اب کوئی نہیں روک سکتا،

اس کے بعد مجھ گناہ گار پر میرے اللہ نے احسان کیا میرے گاؤں میں ۱۲/ اکتوبر ۲۰۰۲ء کو اللہ کے نیک بندے اور انسانیت کے سچے دوست مولانا کلیم صاحب کو بھیج دیا، لوگ مجھے ان کے پاس لے گئے انہوں نے موت کے خوف سے دیر کرنا مناسب نہ سمجھا اور مجھے کلمہ پڑھایا میرا نام پوچھا اور کہا اسلام میں نام بدلنا کچھ ضروری نہیں مگر میں نے ہندوانہ نام بدلنے پر اصرار کیا تو انہوں نے میرا نام محمد اکرم رکھ دیا،

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: ایمان قبول کرنے کے بعد مجھ پر پانچ وقت کی نماز فرض ہو گئی، میں نماز سیکھنے لگا اور نماز پڑھنے مسجدوں میں جانے لگا یہ بات آس پاس کے گاؤں میں پھیل گئی بعض مسلمان بھی ڈرنے لگے میں ان مسلمانوں سے کہتا آپ کیوں ڈرتے ہیں ؟ پولیس اگر مجھے مجرم سمجھتی ہے تو میں خود جواب دونگا جب چور خود نہیں ڈرتا تو آپ کو کیا ڈر ہے، میں بالغ ہوں، پوسٹ گریجویٹ ہوں جاہل نہیں، میں نے سوچ سمجھ کر سارے دھرموں کو دیکھ کر فیصلہ کیا ہے، میرے گھر والے مجھے ستانے لگے، مجھ پر سختیاں کی گئیں، میرے والد نے مجھے پانچ پانچ دن کمرہ میں بند رکھا، کمرہ میں بند رہ کر بھی میں نے نماز نہیں چھوڑی میرے دل میں خیال آیا کہ دنیا والے غلط کام کر کے، چوری کر کے جیلوں میں بند ہو جاتے ہیں اور پولیس کی سختیاں سہتے ہیں، میں اپنے مالک کی بہت ہی سچی بات کے لئے اپنے گھر میں بند ہوں میرے گھر

والے ہی مجھے مار رہے ہیں یہ سوچ کر مجھے اس پٹائی اور تکلیف میں عجیب مزہ آتا تھا۔

میں ایک روز موقع پا کر گھر سے نکل گیا اور مرکز نظام الدین جا کر چلہ کی جماعت میں چلا گیا، واپس آکر میں گاؤں میں مسلمانوں کے گھر رہنے لگا، پورے علاقہ خاص طور پر گاؤں میں بہت ہنگامہ ہوگیا میرے خاندان والے مجھے جان سے مارنے کی سوچنے لگے، میں نے عدالت میں اور پولیس میں جان کا خطرہ کے لئے درخواست دیدی، پولیس مجھے پرتاپور تھانے میں لے گئی پولیس افسران نے مجھے ملازمت کا لالچ دیا کہ تمہیں داروغہ بنادینگے، میں نے کہا دو دن کا داروغہ بن کر پھر ہمیشہ کی دوزخ کی جیل اور سزا سے مجھے کون بچائے گا، مجھے شادی کا لالچ دیا، میرے سامنے اللہ کے سامنے کھڑے ہونے اور آخرت کے گھر کی کامیابی تھی میرے اللہ نے مجھے ثابت قدم رکھا۔

ایس پی سٹی نے مجھ سے پوچھا تم گاؤں کے علاوہ کہیں دوسری جگہ بھی رہ سکتے ہو؟ میں نے کہا نظام الدین دہلی جاسکتا ہوں وہ مجھے نظام الدین لے گئے مگر وہاں ان لوگوں نے معذرت کردی، پولیس والے بہت غصہ ہوئے مجھ سے کہا اب ہم تمہارا کیا کریں، میں نے کہا ایک گاؤں پھلت ہے شاید وہ لوگ مجھے وہاں رکھ لیں، دو پولیس والے مجھے پھلت لے چلے، وہ لوگ بھی تھک گئے تھے، بھوکے بھی تھے، کھتولی نہر پر پہنچ کر وہ آپس میں کہنے لگے اس کو مار کر نہر میں ڈال دو اس نے ہم کو ستا کر رکھ دیا میں نے کہا اگر میرے اللہ نے میری زندگی لکھ دی ہے تو ساری دنیا بھی مل کر مجھے مار نہیں سکتی، کہنے لگے چالیس دن میں مسلمانوں نے اس کو مولبی (مولوی) بنا دیا، دیر رات کو پھلت پہنچے، مدرسہ میں مولانا کلیم صاحب موجود نہیں

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

تھے پولیس والوں نے مدرسہ والوں سے کہا کہ اگر آپ لکھ کر دیں کہ آپ اس کی حفاظت کریں گے تو ہم اس کو چھوڑ دیں ورنہ ہم اس کو مار کر نہر میں ڈال جائیں گے، اللہ تعالی جزائے خیر دے بھائی الیاس صاحب کو اور بھائی سخاوت کو انہوں نے لکھ کر دے دیا، اللہ کا شکر ہے اب میں خوش خوش پھلت میں رہ رہا ہوں، ہمارے ابو مولانا کلیم صاحب میرے ماں باپ ہیں، وہ ماں باپ سے بھی زیادہ مجھ سے پیار کرتے ہیں مجھے گھر کی یاد بھی نہیں آتی۔

سوال: اس کے بعد آپ کا گھر والوں سے کچھ رابطہ ہے؟

جواب: میرے والد اور بہت سے رشتہ دار آتے رہتے ہیں اور مجھے اپنے دھرم میں واپس جانے کو کہتے ہیں، پہلے میں ان کو بہت سخت جواب دیتا تھا مگر حضرت مولانا کلیم صاحب نے مجھے بہت سمجھایا کہ گھر والے تمہارے ماں باپ، رشتہ دار سب بڑے ہیں انہوں نے تمہاری پرورش کی ہے ان کا بڑا حق ہے ان کا بڑا ادب کرنا چاہیے اور بہت خدمت اور پیار سے ان کو دوزخ سے بچانے کی فکر کرنی چاہئے، میری سمجھ میں یہ بات آگئی اب جب آتے ہیں تو میں بہت ادب کرتا ہوں وہ ناشتہ بھی کرتے ہیں، کھانا بھی کھاتے ہیں میں ان کے لئے اپنے اللہ سے دعا بھی کرتا ہوں۔

سوال: اس کے علاوہ اور لوگوں میں بھی آپ کچھ دعوت کی فکر رکھتے ہیں؟

جواب: اپنے سبھی دوستوں اور رشتہ داروں میں، میں نے دعوت کا کام شروع کیا ہے، اللہ کا شکر ہے، ان میں کئی لوگ مشرف بہ اسلام ہوگئے ہیں اور مجھے امید ہے کہ اور بھی لوگوں کو میرے اللہ ہدایت دیں گے۔

سوال: ارمغان کے قارئین مسلمان بھائیوں سے آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

جواب: میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ ساری دینا کے انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں ہمارے خونی رشتہ کے بھائی بہن ہیں اور اگر نا سمجھی میں نفرت اور ظلم کرر ہے ہیں تو ہم تو نبی کے ماننے والے قرآن کے ماننے والے ہیں ہم کوان تک درد کے ساتھ دعوت پہنچانی چاہیئے ،خصوصاً ہمارے ملک میں ۳۳ کروڑ سے زیادہ دلت کہلانے والے وہ لوگ آباد ہیں جن کو مذہب کے ٹھیکے داروں نے اچھوت کہہ کر ذلیل کیا ہے ان میں کام بہت آسان ہے وہ لوگ اندر سے ٹوٹے ہوئے ہیں اگر ہم اسلامی مساوات سے ان کے دلوں کو جیت سکیں تو یہ ان پر اور اپنے ملک پر احسان ہوگا۔

سوال: بہت بہت شکریہ، جزاکم اللہ

جواب: آپ کا بھی شکریہ کہ آپ نے مجھے عزت بخشی۔

مستفاداز ماہ نامہ ارمغان ،اکتوبر ۲۰۰۳ء



جناب شیخ محمد عثمان (ستیش چندر گوئل) سے ایک ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد عثمان : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: سیٹھ عثمان صاحب آپ دہلی کب تشریف لائے؟

جواب: مولانا احمد صاحب! آج ہی صبح آیا تھا اور رات میں واپس جانا ہے، مولانا صاحب سے ملنے کو دل کر رہا تھا میں نے فون کیا معلوم ہوا کہ دہلی میں ہیں، مولانا نے بتایا کہ مجھے بھی آپ سے ضروری کام ہے، مجھے پرانی دہلی سے کچھ مال خریدنا ہے، صدر اور چاندنی چوک میں کچھ کام ہو گیا ہے، کچھ شام کو ہونا ہے، میں نے خیال کیا کہ دوپہر میں حضرت سے مل آؤں، حضرت نے بتایا کہ احمد آپ سے ارمغان کے لئے ایک انٹرویو لیں گے۔

سوال: آپ کی ابی سے ملاقات ہوگئی؟

جواب: جی الحمد للہ ہوگئی، اصل میں میں پیر اور شیخ کی حیثیت چارجر کی سی ہوتی ہے، حضرت سے مل کر ایمان کی بیٹری، یعنی اندر دل کی بیٹری چارج ہوجاتی ہے، حدیث میں بھی نیک صحبت کی اتنی فضلیت آئی ہے، یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ہی تو تھی کہ صحابہ، صحابہ بنے۔

سوال: آپ نے بالکل سچ فرمایا، آپ نے خود ہی بتایا کہ ابی نے آپ سے فرمایا

ہے کہ احمد کو ارمغان کے لئے انٹرویو لینا ہے، اسی کے لئے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں؟

جواب: کیسی بات کر رہے ہیں، تکلیف کیسی یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ کسی دینی دعوتی کام میں مجھ گندے کا نام آجائے (روتے ہوئے) ورنہ کہاں میں بت پرست اور کہاں ایمان کی مبارک دولت۔

سوال: آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے۔

جواب: مغربی یو پی کے مشہور ضلع بلند شہر میں، جوراجا برن کی راجدھانی تھی وہاں میری پیدائش ایک تاجر لالہ خاندان میں ہوئی، میرے والد کی ایک کرانہ کی بڑی دکان تھی، میرا نام انہوں نے ستیش چندر گوئل رکھا، میرا ایک چھوٹا بھائی ہے، میرے والد کے انتقال کے بعد میں نے کاروبار سنبھالا، بھائی کو ایک تھوک تجارت کا کاروبار کرایا، اللہ نے خوب کاروبار میں ترقی دی اور والد صاحب کے کاروبار کو ہم نے الحمدللہ بہت بڑھایا، انٹرمیڈیٹ تک تعلیم حاصل کی پھر والد صاحب کا انتقال ہو گیا اور آگے تعلیم جاری نہ رکھ سکا اور کاروبار سنبھالنا پڑا، میری شادی مظفر نگر کے ایک بڑے تاجر گھرانے میں ہوئی بیوی بہت شریف خاتون ہیں، وہ پوسٹ گریجویٹ ہیں، ہمارے دو بیٹے اور ایک بیٹی تین بچے اللہ نے دیئے ہیں، والدہ میرے ساتھ رہتی ہیں۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیے؟

جواب: ہمارا خاندان ایک مذہبی ہندو گھرانہ تھا، مذہبی کاموں میں ہم نے اپنے والد کو بہت خرچ کرتے ہوئے دیکھا ہے خصوصاً دان اور بھنڈارے میں تو بہت ہی خوشی سے خرچ کرتے تھے اور ہم نے اس خرچ سے کاروبار بڑھتے دیکھا تو مجھے بھی

مذہبی کاموں میں خرچ کا بہت شوق ہوا، اس لئے ہندو مذہب کے علاوہ دوسرے مذہبی کاموں میں بھی خرچ کرتا، کہیں مسجد بنتی یہ سوچتا کہ ہے تو یہ بھی مالک کا گھر، میں ضرور مسلمانوں کے نہ چاہتے ہوئے پیسے دیتا، ہمارے یہاں تبلیغی اجتماع ہوتا میں ذمہ داروں کو تلاش کر کے خوشامد کر کے پیسے دے کر آتا، شاید اللہ کو میرا یہ کام پسند آگیا اور میرے لئے ہدایت کا فیصلہ ہو گیا۔

سوال: ظاہر ہے کہ ہدایت کا فیصلہ تو اللہ کے یہاں ہوتا ہے، مگر ذریعہ کیا ہوا اور کس طرح آپ مسلمان ہوئے، ذرا بتائیے؟

جواب: ہمارے والد نے ایک مارکیٹ بنائی تھی اور وہ مارکیٹ مسلمانوں کے محلے کے قریب تھی، دس دکانوں میں سے چھ دکانیں مسلمانوں نے کرایہ پر لی تھیں، میرا کاروبار بڑھا، مجھے ایک گودام کی ضرورت تھی، خیال ہوا کہ اس مارکیٹ کو خالی کرایا جائے اور نئے سرے سے نقشہ بنوا کر گودام تعمیر کرایا جائے، ایک بینک نے ہم سے وہ جگہ کرایہ پر لے کر خود تعمیر کرانے کی خواہش ظاہر کی، زبانی معاملہ طئے ہو گیا، کرایہ داروں سے پگڑی لے کر دکان خالی کرنے کے لئے کہا گیا، آدھے کرایہ دار راضی ہو گئے جو راضی نہ ہوئے ان کو خالی کرانے کا نوٹس جاری کر دیا گیا، تعمیر چونکہ نئی تھی اس لئے عدالت سے امید تھی ہمارے ایک کرایہ دار سعید احمد چائے کی دکان کرتے تھے اور ایک کرایہ دار نے جنرل اسٹور کر رکھا تھا ان کا نام محمد عرفان تھا، قدرت کا فیصلہ کہ ان کا اسٹور پہلے بہت اچھا چلتا تھا مگر اب کاروبار بالکل ٹھنڈا تھا، مقدمہ کی شروعات ہوئی، سعید احمد محلّہ کی مسجد کے امام صاحب مولانا معین الدین کے پاس دعا کے لئے گئے، مولانا صاحب حضرت مولانا کلیم صاحب کے مرید ہیں، سعید نے اپنی پریشانی بتا کر دعا کے لئے کہا، مولانا نے ان سے معلوم کیا کہ

کرایہ داری میں وقت کتنا طئے ہوا تھا، انہوں نے کہا کہ معاملہ گیارہ مہینے کا ہوا تھا پھر ہر سال تازہ ہوتا رہتا ہے اب تین سال سے کرایہ نامہ پر تجدید بھی نہیں ہے، مولانا صاحب نے معلوم کیا کہ زبانی بھی کوئی معاملہ طئے نہیں ہوا؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، مولانا صاحب نے کہا کہ لالہ جی دکان کے مالک ہیں اور آپ ان کی دکان دبانا چاہتے ہیں، میں تو لالہ جی کے حق میں دعا کروں گا، تم تو غاصب ہو تمہارے حق میں دعا کیسے کرسکتا ہوں؟ سعید صاحب بے چارے مایوس ہوکر واپس آگئے۔

محمد عرفان انہیں کے مقتدی ہیں انہوں نے مولانا سے مشورہ کیا کہ لالہ جی نے پہلے زبانی دکان خالی کرنے کے لئے کہا اور اب نوٹس بھیجا ہے، دکان یوں بھی بالکل ٹھپ ہے، کیا کیا جائے؟ مولانا نے ان سے بھی معاملہ اور معاہدے کی تفصیلات معلوم کیں، مولانا نے ان سے بہت سختی سے کہا کہ وہ دکان فوراً خالی کردیجئے، اگر یہاں کی عدالت میں آپ کے حق میں فیصلہ ہو بھی گیا تو آخرت کی عدالت میں آپ بہت برے پھنسیں گے، نہ جانے ہم کیسے مسلمان ہوتے ہیں کہ نماز میں تو مسلمان ہوتے ہیں اور کاروبار میں ہم مسلمان نہیں رہتے، واقعی ہمارے حضرت سچ کہتے ہیں، ایک جملہ میں تقریر کررہے تھے: **لا ایمان لمن لا امانة لہ ولا دین لمن لا عهد لہ**" یہ فرمان ہمارے پیارے نبی ﷺ جمعہ کے ہر خطبہ میں ارشاد فرماتے تھے اور جب معاہدہ گیارہ مہینہ کا ہوا ہے تو پھر ایک دن بھی بغیر لالہ کی اجازت کے دکان پر رہنا غاصبانہ قبضہ، جرم سراسر بے ایمانی ہے، میری رائے ہے کہ آپ فوراً دکان خالی کیجئے، اللہ تعالیٰ آپ کے کاروبار کو اور اچھا چلائیں گے۔

Page 251

محمد عرفان یوں بھی اسٹور چھوڑنے کو تھے، مولانا صاحب کی بات سے ان پر بہت اثر ہوا اور اگلے روز دکان سے سامان اٹھانے لگے، میں ڈر گیا ہمارے یہاں ایک مشہور بدمعاش تھا، لوگ زمینوں اور مکانوں کے معاملہ میں اس سے فائدہ اٹھاتے تھے، خالی کرنے کے بجائے اس کو قبضہ دے دیتے تھے، اس سے کسی کو کہنے کی ہمت نہ ہوتی، مجھے ڈر لگا کہ شاید عرفان نے اس کو قبضہ دینے کی بات کرلی ہے، مگر ایسا کچھ نہ ہوا دوسرے روز شام کو محمد عرفان میرے گھر آئے اور بڑے اخلاق سے ملے اور بولے لالہ جی بہت بہت شکریہ کہ آپ نے اتنے دنوں تک ہمیں کرایہ پر دکان دی، اب میں نے آپ کے حکم سے دکان خالی کردی، خالی کرنے میں جو تاخیر ہوئی اس کے لئے مجھے آپ معاف کردیں۔

میں نے کہا کہ ایک لاکھ روپئے پگڑی کے آپ کو لادوں، عرفان بولا نہیں لالہ جی کیسی بات کرتے ہو، پگڑی کیسی دکان آپ کی تھی آپ کے حوالہ، میں ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ کوئی بدمعاش تو نہیں آرہا ہے، تھوڑی دیر تک تو مجھے چابی لینے کی ہمت نہیں ہوئی، میں نے معلوم کیا کہ خیریت تو ہے عرفان بولا جی لالہ جی بالکل خیریت ہیں میں نے کہا اتنی جلدی کوئی دکان خالی کہاں کرتا ہے، مجھے تو یقین نہیں آرہا ہے، عرفان بولا کہ غلطی ہماری ہے کہ ہم نے اسلام کو اپنے معاملہ اور اپنے لین دین سے نکال دیا، اس لئے آپ کو اسلامی معاملہ ہوتے دیکھ کر یقین نہیں آرہا ہے، میں نے پھر کہا کہ پہلے تو آپ نے دکان خالی کرنے کے لئے منع کردیا تھا، عرفان نے بتایا کہ میری غلطی تھی، میں مسجد کے امام صاحب کے پاس گیا انھوں نے مجھے بہت دھمکایا اور اسلامی ضابطہ بتایا اور سمجھایا کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بڑی عدالت میں بہت برے پھنسوگے اور مولانا صاحب نے جو انہیں کہا وہ سب

مجھے بتایا، میں نے کہا کہ آپ مولانا صاحب سے مجھے ملا دیں گے؟ انھوں نے کہا کہ ابھی چلئے کہ میں نے اسکوٹر اسٹارٹ کیا، عرفان کے ساتھ مسجد میں پہنچا، مولانا کتاب پڑھ رہے تھے، مسجد کے کمرے میں ان سے ملاقات ہوئی، میں نے امام صاحب سے کہا کہ مولانا آپ نے عرفان کو دکان خالی کرنے کے لئے کیسے کہا، مولانا نے کہا کہ ہمارے دین اور ہمارے قرآن نے ہمیں یہ قانون بتایا ہے، میں نے حیرت سے یہ سوال کیا کہ مولانا آپ کے دھرم میں کرایہ داری کا قانون بھی ہے، امام صاحب نے کہا ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں کھانا کس طرح کھانا ہے، کھانا کھا کر انگلیاں چاٹنی ہے تو اس میں کیا ترتیب ہوگی، ناخن کاٹنے ہیں تو کس طرح یعنی کون سا ناخن سب سے پہلے کون سا اس کے بعد یہ تک بتایا ہے، میں نے کہا پھر یہ قانون تو صرف مسلمانوں کے لئے ہے یا ہم بھی اسے جان سکتے ہیں، مولانا صاحب نے کہا یہی تو ہمارا سب سے بڑا جرم ہے کہ ہم نے آپ تک نہیں پہنچایا، اسلام کا قانون اور قرآن صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ اس کا ماننا ہر انسان کے لئے ضروری ہے اور ہمارے ذمہ ہمارے اللہ نے اسے سب تک پہنچانا رکھا تھا، ہم نے غفلت کی اور اس جرم میں ساری دنیا کے مسلمان ذلیل ہو رہے ہیں، میں نے کہا کہ تو پھر آپ نے ہمیں کیوں نہیں پہنچایا، مولانا نے کہا کہ یہی تو غلطی ہے اب آپ تشریف رکھئے کہ میں آپ کو بتانا چاہوں، میں بیٹھ گیا سردیوں کی رات تھی مولانا نے چائے منگوائی اور بات شروع کی چلتے وقت کتابیں بھی دیں، میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ میں روزانہ آپ کے پاس دس پندرہ منٹ کے لئے آسکتا ہوں، مولانا نے کہا کہ شوق سے۔

میں پابندی سے مولانا صاحب کے یہاں جاتا رہا وہاں سے اٹھنے کو دل

نہ کرتا، بس ان کے آرام کے خیال سے اٹھ کر آجاتا، پانچویں روز میں نے مولانا صاحب سے مسلمان ہونے کی درخواست ظاہر کی، ۱۱/ جنوری ۱۹۹۲ء کو عشاء کے بعد مولانا نے مجھ کو کلمہ پڑھایا، وہ روزانہ اپنے حضرت مولانا کلیم صاحب کا ذکر کرتے، ہم نے اسی روز حضرت سے ملنے کا پروگرام بنایا اتوار کے روز پھلت پہنچے، مولانا صاحب ہم سے مل کر بہت خوش ہوئے، میرا نام اسی روز محمد عثمان رکھا اور مولانا نے بتایا کہ حضرت عثمان ہمارے نبی ﷺ کے بہت پیارے ساتھی تھے بڑے تاجر تھے اور دان بہت کرتے تھے اس لئے میں آپ کا نام محمد عثمان رکھتا ہوں، مولانا نے مجھے ماں اور بچوں پر کام کرنے کو کہا اور بہت تاکید کی کہ گھر والوں کے ساتھ آپ کا رویہ تبدیل ہونا چاہیے اب آپ ان کا بہت خیال کیجئے ان پر خوب خرچ کیجئے گھر والوں پر خرچ کرنے میں، میں ذرا محتاط تھا، مولانا نے کہا، وقت بھی زیادہ دیجئے اور محبت کا اظہار چاہے تکلف سے زبردستی کرنا پڑے، آپ کیجئے اور محبت کے ساتھ ان سے مرنے کے بعد کی آگ سے بچنے کی فکر کے لئے کہئے، ایک دفعہ گھر والوں کو بٹھا کر ذرا درد کے ساتھ آپ کی امانت ان کو پڑھ کر سنایئے بلکہ ایسا کیجئے کہ ایک روز گھر میں گھر والوں کی پسند کی کچھ چیزیں کھانے کی لایئے، مزے سے ساتھ کھایئے اور پھر آپ کی امانت سنایئے، پہلے ان کو آمادہ کر لیجئے جب وہ خود کہیں کہ سنایئے تو پڑھئے، پھر مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ تھوڑی تھوڑی پڑھئے۔

سوال: تو آپ نے پھر کام کس طرح کیا؟

جواب: میں گھر آیا، سب گھر والوں کے گرم کپڑے نئے تین تین، چار چار خریدے، ماں اور بیوی کی کئی کئی شالیں لیں، جوتے اور موزے اچھے خریدے، روزانہ گھر میں کچھ لے کر آنے لگا، گھر والے حیرت کرتے ایک روز بیوی کے

بہت معلوم کرنے پر میں نے بتایا کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور اسلام کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ بہتر ہو اور جو مال حلال کمائی سے اپنے بال بچوں پر خرچ ہو، وہ اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے، بیوی کو اسلام سے دلچسپی بڑھی، ایک روز میں نے گھر والوں سے کہا کہ آج کھانا گھر نہیں پکے گا میں لیکر آؤں گا، میں ایک اچھے ریسٹورینٹ سے بہت سارے کھانے لے کر آیا، مزے لے کر گھر والوں نے کھایا پھر میں نے ان سے کہا کہ انسانیت کے بہت سچے پریمی (محبت کرنے والے) کی ایک بھینٹ میں لے کر آیا ہوں، دیکھو نام بھی کتنا پیارا ’’آپ کی امانت آپ کی سیوا میں‘‘ آج ہم یہ سنیں گے، اسے کون پڑھے گا؟ میری بیوی نے کہا میں پڑھوں گی، میں نے کہا کہ آپ پڑھیے، پڑھتے پڑھتے وہ رونے لگی، وہ پڑھ نہ سکی تو میں نے کتاب لی اور پڑھنا شروع کیا، پوری کتاب میں نے پڑھی، میری ماں بھی کئی بار روئی، میں نے ماں سے کہا: ماں! کیا ارادہ ہے؟ اب نرک میں جلنے کا، یا بچنے کا؟ ماں نے کہا کہ ایک تنکا تو ہاتھ پر رکھ نہیں سکتے، نرک میں کیسے جلیں گے؟ کتاب میں بالکل سچ لکھا ہے، میں نے کلمہ پڑھنے کی درخواست کی، اللہ کا کرنا وہ تیار ہوگئیں، پھر کیا تھا میری بیوی اور میرے تین بچے جو چھوٹے تھے، سب نے ملکر میرے کلمہ پڑھنے کے گیارہویں روز کلمہ پڑھ لیا، میں ان کو لے کر اگلے پیر کو پھلت پہنچا، مولانا صاحب نے میری والدہ کا نام آمنہ اور میری اہلیہ کا زینب، دونوں بیٹوں کا محمد حسن اور حسین اور بیٹی کا نام فاطمہ رکھا، مولانا بہت خوش ہوئے ہمارے امام صاحب کو اور مجھے بار بار دعا دیتے رہے۔

سوال: آپ نے اپنے خاندان والوں میں فوراً اعلان کر دیا؟

جواب: مولانا نے سختی سے اعلان کرنے سے منع کر دیا تھا، کیونکہ ہمارے گھر میں سب ساتھ تھے، اس لئے ابتدا میں کچھ مشکل نہ ہوئی، سن ۱۹۹۲ء کے حالات تو آپ جانتے ہیں، آخری درجہ میں آگ لگی ہوئی تھی، بابری مسجد کی شہادت کو ابھی ایک مہینہ ہوا تھا، ایک سال کے بعد رفتہ رفتہ لوگوں میں بات کھل گئی، خاندان والوں نے بہت مخالفت کی، ہندو تنظیموں نے بہت دھمکیاں دیں، بہت مرتبہ زیادتیاں کیں، سسرالی لوگ میری بیوی اور بچوں کو اٹھا کر لے گئے ان پر بھی بہت سختیاں کیں، میں نے جماعت میں جا کر اور پھر گھر میں حیاۃ الصحابہؓ اور حکایت الصحابہؓ پڑھنی شروع کر رکھی تھی، میری بیوی، بچوں کو سناتی تھیں اللہ کا شکر ہے کہ ان سختیوں سے ہم سبھی کو فائدہ ہوا۔

سوال: کچھ خاص واقعات کی تفصیل سنایئے، ابی بتا رہے تھے کہ آپ پر بڑے حالات آئے؟

جواب: اصل میں احمد بھائی! میرا تجربہ ہے کہ جب میں ان حالات کا ذکر کرتا ہوں تو مجھے ایسا لگتا ہے آپ اپنی پونجی کم کر رہا ہوں، دل کو ان کا ذکر اچھا نہیں لگتا، آدمی کے زندگی بھر کیڑے پڑیں، اس کی کھال اتاری جائے اور اس کے جسم کی بوٹی بوٹی کر کے بھی، اس زمانے میں جب ایمان جانے کا زمانہ ہے اللہ تعالیٰ کسی خوش قسمت کو ایمان عطا فرما دیں تو بھی کتنا انعام ہے اور سودا کتنا سستا ہے، پھر میرے ساتھ تو بہت کم ہوا، میرے اللہ نے مجھے اتنے سستے داموں بلکہ مفت میں ایمان دے دیا، پھر میں چند سالوں کی مشکلوں کا ذکر کروں تو ایسا لگتا ہے کہ یہ کریم آقا کی غیروں کے سامنے شکایت کرنا ہے، جبکہ یہ بات بھی ہے کہ خاندان والوں اور ناسمجھوں کی طرف سے ہر مشکل اور تکلیف سے میں نے اور گھر والوں نے اپنے

ایمان کو بڑھتا دیکھا، مجھے ہر تکلیف اور مشکل کے وقت صاف محسوس ہوتا کہ میرے پیارے اللہ میاں، بڑی محبت سے مجھے قربانی دیتے دیکھ رہے ہیں اور اس احساس میں احمد بھائی مجھے تکلیف کے بجائے ہمیشہ مزہ آتا تھا۔

سوال: بعد میں آپ نے ہجرت بھی کر لی تھی؟

جواب: حضرت کے مشورہ کی وجہ سے میں نے غازی آباد میں سکونت اختیار کر لی تھی مگر بعد میں حالات اچھے ہوگئے اور کچھ دعوتی مصلحتوں کی وجہ سے واپس آ گیا ہوں۔

سوال: کیا محمد عرفان کو آپ نے وہ دکان، دوبارہ واپس کرایہ پر دے دی تھی؟

جواب: مجھے یہ خیال ہوا کہ یہ کرایہ دار اور یہ مارکیٹ میرے لئے ہدایت کا ذریعہ بن گئی ہے، اس لئے میں نے نئی تعمیر کا ارادہ ملتوی کر دیا اور محمد عرفان کو دکان کی چابی واپس کی اور کہا کہ میری زندگی بھر کے لئے دکان آپ کے پاس رہے گی اور ایک لاکھ روپے قرض حسنہ کے طور پر کاروبار کے لئے دیئے، الحمد اللہ ان کا کاروبار چل گیا اور اللہ کا کرنا سعید صاحب کے خلاف عدالت نے دکان خالی کرنے کا حکم جاری کر دیا، وہ مولانا معین الدین صاحب کے بہت معتقد ہوگئے ہیں کہ مولانا لالہ جی کے حق میں دعا کے لئے کہا تھا، اللہ نے لالہ جی کے حق میں فیصلہ کروادیا، بار بار مولانا صاحب سے معذرت کرتے اور مجھ سے بھی معافی مانگتے ہیں کہ ہم نے اللہ کے قانون کو نہیں مانا اب آپ کو مقدمہ میں خرچ کرنا پڑا وہ آپ ہم سے لے لیجئے، میں نے ان کو بھی دکان واپس دے دی ہے۔ الحمد اللہ

سوال: میں نے سنا ہے کہ آپ نے بعد میں اور لوگوں پر بھی دعوت کا کام کیا ہے؟

جواب: بس اللہ نے مجھے اپنے ہدایت یاب ہونے والے بندوں کی ہدایت کا ذریعہ بنالیا، ورنہ میں کہاں اور دعوت کا عظیم کام کہاں، اصل میں، میں نے ایک بھٹہ لگایا تھا، بھٹہ میں آگ چھوڑنے کے لئے یعنی افتتاح کے لئے میں نے حضرت سے درخواست کی، مولانا صاحب نے علی گڑھ کے ایک سفر میں وعدہ فرمالیا، پھر مجھے ان مزدوروں پر کام کے لئے کہا اور کہا کہ بھٹہ میں دہکتی آگ سے آپ دوزخ کو اچھی طرح سمجھا سکتے ہیں، الحمد للہ آٹھ سالوں میں ایک سو سے زیادہ مزدور مسلمان ہوگئے ہیں اور الحمد للہ میں نے ۸۶ لوگوں کے چلے بھی لگوادیئے ہیں اس کے علاوہ بھی ادھر ادھر اللہ نے مجھ گندے کو ہدایت کا ذریعہ بنادیا ہے۔

سوال: خیر کے کاموں میں خرچ کا بھی آپ کو بہت شوق ہے؟

جواب: اصل میں سچ بات تو یہ ہے کہ ہم چوکیدار ہیں مال ہمارے پاس امانت ہے جس کے پاس زیادہ مال ہو وہ زیادہ خطرے میں ہے، اللہ کے یہاں حساب دینا ہے جو مال ہم خرچ کر دیں وہ ہمارے پاس امانت کے بجائے ملکیت ہو جاتا ہے تو پھر کیسی بے وقوفی ہے کہ امانت کو ہم اپنے آخرت کے اکاؤنٹ میں جمع نہ کرائیں جب کہ یہ تجربہ ہے کہ خرچ سے مال اور کاروبار بڑھتا ہے الحمد للہ میں حضرت سے بیعت ہوں تو ہم نے اپنے کو ساز وسامان کے ساتھ حضرت کو سونپا ہے دو سال پہلے حضرت نے ایک مدرسہ بھی میرے ذمہ کر دیا ہے الحمد للہ بہت کام بڑھ گیا ہے اللہ پورا کرا رہے ہیں۔

سوال: ارمغان کے قارئین کے لئے کوئی پیغام آپ دیں گے؟

جواب: ہمیں اسلام کی امانت کو پہنچانے کے لئے نکالا گیا ہے اسلام کی ہر بات میں انسانوں کے لئے کشش ہے ہم کچھ نہ کچھ تو اسلامی معاشرت، اسلامی

اخلاق بلکہ اسلامی عبادات کو لوگوں کے سامنے دعوت کی نسبت سے ظاہر کریں اب آپ دیکھئے کہ غلط روش اور ہندوستانی طرز سے ہٹ کر محمد عرفان نے ذرا اسلامی حکم کو مانا تو یہ کام نہ صرف یہ کہ میں اور میرے ساتھ کتنے لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا بلکہ خود ان کو دنیاوی لحاظ سے نقصان کے بجائے کتنا نفع ہوا۔

سوال : بہت بہت شکریہ سیٹھ محمد عثمان صاحب ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

جواب : آپ کا بہت بہت شکریہ کہ مجھے ارمغان کے قافلہ میں شامل کرلیا۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، ڈسمبر ۲۰۰۸ء

بھائی علاء الدین ﴿راجیشور﴾ سے ایک ملاقات

احمد اوّاہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بھائی علاء الدین : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال : بھائی علاء الدین صاحب آج آپ کہاں سے آئے ہیں؟

جواب : نندی گرام سے آیا ہوں، حضرت سے ملنے کو بیتاب ہو رہا تھا، کتنے دنوں سے تو ہم بھی بڑے ہنگامہ میں پھنسے ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ نے رحم کیا، ہمارے حضرت کی دعا کی برکت سے امن ہوا۔

سوال : آپ دو سال پہلے پھلت آئے تھے تو ابی نے کہا تھا کہ ارمغان کیلئے آپ سے انٹرویو لوں، مگر کھتولی کسی ضروری کام سے چلا گیا تھا جب میں واپس آیا تو آپ جا چکے تھے؟

جواب : ہاں بھائی احمد مولانا صاحب، حضرت نے مجھ سے فرمایا تھا اور میں انتظار کر رہا تھا، مگر پھر مولانا صاحب کا فون آگیا، حضرت نے فرمایا پھر کبھی آؤ گے تو اس وقت انٹرویو دینا۔

سوال : ہر کام کے لئے اللہ نے وقت طئے کر رکھا ہے، بس آج ہی کا وقت اللہ نے لکھا تھا، دیر آید درست آید۔ اب آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

جواب : اللہ آپ کا بھلا کرے، مولانا احمد صاحب، میں ہریانہ میں پانی پت ضلع کے ایک گاؤں کے دھینور کا بیٹا ہوں ، میرا نام میرے پتا جی (والد صاحب) نے راجیشور رکھا تھا، دو تین کلاس پڑھ کر میں پتا جی کے

ساتھ کھیت پر جانے لگا، ہمارے ایک کلّہ زمین تھی اسی میں سبزی بو کر ہمارے والد صاحب گزارا کیا کرتے تھے، میں اپنے والد کا اکیلا بیٹا تھا، میری دو بہنیں تھیں، جو مجھ سے بڑی تھیں۔

سوال: آپ کو مسلمان ہونے کا کیسے خیال آیا اور آپ کس طرح مسلمان ہوئے، ذرا اس کے بارے میں بتایئے؟

جواب: احمد بھائی مجھے اسلام قبول کرنے کا کیا خیال آیا بس میرے مالک کو رحم آ گیا اور اس نے بغیر طلب کے مجھے بھی خاندانی مسلمانوں کی طرح اسلام عطا فرما دیا، اصل میں میری دو بڑی بہنیں تھیں، والد صاحب نے ان کی شادی کی اور ان کی شادی کے بعد میری شادی ہوگئی، ہریانہ میں شراب بہت عام ہے، دوستوں کے ساتھ مجھے شراب کی کچھ زیادہ ہی لت لگ گئی، جمنا کے کنارے کچی شراب ذرا سستی مل جاتی ہے، شادی کے تین سال بعد میرے والد صاحب کا انتقال ہو گیا، اگلے سال ماں کا بھی انتقال ہو گیا، ماں باپ کے انتقال کے غم کو بھلانے کے لئے میں نے شراب اور زیادہ کردی، شراب کے نشہ میں دھت میں بالکل ناکارہ ہوتا گیا، میری بیوی بہت ہی بھلی اور محنتی عورت ہے، وہ بیچاری مجھے کہاں کہاں سے اٹھا کر لائی، بے چاری فاقے کرتی، ایک کے ایک بچے ہوتے رہے، اللہ نے آٹھ بچے، پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں مجھے دیں، اس بیچاری کے لئے زچگی میں ایک پاؤ گھی یا کوئی چیز میں نہ لا سکا، زمین بھی رفتہ رفتہ میں نے شراب میں بیچ دی، میری بیوی بیچاری بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے مزدوری کرتی، بعد میں اس نے کچھ پیسے جمع کر کے گاؤں میں سبزی کی دوکان کھول لی، تقریباً تیس سال اس طرح گزر گئے، میری بیوی بیچاری میرے بچوں

Page 256

کو بھی پالتی اور مجھے بھی کبھی وہاں سے اٹھا کر لاتی کبھی یہاں سے، میری شراب نے اس کی زندگی کو دوزخ بنا رکھا تھا، میں شراب پی کر اس کو مارتا بھی تھا، ہمارے گاؤں میں ایک حافظ صاحب مدرسہ چلاتے تھے، ایک رات میری گھر والی مجھے تالاب کے کنارے سے شراب میں دھت اٹھا کر لائی، صبح کو وہ بے چاری حافظ صاحب کے پاس جا کر بہت روئی اور ان سے کوئی تعویذ شراب چھڑانے کا دینے کو کہا، حافظ صاحب نے کہا ہمارے حضرت ہیں ہم تمھیں ان سے ملوائیں گے اور دعا کروائیں گے، وہ تعویذ تو دیتے نہیں، دعا کرتے ہیں، مالک کے پیارے بندے ہیں وہ ان کی دعا سنتا ہے، ہمیں امید ہے یہ شراب چھوڑ دے گا، مگر پھر تم سب لوگوں کو مسلمان ہونا پڑیگا، اس بیچاری نے کہا اس کی شراب چھڑا دو تم ہمیں مسلمان چھوڑ اپنا بھنگی بنا لینا، حافظ صاحب نے حضرت صاحب (مولانا محمد کلیم صدیقی) کو فون کیا اور پھلت اس عورت کو لے کر آنے کی اجازت چاہی، مولانا نے اسے لے کر آنے کی اجازت تو نہیں دی، لیکن فون پر حافظ صاحب کو پھلت بلایا، حافظ صاحب نے میری گھر والی کی ساری پریشانی بتائی، مولانا صاحب نے کہا، ایک انسان کی حیثیت سے سب لوگوں کے دکھ درد بانٹنا ہماری ذمہ داری ہے، مگر آپ کو یہ نہیں کہنا چاہئے تھا کہ تمھیں مسلمان ہونا پڑے گا، اس کی پریشانی ختم ہو جائے تو اسے آخرت کی پریشانی سے بچانے کیلئے دعوت دینا چاہئے، مولانا صاحب نے کہا ہم دعا کریں گے، اللہ تعالی اس غریب کے حال پر رحم فرمائے اور مشورہ دیا ہمارے ایک جاننے والے ڈاکٹر وی سی اگروال شنکر کلینک کے نام سے مظفر نگر میں کلینک چلاتے ہیں، وہ شراب چھڑانے کی دوا دیتے ہیں، وہ میرے پاس آئے تھے انھوں نے مجھ سے کہا، اگر کوئی دین کا نفع ہو تو میں

دوا کے پیسے نہیں لوں گا، آپ ان سے ملتے چلے جائیں، ان سے میرا اسلام کہیں اور میرا نام لے کر دوا لے آئیں، وہ کم پیسے لیں گے، حافظ صاحب مظفر نگر گئے ڈاکٹر صاحب مولانا کا نام سن کر بہت خوش ہوئے اور پندرہ دن کی دوا دی اور بہت کوشش کے باوجود دوا کے پیسے نہیں لئے اور بولے مولانا صاحب دین کا بڑا کام کر رہے ہیں، کیا ہم ان کے اتنے کام بھی نہیں آسکتے، حافظ صاحب نے دوا لا کر میری بیوی کو دی اور بتایا کہ حضرت نے دعا کرنے کو کہا ہے اور یہ دوا کھلانے کو بھی کہا ہے، میری بیوی نے چائے دودھ میں وہ دوا دی، ۱۰ روز میں میری شراب چھوٹ گئی، یکم جنوری ۱۹۹۶ء کو حافظ صاحب مجھے اور میری بیوی کو مولانا صاحب سے ملوانے سونی پت لے کر گئے، وہاں ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو مولانا صاحب آتے ہیں، بہت بھیڑ تھی بڑی مشکل سے حضرت سے الگ وقت لے کر ہمیں ملوایا میری گھر والی حضرت کے پاؤں پر گر گئی اور بولی حضرت جی آپ تو ہمارے بھگوان ہیں، مولانا صاحب بہت پریشان ہوئے اس کو اٹھوایا اور سمجھایا کہ بس بھگوان اور خدا تو وہ ہی ہے جس نے ہم سب کو پیدا کیا، اسی کا کرم ہے کہ اس نے آپ کو پریشانی سے نکالا، مولانا صاحب نے ہم سے کہا، جس طرح شرابی کو نشہ میں اپنی خرابی اور برائی کا پتہ نہیں ہوتا، اسی طرح باپ دادوں سے ملے غلط راستوں میں بھی انسان کو اپنی برائی کا احساس نہیں ہوتا، شراب کی برائی سے کروڑوں گنا برائی ہے کہ اس اکیلے مالک کے علاوہ کسی کو بھگوان یا خدا سمجھنا یا کسی اور کی پوجا کرنا اور کسی کے سامنے اپنا ماتھا رکھنا، حافظ صاحب نے کہا کہ یہ لوگ کلمہ پڑھنے کے لئے آئے ہیں، مولانا صاحب نے کہا کہ شراب اب تو چھوٹ گئی، اب آپ کو ان کو شرابیوں کی سنگتی (صحبت) سے بچانا

Page 257

ہے، اب اس کیلئے کلمہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، حافظ صاحب نے نا سمجھی میں کہہ دیا ہوگا کہ مسلمان ہونا پڑے گا، البتہ اپنے مالک کو راضی کرنے اور مرنے کے بعد ہمیشہ کی نرک سے بچنے کے لئے اسلام لا کر مسلمان ہونا ضروری ہے اور یہ فیصلہ انسان کو اندر سے اپنی مرضی سے کرنا چاہئے، وہ بولی نہیں جی ہماری آتما کہتی ہے کہ آپ کی بات سچی ہے، اب یہ اگر شراب نہ بھی چھوڑے، آپ ہمیں مسلمان بنا لو، حضرت صاحب نے ہمیں کلمہ پڑھوایا، میرا نام علاء الدین رکھا، میری بیوی کا نام فاطمہ اور بیٹوں کا محمد علیم، محمد سلیم، محمد کلیم، محمد نعیم، محمد نسیم اور بیٹیوں کا شمیمہ، سارہ، ذکیہ، نام رکھ دیئے، میری بیوی کو مشورہ دیا کہ ان کو جماعت میں بھیج دو تو ان کو اللہ کا دھیان اور ڈر پیدا ہو جائے گا پھر ان کو دوا دوبارہ پلانی نہیں پڑے گی، اس نے معلوم کیا کہ کتنا خرچہ ہوگا؟ مولانا صاحب نے بتایا کہ خرچہ زیادہ نہیں ہوگا، ایک ہزار روپئے کافی ہوں گے، میری بیوی نے آٹھ سو روپئے مولانا صاحب کو دیئے، اس کو آج ہی بھیج دو اور دو سو روپئے کا اور انتظام کر دوں گی۔

سوال: جماعت میں کہاں آپ کا وقت لگا؟

جواب: پہلے میں مولانا صاحب کے ساتھ پھلت گیا، پھر میرٹھ جا کر کچہری میں سرٹیفکٹ بنوایا اور پھر مرکز نظام الدین سے بہرائچ جماعت میں وقت لگایا، بہار کے ایک مولانا صاحب امیر تھے، انھوں نے مجھ پر بہت محنت کی اور ایک چلہ میں مجھے پوری نماز یاد کرادی، کھانے سونے کے آداب اور جو چھ نمبر ہیں ان کو خوب اچھی طرح میں سنانے لگا۔

سوال: اس کے بعد آپ نے گاؤں میں جا کر کیا کیا، آپ کے خاندان

کے لوگوں نے مخالفت نہیں کی؟

جواب: شروع شروع میں لوگ خوش تھے، روز یہاں پڑا ہے وہاں پڑا ہے، اس سے بچ گیا، مگر کچھ دنوں کے بعد پریوار کنبہ والے پریشان کرنے لگے، حافظ صاحب کو ستانے لگے، حضرت صاحب کے مشورہ سے ہم نے گاؤں چھوڑ دیا ایک مدرسہ میں چوکی داری کی اور ایک پرچون کی دوکان کرلی، بچوں کو مدرسہ میں داخل کردیا، میری بیوی نے کچھ تو حافظ صاحب کی بیوی کے پاس جا کر گاؤں میں نماز سیکھ لی تھی، اب یہاں اسے پوری نماز یاد ہوگئی۔

سوال: آپ کے بچوں کی تعلیم کا کیا ہوا؟

جواب: بچے الحمدللہ حافظ ہو گئے ہیں، ایک بچہ مولویت میں پڑھ رہا ہے، تین ابھی اسکول ہی میں ہیں اور لڑکیاں تینوں مولویت کے مدرسہ میں حضرت صاحب کے مشورہ سے داخل کرادی ہیں، میرا دوسرا بیٹا سلیم درمیان میں پڑھائی سے بھاگ گیا، شیطان نے اسے بہکا دیا، میری بیوی کو سب سے زیادہ اس سے محبت ہے، وہ محبت میں پاگل سی ہوری تھی، میں نے کئی لوگوں سے تعویذ بھی منگایا کاندھلہ سے کسوری بھی لکھوا کر لایا مگر نہ آیا، کسی نے میری بیوی کو بتا دیا کہ اس کو تو تمھارے خاندان والوں نے مار دیا بس اسکا حال اور بھی زیادہ خراب ہوگیا، پریشان ہوکر میں حضرت صاحب کے یہاں پھلت گیا، حضرت صاحب نے کہا یہ تعویذ تو پرانے کمزور اور بیمار مسلمانوں کیلئے ہوتے ہیں، میرے بھائی آپ نئے اور تازہ ایمان والے ہیں یہ سوچ کر میرے اللہ ہر چیز پر قادر ہیں اور وہ میری دعا ضرور سنیں گے، دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر دعا کیجئے، کہا کہ آپ کو جماعت میں نہیں بتایا گیا تھا کہ صحابہ دو رکعت پڑھ کر اپنے اللہ سے ہر کام کرا

لیتے تھے میں نے پھلت جامع مسجد میں جا کر عشاء کے بعد دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھی اور خوب دعا مانگی یا اللہ صحابہ کے رب آپ ہی تھے اور ہم گندوں کے بھی آپ ہی رب ہیں اور دینے والے کرنے والے آپ ہی ہیں، لینے والا ہی تو بدلا ہے، دینے والے تو آپ اپنی شان کی طرح ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے، ہمارے بچے کو خیریت سے بھیج دیجئے خوب رو رو کر دعا مانگی، میں تو اللہ میاں آپ سے اپنے بچے کو بلوا کر رہوں گا، کبھی سجدے میں پڑتا کبھی بیٹھ کر دعا کرتا، میرے اللہ کو مجھ پر ترس آ گیا وہ تو سننے والا ہے کوئی مانگنے والا تو ہو، صبح آٹھ بجے مولانا صاحب نے بتایا کہ علاء الدین مبارک ہو تمھارے گھر سے فون آیا ہے، تمھارا بچہ سلیم تمھارے گھر آ گیا ہے، میں نے خوشی میں اپنی جیب کے سارے پیسے، ایک نابینا پھلت میں آیا ہوا تھا اس کو صدقہ کر دیئے اور کرایہ ادھار لیکر گھر پہنچا، الحمدللہ بچہ موجود تھا، اس کے بعد اس کا پڑھائی میں دل لگ گیا اور اس نے اس سال محراب سنائی، پورے قرآن مجید میں سات غلطیاں آئیں، احمد بھائی مولانا صاحب، بس یہ میرے اللہ کا کرم ہے، کہاں میں کافر اور میرے بچے حافظ ہو گئے، اب دوسری بچی سارہ کو بھی اس سال حفظ شروع کرادیا ہے۔

سوال: اب آج کل آپ کہاں رہ رہے ہیں؟ نندی گرام کا آپ ذکر کررہے تھے، وہاں کیوں رہ رہے ہیں؟

جواب: حضرت صاحب نے مجھے کلکتہ کے ایک ٹھیکیدار کے ساتھ کام پر لگا دیا تھا پہلے تو میں مزدوری کرتا تھا، بعد میں اس نے مجھے اسٹور کیپر بنا دیا، نو مسلم ہونے کی وجہ سے وہ میرا بہت خیال رکھتے ہیں، نندی گرام میں ایک فیکٹری

کا انھوں نے ٹھیکہ لیا مجھے بھی وہاں لے گئے اللہ کا کرنا وہاں پر فساد ہو گیا، پچھلے دنوں اخبار، ریڈیو، ٹی وی پر روز وہاں کے جھگڑے کی خبر تھی، کتنے لوگ پولس کی گولی سے مارے گئے، میں بہت پریشان ہوا ، ایک سال سے میری بدقسمتی کہ میں حضرت صاحب کو کوئی فون بھی نہ کر سکا حالانکہ میں سچے دل سے ان کا مرید ہوں، جب وہاں حالات زیادہ خراب ہوئے اور ہم بہت پریشان ہوئے تو میری بیوی نے حضرت صاحب سے دعا کرنے کو کہا، میں نے بہت کوشش کی ایک ہفتہ کے بعد فون ملا مولانا صاحب سفر پر تھے مولانا صاحب نے کہا دو رکعت پڑھ کر صحابہ کی طرح دعا کو کیوں بھول گئے؟ میں نے کہا اجی میری دعا میں کیا رکھا ہے، آپ دعا کیجئے، حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں بھی دعا کروں گا، دینے والا وہ اکیلا ہے کیا تمھاری دعا اس نے سنی نہیں، میں نے کہا اچھا آج ہی دعا کروں گا میں نے عشا کے بعد پھر مسجد میں خوب دعا کی میرے اللہ نے سن لی، ایک دم ایسا امن ہو گیا کہ جیسے کسی نے پانی ڈال دیا ہو، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا تھا کہ آج رات کو دعا کروں گا اور انشاء اللہ کل سے حالات ٹھیک ہو جائیں گے میں صحابہ کی طرح اپنے اللہ سے منواؤں گا، مانگنے والا تو بدلا ہے دینے والا تو وہی ہے جو صحابہ کی سنتا تھا، اس دن سے سارے ساتھی میری بہت عزت کرنے لگے، میں نے کہا بھی کہ میں نے حضرت صاحب کا حکم سمجھ کر دعا کی ہے ورنہ اصل میں تو حضرت صاحب نے دعا کی ہے، میرا تو دعا پر یقین بنانے کے لئے مولانا صاحب نے مجھے حکم کیا ہے، مولانا صاحب سے میں نے فون پر بتایا کہ اللہ نے امن کر دیا اور ساتھی میرے بہت معتقد ہو رہے ہیں، حضرت صاحب نے کہا اگر کچھ غیر مسلم بھی ہوں تو فائدہ اٹھاؤ وہ تمھاری

بات محبت سے سنیں گے، ان کو دوزخ سے بچا کر ایمان میں لانے کی فکر کرو میں نے بات کرنی شروع کی اللہ کا شکر ہے کہ چار مزدور، ایک راج (معمار) اور ایک پلمبر مسلمان ہو گئے ہیں۔

سوال: نندی گرام میں تم نے مستقل رہائش کر لی ہے؟

جواب: میں نے الحمد للہ ایک پلاٹ خرید لیا ہے، کچھ پیسے جمع بھی کر لئے ہیں، اللہ کو منظور ہوگا اور میری قسمت میں وہاں کا دانہ پانی ہوگا تو اللہ گھر بھی بنوادیں گے۔

سوال: جماعت کا کام بھی وہاں کرتے ہو یا نہیں؟

جواب: الحمد للہ تین دن تو مہینے کے میں ضرور لگاتا ہوں، چلہ تو ہر سال نہیں لگ پاتا روزانہ کی تعلیم اور مسجد کا گشت یہاں میں نے شروع کر دیا ہے اور لوگ جڑ رہے ہیں۔

سوال: ارمغان کے قارئین کے لئے کچھ خاص بات، کوئی پیغام آپ دیں گے؟

جواب: احمد بھائی مولانا صاحب، پوری دنیا ہدایت کی پیاسی ہے، مجھ گندے کو دیکھیں، شراب جیسی نجس چیز ہی میری ہدایت کا ذریعہ بن گئی، ہمیں اپنے نبی کا امتی ہونے کا حق ادا کرنا چاہئے، ساری دنیا کے انسان ہمارے نبی ﷺ کے امتی ہیں، ان کو غیر سمجھ کر ہم نے ان تک دین نہیں پہنچایا، یہ بہت بڑا ظلم ہے، مسلمان کو ظالم نہیں ہونا چاہئے، ان تک ان کی امانت نہ پہنچانا بہت بڑا ظلم ہے ہمیں اپنی سی کوشش لوگوں کو دوزخ سے بچانے کی ضرور کرنی چاہئے۔

سوال: بہت بہت شکریہ علاء الدین بھائی، السلام علیکم

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، احمد بھائی مولانا صاحب۔

اللہ حافظ۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، جنوری ۲۰۰۸ء

جناب محمد اکبر (جتیندر کمار) سے ایک ملاقات

احمد اوّاہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد اکبر : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : بھائی محمد اکبر میرا نام احمد ہے، میں حضرت کا بیٹا ہوں ہمارے یہاں سے ایک ماہنامہ نکلتا ہے، یہ ارمغان کے نام سے ایک اردو میگزین ہے، اس میں اسلام قبول کرنے والے نئے بھائیوں کے قبول اسلام کی کہانیاں چھاپی جاتی ہیں تاکہ مسلمانوں میں اپنے ان بھائیوں کی فکر پیدا ہو جو مسلمان نہیں ہوئے اور جو چتاؤں کی آگ کے راستے سے نرک کی طرف جا رہے ہیں اور دوسرے غیر ایمان والے بھائیوں کے لئے بھی اسلام کی طرف آنے کا ذریعہ بنے، مجھے ابی نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ میں آپ سے انٹرویو لوں، کیا آپ اس وقت کچھ باتیں بتائیں گے؟

جواب : بھائی احمد صاحب! آپ شاید مولانا صاحب ہیں، مجھے معاف رکھئے، ایک تو میں اس لائق کہاں ابھی مجھے مسلمان ہوئے چند دن ہوئے ہیں، مجھے تو ابھی اس میں بھی شک ہے کہ میں مسلمان ہو بھی گیا ہوں یا نہیں، دوسری بات یہ ہے کہ اب میں نے اپنے آپ کو حضرت کو سونپ دیا ہے، دس دن پھلت رہنے کے بعد کل اللہ نے کرم کیا کہ ملاقات ہوئی، ایک روز سرسری ملاقات ہوئی تھی، حضرت نے مجھ سے کہا تھا، آپ کو سب سے پہلے جماعت میں جانا ہے، اس کے علاوہ کچھ سوچنا بھی نہیں، اب میں حضرت کا حکم مانوں گا، پہلے جماعت میں

جاؤں گا پھر کچھ اسلام بھی میرے اندر آجائے گا، شاید کچھ ایمان بھی بن جائے ،تب آنے کے بعد آپ مجھ سے معلومات کر لیجئے۔

سوال: نہیں نہیں! اکبر بھائی! میں تو آپ کو جانتا بھی نہیں، ابی نے ہی مجھے بھیجا ہے، میں آپ سے جھوٹ نہیں بول رہا ہوں؟

جواب: نہیں مولانا احمد بھائی مجھے معاف کریں، میرے حضرت مجھے کہیں، تو میں آپ سے کچھ کہہ سکتا ہوں۔

سوال: اچھا میں فون پر بات کروادوں؟

جواب: جی اچھا، حضرت سے اجازت دلوادو (فون کرتے ہیں تو فون بند ملتا ہے) اچھا مولانا وصی صاحب سے بات کروادوں؟ آپ ان پر تو یقین کریں گے، ہاں وہ ہی تو حضرت سے ملوانے گئے تھے، ٹھیک ہے ان سے بات کروادیں، مولانا وصی صاحب کا فون مل جاتا ہے، مولانا صاحب آپ نے مجھے اکبر کا انٹرویو لینے کے لے بھیجا تھا مگر یہ منع کررہے ہیں، آپ ذرا ان سے بات کر لیجئے۔

جواب: جی مولانا صاحب، حضرت نے ہمیں کہا تھا پہلے جماعت میں جانا، اس سے پہلے کچھ سوچنا بھی نہیں، اب ہم حضرت کے حکم کے بغیر کیسے کچھ کریں؟

سوال: حضرت سے بات ہوگئی تھی، ان کو حضرت نے ہی بھیجا ہے، آپ ان کو انٹرویو دیدیں، میں ذمہ دار ہوں۔

جواب: جی اچھا۔

سوال: : مولانا دیکھئے برا مت مانئے گا، جب آدمی نے اپنے آپ کو کسی کے سپرد کر دیا تو مکمل سپرد کرنا چاہئے، اس سے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے

Page 261

سامنے ارپن کرنا (سپرد کرنا) آئے گا، اب آپ بتایئے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں؟

سوال: آپ اپنا خاندانی تعارف کرایئے؟

جواب: میرا نام جتندر کمار تھا، میں لکھنؤ کے قریب یوپی کے ہردوئی ضلع کے ایک گاؤں میں ۲۲/سال پہلے پیدا ہوا، میرے والد کسان تھے، ابتدائی تعلیم اسکول میں ہوئی، ہائی اسکول کیا، انٹر مکمل کرنے سے پہلے تعلیم چھوڑ دی، میرے بھائی بہن اور بڑا خاندان ہے۔

سوال: اپنے قبول اسلام کا واقعہ ذرا تفصیل سے سنایئے؟

جواب: ہمارے قصبہ اور علاقہ میں مسلمان ہیں مگر نام کے اور بدعتی اکثر ہیں، لیکن کچھ مسجدوں میں تبلیغ کا کام ہوتا ہے، وہاں مسجد میں جب نماز ہوتی تو صبح اور رات کو امام صاحب زور زور سے قرآن مجید پڑھتے تھے، میں ایک روز مسجد کے پاس سے گزر رہا تھا تو مجھے قرآن کی آواز آئی، آواز اتنی اچھی تھی کہ میں دروازے کے باہر کھڑا ہوگیا، دیر تک سنتا رہا، صبح کو گھر سے جب اپنے گھر کی طرف جاتا تھا تو صبح کو امام صاحب لمبی نماز پڑھاتے، قرآن کی آواز میرے دل کو بہت چھوتی تھی، کئی بار میری آنکھوں سے آنسو بہتے تھے، میرے دل میں اندر سے کوئی کہتا تھا کہ یہ کس قدر سچا کلام ہے، جو دل پر اتنا اثر کرتا ہے، بغیر سمجھے اس کا جب اتنا اثر ہے تو یہ مسلمان جب سمجھتے ہوں گے تو ان پر کیا حال ہوتا ہوگا، ہماری مسجد میں جماعت والے گشت کرتے تھے، میں نے ایک حافظ صاحب کو گشت میں روکا اور کہا کہ حافظ صاحب جماعت کا کام تو بہت پرانا ہے، یہ تو حضرت محمد صاحب (ﷺ) کے زمانے سے ہے، کیا حضرت محمد صاحب منھ دیکھ کر بلاتے تھے اور اسلام کی بات بتاتے تھے کہ مسلمان کو دیتے ہوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں کو یا

وہاں یہودی ہوتے ان کو نہ دیتے ہوں، ہمارے مسلمان ساتھی تو یہ کہتے ہیں کہ اس وقت شروع میں تو کوئی مسلمان تھا ہی نہیں، تو حضرت محمد صاحب تو عیسائیوں اور یہودیوں کو ہی دعوت دیتے ہوں گے۔ آپ ہندوؤں کو کیوں مسجد کی طرف نہیں بلاتے اور انھیں اسلام کے بارے میں کیوں نہیں بتاتے، میں روزانہ قرآن سنتا ہوں تو محبت میں پاگل سا ہو جاتا ہوں، بغیر جانے اور سمجھے جب اس میں اتنا اثر ہے اور آنند (مزہ) آتا ہے تو سمجھ کر مجھے کتنا مزہ آئے گا، وہ بولے ابھی اصل میں مسلمان ہی بگڑے ہوئے ہیں، ہم پہلے ان کو تو سنوار لیں، ہمارے بڑوں کی طرف سے اجازت نہیں ہے، ہاں ہندوستان کے باہر جماعت والے مسلمانوں کے علاوہ سب کو بھی دعوت دیتے ہیں، میں نے ان سے کہا کہ کام تو ہمارے دیش نظام الدین سے چل رہا ہے، مگر ہمارے دیش کے ہندو تو محروم اور باہر دیش کے لوگ فائدہ اٹھائیں، اللہ کے سامنے جب جاؤ گے تو کیا وہاں یہ سوال ہوگا کہ ہندوستان کے بڑوں کا کہنا کیوں نہیں مانا، یا یہ سوال ہوگا کہ حضرت محمد ﷺ کی طرح سب کو دعوت کیوں نہیں دی۔

سوال: آپ کو یہ بات کیسے معلوم تھی کہ یہ کام حضرت محمد ﷺ نے کیا اور ان کے زمانے میں کوئی مسلمان نہیں تھا اور یہ کام نظام الدین سے شروع ہوا؟

جواب: اصل میں ہمارے گھر کے پاس مسجد میں جماعت کا کام ہوتا ہے، ہمارے پڑوس میں کئی لوگ جماعت سے جڑے ہوئے ہیں، سب سے زیادہ میرا اسکول کا ایک ساتھی ہے صدام، وہ جماعت میں لگ گیا ہے اس نے داڑھی بھی رکھ لی ہے، اس سے میری بہت پکی دوستی ہے، اس سے میں ہر وقت اسلام اور جماعت کے بارے میں پوچھتا رہتا ہوں، جب اسے کوئی بات نہ آتی تو حافظ جی

Page 262

سے ملواتا تھا۔

سوال: کیا وہ آپ کے سب سوالوں کا جواب دیدیتے تھے؟

جواب: وہ سب سوالوں کا جواب نہیں دے پاتے تھے بلکہ ان کے جواب سے میرے دل میں اور سوال کھڑے ہوتے تھے، میں نے ایک بار صدام کو گشت کرتے ہوئے پکڑ لیا، لکھنؤ سے جماعت آئی ہوئی تھی، امیر صاحب بھی گشت میں تھے، میں نے ان سے کہا آپ لوگ صورت دیکھ کر صرف مسلمانوں کو کیوں دعوت دیتے ہو؟ یہ بات ہزاروں ہندو بھائیوں کو کیوں نہیں بتاتے ہو، امیر صاحب نے جواب میں کہا کہ ابھی مسلمان ہی بہت بگڑے ہوئے ہیں، پہلے ہم ان کو سنوار دیں، میں نے کہا کہ جب اللہ کے سامنے مرنے کے بعد کھڑا ہونا پڑے گا تو ہم اللہ سے کہہ دیں گے: مالک! یا تو آپ ہمیں اپنے محبوب نبی کے زمانے میں پیدا کرتے، نہیں تو پھر آپ ہمارے ساتھیوں کو پکڑیں، یہ صدام اور جماعت والے ہمارے ساتھ رہتے ہیں، ہمارے محلّہ میں تبلیغ کا کام کرتے ہیں مگر ہمیں نہیں بتاتے، ہماری کیا خطا؟ جب آپ نے ہمارے لئے بتانے والوں کا انتظام نہیں کیا۔ ہمیں یقین ہے یا تو آپ ہمیں اسلام کے بارے میں بتائیے، ورنہ اللہ ہمارے بدلے آپ کو پکڑیں گے، امیر صاحب مولانا صاحب تھے، انھوں نے کہا، اس کے لئے ہمارے دوسری جماعت والے کام کر رہے ہیں، آپ ایسا کریں موقع لگا کر پھلت چلے جائیں، وہاں پر مولانا وصی صاحب اسی ضلع کے رہنے والے ہیں، مدرسے جا کر ان سے مل لیں، وہ آپ کو مولانا کلیم صاحب سے ملوا دیں گے، میں نے ان سے پتہ معلوم کیا اور اگلے روز ماتا پتا سے کہہ کر کہ ہم جماعت میں جا رہے ہیں چلا آیا۔

سوال : کیا ان کو معلوم تھا کہ آپ مسلمان ہونے کے لئے جا رہے ہیں؟

جواب : نہیں ان کو معلوم نہیں ہے کہ جماعت کیا ہوتی ہے، البتہ وہ سمجھتے ہیں یہ کوئی بھلا کام ہے، یہ لوگ نماز کی طرف مسلمانوں کو بلاتے ہیں۔

سوال : اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب : میں پھلت آیا، مولانا وصی صاحب سے ملا، مولانا نے مجھے ''آپ کی امانت'' کتاب دی، وہ میں نے چار دفعہ پڑھی اتفاق سے حضرت مولانا کلیم صاحب، شام کو دیر میں باہر سے آگئے، انھوں نے مجھے کلمہ پڑھوایا اور قاری صاحب کو بلا کر سپرد کیا کہ ان کو نماز اور قاعدہ وغیرہ پڑھاؤ، میں نے پڑھنا شروع کیا، الحمدللہ ۱۵؍دن میں قاعدہ پڑھ لیا، نماز یاد کر لی۔

حضرت کے لگاتار سفر کی وجہ سے میں شدت سے ان سے ملنے کے لئے بے چین تھا، میں نے محسوس کیا کہ حضرت سے ملنے کے لئے وہاں رہنے والے سبھی لوگ ایسا انتظار کرتے ہیں جیسے جانور اپنے چارہ ڈالنے والے مالک کا، خانقاہ میں رہنے والے سبھی مسلمانوں کا حال یہی دیکھا، کتنی مشکل سے کوئی پہنچا، کسی نے بے عزت کر دیا، کسی نے مار کھائی، مگر حضرت سے مل کر جیسے دھوپ سے چھاؤں میں آگیا ہو، چاہے مہینوں میں ملاقات ہو مگر ایک ملاقات کے بعد جیسے سارے زخموں پر مرہم نہیں، سارے زخم ٹھیک ہوگئے ہوں، ہر آدمی حضرت کے بارے میں یہ سوچتا ہے کہ مجھ سے زیادہ کسی کو نہیں چاہتے، دو ہفتوں کے بعد حضرت پھلت آئے، اندر ایک ایک کو بلایا مجھ سے حال پوچھا، گلے لگایا دوبارہ گلے لگایا اور جماعت میں جانے کا پروگرام بنایا، صبح کو میں نے قانونی کاغذات بنوائے، وکیل نے مجھ سے پوچھا تمھارا اسلامی نام کیا ہے؟ حضرت نے تو بتایا تھا کہ نام بدلنا کچھ

ضروری نہیں، ہمارے نبی ﷺ سب کے نام نہیں بدلتے تھے، تم بدلنا چاہو تو جو نام تمھیں اچھا لگے رکھ لینا، میں نے وکیل صاحب سے کہا مجھے اذان میں اللہ اکبر بہت اچھا لگتا ہے، کیا محمد اکبر میرا نام ہو سکتا ہے، انھوں نے کہا مسلمانوں کا نام محمد اکبر ہوتا ہے، اکبر بادشاہ کا نام تو آپ نے سنا ہوگا، میں نے کہا تو بس اذان سے نام ہو جائے گا، مؤذن سب کو نماز کے لئے بلاتا ہے، اسی دعوت میں میرا نام آیا کرے گا، آپ میرا نام محمد اکبر رکھ دو۔

سوال : آپ نے آنے کے بعد گھر فون نہیں کیا؟

جواب : اصل میں حضرت نے بھی فون پر ماں سے بات کرنے اور تسلی دینے کے لئے کہا تھا، مگر مجھے ڈر لگا کہ ابھی میرا ایمان کمزور ہے اور مجھے اپنی ماں سے بے حد محبت ہے، کہیں میں اپنی ماں سے بات کروں وہ رونے لگیں میرا دل پگھل جائے اور میرا من جانے کو چاہنے لگے اور پھر وہاں جا کر ایمان خطرے میں پڑ جائے، اس لئے بہت یاد آنے کے باوجود میں نے اپنی ماں کو فون نہیں کیا، اب جماعت میں سے آجاؤں گا، تو پھر گھر جا کر مجھے سب گھر والوں کو اسلام کی دعوت دینی ہے۔

سوال : آپ کیا سمجھتے ہیں کہ وہ آپ کی مخالفت نہیں کریں گے اور آپ پر مشکل نہیں آجائے گی؟

جواب : زیادہ امید تو نہیں ہے، میرے گھر والے بہت اچھے لوگ ہیں، اسلام سے محبت بھی رکھتے ہیں، پھر میں شروع میں ان کو حضرت کی کتاب ''آپ کی امانت'' پڑھوا دوں گا، میں جا کر ایک ہزار چھپوا لوں گا، یہ کتاب ایسی محبت بھری، دل اور دماغ کو چھونے والی ہے کہ سچے من سے آدمی اس کو پڑھ لے تو

مسلمان ہونے کے لئے انکار کرنے کو اسے سو بار سوچنا پڑے گا، مجھے امید ہے گھر والے اسلام میں ضرور آجائیں گے اور اگر مخالفت ہوگی تو ہوا کرے، ہمارے قاری صاحب نے ہمیں صحابہ کے قصے سنائے، میں نے فضائل اعمال ہندی میں پڑھی ہیں، جب ہمارے صحابہ نے قربانیاں دی ہیں تو ہم بھی دیں گے اس راہ میں اگر جان بھی چلی گئی تو پھر جان کی قیمت بن جائے گی مرنا تو ہے ہی، ایک تو مفت میں جان دینا ہے اور ایک ہے جان کی قیمت بنالینا وہ بھی جنت میں جانے کے لئے اور پیارے نبی سے ملنے کے لئے، میں جب اپنے اندر سے ٹٹولتا اور تولتا ہوں میرا دل یہ کہتا ہے کہ اکبر! اللہ کی محبت میں، دعوت کی راہ میں، اللہ کے بندوں کو دوزخ سے بچانے کے غم میں جان دینا، یوں ہی مرنے سے کتنا اچھا لگے گا اور کتنا مزا آئے گا۔

سوال: ماشاءاللہ، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ جذبہ عطا فرمائیں؟

جواب: مولانا احمد صاحب اصل بات یہ ہے کہ ہم ہی ڈرتے ہیں ورنہ پوری دنیا پیاسی ہے، ہمارے علاقہ میں بس حضرت مولانا کے جاننے والے دو تین لوگ ہیں جو لوگوں کو کلمہ پڑھوا دیتے ہیں، ۲۵ رلوگ ہمارے علاقے میں پچھلے سال سے اب تک کلمہ پڑھ چکے ہیں، مگر سینکڑوں تیار ہیں، یہ لوگ بھی ذرا ڈر ڈر کر کلمہ پڑھواتے ہیں، اکثر تو پھلت جانے کے لئے ہی کہتے ہیں، ہمارے علاقہ میں اکثر لوگ بدعتی اور قبر پرست ہیں نماز تک نہیں پڑھتے۔

سوال: آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ بدعت غلط چیز ہے؟

جواب: یہ چیز آدمی کو اپنی عقل سے بھی غلط لگتی ہے، اللہ کے علاوہ کسی کو نہ پوجنا تو اسلام ہے، اب قبر کو پوجنا کیسے صحیح ہوجائے گا، میں تو بدعتی مسلمانوں سے

کہتا تھا، تم میں ہم میں کیا فرق ہے، ہم تم سے پھر بھی صحیح ہیں کہ ہمارے سامنے وہ دکھ رہا ہے، تم جس قبر والے کو پوج رہے ہو، تو کیا خبر وہ آدمی کی قبر ہے یا گھوڑے کی، لکھنؤ میں ایک گھوڑے شاہ پیر تھے، بہت دنوں تک اس کا عرس ہوتا رہا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کسی نواب کا گھوڑا تھا، یہ تو میں ان سے کہتا ہوں تم سے ہم صحیح ہیں، مگر ظاہر ہے مورتی پوجا کس طرح صحیح ہوسکتی ہے، جس کو ہم نے ہاتھوں سے بنایا تو ہم بنانے والے ہوئے، وہ خود ہماری پوجا کرے، بنانے والے کی پوجا کی جاتی ہے، میں اسلام لانے سے پہلے بھی اپنے ہندو بھائیوں سے کہتا تھا کہ وہ بھگوان کیسا بھگوان ہے جو شرم گاہ کی پوجا کروانے کو کہے، عقل پر پردے پڑ جاتے ہیں، ورنہ ذرا آدمی عقل پر زور ڈالے تو اس اکیلے کے علاوہ کون پوجا کے لائق ہوسکتا ہے۔

سوال: اسلام میں آکر آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں، آپ کو اسلام کی کیا بات اچھی لگی؟

جواب: اسلام کی کون سی ایسی بات ہے جو اچھی نہ لگے، ہمارے نبی ﷺ کی تو چھوٹی سے چھوٹی سنت بھی ایسی نہیں کہ آدمی اس پر غور کرلے اور صرف اسی کو دیکھ کر مسلمان نہ ہوجائے، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اسلام پوری زندگی گزارنے کا مکمل طریقہ ہے، یہ نہیں کہ دھرم کو مندر تک رکھا جائے اور اپنے کاروبار، پریوار میں من مانی کرے، بلکہ اسلام نے پوری زندگی گزارنے کا طریقہ بتایا ہے اور طریقہ بھی ایسا پیارا کہ بس آدمی دیوانہ ہوجائے۔

سوال: ماشاءاللہ، اللہ نے آپ کے لئے خاص ہدایت کے دروازے کھول دیئے ہیں، جماعت سے آنے کے بعد آپ کا کیا ارادہ ہے؟

جواب : جماعت سے واپس آنے کے بعد میرا ارادہ اپنے گھر جا کر کام کرنے کا ہے، میرا ارادہ مسلمانوں میں بھی کام کرنے کا ہے، خصوصاً بدعتی مسلمانوں میں کام کرنے کا ہے اور پھر اپنے ہندو بھائیوں میں کام کرنے کا، ہمارے علاقہ میں بہت بھولے اور سچے لوگ ہیں، دو چار جیالے بس اپنے کو کچھ دنوں کے لئے کھپادیں، تو بس پورا علاقہ دوزخ سے بچ جائے گا، ابھی کچھ روز پہلے ہمارے علاقے میں ایک لالہ جی اسلام میں آئے تھے، انھوں نے رام مندر بنانے اور بابری مسجد شہید کرنے میں ۲۵/ لاکھ روپئے اپنی جیب سے خرچ کئے، اللہ کو ان پر ترس آگیا، شاید وہ رام مندر کو اللہ کی رضا کا ذریعہ سمجھ کر بنوانے کی کوشش کر رہے تھے، اللہ کو ان پر پیار آگیا، ان کا اکیلا جوان بیٹا ایکسیڈنٹ میں مرگیا، دوکان میں آگ لگ گئی خود بھی بیمار رہنے لگے۔

سوال : آپ اس کو اللہ کا پیار کہہ رہے ہیں؟

جواب : جی مولانا احمد صاحب، ان حادثوں سے دل میں خیال آیا کچھ غلطی ہوئی ہے، تو دل میں آیا کہ مالک کا گھر ڈھایا ہے اسلام پڑھنا شروع کیا، مسلمان ہونا چاہتے تھے لوگ ڈر کی وجہ سے ان سے ملتے نہیں تھے، کلمہ پڑھوانے کو تیار نہیں تھے، حضرت مولانا کلیم صدیقی نے ایک ساتھی کو بھیجا، کلمہ پڑھوایا، ایک مسجد بنوا رہے ہیں، اس کے ساتھ مدرسہ بھی، مولانا احمد صاحب ایک بیٹا اور کچھ مال اور صحت گنوا کر ایمان آگیا تو اس کو آپ اللہ کا پیار کہیں گے یا اللہ کا غضب۔

سوال : واقعی آپ صحیح کہتے ہیں۔

جواب : مجھ سے کئی مسلمان بھائیوں نے کہا کہ تو گھر بار چھوڑ کر کیوں جا رہا ہے؟ میں نے جواب دیا دھوکے کا گھر چھوڑ کر ہمیشہ کے جنت کے محل خریدنے جا رہا ہوں اور شاید میں گھر بار نہ چھوڑتا تو مجھے ایمان نہ ملتا، میرا گھر بار چھڑانا اللہ کی رحمت

Page 265

ہے پیار ہے یا غصہ؟

سوال : بلاشبہ۔ جزاکم اللہ، مسلمانوں کے لئے آپ کچھ پیغام دینا چاہیں گے۔

جواب : ہم کیا پیغام دے سکتے ہیں، ہم تو چھوٹ بھیّے ہیں، ہمیں تو اپنے ایمان میں بھی شک ہے، ہاں اتنا ضرور کہتے ہیں کہ مرنے سے پہلے اپنے علاقہ کے غیر مسلم بھائیوں کی فکر کریں ورنہ وہ حشر کے میدان میں پکڑیں گے ضرور، وہاں آپ پھنسیں گے، یہ سمجھنا کہ اسلام کون لائے گا، کل شام پنجاب کے ایک صاحب کا فون آیا تھا حضرت کے پاس، ایک صاحب جو سکھ تھے مسلمان ہوئے، وہ ان کو حضرت سے دوبارہ کلمہ پڑھوا رہے تھے، حضرت نے بتایا کہ کہہ رہے ہیں اس ہفتہ میں یہ سردار جی چالیسویں آدمی ہیں جنھوں نے میرے ہاتھ پر کلمہ پڑھا ہے، ایک ہفتہ میں ایک ایک آدمی چالیس کو کلمہ پڑھوادے تو چند مہینوں میں دنیا کا حال کیا ہو جائے گا اور میرے لئے اور میرے خاندان کے لئے دعا کریں، خاص طور پر بس ایمان باقی رہے اور میں ڈھلمل نہ ہو جاؤں، اس کی خاص دعا کی آپ سے درخواست ہے۔

سوال : بہت بہت شکریہ اکبر بھائی السلام علیکم

جواب : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، مئی ۲۰۰۹ء

جناب سیٹھ محمد عمر ﴿رام جی لال گپتا﴾ سے ایک ملاقات

احمد اوّاہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد عمر : مولوی صاحب وعلیکم السلام

سوال : سیٹھ صاحب ،دو تین مہینے سے ابی آپ کا بہت ذکر کررہے ہیں، اپنی تقریروں میں آپ کا ذکر کرتے ہیں اور مسلمانوں کو ڈراتے ہیں کہ اللہ تعالی اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے ہر چیز سے کام لینے پر قادر ہیں۔

جواب : مولوی صاحب، حضرت صاحب بالکل سچ کہتے ہیں، میری زندگی خود اللہ کی دیا وکرم کی کھلی نشانی ہے، کہاں مجھ جیسا خدا اور خدا کے گھر کا دشمن اور کہاں میرے مالک کا مجھ پر کرم، کاش کچھ پہلے میری حضرت صاحب یا حضرت صاحب کے کسی آدمی سے ملاقات ہوجاتی تو میرا لاڈلا بیٹا ایمان کے بغیر نہ مرتا، (رونے لگتے ہیں اور بہت دیر تک روتے رہتے ہیں، روتے ہوئے) مجھے کتنا سمجھاتا تھا اور مسلمانوں سے کیسا تعلق رکھتا تھا وہ اور ایمان کے بغیر مجھے بڑھاپے میں اپنی موت کا غم دے کر چلا گیا۔

سوال : سیٹھ صاحب، پہلے آپ اپنا خاندانی پریچے (تعارف) کرائیے؟

جواب : میں لکھنؤ کے قریب ایک قصبے کے تاجر خاندان میں پہلی بار اب سے ۶۹/سال پہلے ۶/دسمبر ۱۹۳۹ء میں پیدا ہوا، گپتا ہماری گوت ہے، میرے پتا جی کرانہ کی تھوک کی دکان کرتے تھے، ہماری چھٹی پیڑھی سے ہر ایک کے یہاں ایک ہی اولاد ہوتی آئی ہے، میں اپنے پتا جی کا اکیلا بیٹا تھا، نویں کلاس تک پڑھ کر دکان پر لگ گیا، میرا نام رام جی لال گپتا میرے پتا جی نے رکھا۔

سوال : پہلی مرتبہ ۶/دسمبر کو پیدا ہوئے تو کیا مطلب ہے؟

جواب : اب دوبارہ اصل میں اسی سال ۲۲/جنوری کو چند مہینے پہلے میں نے دوبارہ جنم لیا اور سچی بات یہ ہے کہ پیدا تو میں ابھی ہوا، پہلے جیون کو اگر گنیں ہی نہیں تو اچھا ہے، وہ تو اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔

سوال : جی! تو آپ خاندانی تعارف کرارہے تھے؟

جواب : گھر کا ماحول بہت دھارمک (مذہبی) تھا، ہمارے پتا جی ضلع کے بی جے پی، جو پہلے جن سنگھ تھی، کے ذمہ دار تھے، اس کی وجہ سے اسلام اور مسلم دشمنی ہمارے گھر کی پہچان تھی اور یہ مسلم دشمنی جیسے گھٹی میں پڑی تھی، ۱۹۸۶ء میں بابری مسجد کا تالا کھلوانے سے لے کر بابری مسجد کی شہادت کے گھناؤنے جرم تک میں اس پوری تحریک میں آخری درجہ کے جنون کے ساتھ شریک رہا، میری شادی ایک بہت بھلے اور سیکولر خاندان میں ہوئی، میری بیوی کا مزاج بھی اسی طرح کا تھا اور مسلمانوں سے ان کے گھر والوں کے بالکل گھریلو تعلقات تھے، میری بارات گئی، تو سارے کھانے اور شادی کا انتظام ہمارے سسر کے ایک دوست خاں صاحب نے کیا تھا اور دسیوں داڑھی والے وہاں انتظام میں تھے جو ہم لوگوں کو بہت برا لگا تھا اور میں نے ایک بار تو کھانا کھانے سے انکار کردیا تھا کہ کھانے میں ان مسلمانوں کا ہاتھ لگا ہے ہم نہیں کھائیں گے مگر بعد میں میرے پتا جی کے ایک دوست تھے پنڈت جی، انھوں نے سمجھایا کہ ہندو دھرم میں کہاں آیا ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھ لگا کھانا نہیں کھانا چاہئے، بڑی کراہیت کے ساتھ بات نہ بڑھانے کے لئے میں نے کھانا کھالیا، ۱۹۵۲ء میں میری شادی ہوئی تھی، نو سال

تک ہمارے کوئی اولاد نہیں ہوئی، نو سال کے بعد مالک نے ۱۹۶۱ء میں ایک بیٹا دیا، اس کا نام میں نے یوگیش رکھا، اس کو میں نے پڑھایا اور اچھے سے اسکول میں داخل کرایا اور اس خیال سے کہ پارٹی اور قوم کے نام اس کو ارپت (وقف) کروں گا، اس کو سماج شاستر میں پی ایچ ڈی کرایا، شروع سے آخر تک وہ ٹاپر رہا، مگر اس کا مزاج اپنی ماں کے اثر میں رہا اور ہمیشہ ہندوؤں کے مقابلے مسلمانوں کی طرف مائل رہتا، فرقہ وارانہ مزاج سے اس کو الرجی تھی، مجھ سے بہت ادب کرنے کے باوجود اس سلسلہ میں بحث کر لیتا تھا، دوبارہ وہ ایک ایک ہفتہ کے لئے میرے رام مندر تحریک میں جڑنے اور اس پر خرچ کرنے سے ناراض ہوکر گھر چھوڑ کر چلا گیا، اس کی ماں نے فون پر رو رو کر اس کو بلایا۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں ذرا تفصیل سے بتایئے؟

جواب: مسلمانوں کو میں اس ملک پر آکرمن (قبضہ) کرنے والا مانتا تھا، یا پھر مجھے رام جنم بھومی مندر کو گرا کر مسجد بنانے کی وجہ سے بہت چڑھ تھی اور میں ہر قیمت پر یہاں رام مندر بنانا چاہتا تھا، اس کے لئے میں نے تن، من، دھن سب کچھ لگایا، ۸۷ء سے لے کر ۲۰۰۵ء تک رام مندر آندولن اور بابری مسجد گرانے والے کارسیوکوں پر وشو ہندو پریشد کو چندہ میں کل ملا کر ۲۵/ لاکھ روپئے اپنی ذاتی کمائی سے خرچ کئے، میری بیوی اور یوگیش اس پر ناراض بھی ہوئے تھے، یوگیش کہتا تھا اس دیش پر تین طرح کے لوگ آکر باہر سے راج کرتے آئے، ایک تو آرین آئے انھوں نے اس دیش میں آکر ظلم کیا، یہاں کے شودروں کو داس بنایا اور اپنی ساکھ بنائی، دیش کے لئے کوئی کام نہیں کیا، آخری درجہ میں اتیاچار (ظلم) کئے، کتنے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارا، تیسرے انگریز آئے انھوں نے

Page 267

بھی یہاں کے لوگوں کو غلام بنایا، یہاں کا سونا، چاندی، ہیرے انگلینڈ لے گئے، حد درجہ اتیاچار کئے، کتنے لوگوں کو مارا قتل کیا، کتنے لوگوں کو پھانسی لگائی۔

دوسرے نمبر پر مسلمان آئے، انھوں نے اس دیش کو اپنا دیش سمجھ کر یہاں لال قلعے بنائے، تاج محل جیسا دیش کے گورو کا پاتر (قابل فخر عمارت) بنائی، یہاں کے لوگوں کو کپڑا پہننا سکھایا، بولنا سکھایا، یہاں پر سڑکیں بنوائیں، سرائیں بنوائیں، خسرہ کھتونی ڈاک کا نظام اور آب پاشی کا نظام بنایا، نہریں نکالیں اور دیش میں چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو ایک کر کے ایک بڑا بھارت بنایا، ایک ہزار سال الپ سنکھیا (اقلیت) میں رہ کر اکثریت پر حکومت کی اور ان کو مذہب کی آزادی دی، وہ مجھے تاریخ کے حوالوں سے مسلمان بادشاہوں کے انصاف کے قصے دکھاتا، مگر میری گھٹی میں اسلام دشمنی تھی وہ نہ بدلی۔

۳۰/ دسمبر ۱۹۹۰ء میں بھی میں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ۶/ دسمبر ۱۹۹۲ء میں تو میں خود ایودھیا گیا، میرے ذمہ ایک پوری ٹیم کی کمان تھی، بابری مسجد شہید ہوئی تو میں نے گھر آکر ایک بڑی دعوت کی، میرا بیٹا یوگیش گھر سے ناراض ہوکر چلا گیا، میں نے خوب دھوم دھام سے جیت کی تقریب منائی، رام مندر کے بنانے کے لئے دل کھول کر خرچ کیا، مگر اندر سے ایک عجیب سا ڈر میرے دل میں بیٹھ گیا اور بار بار ایسا خیال ہوتا تھا کوئی آسمانی آفت مجھ پر آنے والی ہے، ۶/ دسمبر ۱۹۹۳ء آیا تو صبح صبح میری دکان اور گودام میں جو فاصلے پر تھے بجلی کا تار شارٹ ہونے سے دونوں میں آگ لگ گئی اور تقریبا دس لاکھ روپئے سے زیادہ کا مال جل گیا اس کے بعد سے تو اور بھی زیادہ دل سہم گیا، ہر ۶/ دسمبر کو ہمارا پورا پریوار سہما سا رہتا تھا اور کچھ نہ کچھ ہو بھی جاتا تھا، ۶/ دسمبر ۲۰۰۵ء کو یوگیش ایک کام کے لئے لکھنؤ جا رہا تھا اس

کی گاڑی ایک ٹرک سے ٹکرائی اور میرا بیٹا اور ڈرائیور موقع پر انتقال کر گئے اس کا نوسال کا ننھا سا بچہ اور چھ سال کی ایک بیٹی ہے، یہ حادثہ میرے لئے ناقابل برداشت تھا اور میرا دماغی توازن خراب ہو گیا، کاروبار چھوڑ کر دربدر مارا پھرا، میری بیوی مجھے بہت سے مولانا لوگوں کو دکھانے لے گئی، ہردوئی میں بڑے حضرت صاحب کے مدرسے میں لے گئی، وہاں پر بہار کے ایک قاری صاحب ہیں، تو کچھ ہوش تو ٹھیک ہوئے، مگر میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ میں غلط راستہ پر ہوں، مجھے اسلام کو پڑھنا چاہئے اسلام پڑھنا شروع کیا۔

سوال: اسلام کے لئے آپ نے کیا پڑھا؟

جواب: میں نے سب سے پہلے حضرت محمد ﷺ کی ایک چھوٹی سیرت پڑھی، اس کے بعد ''اسلام کیا ہے؟'' پڑھی ''اسلام ایک پریچے'' مولانا علی میاں جی کی پڑھی، ۵/دسمبر ۲۰۰۶ء کو مجھے حضرت صاحب کی چھوٹی سی کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' ایک لڑکے نے لاکر دی، ۶/دسمبر اگلے روز تھی، میں ڈر رہا تھا کہ اب کل کو کیا حادثہ ہوگا، اس کتاب نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ مسلمان ہوکر اس خطرہ سے جان بچ سکتی ہے اور میں ۵/دسمبر کی شام کو پانچ چھ لوگوں کے پاس گیا مجھے مسلمان کرلو، مگر لوگ ڈرتے رہے، کوئی آدمی مجھے مسلمان کرنے کو تیار نہ ہوا۔

سوال: آپ ۶/دسمبر ۲۰۰۶ء کو مسلمان ہو گئے تھے، آپ تو ابھی فرمارہے تھے کہ چند مہینے پہلے ۲۲/جنوری ۲۰۰۹ء کو آپ مسلمان ہوئے۔

جواب: میں نے ۵/دسمبر ۲۰۰۶ء کو مسلمان ہونے کا پکا ارادہ کرلیا تھا، مگر ۲۲/جنوری کو اس سال تک مجھے کوئی مسلمان کرنے کو تیار نہیں تھا، حضرت صاحب

کو ایک لڑکے نے جو ہمارے یہاں سے جاکر پھلت مسلمان ہوا تھا، بتایا کہ ایک لالہ جی جو بابری مسجد کی شہادت میں بہت خرچ کرتے تھے مسلمان ہونا چاہتے ہیں، تو حضرت نے ایک ماسٹر صاحب کو (جو خود بابری مسجد کی شہادت میں سب سے پہلے کدال چلانے والے تھے) بھیجا، وہ پتہ ٹھیک نہ معلوم ہونے کی وجہ سے تین دن تک دھکے کھاتے رہے، تین دن کے بعد ۲۲/جنوری کو وہ مجھے ملے اور انھوں نے مجھے کلمہ پڑھوایا اور حضرت صاحب کا سلام بھی پہنچایا، صبح سے شام تک وہ حضرت صاحب سے فون پر بات کرانے کی کوشش کرتے رہے مگر حضرت مہاراشٹر کے سفر پر تھے، شام کو کسی ساتھی کے فون پر بڑی مشکل سے بات ہوئی ماسٹر صاحب نے بتایا کہ سیٹھ جی سے ملاقات ہوگئی ہے اور الحمدللہ انھوں نے کلمہ پڑھ لیا ہے، آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں اور آپ انھیں دوبارہ کلمہ پڑھوادیں، حضرت صاحب نے مجھے دوبارہ کلمہ پڑھوایا اور ہندی میں بھی عہد کروایا۔

میں نے جب حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضرت صاحب، مجھ ظالم نے اپنے پیارے مالک کے گھر کو ڈھانے اور اس کی جگہ شرک کا گھر بنانے میں اپنی کمائی سے ۲۵ لاکھ روپئے خرچ کئے ہیں، اب میں نے اس گناہ کی معافی کے لئے ارادہ کیا ہے کہ ۲۵ لاکھ روپئے سے ایک مسجد اور مدرسہ بنواؤں گا آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ جب اس کریم مالک نے اپنے گھر کو گرانے اور شہید کرنے کو میرے لئے ہدایت کا ذریعہ بنادیا ہے تو مالک میرا نام بھی اپنا گھر ڈھانے والوں کی فہرست سے نکال کر اپنا گھر بنانے والوں میں لکھ لیں اور میرا کوئی اسلامی نام بھی آپ رکھ دیجئے، حضرت صاحب نے فون پر بہت مبارک باد دی اور دعا بھی کی اور میرا نام محمد عمر رکھا، میرے مالک کا مجھ پر کیسا احسان ہوا، مولوی صاحب اگر میرا اروا

ں رواں، میری جان میرا مال سب کچھ مالک کے نام پر قربان ہو جائے تو بھی اس مالک کا شکر کیسے ادا ہو سکتا ہے کہ میرے مالک نے میرے اتنے بڑے ظلم اور پاپ کو ہدایت کا ذریعہ بنا دیا۔

سوال: آگے اسلام کو پڑھنے وغیرہ کے لئے آپ نے کیا کیا؟

جواب: میں نے الحمدللہ گھر پر ٹیوشن لگایا ہے، ایک بڑے نیک مولانا صاحب مجھے مل گئے ہیں وہ مجھے قرآن بھی پڑھا رہے ہیں سمجھا بھی رہے ہیں۔

سوال: آپ کی بیوی اور پوتے پوتی کا کیا ہوا؟

جواب: میرے مالک کا کرم ہے کہ میری بیوی، یوگیش کی بیوی اور دونوں بچے مسلمان ہو گئے ہیں اور ہم سبھی ساتھ میں پڑھتے ہیں۔

سوال: آپ یہاں دہلی کسی کام سے آئے تھے؟

جواب: نہیں صرف مولانا نے بلایا تھا، ایک صاحب مجھے لینے کے لئے گئے تھے، حضرت صاحب سے ملنے کا بہت شوق تھا بار بار فون کرتا تھا مگر معلوم ہوتا تھا کہ سفر پر ہیں اللہ نے ملاقات کرا دی بہت ہی تسلی ہوئی۔

سوال: ابی سے اور کیا باتیں ہوئیں؟

جواب: حضرت صاحب نے مجھے توجہ دلائی کہ آپ کی طرح کتنے ہمارے خونی رشتہ کے بھائی بابری مسجد کی شہادت میں غلط فہمی میں شریک رہے، آپ کو چاہئے کہ ان پر کام کریں، ان تک سچائی کو پہنچانے کا ارادہ تو کریں، میں نے اپنے ذہن سے ایک فہرست بنائی ہے، اب میری صحت اس لائق نہیں کہ میں کوئی بھاگ دوڑ کروں مگر جتنا دم ہے وہ تو اللہ کا اور اس کے رسول ﷺ کا کلمہ اس کے بندوں تک پہنچانے میں لگنا چاہئے۔

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

سوال: مسلمانوں کے لئے کوئی پیغام آپ دیں گے؟

جواب: میرے یوگیش کا غم مجھے ہر لمحہ ستاتا ہے، مرنا تو ہر ایک کو ہے، مولوی صاحب! موت تو وقت پر آتی ہے اور بہانہ بھی پہلے سے طئے ہے، مگر ایمان کے بغیر میرا ایسا پیارا بچہ جو مجھ جیسے ظالم اور اسلام دشمن بلکہ خدا دشمن کے گھر پیدا ہو کر صرف مسلمانوں کا دم بھرتا ہو وہ اسلام کے بغیر مر گیا، اس میں مسلمانوں کے حق ادا نہ کرنے کا احساس میرے دل کا ایسا زخم ہے جو مجھے کھائے جا رہا ہے، ایسے نہ جانے کتنے جوان، بوڑھے موت کی طرف جا رہے ہیں ان کی خبر لیں۔

سوال: بہت بہت شکریہ سیٹھ عمر صاحب! اللہ تعالی آپ کو بہت بہت مبارک فرمائے، یوگیش کے سلسلہ میں تو ابی ایسے لوگوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ فطرت اسلامی پر رہنے والے لوگوں کو مرتے وقت فرشتے کلمہ پڑھوا دیتے ہیں، ایسے واقعات ظاہر بھی ہوئے ہیں، آپ اللہ کی رحمت سے یہی امید رکھیں یوگیش مسلمان ہو کر ہی مرے ہیں۔

جواب: اللہ تعالی آپ کی زبان مبارک کرے، مولوی احمد صاحب اللہ کرے ایسا ہی ہو، میرا پھول سا بچہ مجھے جنت میں مل جائے۔

سوال: آمین ثم آمین انشاءاللہ ضرور ملے گا، السلام علیکم

جواب: وعلیکم السلام

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، جون ۲۰۰۹ء

Page 270

تیسری جلد

عرض مرتب (جلد۳)

اسلام دین فطرت ہے اور یہ امت خیر امت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس امت کو لوگوں کی نفع رسانی کے لئے بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ انسانیت کو فائدہ پہنچانے والی چیزوں کو باقی رکھتے ہیں اور خس و خاشاک، کوڑا کرکٹ کو صاف کردیتے ہیں۔

فَاَمَّاالزَّبَدُفَیَذْهَبُ جُفَاءَ وَاَمَّا مَایَنْفَعُ النَّاسُ فَیَمْکُثُ فِیْ الْاَرْضِ ط (سورۃ رعد:۱۷)

انسانیت کی نفع رسانی اور خیر خواہی کے کام جب تک یہ امت کرتی رہی اللہ تعالیٰ نے بھی اسے مقام ومرتبہ عطا فرمایا، جب سے یہ سبق امت نے بھلا دیا ہر قسم کی ذلت و رسوائی اس کا مقدر بن گئی۔

اس لئے ہمارے تمام مسائل کا حل دعوت کے کام پر کھڑا ہوجانا ہے، اگر کوئی شخص بھوکا ہے اس کو ایک وقت کا کھانا آپ نے کھلا دیا دو چار گھنٹے بعد پھر اسے وہی ضرورت پیش آجائے گی، اگر کوئی ننگا ہے اس کو آپ نے کپڑے بنوا دیئے چھ مہینہ یا سال کے بعد اسے پھر کپڑے کی ضرورت ہوگی، اسی طرح دنیا کی وقتی ضرورتیں ہیں جو وقت گزرنے کے ساتھ پھر پیدا ہوجاتی ہیں لیکن ان کاموں کی بھی حدیث پاک میں بڑی فضیلت آئی ہے، حدیث قدسی ہے: کل آخرت میں اللہ تعالیٰ

بندہ سے پوچھیں گے میں بیمار تھا تونے میری عیادت نہ کی، میں بھوکا تھا تونے مجھے کھانا نہیں کھلایا، میں پیاسا تھا تونے مجھے پانی نہیں پلایا، بندہ عرض کرے گا اے میرے رب میں یہ کیسے کرتا آپ تو رب العالمین ہیں، ہر عیب سے پاک ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میرا فلاں بندہ بیمار تھا، فلاں بھوکا تھا، فلاں پیاسا تھا ان کی ضرورتیں پوری کرتا تو مجھ کو بھی وہیں پاتا۔ (مسلم حدیث نمبر:۶۵۵۶)

ان ضرورتوں کو پورا کرنے کی یہ فضیلت ہے تو 'ایمان' جو ہر انسان کی سب سے پہلی اور سب سے بڑی ضرورت ہے، اس کی دعوت کا کیا مقام ہوگا، اندازہ لگائیے کہ اللہ تعالیٰ اس سے کتنے خوش ہوں گے، حضرت مولانا الیاس صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ دعوت کے اندر وہ طاقت ہے کہ مخاطب کو شرک وکفر کی اندھیروں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لا کھڑا کرتی ہے تو پھر خود داعی پر اس کا کیا کچھ اثر ہوتا ہوگا۔

الغرض دنیا کے سارے مسائل کا حل امت مسلمہ کا اس فرض منصبی پر کھڑا ہونا ہے، خاص کر ہندوستان کے موجودہ حالات میں جہاں پر نفرت وفرقہ واریت کا پرچار کیا جارہا ہے اور وقفہ وقفہ سے ملک کے کسی نہ کسی حصہ میں فسادات کی آگ بھڑکا دی جاتی ہے جو ہمارے جان ومال کے دشمن بنے ہوئے ہیں ان کا حق اوران کی امانت ہم ان تک پہنچادیں گے تو وہی ہمارے دوست اور جانثار بن جائیں گے تاریخ اس بات کی گواہ ہے، اللہ پاک ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس عطا فرمائے۔

صاحبِ افادات داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی مدظلہم کی دعاؤں اور توجہات کی برکت ہے کہ دیکھتے ہی دیکھتے تیسری جلد بھی اللہ تعالیٰ نے تیار کروادی، اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کا سایۂ عاطفت ہمارے سروں پر تادیر

Page 271

قائم رکھ کر ہم سب کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائیں، محترم مولانا عبدالمصور صاحب ندوی زید مجدہم ڈونگر گاؤنوی ضلع آکولہ اور برادرم محمد یعقوب علی ولد جناب میر واجد علی صاحب عادل آبادی نے اس کتاب کے مسودہ پر نظر ثانی فرما کر مفید مشورے دیئے، اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزائے خیر عطا فرمائے اور کتاب کی اشاعت کو ہدایت عامّہ کا سبب اور اُمت مسلمہ کے لئے دعوت کے کام پر کھڑا ہونے کا ذریعہ بنائے۔

محمد روشن شاہ قاسمی

مہتمم دارالعلوم سونوری

۱۱؍شوال المکرّم ۱۴۳۰ھ م یکم اکتوبر ۲۰۰۹ء،

بروز جمعرات

جناب عبداللہ صاحب ﴿گنگارام چوپڑاجی﴾ سے ایک

ملاقات

احمد اواہ : اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عبداللہ : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: عبداللہ صاحب بہت زمانہ پہلے ابی اپنے ایک مضمون میں جو ہمارے یہاں کی اردو میگزین ارمغان میں چھپا تھا آپ کے قبول اسلام کے واقعہ کا ذکر کیا تھا، اسی وقت سے آپ سے ملاقات کا اشتیاق تھا اور دلی خواہش تھی کہ ارمغان میں جو اسلام قبول کرنے والے خوش قسمت لوگوں کے انٹرویو شائع کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے، آپ سے بھی ایک ملاقات ہو جائے، تو خود آپ کی زبان سے باتیں معلوم ہوں، اللہ نے بڑا کرم کیا کہ آپ آگئے میں آپ کا کچھ وقت لینا چاہتا ہوں اور آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جواب: بڑی اچھی بات ہے، آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی، حضرت نے تعارف کرایا کہ یہ احمد میرے بیٹے ہیں، بہت اچھا لگا آپ کی صورت دیکھی دل کو لگا کہ اللہ نے حضرت کو اولاد بھی بہت پیاری دی ہے، اصل میں میں اسکوٹ ہارٹ ہاسپٹل میں زیر علاج ہوں، میرا آج چیک اپ کا دن تھا، مجھے معلوم ہوا تھا کہ مولانا صاحب دہلی میں مل سکتے ہیں، میرا دل واقعی بہت چاہ رہا تھا کہ کسی طرح مولانا کے درشن ہو جائیں کئی سال ہو گئے کوشش کے باوجود مل بھی نہیں سکا، میرے رب کا

احسان ہے کہ آج اچھی طرح ملاقات ہو گئی اور کئی سال کی ساری کہانی سنا کر دل بہت خوش ہوا، مولانا صاحب بھی بہت ہی خوش ہوئے، آپ میرے لائق جو خدمت ہو ضرور بتائیے۔

سوال: آپ پہلے اپنا تعارف کرائیے؟ اور اپنے خاندان کے بارے میں بتائیے؟

جواب: میرا پہلا نام گنگا رام چوپڑا تھا، میں روہتک کے ایک گاؤں میں ایک پڑھے لکھے زمیندار گھرانے میں ایک جنوری ۱۹۴۸ء کو پیدا ہوا گاؤں کے اسکول سے پرائمری تعلیم حاصل کی پھر روہتک داخلہ لیا، ۱۹۶۷ء میں بی کام کرنے کے بعد ایک اسکول میں پڑھانے لگا پھر ایک تعلق سے میری سیل ٹیکس میں نوکری لگ گئی، میں روہتک ضلع کا سیل ٹیکس افسر تھا، چار سال پہلے میں نے اپنی بیماری کی وجہ سے رٹائرمنٹ لے لیا، میری شادی ایک بڑے گھرانے میں ہوئی، میری بیوی مجھ سے زیادہ پڑھی لکھی تھی اور شادی کے وقت وہ ضلع شکشا ادھیکاری (B.S.A) پر ملازم تھی، میری خواہش تھی کہ میری بیوی گھریلو عورت بن کر سکون سے رہے، میرے لئے عورتوں کی نوکری گائے کو ہل میں جوتنے کی طرح غلط تھا، میں نے شادی کے تین سال بعد زور دے کر ان سے نوکری چھڑوادی، مگر ان کی مرضی کے خلاف یہ فیصلہ ہوا تھا اس لئے ہماری گھریلو زندگی ناخوشگوار ہو گئی، بات بڑھتی گئی، وہ اپنے گھر چلی گئی اور ان کے گھر والے میری جان کے دشمن ہو گئے اور بات عدالت تک پہنچی مقدمہ بازی چلتی رہی اور گھریلو زندگی کی یہ ناخوشگواری میرے سسرال والوں کی مجھ سے دشمنی اور مقدمہ بازی میرے لئے مسیحا بن گئی اور میرے کفر سے نکلنے کا ذریعہ بنی۔

سوال: ماشاء اللہ عجیب بات ہے، آپ ذرا اس ہدایت ملنے اور قبول اسلام کے واقعہ کو ضرور بتایئے؟

جواب: مقدمہ بازی زوروں پر تھی، عدالت کا رخ میری بیوی کی طرف لگ رہا تھا اور خیال تھا کہ مجھے سزا اور جرمانہ دونوں کا سامنا کرنا پڑے گا میرے وکیل نے مجھے مشورہ دیا کہ اگر آپ کہیں سے مسلمان ہونے کا سرٹیفکٹ حاصل کرلیں تو اسے عدالت میں پیش کرکے آپ کی بہت آسانی سے جان بچ سکتی ہے، مجھے کسی مسلمان نے بتایا کہ مالیر کوٹلہ میں ایک مفتی صاحب ہیں، ان کا سرٹیفکٹ سرکار مانتی ہے، میں وہاں گیا مفتی صاحب تو نہیں ملے مگر لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ تو ۱۵۔۲۰ ہزار روپیئے لیتے ہیں، میرے لئے کوئی بڑی بات نہیں تھی مگر مفتی صاحب حیدرآباد کے سفر سے چار روز بعد لوٹنے والے تھے، اتنا انتظار کرنا میرے لئے مشکل تھا، میں واپس آرہا تھا، راستہ میں ایک مسجد دکھائی دی، میں نے اپنے ڈرائیور سے گاڑی روکنے کو کہا اور خیال ہوا کہ یہاں کے میاں جی سے معلوم کروں، کیا اور کہیں بھی یہ کام ہوسکتا ہے؟ امام صاحب سہارن پور کے رہنے والے تھے، انھوں نے بتایا کہ یو پی کے ضلع مظفر نگر میں ایک جگہ پھلت ہے، وہاں پر مولانا کلیم صاحب رہتے ہیں، آپ وہاں چلے جایئے اور کسی سے کچھ معلوم نہ کریں اور وہاں آپ کا ایک پیسہ بھی نہ لگے گا اور سارا کام قانونی طور پر وہ خود پکا کروادیں گے اور انھوں نے مجھے پورا راستہ لکھ کر دیا۔

کچھ دفتری مصروفیت کی وجہ سے میں وہاں فوراً نہ جاسکا تقریباً ۲۵ دن کے بعد میں نے موقع نکالا، ۲۹ جنوری ۱۹۹۴ء کو میں پھلت پہنچا، رمضان کا مہینہ چل رہا تھا، دن چھپنے کے ذرا بعد میں اپنے گارڈ اور ڈرائیور کے ساتھ پھلت

پہنچا، مولانا صاحب مسجد میں اعتکاف میں تھے، ایک صاحب مجھے مسجد میں مولانا صاحب کے پاس لے گئے، مسجد کے چھوٹے کمرے میں مولانا صاحب سے میری ملاقات ہوگئی اور میں نے صاف صاف اپنے آنے کا مقصد بیان کیا اور مولانا صاحب سے کہا کہ مجھے اسلام قبول کرنے کا سرٹیفکٹ چاہیئے، اپنی بیوی کے مقدمہ سے بچنے کے لئے عدالت میں جمع کرنا ہے، مجھے مسلمان ہونا نہیں ہے، نہ دھرم بدلنا ہے اور نہ میں دھرم بدل سکتا ہوں، صرف سرٹیفکٹ چاہیئے مولانا صاحب نے مجھ سے کہا: کیا آپ عدالت میں بھی یہی کہہ کر سرٹیفکٹ داخل کریں گے، کہ مسلمان نہیں ہوا ہوں بلکہ صرف جعلی سرٹیفکٹ بنوایا ہے، میں نے کہا: بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے: عدالت میں تو میں یہی کہوں گا کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں اس لئے میری بیوی سے اب میرا کوئی تعلق نہیں، مولانا صاحب نے کہا: جہاں آپ بیٹھے ہیں یہ مسجد ہے، مالک کا گھر ہے، اس کی بڑی عدالت میں آپ کو ہم کو، سب کو، پیش ہونا ہے، وہاں سب سے پہلے اس ایمان اور اسلام کے سرٹیفکٹ کے بارے میں سوال ہوگا اور وہاں جعلی سرٹیفکٹ پر گذر نہیں ہوگا، اس پر وہاں ہمیشہ کی نرک (دوزخ) کی جیل میں سزا ہوگی، خیر یہ تو آپ کا آپ کے مالک کا معاملہ ہے؟ مگر میرا کہنا یہ ہے کہ آپ ہم سے کیوں کہتے ہیں، کہ مجھے مسلمان نہیں ہونا ہے، آپ ہم سے یہ کہیئے کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں، مجھے مسلمان کرلیجئے اور ایک سرٹیفکیٹ بھی چاہیئے، ہم آپ کو کلمہ پڑھواتے ہیں، دلوں کا بھید تو ہم نہیں جانتے، ہم تو یہ سمجھ کر آپ کو مسلمان کرلیں گے، کہ آپ سچے دل سے مسلمان ہورہے ہیں، اس میں ہمارا یہ فائدہ ہوگا کہ ہمارے مالک نے ایک آدمی کے ایمان کا ذریعہ بننے پر ہمارے لئے جنت کا وعدہ کیا ہے، ہمارا کام ہوجائے گا، جہاں تک دل کا معاملہ

ہے وہ دلوں کے بھید جاننے والا مالک دلوں کو پھیرنے والا بھی ہے، کیا خبر آپ اس کے گھر میں اتنی دور سے سفر کر کے آئے ہیں آپ کو سچا ایمان والا بنادیں پھر آپ کو ہم سرٹیفکٹ بھی بنوادیں گے اور وہ ہمارے نزدیک سچا سرٹیفکٹ ہوگا، ہم جعلی کوئی کام نہیں کرتے، میں نے کہا: جی ٹھیک ہے میں سچے دل سے مسلمان ہونا چاہتا ہوں اور مجھے سرٹیفکٹ بھی چاہئے، مولانا صاحب نے مجھے اسلام کے بارے میں کچھ بتایا اور یہ بھی کہا کہ موت کے بعد اس بڑے حاکم اور بڑی عدالت میں ہم سب کو پیش ہونا ہے، نہ جھوٹی گواہی چلے گی نہ سرٹیفکٹ، اگر آپ اس مالک کے لئے سچے دل سے یہ کلمہ جو میں آپ کو پڑھوا رہا ہوں، پڑھ لوگے تو موت کے بعد کی ہمیشہ کی زندگی میں آپ کے لئے سورگ (جنت) ہوگی، چاہے آپ باہر سے کسی سے مسلمان ہونے کو بھی نہ کہیں، مولانا صاحب نے مجھے کلمہ پڑھوایا اور اس کا ہندی ارتھ (ترجمہ) بھی کہلوایا اور مجھ سے ہمیشہ اکیلے اللہ کی پوجا کرنے اور اس کے سچے رسول کی تابعداری کا عہد بھی کرایا اور میرا اسلامی
نام عبداللہ بتایا۔

مولانا نے بتایا کہ ہمارے مدرسے کا دفتر اب بند ہے آپ رات کو رکیں، صبح نو بجے انشاءاللہ میں آپ کو سرٹیفکٹ بنوادوں گا، آپ چاہیں تو مسجد میں ہمارے اور ہمارے ساتھیوں کے ساتھ قیام کرلیں، یہاں آپ کو اچھے لوگوں کی سنگتی (صحبت) ملے گی اور چاہیں تو ہمارے گھر بیٹھک میں آرام کریں، میں نے مسجد میں قیام کے لئے کہا سیکڑوں لوگ مولانا کے ساتھ مسجد میں رہ رہے تھے، جن میں ہریانہ کے کافی لوگ تھے ان میں سونی پت کے سب سے زیادہ تھے، میں سونی پت میں کئی سال رہ چکا تھا، آدھی رات کے بعد سب لوگ اٹھ گئے اپنے مالک کے

سامنے رونے اور اس کا بڑی لئے میں ذکر کرنے والے یہ لوگ مجھے بہت اچھے لگے، میں بھی اٹھ کر بیٹھ گیا اور میں بھی ان کے ساتھ لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتا رہا، دشمنی مقدمہ بازی اور گھریلو زندگی کی اس بے چینی میں میری یہ رات ایسی گذری جیسے تھکا بچہ اپنی ماں کی گود میں آ گیا ہو، مولانا نے مجھے سرٹیفکیٹ صبح کو بنوا کر دے دیا، میں نے فیس معلوم کی تو مولانا نے سختی سے منع کر دیا، شانتی اور سکون کے اس ماحول میں میرا دل چاہا کہ کچھ اور وقت گذاروں، میں نے مولانا صاحب سے اجازت چاہی کے ایک رات میں اور رکنا چاہتا ہوں، مولانا نے کہا: بڑی خوشی کی بات ہے، ایک رات نہیں جب تک آپ کا دل چاہے آپ ہمارے مہمان ہیں، یہاں گاؤں میں آپ کو جو تکلیف ہو اس کو معاف کر دیجئے، شام تک مولانا الگ الگ وقتوں میں اللہ والوں کے قصے، قرآن کی باتیں اور دین کی جو باتیں اپنے مریدوں کو بتاتے رہے، میں بھی سنتا رہا اور میرا گارڈ بھی ساتھ رہا، وہ بڑا دھارمک آدمی ہے، شام کو سونی پت کے ایک ساتھی کو میں لے کر کھتولی گیا اور وہاں سے ۲۵ کلو لڈو لایا، میرا دل چاہا کہ اللہ کے ان سچے بھکتوں کو اپنے ایمان کی خوشی میں مٹھائی کھلاؤں، رات کے کھانے کے بعد میں نے دو ساتھیوں سے وہ لڈو تقسیم کرائے، دل تو اگلے روز بھی ایسے ماحول سے جانے کو نہ چاہتا تھا، مگر دفتر کی مجبوری اور تیسرے روز میرے مقدمہ کی تاریخ ہونے کی وجہ سے میں واپس آ گیا، دو رات کی وہ شانتی بھر اماحول میرے بے چین جیون کو سکھی اور شانت کر گیا، واپسی میں میرا گارڈ جس کا نا م مہندر تھا مجھ سے کہنے لگا: سر! جینا تو یہاں آ کر سیکھنا چاہئے، آپ نے مولانا صاحب کے بھاشن (تقریر) ست سنگ سنی؟ مجھے ۱۵ سال ہو گئے، رادھا سوامی ست سنگ میں جاتے ہوئے، جو سچائی، پریم اور شانتی یہاں ملی، اس کی ہوا بھی

وہاں نہیں، ایسا لگ رہا تھا جیسے ہر بات گات (دل) میں گھس رہی ہو، سر چھوڑیئے
سب سنسار! مولانا صاحب کے چرنوں میں آکر رہیں، چین اور سکھ تو بس یہاں
ہی ملے گا، سارے ساتھی بھی کیسے سیدھے سادے، ایسا لگ رہا تھا کہ سچوں کا
سنسار ہے، میں نے اس سے کہا تو بھی کلمہ پڑھ لیتا، اس نے کہا کہ سر، جب آپ کو
کلمہ پڑھوا رہے تھے تو میں بھی آہستہ آہستہ کلمہ پڑھ رہا تھا اور دل دل میں اپنے
مالک سے کہہ رہا تھا، کہ مالک! جب آپ دلوں کے بھید جانتے ہیں، تو اگر یہ دھرم
سچا ہے تو ہمارے سر کے دل کو پھیر دے اور مجھے بھی ان ساتھ کردے۔

مولانا صاحب نے مجھے اپنی کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں''
پانچ عدد دی تھی، کہ آپ اس کو پڑھیں اور اپنے ساتھیوں کو بھی پڑھوائیں، میں نے
گھر جاکر ایک کتاب اپنے گارڈ مہندر کو دی اور خود بھی پڑھی، اب مجھے اسلام کے
بارے میں سو فیصد اطمینان ہو گیا تھا، اس لئے کہ میں دو روز میں ایمان والوں کو
دیکھ چکا تھا، میرے وکیل نے مجھے فون کیا، مجھے سرٹیفیکٹ دکھا دیں، میں نے اگلے
روز ملنے کو کہا، مگر صبح ہوئی تو میرے دل میں آیا کہ مجھے اس سرٹیفیکٹ کو اپنے مالک
کی عدالت میں پیش کرنا ہے، اس لئے مجھے اس عدالت میں دھوکہ کے لئے نہیں
پیش کرنا چاہئے، میں نے آپ کی امانت اٹھائی اور مالک کو حاضر ناظر جان کر ایک
بار کلمہ کو اس میں دیکھ کر سچے دل سے دوہرایا، مقدمہ کی تاریخیں لگیں، فیصلہ میری
بیوی کے حق میں ہوا، مجھ پر ایک لاکھ روپیہ جرمانہ اور ماہانہ خرچہ ہوا، عید کے بعد میں
سونی پت مدرسہ گیا، وہاں کے پرنسپل صاحب سے ملا اور اپنے دین لینے کی خوشی
میں بچوں اور اسٹاف کی دعوت کی اور مٹھائی بھی تقسیم کی، مجھے موت سے بہت ڈر لگتا
تھا، ایک روز دفتر میں تھا کہ میرے سینہ میں درد شروع ہوا اور درد بڑھتے بڑھتے

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

میں بے ہوش ہو گیا، مجھے ہسپتال لے جایا گیا، ڈاکٹروں نے ہارٹ اٹیک بتایا، میں
۲۴ روز ایمرجنسی اور I.C.U میں رہا، کچھ طبیعت سنبھلی، چار پانچ مہینے آرام کے
بعد دفتر جانے لگا، ان چار پانچ مہینوں میں، میں گھر پر رہا، مجھے موقع ملا کہ میں
اسلام کو پڑھوں میں نے تلاش کیا تو مولانا صاحب کے بھیجے ہوئے ہمارے قریب
میں دوجانہ میں ایک حافظ صاحب امام تھے ان کے پاس جانے لگا اور میں نے نماز
سیکھی اور نماز پڑھنے لگا، دہلی سے اسلام کیا ہے؟ مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ وغیرہ
کتابیں منگا کر پڑھیں مولانا صاحب سے ملنے کو میرا دل بہت چاہتا تھا، ایک روز
دوجانہ کے ایک صاحب نے بتایا کہ مولانا کا پروگرام آج باغپت میں ہے اور مجھے
ملنے جانا ہے، میں نے کہا میرے ساتھ چلیں، میرا دل بھی ملنے کو بہت چاہ رہا ہے،
ہم لوگ باغپت پہنچے، مسجد میں پروگرام شروع ہو چکا تھا تقریر کے بعد میں مولانا
صاحب سے ملا، مولانا بہت خوش بھی ہوئے کہ اتنے دنوں میں ملاقات ہوئی، مجھے
اتنا کمزور دیکھ کر پریشان بھی ہوئے، میں نے بتایا کہ مجھے سخت ترین دل کا دورہ ہوا
اور ۲۵ روز میں ایمرجنسی میں رہا، پروگرام کے بعد ایک صاحب کے یہاں دعوت
تھی، میزبان ہمیں بھی زور دیکر ساتھ لے گئے، مولانا نے معلوم کیا کہ چوپڑا جی
آپ کا تو پرہیز چل رہا ہوگا؟ میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ حضرت آپ تو اب
چوپڑا نہ کہیں، آپ نے خود میرا نام عبداللہ رکھا تھا، مولانا صاحب نے کہا کہ اچھا
عبداللہ صاحب آپ کے لئے پرہیز کا انتظام کریں؟ میں نے کہا: مولانا صاحب
آپ کے ساتھ کھاؤں گا وہ مجھے بیمار کرنے کے بجائے اچھا ہی کرے گا، مولانا
صاحب سے میں نے بتایا کہ میں نے آپ کی امانت پڑھی، اصل میں تو آپ کے
ساتھ رہ کر ہی میں کافی حد تک مسلمان ہو گیا تھا، مگر آپ کی امانت پڑھنے کے بعد تو

مجھے اندر سے اطمینان ہوگیا اور میں نے تنہائی میں مالک کو حاضر ناظر جان کر دوبارہ کلمہ پڑھا اور پھر عدالت میں سرٹیفکیٹ بھی جمع نہیں کیا اور اللہ کے شکر سے یہ حافظ صاحب جانتے ہیں، پانچوں وقت نماز پڑھتا ہوں اور آپ میری نماز سن لیجئے، جب میں نے نماز اور جنازے کی دعا سنائی تو مولانا مجھے کھڑا کر کے چمٹ گئے اور میرے ہاتھ کو خوشی اور پیار سے چوما، بار بار مبارکباد دی اور بتایا کہ ہم اور ہمارے ساتھیوں نے بہت دل سے دعا کی تھی کہ میرے مالک زبان سے کہلوانے والے ہم ہیں آپ دل میں ڈالنے والے ہیں، ان کو سچا مسلمان بنا دیجئے اللہ کا شکر ہے میرے مالک نے ان گندے ہاتھوں کی لاج رکھ لی۔

سوال: آپ کے گارڈ جن کا آپ ذکر کر رہے تھے، مہندر، آپ نے پھر ان کے ایمان کی فکر نہیں کی؟

جواب: احمد صاحب میں اس کی فکر کہاں کرنے والا تھا، وہ تو بہت اونچا اڑا۔

سوال: وہ آج کل کہاں ہیں؟

جواب: وہ تو جنت میں ہے، جنت میں۔

سوال: وہ کس طرح؟ ذرا سنائیے؟

جواب: میں بتایا نا کہ وہ بہت دھارمک (مذہبی) آدمی تھا، وہ جاٹ فیملی سے تعلق رکھتا تھا، پھلت سے آکر تو بس اس کے آگ سی لگ گئی، اس نے آپ کی امانت پڑھی، تو پڑھ کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا سر! آپ نے وہ کتاب پڑھی؟ میں نے کہا کہ ابھی نہیں پڑھی، اس نے کہا کہ سر آپ نے بڑی ناقدری کی، دو روز سورگ میں رہ کر بھی آپ کو وہاں کا مزا نہ لگا، سر آپ وہ کتاب ضرور پڑھیں، میں اب سچا مسلمان ہوں، میں نے اپنا نام محمد کلیم رکھا ہے، سر آپ تو اب مجھے محمد کلیم ہی کہا

کریں، اس کے بعد اس کو دین سیکھنے کا شوق لگ گیا، روہتک میں چوراہے پر ایک مسجد ہے اس کو لال مسجد کہتے ہیں، کہتے ہیں، یہ بڑی اتہاسک (تاریخی) مسجد ہے، یہاں پر بہت بڑے پیر اور مولانا صاحب رہتے تھے، جنھوں نے پورے ہندستان میں دین پھیلایا، ان کا نام ہی ولی اللہ تھا، وہ اس مسجد کے امام کے پاس روز جاتا تھا اور پھر چار مہینے کی چھٹی لیکر جماعت میں چلا گیا، ڈاڑھی رکھ کر آیا، ایک دن میں کسی کام سے دہلی گیا تھا، وہ مجھ سے جمعہ کی نماز پڑھنے کی اجازت لے کر گیا، دفتر سے وضو کر کے گیا، سڑک پار کر رہا تھا کہ ایک موٹر سائیکل والے نے ٹکّر ماردی، سر کے بل گرا اور سر میں چوٹ آئی، بے ہوش ہوگیا، ڈرائیور نے مجھے بتایا، ہم اسے اسپتال لے کر گئے، آٹھ روز تک پنتھ میں رہا، مگر ہوش نہیں آیا، گھر والے علاج کرتے رہے، ۱۵ روز کے بعد میں اس کو اسپتال میں دیکھنے گیا، وہ بے ہوش تھا اچانک اس کے پاؤں ہلے، میں نے آواز دی، اس نے آنکھ کھول دی، مجھے اشارہ سے قریب کیا اور آہستہ سے بولا، سر میرا سرٹیفکیٹ قبول ہوگیا، زور سے ایک بار کلمہ پڑھا اور چپ ہوگیا، (روتے ہوئے) وہ مجھ سے بہت آگے نکل گیا، واقعی بہت سچا آدمی تھا۔

سوال: اب وہ کہاں ہے؟

جواب: احمد بھائی میں یہی تو کہہ رہا ہوں، پھر وہ ہمیشہ کے لئے چپ ہوگیا، وہاں اس کی یہ زبان چپ ہوگئی، مگر وہ ہمیشہ میرے کان میں کہتا ہے، سر میرا سرٹیفکیٹ قبول ہوگیا، **لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ** اس دن سے میں روز اپنے اللہ سے دعا کرتا ہوں کہا اے اللہ! آپ نے ایک سچے کا سرٹیفکیٹ تو قبول کر لیا، اس سچے کے صدقہ میں بلکہ اپنے سچے رسول کے صدقہ میں مجھ فراڈ کا جعلی سرٹیفکیٹ

بھی قبول کر لیجئے (روتے ہوئے)

سوال: آپ کی بیوی کہاں ہیں؟ آپ کے کوئی بچہ بھی ہے؟ اس بارے میں آپ نے نہیں بتایا۔

جواب: میں خود ہی آپ کو ان کے بارے میں بتانے والا تھا، ہوا یہ کہ پانچ وقت کی نماز کے ساتھ میں نے ایک زمانہ سے تہجد پڑھنی شروع کی تھی، پھلت میں اس آدھی رات کی عبادت میں، میں نے بڑا مزا دیکھا، ایک رات میں نے اپنی بیوی کو خواب میں دیکھا، ایک کٹہرے میں بند ہیں اور مجھ سے فریاد کر رہی ہیں، میں جیسی بھی ہوئی ہوں، آپ مجھے اس کٹہرے سے نکال دیں، میرے گھر والوں نے مجھے کتنا کہا، کہ میں دوسرے سے شادی کر لوں مگر میں نے کبھی گوارہ نہیں کیا، جب میں آپ کی ہوں تو آپ کے علاوہ مجھے کون اس کٹہرے سے نکالے گا اور بہت رو رہی ہے مجھے ترس آ گیا، میں نے دیکھا، بڑا تالہ لگا ہوا ہے، چابی میرے پاس نہیں ہے، میں بہت پریشان ہوا کہ اس تالہ کو کیسے کھولا جائے، اچانک میرا گارڈ کلیم (مہندر) آ گیا اور جیب سے چابی نکال کر بولا، سر! یہ **لا الہ الا اللہ** کی چابی ہے آپ اپنی میڈم کو کیوں نہیں نکالتے؟ میری آنکھ کھل گئی، صبح کے تین بجے تھے، میں نے وضو کیا نماز پڑھی، مجھے خیال آیا کہ اس عورت نے ساری جوانی میرے لئے گنوادی، حتیٰ کے خرچ بھی مجھ سے لیا، میکے والوں کے یہاں رہنا بھی گوارہ نہ کیا مجھے بہت یاد آئی، اکیلے رہتے رہتے میں بھی تنگ آ گیا تھا، ٹوٹے ہوئے دل سے میں نے اپنے بے کس ہاتھ اللہ کے آگے پھیلا دیے، میرے مولا! میرے کریم! میرے رب میں نے اب سارے جھوٹے خداؤں کو چھوڑ کر آپ کی بندگی کا عہد کیا ہے اور کون سا در ہے، جو میرا سوال پورا کرے گا؟ میرے اللہ جب اس نے

میری رہ کر ساری جوانی گنوادی، تو پھر آپ اس کو میرے پاس بھیج دیجئے، آپ کے لئے کچھ مشکل نہیں جب آپ ایک گنگا رام اور مہندر کا دل پھیر کر عبداللہ اور کلیم بنا سکتے ہیں، تو آپ ایک سریتا دیوی کو فاطمہ یا آمنہ بنا کر میری مسلمان بیوی کیوں نہیں بنا سکتے، میں نے بہت دعا کی اور میرا رواں رواں میرے ساتھ دعا میں شریک تھا، میرے خواب کی وجہ سے مجھ پر توحید کی ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔

سوال: پھر کیا ہوا؟

جواب: ایک گندے بھکاری بندہ نے کریم کا دروازہ کھٹ کھٹایا، یہ کیسے ممکن تھا کہ دروازہ نہ کھلتا، دو روز گذرے تھے، تیسرے روز میں اپنے گھر میں، دوپہر کو بیٹھا تھا، گھنٹی بجی، میں نے نوکر سے دروازہ کھولنے اور دیکھنے کے لئے کہا، میری آنکھ حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی، جب میں نے دیکھا کہ بجائے اس کے کہ نوکر آ کر مجھے بتاتا کہ فلاں صاحب آئے ہیں، دونوں بچوں کیساتھ سریتا میرے سامنے تھی، وہ آ کر مجھ سے چمٹ گئی دس سال بعد میں نے اس کو دیکھا تھا وہ جوانی کھو چکی تھی، بلک بلک کر دیر تک روتی رہی، بیٹا بیٹی جواب بڑے ہو گئے تھے، وہ بھی رونے لگے، کہنے لگی جب آپ نے میرے ساتھ پھیرے پھرے ہیں، تو، میری عزت میرا دل آپ کے علاوہ کون رکھے گا، میں نے اس کو تسلی دی اور میرے دل میں چونکہ یہ بات تھی، کہ میرے اللہ نے میرے گندے ہاتھوں کو یہ بھیک دی ہے، اس لئے یہ آئی ہے مگر میں نے پھر بھی اس سے کہا کہ اب بات ہاتھوں سے نکل گئی ہے اس نے پوچھا، کیوں؟ میں نے کہا میں اب مسلمان ہو گیا ہوں اس نے کہا میں نرک میں بھی آپ کے ساتھ رہوں گی، میں آپ کی بیوی ہوں آپ کے ساتھ رہوں گی، میں آپ کی ہوں آپ کی رہوں گی، میں نے اس سے کلمہ پڑھنے کے

لئے کہا وہ فوراً تیار ہوگئی، میں نے کلمہ پڑھوایا اور اس کا نام آمنہ رکھا، بچوں کا نام حسن اور فاطمہ رکھا، اصل میں ہوا یہ کہ وہ اپنے میکہ میں الگ کمرہ میں رہتی تھی، بچوں کی لڑائی میں اس کی بھابھی کے ساتھ اس کی لڑائی ہوگئی، اس نے اس کو بہت برا بھلا کہا اور یہ بھی کہا کہ اگر تو کسی لائق ہوتی تو پتی کے در کو کیوں چھوڑتی، اگر اصل کی ہوتی تو پتی کے ساتھ ستی ہوجاتی، جسے پتی نے دھتکار دیا وہ عورت کیا ڈائن ہے، بس اس کے دل کو لگ گئی یہ تو بہانہ ہوگیا ورنہ میرے رب کو تو مجھے بھیک دینی تھی الحمدللہ ڈیڑھ سال سے وہ میرے ساتھ ہے، ہم خوشی خوشی اسلامی زندگی جی رہے ہیں۔

سوال: عبداللہ صاحب، واقعی یہ قبولیت دعا کا عجیب واقعہ ہے، آپ کو کیسا لگا؟

جواب: احمد بھائی اس واقعہ کے بعد میرا میرے اللہ کے ساتھ ایک دوسرا ہی تعلق پیدا ہوگیا، میرا اب یہ حال ہے کہ مجھے ایسا یقین ہے کہ اگر میں اپنے اللہ سے آج ضد کروں کہ آج سورج پچھم سے نکالئے تو میرے اللہ ضرور پورا کریں گے۔

سوال: آپ بڑے خوش قسمت ہیں، قارئین ارمغان کے لئے کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: میری آپ سے اور سبھی سے درخواست ہے کہ میرے لئے اس کی دعا کریں کہ **اللہ میرا ایمان اور سجدہ کی حالت میں خاتمہ فرمائیں**، میں نے اپنی بیوی کو وہ سرٹیفکیٹ دیا ہے، کہ میں مرجاؤں، وہ میری قبر میں میرے کفن کے ساتھ سرٹیفکٹ رکھ دیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کا یہ جعلی سرٹیفکیٹ قبول کرلے بلکہ میرے لئے کیا ساری دنیا کے لئے بھی میری یہی دعا ہے اور سب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو ایمان کے ساتھ موت عطا کرے۔

سوال: آمین! بہت بہت شکریہ، عبداللہ صاحب آپ کو جلدی بھی ہے، ابی بتا رہے تھے کہ ڈاکٹر صاحب سے وقت لیا ہوا ہے، معاف کیجئے آپ کی باتیں ایسی دلچسپ تھیں، دل چاہتا تھا کہ کچھ اور باتیں کروں، باقی، انشاء اللہ کسی دوسری ملاقات میں۔

جواب: بہت بہت شکریہ، فی امان اللہ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان اپریل ۲۰۰۵ء

دعائے مغفرت کی درخواست

آپ کو یہ خبر سن کر یقیناً حیرت، رشک وافسوس ہوگا کہ جناب عبداللہ صاحب (گنگا رام چوپڑا جی) جمعہ کے روز ۱۸/مارچ ۲۰۰۵ء کو **عشاء کی نماز میں سجدہ کی حالت میں** اپنے ہادی وخالق اللہ کے حضور میں حاضر ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، حیرت اس بات پر کہ عبداللہ صاحب کا اللہ کے ساتھ کیسا قوی تعلق تھا، جو مانگا اللہ پاک نے عطا فرمایا، رشک اس پر کہ اے کاش کہ ایسی پیاری موت اللہ ہمیں بھی عطا فرمائے، افسوس اس پر کہ اللہ کا ایک نیک بندہ اس دنیا سے چلا گیا، قارئینِ "نسیم ہدایت کے جھونکے" سے ان کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

ڈاکٹر ارم صاحبہ ﴿ایک نومسلمہ﴾ سے ایک ملاقات

اسماء ذات الفوزین : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ڈاکٹر ارم صاحبہ : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : آپ بڑے وقت پر تشریف لائیں، ابی سے آپ کا تذکرہ سنتے رہتے تھے، وہ فرمارہے تھے کہ ارمغان کے لئے آپ سے انٹرویو لینا ہے شاید آپ کے علم میں ہوگا کہ ہمارے یہاں پھلت سے ایک میگزین اردو میں ارمغان کے نام سے نکلتا ہے جس میں اسلام قبول کرنے والے نومسلموں کے انٹرویو کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے؟

جواب : ہاں میں نے کچھ پرچے دیکھے ہیں؛ مگر میں اب نومسلم کہاں ہوں میری پیاری تم سے کم از کم دس سال قبل سے میں ظاہری طور پر مسلمان ہوگئی تھی اور حقیقتاً اور مزاجاً تو پیدائشی طور پر میں مسلمان ہوں۔

سوال : بات تو آپ کی صحیح ہے یوں تو ہر بچہ اسلامی فطرت پر ہی پیدا ہوتا ہے؟

جواب : عام طور پر ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے یہ تو ہمارے نبی ﷺ کا مبارک ارشاد ہے اس میں کس کو شک ہوسکتا ہے، مگر ہمارے خاندان خاص طور پر ہمارے پاپا (والد) خود بھی مزاجاً مسلمان تھے یعنی انکو سو فیصد اسلامی معاشرت قبولِ اسلام سے پہلے پسند تھی۔

سوال : برائے کرم پہلے آپ اپنا تعارف کرائیں؟

جواب : میرا نام ارم ہے میرے والد ڈاکٹر انل مودی بیجاپور کرناٹک کے رہنے

والے تھے وہ آنجہانی پیلو مودی جو سوشلسٹ پارٹی کے صدر کے حقیقی بھتیجے تھے، انہوں نے امریکہ سے ایم ڈی کیا تھا اور بہت اچھے فزیشین تھے، بعض دوستوں اور جاننے والوں کے اصرار پر وہ میرٹھ آگئے تھے اور بینک اسٹریٹ پر ایک کوٹھی خرید کر اس کے ایک حصہ میں اپنا کلینک بنایا تھا، میرے دو بھائی مجھ سے چھوٹے ایک کا نام طارق اور دوسرے کا نام شارق ہے بارہویں کلاس تک میری تعلیم بیجاپور میں ہوئی، میرٹھ آنے کے بعد میں نے میرٹھ کالج میں بی ایس سی میں داخلہ لیا بی ایس سی کے بعد پی ایم ٹی مقابلہ میں بیٹھی اور مولانا آزاد میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کے تین سال مکمل کرنے کے بعد اپنی بوا کے اصرار پر لندن چلی گئی وہیں ایم بی بی ایس اور بعد ایم ایس کیا اور دلی کے ایک سید گھرانے میں ڈاکٹر سید عامر سے میری شادی ہوئی جو اچھے نیورولوجسٹ ہیں لکھنوء سنجے گاندھی پی جی آئی میں ہم دونوں کا تقرر ہوگیا الحمد للہ ہم دونوں پروفیسر ہوگئے، ہماری بوا جو لندن میں رہتی ہیں انکے کوئی اولاد نہیں ہے، ان کا بہت اصرار تھا کہ ہم دونوں لندن آجائیں ان کے حد درجہ اصرار پر ۲۰۰۱ء میں تین سال پہلے ہم نے ملازمت چھوڑی اور لندن چل گئے ہماری نند کی شادی میرے چھوٹے بھائی شارق سے ہورہی ہے جس کی وجہ سے ہمارا ہندوستان آنا ہوا ہے۔

سوال : اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتایئے؟

جواب : اصل میں میرے والد صاحب کو اسلامی معاشرت بہت پسند تھی، بریانی، قورما اور کباب کے دلدادہ تھے، نہ یہ کہ وہ اردو جانتے تھے بلکہ فارسی بھی اچھی جانتے تھے پارسی مذہب سے ان کا خاندانی تعلق تھا، اس کے باوجود انہوں نے میرا نام ارم میرے چھوٹے بھائیوں کا شارق اور طارق نام رکھا، خود اپنا نام ڈاکٹر انل

وارث مودی لکھنے لگے تھے، بیجاپور میں ہم رہتے تھے، جنوبی ہند کا ماحول بڑا صاف ستھرا ہے ہم لوگ میرٹھ آئے تو یہاں کا ماحول عجیب تھا، خصوصاً میرٹھ کالج میں دیہات کے جاٹ اور چودھری طلبہ بڑی چھچھوری حرکتیں کرتے تھے، وہ اس قدر حرکتیں کرتے تھے کہ میرا خیال تھا کہ مجھے پڑھائی چھوڑنی پڑے گی اور کسی دوسرے کالج کو سلیکٹ کرنا پڑے گا، لیکن اللہ کو اسی گندے ماحول میں میری ہدایت کا فیصلہ کرنا تھا، انہیں گندے لڑکوں میں چند شریف لڑکے بھی پڑھتے تھے ان میں آپ کے ابی بھی تھے جن کی شرافت سے ہمارے سب ساتھی یہاں تک کہ اساتذہ بھی مرعوب تھے، ان کو لوگ احتراماً کلیم بھائی کہتے تھے، میں نے بارہا دیکھا کہ لوگ کسی فلم کی بات کرتے ہوتے کلیم بھائی آجاتے لوگ فوراً خاموش ہوجاتے، اپنی کلاس میں وہ ذہین سمجھے جانے والے لوگوں میں تھے، آواز بھی بہت اچھی تھی، وہ شاعری بھی کرتے تھے اور اچھے مصوّر بھی تھے ہمارے کالج میں ایک پورے صوبہ کا مقابلہ تھا اس میں انہوں نے اول درجہ کا انعام حاصل کیا تھا، کلیم بھائی کو کلاس میں اس طرح کی گندی حرکتوں سے بہت اذیت ہوتی تھی میں گھر میں والد صاحب سے ان کی شرافت کا ذکر کرتی، پاپا مجھ سے ان کو کبھی گھر بلانے کو کہتے تھے، وہ روزانہ پھلت اپنے گاؤں سے کھتولی کے راستے سے بذریعہ ریل میرٹھ چھاونی اور پھر میرٹھ کالج سے اپ ڈاؤن کرتے، کبھی کبھی بیگم پل سے وہ کالج جاتے ہوئے پیدل ہمارے گھر کے سامنے سے گزرتے، ایک روز صبح میں نے ان کو آواز دے دی اور اپنے والد سے ملوایا، میرے والد ان سے اور وہ خود میرے والد سے بہت متاثر ہوئے، ہماری کلاس کے زیادہ چھچھورے لڑکے اکثر میرٹھ کالج کے ہوسٹل میں رہتے تھے، رکشا بندھن کا تیوہار آیا، کلیم بھائی ساڑھے آٹھ بجے ہمارے

گھر آئے اور مجھ سے کہا: ارم بہن کلاس کے گندے ماحول سے ہم لوگ عاجز ہیں چلو کچھ راکھیاں خرید لو اور ہوسٹل چلتے ہیں، میں نے پچیس راکھیاں خریدیں اور کلیم بھائی کے ساتھ ہوسٹل پہنچے اور ان تمام جاٹ اور چودھری اسٹوڈنٹ کو بھیا بھیا کہہ کر راکھیاں باندھ دیں، وہ لوگ بہت شرمندہ سے ہوئے اور ہماری کلاس کا ماحول بدل گیا، اس حکمت عملی نے مجھے بہت متاثر کیا میں نے پاپا ممی کو بھی بتایا، جس کی وجہ سے ہماری ممی پاپا ان کا حد درجہ احترام کرنے لگے، مجھے اردو زبان سیکھنے کا شوق تھا میرے پاپا کی بھی خواہش تھی کہ میں اردو پڑھوں، ان کا خیال تھا بلکہ وہ بہت زور دیکر کہتے تھے کہ اردو زبان سے اچھی اور شائستہ تہذیب آتی ہے، میں نے کلیم بھائی سے فرمائش کی وہ ہمیں اردو پڑھا دیں، انھوں نے وقت نہ ہونے کا عذر کیا، مگر انہوں نے اردو ڈپارٹمینٹ جا کر ایک صاحب مولوی مسرور کو تلاش کیا جو اردو میں ایم اے کر رہے تھے اور انکو تیار کیا کہ مجھے اردو پڑھائیں، وہ مجھے لائبریری میں آدھا گھنٹہ روز اردو پڑھانے لگے، مجھے اردو بہت جلد آگئی، کلیم بھائی نے مجھے ”اسلام کیا ہے“ اور ”مرنے کے بعد کیا ہوگا“ پڑھنے کو دیں، مجھے ان کتابوں نے بہت متاثر کیا ”مرنے کے بعد کیا ہوگا“ نے میری نیند اڑا دی مجھ پر موت کے بعد کے عذاب کا سخت خوف تھا میں نے اپنا حال ان سے بتایا تو انہوں نے مجھے مرنے کے بعد کی عافیت کے لئے ایمان قبول کرنے کو کہا، میں نے پاپا سے مشورہ کیا انہوں نے مجھے سوچ سمجھ کے فیصلہ کرنے کو کہا اور کہا کہ تم بڑی ہوگئی ہو، اپنی مرضی سے فیصلہ کرسکتی ہو، یکم جنوری ۱۹۷۴ء کو میں نے لائبریری میں ہی کلیم بھائی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا، الحمدللہ میرے والدین نے میرے اس فیصلہ پر کوئی اعتراض نہیں کیا، ۱۹۷۵ء میں بوا کے اصرار پر میں لندن چلی گئی اور ۱۹۸۴ء میں ایم

ایس کر کے میرٹھ واپس آئی ،کلیم بھائی کو میرے والد نے شادی کے سلسلہ میں اختیار دے دیا، الحمدللہ انہوں نے میرے لئے انتہائی موزوں رشتہ تلاش کیا اور دلی کے ایک سید گھرانے میں میری شادی ہوگئی، میرے شوہر ڈاکٹر عامر ڈی ایم ہیں اور اچھے نیورولوجسٹ ہیں وہ بہت دین دار خلیق انسان ہیں، جہاں رہے لوگ ان کی قدر کرتے ہیں ان کی شرافت سے مرعوب رہتے ہیں وہ اپنے فن میں بھی ماہرین میں شمار کئے جاتے ہیں۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے کیسا محسوس کیا؟

جواب: اصل میں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ میں اور ہمارا پورا گھرانہ خصوصاً ہمارے والد صاحب فطرتاً مسلمان تھے، مجھے اسلام قبول کرنے کے بعد ایسا لگا جیسے صبح کا بھولا شام کو اپنے گھر آجاتا اور اس کو بڑی راحت محسوس ہوتی ہے۔

سوال: لندن کے مغربی ماحول میں اپنے کو مسلمان سمجھ کر آپ کو کیسا محسوس ہوتا ہے؟

جواب: لندن میں آنے کے بعد الحمدللہ ہم لوگ شریعت پر عمل کے سلسلہ میں زیادہ حساس ہوگئے ہیں، میرے شوہر نے یہاں آکر داڑھی رکھ لی ہے خود میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ مجھے بے پردگی سے کم از کم عریانیت سے سخت کراہت ہوگئی ہے، ہم دونوں الحمدللہ تہجد پابندی سے پڑھتے ہیں کم از کم شفاء کو اللہ کے ہاتھ ہونا اب ہمارے لئے حق الیقین ہوگیا، مسلمان مریض بھی خاصی تعداد میں ہمارے یہاں آتے ہیں مریض کو او۔ٹی میں میز پر لٹا کر پہلے میں اسکو کلمہ پڑھواتی ہوں اسکو تسلی بھی دیتی ہوں اور یہ بھی سمجھاتی ہوں کہ ہوسکتا ہے کہ موت واقع ہوجائے اسلئے اچھی طرح دل کو اللہ کی طرف متوجہ کر لیجئے غیر مسلم مریض آتے ہیں تو ہماری

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

کلنیک ایک روحانی شفاء خانہ بھی ہے، ہم دونوں کی میزوں پر بہت اچھا اسلامی لٹریچر رہتا ہے جس میں سے اپنے اپنے حصہ کا ہر مریض لے کر جاتا ہے، اصل میں ہم نے مغرب کو بہت قریب سے دیکھا ہے ، بے حیائی اور مادیت زدہ مغربی دنیا بے چین ہے اور ان میں اکثر لوگ زندگی کی لذت اور سکون سے محروم خودکشی کے کنارے کھڑے دکھائی دیتے ہیں، ان کی بے چینی اور اضطراب کا علاج صرف اسلام کی مقدس تعلیمات ہیں، کاش انکو اس نعمت سے آشنا کر دیا جائے۔

سوال: غیر مسلم مریضوں کو لٹریچر دینے سے کچھ دعوتی نتائج بھی سامنے آرہے ہیں؟

جواب: الحمدللہ ہم دونوں کی دعوت پر ان تیس سالوں میں دوسو تہتر لوگ مسلمان ہو چکے ہیں ہمارے سسر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے بیعت تھے اور وہ دلی سے امریکہ چلے گئے تھے میرے شوہر بھی ان کے ایک خلیفہ مولانا ولی آدم صاحب سے بیعت کا تعلق رکھتے ہیں، ہم لوگ اپنے لندن میں قیام کا مقصد اسلام کی دعوت سمجھتے ہیں، مجھے سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ میری بوا جو مجھے میرے ماں باپ سے زیادہ چاہتی تھیں انہوں نے ہمارے لندن آنے کے دو ماہ کے بعد اسلام قبول کر لیا تھا اور گزشتہ سال ان کا بہت اچھی ایمانی حالت میں کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے مصلٰی پر انتقال ہوا۔

سوال: قبول اسلام کے بعد بھی آپ نے اسلام کے مطالعہ کا سلسلہ جاری رکھا؟

جواب: الحمدللہ کلیم بھائی نے مجھے اس پر زور دیا کہ میں روزانہ کا نصاب طے کر کے اسلام کا مطالعہ کروں، میں نے ارادہ کیا کہ اوسطاً ۵۰ صفحے روزانہ پڑھوں گی، مگر ۵۰ صفحوں کا نصاب تو مجھ سے نہیں ہوسکا البتہ اگر میں یہ کہوں کہ ان تیس سالوں

میں میں نے ۲۵ صفحے روزانہ سے کم نہیں پڑھے ہوں گے تو انشاء اللہ یہ بات بہت احتیاط کے ساتھ سچ ہوگی، میں نے ایک سو سے زائد سیرت کی کتابوں کو پڑھا ہے، حضرت مولانا علی میاں کی سب کتابیں اور حضرت مولانا تھانویؒ کی ساری کتابیں تقریباً میں نے پڑھی ہیں، حضرت مولانا مودودی کو بھی میں نے پڑھا ہے، اس کے علاوہ لندن میں اسلام پر روز نئی کتابیں چھپتی ہیں، ہم لوگ عیسائیوں کے یہاں سے چھپنے والی کتابوں کو دیکھتے رہتے ہیں۔

سوال: اس طرح تو آپ نے لاکھوں صفحات پڑھ ڈالے ہوں گے؟

جواب: الحمدللہ ۲۵ صفحات سے کم تو اوسط کسی بھی طرح نہیں رہا ہوگا، اس اوسط سے سال میں دس ہزار کے قریب صفحات ہو جاتے ہیں، شروع میں مجھے مطالعہ کا شوق نہیں تھا، کلیم بھائی نے مجھے زور دیا کہ زبردستی آپ کو نصاب پورا کرنا ہے، ایک محسن کا حکم سمجھ کر میں نے چند ماہ زبردستی مطالعہ کیا اب یہ حال ہے کہ کھانا نہ کھانے سے ایسا نہیں لگتا جیسا مطالعہ نہ کرنے سے تشنگی محسوس ہوتی ہے، کئی بار نئی کتاب نہیں ملتی تو پرانی کتاب دوبارہ پڑھتی ہوں، اس طرح الحمدللہ ہمارے یہاں ایک اچھا کتب خانہ جمع ہو گیا ہے اور اس کا کچھ نہ کچھ حصہ ذہن میں بھی محفوظ ہو جاتا ہے
۔

سوال: آپ کے کتنے بچے ہیں اور وہ کہاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں؟

جواب: میرے تین بچے ہیں بڑے بیٹے کا نام حسن عامر ہے اور چھوٹے کا حسین عامر ہے اور بچی کا نام فاطمہ زہراء ہے، دونوں بیٹے ڈیوز بری کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں، حسن نے جس کی عمر دس سال سے زیادہ ہے حفظ مکمل کر لیا ہے اور عالمیت کا پہلا سال ہے، حسین کی عمر نو سال ہے اس کے سولہ پارے ہو چکے ہیں،

Page 282

فاطمہ ایک اسلامی اسکول میں دوسری کلاس میں پڑھ رہی ہے، ان کے والد نے اسکو قرآن حکیم گھر پر پڑھایا ہے، ہم دونوں نے پروگرام بنایا ہے کہ اپنے بچوں کو روزگار سے بےفکر کر دیں گے اور اتنا نظم کر دیں گے کہ ان کو کمانے کی فکر نہ رہے اور وہ یکسوئی کے ساتھ زندگی کو دعوت کے لئے وقف کر سکیں۔

سوال: آپ نے اپنے والد اور والدہ کی فکر نہیں کی؟

جواب: الحمدللہ میں نے جس سال ایم ایس سی کیا، فارغ ہو کر میں ہندوستان آئی تو میں کلیم بھائی کو بلایا اور والد صاحب پر کام کرنے کی درخواست کی انہوں نے والد صاحب کو بہت سی کتابیں دیں حضرت مولانا علی میاںؒ کی کتاب "نبی رحمت" نے ان کو بہت متاثر کیا۔

وہ اسلام سے تو پہلے سے ہی متاثر تھے مگر اتنی عمر تک ایک مذہب میں رہنے اور خاندان کے لوگوں خصوصاً اپنے چچا جناب پیلو مودی صاحب اور انکے خاص دوست آر کے کرنجیا کی وجہ سے انکو جھجک تھی، میری شادی ڈاکٹر عامر سے انہوں نے باقاعدہ اسلامی طریقہ بلکہ مسلمانوں کے طریقہ پر یعنی رواج کے مطابق کی اور خوب خرچ کیا، ظاہر ہے خوب خرچ کرنا خود اسلامی طریقہ نہیں، مگر مسلمانوں نے اسی طریقہ کو اختیار کیا ہے، ہم لوگوں کے پی، جی، آئی ملازمت کے دوران ایک بار گومتی نگر میں ہمارے یہاں دو روز کے لئے آئے ہم دونوں نے چھٹی لے لی اور ان سے اسلام قبول کرنے پر اصرار کیا وہ شروع میں ٹالتے رہے کہ رسم سے کیا ہوتا ہے؟ میں دل و دماغ سے تم لوگوں سے پہلے مسلمان ہوں، مگر میرے شوہر نے کہا: بلا شبہ اصل چیز تو دل و دماغ کا اسلام ہے اور ہم اسی کو اسلام کی روح مانتے ہیں مگر روح کے لئے جسم بھی ضروری ہے اگر جسم نہ ہو تو روح کس چیز میں پڑے گی

آپ کلمہ پڑھ لیجئے وہ تیار ہوگئے اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا ممی بھی ان کے ساتھ تھیں پاپا کے مسلمان ہونے کے بعد ممی کو منانا ہمارے لئے آسان ہوگیا انہوں نے بھی کلمہ پڑھ لیا میرٹھ آکر دو ماہ کے بعد انکو سخت ترین ہارٹ اٹیک ہوا ان کے دل کی دو والیں خراب ہوگئی تھیں ہم ان کو لکھنوء لے گئے مگر زندگی کا فیصلہ کرنے والا اپنا فیصلہ کرچکا تھا لکھنوء میں ہی ان اکا انتقال ہوگیا اور وہیں تدفین ہوئی الحمدللہ آخری وقت ان کا ایمان کے لحاظ سے بہت اچھا تھا اور وہ اپنے اسلام پر حد درجہ اللہ کی تعریف اور شکر کرتے تھے۔

سوال: آپ کے بھائیوں کا کیا حال ہے؟

Page 283

جواب: مجھ سے چھوٹے بھائی طارق نے سی اے کیا اور ممبئی میں ایک بڑے کارخانہ میں منیجر ہیں ان کی شادی ممبئی کے ایک تبلیغی گھرانہ میں ہوئی ہے چھوٹے بھائی شارق نے
ایم بی اے کیا ہے وہ لکھنوء میں ایک ہوٹل کے منیجر ہیں، ان کی شادی میرے شوہر کی چھوٹی بہن راشدہ سے ہورہی ہے، ابھی ۲۹ جون کو ان کا نکاح ہونا ہے انشاء اللہ
۔

سوال: آپ کو خود اللہ نے ہدایت سے نوازا ہے اور آپ خود دعوت کا کام کررہی ہیں دعوتی زندگی میں آپ کا تاثر کیا ہے کہ کسی غیر مسلم کی ہدایت کے لئے کیا چیز سب سے زیادہ موثر ہوتی ہے؟

جواب: یوں تو یہ علم اور عقل کا زمانہ ہے بے چین اور بلکتی انسانیت کے لئے علم اور عقل کے پیمانے پر پورے اترنے والے مذہب کا تعارف ہی انسان کو حد درجہ متاثر کرتا ہے مگر میں اپنے قبول اسلام اور اپنے واسطے سے ہدایت پانے والے لوگوں

کے حالات پر غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچی ہوں کہ آپ اپنی تقریری دعوت سے لوگوں کو قائل تو کرسکتے ہیں مگر اس درجہ متاثر کرنے کے لئے کہ ایک زندگی کے طریقہ پر رہنے والا آدمی مذہب تبدیل کرنے پر آمادہ ہوجائے، اس کے لئے آپ کی دعوت کے ساتھ آپ کے کردار کی عظمت ضروری ہے، میں سمجھتی ہوں ہمارے گھرانہ کو مشرف باسلام کرنے بلکہ ہم دونوں کو دعوت پر کھڑا کرنے میں آپ کے ابی کی فطری شرافت اور مجسم دعوتی کردار سب سے اہم ذریعہ رہی، کتابوں کے ساتھ نبیوں کو بھیجنا خود میرے خیال میں بڑی دلیل ہے، انسان کو کتاب کے ساتھ افراد چاہئے یعنی قول کے ساتھ کردار کی ضرورت ہوتی ہے تب کہیں انقلاب برپا ہوتا ہے۔

سوال: شکریہ ارم پھوپھو! میں آپ کی بہت مشکور ہوں، آپ قارئین ارمغان کے لئے کوئی پیغام دینا چاہیں گی؟ خصوصاً ان قارئین میں مستورات بھی ہوتی ہیں، ان کے لئے کوئی خاص پیغام؟

جواب: ارمغان کے واسطے سے میں قارئین بہنوں کی خدمت میں یہ درخواست پیش کروں گی کہ ایک مسلمان کی ذمہ داری پوری انسانیت تک اسلام کے پیغام کو پہنچانا ہے، اس میں مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی مکلّف بنایا گیا ہے، بلکہ اسلامی دعوت کی ترتیب تو تاریخ اسلام میں یہ ملتی ہے کہ اسلامی دعوت کی مدعو مردوں سے پہلے عورتیں ہیں، ہمارے نبی ﷺ نے سارے رفقاء محسنین اور محرم راز مردوں کے ہوتے ہوئے غارِ حرا میں پہلی وحی کے نزول کے بعد، اپنی دعوت کا سب سے پہلا مدعو اپنی رفیقہ حیات حضرت خدیجہؓ کو بنایا تھا، اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عورتوں کو بھی اپنی ذمہ داری سمجھنا چاہئے بلکہ مردوں سے زیادہ سمجھنا چاہئے،

میدان دعوت میں غیر مسلم اقوام خصوصاً مغربی دنیا سے قریب ہوکر ان کو اس حقیقت سے بھی واقفیت ہوگی کہ جس مادیت اور عریانیت زدہ مغربی تہذیب کی چکاچوندھ سے ہم مرعوب ہورہے ہیں اور اسکو ہم ترقی کی معراج سمجھ رہے ہیں وہ کس درجہ پستی کا شکار ہے وہ بے چینی اور اضطراب میں خودخوشی کے دہانے پر کھڑی اسلامی تعلیمات کی کس قدر پیاسی ہے اور دین اسلام کی نعمت سے نواز کر اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر کس قدر بڑا احسان کیا ہے۔

سوال: دل چاہتا تھا کہ آپ سے آپ کی تفصیلی دعوتی کارگذاری کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں مگر آپ کو جلدی جانا ہے، انشاء اللہ آئندہ ملاقات میں پھر استفادہ کیا جائے گا، بہت بہت شکریہ۔

جواب: ضرور، واقعی دعوتی زندگی میں بڑے تجربات اور ہدایت کے حیرت ناک واقعات ہم دونوں کی زندگی میں پیش آئے ہیں، انشاء اللہ اب کی ملاقات میں۔

فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ،

اَسْتَوْدِعُکُمُ اللّٰہَ دِیْنَکُمْ وَاَمَانَتَکُمْ وَخَوَاتِمُ اَعْمَالِکُمْ.

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان جولائی ۲۰۰۴ء

مدینہ منورہ کی مکین ایک خوش قسمت خاتون

محترمہ شہناز صاحبہ ﴿نومسلمہ﴾ سے ایک ملاقات

اسماء : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

شہناز : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: شہناز پھوپھو! الحمدللہ ہماری حاضری پیارے نبی ﷺ کے شہر میں ہوئی ہے، اس محسن شہرِ مقدس کا حق ہے کہ یہاں نبوی درد اور دعوت دین کا جذبہ حاصل کیا جائے، آپ ہمارے ارمغان سے واقف ہیں، کچھ زمانہ سے دعوتی جذبہ پیدا کرنے کے لئے اس میں خوش قسمت نومسلموں کے انٹرویو شائع کئے جارہے ہیں، ابی کی خواہش ہے کہ میں آپ سے کچھ باتیں کروں، تاکہ وہ باتیں آئندہ کسی شمارے میں شائع ہوجائیں مدینہ منورہ سے آپ کی باتیں ارمغان میں شائع ہونا بڑی برکت کی بات ہوگی۔

جواب: مجھ سے فون پر بھائی کہہ رہے تھے، ضرور میرے لئے بھی خوشی کی بات ہوگی، تاکہ اس عظیم اور مبارک کار دعوت میں میرا بھی حصہ ہوجائے۔

سوال: آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

جواب: میں جموں شہر کے ایک پڑھے لکھے ملہوترا خاندان میں پیدا ہوئی میری پیدائش ۴ مئی ۱۹۷۵ء کو ہوئی میرے والد کل دیپ ملہوترا کامرس کے لیکچرر تھے، میری والدہ بہت شریف اور مصیبت زدہ خاتون تھیں کم عمری ہی سے وہ بیمار ہوگئی تھیں اور قسمت کی بات یہ ہے کہ شادی کے بعد بھی ان کو سکھ چین نہیں مل سکا میری

عمر ۵ یا ۶ سال کی ہوگی کہ انکا انتقال ہوگیا میرے ایک بڑے بھائی تھے سندیپ ملہوترا انکی عمر ۱۰ سال تھی، ایک مرتبہ میری والدہ مجھے دریا میں ڈالنے کے لئے لے گئیں، ایک آدمی نے انکو دریا کے پل پر کھڑا دیکھا تو وجہ معلوم کی وہ بولیں میں اپنی اس بچی کو دریا میں ڈالنے آئی ہوں انہوں نے کہا کہ اگر میری طرح اس کا بھی مقدر خراب ہوا تو ساری زندگی مصیبت بھرے گی، اس سے تو اچھا ہے ابھی مر جائے اس آدمی نے انکی خوشامد کی اور سمجھایا کہ اس بچی کی تقدیر تو بہت اچھی ہوگی تم اس کی فکر نہ کرو اور اس کو دریا میں نہ ڈالو اس نے نہ جانے کس ہمدردی میں اس نے یہ الفاظ کہے تھے کہ میری والدہ نے مجھے دریا میں ڈالنے کا ارادہ ملتوی کر دیا، مجھے گھر لے آئی اور ایک سال بعد انکا انتقال ہو گیا میری والدہ کے انتقال کے ۶ ماہ بعد میرے والد نے دوسری شادی کر لی سوتیلی ماں (اللہ تعالیٰ ان کے احسان کا بدلہ عطا فرمائے) ان کا برتاؤ میرے ساتھ بڑا سخت تھا مجھ پر کام کا بہت بوجھ رہتا تھا، سخت حالات میں میں نے میٹرک پاس کیا، میرا گھر میرے لئے جیل بلکہ جہنم کی طرح تھا، میں گھر کے مظالم سے اس قدر تنگ آ گئی کہ کئی بار خودکشی کی ناکام کوشش کی ایک بار نیند کی بہت ساری گولیاں کھالیں، کئی بار پہاڑ پر چڑھ کر گرنے کی کوشش کی مگر میرے کریم اللہ کو مجھے نوازنا تھا اس لئے خودکشی کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہوئی میری سوتیلی والدہ ہمارے والد صاحب کو میرے خلاف شکایت لگا کر بھڑکاتی رہتیں وہ مجھ پر ترس کھانے کے بجائے مجھے ڈانٹا کرتے، میں مندروں میں جاتی، مزاروں پر جاتی اور بجائے پوجا کے میں یہ سوال کرتی کہ مجھے بتاؤ میری اندھیری رات کی صبح کب ہوگی، ہوگی بھی یا نہیں؟ مگر وہ بے جان میرے سوال کا جواب کیا دیتے، کاش میں قرآن کی اس صدا کو جانتی تو ان بیجان

چیزوں سے منھ نہ مارتی، میں آج قرآن حکیم پڑھتی ہوں تو خیال آتا ہے کہ قرآن کی یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی۔

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ (سورۃ فاطر:۱۴)

اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنتے اور اگر سنتے تو تم کو جواب نہیں دیتے اور قیامت کے دن منکر ہوں گے تمہارے شریک ٹھرانے کے اور کوئی خبر رکھنے والے کی طرح نہیں بتلائے گا۔

ایک روز میں نے ایک قبر میں مردے کو دفن ہوتے دیکھا تو میں اپنی سہیلی سے کہا کہ میری قبر ہی بنانا مجھے جلانا نہیں، میری سوتیلی ماں روز مجھے ڈانٹنے اور والد صاحب سے ڈنٹوانے کے لئے نئی نئی باتیں نکالتی تھیں، انہوں نے ایک روز مجھ پر پرس سے پانچ سو روپے نکالنے کا الزام لگایا، میری برداشت کی حد ہوگئی مجھے یہ بھی خیال آیا کہ انہوں نے آج مجھ پر چوری کا الزام لگایا ہے میرا وجود انکو گوارا نہیں نہ جانے کل کوئی اس سے بڑا الزام مجھ پر لگادیں، میرے پاس ۱۰۰/ روپئے تھے چند جوڑی کپڑے اور وہ روپئے لے کر میں نکل پڑی اور گھر ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتایئے؟

جواب: میں نے اصل میں وہی بتانے کے لئے بات شروع کی ہے، میری سوتیلی ماں کا احسان ہے کہ ان کے مظالم ہی میری ہدایت کا سبب بنے، میرے کریم اور ہادی رب کے قربان جس نے ظلم کے اندھیروں سے نکال کر مجھ پر رحمت اور ہدایت کی بارش فرمائی میں گھر سے نکلی تو ایک کپڑے بیگ میرے ہاتھ میں تھا، ہمارا

گھر ایک تنگ گلی میں تھا میں گلی سے نکل رہی تھی میرے والد کالج سے آ گئے وہ میرے برابر سے نکلے مگر انکی نگاہ مجھ پر نہیں پڑی ورنہ وہ مجھے اس طرح سامان کے ساتھ جاتا دیکھ کر واپس لے جاتے اور نہ جانے کیا کرتے، میں ریلوے اسٹیشن پہنچی گھر سے باہر کبھی نکلی نہیں تھی میں نے دہلی کا ٹکٹ لیا اور دہلی کی ٹرین میں بیٹھ گئی، مجھے یہ بھی معلوم نہیں تھا کس ڈبہ میں بیٹھنا چاہئے، فوجیوں کے ایک ڈبہ میں چڑھ گئی ان بیچاروں نے لڑکی سمجھ کر جگہ دے دی گاڑی چلی ریزرویشن ٹی ٹی آیا فوجیوں کے ڈبے میں مجھے دیکھا تو ٹکٹ معلوم کرنے لگا برابر میں بیٹھے فوجی نے کہا یہ میری بہن ہے، یہ میرے اللہ کی مدد تھی اس فوجی نے بہن بنانے کے بعد سارے راستہ میرا بہن کی طرح خیال رکھا اوپر کی برتھ خالی کر کے اس پر سونے کو کہا اور بار بار تسلی دیتا رہا بہن تم فکر نہ کرو۔

میں آرام کے ساتھ دہلی پہنچی اسٹیشن سے باہر نکلی تو سامنے سی ٹی بس آتی دکھائی دی میں اس پر چڑھ گئی میری سیٹ کے آگے دونو جوان لڑکے بیٹھے تھے، جو آپس میں باتیں کر رہے تھے، ان کی باتوں سے مجھے شرافت کا احساس ہوا میں نے ان سے کہا بھیا مجھے یہاں دہلی میں کوئی گرلس ہوسٹل بتا دو انہوں نے مجھ سے میرا پتہ معلوم کیا میں نے اپنا پتہ بتا دیا وہ میری مشکل کو بھانپ گئے انہوں نے کہا گرلس ہوسٹل دور ہے آپ ایسا کریں کہ ہماری بہن سے مل لیں تھوڑی دیر وہاں آرام کریں وہ پڑھی لکھی ہیں، آپ کو گرلس ہوسٹل خود پہنچا دیں گی، ان کے گھر میں کوئی مرد بھی نہیں ہے مجھے ان کی شرافت کی وجہ سے اطمینان ہو گیا وہ مجھے ساوتھ ایکسٹینشن اپنی بہن کے یہاں لے گئے ان کی بہن نے میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا ناشتہ وغیرہ کرایا ایک دو روز اطمینان سے رہنے کو کہا اور اطمینان دلایا کہ

میں خود آپکو اچھے ہوسٹل میں لے چلوں گی، ان کی بہن نے مجھے اپنے ایک عزیز عشرت صاحب سے ملنے کو کہا کہ ان سے ملنے کے بعد ہی میں ہوسٹل وغیرہ کا فیصلہ کروں، میں عشرت صاحب کے آفس گئی انہوں نے کچھ دیر بات کر کے اپنے آفس کی ایک عورت کو بلا کر انکے ساتھ اپنی بیوہ بہن کے پاس بھیج دیا، ان کے ایک عزیز عارف صاحب تھے جو ان کے یہاں آتے تھے، انہوں نے مجھے مورتی پوجا کے بارے میں سمجھایا، ان کی باتیں میری عقل کو بہت بھائیں اور مجھے مورتی پوجا بڑی حماقت لگنے لگی، ایک کے بعد ایک کئی مسلمانوں کے معاملات ان کی شرافت اور ایک جوان لڑکی کے ساتھ محتاط شرافت اور کچھ کچھ اسلامی تعلیمات کے تعارف نے مجھے اسلام کی طرف راغب کیا اور ایک روز میں نے عارف صاحب سے مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کی انہوں نے مجھے سمجھایا کہ ایمان ہر انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہے مگر تم پریشان حال ہو ہمارے یہاں رہ رہی ہو کسی مجبوری یا ہماری تھوڑی سی ہمدردی کا بدلہ دینے کے لئے اسلام قبول کرنا ٹھیک نہیں لیکن سوچ سمجھ کر اپنی سب سے بڑی ضرورت جان کر اسلام قبول کرنا چاہتی ہو تو اس سے زیادہ ہمارے لئے خوشی کی بات اور کیا ہوگی کہ ہماری ایک بہن ہمیشہ ہمیشہ کی دوزخ کی آگ سے بچ جائے، میں نے بہت اطمینان اور خوشی سے اسلام قبول کرنے کو کہا انہوں نے مجھے کلمہ پڑھوایا میں نے اسلامی تعلیم حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی تو انہوں نے مجھے میوات بھیج دیا۔

سوال : میوات کے دیہاتی ماحول میں تو آپ کو بڑا عجیب سا لگا ہوگا؟

جواب : ابتداء میں ذرا پریشانی ہوئی مگر بعد میں مانوس ہوگئی اسلامی تعلیم کے سلسلہ میں میرا وہاں رہنا بہت مفید ثابت ہوا، نماز وغیرہ الحمدللہ اچھی طرح یاد ہوگئی

نو دس مہینہ میں کچھ قرآن شریف اور اردو پڑھنا بھی آ گئی۔

سوال :مولانا جاوید اشرف ندوی سے آپ کی شادی کس طرح ہوئی؟

جواب :میوات سے دہلی آئی تو عارف صاحب نے بارہ بنکی کے ایک لڑکے سے میرا رشتہ کر دیا وہ لڑکا دیندار نہیں تھا، میرے لئے اب دین ہی سب کچھ تھا میں نے ڈرتے ڈرتے عارف صاحب سے کہا کہ میرے لئے کسی دیندار لڑکے کو تلاش کریں، چاہے بالکل فقیر ہی کیوں نہ ہو، میری خواہش پر انہوں نے وہ رشتہ رد کر دیا ، عارف صاحب نے اپنی لڑکی کے رشتہ کے لئے قومی آواز میں اشتہار دیا تھا وہ اشتہار مولانا (جاوید اشرف ندوی صاحب) نے دیکھا انکی شادی ہوگئی تھی مگر بد قسمتی سے بلکہ میری خوش قسمتی سے وہ شادی نبھ نہیں سکی اور طلاق ہوگئی ان کے والدین کا انتقال ہو گیا تھا، اشتہار دیکھا تو بھائیوں کی مرضی کے بغیر عارف صاحب کے یہاں رشتہ کے لئے پہنچے شاید عارف صاحب نے انکی دوسری شادی کی وجہ سے یا میری محبت میں، یا اپنی بیٹی سے جوڑ نہ بیٹھنے کی وجہ سے میرے بارے میں بتایا اور مجھ سے شادی کرنے کو کہا اس دوران میں نے اپنی آپ بیتی اور قبول اسلام کی کہانی ''کڑوا سچ'' کتاب کے طور پر لکھ لی تھی عارف صاحب نے مولانا کو وہ کتاب دکھائی، مولانا کتاب دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور ملاقات کی خواہش ظاہر کی ملاقات ہوئی اور نسبت طے ہوگئی چند روز کے بعد ایک دن ظہر کی نماز میں میرا نکاح ہو گیا، مولانا مجھے اپنے گھر نہیں لے جا سکتے تھے، خاندان اور برادری کی مخالفت کا خوف تھا، اس لئے لکھنو لے گئے پھر اپنے ایک اور ساتھی مفتی عبدالحمید صاحب کے پاس بمبئی لے گئے ان کے یہاں ایک سال رکھا، مفتی صاحب اور انکی والدہ نے میرے ساتھ ایسا برتاؤ کیا کہ حقیقی ماں اور بھائی بھی نہیں کر سکتے۔

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

سوال :آپ مدینہ منورہ کس طرح آئیں؟

جواب :میرے اللہ کے کرم کی ہوا چلی تھی کہ کرم پہ کرم ہوتا گیا مولانا صاحب (مولانا جاوید اشرف ندوی) کا مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ ہوگیا مولانا نے کسی طرح مجھے عمرہ کے ویزے پر یہاں بلالیا اللہ تعالیٰ نے مجھے مدینہ کی محبت عطا کی تھی میرا دل واپسی کو نہ چاہا اور سالوں تک غیر قانونی طور پر یہاں رہی میرے تین بچے اللہ نے مجھے مدینہ منورہ میں عطا کیے، مدینہ کی گلیوں میں کھو جانے کا مزہ میرے کریم اللہ نے مجھے چکھایا مولانا کی شکل میں مجھے اللہ تعالیٰ نے انتہائی نرم خو، حلیم، سلیم الطبع اور کریم النفس شوہر عطا کیا اس پر مدینہ منورہ کی رہائش عطا کر کے میرے سارے غم بھلا دئے۔

سوال :حضرت مفتی عاشق الٰہی بلند شہریؒ کے گھرانے سے آپ کا تعلق کیسے ہوا؟

جواب :ہمارے شوہر مولانا صاحب میں شرم بہت ہے کسی بڑے آدمی یا عالم سے ملتے ہوئے جھجکتے ہیں مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے یہاں کے بڑے عالم حضرت مفتی صاحب یہاں رہتے ہیں میں ان کے گھر گئی اور حضرت مفتی صاحت کی بیوی (امّی جان) سے ملی پہلی ملاقات کے میرے تعارف نے ان کو مجھ پر شفیق بنا دیا انہوں نے حضرت مفتی صاحب سے میرا ذکر کیا مفتی صاحب پر غیر مسلموں میں دعوت کا بہت غلبہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ آپ کے ابی مولانا کلیم صاحب سے بہت تعلق رکھتے تھے انہوں نے ہمارے شوہر کو بلوایا اور دونوں نے مجھے اپنی بہن بنا لیا اور واقعی ماں باپ کی طرح میری سر پرستی فرمائی امی جان اب بھی ضعف کے باوجود میرے بچوں کے کپڑے اپنے ہاتھ سے سی کر پہناتی ہیں میں کسی کی دعوت کر دوں تو کوئی چیز خود بنا کر لے آتی ہیں، وہ مجھ سے میرے بچوں سے کس قدر محبت کرتی

ہیں میں بیان نہیں کرسکتی حضرت مفتی صاحب میرے پورے خاندان سے حد درجہ محبت فرماتے تھے، الحمدللہ حضرت کے گھر والے بیٹے بیٹیاں بھی مجھ سے بالکل بہنوں جیسا سلوک کرتے ہیں بلکہ سب بہنوں سے زیادہ میرا خیال کرتے ہیں۔

سوال: ہماری امی جان (دادی) بھی تو آپ کو بیٹی کہتی ہیں اور آپ کو بہت یاد کرتی ہیں ان سے آپ کا تعلق کس طرح ہوا؟

جواب: آپ کے ابی مولانا کلیم صاحب سے میرے شوہر مولانا جاوید صاحب کے کچھ تعلقات تھے ایک بار وہ والدہ کو لیکر عمرہ کے لئے آئے میں ان سے ملنے گئی اور مدینہ کا مکین ہونے کی وجہ سے کچھ ضیافت کی کوشش کی ان کو مجھ سے محبت ہوگئی، میں تم کو تجربے کی بات بتاتی ہوں، خدمت میں اللہ نے بڑی تاثیر رکھی ہے، آدمی اگر خدمت کا عادی ہو تو پتھر جیسے دل میں بھی جگہ بنا لیتا ہے، مجھے اپنے بڑوں کی خدمت کا پیدائشی شوق ہے، کسی بڑے کے کپڑے دھونے، اس کے سر پر مالش کرنے، یا پاؤں وغیرہ دبانے میں بہت مزہ آتا ہے، بوڑھی عورتوں کو تو خدمت کی ضرورت بھی ہوتی ہے اور بڑوں کا کیا ذرا سی دیر میں کلیجہ سے دعائیں دینے لگتے ہیں اگر ذرا سا آرام قربان کرکے آدمی کسی خدمت کرلے تو پھر ان دعاؤں سے دنیا اور آخرت بنتی ہے، میں نے بڑوں کی دعاؤں میں بڑی تاثیر دیکھی ہے۔

سوال: مدینہ منورہ میں پوری دنیا سے لوگ آتے ہیں میں نے سنا ہے آپ کا کوئی دور کا جاننے والا یا ملنے والا آجائے ایک پاؤں پر آپ اس کے لئے کھڑی ہوجاتی ہیں پانچ چھوٹے چھوٹے بچے اور آپ ٹیوشن بھی پڑھاتی ہیں کیا آپ تھکتی نہیں ہیں؟

جواب: میرے اللہ نے مجھے مدینہ منورہ کی سکونت کا شرف بخشا ہے، یہاں کے

پانی اور فضاء میں اکرام ضیف اور مہمانوں کی خاطر داری رکھی ہے، ہم غیر اختیاری طور پر مجبور ہوتے ہیں کہ مدینہ کے مہمانوں کی خدمت اور ضیافت کا مزہ لیں میرے دل میں آتا ہے کہ ہمارے رسول ﷺ کے مہمان ہیں اور آپ ﷺ تک ہمارے حالات پہنچتے ہیں اپنے مہمانوں کی ضیافت سے آپ کس قدر خوش ہوتے ہوں گے جب یہ بات ہو تو تھکن کا کیا مطلب، میری پیاری اس خیال سے بھی خوشی اور مزہ محسوس ہوتا ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے مہمانوں کی ضیافت اور خدمت کا شرف مل رہا ہے، میں تو بچوں کی خدمت بھی اللہ کا حکم سمجھ کر کرتی ہوں اور ٹیوشن اپنے شریف اور مسائل کے بوجھ تلے دبے ہوئے شوہر کا بوجھ کم کرنے کے لئے پڑھاتی ہوں، مجھے الحمدللہ اس نیت کی وجہ سے ہر کام میں مزہ آتا ہے، کرنے کے بعد فرحت ہوتی ہے، واقعی ہمارے دین نے ہمیں نیت کو خالص کرنے کا حکم دے کر احسان کیا ہے، نیت ٹھیک ہو تو ہر چیز میں مزہ ہے۔

سوال: سنا ہے آپ مدینہ منورہ سے جانا پسند نہیں کرتیں یہاں پر روزگار وغیرہ کے مسائل بھی بہت ہوئے اور دوسری جگہوں سے بلاوے بھی بہت آئے؟

جواب: اصل میں مدینہ جس نے دیکھ لیا وہ جنت کے علاوہ کہیں جانا چاہے ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟ میری خواہش اور آخری تمنا ہے کہ بقیع پاک کی خاک مجھے مل جائے، تم بھی دعاء کرنا (روتے ہوئے) میں یہاں کے کبوتروں کو دیکھتی ہوں تو دعاء کرتی ہوں کہ یا اللہ آپ نے بقیع پاک کے دانے ان کو مقدر کردیئے میرے لئے اپنے نبی ﷺ کے قدموں کی یہ خاک مقدر فرما دیجئے۔

سوال: آپ نے اپنے گھر والوں کی کچھ خیر خبر نہیں لی، انہوں نے آپ کو تلاش بھی نہیں کیا؟

جواب : شاید انہوں نے تو مجھے تلاش نہیں کیا، اصل میں انہوں نے تو یقین کر لیا تھا کہ میں نے خودکشی کر لی ہے، گذشتہ سال سے میرے والد اور بھائی سے میرا رابطہ ہوا ہے، یہاں مدینہ منورہ میں جموں کے ایک طالب علم پڑھتے تھے انہوں نے میرے والد کو میرا پتہ بتادیا وہ بے چین ہو گئے میں ویزا لگوا نے ہندوستان گئی تھی جب ہی جھجک کر بار بار ہاں اور نہ نہ کر کے ایک جگہ میری ان سے پرانی دہلی میں ملاقات ہوگئی، وہ بہت روئے اور جب میں نے سارے حالات بتائے تو وہ بہت نادم ہوئے، اب وہ مجھے دوسرے تیسرے روز فون کرتے ہیں، مولانا جاوید اشرف اور میں نے ان کو اسلام کی دعوت بھی دی ہے انہوں نے بت پرستی چھوڑ دی ہے، ہم لوگوں نے آپ کے ابی مولانا کلیم صاحب سے درخواست کی ہے بلکہ انھوں نے خود ہی ان کا پتہ لیا ہے، انہوں نے اپنے ساتھیوں کو لگایا ہے اور امید دلائی ہے کہ وہ انشاءاللہ ضرور اسلام قبول کر لیں گے۔

سوال : آپ کی سوتیلی والدہ حیات ہیں؟ ان سے بھی کوئی رابطہ کیا؟

جواب : ہاں وہ بھی زندہ ہیں ان سے بھی میں نے فون پر ایک بار بات کی وہ بہت معافی مانگ رہی تھیں، مگر میں اپنی قسمت کے بننے اور غم کے اندھیرے کی صبح ہونے میں سب سے بڑا احسان ان ہی کا مانتی ہوں کہ ان کے مظالم ہی میری ہدایت کا ذریعہ بنے، میں نے ملتزم پر اور ہر خاص موقع پر اپنے ایک بڑے محسن کی طرح ان کے لئے دعائیں کی ہیں، میرے اللہ کی عجیب شان کہ ان کے سارے مظالم مجھے آخری درجہ کے احسان لگتے ہیں، ان کے لئے میں بلک بلک کر ہدایت کی دعائیں کرتی ہوں، گذشتہ حج کے موقع پر عرفات میں میں نے سب سے زیادہ ان کے لئے ہدایت کی دعاء مانگی۔

Page 289

سوال : بچوں کی تعلیم کے لئے آپ کا کیا ارادہ ہے؟

جواب : یہاں سعودی عرب کے اسکولوں میں تربیت کا نظم بہت عجیب ہے، ہمارا ارادہ ہے کہ ہمارا ایک ایک بچہ داعی بنے اور دین کی خدمت کرے، الحمدللہ میں نے بھی حضرت مفتی عاشق الٰہی کی تفسیر ''انوارالبیان'' کا ہندی ترجمہ حضرت کی حیات میں شروع کیا تھا میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم کی یہ خدمت مجھ سے لے لے، اس لئے ہم لوگ مدرسہ سے زیادہ گھر پر انکی تعلیم وتربیت کی فکر میں ہیں

سوال : ارمغان کے واسطے سے آپ مسلمانوں کے لئے کچھ پیغام دینا چاہیں گی؟

جواب : میں درخواست ہی کر سکتی ہوں کہ وہ اپنا منصب پہچانیں اور غیر مسلموں سے رابطہ قائم کریں اور ساتھ ہی اپنے کردار کو اسلام سے آراستہ کریں اور اپنے آپ کو مجسم دعوت بنائیں اور اپنے عمل سے حضور اقدس ﷺ کا تعارف کرائیں، اگر ہمارے نبی ﷺ کا اسوہ لوگوں کے سامنے آجائے تو لوگ ایکٹروں، لیڈروں، کھلاڑیوں کو آئیڈیل بنانے کے بجائے صرف صرف ہمارے نبی کو آئیڈیل بنائیں گے، اس سے زیادہ پرکشش کوئی اور کردار ہو ہی نہیں سکتا دوسرے یہ کہ ریڈیو، ٹی، وی اور میڈیا کے واسطے سے (حدود شریعت میں رہکر) اسلام لوگوں تک پہنچایا جائے اور اس کے لئے تحریک چلائی جائے۔

دوسری درخواست یہ ہے کہ میرے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اپنے دین کی دعوت کے لئے قبول کر لیں اور مجھ سے کچھ کام لے لیں بس میری یہی حسرت ہے کہ میں اور میری نسلیں دین کی خدمت خصوصاً دین کی دعوت کے

لئے قبول ہو جائیں، ہمائے بعض متعلقین کہتے ہیں کہ تم لوگ اتنے دنوں سے مدینہ میں رہتے ہو گھر بھی نہیں بنایا؟ میں اکثر ان سے کہتی ہوں کہ ہم مدینہ میں بقیع پاک کا پیوند بننے کے لئے پڑے ہیں، دنیا بسانے کے لئے تو ہم پیرس جاتے یا نیویارک جاتے یہ ان کے جواب کے لئے کہتی ہوں، ورنہ میرا خیال ہے کہ دنیا کی زندگی کا مزہ اور راحت بھی مدینہ منورہ کی زندگی میں ہے، پیرس کے لوگوں کو اس کی خاک بھی نصیب نہ ہوگی۔

سوال : بہت بہت شکریہ شہناز پھوپھو! آپ ہمارے لئے بھی دعاء کیجئے، آپ پر تو بڑا رشک آ رہا ہے؟

جواب : پیاری اسماء تمہارا نام کب سے سنتے اور ارمغان میں پڑھتے تھے تم کو دیکھنے کو آنکھیں ترستی تھیں ہم تم پر رشک کرتے ہیں، ہم مدینہ منورہ میں رہ رہے ہیں، ہمیں نبی اکرم ﷺ کے شہر میں رہنا نصیب ہو گیا ہے مگر تم تو نبی اکرم ﷺ کا کام بلکہ محبوب ترین کام کر رہی ہو، اللہ تعالیٰ اسمیں اور برکت عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ تم کو مدینہ منورہ بلکہ حرمین شریفین کی بار بار زیارتِ خاص قبولیت اور برکت کے ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین۔

مستفاد از ماہنامہ ارمغان ڈسمبر ۲۰۰۴ء

محترمہ سلمیٰ انجم صاحبہ (مدھو گویل) سے ایک ملاقات

اسماء ذات الفوزین

اسماء ذات الفوزین : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سلمیٰ انجم : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : آپ کی خدمت میں قارئین ارمغان کے لئے کچھ ضروری باتیں کرنے کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔

جواب : میرے لائق جو خدمت ہو میرے لئے لائق سعادت ہے۔

سوال : برائے کرم اپنا مختصر تعارف کرائیں۔

جواب : میرا نام اب الحمدللہ سلمیٰ انجم ہے میرا پہلا نام مدھو گویل تھا، میں غازی آباد کے ایک بہت مذہبی ہندو گویل خاندان میں پیدا ہوئی میرے والد لالہ سنگل سین گویل ایک معمولی سبزی کے تاجر تھے اور میرے بچپن میں انتقال کر گئے تھے میری پرورش میری والدہ کیلاش وتی اور بڑے بھائی بابو جگدیش گویل کے زیر سایہ ہوئی ہم لوگ غازی آباد کے قریب گلدھر گاؤں میں رہتے تھے میری والدہ ماجدہ جن کا اسلامی نام ام نسیم ہے اور میرے سب سے بڑے بھائی بابو جگدیش جن کا اسلامی نام کلیم غازی ہیں اور دوسرے بھائی ہیم کمار جو الحمدللہ اب مولانا نسیم غازی ہیں میری چھوٹی بہن بھی جس کا نام اب اسماء ہے اپنے پورے خاندان کے ساتھ الحمدللہ مسلمان ہیں، میری تین بڑی بہنیں مسلمان نہیں ہوئیں جن میں ایک

حیات ہے ان کا نام لجا ہے اور دو راجیشوری اور لیلیٰ وتی کا انتقال ہوگیا ہے۔

سوال: اپنے خاندان کے اسلام لانے کے سلسلہ میں ذرا بتایئے؟

جواب: میرے بڑے بھائی بابو جگدیش بڑے مذہبی ہندو تھے اور انہیں ہندو مذہب کی بڑی گہری معلومات تھیں، اسلام اور مسلمانوں سے ان کو بڑی نفرت سی تھی، مسلمان کے یہاں سے سبزی لینا بھی وہ پسند نہیں کرتے تھے اور اگر خریدتے تو بہت دھو کر پکواتے تھے، وہ غازی آباد نگر پالیکا میں چنگی انسپکٹر تھے وہ ہندو مذہب کو اپنے مالک کو خوش کرنے اور اس تک پہنچنے کا سہارا سمجھتے تھے وہ مذہب سے بہت عقیدت کا تعلق رکھتے، ایک روز وہ ایک چنگی پر جانچ کے لئے گئے، دوپہر کا وقت تھا، غازی آباد بھٹے کے ایک مسلمان جناب عبدالرحمن صاحب جو چوڑیوں کا کاروبار کرتے تھے کسی ہفتہ واری بازار میں دوکان لگانے کے کئے چوڑیاں لے کر آئے مگر ان کے پاس چنگی کے پیسے نہیں تھے، انہوں نے چنگی پر آکر درخواست کی کہ میں شام کو واپسی میں چنگی کے پیسے دے دوں گا مجھے شام پانچ بجے تک کی مہلت دیدی جائے، بابو جی نے کہا کہ واپسی پر بھی کوئی چنگی دیتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بابو جی مسلمان دیتے ہیں، بابو جی کو یہ بات لگ سی گئی اور وہ باوجو دوسری جگہ کے تقاضوں کے شام تک وہیں بیٹھ گئے کہ دیکھتا ہوں مسلمان کس طرح چنگی دیتا ہے، عبدالرحمن صاحب وقت سے قبل گاہکوں کی بھیڑ سے دوکان سمیٹ کر پانچ بجے سے ۱۵ منٹ قبل چنگی پر آئے اور چنگی جمع کرادی، بابو جی ان کے اس ایفائے وعدہ سے متاثر ہوئے اور پھر ان سے دوستی کر لی، حقیقت یہ ہے کہ ایفائے وعدہ کا یہ اسلامی انداز ہی ہمارے خاندان کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنا بابو جی نے اسلام کا مطالعہ شروع کیا گھر آئے ایک سنجیدہ مسلمان جناب قاضی جمیل صاحب

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

بابو جی کو مل گئے، انہوں نے بابو جی کو اسلامی لٹریچر مہیا کیا اور ساتھ میں چھوٹے بھائی نسیم غازی کو بھی قریب کیا، بابو جی اسلام کے مطالعہ سے بہت متاثر ہوئے اور انھوں نے دوستوں اور عزیزوں سے اسلام کی تعریف شروع کی اور اسلام قبول کرنے کا ارادہ ظاہر کیا، انہوں نے ان کو روکنے کی بہت کوشش کی مگر چھوٹے بھائی (ہیم کمار) مولانا نسیم غازی نے اسلام قبول کر لیا، اس دوران لوگوں نے دباؤ دینے اور اسلام سے باز رکھنے کے لئے ایک جھوٹے قتل کے مقدمہ میں پھنسا دیا، مقدمہ شروع ہوا غازی آباد کا ایک بڑا بدمعاش صادق تھا اس کو معلوم ہوا کہ مقدمہ کی تاریخ ہے اور لوگ جھوٹی گواہی دینے آئیں گے، وہ عدالت کے باہر چاقو وغیرہ لے کر بیٹھ گیا کہ جو جھوٹی گواہی دینے آئیگا آج اپنا انجام دیکھے گا اس کے ڈر کی سے لوگ گواہی دینے نہیں آئے، مقدمہ میں بابو جی بری ہو گئے صادق کی اس ہمدردی سے بابو جی اور بھی متاثر ہوئے اور انہوں نے بھابھی اور بچوں سے مشورہ کیا اور پورا خاندان مشرف با اسلام ہوگیا پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں جس میں تین بلریا گنج سے عالم ہیں سب مسلمان ہوگئے، مولانا نسیم غازی جس وقت مدرسۃ الفلاح بلریا گنج میں پڑھتے تھے انہوں نے گھر والوں پر بہت کام کیا انکی کوشش سے میری چھوٹی بہن اسماء مسلمان ہوئیں اور انکی شادی اعظم گڑھ کے ایک معزز خاندان میں ہوئی ان کے شوہر جامعہ میں ایک بڑے عہدے پر ہیں، اس کے بعد نسیم بھائی والدہ اور مجھ پر بہت محنت کرتے رہے وہ بڑے درد بھرے خطوط ہمیں لکھتے تھے انکا ایک درد بھرا خط ''نومسلم بیٹے کا اپنی ماں کے نام خط'' کے عنوان سے شائع بھی ہوا چند سالوں کی فکر اور کوشش سے میری والدہ بھی مسلمان ہوگئیں۔

سوال: آپ اپنے اسلام کے سلسلہ میں کچھ بتایئے؟

جواب: میں اپنے بارے میں بتانے جارہی ہوں مجھے بچپن سے اسلام سے بڑی چڑ تھی اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ہمارے علاقہ اور غازی آباد کے اکثر علاقے میں مسلمانوں کو دیکھتی تھی کہ وہ بہت گندے رہتے ہیں اور انکے گھر بھی بہت گندے ہوتے ہیں نسیم بھائی جب بھی غازی آباد آتے ایک گھنٹہ مجھے سمجھاتے مجھے انکا سمجھانا بہت برا لگتا کبھی کبھی میں کانوں میں انگلیاں دے لیتی کبھی روئی لگا لیتی ان کی طرف پیٹھ پھیر کر دیوار کی طرف منھ کر کے لیٹ جاتی مگر وہ کہتے رہتے، ایک بار وہ مجھے اعظم گڑھ لے گئے وہاں میں نے بہت سلیقہ اور صفائی کا خیال رکھنے والے خاندانی مسلمانوں کو دیکھا غازی آباد کے ابراہیم خاں کے گھر مجھے لے گئے ان کے گھر کی عورتوں سے میں متاثر ہوئی وہ دس سال تک مجھے سمجھاتے رہے کبھی کبھی وہ رونے لگتے مجھے اسلام کی باتیں تو سمجھ میں آتی تھیں مگر میں گندے مسلمانوں میں شامل ہونا نہیں چاہتی تھی، مجھے ڈر رہتا کہ ان مسلمانوں میں خاص طور پر عبدالرحمٰن صاحب کے بیٹے سے میری شادی کردی جائے گی اسلئے میں مسلمان ہوتے ہوئے ڈرتی تھی ایک بار میں اعظم گڑھ گئی ہوئی تھی نسیم بھائی میری خوشامد کرتے تھے ایک روز انکی ڈبڈبائی آنکھیں دیکھ کر میرا دل بھر آیا میں نے کہا بھیا تم کیا چاہتے ہو، انہوں نے کہا مدھو بہن اسلام کا کلمہ پڑھ کر ہمیشہ کی آگ سے بچ جاؤ میں نے کہا اچھا پڑھاؤ اور میں نے کلمہ پڑھا اور اسلام قبول کر لیا، نسیم بھائی کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی وہ خوشی میں مجھے گلے لگا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اس لئے کہ تقریباً دس سال کی متواتر کڑھن، لگن اور مسلسل دعوتی کوشش کے بعد اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو اسلام کے لئے کھولا یہ تقریباً اٹھائیس سال پرانی بات ہے۔

سوال: آپ کی شادی کس طرح ہوئی؟

جواب: شادی کے سلسلہ میں میری کچھ شرائط تھیں ایک زمانہ تک سخت ترین مذہبی ہندو رہنے کی وجہ سے فوراً ذہن سازی نہیں ہو سکی تھی، اس لئے میری پہلی شرط تھی کہ میں کسی ڈاڑھی والے شخص سے شادی نہیں کروں گی، لڑکا الگ رہتا ہو، زیادہ بھائی بہن وغیرہ نہ ہوں یعنی بڑا خاندان نہ ہو مجھے ابھی اسلام قبول کئے ہوئے تقریباً ایک سال ہوا تھا حکیم علیم الدین سنبھلی نے ہمارے شوہر محمود صاحب سے شادی کے لئے کہا وہ اس وقت روزگار کے لئے کھتولی سے پھلت آکر رہنے لگے تھے، انہوں نے اپنی والدہ سے مشورہ کیا اور پھر کھتولی بھائیوں سے مشورہ کرنے کے لئے گئے وہاں آپ کے دادا حاجی محمد امین صاحب انکے خاندان کے بزرگ تھے انہوں نے تائید کی غازی آباد آگئے کہ رشتہ پکا کریں گے اور اشارے سے آپ کے ابی (مولانا کلیم صاحب) کو دعوت دیتے آئے، رشتہ پر آمادگی دیکھ کر لوگوں کا مشورہ ہوا کہ نکاح کر دیا جائے اصل میں انکو میری طرف سے اطمینان نہیں تھا بہر حال سادگی سے سے نکاح ہو گیا عزیزوں اور گھر والوں میں سے صرف آپ کے والد (کلیم بھائی) شادی میں شریک ہوئے دو ماہ بعد ہمارے بھائی اور والدہ نے مجھے سادگی سے میرے شوہر کے ساتھ اس طرح رخصت کر دیا جیسے کئے سال کی شادی شدہ لڑکی کو رخصت کر دیتے ہیں۔

سوال: آپ کو اب کیسا محسوس ہوتا ہے، محمود چچا جان نے تو اتنی اچھی داڑھی بھی رکھ لی ہے؟

جواب: مجھے بہت اچھا محسوس ہوتا ہے، میرے شوہر محمود صاحب ایک اچھے شوہر ہیں ایک مثالی مسلمان ہیں، مجھے ان کے ساتھ شادی پر فخر ہے، میں اس پر اللہ کا

شکر کرتی ہوں، ان کی ڈاڑھی مجھے بہت اچھی لگتی ہے بلکہ اب مجھے اسلام کی ہر چیز بہت اچھی لگتی ہے، میرے خاندان کے اکثر لوگوں کے ڈاڑھیاں ہیں، بڑے بھائی، بابو جی مرحوم تو بہت بہادر مسلمان تھے، ہندو کے کے محلّہ میں رہتے تھے بابری مسجد کے قضیہ اور اس سے قبل غازی آباد میں بارہا فسادات ہوئے مسلمان دوستوں کے فون آتے تھے کہ ہم آپ کو لینے آرہے ہیں، ان حالات میں آپ کا وہاں رہنا ٹھیک نہیں ہے، بابو جی بڑے اعتماد سے جواب دیتے اگر آپ اطمینان دلا دیں کہ مسلمانوں کے محلّہ میں ملک الموت نہیں آسکتے اور ہندوؤں کے محلّہ میں موت وقت سے پہلے آجائے گی تو میں آنے کو تیار ہوں اور موڑھا بچھا کر سڑک پر بیٹھ کر مشروع حلیہ میں اخبار پڑھنے بیٹھ جاتے ان کا ایمان بڑا قوی تھا۔

قبول اسلام کے بعد ہمارے خاندان کو ہندوؤں نے بڑی دھمکیاں بھی دیں اور بڑے لالچ بھی دئے، رام گوپال شال والا وغیرہ بارہا ملنے آئے اور کروڑوں روپے کی پیش کش کی کہ آپ کسی بھی شرط پر اسلام سے باز آجایئے، مگر انہوں نے حق کے مقابلہ پر لالچ اور خوف کو ٹھکرا دیا اور زندگی بھر نہ صرف خود مضبوط مسلمان رہے بلکہ ان کی وجہ سے اللہ نے خاصے لوگوں کو ہدایت دی، میرے دوسرے بھائی مولانا نسیم غازی بھی جو الحمد اللہ ملک کے مشہور داعی ہیں انسانی رشتہ کے بھائیوں کو دوزخ کی آگ سے بچانے کے لئے بغیر کسی سیاسی فکر اور لالچ کے مخلصانہ دعوت پر زور دیتے ہیں الحمد للہ اس کا فائدہ جماعت اسلامی کے لوگوں کو بھی ہوا ہے، خاصے لوگ ان کی دعوت سے مشرف بااسلام ہوئے ہیں۔ الحمد للہ

سوال: اگر خدانخواستہ آپ کو ہدایت نہ ملتی تو؟

جواب: اگر خدانخواستہ مجھ کو ہدایت نہ ملتی اس تصور سے بھی کانپ جاتی ہوں، میرا

رواں رواں کانپ جاتا ہے، دیکھئے ابھی میرا حال خراب ہو رہا ہے میری دو بہنیں اسلام کے بغیر دنیا سے چلی گئیں وہ اسلام کے قریب ہوگئی تھیں، مگر انکے مقدر میں ہدایت نہیں تھیں، میرے والد بھی اسلام سے محروم دنیا سے رخصت ہوئے، جب میں سوچتی ہوں تو نیند اڑ جاتی ہے اور کبھی کبھی مسلمانوں پر مجھے بہت غصہ آتا ہے، دس سال تک میں صرف اسلئے مسلمان نہیں ہوئی کہ میں جن اکثر مسلمانوں کو دیکھتی تھی وہ بہت گندے رہتے تھے ان کا رہن سہن اور ماحول جن میں چوری چکاری جوا اور جہالت ہے، میرے لئے حجاب بنا رہا، اگر مسلمان اسلام پر حقیقت میں عمل کرتے تو میری بہنیں اور والد ایمان سے محروم نہ جاتے۔

سوال: چچی جان اچھا یہ بتائیے آپ گوشت نہیں کھاتی مگر آپ مرغ اور گوشت اس قدر لذیذ بناتی ہیں آپ کو کیسا لگتا ہے؟

جواب: میرے شوہر محمود صاحب ایک اچھے مسلمان شوہر ہیں، میں کچھ نماز ذکر وغیرہ تو زیادہ نہیں کر پاتی اپنی عبادت یہی سمجھتی ہوں، کہ میں ایک اچھی مسلمان بیوی بنوں، میں نے اپنے آپ کو اپنے شوہر کے لئے بالکل وقف کر دیا ہے، وہ گوشت کے بہت شوقین ہیں اس لئے مجھے گوشت بنانے کا شوق ہو گیا ہے میں گوشت کھانے کے حکم کو اللہ کی نعمت سمجھتی ہوں میں نے اپنے بچوں کو ترغیب دے کر گوشت کا شوقین بنایا ہے، میں کوشش کے باوجود نہیں کھا پاتی تو اسے اپنی معذوری بلکہ محرومی سمجھتی ہوں۔

سوال: ماشاء اللہ آپ نے اپنے بچوں کی بڑی اچھی تربیت کی ہے عائشہ بھابھی صفیہ بھابھی اور سلمان بھائی آپ کے تینوں بچے بہت سعادت مند اور نیک مسلمان ہیں آپ نے ان کی کس طرح تربیت کی۔

جواب: بچوں کی تربیت میں مجھ سے زیادہ ان کے والد کا ہاتھ ہے وہ بہت اچھے

اور سچے مسلمان ہیں، اکثر غیر مسلم کے محلّہ میں رہے مگر پڑوسیوں کے محبوب رہے اور جب محلّہ چھوڑ کر آئے تو ہندوؤں نے روتے ہوئے رخصت کیا پکی مہری محلّہ میں ایک چھوٹے مکان میں ہم ایک زمانے تک رہے مالک مکان ایک انتہائی مذہبی ہندو تھا، رام کشور نام تھا دو مضامین میں ایم، اے تھا مگر وہ ہمارے شوہر کے اخلاق و ہمدردی سے حد درجہ متاثر تھا اور اسلام کی طرف مائل ہو گیا تھا کہتا تھا محمود صاحب جس قدر دیوتاؤں کی پوجا کرتا ہوں حال خراب ہوتا جاتا ہے سوچتا ہوں یہ جھوٹے بھگوان چھوڑ دوں اور آپ کی طرح ایک سچے مالک کا ہو جاؤں اس کے مقدر میں ہدایت نہیں تھی بے چارہ محروم دنیا سے چلا گیا میں نے بچوں کو مسلمان بنانے کی فکر کی اور بچپن سے نماز پڑھنے کے وقت ان کے سر رہتی تھی غیر مسلمانہ عادتوں سے بچنے کو کہتی تھی مجھے اسلام قبول کرنے کے بعد جس طرح پہلے مسلمان برے لگتے تھے غیر مسلم برے لگنے لگے اس لئے میں باوجود غیر مسلموں کے محلّہ میں رہنے کے، بچوں کے لئے یہ پسند نہیں کرتی تھی کہ وہ غیر مسلم بچوں سے دوستی کریں بلکہ ان کے ساتھ کھیلیں۔

سوال: آپ کے ہندو عزیزوں سے اب کیسے تعلقات ہیں؟

جواب: اسلام قبول کرنے سے پہلے ہم لوگوں کی اقتصادی حالت اچھی نہیں تھی ہم لوگ غریبی کی زندگی گزارتے تھے مگر اسلام قبول کرنے کے بعد اللہ نے ہم کو سب کچھ دیا ہمارے بھائیوں اور بھانجوں نے اپنے ہندو رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کیا اب وہ لوگ ملتے جلتے ہیں اور شادی غمی میں شریک ہوتے ہیں ہم سے تعلقات بنائے رکھنا ان کی ضرورت بن گئی ہے، نسیم بھائی فائدہ اٹھا کر ان پر کام کر رہے ہیں۔

سوال: ارمغان کے واسطے سے آپ مسلمانوں کو کوئی پیغام دینا چاہیں گی؟

جواب: مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ مسلمان گندے نہ رہیں اس کی وجہ سے لوگ اسلام میں آنے سے رکتے ہیں، اسلام نے پاکی اور صفائی کو کس قدر اہمیت دی ہے

Page 294

، ہمیں تو دنیا کو صفائی اور پاکی کا سلیقہ سکھانا چاہئے، ہماری زندگی اسلامی کردار کا نمونہ ہونی چاہئے اسلام کی ہر ادا میں کشش ہے، دیکھئے پچاس سے زائد افراد پر مشتمل خاندان کی ہدایت کا ذریعہ صرف عبدالرحمٰن صاحب کے وعدے پر چنگی جمع کرنے کا عمل ہوا بلکہ ہمارے واسطے سے مسلمان ہونے والے سبھی لوگوں کا ذریعہ ان کا ایک اسلامی عمل ہوا افسوس ہم خود گندے رہتے ہیں اور کم از کم ہندوستان میں گندگی مسلمانوں کی شناخت سمجھی جانے لگی ہے، ہمیں اس برائی کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

سوال: بہت بہت شکریہ سلمٰی چچی جان آپ ہمارے لئے دعاء کیجئے۔

جواب: ضرور، آپ بھی میرے لئے دعاء کریں آپ اللہ کی نیک بندی ہیں۔

اللہ حافظ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان فروری ۲۰۰۴ء

محترمہ حلیمہ سعدیہ صاحبہ ﴿نومسلمہ﴾ سے ایک ملاقات

اسماء امت اللہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حلیمہ سعدیہ : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : امی نے کہا تھا کہ آپ آئیگی تو میں آپ کے حالات کے سلسلہ میں آپ سے کچھ معلومات کرلوں؟

جواب : کس لئے ان کو تو سب معلوم ہے۔

سوال : اصل میں پھلت میں ہماری جمعیت شاہ ولی اللہ سے ایک اردو ماہانہ میگزین نکلتا ہے، اس میں اسلام کے سائے میں آنے والے خوش قسمت بھائی اور بہنوں کے حالات معلوم کر کے شائع کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے تاکہ پرانے مسلمانوں کو عبرت ہو۔

جواب : میرے حالات سے کیا عبرت ہوگی میں تو خود اپنے حال شرمندہ ہوں مگر خیر کچھ معلوم کرنا ہو تو معلوم کرلو۔

سوال : آپ اپنا مختصر تعارف کرائیں؟

جواب : میں جنوبی دہلی کے ایک ہندو سینی خاندان سے تعلق رکھتی ہوں، میرے والد ڈی، ڈی اے میں چیف اکائنٹینٹ ہے، میرے تین بھائی ہیں تینوں اعلی پوسٹوں پر الگ الگ منسٹریوں میں افسر ہیں میں نے انگریزی میں ایم اے اور ماس کمیونیکیشن میں ڈپلوما کیا ہے میں بھی ملک کی ایک اہم وزارت میں سکریٹری

کی پوسٹ پر کام کرتی ہوں میں نے اپنے لئے اپنا اسلامی نام حلیمہ سعدیہ تجویز کیا ہے اگرچہ مجھے اس نام سے بہت کم لوگ یاد کرتے ہیں، میری عمر ۳۳ سال سے کچھ زیادہ ہے۔

سوال : اپنے اسلام قبول کرنے کے بارے میں بتائیے؟

جواب : حکومت ہند نے اپنے ملازمین کو غیر ملکی زبان سکھانے کے لیئے ایک انسٹیٹیوٹ قائم کیا تھا جس میں دفتر کی طرف سے مجھے عربی زبان سیکھنے کے لئے بھیجا گیا عربی سکھانے والے اکثر مسلمان اساتذہ تھے انہوں نے عربی کیساتھ اردو بھی سکھانی شروع کی، ہمارے والد صاحب اچھی اردو جانتے ہیں اور بہت اچھی اردو بولتے ہیں اسلئے مجھے اردو سیکھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی ہمارے اساتذہ میں ایک استاد ڈاکٹر محسن عثمانی صاحب تھے انہوں نے تمام ہی اسٹوڈینٹس کو عربی پڑھانے کے ساتھ ساتھ اسلام کا تعارف بھی کرایا اور تھوڑی سی عربی کی شدھ بدھ ہوجانے کے بعد ہمیں قرآن حکیم سے عربی پڑھوانے لگے ڈاکٹر محسن عثمانی صاحب جو اس وقت دہلی یونیورسٹی میں پروفیسر تھے انہوں نے ہم سبھی عربی پڑھنے والوں کو ہندی اور انگریزی میں اسلام پر لٹریچر فراہم کیا آپ کے والد کی کتاب ''آپ کی امانت'' بھی لاکر دی، واقعی وہ درد کی زبان میں لکھی گئی کتاب ہے، اس کتاب کے پڑھنے بعد میری قرآن شریف سے دلچسپی بڑھ گئی اور بالآخر اللہ نے مجھے ہدایت دی اور میں نے ڈاکٹر صاحب کو خوشخبری دی کہ میں اسلام قبول کرنا چاہتی ہوں، انہوں نے مجھے کلمہ پڑھوایا اس کے بعد میں اسلام کی معلومات اور نماز وغیرہ سیکھنے کے لئے مرکز نظام الدین جانے لگی، جہاں پر جنوبی ہندوستان کے ایک مولانا صاحب کے گھر جاکر میں نماز وغیرہ یاد کرتی اور چند مسلمانوں سے میرے تعلقات

ہوگئے تھے میں ان کے گھر پر میرا آنا جانا ہوگیا۔

سوال: آپ کے گھر والوں کو آپ کے قبول اسلام کا علم ہوگیا ہے؟

جواب: نہیں ابھی تک ان کو میرے مسلمان ہونے کا علم نہیں ہے۔

سوال: تو آپ کے لئے بڑی مشکل رہتی ہوں گی؟

جواب: بلاشبہ مشکل تو ہے مگر اس سے زیادہ میرے سامنے اور مشکلیں ہیں۔

سوال: آپ بہت مایوس سی محسوس ہورہی ہیں آپ کے سامنے کیا مشکلات ہیں؟

جواب: میری بہن، میری زندگی کا سب سے بڑا دردناک پہلو یہ ہے کہ میں نے قرآن حکیم عربی سیکھنے کے لئے ایک کتاب سمجھ کر پڑھا یہ تو قرآن کریم کا احسان ہے کہ اس سے مجھے اللہ اور مالک کی پہچان ہوگئی اور ظاہری طور پر مجھے کلمہ پڑھکر مسلمان ہونے کی بھی توفیق ہوگئی مگر قرآن پاک کی باتوں پر جو یقین ہونا چاہئے تھا اور مرنے کے بعد دوزخ کی آگ اور گناہوں کی سزا پر جو ڈر پیدا ہونا چاہئے تھا وہ بالکل نہیں ہوا، میں کلمہ پڑھتی ہوں اور اس خیال سے کلمہ طیبہ بہت پڑھتی ہوں کہ شاید پڑھتے پڑھتے اندر اتر جائے مگر مجھے صاف محسوس ہوتا ہے کہ لا الہ الا اللہ میرے گلے سے نیچے نہیں اترتا جیسے صرف زبان سے ہی مسلمان ہوں دل سے مسلمان نہ ہوں مجھے دیوتاؤں اور بتوں کی پوجا تو بڑی حیرت کی بات لگتی ہے مگر لا الہ الا اللہ کہہ کر جس طرح ہر چیز کی نفی کی کیفیت اندر اترنی چاہئے اس کا کوئی ادنیٰ حصہ بھی میں اپنے اندر نہیں پاتی، نہ دوزخ کا خوف نہ مرنے کے بعد کے حساب وکتاب کا ڈر جیسا اس کا حق ہیں، میں اپنے اندر نہیں پاتی مثال کے طور پر میں مسلمان ہوں تو نماز میرے اللہ نے مجھ پر فرض کی ہے اور نماز نہ پڑھنے یا کم از کم

قضا کرنے پر مرنے بعد کی سزا کی خبر پر مجھے ظاہری طور پر یقین ہے، تو مجھے ہر حال میں نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا چاہئے مگر میرا حال یہ ہے کہ میں دیکھتی رہتی ہوں کہ موقع ملے، ماں، باپ بہن، بھائی سے چھپ کر نماز پڑھنے کا موقع مل جائے تو پڑھتی ہوں اگر موقع نہ ملے تو کبھی کبھی قضا بھی ہوجاتی ہے، گویا گھر والوں کا خوف اللہ کے خوف اور دوزخ کی آگ کے سے زیادہ ہے یہ بھی کوئی ایمان ہے میں نماز پڑھتی ہوں آدمی نماز پڑھتا ہے سجدے میں جاتا ہے مجھے سجدے میں جانا بہت اچھا لگتا ہے اور شاید میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ سکون اور لذت سجدے میں محسوس کرتی ہوں بلکہ میں سجدے کی حالت میں اپنے کو سب سے زیادہ اچھی بھی لگتی ہوں میری خواہش ہوتی ہے کہ جس طرح سجدے کی حالت میں ہر انسان اس دنیا میں آیا ہے اسی حالت میں میری موت آئے، مگر جس طرح انسان کو اپنی تمام تر کمزوریوں کے اعتراف کے ساتھ اپنے پورے وجود کو اپنے عظمت والے رب کے حضور بچھا دینا چاہیئے اس طرح کا سجدہ مجھے آج تک ایک بھی نصیب نہیں ہوا، میں کبھی ساری ساری رات بے چین رہتی ہوں کہ اس حال میں اگر موت آ گئی تو یہ تو منافق کی موت ہوگی یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَالَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ شاید یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

سوال: یہ تو آپ کے ایمان کی دلیل ہے، آپ نے شادی نہیں کی؟

جواب: میرے گھریلو حالات ایسے نہیں کہ میری شادی کسی مسلمان سے ہو اسلئے میں نے گھر والوں سے ابتداء ہی میں شادی کے لئے معذرت کر لی تھی، مگر اب مجھے حقیقی ایمان حاصل کرنے کے لئے اس طرف توجہ ہوگئی ہے میں سوچتی ہوں کسی سچے مسلمان سے شادی کرلوں کہ اس کے ساتھ رہ کر مجھے حقیقی ایمان نصیب

ہوجائے مرکز نظام الدین کے ایک مولانا صاحب سے میں نے کہا تھا انہوں نے مجھے ایک صاحب سے ملوایا، انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں آپ سے شادی کرنے کو تیار ہوں اور آپ پر کسی طرح کی ظاہری پابندی بھی نہ ہوگی اگر آپ گھر والوں کو دکھانے کے لئے مندر جانا چاہیں گی تو جاسکتی ہیں، بلکہ آپ کہے گی تو میں آپ کو مندر چھوڑ آیا کرونگا، مجھے بہت مایوسی ہوئی کہ یہ شخص جب خود آدھا ہندو بننے کو تیار ہے تو مجھے ایمان کہاں سے آجائے گا، میں نے معذرت کردی، میں صرف ایسے آدمی سے شادی کرنے کو سوچ سکتی ہوں جو مجھے اسلام کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر زبردستی عمل کرائے۔

Page 297

سوال: آپ تو سرکاری ملازم ہیں ملازمت کا کیا ہوگا پھر تو آپ کو پردے میں گھریلو زندگی گزارنی پڑے گی؟

جواب: میں نوکری چھوڑ دوں گی میں عورتوں کے لئے نوکری، روزگار کرنا بلکہ گھر سے باہر رہنا بوجھ سمجھتی ہوں عورت بچے بھی پالے گھر کا کام بھی کرے اور نوکری بھی کرے؟ اللہ نے اس کا جسم کمزور بنایا ہے اسکے لئے ملازمت بالکل غیر فطری ہے میں پردے کو عورت کی بنیادی ضرورت سمجھتی ہوں، میں دفتر میں رہ کر تو غیر مسلم عورتوں کے لئے بھی پردے کو بڑی نعمت سمجھتی ہوں عورت اگر بے پردہ رہے گی تو اسکو مردوں کی ہوس بھری نگاہوں کو سہنا پڑے گا، یہ عورت کے لئے بڑی ذلت اور شرمندگی کی بات ہے ایک گائے گاڑی میں جڑ نا پسند نہیں کرتی نہ جانے عورتوں کو کیا ہوگیا ہے جانوروں سے گئی گزری ہوگئیں۔

سوال: آپ قرآن شریف پڑھتی ہیں؟

جواب: یوں تو اللہ کا کرم ہے جب سے میں مسلمان ہوئی ہوں بلکہ میں نے

ظاہری طور پر کلمہ پڑھا ہے اس روز سے مجھ سے قرآن شریف پڑھنے کے سلسلے میں ناغہ نہیں ہوئی، اللہ کا شکر ہے عم کا پارہ مکمل سورہ ملک، سورہ مزمل، سورہ رحمٰن، سورہ یسین اور سورہ الم سجدہ مجھے حفظ یاد ہے، سوتے وقت سورہ ملک اور الم سجدہ اور صبح سویرے یٰسین شریف تو روزانہ پڑھتی ہوں آدھی سورہ کہف بھی مجھے یاد ہوگئی ہے انشاءاللہ، جلدی پوری یاد ہوجائیگی جمعہ کے روز سورہ کہف اور صلوۃ التسبیح بھی پڑھی ہوں، کبھی کبھی میں جمعرات کے روزے بھی رکھتی ہوں مگر بغیر ایمان کے اعمال کس کام کے؟ میں قرآن حکیم میں اعرابیوں کا حال پڑھتی ہوں قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا (سورۃ حجرات:۱۴)

ترجمہ: اعرابی لوگ کہتے ہیں ہم ایمان لائے (اے نبی) آپ کہہ دیجئے تم ایمان نہیں لائے ہو اسلئے کہو کہ ہم (ظاہری ایمان) اسلام لائے، اسلئے کہ ایمان تمہارے دلوں میں اب تک داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو تو وہ تمہارے اعمال میں کچھ کمی نہیں کرے گا، سچی بات یہ ہے کہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ آیت صرف میرے بارے میں نازل ہوئی ہے ورنہ ایمان کے ساتھ مکمل اطاعت ضروری ہے۔

سوال: آپ کی حس بہت بڑھی ہوئی ہے آپ پر بڑا رشک آرہا ہے، حال تو ہمارا بھی اس سے بہت گرا ہوا ہے مگر ہمیں اس کا احساس تک نہیں؟

جواب: میری بہن آپ تو بچپن سے مسلمان ہیں آپ ایک بڑے صاحب ایمان کی بیٹی ہیں آپ میرے حال کو کہاں سمجھ سکتی ہیں۔

سوال: آپ ہمارے لئے دعا کیجئے آپ کا تعلق اللہ کے ساتھ بہت قوی ہے؟

جواب : کاش آپ کی بات سچی ہوتی تو میری زندگی ایک اچھی زندگی ہوتی۔

سوال : آپ کی زندگی بہت اچھی اور قابلِ رشک زندگی ہے۔

جواب : اللہ آپ کی زبان مبارک کرے۔

سوال : بہت بہت شکریہ جزاکم اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب : آپ کا بہت بہت شکریہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال : آپ مسلمان بہنوں سے کچھ کہنا چاہیں گی۔

جواب : میرا خیال یہ ہے کہ مسلمان بہنیں اسلام کی نعمت کی قدر نہیں پہچانتیں وہ بھی اس ننگی تہذیب کے زہر میں اپنا ذائقہ کھوبیٹھی ہیں بعض مسلم محلوں میں جا کر پہچاننا مشکل ہوتا ہے کہ یہ مسلمانوں کا محلّہ ہے، بے پردگی بلکہ بے حیائی اور عریانیت حد درجہ فیشن ہوتی جارہی ہے اسلام سے پہلے کے عورتوں کے حالات اور تاریخ ضرور پڑھنی چاہئے میں سمجھتی ہوں اس سے اسلام کے عورتوں پر احسانات کا احساس ہوگا اور دینِ فطرت کی کچھ قدر معلوم ہوگی۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان اپریل ۲۰۰۴ء

جناب محمد لیاقت صاحب ﴿چوبل سنگھ﴾ سے ایک ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد لیاقت : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : لیاقت صاحب اچھا ہوا کہ آپ آگئے مجھے آپ سے ارمغان کے لئے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔

جواب : پھلت میں تو آتا ہی رہتا ہوں مگر آپ کے ابا کا ملنا تو بڑی ٹیڑھی کھیر ہے جب آؤ معلوم ہوتا ہے سفر میں ہیں میں نے ایک روز افتخار بھیا سے فون پر معلوم کیا کہ مولانا صاحب کہاں ملیں گے وہ کہاں رہتے ہیں انھوں نے کہا (۶۳۰۱) میں رہتے ہیں یعنی کار میں رہتے ہیں خیر بھیا احمد آپ سناؤ آپ کو کیا باتیں کرنی ہیں۔

سوال : برائے کرم اپنا مختصر تعارف کرائیں؟

جواب : بھیا میں اتنا پڑھا لکھا نہیں ہوں مجھ سے دیسی بھاشا میں بات کرو۔

سوال : میرا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے بارے میں بتائیں، اپنے خاندان اور گھر والوں کے بارے میں سنائیں۔

جواب : میرا نام اب اللہ کا شکر ہے محمد لیاقت ہے کچھ سال پہلے میرا نام چوبل سنگھ تھا، ہم مظفر نگر ضلع کی تحصیل جانسٹھ کے ایک گاؤں کے رہنے والے ہیں ہم لوگ گوجر برادری سے تعلق رکھتے ہیں اچھے کسان ہیں ہم پانچ بھائی ہیں اللہ کا شکر ہے

کہ چار بھائی پورے خاندان کے ساتھ اسلام قبول کر چکے ہیں میرے بڑے بھائی
گاؤں کے بڑے چودھری کانگریس کے علاقے کے اچھے لیڈر ہیں وہ ابھی ہندو
ہیں میرا نمبر دوسرا ہے مجھ سے چھوٹے بھائی جن کا پہلا نام رام سنگھ تھا ان کا نام محمد
ریاست ہے ان سے چھوٹے جن کا پہلا نام پرکاش چند تھا اب ان کا نام محمد فراست
ہے میرے چھوٹے بھائی جن کا پہلا نام راجیند رسنگھ تھا محمد بشارت ہے میرے
دولڑکے اور دولڑکیاں ہیں اور ریاست کے دولڑکے اور ایک لڑکی ہے، فراست کے
تین لڑکے ہیں اور بشارت کے دولڑکے اور چار لڑکیاں ہیں اس طرح ابھی تک اللہ
کے کرم سے ہمارے خاندان کے ۲۴ لوگ مسلمان ہو چکے ہیں اللہ کا شکر ہے سب
بچے پڑھ رہے ہیں چاروں بھائیوں کے پانچ بچے اور تین بچیاں حفظ کر رہی ہیں۔

سوال: اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ سنائیے، آپ کے مسلمان ہونے کا کیا سبب ہوا؟

جواب: بھیا مالک کی مہربانی ہوئی مجھے شیو جی کی مورتی نے مسلمان ہونے کو کہا۔

سوال: شیو جی کی مورتی نے وہ کیسے؟

جواب: اب سے شاید نو سال پہلے کی بات ہے کہ ہمارے یہاں گنّے کا بھاؤ اچھا
رہا اور فصل بھی بہت اچھی ہوئی ہم نے اپنا پرانا مکان گرا کر نیا مکان بنایا، نئے
مکان میں ایک چھوٹا کمرہ پوجا کے لئے بنایا، خوب ٹائل وغیرہ لگائے، گھر میں ایک
چھوٹا سا مندر بنالیا، اس میں لگانے کے لئے شیو جی کی مورتی خریدنے کے لئے
مظفر نگر گیا، ایک قیمتی مورتی پانچ ہزار روپے کی خریدی، دوکاندار نے اس کو ایک
اخبار میں پیک کر کے دے دیا، میں مظفر نگر میں شیو چوک سے پہلے ایک مسجد کے
سامنے سے گذر رہا تھا اچانک میرے دل میں خیال آیا بلکہ میرے اللہ کی طرف

نسیم ہدایت کے جھونکے | جلداول تاچہارم

سے ہدایت کی ہوا چلی، میں نے سوچا اگر یہ مورتی میرے ہاتھ سے چھوٹ جائے تو
یہ گرے گی اور گر کر ٹوٹ جائے گی، جو گر کر خود ٹوٹ جائے وہ بھگوان میرے کس
کام آسکتا ہے؟ یہ خیال آہی رہا تھا کہ مورتی میرے ہاتھ سے چھوٹ کر گری اور
اسطرح گری جیسے کسی نے میرے ہاتھ سے چھین کر دے ماری ہو، گر کر دو چار
ٹکڑے ہو کر چور چور ہو گئی جیسے کسی نے ارادتاً اسے چور چور کیا ہو، میرے دل
ودماغ میں انقلاب آگیا اور میں نے اپنے آپ سے کہا کہ مسلمانوں کا دھرم ہی
اچھا ہے ان کا خدا نہ ٹوٹے نہ پھوٹے ہر جگہ موجود، بس ایک کی پوجا کرو اور آرام
سے رہو اس خیال میں جذباتی ہو کر میں سامنے مسجد کی طرف چڑھ گیا اور اونچی مسجد
میں زینہ چڑھ کر داخل ہونا پڑتا ہے وہاں ایک صاحب رہتے ہیں وہ حضرت جی کا
ندھلہ والوں کے مرید بھی ہیں کالے کپڑے پہنتے ہیں ان سے میں نے کہا میاں
جی مجھے مسلمان کرلو، وہ ہچکچائے میں نے ان سے زور دیکر کہا شک نہ کرو گھبراؤ نہیں
میں خوب سمجھ کر آیا ہوں مسلمانوں کا دھرم ہی سچا ہے، ان کا خدا نہ ٹوٹے نہ پھوٹے
ہر جگہ موجود ہر ایک کو دیکھتا ہے، مجھے مسلمان کرلو وہ بھی میرے جذبہ سے متاثر
ہو گئے انہوں نے کلمہ پڑھایا اور میرا نام محمد لیاقت رکھ دیا، کلمہ پڑھنے اور اسلام میں
آجانے کے بعد میں نے اپنے من میں ایک عجیب سکون وشانتی محسوس کی، میں
خوشی خوشی گھر گیا گھر والے معلوم کرنے لگے کہ مورتی کیوں نہیں لائے میں نے کہا
کہ بتادوں گا، رات میں سب سے پہلے میں نے اپنی بیوی کو بتایا بیوی پورا قصہ سن
کر بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی میں تو خود بہت دنوں سے مسلمان ہونے کو سوچتی تھی
مسلمان گھروں میں جب جاتی تھی تو مجھے مسلمان عورتیں نماز پڑھتی بہت اچھی لگتی
تھیں ایک لڑکی ہے شائستہ، وہ مجھے تبلیغ کی کتاب بھی سناتی تھی میں نے اس سال

تین جمعوں کے روزے بھی رکھے ہیں، میں جمعہ کو اسکو اپنے گاؤں کے امام صاحب کے پاس لے گیا اور مع بچوں کے کلمہ پڑھوایا میری بیوی کا نام امام صاحب نے فاطمہ رکھ دیا بچیوں کا نام عائشہ اور زینب اور لڑکوں کا محمد حامد اور محمود احمد رکھا۔

سوال: اسکے بعد باقی بھائیوں نے کس طرح اسلام قبول کیا؟

جواب: میرے تینوں بھائیوں اور ان کے پریوار نے آپ کے والد صاحب کے یہاں اسلام قبول کیا، میری بیوی اور بچوں کے کلمہ پڑھنے کے بعد میں نے سب سے چھوٹے بھائی راجندر کے سامنے بہت محبت اور درد سے بات رکھی اس نے اپنی گھر والی سے مشورہ کیا وہ راضی ہوگئی مگر ہمارے یہاں جو امام تھے وہ گاؤں سے چلے گئے دوسرے امام صاحب جو آئے انہوں نے مجھے کلمہ پڑھوانے کے لئے منع کر دیا، وہ ڈر گئے میں نے گاؤں کے کچھ مسلمانوں سے ذکر کیا انہوں نے مجھے پھلت جانے کا مشورہ دیا دوپہر کو پھلت پہنچے مولانا کلیم صاحب سفر پر جانے کے لئے گاڑی میں بیٹھ چکے تھے میں نے گاڑی میں ان سے ملاقات کی اور اپنے بھائی اور بھابھی کو ملوایا، وہ گاڑی سے اترے ہمیں کلمہ پڑھوایا اور قانونی کاروائی کا طریقہ بتایا، اپنے سامنے کھانا کھلایا چائے پلائی اور ڈیڑھ گھنٹے بعد سفر پر گئے، ہمیں ہندی کی کتابیں بھی دیں اور باقی بھائیوں اور گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچانے کی فکر کے لئے ان کو اسلام کی دعوت دینے کا وعدہ مجھ سے لیا، گھر جانے کے بعد میں نے وہ کتابیں پڑھیں اور پھر گھر کے لوگوں کو سنائیں، خاص طور پر آپ کی امانت مولانا صاحب نے بڑے درد کے ساتھ لکھی ہے، وہ دل کے اندر گھسنے والی کتاب ہے اس کو پڑھنے کے بعد اسلام کی قدر ہم نے اور پہچانی، دوسال میں کوشش کرتا رہا

اور اللہ کا کرم ہے کہ میرے اور دو بھائی اور انکے بچے مسلمان ہونے کو تیار ہو گئے اور میں نے انہیں پھلت لا کر کلمہ پڑھوایا۔

سوال: گھر کے لوگوں نے بات مان لی؟ خصوصاً عورتوں کا ماننا تو بہت مشکل ہے۔

جواب: اصل میں اللہ کی طرف سے ہدایت کی ہوا چل رہی تھی جب بھی تو شیو کی مورتی نے مجھ سے کہا میں پوجا کے لائق نہیں ہوں اور اسلام ہی سچا مذہب ہے، مورتی ٹوٹ گئی تو میں عیسائی بن جاتا، بودھ مذہب کو پڑھتا یا جاننے کی کوشش کرتا، مگر مسجد کے سامنے میرے دل میں کوئی خیال ہی نہیں آیا، یہ صرف اللہ کی طرف سے ہدایت کا فیصلہ اور اس کی رحمت تھی، پرکاش کی بیوی مایا نے تو شروع میں بہت مخالفت کی اور پورے علاقہ میں شور مچانے کی دھمکی دی، مگر ہم لوگ اس کے پیر پکڑ لیتے اور راتوں کو اللہ سے دعا کرتے، اللہ نے اس کا دل پھیر دیا۔

سوال: اسلام قبول کرنے کی خبر سے ہندوؤں نے مخالفت نہیں کی اور خاندان کے لوگوں کی طرف سے آپ لوگوں پر دباؤ نہیں پڑا؟

جواب: میں اب یہ بتانے جا رہا تھا کہ میرے چھوٹے بھائی راجندر نے اسلام قبول کیا تو ہمارے بڑے بھائی نیتا جی کو اس کا پتہ لگ گیا وہ آپے سے باہر ہو گئے، لاٹھی لیکر ہم دونوں کو بہت مارا، ہم دونوں مار کھاتے رہے اور انکی خوشامد کرتے رہے کہ آپ اسلام کے بارے میں جان تو لیں مگر وہ سننے کو تیار نہ تھے، انہوں نے دباؤ دینے کے لیے علاقے کے تھانے دار کو دو ہزار روپئے دیئے، میں تو بھاگ کر پھلت چلا گیا، چھوٹے بھائی کو پولس لے گئی اور تھانے میں بہت پٹائی کی چھوٹا بھائی بشارت کسی طرح تیار نہ ہوا تو انہوں نے اس کو طرح طرح سے اذیت دی اور

شکنجہ لگایا جس سے اس کی ایک پاؤں کی ہڈی بھی دو جگہ سے ٹوٹ گئی، مجھے دو روز بعد کسی طرح پتہ لگا، رات کو اندھیرے میں اسے تانگے میں ڈال کر گھر سے اٹھا کرلایا اور مظفر نگر ڈاکٹر خان کے یہاں پلاسٹر کرایا مولانا کلیم صاحب کے پرچہ کی وجہ سے ڈاکٹر خان صاحب نے کوئی پیسہ نہیں لیا بلکہ ہمارے کھانے کا انتظام بھی اپنے آپ کیا، اسکے بعد ہم نے قانونی کاروائی پوری کی اور مشورہ سے ایس پی اور کلکٹر کے یہاں درخواستیں لگائیں، مظفر نگر میں ایک اے ایس پی جین صاحب تھے وہ بڑے اچھے آدمی تھے انہوں نے مظفر نگر سے ایک داروغہ کو ہمارے تھانے بھیجا اور ہمارے بڑے بھائی اور گاؤں والوں کو بھی خبردار کیا، اس طرح ہمارے اللہ نے ہمارے لئے مصیبت سے بچنے کا انتظام کردیا۔

سوال: اب آپ کے بڑے بھائی نیتاجی کا کیا حال ہے؟

جواب: اصل میں انکے کوئی اولاد نہیں ہے، انہوں نے ریاست عرف رام سنگھ کے چھوٹے بچے کو گود لے رکھا تھا، اس مسئلہ کے بعد ہم لوگوں نے مشورہ کیا کہ اپنے لڑکے کو واپس لے لیں اور اسکو ان کے گھر جانے سے روک دیا اس کو پیار سے گڈو کہتے تھے اس کا پہلا نام رام پال تھا اب محمد بلال ہے، اسکو مدرسہ میں پڑھنے بھیج دیا ایک دن بڑے بھائی نیتاجی کے پیٹ میں درد ہوا کئی انجکشن لگے درد ٹھیک نہیں ہوا، میں مظفر نگر جماعت میں گیا ہوا تھا گڈو کو معلوم ہوا تو وہ انکے پاس گیا وہ درد سے رو رہے تھے گڈو کو چمٹا کر خوب روئے اس نے ان سے کہا کہ ڈیڈی لیاقت تاؤ سے دعا کرالو، وہ ان کو ڈیڈی کہتا تھا وہ اس پر ناراض ہوئے ایک ہفتہ تک مظفر نگر اور مختلف ڈاکٹروں کے علاج کے باوجود بھی درد ٹھیک نہیں ہوا، تھوڑی بہت دیر دوا کے اثر سے آرام ہوجاتا تھا اور پھر وہ تڑپنے لگتے تھے، گڈو نے بار بار

ان سے مجھ سے دعا کرانے کے لئے کہا ایک دن ریاست سے معافی مانگنے کے لئے بھی کہا، میں دس دن جماعت میں لگا کر آیا تو معلوم ہوا کہ بھائی صاحب دوبار میرے گھر آئے، میں سوچ رہا تھا کہ مجھے ان کی طبیعت پوچھنے جانا چاہئے یہ میرا اسلامی فریضہ ہے، کہ وہ خود کراہتے کولتے آگئے، مجھ سے چمٹ گئے، خوب روئے، ریاست بھی آگیا اس سے بھی لپٹ گئے اور معافی مانگنے لگے ہم سبھی رونے لگے میں نے موقع غنیمت جانا اور کہا بھیا آپ ذرا سا درد نہیں سہ سکے ہمیشہ کی نرک کی آگ کو کیسے برداشت کروگے اور مسلمان ہونے کے لئے کہا، انہیں یہ بات اچھی تو نہ لگی مگر درد کی وجہ سے وہ پریشان تھے، کہنے لگے میں ٹھیک ہوجاؤ نگا تو سوچونگا تم اپنے اللہ سے پرارتھنا (دعا) کرو، وہ چلے گئے میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور خوب دل سے دعا کی اللہ کا کرم ہے میرے اللہ نے میری باتوں کی لاج رکھ لی اور شام تک انکو آرام ہوگیا اور ابھی تک ٹھیک ہیں۔

سوال: پھر آپ نے ان کو دعوت نہیں دی؟

جواب: میں نے ان کو دعوت دی اور وعدہ یاد دلایا اور ڈرایا کہ جس اللہ نے آپ کو اچھا کیا وہ پھر بیمار کرسکتا ہے، مگر ابھی ان کے لئے ہدایت نہیں آئی اصل بات ہدایت کے اوپر سے آنے کی مگر وہ اب ہمارے ساتھ اچھی طرح ملتے ہیں اور شاید ہمیں ناراض کرنے سے ڈرتے بھی ہیں، دوسری ایک بڑی بات یہ ہوئی کہ ہماری زمینیں ایک ساتھ ان ہی کے قبضہ میں تھیں ہم چاروں بھائیوں کی زمین بھی پچھلے سال انہوں نے ہمیں دے دی ہے۔

سوال: آپ نے اپنے خاندان کی دینی تعلیم وتربیت کا کیا انتظام کیا؟

جواب: اللہ کا کرم ہے ہمارے چاروں بھائیوں کے گھر والوں میں دین پڑھنے کا

شوق ہے ہمارے پانچ بچے اور تین بچیاں حفظ کر رہی ہیں، ہمارا ارادہ ہے کہ ان سب کو عالم اور داعی بنائیں گے، بلال تو بہت ہونہار ہے بے دھڑک اپنے رشتہ داروں کو مسلمان ہونے کے لئے کہتا ہے گھر کی تعلیم پابندی سے ہوتی ہے اور ایک ایک کر کے ہم میں سے کوئی ایک مستقل جماعت میں رہتا ہے۔

سوال: آپ اسلام قبول کر کے کیسا محسوس کرتے ہیں، پچھلی زندگی کے بارے میں آپ کو کیسا لگتا ہے؟

جواب: ہمارا اسلام ہمارے مالک کا ہم پر خاص اور بہت خاص کرم ہے، میرے اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے خود شیو جی کی مورتی سے ہمیں دعوت دلائی، مجھے جب بھی اسلام اور پھر اپنے خاندان کے لوگوں کی اتنی آسانی سے ہدایت کا خیال آجاتا ہے تو میرا دل میرے اللہ کے شکر سے جھک جاتا ہے کبھی کبھی تو بے اختیار میں چلتے چلتے سجدہ میں پڑ جاتا ہوں، اگر خدانہ کرے خدانہ کرے میرے اللہ مجھ پر مہربانی نہ کرتے اور ہم کفر پر رہتے اور ہندو مر جاتے تو ہم کیا کر سکتے تھے ہماری اللہ کی ذات پر زبردستی تو تھی نہیں، میرے اللہ مالک کے صدقہ جاؤں (روتے ہوئے) کہاں ہم گندے اور کہاں ایمان کی دولت، الحمدللہ الحمدللہ

سوال: اپنے حالات کے بارے میں اور کچھ بتائیں؟

جواب: ہماری زندگی کا ہر پل اللہ کی رحمت کا نمونہ ہے، ہر دن رحمت کا کوئی کرشمہ سامنے آتا ہے، سچی بات یہ ہے کہ ہماری زندگی کیا دنیا کے ہر انسان کی کی زندگی کے ہر پل میں اسے اللہ کی خاص رحمت دکھائی دے گی اگر انسان کے پاس دیکھنے والی آنکھیں ہوں، بس انسان اس ایک سے لو لگالے اور اسی کا بن جائے اور زندگی کی ہر ضرورت اور اپنی ہر پریشانی اللہ سے کہے اور اپنی ہمت بھر اس کے دین پر

چلنے کی کوشش کرے پھر دیکھئے کہ وہاں سے ہر سوال پورا ہوتا ہے کہ نہیں،

سوال: آپ دعا مانگتے ہیں؟ آپ کی دعائیں اکثر قبول ہوتی ہیں کوئی خاص واقعہ بتائیے؟

جواب: ہر انسان کو اپنے اللہ سے خوب مانگنا چاہیے وہ سبھی کی دعائیں قبول کرتا ہے میری تو آج تک کوئی دعا بھی لوٹائی نہیں گئی، میرے لئے تو زندگی کا ہر دن اللہ کی نئی رحمت کے ساتھ آتا ہے، میں تو صبح کے بعد انتظار کرتا ہوں کہ کیا خاص رحمت کا معاملہ سامنے آتا ہے، میں دو روز پہلے جماعت سے چلہ لگا کر آیا ہوں، جماعت میں جانے سے پہلے میری بیوی بیمار تھی ان کا آپریشن کرانا پڑا میرے پچیس تیس ہزار روپیئے خرچ ہوئے کچھ اور بھی مسائل تھے ہمارے علاقہ میں جوڑ تھا ساتھیوں نے مجھ سے کہا کہ آپ کا جماعت میں جانے کا نمبر ہے، میں نے ابھی موقع نہ ہونے کا عذر کیا، جانسٹھ کے ایک ساتھی نے زور دے کر نام لکھوا دیا اور کہا کہ خرچ کی فکر نہ کرو خرچ میرے ذمہ ہے، شاید نو مسلم سمجھ کر انھوں نے ایسا کیا، نو مسلم سمجھ کر جب میرے ساتھ کوئی تعاون کا معاملہ کرتا ہے تو نہ جانے کیوں مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے، ہم نے اسلام قبول کیا ہے غیروں کے آگے بھکاری بننا تو اسلام نہیں؟ میں نے آج تک اس طرح کا تعاون نہ خود قبول کیا ہے نہ الحمدللہ بھائیوں وغیرہ کو قبول کرنے دیا ہے، سختی برداشت کی، ابتداء میں تو بہت مالی پریشانی رہی مگر اللہ نے مجھے جمائے رکھا اور میرے بھائیوں کو بھی ہمت دی میرا ارادہ تھا کہ اگر وقت پر خرچ کا انتظام نہ کر سکا تو منع کر دوں گا، دوسروں سے قرض لے کر نہیں جاؤں گا، جماعت کا وقت آ گیا خرچ کا انتظام نہ ہوسکا دو سو روپیئے صرف میرے پاس تھے، ساتھیوں نے اصرار کیا، اس قدر دباؤ دیا کہ میں منع کرنے کے

حال میں نہیں رہا اور دل میں خیال کیا کہ میں سوال تو نہیں کیا خود پیشکش کر رہے ہیں، تو کیا حرج ہے میں جماعت میں چلا گیا ۱۵۰۰ روپیئے خرچ کی جماعت تھی، جماعت مرکز سے گجرات پالن پور حلقہ میں گئی، ساتھیوں نے پیسے جمع کرنے شروع کئے تھے ہمارے ساتھی نے ہمارے پیسے جمع کرنے چاہے، مگر عین وقت پر میرے دل نے مجھے اجازت نہیں دی میں نے ان کو منع کر دیا اور دو سو روپیئے ابتدائی خرچ وغیرہ کے امیر صاحب کو دیئے اور کہا انشاء اللہ بقیہ میں جمع کر دونگا، جماعت پالن پور پہنچ گئی روز خرچ جمع کرنا تھا، میں نے دو رکعت صلوۃ الحاجۃ پڑھی اپنے اللہ کے سامنے فریاد کی، رات کو سویا تو ہمارے حضور ﷺ کی زیارت ہوئی مجھے تسلی دے رہے ہیں کہ گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ تمہیں شرمندہ نہیں کریں گے اگلے روز ظہر کے بعد میں یہ دیکھ کر حیرت میں رہ گیا کہ ہمارے بڑے غیر مسلم بھائی نیتا جی پالن پور مرکز کے ایک ساتھی کو لے کر میری تلاش میں میرے پاس آئے، میں تعجب میں تھا، تو انہوں نے بتایا کہ دو روز پہلے میں نے تم کو دیکھا تم بہت رو رہے ہو، مجھے خیال ہوا کہ تمہارے پاس پیسے نہیں ہیں میں تمہارے گھر گیا تو پتہ چلا کہ تم جماعت میں گئے ہو، میں منشی ریاض کو لیکر دہلی مرکز نظام الدین آیا وہاں سے تمہارا پتہ چلا کہ پالن پور گئے ہو، احمد آباد میل سے پالن پور آیا، یہ بتا کر دو ہزار روپیئے دیئے کہ وہ جو دس ہزار روپیئے تمہارے مجھ پر ہیں ان میں سے دو یہ ہیں، آٹھ ہزار گاؤں میں آ کر لے لینا ایک روز وہ میرے ساتھ رہے اگلے روز واپس آئے میں بار بار شکرانے کی نماز پڑھتا رہا، یہ دس ہزار روپیئے اسلام قبول کرنے سے پہلے کے تھے اور انہوں نے دینے کے لئے بالکل منع کر دیا تھا اس طرح نہ جانے کتنے واقعات زندگی میں روز روز ہوتے رہتے ہیں۔

سوال: لیاقت بھائی واقعی آپ پر اللہ کا بڑا کرم ہے اور آپ کا اللہ سے خاص تعلق ہے آپ ہمارے لئے بھی دعاء کیجئے۔

جواب: مولوی احمد بھائی، اللہ کا کرم تو سب پر ہی ہوتا ہے، ہم پر یہ کرم خاص ہے کہ وہ اپنے کرم اور رحمت کا احساس بھی کرا دیتا ہے، آپ کے لئے میں کیوں دعاء نہ کروں گا آپ کی تو نسلوں کے لئے بھی میں دعاء کرتا ہوں، مولانا کلیم صاحب تو ہمارے رہبر ہیں، ہمارے بڑے محسن ہیں، اپنے محسن کا حق ہم نہیں پہچانیں گے تو کون پہچانے گا، اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہانوں میں چمکائے

سوال: آپ مسلمانوں سے کچھ کہنا چاہیں گے؟

جواب: بس میرا کہنا تو یہ ہے کہ میرے، میرے گھر والوں کے اسلام و ایمان پر موت کے لئے اور جو عزیز رہ گئے ہیں بلکہ سارے انسانوں کے لئے ہدایت کی دعاء کریں کہ اصل ہدایت کا فیصلہ اللہ کے یہاں سے ہو کر آتا ہے پھر تو خود راستے ملتے جاتے ہیں۔

منزلیں کسی کے گھر حاضری نہیں دیتیں
راستوں پہ چلنے سے راستے نکلتے ہیں

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان مارچ ۲۰۰۴ء

ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب ﴿کمل سکسینہ﴾ سے ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عبدالرحمٰن : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: آپ خیریت سے ہیں آج کل آپ کہاں رہ رہے ہیں؟

جواب: الحمدللہ خیریت سے ہوں، آج کل میں پونہ مہاراشٹر میں رہ رہا ہوں الہ آباد جارہا ہوں وہاں یونیورسٹی میں سائیکالوجی ڈپارٹمنٹ میں ایک پوسٹ نکلی ہے اسکے انٹرویو کے لئے وہاں جانا ہے، راستے میں مولانا صاحب (مولانا محمد کلیم صاحب) سے ملنے کے لئے دہلی آیا ہوں۔

سوال: بہت اچھا ہوا آپ تشریف لائے ہمارے یہاں پھلت سے میگزین ارمغان میں کچھ داعیوں اور اسلام میں نئے آنے والے خوش قسمت بھائیوں کے انٹرویو کا سلسلہ چل رہا ہے اس سلسلہ میں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جواب: ضرور ضرور یہ بڑا اچھا سلسلہ ہے اس سے پڑھنے والوں کو بہت فائدہ ہوگا، انشاءاللہ

سوال: اپنا مختصر تعارف کرائیے؟

جواب: میرا نام اب الحمدللہ عبدالرحمٰن ہے جو ۹؍جون ۱۹۹۵ء سے قبل کمل سار سکسینہ (کے سی سکسینہ) تھا ہندو کایستھ فیملی سے میرا تعلق ہے پرتاپ گڑھ کا قصبہ رانی گنج ہمارا آبائی وطن ہے میرے والد آئی پی ایس آفیسر ہیں اور آج کل مغل

سرائے میں ڈی آئی جی ہیں کایستھ ہونے کی وجہ سے ہمارے یہاں اردو ہماری گھریلو تہذیب کا لازمی جز ہوتی ہے، ہمارے والد بہت اچھے شاعر ہیں اور ساحر تخلص ہے میں نے سائیکالوجی میں ایم اے کیا اور علم نفسیات میں الہ آباد سے ۱۹۹۴ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، میری تاریخ پیدائش ۹؍جون ۱۹۶۵ء کی ہے اسطرح میری عمر اب تقریباً انتالیس سال ہے، مگر حقیقی عمر میری نو سال ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے، میں اپنے بہن بھائیوں میں سب سے بڑا ہوں، میری ایک چھوٹی بہن اور ان سے چھوٹا ایک بھائی ہے جو انجینئر ہیں انہوں نے روڑکی آئی ٹی آئی سے الیکٹرونکس میں انجینئرنگ کی ہے پچھلے سال بی ایچ ایل میں ملازم ہو گئے ہیں میں آج کل پونہ میں ایک ڈگری کالج میں نفسیات پڑھا رہا ہوں۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیے؟

جواب: اصل میں آج دنیا میں مغرب کی حکمرانی ہے، تہذیب، کلچر، ثقافت سبھی میں لوگ ان کی ڈگر پر چلتے ہیں، آج کل مغربی ممالک میں ایک علم بڑا عروج پر ہے اس کا نام انہوں نے پیرا سائیکالوجی رکھا ہے اس میں ماورائے عقل باتوں اور چیزوں پر ریسرچ ہوتی ہے اس میں ایک جز علم الہیات کا بھی انہوں نے رکھا ہے آپ آج کل یورپ کے ناولوں کو دیکھیں تو اس میں ڈائن چڑیل وغیرہ کی بڑی اہمیت دکھائی دے گی بلکہ بعض بڑے پڑھے لکھے اور چاند تاروں پر کمند ڈالنے والے سائنس دانوں کی ذاتی زندگی میں جنّات اور آسیب وغیرہ کی داستانیں دکھائی دیں گی دراصل ہمارے مولانا محمد کلیم صاحب صحیح کہتے ہیں کہ انسان کی فطرت میں اور اس کی روح کی سرشت میں اللہ نے یہ جذبہ رکھا ہے کہ وہ کسی ایسی ذات کے آگے جھکے اور اس کے سامنے اپنے دل اور اپنے دماغ اور عقل کو جھکائے جو عقل وتصور سے ماورا ہو

اس لئے آدمی جب کہیں کچھ ماورائے عقل شعبدہ دیکھتا ہے فوراً متاثر، مرعوب بلکہ معتقد ہوجاتا ہے، اصل میں یہ عالم ازل میں میں اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے سبق کا کرشمہ ہے اسی جذبے کی تسکین کے لئے مغرب کی مادی دنیا نے پیراسائیکالوجی کا سہارا لیا ہے۔

نوجوانوں میں اس علم میں ریسرچ کا بہت شوق بڑھ رہا ہے میں اور میرے تین ساتھی سائیکالوجی پر ریسرچ کررہے تھے ہم لوگوں کو شوق ہوا کہ ہم جرمنی جا کر پیراسائیکالوجی میں ریسرچ کریں، میں نے اپنے لئے جنوں پر ریسرچ کرنا طے کیا، مجھے خیال ہوا کہ اس کی بنیادی معلومات کے لئے ہندوستان سب سے بہتر جگہ ہے نوجوانی کی عمر میں مجھے اپنے مشن کی دھن تھی اس سلسلے میں بہت سے لوگوں سے ملا، بہت سے سیانے اور تانترک لوگوں سے ملنا ہوا، بہت سے عالموں سے ملاقاتیں کیں، بنگال کے سفر کئے، دیوبند گیا، میں نے بہت سے عمل کئے چلّے کئے جلالی اور جمالی پرہیز کے ساتھ بہت سے وظیفے پڑھے بہت سے تعویذ مجھے آگئے اور آسیب وغیرہ کا علاج کرنے لگا، الہ آباد کے بڑے عالموں سے ملا ندوہ بار بار آتا رہا، میری خواہش تھی کہ کوئی جن میرے تابع ہوجائے یا کسی جن سے میری ملاقات ہوجائے مگر کوئی عامل کوئی تانترک میری خواہش پوری نہ کرسکے، کئی بار عملیات کے دوران مجھے کچھ ڈراؤنی آوازیں بھی آئیں مگر کوئی جن مجھے نظر نہ آیا کچھ مریضوں کے منہ سے جن بولا میں نے علاج بھی کیا۔

ایک روز میں ندوہ گیا وہاں مولانا عبداللہ حسنی نے مجھے بتایا کہ ہمارے ایک دوست ایک دو روز میں پھلت سے آنے والے ہیں، وہ آپ کا مسئلہ حل کرسکتے ہیں انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں تو اتوار کے روز تکیہ رائے بریلی آجاؤں،

جون کا مہینہ تھا میں تین بجے کے قریب تکیہ پہنچا سب لوگ کھانے کے بعد آرام کررہے تھے میں باہر تخت پر بیٹھا ہوا تھا ایک مولانا ضرورت کے لئے استنجاء خانہ گئے واپس آئے مجھے بیٹھا دیکھ کر کہنے لگے: آپ ڈاکٹر کے سی سکسینہ ہیں؟ میں حیرت میں آگیا اور تعجب سے جواب دیا: جی ہاں، مگر آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہوا؟ وہ میرا ہاتھ پکڑ کر ہنستے ہوئے اندر لے گئے اور ٹھنڈا پانی پلایا پھر بولے میں ایک انسان ہوں مالک کا بندہ ہوں، مجھے غیب کا علم نہیں ہے اور اللہ کے علاوہ کسی کو غیب کا علم نہیں ہوتا، اصل میں مولانا عبداللہ حسنی نے مجھ سے کہا تھا کہ ڈاکٹر کے سی سکسینہ نام کے ایک نوجوان آپ سے ملنا چاہتے ہیں وہ اتوار کے روز تکیہ آئیں گے میں صبح سے انتظار میں تھا میں نے آپ کو دیکھا تو حلیہ دیکھ کر مجھے خیال ہوا کو آپ ہی ڈاکٹر سکسینہ ہیں اس لئے میں نے سوال کرلیا۔

میں اس صاف گوئی سے بہت متاثر ہوا میں نے جن عاملوں اور تانترکوں سے ملاقات کی تھی ان میں سے ہر آدمی اپنے کمال کا معتقد بنانا چاہتا تھا، مولانا کلیم صاحب کی اس بات نے مجھ کو بہت متاثر کیا، مجھے خیال ہوا کہ ضرور مجھے یہاں مدد ملے گی یا کم از کم حقیقت معلوم ہوجائے گی، مولانا نے مجھ سے کہا آپ خدمت بتائیے، میرے لائق کیا خدمت ہے جو اتنی شدید گرمی میں آپ نے زحمت کی میں نے جواب میں اپنا پورا مدعا بتادیا کہ میں پیراسائیکالوجی میں ریسرچ کرنا چاہتا ہوں مجھے اس کے لئے جرمنی جانا ہے، میں وہاں جانے سے قبل کسی جن کو تابع یا کم از کم چند روز کے لئے اس سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں مولانا عبداللہ نے بتایا تھا کہ آپ میری اس سلسلے میں ضرور مدد کریں گے میں نے اپنی پوری کارگزاری بھی سنائی، جو چلّے اور عملیات کئے اور نقش وتعویذ سیکھے وہ بتائے جس پر مولانا نے بڑی حیرت کا

اظہار کیا مولانا نے ہنستے ہوئے جواب دیا آپ بہت بہادر آدمی ہیں میں تو بہت بزدل ہوں مجھے تو جن کے نام سے ڈر لگتا ہے ہمارے گاؤں میں چند ویران مکانات اور کھنڈر پڑے تھے مشہور تھا کہ وہاں جن رہتے ہیں، ہم لوگ بچپن میں پاس سے دوڑ کر نکلتے تھے، ڈرتے ڈرتے پیچھے دیکھتے رہتے تھے کہ کوئی جن آ کر دبوچ نہ لے ایسا بزدل آدمی آپ کے کس کام آ سکتا ہے میں نے کہا آپ کو میری مدد کرنی ہوگی کئی سال مجھے مارے مارے پھرتے ہوگئے ہیں مجھے یقین ہے کہ آپ ضرور میری خواہش پوری کر سکتے ہیں، میرے بہت اصرار پر مولانا نے کہا اول تو جس مخلوق کو اللہ نے آزاد بنایا ہے اس کو تابع کرنا جائز نہیں یہ ظلم ہے، جس طرح شیر کی سواری ہمارے مذہب میں جائز نہیں، دوسری بات یہ ہے کہ جن عملیات کے ذریعہ لوگ جنوں کو تابع کرتے ہیں ان میں اثر کے لئے ایمان لانا ضروری ہے ایمان کے بغیر ان میں تاثیر نہیں ہوسکتی اس لئے اس کے لئے مسلمان ہونا ضروری ہے مجھے جن تابع کرنے کی دھن سوار تھی اس لئے میں مذہب کو بھی قربان کر سکتا تھا میں نے فوراً مولانا سے کہا میں اس کے لئے مسلمان ہونے کے لئے تیار ہوں۔

مولانا نے جواب دیا جلدی مت کیجئے بات یہ ہے کہ میری غیرت اس کو گوارہ نہیں کرتی کہ محض جن تابع کرنے لئے میں آپ کو کلمہ پڑھاؤں اور مسلمان کروں پھر آپ جو اسلام، جن تابع کرنے کے لئے قبول کریں گے وہ اسلام اللہ کے یہاں کہاں قبول ہوگا، میری بات سنئے اور اطمینان سے فیصلہ کر لیجئے، میں اس وقت کچھ دیر آپ کو اسلام کے بارے میں کچھ بتاتا ہوں اس کا مختصر تعارف کراتا ہوں مجھے امید ہے کہ اگر آپ نے غور سے سن لیا اور اسلام کی حقیقت کو جان لیا تو آپ کو جن تابع کرنے یا اس سے ملاقات کرنے سے زیادہ، اسلام کی دھن

لگ جائے گی کچھ کتابیں آپ کو بتاتا ہوں آپ اسلام کو اچھی طرح پڑھ لیں اگر آپ مطمئن ہوگئے اور آپ نے جان لیا کہ اسلام کے بغیر نجات نہیں ہوگی تو آپ کلمہ پڑھ کر سچے دل سے مسلمان ہو جائیں، مسلمان ہونے کے بعد میرا وعدہ ہے کہ آپ پھلت آجائیں میں ایک یا چند جنوں سے ملاقات کرادوں گا جو آپ کے ساتھ اس وقت تک رہیں گے جب تک آپ پوری معلومات حاصل نہ کرلیں اس کے لئے نہ کسی عمل کی ضرورت ہوگی نہ وظیفے کی۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: جی میں بتا رہا ہوں، میں نے ان کی بات سے اتفاق کیا وہ تقریباً ایک گھنٹے تک اسلام کے بارے میں بتلاتے رہے حضور اقدس ﷺ کی سیرت پاک کی مختصر طور پر رہنمائی کی اور مجھے اس بات پر زور دیتے رہے کہ پیراسائیکالوجی میں ریسرچ اور جن سے ملاقات سے پہلے ضروری یہ ہے کہ اول وقت میں کلمہ پڑھ کر مسلمان بن جاؤں اس لئے کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں، مولانا صاحب نے مجھے کتابوں کی ایک فہرست تیار کردی مجھے پھلت کا پتہ بتایا مجھ سے فون اور ایڈریس مانگا میں نے جواب دیا کہ میرے والد کا پرموشن ہو رہا ہے نیا پتہ اور فون نمبر میں ڈاک سے بھیج دوں گا اور جولائی کے شروع میں اپنے تینوں ساتھیوں کے ساتھ پھلت آؤں گا، پونے پانچ بجے حضرت مولانا صاحب اٹھ گئے مولانا کلیم صاحب مجھے بڑے حضرت مولانا علی میاں صاحب سے ملوانے لے گئے اور ان سے میرے مقصد میں کامیابی اور ہدایت کے لئے دعا کو کہا، مجھے لکھنو جانا تھا اتنی دیر کی ملاقات کے بعد میرا دل اسلام کے لئے کافی مطمئن ہوگیا تھا میں نے لکھنو آکر ''اسلام کیا ہے'' اور ''خطبات مدارس'' دو کتابیں خریدیں جن کو سب سے پہلے

پڑھنے کا مشورہ دیا تھا ان کتابوں کو پڑھنے کے بعد مجھے کسی طرح کوئی شبہ نہیں رہا کہ اسلام ہی اللہ کے یہاں مقبول مذہب ہے اور میں ایک ہفتہ کے بعد حضرت مولانا کے پاس تکیہ جا کر مشرف با اسلام ہوا یہ ۹/ جون ۱۹۹۵ء گیارہ بجے دن کی بات ہے حضرت نے میرا نام عبدالرحمٰن رکھا۔

سوال: اس کے بعد آپ جولائی میں پھلت آئے تھے؟

جواب: اسلام قبول کرنے کے بعد مجھے اسلام کے مطالعہ کی دھن لگ گئی اور اسلام کی حقانیت اور اس کی لذت، میرے وجود پر چھا گئی مجھے خیال ہوا کہ مجھے جنوں کی نہیں جنوں کے مالک کی تلاش تھی، جو قرآن حکیم کی زبان میں شہ رگ سے بھی زیادہ قریب تھا اسلام کا مطالعہ کرنے اور تھوڑی تھوڑی نماز و ذکر وغیرہ سے مجھے یہ لگا کہ مجھ کو جنوں کے تابع کرنے اور ان سے ملاقت کے لئے نہیں بلکہ جنوں کے مالک کا تابع و فرماں بردار بننے کے لئے اور اس کی لقا کا شوق پیدا کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

سوال: پیراسائیکالوجی کی ریسرچ کا کیا ہوا؟

جواب: اسلام قبول کرنے اور اس کا گہرائی سے مطالعہ کرنے کے بعد میرے دل و دماغ کے پردے اٹھ گئے مجھے احساس ہوا کہ مالک کائنات کی دی ہوئی یہ چھوٹی سی زندگی مجھے اللہ کے بندوں کو اللہ سے ملانے کے لئے دی گئی ہے میں نے رحمت اللعالمین کا مطالعہ کیا اس کتاب کے مطالعہ سے مجھ میں یہ جذبہ پیدا ہوا کہ میں رحمت اللعالمین نبی کا امتی اور ان کا پیرو سارے عالم کے لئے نہیں تو کم از کم پوری انسانیت کے لئے خیر خواہ اور داعی بنے بغیر ہرگز نہیں کہلا سکتا، میں نے ارادہ کیا کہ مجھے زندگی اسلام کی دعوت کے لئے وقف کرنی ہے اور الحمد للہ میرے اللہ نے مجھ



سے کام لیا، میں نے ریسرچ کا ارادہ ترک کر دیا۔

سوال: اس کے بعد مولانا کلیم صاحب سے ملاقات ہوئی؟

جواب: کئی ماہ کے بعد ایک بار میں تکیہ حضرت مولانا کی خدمت میں چند روز رہنے کے لئے گیا مغرب کی نماز کے بعد مولانا صاحب سے میری ملاقات ہوگئی میں نے ہلکی سی داڑھی رکھ لی تھی کرتا پاجامہ پہنے ہوا تھا مجھے اچانک ان کو دیکھ کر خوشی ہوئی، میں ان سے چمٹ گیا وہ مجھے نہیں پہچان سکے جب میں نے بتایا کہ میں ڈاکٹر سکسینہ اب عبدالرحمٰن ہوں وہ بہت خوش ہوئے مجھے بار بار مبارک باد دی کئی روز ہم ساتھ رہے وہ سوچ رہے تھے کہ میں اب ان سے اپنی ریسرچ کے لئے جن سے ملاقات کے لئے کہوں گا جب کئی روز تک میں نے اپنا مطالبہ نہیں رکھا تو انہوں نے ایفائے وعدہ کے خیال سے مجھ سے کہا کہ اب اگر آپ کسی جن سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں تو دہلی یا پھلت چند روز کے لئے آ جانا میں ایک یا چند جنوں سے آپ کی ملاقت کرا دوں گا آپ ان سے اطمینان کی حد تک معلومات حاصل کر لیں میں نے جواب دیا کہ مجھے اب کسی جن سے نہیں ملنا ہے میرے اللہ نے میرے لئے میری راہ مجھ پر کھول دی ہے۔

سوال: اس کے بعد آپ نے اپنے گھر والوں سے اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتا دیا؟

جواب: ہمارا گھرانہ بڑا پڑھا لکھا گھرانہ ہے میں نے چند روز کے بعد گھر کے لوگوں سے بتا دیا شروع شروع میں انہوں نے مجھے سمجھایا اور خاندانی اور مذہبی روایات کی لاج رکھنے کو کہا بعد میں انہوں نے کہنا چھوڑ دیا بعض دوسرے رشتہ داروں اور جونپور کے بعض مذہبی لوگوں نے مجھ پر بہت دباؤ دیا چند مرتبہ مجھے دھمکیا

ں بھی دی گئیں، مگر وہ سب میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے الحمدللہ زیادہ مخالفتوں کی وجہ سے میرے والد نے مجھے دور چلے جانے کا حکم دیا میں اپنے ایک دوست کے ساتھ ممبئی چلا گیا اس کے بعد کچھ روز تمل ناڈو میں پھر چدمبرم کے علاقہ میں رہا وہاں پر عیسائیوں اور دلتوں میں اللہ نے خوب دعوت کا کام لیا ہماری ایک فعال جماعت بن گئی ایک بہت بڑے پادری فادر پیٹر جیمس نے اسلام قبول کیا ایک بڑے بدھ رہنما اس حقیر کے واسطے سے مشرف باسلام ہوئے، پانچ سال کے بعد میں پونے آ گیا اور آج کل وہیں رہ رہا ہوں۔

سوال: آپ کی شادی ہوگئی؟

جواب: میرا ارادہ پہلے شادی کا نہیں تھا مجھے خیال تھا کہ خاندان کے ساتھ مشغولی میرے لئے دعوتی مشن میں رکاوٹ ہوگی کم از کم وقت اور صلاحیت تقسیم ہوگی مگر ہمارے مولانا کلیم صاحب نے مجھے زور دیا اور کہا کہ ہمارے نبی ﷺ کی زندگی ہمارے لئے نمونہ ہے اگر شادی دعوت میں رکاوٹ ہوتی تو آپ ﷺ ہرگز شادی نہ کرتے شادی کے بغیر آدمی کی زندگی ادھوری ہے اور ایمان بھی مکمل نہیں، ہر وقت یوں بھی آدمی کے ساتھ نفس کا خطرہ لگا رہتا ہے میں نے شادی کے بارے میں سوچنا شروع کیا حیدر آباد کے ایک چرچ میں ہم لوگوں کی ایک دعوتی سفر کے دوران ایک بہت مخلص عیسائی راہبہ سے ملاقات ہوئی جس نے یسوع کی رضا کے لئے اپنی جان گھلا رکھی تھی پہلے ان کی شادی ہوئی تھی ان کے شوہر ان کو دھوکہ دے کر بھاگ لئے ان کا دل ٹوٹا اور انہوں نے مذہبی زندگی اختیار کر لی ۴۲ سال ان کی عمر تھی مجھے ان کے خلوص نے بہت متاثر کیا میں نے ان پر کام کرنا شروع کیا اور میں اپنے ساتھیوں سے اجازت لے کر پندرہ روز حیدر آباد رہا الحمدللہ اللہ نے ان کو

Page 308

ہدایت دے دی مولانا عاقل حسامی نے ان کو کلمہ پڑھایا بعد میں، میں نے ان سے شادی کی پیشکش کی، انہوں نے معذرت کی، اپنے پہلے تجربے کی تلخی اور اپنی عمر کا عذر کیا میں نے ان کو شرعی تقاضے بتائے وہ راضی ہوگئی اور پونہ آ کر ہم نے نکاح کر لیا، الحمدللہ وہ بڑی وفادار رفیقہ حیات ہیں ان کے والد کی ساری جائیداد ان کو ملی تھی وہ وجے واڑہ کی رہنے والی تھی ان سے شادی کے بعد اللہ تعالیٰ نے روزگار کے سلسلے میں مجھے فارغ کر دیا ہمارے یہاں گزشتہ سال ایک بچی پیدا ہوئی ہے میں نے ان کا نام زینب رکھا ہے میری اہلیہ کا پہلا نام لوئیس رانی تھا مولانا عاقل حسامی اس کا اسلامی نام سمیّہ رکھا تھا میں نے شادی کے بعد بدل کر اس کا نام خدیجہ رکھ دیا۔

سوال: اب آپ کا مشغلہ کیا ہے؟

جواب: اپنی زندگی کو مولانا صاحب کے مشورہ سے گزارنا چاہتا ہوں انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ دعوتی مقاصد کے لئے کوئی مشغلہ ہونا چاہئے میں نے پونہ کے ایک ڈگری کالج میں عارضی طور پر پڑھانا شروع کر دیا ہے الہ آباد یونیورسٹی میں ایک ریڈر کی جگہ نکلی ہے اس کے لئے جا رہا ہوں کہ اپنے اہل تعلق اور پریاگ پیٹھ میں دعوت کا کام کرنے کا موقع ملے گا۔

سوال: سنا ہے آپ ایک عرصے سے دعوتی مشن میں لگے ہیں اب تک آپ کے واسطے سے کتنے لوگوں نے اسلام قبول کیا ہوگا؟

جواب: ہمارے مولانا صاحب کہتے ہیں جو چل لئے اس کو کیا دیکھنا جو راستہ طے کرنا ہے اس کو دیکھنا چاہئے، پانچ ارب لوگ اسلام سے محروم دوزخ کی راہ پر چل رہے ہیں ان کے مقابلے میں جو لوگ ہدایت یاب ہوئے ہو بالکل نا کے برابر

ہیں، کبھی کبھی حوصلے کے لئے مڑ کر دیکھ لینا بھی برا نہیں ہے، الحمد للہ ثم الحمد للہ اس حقیر کے واسطے سے کم از کم دوسو لوگ تو ایسے مشرف باسلام ہوئے ہوں گے جو کم از کم گریجویٹ ہیں اس کے علاوہ بعض مقامات پر اجتماعی طور پر بھی چند گھرانوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

سوال: آپ نے اپنے گھر والوں پر کام نہیں کیا؟

جواب: واقعی میں نے ان کا حق ادا نہیں کیا۔ ان پر سرسری طور پر کام کرتا رہا حالانکہ سب سے زیادہ ان کا حق تھا چند ماہ سے اپنے والد سے رابطہ شروع کیا ہے پہلی چند ملاقاتوں میں تو ہنستے تھے اور کہا کرتے تھے ”خود تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے“

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان جون ۲۰۰۴ء

جناب محمد انس صاحب ﴿ورن کمار چکرورتی﴾ سے ایک

ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد انس : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: انس بھائی آپ خیریت سے ہیں؟ کافی روز کے بعد آپ سے ملاقات ہوئی۔

جواب: الحمد للہ خیریت سے ہوں، واقعی بہت روز کے بعد آسکا، پھلت دو تین بار حاضر ہوا مگر وہاں پر حضرت مولانا محمد کلیم صاحب سے ملاقات نہیں ہوئی، وہ سفر پر گئے ہوئے تھے، اب دہلی کا پتہ معلوم کر کے فون کر کے یہاں آیا ہوں۔

سوال: اللہ کا شکر ہے آج آپ آگئے اصل میں پھلت سے جوار دو ماہ نامہ ارمغان نکلتا ہے اس میں مشرف باسلام ہونے والے خوش قسمت بھائی بہنوں کے انٹرویو کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے، تاکہ دعوت کا کام کرنے والوں کی رہنمائی ہو، میں لکھنو سے آیا ہوا تھا اور فکر میں تھا کہ اس ماہ کس کا انٹرویو شائع کیا جائے، اللہ کا شکر ہے اس نے آپ کو بھیج دیا، میں آپ سے ماہنامہ ارمغان کے لئے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جواب: احمد بھیا میں اس لائق کہاں! آپ اگر کچھ معلوم کرنا چاہیں کرلیں، میرے لئے خوش قسمتی ہوگی کہ دعوتی میگزین میں میرا نام آئے۔

سوال: آپ اپنا مختصر تعارف کرائیں؟

جواب: میرا نام الحمدللہ محمد انس ہے، ۲۴مئی ۲۰۰۰ء کو اللہ نے مجھے پھلت میں آپ کے والد صاحب کے ہاتھ پر قبول اسلام کی سعادت عطا فرمائی میرا اصلی وطن کلکتہ ہے میرا پہلا نام 'ورن کمار چکراورتی' تھا ہم لوگ چکرورتی برہمن خاندان سے تعلق رکھتے ہیں میرے والد شری ارون کمار جی بڑے تاجر تھے ہم لوگوں کا کلکتہ کے ایک بڑے بازار میں چمڑے کی جیکٹ، پرس وغیرہ کا کاروبار تھا میں سب سے بڑا بھائی ہوں مجھ سے چھوٹے دو بھائی اور بہن ہیں ایک بہن اور ایک بھائی زیر تعلیم ہیں، میں نے انگریزی میں ایم اے کیا ہے میرا ارادہ انگریزی میں پی ایچ ڈی کرنے کا تھا مگر میرے والد کی بیماری اور ان کے انتقال کی وجہ سے مجھے اپنی تعلیم چھوڑنی پڑی اور دوکان پر بیٹھنا پڑا بعد میں مجھ سے چھوٹے بھائی بھی دوکان میں بیٹھنے لگے، میری ایک بڑی بہن جو مجھ سے دوسال بڑی تھی شادی کے دوسال بعد انتقال کر گئیں، وہ مجھے بہت پیار کرتی تھیں۔

سوال: آپ اپنے اسلام قبول کرنے کے بارے میں ذرا بتائیں؟

جواب: ۱۹۹۷ء میں میرے والد کے پیٹ میں درد ہوا کئی روز تک شدید تکلیف ہوئی بعد میں جانچوں کے بعد ڈاکٹروں نے بتایا کہ ان کی آنت میں کینسر ہے آپریشن ہوا کچھ وقت کے لئے فوری آرام ہوگیا مگر پھر تکلیف بڑھی اور ڈیڑھ سال سخت تکلیف کے بعد ۱۶ مارچ ۱۹۹۹ء میں ان کا دیہانت (انتقال) ہوگیا، ان کے کریا کرم میں بڑا بیٹا ہونے کی وجہ سے مجھے ہی آگ لگانی تھی آگ لگانے اور جلانے کا درشیہ (منظر) میرے لئے بڑا تکلیف دہ تھا اس کریا کرم اور اسمیں پنڈتوں کے ڈھونگ سے اور ایسے غم کے موقع پر طرح طرح کے مطالبات سے

مجھے ہندو دھرم سے نفرت سی ہوگئی، مگر یہ نفرت ایسی نہیں تھی کہ میں کوئی بڑا اقدم اٹھاتا، پانچ مہینے بعد میری بہن کو دماغی بخار ہوا اور وہ ایک مہینے بیمار پڑ کر انتقال کر گئی وہ مجھ سے بے پناہ محبت کرتی تھی مجھے بھی اس سے حد درجہ محبت تھی وہ چھ سات مہینے کی حاملہ تھی ان کی انتیسٹھی (یعنی مرنے کے بعد کی آخری رسومات) کے لئے ہم شمشان لے کر گئے وہاں کے پجاری پنڈت جی نے لاش کو دیکھ کر کہا کہ اس عورت کے پیٹ میں بچہ ہے، اس کو تو جلایا نہیں جاسکتا اس کو تو گاڑنا (دفن) کرنا ہوگا اس بچہ کو اسکے پیٹ سے نکالو، میں نے پنڈت جی سے کہا کہ اب مری ہوئی اس بہن کا پیٹ پھاڑا جائے گا؟ ہم سے یہ نہیں ہوگا، انہوں نے کہا تو پھر ہمارے شمشان میں یہ نہیں ہوسکتا، ہم نے کہا کہ ہم خود جلالیں گے، انہوں نے کہا کہ شمشان سے باہر کہیں اور اس کا کریا کرم کرلو، میں نے رشتہ داروں سے اصرار کیا کہ کہیں دوسری جگہ لے چلتے ہیں مگر وہ نہ مانے کہ یہ دھارمک بندھن (مذہبی پابندیاں) ہیں انکو ماننا چاہئے اتنے سارے لوگوں کے سامنے میری نہ چلی اور میرے سامنے میری بہن کو ننگا کر کے اس کا پیٹ چیرا گیا اور اس کا بچہ نکالا گیا، میرا دل بہت ٹوٹ گیا اور میں ہندو دھرم کو تھوک کر کلکتہ سے آگیا اور گھر بار چھوڑ آیا کچھ دن پٹنہ رہا وہاں ایک ڈاکٹر صاحب کے یہاں چھوٹے سے نرسنگ ہوم پر اسپتال میں ملازمت کرلی ڈاکٹر صاحب مسلمان تھے چند روز بعد جب بے تکلفی ہوئی تو میں نے ان سے اپنی دکھی داستان سنائی، وہ بہت متاثر ہوئے اور مجھے اسلام قبول کرنے کا اور مجھے دہلی جانے کا مشورہ دیا میں جامع مسجد گیا شاہی امام عبداللہ بخاری سے ملا، انہوں نے کچھ مئوقر لوگوں کی تصدیق مانگی جو میرے پاس نہیں تھی ، اسکے بعد میں ابوالفضل جماعت اسلامی کے دفتر گیا وہاں مولانا لوگوں نے مجھ

سے بہت سوالات کیے پریشاں حالی اور ذہنی انتشار کی وجہ سے شاید میں انکو مطمئن نہیں کر سکا اور ان کو شک ہوا اسلئے وہ مجھے کلمہ پڑھوانے میں دیر کرتے رہے، دو روز میں وہاں رہا، مجھے بھی چوروں اور مجرموں کی طرح تفتیش سے تکلیف ہوئی اور میں وہاں سے چلا آیا تین ماہ تک میں کسی روزگار کی تلاش کے لئے اور قبول اسلام کے لئے بہت سے مولانا اور اماموں کے پاس گیا، مگر نہ جانے کیوں ہر آدمی ڈرتا رہا، میں نے پٹنہ واپسی کی سوچی اس لئے کہ نہ مجھے کوئی روزگار مل سکا اور نہ ہی چھتیس لوگوں کے پاس جانے کے باوجود مجھے کسی نے کلمہ پڑھوایا میں نے چار روز مزدوری کی اور کرائے کے پیسوں کا انتظام کر کے پٹنہ واپسی کے ارادہ سے نئی دہلی اسٹیشن ٹرین آنے میں دیر تھی پلیٹ فارم پر میری ملاقات جوالا پور ہردوار کے ایک مولانا اسلم صاحب سے ہوئی بات بات میں تعارف ہوا مولانا سمجھ کر میں نے ایک بار ان سے بھی اپنے اسلام قبول کرنے کے ارادہ کو ظاہر کیا اور اتنے لوگوں کے پاس جانے کے باوجود ناکامی پر اپنے دکھ کا اظہار کیا انھوں نے تعجب کیا کہ آپ سے کسی نے پھلت کا پتہ نہیں بتایا میں نے کہا پھلت میں کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ آپ پھلت جائیں آپ کو کسی فکر کی ضرورت نہیں اور انہوں نے ساتھ چلنے کے لئے کہا اور کہا میں آپ کو پھلت مولانا کلیم صاحب سے ملا کر پھر جوالا پور چلا جاؤں گا بیچارے میرا ٹکٹ لیکر خود واپس کر کے آئے اور میرا ٹکٹ خود خریدا اور کھتولی پہنچے دوسری سواری سے دن چھپنے کے بعد پھلت پہنچے مولانا کلیم صاحب باہر اپنی بیٹھک میں بیٹھے ہوئے تھے وہ ہمارے ساتھ جانے والے مولانا صاحب کو جانتے تھے جاتے ہی مولانا سے میرا تعارف کرایا مولانا کلیم صاحب نے مجھ سے معلوم کیا کہ آپ نے سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا؟ میں نے کہا کہ بہت سوچ سمجھ کر، جب میں

اتنے روز سے دھکے کھا رہا ہوں اتنے لوگوں کے پاس جا چکا ہوں تو کچھ سوچ سمجھ کر ہی فیصلہ کیا ہوگا، مولانا کھڑے ہو گئے مجھے گلے لگایا اور کہنے لگے آپ کھڑے کھڑے کلمہ پڑھنا چاہتے ہیں تو کھڑے کھڑے پڑھ لیجئے ورنہ بیٹھ جایئے، میں بیٹھ گیا فوراً پڑھوایا بعد میں اس کا ترجمہ کہلوایا اور میرا نام معلوم کے کے میرا اسلامی نام محمد انس رکھ دیا۔ الحمدللہ

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے کیسا محسوس کیا؟

جواب: آپ کے والد صاحب کے پیار سے گلے لگانے اور بغیر کسی تحقیق اور تفتیش کے پہلے مرحلہ میں مجھے کلمہ پڑھوانے سے میری ساری تھکن دور ہوگئی، اتنی جگہ دردر مارے مارے پھرنے کا غم بالکل ڈھل گیا اور مجھے ایسا لگا جیسے میں تو مسلمان ہونے کے لئے پیدا کیا گیا تھا بلکہ جیسے جیسے میں اسلام کو سمجھتا اور مانتا گیا مجھے یہ محسوس ہوتا گیا کہ میں فطرتاً مسلمان ہی پیدا ہوا تھا، جو غلط ماحول میں رہنے کی وجہ سے میں کچھ روز ہندو رہا، ۲۴ مئی ۲۰۰۰ء کو جس روز میں نے اسلام قبول کیا مولانا صاحب کے پاس بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے بعد میں مولانا صاحب نے لوگوں سے میرا تعارف کرایا، مجھے حیرت بھی ہوئی اور خوشی بھی کہ صبح سے آج وہاں ۹ لوگ اسلام قبول کرنے آچکے ہیں اور اس سے زیادہ حیرت اس بات پر ہوئی کہ مجھ سے پہلے آٹھ اور میں خود نواں تھا، ہم ۹ میں سے ایک آدمی کو بھی کسی مسلمان نے اسلام کی دعوت نہیں دی تھی، کسی کو اسلام کی کسی چیز میں کشش محسوس ہوئی، کسی کو خود اسلام کو پڑھنے کا شوق ہوا اور اکثر کو اپنے مذہب کے اندھ وشواسوں اور اندھی رسموں سے ری ایکشن (انفعال) نے اسلام کی طرف آنے کو کہا، مولانا صاحب نے بتایا کہ ان ۹ کے علاوہ صبح تڑکے فیروز پور کی ایک بہن کو مولانا صاحب

نے فون پر کلمہ پڑھایا ان کا نام آشا تھا، مولانا صاحب نے ان کا نام عائشہ رکھا۔

سوال: اس کے بعد آپکی تعلیم وتربیت کا کیا ہوا؟

جواب: جوالا پور والے مولانا صاحب رات کو چلے گئے، مولانا کلیم صاحب نے مجھ سے کہا کہ یہاں آپ کا گھر ہے اطمینان سے رہئے، انشاءاللہ کل آگے کے لئے مشورہ کرلیں گے، ۲۵ مئی کو مولانا صاحب سے کچھ مہمان ملنے آئے، مولانا صاحب نے کل صبح فون پر جن بہن کو کلمہ پڑھوایا تھا انکا قصہ بتایا کہ وہ پھلت آکر کلمہ پڑھنا چاہتی تھی مگر میرے دل میں آیا کہ موت زندگی کا کچھ پتہ نہیں، اسلئے فون پر ہی کلمہ پڑھنے کے لئے اصرار کیا وہ پھلت آکر کلمہ پڑھنے پر اصرار کرتی رہی مگر میں نے بہت اصرار کیا وہ مان گئی اور آج مالیر کوٹلہ سے ایک بہن کا فون آیا کہ وہ عائشہ بہن جن کو کلمہ پڑھوایا گیا تھا ان کا رات میں انتقال ہوگیا، خود مولانا صاحب پر اس کا بڑا اثر تھا مجھ پر بھی بڑا اثر ہوا میں نے مولانا صاحب کی کتاب آپ کی امانت آپ کی سیوا میں پڑھ لی تھی مجھ پر بجلی سے کوندگئی اگر اسلام قبول کرنے سے پہلے مرگیا ہوتا ہو میرا کیا ہوتا؟ اور ان سبھی لوگوں پر غصہ بھی آیا کہ ایک منٹ کے کلمہ پڑھوانے کے کام میں اتنا ڈرتے رہے، میں نے مولانا صاحب سے اس کا اظہار بھی کیا اور کہا کہ اگر اس دوران میری موت آجاتی تو میرا کیا ہوتا؟ مولانا صاحب نے مجھے تسلی دی کہ آپ تو ارادہ اور پکے نیت سے چل رہے تھے تو آپ نے جب ارادہ کرلیا تھا اس وقت سے مسلمان ہوگئے تھے آپ کی موت اگر آتی تو ایمان پر آتی اور مجھے سمجھایا کہ زمانہ خراب ہے بہت سازشیں چل رہی ہیں لوگ دھوکہ دیتے ہیں اس لئے لوگ احتیاط کرتے ہیں اگر آپ ان کی جگہ ہوتے تو آپ ان سے زیادہ احتیاط کرتے میں نے ان سے کہا کہ آپ نے فوراً کلمہ کیوں

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

پڑھوادیا تو کہنے لگے ہم تو دیہاتی گنوار لوگ ہیں، گاؤں کے لوگوں کو اتنا ہوش نہیں ہوتا کہ بہت دور کی سوچیں ہم تو سوچتے ہیں کہ جو ہوگا دیکھا جائیگا آج تو ہم اپنا دل خوش کرلیں کہ ہمارا خونی رشتہ کا ایک بھائی ہمارے سامنے کفروشرک اوراس کے نتیجہ میں دوزخ کی آگ سے بچ کر اسلام اور جنت کے سائے میں آگیا ہے کل کو اللہ مالک ہے سازش ہوگی یا جو ہوگا دیکھا جائے گا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا۔

جواب: مولانا صاحب نے مجھے جماعت میں وقت لگانے کا مشورہ دیا، میں نے کہا آپ جو کہیں میں تیار ہوں تیسرے روز مجھے مولانا صاحب دہلی لے گئے میرے ساتھ دو نومسلم ساتھی اور بھی تھے مولانا صاحب کے بہنوئی ہم تینوں کو مرکز نظام الدین لے گئے اور ایک جماعت میں ہمارا نام لکھوایا جو اگلے روز صبح کو ۱۰ بجے فیروزآباد جانی تھی صبح کو امیر صاحب نے ساتھیوں کو اکٹھا کیا ہمارے ساتھ سہارنپور کے گاؤں کے ایک ساتھی عبداللہ بھی تھے انہوں نے ایک ساتھی سے بتلادیا کہ ہم تینوں نومسلم ہیں، انہوں نے امیر صاحب سے بتادیا امیر صاحب ہمیں میوات کے ایک میاں جی جو جماعتوں کے بھیجنے کے ذمہ دار ہیں انکے پاس لے گئے انہوں نے ہم سے معلوم کیا کہ آپ نے قانونی کاروائی کرالی؟ ہم نے بتایا کہ ہم آکر کرائیں گے، انہوں نے ہمیں جماعت میں جانے سے روک دیا کہ آپ واپس جائیں ہم تینوں ساتھیوں کو بہت تکلیف ہوئی ہم لوگوں نے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئے ہمارے تیسرے ساتھی ذرا غصہ والے تھے بلال بھائی جو آگرہ کے پاس فتح پور کے رہنے والے تھے وہ کہنے لگے کہ اپنے گھر چلو، یوں کب تک دھکے کھاتے رہیں گے؟ میں نے ان سے کہا کہ نہیں یہ شیطان ہمیں اسلام سے محروم

کرنا چاہتا ہے، ہمیں پھلت جانا چاہئے ہم لوگ پھلت پہنچے مولانا صاحب تین روز کے بعد سفر سے لوٹے ہمیں پھلت میں دیکھ کر بہت پریشان ہوئے پوچھا آپ لوگ جماعت سے کیوں آ گئے؟ میں نے سارا واقعہ سنایا اور مجھے بہت رونا آیا ،مولانا صاحب نے پھر مجھے گلے سے لگالیا اور ہم سے کہا کہ آپ نے یہ کیوں بتایا کہ ہم نومسلم ہیں آپ نومسلم کہاں ہے؟ پیارے نبی ﷺ کی بات کو سچا جاننا ہی تو اسلام وایمان ہے ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر پیدا ہونے والا اسلامی فطرت پر یعنی مسلمان پیدا ہوتا ہے، اس کے والدین اسکو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں، تو آپ تو پیدائشی مسلمان ہیں اور بچہ پیدائشی طور پر مسلمان ہوتا ہے تو آپ نو مسلم کہاں ہیں؟ پیدائشی مسلمان نومسلم کہاں ہوتا ہے؟ آپ کچھ روز کے لئے مرتد ہو گئے تھے، ہندو بن گئے تھے، آپ نے ہی غلطی کی کہ اپنے کو نومسلم کہا، آپ دیکھیں گے کہ ہر بچہ کسی بھی مذہب کا ہو اسکو دفنایا جاتا ہے جلایا نہیں جاتا اللہ نے انتظام کیا ہے کہ اس کے مسلمان ہونے کو وجہ سے اسکو دفنایا جاتا ہے آپ کی بہن کے پیٹ سے بھی بچہ کو نکلوا کر جلنے سے بچایا گیا کہ نہیں؟

مولانا نے اس کے بعد مرکز کے لوگوں کی مجبوری سنائی اور کچھ واقعات سنائے کہ کچھ لوگوں نے سازش کر کے جھوٹا اسلام ظاہر کیا اور پھر بعد میں پولیس کچہری ہوتی رہی، اسلئے وہ احتیاط کرنے لگے، ان کو ایسا ہی کرنا چاہئے، ہم لوگ مطمئن ہوئے اور غیر آدمی کی طرف سے اس طرح صفائی اور ہر ایک کو بے قصور وار ٹھہرانے کی بات نے میرے دل میں بہت جگہ بنالی رات کو میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ آپ کے ساتھ دو چار روز رہ کر میں نے یہ محسوس کیا کہ اگر آپ سے کوئی شیطان کی بھی شکایت کرے گا تو آپ اسکو بھی بے قصور اور اس کی مجبوری

ثابت کر دیں گے، مولانا صاحب نے کہا کہ میں نے زندگی میں تجربہ کیا کہ کسی بھی برے سے برے آدمی کی جگہ جب میں اپنے کو کھڑا کرتا ہوں کہ میں ایسے گھرانے میں پیدا ہوتا اور ایسے ماحول میں تربیت پاتا اور میری سوچ اور فکر اس طرح کی نہیں ہوتی تو دشمن سے دشمن آدمی کو بھی معذور پاتا ہوں بلکہ مجھے تو اکثر خیال ہوتا ہے کہ میں اس سے زیادہ برا ہوتا، مولانا صاحب نے کہا کہ یہ بات آپ کی تسلی یا اپنی انکساری کی وجہ سے نہیں کر رہا ہوں بلکہ بہت تجربہ کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں۔

سوال: اس کے بعد پھر کیا ہوا؟ آپ جماعت میں نہیں گئے؟

جواب: اگلے روز بھائی عبدالرشید دوستم کے ساتھ ہم لوگ میرٹھ کچہری گئے تین لوگوں کو ایک ساتھ دیکھ کر منشی سراج صاحب بھی پریشان ہو گئے کہنے لگے حضرت سے کہنا کہ ایک ساتھ اتنے لوگوں کو نہ بھیجا کریں کل دو تین لوگ آئے تھے دو روز پہلے دو آئے تھے بہر حال انہوں نے قانونی کاروائی پوری کی دو روز کے بعد پھر ہم مرکز پہنچ گئے جماعت میں نام لکھوالیا الگ الگ جماعتوں میں نام لکھ دیئے گئے ہم نے کسی کو نہیں بتایا کہ ہم نومسلم ہیں سارا وقت بخیر وعافیت لگا، جماعت سے واپس آئے تو معلوم ہوا کہ بلال کو میاں جی نے پہچان لیا تم تو نومسلم ہو دو چار روز پہلے آئے تھے اس نے کہا نہیں ہم تو پیدائشی مسلمان ہیں، بہت دیر تک بحث ہوئی پھر انہوں نے کاغذات دکھائے اور وہ بھی جماعت میں گئے ہماری جماعت کے امیر صاحب زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے اردو بھی بہت اٹک اٹک کر پڑھتے تھے انہوں نے ہمیں نماز یاد کرا دی ایک نوجوان سے کچھ اردو بھی پڑھ لی مگر یہ میرے اپنے شوق کی وجہ سے ہوا، ہمارا جماعت میں وقت زیادہ اچھا نہیں گزرا، مجھے جماعت میں اس کا احساس ہوا اور روز بروز تقاضا بڑھتا چلا گیا کہ ہم مسلمانوں کو دسترخوان

اسلام پہ آنے والے مہمانوں کے لئے ایک تعلیم وتربیت کا نظام قائم کرنا چاہئے اگر ان نئے مسلموں کی تعلیم وتربیت اور معاشرتی مسائل کے حل کا نظام بنالیا جائے تو خود بخود وہ اپنے خاندانوں کے لئے اسلام کی دعوت کا بہترین ذریعہ ہوں گے پھر ہمیں دعوت کے لئے زیادہ کوشش کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی اسلام ایک روشنی ہے وہ خود اپنے اندر بڑی کشش رکھتی ہے اس سلسلے میں کوئی تربیت کا نظام ہو اس کی بڑی ضرورت ہے جماعت میں بھجوانا اس کا مکمل حل نہیں البتہ کچھ فائدہ تو ہو ہی جاتا ہے۔

سوال: اب آپ کیا کررہے ہیں؟ آپ کی شادی ہوگئی ہے کہ نہیں؟

جواب: میں آج کل پونہ میں رہ رہا ہوں بجنور ضلع کے ایک مولانا صاحب ایک بیکری کا کاروبار کرتے ہیں وہ مجھے مولانا کے حکم سے اپنے ساتھ لے گئے تھے مولانا نسیم ان کا نام ہے ان کی بیکری میں مینجر کی حیثیت سے کام کررہا ہوں الحمدللہ میں نے قرآن بھی پڑھ لیا اور اردو بھی سیکھ لی ہے مولانا صاحب کہتے تھے کہ میری کوئی لڑکی نہیں ہے ورنہ میں تمہاری شادی ان سے کردیتا ہمارے بیکری کے قریب ایک لڑکی کلکتہ کی رہنے والی تھی کپڑے کے شوروم میں استقبالیہ ریسیپشن پر کام کرتی ہے ایک دو بار کپڑا خریدنے گیا بنگالی ہونے کی وجہ خیریت معلوم کی اس کے ماں باپ کا انتقال ہوگیا تھا شادی شدہ بھائیوں میں وہ بالکل داسیوں کی طرح زندگی گزار رہی تھی میں نے مولانا نسیم صاحب سے اس کو ملوایا اور اس کو دعوت دی وہ تیار ہوگئی مولانا نسیم صاحب نے اس کو اپنی بیٹی بنالیا اور میری شادی اس سے کردی الحمدللہ وہ بہت اچھی مسلمان ہے ملازمت چھوڑ دی ہے، مولانا نسیم صاحب کی اہلیہ سے اسلام کی تعلیم حاصل کررہی ہے دو ماہ پہلے میرے ایک لڑکا پیدا ہوا، اس کا نام

میں نے ابوبکر رکھا میرا ارادہ ہے کہ اس کو عالم حافظ بنائیں گے میری اہلیہ بھی جن کا نام فاطمہ ہے اس کے لئے تیار ہے آپ دعا کردیجئے وہ اچھا داعی بنے۔

سوال: الحمدللہ آپ مطمئن ہیں گھر والوں کیلئے بھی آپ نے کچھ سوچا؟

جواب: میرے چھوٹے بھائی جو کاروباری ہیں ان کی شادی ہوگئی ہے وہ آج بھی میرا احترام کرتے ہیں دو چھوٹے بھائی بہن میرے پاس آگئے ہیں بھائی نے انٹر کا امتحان دیا ہے بہن نے گیارہویں کا امتحان دیا ہے الحمدللہ دونوں نے کلمہ پڑھ لیا ہے مجھے امید ہے میرے باقی دونوں بھائی بھی اسلام قبول کرلیں گے وہ مجھ پر بہت اعتماد کرتے ہیں میری والدہ نابینا ہوگئی ہیں وہ ذرا مذہب کے سلسلے میں سخت ہیں مگر وہ مجھے بہت محبت کرتی ہیں۔

سوال: بہت بہت شکریہ بات لمبی ہوگئی آپ سے تو بہت باتیں کرنی چاہئیں مگر خیر آئندہ پھر ایک ملاقات کریں گے دوبارہ آپ ادھر آئے تو میرے فون پر مجھے اطلاع کردیں، بتایئے کہ آپ ارمغان کے واسطے سے مسلمانوں سے یا قارئین ارمغان سے کچھ کہنا چاہیں گے؟

جواب: میں تو اپنی ضرورت ہی پیش کرسکتا ہوں کہ دوسرے مذاہب سے ان اسلام کی طرف آنے والوں کی تربیت اور ان کے معاشرتی مسائل کا نظام بنانا دعوت کی اولین ضرورت ہے اس کے لئے ہمارے بڑوں کو سوچنا چاہئے اور یہ کوئی مشکل کام بھی نہیں ہے بس ایک ٹیم کھڑی ہوجائے جو مدینے کی مواخاۃ سے سبق لے کر بس یہ کام شروع کردے اگر ایک مسلمان، ایک آدمی یا ایک گھرانے کی ذمہ داری لے لے کہ ان کی تربیت کرے گا اور تھوڑی سی رہنمائی اس کے روزگار کے سلسلے میں کرے اور وقتی طور پر کسی کام میں لگا کر بس ضمانت لے لے تو یہ کام آسانی

سے ہوسکتا ہے بڑا سرمایہ اکٹھا کرکے اجتماعی نظام تو واقعی ذرا مشکل ہے مگر یہ دوسرا طریقہ بہت آسان ہے۔

سوال : بہت بہت شکریہ۔ ہمارے لئے دعا کریں۔

جواب : ہمارے لئے بھی دعا کریں۔

حفاظت جس سفینے کی انھیں منظور ہوتی ہے
کنارے پر انھیں خود لا کے طوفاں چھوڑ جاتے ہیں



جناب ڈاکٹر قاسم صاحب (پرمود کیسوانی) سے ایک ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ڈاکٹر محمد قاسم : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : ڈاکٹر صاحب، آپ کا ذکر ابی سے سنتے رہتے تھے اور اپنے دلچسپ دعوتی تجربات کے ذیل میں آپ کا ذکر خیر کرتے رہتے تھے، آپ سے ملاقات کا اشتیاق تھا، آپ سے آج خوب ملاقات ہوگئی۔

جواب : ہاں مجھے بھی مولانا صاحب کی فیملی والوں سے ملاقات کا اشتیاق تھا۔

سوال : شاید آپ کے علم میں تو نہیں ہوگا کہ ہمارے یہاں پھلت سے ایک اردو میگزین ''ارمغان'' کے نام سے نکلتی ہے، تقریباً دو سالوں سے دعوتی کام کرنے والوں کے نفع کیلئے اسلام میں آنے والے نو واردوں کے انٹرویو شائع کئے جارہے ہیں، مجھے خود یہ خیال تھا کہ آپ سے ضرور اس کے لئے انٹرویو لیا جائے۔

جواب : میری باتیں دعوت کا کام کرنے والوں کے لئے کیا سودمند ہوسکتی ہیں، ابھی تو میری اسلام میں ابتدائی زندگی ہے۔

سوال : آپ کی زندگی تو واقعی ہم سب کے لئے قابل رشک ہے پہلے آپ اپنا تعارف کرائیں؟

جواب : میرا پرانا نام پرمود کیسوانی تھا، میں گوہاٹی کا ایستھ گھرانے میں ۱۷ جنوری

۱۹۷۴ء کو شری ہنس راج کیسوانی کے گھر میں پیدا ہوا، ابتدائی تعلیم انگریزی میڈیم اسکول میں ہوئی، پھر گوہاٹی میں کمپیوٹر سائنس سے بی ایس سی کیا، اس کے بعد دہلی سے کمپیوٹر سائنس میں ایم ایس سی میں گولڈ میڈل حاصل کیا اور نیویارک میں کمپیوٹر سافٹ ویئر میں بی ایس ڈی کیا، میرے بڑے بھائی ڈاکٹر ونود کیسوانی بہت اچھے سرجن ہیں، نیویارک میں رہتے ہیں، میرے والد سائنس کے لیکچرر تھے، میرے نیویارک کے قیام کے دوران ان کا انتقال ہوگیا تھا، اب آج کل میں امریکہ کی ایک سافٹ ویر کمپنی کی گڑگاواں برانچ کا ڈائرکٹر ہوں۔

مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت کا کرشمہ دکھا کر اس زمین سے اوپر ایک الگ عالم میں ۶ فروری ۲۰۰۳ کو ہدایت سے نوازا، میں نے ایسی جگہ اسلام قبول کیا کہ شاید پوری دنیا میں بس ہم دو لوگوں کے علاوہ کسی کو وہاں ہدایت نہ ملی ہو۔

سوال: کچھ کچھ تو ہم نے بھی سنا ہے، مگر آپ خود اپنی زبان سے واقعہ سنائیے؟

جواب: بچپن سے ہمارا گھرانہ ہندو مذہبی گھرانہ تھا، پہلے ہمارے دادا اصل میں لکھنؤ کے رہنے والے تھے، وہ ملازمت کے سلسلہ میں گوہاٹی چلے گئے تھے اور وہیں پر مقیم ہوگئے، ہمارے گھرانہ میں اردو خصوصاً لکھنؤ کی تہذیب کا خاصا اثر ایک عرصہ تک گوہاٹی میں رہنے کے باوجود تھا، انگریزی میڈیم اسکول میں پڑھ کر میرا مذہب سے تعلق ذرا کمزور پڑا، پھر دہلی میں کچھ ایسا ماحول ملا کہ وہاں مذہب کی بات کرنا تو گویا دیہاتی اور گنوار یا فنڈا منٹلسٹ (بنیاد پرست) ہونا سمجھا جاتا تھا، سونے پر سہاگا یہ ہوا کہ نیویارک میں ایم ڈی کرنے چلا گیا، وہاں تو مذہب اور خاص کر ہندو مذہب سے آستھا بالکل اٹھ گئی، میرے نیویارک کے قیام کے دوران ۱۱/ستمبر کا واقعہ پیش آیا، اس واقعہ سے ٹی وی، اخبارات اور دوسرے میڈیا

نے مسلمانوں کو دہشت گردی خصوصاً (Islamic terrorism) اسلامی دہشت گردی کا بہت چرچا کیا، میرے ذہن میں اس وقت مسلمانوں کے سلسلہ میں بس اتنی بات تھی کہ مسلمان پرانے زمانے کی داستانوں میں یقین رکھنے والی ایک بے حقیقت اور پسماندہ قوم ہے، مگر ۱۱/ستمبر کے بعد مسلمان کچھ ہیں، کیا ہیں، اسلام کیا ہے، کیوں اس کو ماننے والے اس قدر اس سے تعلق رکھتے ہیں اور اتنی بڑی قربانیاں کیوں دیتے ہیں، خصوصاً مسلمانوں اور اسلام سے دنیا کو کیا کیا خطرہ ہے اور یہ دنیا کے امن کے دشمن کس طرح ہیں؟ اس طرح کے سوال عام طور پر پوری مغربی دنیا خصوصاً امریکہ میں رہنے والوں کے دماغ میں اٹھ رہے تھے ایک زمانہ میں میڈیا سے تعلق رکھنے والا کوئی امریکہ کا آدمی کم از کم کسی داڑھی والے مسلمان سے خوف زدہ ہونے لگا تھا، میرے اسلام قبول کرنے سے چھ روز پہلے میں نیویارک میں تھا، اپنی بھتیجیوں کو ایک پارک میں لے کر گھومنے گیا تو وہاں ایک داڑھی والے مسلمان ملے، تو فوراً بچہ میرے پاس آگیا اور ڈر سے بولا، انکل اسامہ ہے، بچہ کے اس جملہ سے میری ذہنیت اور مغربی دنیا میں رہنے والے ہر آدمی کی کیفیت کو سمجھ سکتے ہیں میں کمپنی کے کام سے ہیڈ آفس گیا تھا، ایرانڈیا سے میرا ٹکٹ تھا، مجھے دبئی سے کچھ آفس کے لئے خریداری کرنی تھی اور ایک کمپنی کی شاخ کو دینا تھا، دوبئی پانچ روز قیام کر کے ۶ جنوری ۲۰۰۳ء کو میں ایرانڈیا کے جہاز پر سوار ہوا، تقریباً آخر تک میرے برابر والی سیٹ خالی رہی، بالکل اخیر میں ۲۰ منٹ پہلے آپ کے ابی میرے برابر والی سیٹ پر آئے، میں نے ان سے ہاتھ ملایا، ان سے تعارف حاصل کیا تو انھوں نے کلیم صدیقی اپنا نام بتایا، ان سے پتہ معلوم کیا تو انھوں نے بتایا کہ دہلی کے پاس رہتا ہوں، میں نے ان کا استقبال کیا اور چھیڑنے اور چٹکی

لینے کے لئے ان سے کہا: وری گڈ، بہت اچھا، میرا نام اسامہ ہے، شاید ان کو میری
بات پر ہنسی نہیں آئی، انھوں نے تعجب سے پوچھا کہ آپ کا نام اسامہ ہے، میں نے
کہا کہ اصل میں چار پانچ روز پہلے نیویارک میں اپنے بھتیجے کو لے کر پارک میں
گھومنے گیا تھا، وہاں ایک ڈاڑھی والے صاحب آگئے تو بچہ ڈر کر بھاگا اور بولا،
انکل اسامہ ہے، مولانا صاحب نے مجھے بعد میں بتایا کہ آپ کا طنز سن کر ذرا سی دیر
کو میرا دل دکھا، مگر میں نے دل میں سوچا کہ تین گھنٹے ساتھ بیٹھنا ہے اگر اللہ نے
لاج رکھی تو آج آپ کا نام اسامہ رکھ کر ہی جہاز سے اتریں گے۔

جہاز کی پرواز کرنے سے پہلے میں نے اپنا تعارف کرایا اور مولانا
صاحب سے تعارف معلوم کیا تو انھوں نے بتایا کہ وہ عجمان (یو اے ای) میں ایک
عربی اور اسلامی سینٹر چلاتے ہیں میں نے ان سے کہا کہ پھر تو آپ مذہب کے
بارے میں خوب جانتے ہوں گے؟ میں بہت زمانے سے کسی مذہب کے جاننے
والے سے باتیں کرنا چاہتا ہوں، اچھا رہے گا، آپ سے باتیں ہو جائیں گی،
مولانا صاحب نے کہا: مذہب تو بڑی چیز ہے اس کے بارے میں سب کچھ جاننا تو
بڑی بات ہے، البتہ جتنا میں جانتا ہوں آپ سے باتیں کر کے خوشی ہوگی۔

جہاز نے پرواز شروع کی اور میں نے باتوں کا سلسلہ جاری رکھا، میں
نے مولانا صاحب سے سوال کیا کہ یہ بتائیے کہ مذہب والے کہتے ہیں کہ اس
سنسار کو بنانے والا اور چلانے والا ایک بھگوان (ایشور) ہے، وہ سنسار کو بنانے والا
ہے وہی سنسار کے سارے کام چلا رہا ہے اب تو سائنس کا زمانہ ہے ہر خیال کو
ترکوں (دلیلوں) پر پرکھا جانا ہے، آپ کے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ وہ مالک
ہے اور سنسار کا بنانے والا ہے؟ مولانا صاحب نے کہا کہ آپ کمپیوٹر سائنس میں

ڈاکٹر ہونے کے باوجود پرانے زمانہ کی ایک جاہل بڑھیا جیسی بات بھی نہیں سمجھتے،
جس سے جب کسی آپ جیسے نے سوال کیا کہ ماں یہ بتا کہ اس سنسار کو بنانیوالا اور
چلانے والا کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ بیٹا اس سارے سنسار کو چلانے والا
صرف اور صرف ایک مالک ہے، سوال کرنے والے نے پوچھا کہ ماں یہ بات
آپ کس طرح کہتی ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میرے چرخہ نے مجھے یہ بات
بتائی ہے، سوال کرنے والے نے معلوم کیا کہ کس طرح؟ اس نے کہا کہ میں دیکھتی
ہوں کہ میں چرخہ چلاتی ہوں تو چلتا ہے اور اگر رک جاتی ہوں تو رک جاتا ہے اور
میں اکیلے چرخہ چلاتی ہوں تو چرخہ بھلی طرح چلتا ہے اور سوت کاتنا ہے اور اگر ایک
چھوٹے بچے نے سوت کی انٹی کو ہاتھ لگایا تو سوت الگ اور سارا نظام درہم برہم
ہو جاتا ہے، اس سے مجھے پتہ لگا کہ جب ایک چھوٹا سا چرخہ بغیر کسی کے چلائے
نہیں چلتا تو یہ کائنات، سورج، چاند، دن رات، گرمی، برسات، سردی کا پورا چرخہ
ضرور کوئی چلانے والا چلا رہا ہے، ضرور اس کا چلانے والا کوئی ہے اور وہ اکیلا ہے،
اس لئے کہ ذرا سی بچی میرے چرخے پر انگلی لگا دے تو سارا سوت کاتنے کا نظام
درہم برہم ہو جاتا ہے، تو اگر ایک کے علاوہ کئی خدا ہوتے تو کائنات کا نظام درہم
برہم ہو جاتا۔

مولانا صاحب نے بتایا کہ قرآن حکیم نے اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ
ایک خدا کے علاوہ کئی خدا ہوتے تو سرشٹی (کائنات) میں جھگڑا اور فساد ہو جاتا لَوْ
كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا (۱۷ارکوع۲) ترجمہ: اگر ان دونوں (زمین
وآسمان) میں اللہ کے علاوہ کوئی معبود ہوتے تو دونوں جھگڑ پڑتے۔

اگر کئی بھگوان ہوتے یا دیوی دیوتاؤں کو کچھ اختیار ہوتا تو روز آسمان

زمین میں فساد رہتا، ایک کہتا کہ اب دن بڑا ہوگا دوسرا کہتا کہ نہیں چھوٹا ہوگا، ایک کہتا سردی ہوگی دوسرا کہتا کہ نہیں گرمی ہوگی، ایک کہتا کہ بارش ہوگی دوسرا کہتا کہ نہیں دھوپ نکلے گی، ایک نے اپنے اپاسک (پوجا کرنے والے) سے کسی چیز کا وعدہ کرلیا تو دوسرا اس کے خلاف کرنے کو کہتا، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ سنسار کا سارا نظام اتنے نظم وضبط کے ساتھ سلیقہ سے چل رہا ہے، یہ پورا نظام یہ بتارہا ہے کہ اس کا بنانے اور چلانے والا صرف اور صرف ایک مالک ہے۔

مولانا صاحب نے کہا کہ اس اکیلے مالک نے ساری دنیا کے سردار انسان کی فطرت اور اس کے نیچر میں یہ خوبی رکھی ہے کہ کسی بنی ہوئی چیز کو دیکھ کر اس کے بنانے والے کو پہچانتا اور اس کی بڑائی کو سمجھتا ہے، آپ دیکھیں جب آپ کوئی اچھا کھانا کھاتے ہیں تو کھانے کے ذائقہ اور اچھائی سے زیادہ آپ کا ذہن اس طرف جاتا ہے کہ یہ کھانا کس نے بنایا؟ کوئی اچھا سلا ہوا کپڑا دیکھتے ہیں تو فوراً آپ کا سوال یہ ہوتا ہے کہ کس نے سیا ہے؟ کوئی اچھی تعمیر دیکھتے ہیں تو فوراً یہ خیال آتا ہے کہ یہ تعمیر کس نے کی؟ غرض کسی مصنوع سے انسان اس کے صانع کو اور مخلوق سے اس کے خالق کو پہچاننے کا فطری جذبہ رکھتا ہے، ایسے بڑے سنسار کی ایسی پیاری پیاری چیزیں، یہ ستاروں سے جگمگ آسمان، یہ چاند اور سورج، یہ دن اور رات، یہ زمین یہ پھل یہ پھول، یہ پہاڑ یہ سمندر، یہ جانور یہ پرندے، یہ پتنگے، یہ سب بتارہے ہیں اور آپ کا اور ہمارا دل ودماغ یہ خود کہہ رہا ہے کہ اس کا بنانے والا کوئی بڑا حکیم اور علیم خدا ہے۔

مولانا صاحب کی اس سادہ مثال میں ایسی بڑی بات سمجھانے سے میں اندر سے بہت متاثر ہوا کہ یہ شخص مذہبی ہے مگر بڑے ترک (دلیل) کے ساتھ

بات کرنے والا ہے، میں نے ان سے دوسرا سوال کیا کہ چلئے یہ بات تو میرا دل اندر سے کہتا ہے کہ سنسار کا کوئی بنانے والا اور چلانے والا ہے، ایشور اور خدا ضرور ہے، مگر یہ بات تو کسی بھی طرح ٹھیک نہیں لگتی ہے کہ گیتا کو مانو، قرآن کو مانو، بائبل کو مانو، اس نے انسان کو بدھی دی ہے، اپنی عقل سے سوچ لے اور مان لے، مولانا صاحب نے کہا کہ واہ جی واہ ڈاکٹر صاحب! آپ بھی خوب آدمی ہیں، واجپئی کو تو مانتے ہیں کہ بھارت کا کوئی چلانے والا ہے مگر بھارت کے سنودھان (آئین) کو نہیں مانتے، جب اس کائنات اور دنیا کا کوئی مالک ہے تو پھر اس کا قانون ہونا بھی ضروری ہے، انسانوں کے لئے زندگی گذارنے کا وہ قانون جو اکیلے مالک نے اپنی طرف سے طے کیا ہے اس کو مذہب کہتے ہیں، اس طرح مذہب کو مانے بغیر مالک اور خدا کو ماننے کا کوئی تصور ہی نہیں۔

مولانا صاحب نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ کے لئے سب سے ضروری بات سمجھنے کی یہ ہے کہ وہ مالک جس نے آپ کو اور سارے انسانوں کو پیدا کیا وہ اس دنیا کا اکیلا مالک اور بادشاہ ہے، جب وہ مالک اکیلا ہے تو وہ سچا قانون اور دین جو اس کی طرف سے بھیجا گیا ہے وہ بھی صرف ایک ہی ہوگا، انسان کو اللہ نے عقل دی ہے یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس اکیلے سچے دھرم کو معلوم کر کے اس کو مانے اور اس اللہ نے اپنی آخری کتاب میں یہ بات صاف بتائی ہے کہ وہ سچا دھرم اور دین صرف اسلام ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَامُ جب سے آدمی پیدا ہوا ہے تب سے آج تک اسلام ہی اکیلا سچا دین ہے، جو انسان اس اکیلے سچے مالک کو اور اس کے بنائے ہوئے سچے دین اسلام کو نہ مانے، وہ اس دنیا میں غدار اور اسے اس سنسار کی کسی بھی چیز سے فائدہ اٹھانے کا اختیار نہیں، اس کو اللہ کی زمین کی

نیشنلٹی ہی نہیں ملے گی اور باغی یا غدار کی سزا پھانسی یا ہمیشہ کی جیل ہے، اس مالک کے یہاں بھی غیر ایمان والے کو ہمیشہ نرک کی جیل ہے اور اس دنیا میں بھی وہ جب چاہے سزا دے سکتا ہے، ورنہ موت کے چیک پوسٹ پر جب اس دیش سے پر لوک کے دیش میں انسان جائے گا تو اللہ کا امیگریشن اسٹاف وہاں سب سے پہلے ایمان ہی کو چیک کرے گا، یہ کہہ کر مولانا صاحب نے میرے ہاتھ پکڑ لئے اور کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ میرے ساتھ سفر کر رہے ہیں، یوں بھی میرا ایمان ہے کہ ہم سب ایک ماں باپ کی اولاد اور خونی رشتہ کے بھائی ہیں اور اب تو آپ میرے ہم سفر ہیں اور ہم سفر کا بڑا حق ہوتا ہے اس لئے آپ سے محبت کی بات کہتا ہوں کہ موت کا کچھ پتہ نہیں کہ کب آجائے اس لئے اس سے اچھا کوئی وقت نہیں ہو سکتا کہ آپ مسلمان ہو جائیے اور کلمہ پڑھ لیجئے۔

میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ آپ کی باتیں تو مجھے بہت لوجک لگ رہی ہیں اور میں ضرور سوچوں گا مگر یہ دھرم بدلنا کوئی مذاق تھوڑی ہے کہ اتنی جلدی فیصلہ کر لیا جائے، مولانا صاحب نے کہا کہ یہ فیصلہ بہت جلدی کرنے کا ہے، ڈاکٹر صاحب آپ مجھے ستائیے نہیں، فوراً کلمہ پڑھ لیجئے۔

میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ آپ مجھے وقت دیجئے، مولانا صاحب نے کہا وقت نکل چکا فوراً کلمہ پڑھئے۔ اس لئے امریکہ کا ایک طیارہ کولمبیا جاتے ہوئے ابھی چار روز پہلے گرا ہے، اگر ہمارا جہاز بھی اترتے ہوئے خدانہ کرے حادثہ کا شکار ہو گیا تو پھر کہاں وقت رہے گا، دیر تک مولانا صاحب مجھے سمجھاتے رہے اور بار بار بیتاب ہو کر کہتے کہ دیر نہ کریں جلدی مسلمان ہو جائیں، نہ جانے آپ کی موت آجائے یا میں مرجاؤں۔

اسلام کے اکیلے سچے مذہب ہونے پر مولانا صاحب نے ہمارے ملک بھارت کے نظام حکومت کی مثال دی اور اب سے پہلے کے سارے وزیر اعظموں کو بھی سچا بتا کر باجپئی جی کے زمانہ کے قانون کو ماننا ضروری بتا کر، میرے دل کو مطمئن کر دیا۔

مرنے کے بعد کے سورگ اور نرک پر جب میں نے شک جتایا کہ مرنے کے بعد کس نے دیکھا ہے آدمی مر گیا گل سڑ گیا؟ تو انھوں نے پہلے تو سچے نبی کی زبان اور سچے قرآن کی بات کہی، پھر ایک مچھلی کا قصہ مثال کے طور پر سنایا، جس سے میرا دل بہت مطمئن ہوا، میرے دل میں اچانک خیال آیا تو میں نے مولانا صاحب سے سوال کیا کہ اچھا یہ بتائیے کہ مسلمانوں کو اپنے دھرم اور مذہب کی باتوں پر جو وشواس اور یقین ہوتا ہے وہ ہم ہندوؤں کو کیوں نہیں ہوتا؟ مولانا صاحب نے جواب دیا کہ یقین اور وشواس انسان کا سچ پر جمتا ہے، جھوٹ پر انسان کے اندر شک رہتا ہے، کیوں کہ قرآن اسلامی اصول، اس کو لانے والے آخری رسول اور ان کی زندگی (اتہاس) کے واسطہ سے ہمارے پاس بہت پکی سند کے ساتھ موجود ہے، اس لئے ہمیں اسلام کی ہر بات پر اندر سے یقین ہوتا ہے، اسلام اور قرآن ایسے سچے نبی کے واسطہ سے ہم تک پہنچا ہے جس کو دشمن بھی **الصادق الامین** (سچا اور ایماندار) کہتے تھے بلکہ اس کا نام ہی سچا اور ایماندار ان لوگوں نے رکھ دیا تھا۔

میرے دل کو یہ بات بہت لگی، بار بار مولانا صاحب مجھ سے اسلام قبول کرنے اور مسلمان ہونے کے لئے کہتے، مگر دھرم بدلنا اتنا آسان کام نہیں تھا، جب وہ بار بار کہتے رہے تو میں جان بچا کر اٹھ کر پیشاب کے بہانے جہاز کے

ٹائلیٹ میں چلا گیا، ٹائلیٹ سے واپس آکر میں سیٹ پر واپس آنے کے بجائے ایک طرف کھڑا ہو کر دیر تک سوچتا رہا، کہ یہ آدمی میرا کوئی رشتہ دار نہیں، اس کو مجھ سے کچھ لالچ نہیں، ایسا پڑھا لکھا اور ترک سے بات کرتا ہے، میں ایک ڈاکٹر تعلیم یافتہ آدمی ہوں، جب میرا دل و دماغ سو فیصد اس کی باتوں سے مطمئن ہے، تو مجھے فیصلہ کرنے میں یہ سوچنا کہ سماج کیا کہے گا جہالت ہے، یہ نیا زمانہ ہے اور ہر آدمی کم از کم مجھ جیسا سائنس میں پی ایچ ڈی کرنے والا تو سو فیصد آزاد ہے اور میں نے فیصلہ کرلیا کہ مجھے اس سچے اور بھلے آدمی کی اس درد بھری پیشکش کو ٹھکرانا نہیں چاہئے۔

مولانا صاحب نے مجھے بتایا کہ دوبئی کے سفر میں وہ بہت دکھی تھے، آپ جب اٹھ کر گئے تو میں نے اپنے مالک سے تڑپ کر دعا کی کہ میرے اللہ! جب آپ ہی دلوں کو پھیرنے والے ہیں، تو ان کا دل اسلام کے لئے کھول دیجئے، آپ کے دل شکستہ بندے کا دل بہت دکھا ہوا ہے میرے اللہ ذرا سا خوش کر دیجئے۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: اس کے بعد کیا ہوتا، فیصلہ اوپر سے ہو چکا تھا، بہت اعتماد اور عزم کے ساتھ میں سیٹ پر پہنچا، مجھے آج بھی اس عزم کا مزہ محسوس ہوتا ہے، جیسے کوئی سپہ سالار ایک دنیا فتح کر کے بیٹھا ہو، میں نے مولانا صاحب سے کہا مجھے مسلمان کر لیجئے، مولانا صاحب نے میرے ہاتھ چوم لئے اور خوشی سے مجھے کلمہ پڑھایا، میرا اسلامی نام محمد قاسم رکھا اور مجھے بتایا کہ یہ اسلام اب آپ کی ملکیت نہیں بلکہ امانت ہے اور آپ قاسم ہیں، ہمارے نبی کا ایک لقب قاسم تھا، اب سب تک پہنچانا ہے،

Page 320

جہاز میں اعلان ہوا کہ اب ہم دہلی پہنچ رہے ہیں، جہاز اترا، ہم دونوں اپنے ملک ایک مذہب کے ساتھ آسمان سے اترے، میں نے اپنے لگیج سے وہ مٹھائی کا ڈبہ نکال کر اور چاکلیٹ اور بسکٹ نکال کر مولانا کو خوشی سے پیش کیا جو میں اپنے خاندانی دھرم گرو کے لئے لے کر آیا تھا اور خوشی خوشی میں گڑگاؤں پہنچا۔

اس کے بعد ایک لطیفہ سناتا ہوں، مولانا صاحب کو پھلت جا کر یہ خیال آیا کہ مجھے پرمود کا نام اسامہ رکھنا تھا، انھوں نے مجھے فون کیا کہ غلطی سے میں نے آپ کا نام محمد قاسم رکھ دیا، آپ نے تو اپنا نام اسامہ رکھا تھا، آپ اپنا نام اسامہ رکھ لیں، میں نے کہا نہیں مولانا صاحب، اسامہ نام رکھ کر لوگ مجھے جینے نہیں دیں گے، حضرت محمد صاحب کا ایک نام قاسم ہے وہ اسامہ سے بہت اچھا ہے، مولانا صاحب نے ہنس کر فون رکھ دیا۔

سوال: آپ نے قاسم نام رکھنے کا کیا حق ادا کیا؟

جواب: میں تو کچھ حق ادا نہیں کر پایا، البتہ میرے اکیلے بھائی امریکہ میں رہتے ہیں بڑے ڈاکٹر ہیں ان کے لئے ہدایت کی دعا کرنی شروع کی تھی، ستمبر میں ان کا خط آیا کہ وہ اپنے نرسنگ ہوم کی ایک نرس سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے ہیں اور انھوں نے اس سے شادی بھی کرلی ہے، یہ ان کی دوسری شادی ہے۔

سوال: آپ کی بھابھی کی طرف سے، مخالفت نہیں ہوئی؟

جواب: فون پر بات ہوتی رہتی ہے شروع شروع میں تو وہ بہت برہم تھیں، ہندوستان واپس آنا چاہ رہی تھیں، مگر اب یہ معلوم ہو کر حیرت ہوئی کہ اس مسلمان نرس کی خدمت اور اخلاق سے متاثر ہو کر وہ بھی مسلمان ہو گئی ہیں۔

سوال: واقعی آپ کی باتیں بڑے مزے کی ہیں، آپ کو اللہ نے زمین اور آسمان کے درمیان ہدایت نصیب فرمائی آپ نے شروع میں بتایا تھا کہ ہم دو آدمیوں کو یہ

سعادت ملی، دوسرا آدمی کون ہے؟

جواب: مولانا نے مجھے بتایا تھا کہ ان کے پیر مولانا علی میاں صاحب نے بھی جہاز میں کسی کو کلمہ پڑھوایا تھا۔

سوال: آپ نے اسلام کے مطالعے کے لئے کیا کیا؟

جواب: میں نے گڑگاؤں میں ایک مولانا صاحب سے رابطہ کیا روزرات کو ایک یا آدھے گھنٹہ کے لئے جاتا ہوں، اللہ کا شکر ہے کہ میں نے قرآن شریف پڑھ لیا ہے، جنازے کی نماز تک پوری نماز یاد ہوگئی ہے اور روزانہ کسی نہ کسی کتاب کو بھی پڑھتا ہوں۔

سوال: آپ کی شادی کا کیا ہوا؟

جواب: اللہ کا شکر ہے میرا رشتہ ایک دیندار مسلم پڑھے لکھے گھرانے میں ممبئی میں ہوگیا ہے۔

سوال: واقعی آپ کا بہت بہت شکریہ! ڈاکٹر صاحب، اخیر میں ارمغان کے واسطہ سے مسلمانوں کے لئے کوئی پیغام؟

جواب: میرا پیغام تو بس یہ ہے کہ اسلام جب ایک سچائی ہے اور یہ سچائی جب سب کے لئے ہے تو اس کو سب تک پہنچنا چاہئے، انسان تو سچائی کے سامنے بے بس ہوتا ہے، اس کی مجبوری ہے کہ وہ سچائی کو قبول کرے۔

سوال: بہت بہت شکریہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جواب: واقعی شکریہ تو آپ کا ہے کہ آپ نے مجھے عزت بخشی۔ وعلیکم السلام

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، مارچ ۲۰۰۵ء

محترمہ خیر النساء صاحبہ ﴿شالنی دیوی﴾ سے ایک ملاقات

احمد اوّاہ : السلام علیکم

خیر النساء : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: آپ کا نام؟

جواب: خیر النساء

سوال: آپ کہاں کی رہنے والی ہیں؟ کچھ اپنا تعارف کرائیں۔

جواب: میں تھانہ بھون کے قریب ایک گاؤں کی رہنے والی ہوں، میرا پرانا نام شالنی دیوی تھا، میرے والد کا نام چودھری بلی سنگھ تھا، میری شادی ہریانہ میں پانی پت ضلع کے ایک قصبہ میں کرپال سنگھ سے ہوئی، اپنے پہلے شوہر کے ساتھ چودہ سال رہی اب سے آٹھ سال پہلے میرے اللہ نے مجھے اسلام کی دولت سے نوازا، اللہ کے شکر سے میرے پانچ بچے ہیں جو میرے ساتھ مسلمان ہیں۔

سوال: اپنے اسلام لانے کے بارے میں کچھ بتائیں؟

جواب: مجھے بچپن ہی سے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی مورتیوں کی پوجا دل کو نہیں بھاتی تھی۔ میں پیڑ پودوں، پھولوں، چاند ستاروں کو دیکھتی تو سوچتی کہ ایسی خوبصورت اور سندر چیزوں کو بنانے والا کیسا سندر ہوگا ہماری سسرال کے گاؤں میں یوپی کے بہت سے مسلمان کپڑے وغیرہ کی تجارت کے لئے آتے تھے، وہ

مجھے ایک مالک کی پوجا اور اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کی باتیں بتاتے ، میرے ساتھ میرے بچے بھی بڑی دلچسپی سے انکی باتوں کو سنتے ، ان کے جانے کے بعد میرے چھوٹے چھوٹے بچے مجھ سے باتیں کرتے کہ ماں ! ہم سب مسلمان ہوتے تو کتنا اچھا ہوتا، کچھ دنوں کے بعد میں نے مسلمان ہونے کا فیصلہ کرلیا اور گنگوہ کے علاقہ کے دومسلمانوں کے ساتھ میں جا کر اپنے بچوں سمیت مسلمان ہوگئی۔

سوال : اسلام لانے کے بعد آپ کے سسرال والوں اور مائیکے والوں کی طرف سے مخالفت نہیں ہوئی ؟

جواب : اسلام کا نام آتے ہی میرے گھر والوں اور سسرال والوں نے قیامت برپا کردی میرے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بے حد ستایا، ہم سبھی کو جان سے مارنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی ، مگر موت وزندگی کا مالک ہماری حفاظت کرتا رہا میرے اللہ پر مجھ کو بھروسہ رہا اور ہر موڑ پر میں مصلےٰ پر جا کر فریاد کرتی رہی اور اللہ نے ہر موڑ پر میری مدد کی۔

سوال : گھر اور سسرال کے لوگوں کی طرف سے آپ کی دشمنی اور اللہ کی مدد کی کچھ باتیں بتائے۔

جواب : میں کس منہ سے اپنے مالک کا شکر ادا کروں ، میرے گھر والوں اور سسرال والوں نے (جو بڑے زمین دار بھی تھے اور بڑے طاقتور بھی) مجھے مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی ، دو چار روز تو وہ سمجھاتے رہے اور جب میں نے ان کو فیصلہ سنایا کہ میں مرتو سکتی ہوں مگر اسلام سے نہیں پھر سکتی تو پھر انھوں نے میرے ساتھ بڑی سختی کی ، مجھے پیڑ سے ٹانگ دیا گیا، دسیوں لوگ مجھے لاٹھی ڈنڈوں سے پیٹتے

تھے، مگر وہ لاٹھیاں نہ جانے کہا لگ رہی تھیں میں اپنے مالک سے فریاد کرتی تھی اور مجھے ایسا لگا کہ مجھے نیند آ گئی یا میں بے ہوش ہوگئی، بعد میں مجھے ہوش آیا و پولیس وہاں موجود تھی اور وہ لوگ بھاگ گئے تھے، مجھے لوگوں نے بتایا کہ اس پٹائی میں اپنی لاٹھی سے میرے چچا اور جیٹھ کے ہاتھ ٹوٹ گئے، وہ میرے بچوں کو مجھ سے چھین کر لے گئے، میرے بڑے بیٹے جس کا نام میں نے عثمان رکھا ہے، اسکو گھر لیجا کر بہت مارا، دو روز کے بعد وہ جان بچا کر گھر سے چلا گیا، تھانہ بھون اپنے ایک مسلمان دوست کے یہاں وہ پھر پکڑا گیا، اسکو مارنے کے لئے بدمعاشوں کے ساتھ میرے گھر والے آ گئے ، تیرہ سال کا بچہ اور آٹھ دس لوگ چھرا چاقو لے کر اسے جان سے مارنے لگے، اس بچے نے چھری چھیننے کی کوشش کی اور جان بچانی چاہی ، نہ جانے کس طرح ان میں سے ایک آدمی کے پیٹ میں وہ چھری گھس گئی اور وہ فوراً مر گیا، اتنے میں ایک بس آ گئی، بس والے نے بس روک دی، سواریاں اتریں تو وہ لوگ سب بھاگ گئے، وہاں ایک لڑکا جس کے سارے جسم پر زخم تھے اور ایک آدمی مرا ہوا پڑا ہوا تھا، پولیس آ گئی اور لڑکے کو جیل بھیج دیا، جیل میں پٹائی ہوتی رہی، لڑکے نے صاف بیان دیا کہ چھری چھینتے ہوئے میرے ہاتھ سے اس کے پیٹ میں گھس گئی لڑکے کو آگرہ جیل میں بھیج دیا گیا، میں راتوں کو مصلیٰ پر پڑی رہتی، میں نے اپنے سہارے کے لئے طالب نام کے ایک آدمی سے نکاح کرلیا، عورتیں مجھے ڈراتیں، مسلمان عورتیں بھی مجھے چڑھاتیں کہ تیرے بچے اب تجھے ملنے والے نہیں اور تیرے بچے کی ضمانت کوئی نہیں کرے گا۔

میرا بچہ عثمان آگرہ جیل میں نماز پڑھتا اور دعا کرتا، ایک دن اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک پردہ آسمان سے آیا اور لوگ کہہ رہے ہیں کہ بی بی فاطمہ

آسمان سے عثمان کی ضمانت کرانے آئی ہیں، ایک ہفتہ کے بعد آگرہ کی ایک بڑی دولت والی عورت نے عثمان کی ضمانت کرائی، وہ مظفرنگر آیا کرتی تھیں، ضمانت ہوگئی تو میں نے دین سیکھنے کے لئے اسکو جماعت میں بھیجدیا میں اپنے چار بچوں کی وجہ سے رویا کرتی اور میرے بچے بھی بہت تڑپتے، میری بڑی بچی چھپ کر نماز پڑھتی، اس کو نماز پڑھتا دیکھ کر میری سسرال والوں نے اس پر مٹی کا تیل ڈال دیا اور آگ جلانی چاہی مگر میرے اللہ نے بچایا چار بار دیا سلائی جلائی مگر ایک بال بھی نہیں جلا، میرے جیٹھ دیوروں نے مشورہ کر کے کھیر پکائی اور کھیر میں زہر ملا دیا، وہ میری دونوں بڑی بچیوں کو کھلائی، مگر کچھ بھی نہ ہوا، میری جٹھانی نے یہ سوچا کہ زہر تھا ہی نہیں، اس نے کھیر چکھی اور فوراً مرگئی۔

میرا بیٹا عثمان جماعت سے آیا، میں اور وہ پانی پت کے پاس سے ایک جگہ جارہے تھے، ہمیں سسرال والوں نے گھیر لیا، گولیاں چلائیں، گولیاں بچ بچ کر نکل جاتی تھیں ۲۳ فائر انھوں نے کئے ۲۳ واں فائر ان میں سے ایک آدمی کے لگا اور وہ مرگیا۔

میں اپنے اللہ سے اپنے بچوں کو مانگا کرتی، میرے اللہ مجھے میرے بچے مل جائیں، ایک روز ایک مولانا غوث علی شاہ مسجد میں آئے، انھوں نے موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا قصہ سنایا کہ اللہ نے فرعون کے گھر سے ان کو ان کی ماں سے کیسے ملوایا، میں گھر گئی اور سجدہ میں پڑ گئی، میرے اللہ جب تو موسیٰ علیہ السلام کو موسیٰ کی ماں کی گود میں پہنچا سکتا ہے تو میرے بچوں کو مجھ سے کیوں نہیں ملا سکتا، میں تجھ پر ایمان لائی ہوں، میں فریاد کرنے کس سے جاؤں، میں تیرے علاوہ کسی سے فریاد نہیں کروں گی، ساری رات سجدہ میں پڑی رہی میری آنکھ لگ گئی، کوئی کہہ رہا ہے

اللہ کی بندی خوش ہوجا، تیرے بچے تیرے ساتھ ہی رہیں گے صبح کو میرا بچہ عثمان پانی پت سے کرنال کے لئے بس اڈے گیا اس نے دیکھا کہ تینوں بہنیں چھوٹے بھائی کے ساتھ بس سے اتریں، وہ موقع دیکھ کر اندازے سے پانی پت آرہی تھیں، چاروں کو لے کر وہ خوشی خوشی گھر آیا، میں پھر ساری رات سجدہ میں پڑی رہی، میرے مالک آپ کتنے اچھے ہیں آپ کتنے پیارے ہیں، اپنی دکھیاری بندی کے بچوں کو خود ہی بھیج دیا، اس کے بعد سے پانچ چھ بار ایسا ہوا کہ میری سسرال کے لوگ مجھے اور میرے بچوں کو تلاش کرتے ہیں، ہم ان کو دیکھ لیتے ہیں، مگر ایسا لگتا ہے کہ وہ اندھے ہوجاتے ہیں، مجھے ہر موڑ پر میرے مالک نے سہارا دیا، میں اس مالک کے کس منہ سے گن گاؤں۔

سوال: آپ نے اپنے بچوں کی تربیت کا کیا انتظام کیا؟

جواب: میرے لڑکے عثمان نے قرآن شریف پڑھ لیا، ہر سال جماعت میں جاتا ہے، اب کام کر رہا ہے، میں دم کر کے بھیج دیتی ہوں اور بے فکر ہوجاتی ہوں کہ حفاظت کرنے والا مالک اس کی حفاظت کرے گا۔

میری دو بڑی لڑکیوں کی شادی اللہ نے کرادی ہے دونوں لڑکے بہت دیندار اور نیک ہیں، میری بچیاں بھی بہت پکی اور نیک مسلمان ہیں، ان کی شادی کے وقت میرا بیٹا آگرہ جیل میں تھا میرے اللہ نے ضمانت کا انتظام کرادیا اور اس نے اپنے بہنوں کو خوشی خوشی رخصت کیا، اب وہ اللہ کے شکر سے بری ہوگیا ہے، چھوٹی بچی اور بچہ مدرسہ میں پڑھ رہا ہے۔

سوال: آپ ماشاء اللہ پردہ میں رہتی ہیں اور نماز کی بھی خوب پابندی کرتی ہیں، آپ کو کیسا لگتا ہے؟

جواب: میں نے ایمان لانے کے بعد قدم قدم پر اپنے مالک کی مدد دیکھی، مجھے نماز میں بہت مزہ آتا ہے، میں نے چھ سال سے تہجد، اشراق، چاشت اور اوابین نہیں چھوڑی، میں نے کیا نہیں چھوڑی، صحیح یہ ہے کہ میرے مالک نے مجھ سے پڑھوائی، مجھے کوئی ضرورت ہوتی ہے تو میں مصلےٰ پر چلی جاتی ہوں اور اپنے مالک سے فریاد کر کے دل کو یقین ہو جاتا ہے کہ اب ضرورت پوری ہو جائے گی اور مشکل حل ہو جائے گی، میں پردہ کو اپنے مالک کا حکم سمجھتی ہوں، مجھے پردہ میں ایسا لگتا ہے کہ میں قلعہ میں آگئی اور میرے مالک مجھے اس قلعہ میں دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں، مجھے تو عجیب سا لگتا ہے، پورے پانی پت میں بہت کم عورتیں پردہ کرتی ہیں نہ کے برابر، پتہ نہیں ہم کیسے مسلمان ہیں، نہ اللہ پر بھروسہ، نہ یقین، میرا تو ایمان ہے کہ اگر اللہ پر یقین اور ایمان کو مسلمان سمجھ جائیں تو چاند ستارے ساتھ چلنے لگیں۔

سوال: آپ کی بیٹیاں بھی پردہ کرتی ہیں؟

جواب: اللہ کا شکر ہے کہ میری بیٹیاں پکا پردہ کرتی ہیں، ان کو دیکھ کر ان کی سسرال میں بھی پکا پردہ ہونے لگا، بھلا ایسے رحیم و کریم نے ہمیں پردہ کا، ہماری شیطان سے حفاظت کے لئے، تحفہ دیا اور ہم اسے دوسرے لوگوں کی طرح قید سمجھنے لگیں، مجھے تو بے پردہ ہندو عورتوں کو بھی دیکھ کر ترس آتا ہے، میں سچ کہتی ہوں، میں نے سنا تھا کہ عورت اپنے اوپر پڑنے والی نگاہوں کو خوب تاڑ لیتی ہے، مجھے تو مسلمان ہونے اور پردہ میں رہنے سے پہلے رشتہ دار اور غیر رشتہ دار ہر مرد کی آنکھوں سے ایسا لگتا تھا کہ یہ کپڑے اتار کر میری عزت لوٹنے والا ہے، مجھے بہت غصہ بھی آتا تھا اور شرم بھی، میرے اللہ نے مجھے ایسا دین دیدیا جس نے مجھے اس عذاب سے بچالیا۔

سوال: مسلمان بھائی بہنوں سے آپ کچھ کہنا چاہیں گی؟

جواب: مجھے صرف دو باتوں کی دھن ہے، ایک تو یہ کہ ہمارے مسلمان بھائی، بہن،، جن کو باپ دادوں سے اسلام مل گیا ہے انھیں اس پیارے دین کی قدر نہیں بلکہ افسوس ہوتا ہے کہ دین کی باتوں کو وہ بوجھ سمجھتے ہیں، جیسے پردہ، نماز وغیرہ کو، وہ اس نعمت کی قدر کریں، اپنے اللہ اور رسول پر یقین کریں اور ایمان کے بعد اس کی مدد کو دیکھیں اور جب وہ ایمان کی اہمیت کو نہیں سمجھتے تو ان کو اس کا درد اور فکر نہیں کہ کوئی ایمان پر مرے یا بغیر ایمان دوزخ میں جائے ہمیں پوری انسانیت کو دوزخ سے بچانے کی فکر کرنی چاہئے۔

سوال: آئندہ آپ کا کیا پروگرام ہے؟

جواب: میرا ارادہ قرآن شریف حفظ کرنے کا ہے، میں نے بات پکی کر رکھی ہے، مجھے پھلت جا کر قرآن پاک حفظ کرنا ہے اور اپنی دونوں بچیوں کو دین کی سپاہی اور دعوت دینے والا بنانا ہے، بڑا بچہ تو کام پر لگ گیا ہے، چھوٹے بچہ کو میں چاہتی ہوں کہ وہ اجمیر والے حضرت کی طرح لاکھوں لوگوں کو مسلمان بنائے میں روزانہ تہجد میں اپنے اللہ سے دعا کرتی ہوں کہ میرے اللہ تو نے بت بنانے والے کے گھر میں ابراہیم کو پیدا کیا، تیرے لئے کیا مشکل ہے؟ چھوٹے بچے کو مجھے عالم، حافظ اور دین کا داعی بنانا ہے، میرے اللہ میری تمنا ضرور پوری کریں گے انھوں نے میرا کوئی سوال آج تک رد نہیں کیا۔

سوال: بہت بہت شکریہ! آپ ہمارے لئے بھی دعا کیجئے۔

جواب: میں کس لائق ہوں آپ بھی میرے لئے دعا کیجئے، اللہ تعالیٰ آپ کو ہمارے نبی احمد ﷺ کا سچا وارث بنائے۔ آمین۔

مستفاد از ماہنامہ ارمغان جون ۲۰۰۳ء

جناب محسن صاحب ﴿رمیش سین﴾ سے ایک ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد محسن : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : محسن صاحب آپ بہت موقع پر تشریف لائے؟

جواب : جی احمد صاحب! بلاشبہ میں بہت موقع سے آیا، فون پر حضرت سے رابطہ ایک ماہ تک کوشش کے بعد نہیں ہوسکا، تو اللہ کے بھروسے چل پڑا کہ جا کر پڑ جاؤں گا کبھی تو ملاقات ہوگی، مگر اللہ کا فضل کہ ٹرین سے اتر کر فوراً خلیل اللہ مسجد پہنچا کہ اگر حضرت ہوں گے تو مسجد میں ضرور مل جائیں گے، اللہ کا شکر ہے کہ ملاقات ہوگئی۔

سوال : آپ اپنے مطلب کی بات کہہ رہے ہیں اور میں اپنے مطلب کی، اصل میں آج بائیس تاریخ ہوگئی ہے اور میں ارمغان کے لئے کوئی انٹرویو نہ لے سکا تھا، دو روز کے اندر رسالہ کو پریس میں جانا ہے میں شام سے سوچ رہا تھا کہ کس کو فون کروں، اچانک ابی نے بتایا کہ ایک بہت اچھے دوست بھائی محسن آئے ہیں ان سے جا کر ارمغان کے لئے انٹرویو لے لو؟

جواب : اچھا اچھا، ہاں! حضرت مجھ سے بھی فرما کر گئے ہیں کہ میں کچھ وقت انتظار کروں، احمد ارمغان کے لئے آپ سے کچھ باتیں معلوم کریں گے۔

سوال : آپ اپنا خاندانی پریچے (تعارف) کرائیے؟

جواب: میں مدھیہ پردیش کے گوالیار ضلع کا رہنے والا ہوں میری پیدائش ایک تاجر گھرانہ میں ۱۹/اپریل ۱۹۶۲ء میں ہوئی میرے والد صاحب کھل چوکر کے تھوک و یاپاری تھے، ان کی زندگی میں کئی اتار چڑھاؤ آئے، کئی بار ان کا کاروبالکل ختم سا ہوگیا، مگر وہ بڑے بہادر اور ہمت والے آدمی تھے، میرے دو چھوٹے بھائی اور ایک بہن ہیں، انٹرمیڈیٹ سائنس سے کرنے کے بعد میں نے بی فارما کیا اور پھر میڈیکل اسٹور میرے والد نے مجھ کرادیا، جھانسی میں ہماری ایک پڑھے لکھے پریوار میں شادی ہوگئی، میری اہلیہ ایم ایس سی کرنے کے بعد بی ایڈ کرکے ایک کالج میں لکچرر ہوگئی تھیں، شادی کے بعد ان کی ملازمت کی وجہ سے بہت مشکل رہی اللہ نے مسئلہ حل کردیا اور ان کا گوالیار میں ٹرانسفر ہوگیا، الحمدللہ ہمارے یہاں دو بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتایئے؟

جواب: میرے پڑوس میں ایک دوکاندار اسپئر پارٹس کی دوکان کرتے تھے، ان کا نام سعید احمد صاحب تھا بڑے اچھے انسان اور مذہبی مسلمان ہیں، ہماری مارکیٹ میں بس وہ اکیلے مسلمان دوکان دار ہیں، مگر مجھ ساری مارکیٹ میں ان سے زیادہ کسی سے مناسبت نہیں تھی، ان کی سسرال بھوپال میں ہے، ان کی سسرال کے لوگ گوالیار آتے تو وہ میرے لئے کچھ نہ کچھ لاتے، ان کی سسرال میں ایک شادی میں ان کی بیوی کے بھائی مجھ کو بہت زور دے کر دعوت دے گئے، بازار کی چھٹی بھی تھی میں نے سعید صاحب کے ساتھ پروگرام بنالیا، بھوپال میں آپ کے والد صاحب حضرت مولانا کلیم صاحب کا پروگرام تھا، سعید صاحب مولانا صاحب سے واقف تھے، ایک اٹارسی کے حاجی صاحب جن کے ہاتھوں پر سیکڑوں لوگ اسلام

کے سایہ میں آئے ہیں انکے واسطہ سے حضرت صاحب سے سعید صاحب واقف ہوئے اور ملنے کے لئے بے تاب تھے، مجھ سے ان کا ذکر کرتے تھے، بار بار پھلت چلنے کے لئے کہتے تھے، شادی چھوڑ کر سعید صاحب نے مولانا صاحب سے ملاقات کے لئے تلاش شروع کی، سچی طلب تھی الحمدللہ ایک انجینیر صاحب کے یہاں صبح کو ملاقات طے ہوگئی وہاں مولانا صاحب کو ناشتہ کے لئے بلایا تھا، بہت سے مولانا لوگ بھی ساتھ تھے سعید صاحب اور میں وہاں پہنچے سعید صاحب نے بتایا کہ یہ رمیش سین صاحب میرے بہت اچھے پڑوسی ہیں بلکہ پڑوسی سے زیادہ بڑے بھائی ہیں، ہم لوگ آپ سے ملنے پھلت آنا چاہتے تھے، ہمارا مقدر کہ گوالیار سے آج ایک شادی میں بھوپال آنا ہوا، آپ کی خبر معلوم ہوئی تو شادی بھول گئے، کل صبح سے تلاش کرتے کرتے آج اللہ نے مراد پوری کی، آپ ان سے کچھ بات کرلیں، مولانا نے بڑی خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ پھلت تو آپ کو آنہ ہی پڑے گا، یہ رمیش صاحب آپ کے تو ہیں ہی ہمارے بھی بھائی ہیں اور خونی رشتہ کے حقیقی بھائی، مجھ سے بولے رمیش صاحب! ہم سب ایک ماتا پتا (ماں باپ) کی اولاد ہیں نا؟ میں نے کہا جی ہاں اس میں کیا شک ہے، تو بولے کہ ایک ماں باپ کی اولاد کو ہی تو خونی رشتہ کا حقیقی بھائی کہا جاتا ہے حضرت صاحب نے مالک مکان انجینئر صاحب سے کسی الگ کمرے میں ملاقات کی خواہش ظاہر کی سب لوگوں نے کہا آپ اسی کمرے میں بات کرلیں ہم لوگ باہر چلے جاتے ہیں، سب لوگ چلے گئے تو مولانا صاحب نے مجھ سے کہا: رمیش سین صاحب! آپ ہمارے خونی رشتہ کے بھائی ہیں اور محبت میں مجھے اچھا ایک آدمی سمجھ کر ملنے کے لئے آئے ہیں، میری ذمہ داری ہے کہ آپ کے لئے جو سب سے زیادہ ضروری اور بھلائی کی

بات ہے آپ سے کہوں اور آپ کے لئے جو بہت خطرہ کی بات ہے اس سے خبردار کروں، دیکھئے جس دیش میں آدمی رہتا ہو، اس کے حاکم کو تسلیم نہ کرے اور نہ مانے اور وہاں کے قانون (سنودھان اور کانسٹی ٹیوشن) کو نہ مانے نہ تسلیم کرے وہ باغی اور غدار ہے، اس لئے کسی دیش کے کسی عہدہ پر پر مقرر کرنے سے پہلے ہر شہری کو دیش کے منشور اور سن ودھان کے پرتی وچن بدھتا اور وفاداری کی شپتھ اور حلف دلایا جاتا ہے، یہ پوری کائنات اور سرشٹی کا اکیلا مالک، بادشاہ وہ اکیلا خدا ہے اور اس کا فائنل اور آخری دستور اور منشور قرآن مجید ہے، جو اس نے اپنے آخری رسول اور انتم سندیشٹا حضرت محمد ﷺ پر بھیجا ہے، انسان کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ وہ ہوش سنبھالنے کے بعد سب سے پہلے غداری سے بچ کر اس اللہ کے اکیلا مالک ہونے اور قرآن کے آخری دستور ہونے کا حلف لے، اس حلف کے بغیر آدمی باغی اور غدار ہے اور اس کو اللہ کی زمین پر چلنے، یہاں کی چیزوں سے فائدہ اٹھانے، یہاں تک کہ اس کی ہوا میں سانس لینے کا حق حاصل نہیں اور اللہ کے باغی کو جو یہ حلف نہ لے اور کلمہ پڑھ کر ایمان نہ لائے غداری اور بغاوت کے جرم میں ہمیشہ ہمیشہ کی نرک میں جلنا پڑے گا، اس لئے رمیش بھائی اس حلف کو کلمہ شہادت کہتے ہیں میں آپ کو پڑھواتا ہوں آپ یہ سوچ کر کہ اپنے سچے مالک کو حاضر وناظر جان کر بغاوت سے توبہ کر کے اس کے اور اس کے قانون قرآن کا پالن کرنے کے لئے یہ حلف لے رہا ہوں سچے دل سے دولائنیں پڑھ لیجئے، یہ کہہ کر مجھے کلمہ شہادت پڑھوایا، میں نے پڑھا، کلمہ پڑھوا کر مولانا نے مجھ سے کہا جو اس کلمہ کو سچے دل سے پڑھ لے اس کو ہی مسلمان کہتے ہیں، اللہ کا شکر ہے آپ مسلمان ہو گئے، اب آپ کو پاک ہونے کے طریقے سیکھنے ہیں، نماز یاد کرنی ہے

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

اور اسلام کو پڑھنا ہے، آپ جب پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ سعید صاحب نے آپ کے ساتھ کیسا بھائی ہونے کا حق ادا کیا اور اصل تو مرنے کے بعد اس نعمت کی قدر معلوم ہوگی۔

ناشتہ کا تقاضا تھا سب لوگوں کو بلوالیا گیا، ناشتہ کے دوران مولانا صاحب نے مجھے کچھ کتابوں کے نام لکھوائے اور اپنی کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' انجینئر صاحب سے منگوا کر دی، یا ہادی یا رحیم اور کچھ اور کلمات پڑھنے کے لئے لکھ کر دیئے، میں نے مولانا صاحب سے عرض کیا کہ جو دولائنیں آپ نے مجھے پڑھائی ہیں وہ بھی کہیں مل جائیں گی، پھر میں نے کہا (اور احمد صاحب یہ بالکل میرے اندر کا عجیب حال تھا کہ) کلمہ شہادت پڑھ کر مجھے بالکل ایسا لگا جیسے کہ میں ایک جال اور بندھن میں بندھا تھا، یہ کلمہ پڑھ کر ہزاروں من بوجھ کے تلے سے، بڑے بندھن اور جال سے میں آزاد ہو گیا اور بالکل ہلکا پھلکا میں اپنے آپ کو محسوس کر رہا ہوں۔

سوال: کیا آپ کا نام ابی نے ہی محمد محسن رکھا ہے؟

جواب: مولانا صاحب نے میرے نام کو بدلنے کے لئے نہیں کہا، البتہ قانونی کاروائی کا طریقہ بتایا، بہت دنوں کے بعد میں اپنی پسند سے محسن انسانیت کتاب پڑھ کر محمد محسن نام رکھنے کی خواہش ظاہر کی تو سعید صاحب نے میرا نام محمد محسن رکھا۔

سوال: کیا یہ حالات آپ نے اپنے گھر والوں سے جا کر فوراً بتائیے؟

جواب: ہم لوگ بھوپال سے گوالیار پہنچے، میرا خیال تھا کہ غداری اور بغاوت سے توبہ کر کے وفاداری کے لئے حلف لینا ہر انسان کی ضرورت ہے، یہ ایک بہت ضروری بلکہ انسان کے لئے سب سے ضروری اور اچھا کام ہے، میں نے جا کر اپنی

بیوی سے بتایا اوران کو بھی کلمہ پڑھنے کے لئے کہا مجھے اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس بات سے اس قدر چڑھ جائیں گی، انھوں نے پورے خاندان والوں کو اکھٹا کرلیا اوراس قدر سخت رخ اختیار کیا جس کا میں تصور بھی نہیں کرسکتا تھا، میں سارے پریوار کے سامنے معافی مانگی اوران سے وعدہ کیا کہ میں اپنے ہندودھرم ہی میں رہوں گا، مگر جب میں اکیلا ہوتا تو ضمیر مجھے کچوکے دیتا، کہ ایک مالک کی کائنات میں باغی اور غدار تو کفروشرک پر اتنے جری اور بہادر اور تو حق پر ہوتے ہوئے اتنا بزدل اور گیدڑ کا گو، اس سے موت اچھی ہے، اندر سے مجھ سے کوئی سوال کرتا کیا اللہ اکیلا اس کائنات کا مالک نہیں؟ کیا قرآن اللہ کا سچا کلام نہیں؟ کیا حضرت محمد ﷺ جیسا کوئی اور ایسا سچا دنیا میں ہوا ہے؟ کیا جنت دوزخ حق نہیں ہے؟ کیا دیوی دیوتا پوجا کے لائق ہیں؟ کیا یہ سب مل کر مکھی بنا سکتے ہیں؟ کیا کفروشرک پر مرکر ہمیشہ کی دوزخ نہیں ہے؟ یہ سوالات میرے اندر ایک آگ سی لگادیتے اور بار بار میرا دل چاہتا تھا کہ سارے کفروشرک کے پرستاروں سے ٹکراجاؤں۔

سوال: اس دوران آپ نے کچھ اسلام پڑھ لیا تھا؟

جواب: روزانہ ایک کتاب میں اسلام جاننے کے لئے پڑھتا تھا اور میری پیاس بھڑکتی جاتی تھی، اس مطالعہ کی روشنی میں میرے اندر یہ سوالات اٹھتے تھے۔

سوال: پھر کیا ہوا؟

جواب: پھر وہی ہوا جو ہونا چاہئے تھا، میرے ایمان نے مجھے ابھارا اور سارے خداؤں کے پرستاروں سے میں نے بغاوت کا اعلان کردیا اور اکیلے خدا کی وفاداری میں آخری سانس تک لڑنے کا میں نے عزم کرلیا، میں نے اپنی بیوی اور اپنے گھر والوں سے کہہ دیا کہ میں مسلمان ہوں، مسلمان رہوں گا اور انشاء اللہ

Page 328

مسلمان مروں گا، میں آپ لوگوں کے دباؤ اور رشتوں کی محبت میں اسلام کے کسی چھوٹے سے چھوٹے حکم سے دست بردار نہیں ہوسکتا۔

سوال: اس پر لوگ برہم نہیں ہوئے؟

جواب: کیوں نہیں ہوئے، خوب ہوئے، روز خاندان کے لوگ اکٹھا ہوتے، مجھے بلاتے، سمجھانے کی کوشش کرتے، برہم ہوتے، شروع شروع میں تو، میں بلانے پر چلا جاتا تھا، بعد میں میں نے پنچایتوں میں جانے سے منع کردیا، گھر والوں نے میرے خلاف اسکیمیں شروع کردیں، میں نے عدالت میں اپنی حفاظت وقبول اسلام کے لئے کارروائی کی، میرے خلاف بہت جھوٹے مقدمے لگائے گئے، چھ بار مجھے زہر دینے کی کوشش کی گئی، کئی لوگوں سے مجھے قتل کرانے کی کوشش کی، مگر میرے اللہ نے مجھے بچایا، فون پر مولانا صاحب سے مشورہ ہوا، مولانا نے کہا اچھا ہے کہ اس طرح کے حالات میں آپ گوالیار چھوڑ دیں، دین کے لئے ہجرت کے بڑے فضائل ہیں، انشاء اللہ آپ کو اجر بھی ملے گا اور راحت بھی، کچھ روز کے لئے میں دہلی آ گیا، دہلی میں وقتی مخالفتوں سے تو راحت ملی مگر بہت سی مشکلات بھی سامنے آئیں، میں جو رقم گوالیار سے لے کر آیا تھا ختم ہوگئی اور کوئی کاروبار لگ نہ سکا، ایک کمپنی میں ایم۔آر کی ملازمت مل گئی تو راحت ہوئی، حضرت کے ایک دوست مجھے راجستھان لے گئے، آج کل راجستھان میں رہ رہا ہوں، الحمدللہ راحت میں ہوں۔

سوال: جس طرح کی مشکلات کا آپ کو سامنا کرنا پڑا اس میں آپ کا حوصلہ نہیں ٹوٹا؟

جواب: بس اللہ کا فضل ہے کہ اس نے سنبھالا، اصل میں گھر والوں اور غیر

مسلموں کی طرف سے جو زیادتیاں ہوئیں ان سے تو بڑا حوصلہ بڑھا اور ہمت نہیں ٹوٹی، مگر زندگی میں چار پانچ بار مجھے پرانے خاندانی مسلمانوں سے ایسی تکلیفیں پہنچیں کہ شیطان نے مجھے بالکل ارتداد میں دھکیل دیا تھا، مگر اللہ کا شکر ہے کہ حضرت مولانا جیسا مومن، اللہ کی رحمت کا فرشتہ بن کر ہمارے لئے کفر کی تباہی سے بچانے کا ذریعہ بن گیا، سچی بات یہ ہے کہ میں ایمان اور اسلام کے اہل ہی نہ تھا، میرے اللہ کا کرم ہے کہ اللہ نے اپنے فضل سے سعید صاحب کو ہدایت کا فرشتہ بنا کر ہمارے پڑوس میں بھیج دیا اور اللہ نے اپنی مرضی سے ہدایت عطا فرمائی، مگر واقعی حالات اتنے سخت سامنے آئے کہ اگر اپنے بل بوتے پر ان سے نمٹنا چاہتا تو چند روز میں اسلام کو چھوڑ دیتا، مگر اللہ کی رحمت تھی کہ سالہا سال جمائے رکھا۔

سوال: کچھ خاص باتیں ان میں سے بتائیں؟

جواب: مولانا احمد صاحب، ایمان جتنا قیمتی ہے اللہ نے جس طرح اپنے فضل سے مجھے دیا ہے، اس کے مقابلے میں وہ مشکلات کچھ بھی نہیں، جب مولانا صاحب نے مجھے کلمہ پڑھوایا تھا تو میں مسلمان ہونے یا دھرم چھوڑنے کی نیت سے تو کلمہ نہیں پڑھ رہا تھا، مگر کلمہ پڑھ کر میں نے جیسا بندھنوں سے اپنے کو آزاد محسوس کیا اس کے لئے اسلام کو میں نے سمجھا، اب اس راہ کی مشکل کو میں بیان کرتا ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ میں اپنے اللہ کی شکایت کر رہا ہوں، اس لئے مجھے ان واقعات کو بیان کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے، جب ہر مشکل سے میرا ایمان اور نکھرا ابھی ہو۔

سوال: پھر بھی ایک آدھ واقعہ سنائیے؟

جواب: بس اس کے لئے مجھے ابھی معاف کریں، وہ حالات بھی نعمت کے طور پر تھے، مگر اب الحمدللہ راحت اور عافیت کی نعمت میں اللہ نے مجھے رکھا ہے، میری بیوی

عائشہ بن کر میرے ساتھ ہیں، میرے دونوں بیٹے محمد حسن محمد حسین اور میری بیٹی فاطمہ، اللہ نے بس میرے لئے خاندان میں سب کو ہدایت دے دی ہے، کیا اس انعام کے بعد ایمان کی راہ کی ان آزمائشوں کا ذکر کرنا، جو ایمان کے مزہ کے لئے عطا کی گئی تھیں کم ظرفی اور ناشکری نہ ہوگی۔

سوال: سنا ہے آپ اس سال عمرہ کے لئے بھی گئے تھے؟

جواب: الحمدللہ ہم دونوں اپنے بچوں کے ساتھ عمرہ کو گئے تھے۔

سوال: وہاں آپ کو کیسا لگا؟

جواب: سچی بات یہ ہے کہ میرے گھر والوں کے لئے اسلام ان کی چاہت وہیں جا کر بنا، ورنہ یہاں تو بس حالات نے انھیں میرے ساتھ آنے پر مجبور کر دیا تھا، عمرے کے بعد الحمدللہ سب کو دین کا شوق ہو گیا ہے۔

سوال: گوالیار میں اپنے خاندان والوں کو ساتھ کچھ آپ کا رابطہ ہے؟

جواب: عمرہ کے بعد کچھ رابطہ شروع کیا ہے، مجھے لگتا ہے کہ حرمین کی دعائیں قبول ہو رہی ہیں، میرے چچازاد بھائی مجھ سے ملنے آنا چاہتے ہیں، میں نے ان کو جولائی میں بلایا ہے، وہ ایک بڑے سرکاری عہدہ پر ہیں، اگر وہ اسلام میں آجاتے ہیں تو سب گھر والوں کو سوچنا پڑے گا، انھوں نے حضرت کی کتاب ''آپ کی امانت'' پڑھی ہے، ''اسلام ایک پریچے'' بھی میں نے ان کو بھیجی ہے۔

سوال: ارمغان کے قارئین کے لئے کوئی پیغام؟

جواب: اسلام دین فطرت ہے، جس طرح پیاسے کو ٹھنڈے پانی کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح اسلام کی انسان کو ضرورت ہے، کسی پیاسے کو جس کی زبان خشک ہو رہی ہو، ہونٹوں پر پیاس کی شدت سے پپڑیاں جم رہی ہوں، آپ ٹھنڈا

پانی ہونٹوں تک لائیں تو وہ دھتکارنے کے بجائے جھپٹ کر لے گا اسی طرح اسلام کو دل کے ہونٹوں تک لگانے کی ضرورت ہے، ساری انسانیت کفر وشرک کے جال اور بوجھ کے تلے دبی ہے، اسلام ان کے لئے آزادی ہے، اس لئے اسلام کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈہ کی پرواہ نہ کرکے یہاں انسانیت تک اسلام کو ہمیں پہنچانے کو کوشش کرنا چاہئے، بس ارمغان کے پڑھنے والوں کے لئے میری یہی درخواست ہے۔

سوال: شکریہ محسن بھائی، میرا خیال تھا کہ آپ ان آزمائشوں کی کہانی سنائیں گے جو راہ وفا میں آپ کو پیش آئی ہیں، مگر خیر کسی اور موقع پر۔

جواب: معاف کیجئے احمد بھائی، سچی بات یہ ہے کہ میں آج جس حال میں ہوں مجھے نہیں لگتا کہ میں نے آزمائشوں سے گذر کر یہ راہ پائی ہے، اب اس کا ذکر مجھے ناشکری سا لگتا ہے، میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس نعمت اسلام کی قدر کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں استقامت بھی عطا فرمائے۔

سوال: دینی تعلیم کے لئے آپ نے کچھ کیا؟

جواب: الحمد للہ پہلے روز سے دین پڑھنا میری پہلی چاہت ہے، الحمد للہ میں نے قرآن مجید پڑھ لیا ہے، اردو خوب پڑھ لیتا ہوں، کچھ لکھ بھی لیتا ہوں، میرے سب گھر والے بھی قرآن مجید پڑھ رہے ہیں، ہم لوگوں نے عزم کیا ہے کہ اول مرحلہ میں اتنا قرآن آجائے کہ ہم اپنے نبی ﷺ کی اتباع میں ایک منزل روزانہ پڑھنے لگیں، میں نے جماعت میں جب سے یہ سنا تھا کہ ہمارے نبی ﷺ کا معمول سات روز میں قرآن مجید ختم کرنے کا تھا میں نے گھر والوں سے یہ عہد لیا کہ قرآن مجید سات یا پانچ روز میں ضرور ختم کیا کریں گے، میرے، بچوں اور بیوی تینوں نے

عزم کیا ہے، مجھے امید ہے اس سال کے آخر تک یا کم از کم جنوری سے ہم لوگ اس لائق ہو جائیں گے کہ ہر ایک، ایک منزل روزانہ تلاوت کرے، الحمد للہ ابھی بھی فجر کے بعد ہم پانچوں پابندی سے تلاوت کرتے ہیں، اس کے بعد کچھ ترجمہ یاد کراتا ہوں۔

سوال: ماشاء اللہ بہت خوب اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے، ابی بتا رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مستجاب الدعوات بنایا ہے، آپ کی دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں، کوئی واقعہ بتائیے؟

جواب: مولوی احمد صاحب میرے اللہ نے ہر مسلمان بلکہ سچی بات یہ ہے کہ سارے انسانوں سے وعدہ کیا ہے: **اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ** مجھ سے دعا مانگو، میں قبول کروں گا، اللہ کا ہر بندہ مستجاب الدعوات ہوتا ہے، بس اس کو کارساز سمجھ کر مانگے، یہ بات الگ ہے کہ کسی کے بارے میں مشہور ہو جاتا ہے، ورنہ میرا خیال ہے کہ دنیا میں کوئی آدمی ایسا نہیں، جس کی دعا اللہ نے قبول نہ کی ہو، میرا تو یقین ہے مانگنے کے طریقے سے مانگے جس طرح دنیا میں فقیر مانگتے ہیں، اس طرح سے بھی مانگے اور آدمی اپنا رب سمجھ کر اڑ جائے کہ آج اپنے اللہ سے سورج مشرق کے بجائے مغرب سے نکلواؤں گا، تو رحمٰن ورحیم اللہ، بندے کے گندے اور محتاجی کے ہاتھوں کی لاج رکھتے ہیں، یہ بات بھی سچ ہے کہ عادت اللہ کے خلاف مانگنا نہیں چاہئے، مگر مجھے اعتماد اتنا ہی ہے، میری بیوی کا مسلمان ہونا اور خود لے کر میرے بچوں کو میرے پاس آجانا، اس عورت کا جو مجھے کئی بار زہر دے چکی ہو اور ایسی مسلمان بن جانا، سورج کے مشرق کے بجائے مغرب سے نکلنے سے کم نہیں ہے، اس گندے نے جب بھی دامن احتیاج پھیلا کر خالی ہاتھ اٹھائے اور میرے اللہ نے جھولی بھر دی۔

سوال: واقعی بات تو یہی ہے، بس مانگنے والے ہی نہیں، آپ نے بتایا کہ خاندانی مسلمانوں سے آپ کو کچھ تکلیفیں پہنچیں وہ کس طرح کی تھیں کہ آپ کو اس درجہ ملال رہا؟

جواب: مولوی احمد، بس ان کا ذکر بھی ایسے کریم آقا کی ناشکری لگتی ہے انسان کم زور ہے زبان سے بات نکل گئی اللہ معاف فرمائے، میرے اللہ کا مجھ پر کرم ہی کرم ہے، ایمان مل جانے کے بعد کہاں کی تکلیف اور کہاں کی آزمائش، بس میرے اللہ مجھے شکر گذار بنادیں، اس کی دعا آپ ضرور کردیں اور کفران نعمت سے بچائیں۔ آمین۔

ایک خوش قسمت نومسلم داعی و عالم دین

مولانا محمد عثمان صاحب قاسمی (سنیل کمار) سے ایک ملاقات

احمد اواہ: السلام علیکم

محمد عثمان: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: قارئین ارمغان کے لئے آنجناب سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جواب: ضرور فرمایئے، میرے لئے سعادت کی بات ہے۔

سوال: آپ ہمارے ارمغان کے قارئین کے لئے اپنا کچھ مختصر تعارف کرائیں۔

جواب: میرا نام محمد عثمان ہے پلول ضلع فرید آباد (ہریانہ) کے قریب ایک گاؤں میں ایک غیر مسلم راجپوت گھرانے میں پیدا ہوا، میرا پہلا نام سنیل کمار تھا میرے والد اپنے گاؤں کے ایک معمولی کسان ہیں، فروری ۱۹۹۲ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی دولت سے نوازا میری عمر اب تقریباً ۲۵ سال ہے، میں نے دینی تعلیم کا آغاز ۱۹۹۲ء میں مدرسہ ہرسولی میں کیا، ناظرہ قرآن پاک کے بعد حفظ شروع کیا، بعد میں دارالعلوم دیوبند میں میں نے حفظ اور عالمیت کی تکمیل کی فالحمد للہ علی ذلک۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے سلسلہ میں کچھ بتایئے؟

جواب: میری زندگی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم ایک نشانی ہے، میرے اللہ نے مجھ گندے کو ہدایت سے نوازنے کے لئے عجیب وغریب حالات اور نشانیاں

دکھائیں، گھریلو حالات کی وجہ سے آٹھویں کلاس کے بعد میں نے تعلیم بند کردی اور کچھ روزگار وغیرہ تلاش کرنا شروع کئے، میری کلاس کا ایک میواتی لڑکا عبدالحمید میرا دوست تھا جو قصبہ ہتھین کے پاس کا رہنے والا تھا، ہم دونوں میں بے انتہا محبت اور دوستی تھی، عبدالحمید بھی گھریلو حالات کی وجہ سے پلول میں کار مکینک کا کام سیکھنے لگا اور کچھ دن کے بعد میں بھی اس کے ساتھ ورکشاپ جانے لگا، عبدالحمید کے والد میاں جی تھے اور وہ ہتھین کے قریب ایک گاؤں میں جمعیت شاہ ولی اللہ کی طرف سے امام تھے۔

اس گاؤں کے پسماندہ مسلمان ۱۹۴۷ء میں اور اس سے پہلے مرتد ہوگئے تھے، یہ وہ علاقہ ہے جہاں حضرت تھانویؒ نے اپنے چند خدام کو دعوت کے کام کے لئے لگایا تھا اور یہاں کام کرنے والوں کے لئے بڑی دعائیں بلکہ بعض بشارتیں بھی سنائی تھیں، اس گاؤں میں کوئی مسجد نہیں تھی، ایک مزار تھا اس مزار کی یہ خصوصیت پورے علاقہ میں مشہور تھی کہ اس پر کبھی کسی نے کوئی تنکا بھی پڑا ہوا نہیں دیکھا ہر وقت انتہائی صاف رہتا ہے، اوپر طاقوں میں کبوتر بھی رہتے ہیں مگر وہ بھی بیٹ نہیں کرتے اسی مزار کے ایک حصہ میں وہ میاں جی صاحب رہتے تھے بستی کے لوگ ان کو کھانا بھی نہیں دیتے تھے، وہ اکیلے اذان دیتے اور نماز پڑھتے کچھ بچے کبھی کبھی ان کے پاس آجاتے تھے، وہ ان کو کلمہ یاد کراتے وہاں کے مرتد ہوچکے مسلمان بھینسا بوگی سے بھاڑے کا کام کرتے تھے، یہاں ایک مٹی کا بڑا اونچا ٹیلہ تھا یہ سب لوگ وہاں سے مٹی اٹھاتے اور لوگوں کے یہاں ڈالتے، ایک روز دو لوگ یہاں مٹی سے کاٹ رہے تھے اچانک انھوں نے دیکھا کہ وہاں ایک خالی کھوہ میں سفید کپڑا دکھائی دیا، انھوں نے اور آگے سے مٹی ہٹائی تو معلوم ہوا کہ وہ ایک

لاش ہے، یہ لوگ ڈرے اور میاں جی کو بلایا اور کہنے لگے کہ یہ کوئی جن یا پریت ہے، میاں جی آئے انھوں نے دیکھا کہ ایک بزرگ سفید ریش کی میت ہے اور اس طرح پڑی ہے جیسے آج ہی انتقال ہوا ہو، انھوں نے لوگوں سے بتایا کہ یہ کسی اللہ والے مومن کی میت ہے اللہ کے نیک بندوں کی یہی شان ہوتی ہے کہ مرنے کے بعد ان کو دلہن کی طرح سلا دیا جاتا ہے اور مٹی بھی ان کی حفاظت کرتی ہے، اس واقعہ سے گاؤں والوں پر بڑا اثر ہوا اور ان میں سے خاصے لوگ ارتداد سے توبہ کرکے مسلمان ہوگئے، اپنے بچوں کو بھی میاں جی کے پاس پڑھنے بھیج دیا اور مسجد کے لئے جگہ دی، جو اللہ نے بنوا بھی دی، ایک روز عبدالحمید صاحب اپنے والد کے پاس اس گاؤں میں گئے میں بھی ان کے ساتھ چلا گیا میاں جی کے کھانے کا انتظام کرایا، اتفاق سے پلیٹ ایک ہی تھی، کھانے سے پہلے میاں جی صاحب نے کہا تم ذرا ٹھہرو، میں گاؤں سے دوسری پلیٹ لے آؤں، ہم دونوں نے کہا کہ الگ پلیٹ لانے کی ضرورت نہیں ہم دونوں ایک پلیٹ میں ہی کھاتے ہیں، یہ کہہ کر ہم دونوں کھانا کھانے لگے، میاں جی نے عبدالحمید سے کہا کہ بیٹا جب تم دونوں میں اتنی محبت اور دوستی ہے تو اپنے دوست کو مسلمان کیوں نہیں بنالیتا، یہ کیسی محبت ہے، یہ ہندو مر گیا تو کیا ہوگا؟ یہ کیسی دوستی ہے کہ ایک ہندو ایک مسلمان، کھانے کے بعد عبدالحمید اور ان کے والد نے مجھ سے کلمہ پڑھنے اور مسلمان ہونے کے لئے بہت خوشامد کی اور اصرار کیا، کئی بار رونے بھی لگ گئے، میں نے ان سے کہا کہ آپ اسلام کا کوئی منتر (کلمہ) مجھے بتایئے میں اس منتر کو پڑھوں گا، اگر میں نے کوئی چمتکار (کرشمہ) دیکھا تو میں مسلمان ہوجاؤں گا، میاں جی کو جماعت والوں نے ایک دعا یاد کرائی تھی وہ انھوں نے مجھے یاد کرائی، اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ ترجمہ:

'اے اللہ مجھے دوزخ سے پناہ دیجئے' اور کہا کہ چلتے پھرتے پڑھا کروں۔

میں نے ان سے کہا کہ اس کا مطبل (مطلب) مجھے بتاؤ، انھوں کہا مطلب تو مجھے بھی معلوم نہیں کل ہتھین مفتی رشید صاحب کے پاس جاؤں گا، ان سے معلوم کر کے بتاؤں گا، اگلے روز وہ ہتھین گئے میں بھی دوسرے دن شام کو ہتھین گیا میں بھی ان سے مطلب معلوم کرنے پہنچا، انھوں نے بتایا کہ اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! اے میرے مالک! مجھے دوزخ (نرک) کی آگ سے بچا، میں نے سوال کیا کہ نرک کی آگ سے بچانے کا کیا مطلب ہے انھوں نے بتایا کہ جو آدمی مسلمان ہوئے بغیر اور ایمان کے بنا مر جائے، وہ ہمیشہ نرک کی آگ میں جلے گا اور جو ایمان پر مرے گا وہ جنت میں جائے گا، میں نے کہا کہ کیا واقعی یہ بات سچی ہے، انھوں نے کہا کہ یہ بالکل سچی ہے، مجھے بہت دکھ ہوا اور میں نے عبدالحمید سے کہا کہ تو میرا کیسا دوست ہے اگر میں اسی طرح مر جاتا تو ہلاک ہو جاتا ، تو نے کبھی مجھ سے نہیں کہا، میاں جی نے کہا واقعی بیٹا تم صحیح کہتے ہو، عبدالحمید کو تمہارے ایمان کی بہت فکر کرنی چاہئے تھی، بیٹا اب جلدی کلمہ پڑھ لو، میں تیار ہو گیا وہ مجھے لیکر اگلے روز ہتھین مدرسہ گئے مفتی صاحب نے مجھے کلمہ پڑھایا اور میرا نام محمد عثمان رکھ دیا، الحمد للہ علیٰ ذالک

سوال : اس کے بعد آپ نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا یا گھر والوں سے چھپائے رکھا؟

جواب : اس کے بعد کا ہی حال سننے کا ہے، تیسرے روز مجھے مفتی صاحب نے قانونی کاروئی کے لئے ایک صاحب کے ساتھ فرید آباد بھیج دیا، میں نے فرید آباد ضلع جج کے سامنے بیان حلفی دے دئے، ضلع جج متعصب قسم کے آدمی تھے انھوں

نے نابالغ کہہ کر مقامی تھانہ انچارج کے حوالہ کرنے اور تحقیقات کا حکم جاری کر دیا، ہتھین تھانہ کے انچارج جناب اومیش شرما تھے وہ کسی ضروری تفتیش کے لئے جا رہے تھے انھوں نے انسپکٹر بلبیر سنگھ کو میرا کیس سونپا اور چلے گئے، بلبیر سنگھ بہت ظالم اور متعصب تھے، انھوں نے مجھے بہت دھمکایا اور بے دردی سے پہلے ہاتھوں سے مار لگائی اور جب میں نے ایمان سے پھرنے سے انکار کیا تو ڈنڈے سے بے تحاشا مارا، جگہ جگہ میرے خون بہنے لگا، میں ہر وقت اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّار پڑھتا تھا مار کھاتے وقت کبھی کبھی زور سے یہ دعا نکل گئی، اس نے کہا یہ کیا پڑھتا ہے اور گالیاں دیں، میں نے دعوت کی نیت سے اسے اس دعا کا مطلب بتایا ، اس کو اور بھی غصہ آیا، اس نے دو سپاہیوں کو کہا کہ لوہار کی بھٹی پر جا کر لوہے کے سریے گرم کرو اور لال کر کے لنگا کر کے اسکو داغ دو، ہم دیکھیں گے کہ یہ آگ سے کیسے بچے گا اور جب تک یہ اپنے دھرم میں واپس آنے کو نہ کہے اس وقت تک اسکو نہ چھوڑنا، وہ سپاہی پاس میں لوہار کی بھٹی پر گئے اور چار لوہے کے سریے گرم کر کے بالکل آگ کی طرح لال کر کے مجھے لے کر تھانہ میں لائے، میرے اللہ کا کرم ہے دعا پڑھتا رہا، انھوں نے میری شرٹ اتاری اور میری کمر پر سریوں سے داغ دینا چاہا مگر اللہ کا فضل کہ مجھے ذرا بھی اثر نہیں ہوا، وہ سپاہی حیرت میں آ گئے اور انسپکٹر بلبیر سے کہا اس وقت تک سریوں کی لالی ختم ہو گئی تھی، جب اس نے دیکھا کہ میری کمر پر کوئی اثر نہیں ہوا، تو اس نے غصہ میں سپاہیوں کو گالی دیتے ہوئے کہا کہ تم سریے گرم کر کے نہیں لائے ہو یہ کہہ کے ایک سریہ اٹھایا، اس کا ہاتھ بری طرح جل گیا، وہ تکلیف کے مارے بے تاب ہو گیا ور دو سپاہیوں کو کہا اسکو سامنے بھگا کر گولی مار دو ورنہ یہ بہت سارے لوگوں کے دھرم بھرشٹ کر دے گا، میں ڈاکٹر کے

پاس جاتا ہوں انسپکٹر چلا گیا، وہ دونوں سپاہی مجھے زور دیتے رہے کہ میں دوڑوں، میں کہا میں چور نہیں ہوں مجھے گولی مارنی ہو تو سامنے سے ماردو، یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ تھانہ انچارج جناب اومیش شرما آ گئے انھوں نے سارا ماجرا سنا، پولیس والوں کو دھمکایا کہ اس کا وشواس (یقین) ایسا پکّا ہے کہ تم گولی بھی ماردو گے تو اس کو نہیں لگے گی، اس نے مجھے کھانا کھلایا اور پھر ایک چارج شیٹ لگا کر رہتک جیل چالان کر دیا اور مجھ سے کہا کہ بیٹا تیرے لئے اسی میں بھلائی ہے کہ میں تجھے جیل بھیج دوں ورنہ تجھے کوئی ماردے گا، اللہ کا کرم میری اس مصیبت سے جان چھوٹی اور اللہ کی رحمت پر میرا یقین اور مضبوط ہو گیا۔

Page 334

سوال: سنا تھا کسی کوتوال نے آپ کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا، اس کا کیا واقعہ ہے؟

جواب: میں آگے سناتا ہوں، یہ تھانہ انچارج کوتوال اومیش شرما جی بہت ہی اچھے آدمی تھے، تیسرے روز رہتک جیل آئے اور مجھ سے میرے اسلام قبول کرنے اور آگ کا اثر نہ کرنے کا پورا ماجرا سنا اور اس کی تحقیق کی کہ واقعی تجھ پر ان گرم سریوں کا کوئی اثر نہیں ہوا، میں نے کہا آپ میرے خیر خواہ (ساؤ) ہیں آپ سے سچ نہ بتاؤں گا تو کس سے بتاؤں گا۔

جب ان کو یقین ہو گیا کہ اللہ نے مجھے آگ سے بچایا تو وہ اور متاثر ہوئے، میری ضمانت کرائی فائنل رپورٹ لگائی، مجھے جیل سے چھڑایا اور مجھ سے کہا کہ مجھے بھی ان مولانا صاحب سے ملاؤ جنھوں نے تمہیں مسلمان کیا ہے، ہتھین آ کر مفتی رشید احمد صاحب سے ملے اور کچھ دیر اسلام کی باتیں معلوم کیں اور وہیں مسلمان ہو گئے مفتی صاحب نے ان کو اسلام کو ظاہر نہ کرنے کا مشورہ دیا، کچھ زمانہ

کے بعد بابری مسجد شہید ہو گئی، پورے میوات میں فسادات ہوئے ہتھین کا علاقہ ہمیشہ فسادات کا گڑھ رہتا تھا مگر کوتوال شرما جی (جواب عبداللہ ہیں) کی وجہ سے اس علاقہ میں مسلمانوں پر کوئی ظلم نہیں ہوا اور انھوں نے مسلمانوں کی بڑی مدد کی۔

سوال: آج کل آپ کا کیا مشغلہ ہے؟

جواب: میں آج کل الور ضلع میں جمعیت شاہ ولی اللہ کے تحت دعوتی کام کر رہا ہوں، وہاں پر ایک ادارہ کی ذمہ داری میرے سپرد ہے، حضرت مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی کے واسطہ ہی سے ہرسولی مدرسہ میں مرا داخلہ ہو گیا تھا میں نے ان کی ہی نگرانی میں زندگی گزارنے کا عزم کیا ہے۔

سوال: قارئین ارمغان کے لئے آپ کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: قارئین ارمغان کے لئے میری ایک گذارش ہے کہ ارمغان ایک تحریک ہے جس کا مقصد ملت اسلامیہ کے ہر فرد کو اپنے دعوتی مقصد کے لئے کھڑا کرنا اور عملی میدان میں اتار کر ہم جیسے کفر اور شرک زدہ لوگوں کی فکر کرنا ہے، صرف تائید یا تصویب کر کے یا واہ واہ کر کے گھر بیٹھے رہنے کی ہمیشہ اصحاب ارمغان نے مذمت کی ہے، قارئین کو ارمغان کے قاری کی حیثیت سے اس نسبت کی لاج رکھنی چاہئے اور زندگی میں لوگوں کو تو کفر سے نکالنے کی عملی کوشش ضرور کرنی چاہئے

دوسری ضروری درخواست یہ ہے کہ میرے گھر والوں اور اہل خاندان کی ہدایت کے لئے دعا کریں اور اس کی دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی نبی کے درد کا کچھ حصہ نصیب فرمادیں۔ آمین

سوال: بہت بہت شکریہ۔ فی امان اللہ۔

جواب: آپ کا بہت بہت شکریہ، مجھ کو تحدیثِ نعمت کا موقع عطا فرمایا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان جولائی ۲۰۰۳ء

جناب بلال صاحب (ہیر العل) سے ایک ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بلال احمد : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: بلال بھائی آپ سے ارمغان کے قارئین کے لئے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جواب: احمد بھائی ضرور کیجئے میرے لئے خوشی کی بات ہے۔

سوال: آپ اپنا تعارف کرائیے۔

جواب: میری پیدائش ضلع اعظم گڑھ کے بوے گاؤں میں ہوئی، میرا پرانا نام ہیر العل تھا میرے والد بابو نندن بھار دواج جی ایک بہت مذہبی ہندو ہیں میرے سات بھائی ہیں میرے خاندان اور گاؤں کے بہت سے لوگ دہلی میں بلڈنگ پینٹنگ کا کام کرتے ہیں میرے والد صاحب دہلی میں پان بیڑی سگریٹ کی دکان کرتے ہیں،

سوال: اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بتائیے؟

جواب: اب سے تقریباً سات سال قبل جب میری عمر بارہ سال کی تھی میں اپنے والد صاحب کے ساتھ پان کی دکان پر تیمور نگر دہلی میں بیٹھتا تھا ہماری دکان کے اوپر ایک بلڈنگ میں ابا جی ابو فیاض صاحب کڑھائی وغیرہ کا کارخانہ چلاتے تھے، ہمارے والد صاحب نے رات کو قیام کے لئے کارخانہ میں ہی ان سے کہا انھوں نے منظور کر لیا میں رات کو کارخانہ کے کاریگروں کے ساتھ سویا کرتا تھا رات کو



روزانہ ابا جی سارے کاریگروں کو بٹھا کر فضائل اعمال کی تعلیم کرتے تھے میں بھی سنتا تھا مجھے یہ باتیں بہت اچھی لگتی تھیں، میں جلدی رات کو جا کر تعلیم کا انتظار کرتا تھا اور اگر ابا جی ناغہ کرنا چاہتے تو میں ان سے تھوڑی دیر تعلیم کرنے کے لئے کہتا، یہ لوگ نماز پڑھنے جاتے تو میں بھی ان کے ساتھ جا کر کبھی کبھی مسجد کے باہر کھڑا دیکھا کرتا، مجھے نماز پڑھتے ہوئے لوگ بہت اچھے لگتے، ایک رات کو میں نے ابا جی ابوفیاض سے پوچھا؟ ابا جی کیا میں مسلمان ہوسکتا ہوں؟ انھوں نے بڑے پیار سے کہا بیٹا ضرور اور اگر تم مسلمان نہیں بنو گے تو پھر دوزخ کی آگ میں ہمیشہ جلو گے، میں نے کہا تو پھر آپ مجھے مسلمان کرلو، انھوں نے مجھے کلمہ پڑھوایا میرا نام میرے کالے رنگ کی وجہ سے بلال احمد رکھا اور بتایا کہ بلال ہمارے نبی کے اذان دینے والے مؤذن تھے، انھوں نے ایمان کے لئے بڑی قربانیاں دیں، میں بٹلہ ہاؤس میں مسجد میں نماز پڑھنے جاتا، ابا جی نے مجھے نماز پڑھنے جانے سے منع کیا کہ مجھے نماز پڑھتا دیکھ میرے گھر والے مجھے ماریں گے میں نے ابا جی سے کہا کہ ایک بار آپ نماز کو جارہے تھے تو میں نے آپ سے سوال کیا تھا کہ ابا جی آپ ایک ٹائم کی نماز بھی نہیں چھوڑتے آپ نے یہ کہا تھا کہ جو ایک وقت کی نماز چھوڑے وہ اسلام سے نکل جاتا ہے، تو کیا میں دو نمبر کا مسلمان ہوا ہوں اگر میں دو نمبر کا مسلمان ہوا ہوں تو ایسا مسلمان بننے سے کیا فائدہ؟ آپ مجھے ایک نمبر کا مسلمان کریں اور اگر ایک نمبر کا مسلمان میں بھی ہوں تو بے نماز کے تو مسلمان اسلام سے نکل جاتا ہے، ابا جی نے جواب دیا کہ بات تو سچی یہی ہے کہ نماز کے بغیر کچھ مسلمانی نہیں مگر تم ابھی چھوٹے ہو اور گھر والوں کا ڈر ہے اس لئے میں تم سے کہتا تھا ، میں نے کہا ابا جی اللہ کا ڈر زیادہ ہونا چاہئے یا ماں باپ کا؟ میری بات سن کر انھوں

نے کہ اچھا بیٹا تم چھپ کر نماز کیلئے چلے جایا کرو، رمضان کا مہینہ آیا، میں مسجد میں نماز پڑھنے جایا کرتا، شاید میرے گھر والوں نے مجھے کبھی مسجد جاتے دیکھ بھی لیا، میں روزہ بھی رکھ رہا تھا، گھر والے دن میں کھانے کو کہتے میں بہانہ کر دیتا، اس سے بھی ان کو شک ہوگیا، ایک روز جمعہ کی نماز پڑھ کر ٹوپی اوڑھے ذاکر باغ کی مسجد سے آرہا تھا میرے والد نے دیکھ لیا مجھے پکڑ لیا مجھ سے پوچھا تو مسجد میں کیا کرنے گیا تھا، مجھے سے نہ رہا گیا میں نے کہہ دیا کہ اب میں مسلمان ہوگیا ہوں میں جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے گیا تھا، وہ مجھے بہت برا بھلا کہنے لگے پکڑ کر کمرے میں لے گئے اور وہاں میرے بھائی اور خاندان کے لوگ جمع تھے، وہ دوپہر کا کھانا کھانے کے لئے آئے تھے، مجھے الگ الگ سمجھاتے رہے مگر میں کہتا رہا کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں اب مجھے واپس کوئی ہندو نہیں کرسکتا، میرے بڑے بھائی نے میری پٹائی شروع کی چاٹے گھونسے بے تحاشہ مارے میں نے صاف کہہ دیا کہ یہ بات دماغ سے نکال دو کہ اب آپ مجھے ہندو بنا سکتے ہو، اگر تمہیں کامیابی چاہئے اور مرنے کے بعد کی آگ سے بچنا چاہتے ہو تو مسلمان ہو جاؤ اور کلمہ پڑھو وہ مجھے مارتے اور میں ان کو کلمہ پڑھنے کو کہتا اس سے دوسرے لوگوں کو بھی غصہ آیا، پٹّھیوں اور ڈنڈوں سے مارنا شروع کیا میرے سر سے اور جسم سے خون بہنے لگا، میں نے جوش میں آکر کہا کہ میری آخری بات سن لو اس کے بعد چاہے جو کرنا، میں نے اپنے پاؤں کی انگلی کی طرف اشارہ کرنا شروع کیا تم مجھے یہاں سے کاٹنا شروع کر دو اور اوپر تک میرے ٹکڑے کرنے شروع کر دو جب تک میرے گلے اور زبان میں جان رہے گی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا رہوں گا، اب تمہاری مرضی ہے جو چاہے کرو، ان لوگوں نے اس درجہ میرا ارادہ مضبوط دیکھ کر مجھے چھوڑ دیا، میں رات کو موقع پا کر

وہاں سے بھاگ آیا، دو روز تک وہ مجھے تلاش کرتے رہے، تیسرے روز ابا جی ابو فیاض پر دباؤ دینے لگے کہ تم نے ہمارے لڑکے پر جادو کرادیا وہ لڑکا تمہارے پاس ہے، اگر لڑکا کل تک ہمارے پاس نہیں آیا تو پولیس میں تمہاری رپورٹ کر دیں گے ، ابا جی نے ان کو بہت سمجھایا کہ بھلائی کا بدلہ تمہارے یہاں یہی ہے، تمہارے بچوں کو بغیر کرایہ اتنے روز رکھا اس کا بدلہ یہ ہے؟ مگر وہ نہ مانے، ابا جی کو فکر ہوئی میں دہلی ہی میں تھا مجھے پتہ لگ گیا کہ گھر والے ابا جی کو پریشان کر رہے ہیں میں خود کارخانے گیا اور ان سے کہا آپ میرے ہاتھ پکڑ کر میرے پتا جی کو سونپ آیئے اور ان سے کہہ دیجئے کہ آپ کا بچہ یہ ہے، اب آئندہ میں ذمہ دار نہیں، ابا جی نے کہا تمہیں جان سے مار دیں گے میں نے کہا کہ وہ مجھے کچھ نہیں کہیں گے وہ میرا ہاتھ پکڑ کر میرے پتا جی کے پاس لے گئے اور ان سے کہا کہ یہ لڑکا اللہ کا شکر ہے خود آ گیا مجھے تو اس کی کچھ خبر نہیں تھی مگر اب اس کو پکڑو اور اب آئندہ ہم ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

سوال: اس بعد کیا ہوا؟

جواب: اس کے بعد میرے گھر والے مجھے میرے گاؤں اعظم گڑھ لے گئے ، بہت سے سیانوں اور جھاڑ پھونک کرنے والوں کو دکھایا وہ سمجھ رہے تھے کہ مجھ پر جادو کرایا گیا ہے بہت اتار کروایا، میں گھر میں چھپ کر نماز پڑھتا رہا کچھ روز تو مجھے بند رکھا مگر میرے گاؤں کے ایک مسلمان بھائی نے مجھے سمجھایا کہ تمہیں یہاں سے نکلنے کے لئے اپنا رویہ ڈھیلا رکھنا چاہیے میں نے اپنے رویہ میں ذرا نرمی برتی گھر والوں نے سوچا کہ جادو اتروانے سے اب اثر کم ہو رہا ہے، میری ماں اپنے مائکہ جا رہی تھیں، وہ مجھے اپنے ساتھ لے گئیں کہ ماحول بدل جائے گا وہاں ہمارے

نانیہال کے پڑوس میں ایک بڑے سمجھدار مسلمان رہتے تھے میری والدہ مجھے ان کے پاس لے گئیں، کہ اس کو سمجھاؤ ہمارا جینا دوبھر کر رکھا ہے، انھوں نے میرے ماں کو بہت تسلی دی اور سمجھایا کہ تم اس کو اپنی اجازت سے جانے دو، یہ لڑکا ہرگز آپ کے یہاں رہنے والا نہیں اور اس نے بہت اچھا فیصلہ کیا مالک کی خاص مہربانی اس پر ہے، اس پر وہ تیار ہوگئیں اور میں نانیہال سے ہی ابا جی کے پاس آ گیا انھوں نے مجھے مظفر نگر اپنے گاؤں بھیج دیا، پھر ایک مدرسہ میں داخلہ کرادیا، میں نے قرآن شریف ناظرہ پڑھا، اردو پڑھی کچھ پارے حفظ کئے، پھر حضرت مولانا کلیم صاحب کے مشورہ سے ندوہ کی ایک شاخ میں خصوصی اول میں داخلہ لے لیا، الحمدللہ میرے پڑھائی بہت اچھی چل رہی ہے۔

سوال: نئے ماحول میں آ کر آپ کو کیسا لگا؟

جواب: میرے ابا جی میرے پہلے پتا جی سے ہزار گنا زیادہ مجھے چاہتے ہیں، لوگ مجھے ان کا اصلی بیٹا سمجھتے ہیں، میری امی بھی میرے دوسرے بھائی بہنوں سے زیادہ میری بات مانتی ہیں، ایک روز مجھے دیکھ کر ایک رشتہ دار نے میرے بھائیوں سے کہا کہ اب تو زمین میں اس کا بھی حصہ ہوگا تو میرے سارے بھائی فوراً کہنے لگے ہم سب سے پہلے یہ زمین میں حصہ دار ہے، اللہ نے یہ بھائی تو ہمیں بڑے احسان کے طور پر دیا ہے، ورنہ کہاں ہم گنوار اور کہاں مدینے کی یہ بھائی چارگی، اس بھائی پر ہم اپنی جان بھی دیدیں تو ہم اپنی خوش قسمتی سمجھیں گے۔

سوال: اپنے بھائی اور والدین سے آپ کا پھر کوئی رابطہ نہیں ہوا؟

جواب: ایک بار میں دہلی میں بس سے جا رہا تھا نظام الدین کے قریب سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ میرا بھائی سائیکل پر جا رہا ہے، میں نے اس کو آواز لگائی اس

نے مجھے دیکھا سائیکل دوڑائی مگر وہ بس کے ساتھ کہاں تک دوڑتا میں آگے ایک اسٹاپ پر اتر گیا وہ ہانپتا ہوا آیا مجھ سے لپٹ گیا اور ہاتھ جوڑنے لگا اس نے کہا پتا جی مرنے والے ہیں تجھے بہت یاد کررہے ہیں، میں نے کہا اچھا میں کل آؤں گا، میں نے ابا جی سے اجازت چاہی انھوں نے دعوت کی نیت سے جانے کی اجازت دیدی، میں گیا تو وہ بالکل ٹھیک تھے، مجھے بہت دیر تک سمجھاتے رہے، کہا! تو میرا سب سے اچھا بیٹا ہے تو ہی دھوکہ دے جائے گا تو میں کیا کروں گا؟ انھوں نے بتایا کہ میں نے ایک پنڈت جی سے مشورہ کیا تھا انھوں نے تجھے مار دینے کو کہا تھا اور یہ بھی کہا کہ اگر تم نے اس کو نہ مارا تو وہ سارے خاندان کا دھرم بھرشٹ کردے گا، میں نے اپنے دل میں سوچا میں نے کتنے لاڈ سے اس کو پالا، کس دل سے اسے ماروں؟

میں نے ان سے کہا پتا جی! جب آپ لوگ مجھے پکڑ کر لائے تھے اس وقت بھی میں نے آپ سے کہا تھا وہی اب بھی کہتا ہوں اگر آپ میرے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کردیں گے تو جب تک زبان میں دم ہے، لا الٰہ الا اللہ کہتا رہوں گا، میں تو اس لئے آیا ہوں کہ آپ میرے پتا جی ہیں آپ نے مجھے پالا ہے ماں نے دودھ پلایا، اگر آپ ہندو مر گئے تو ہمیشہ نرک کی آگ میں جلیں گے، آپ سبھی لوگ مسلمان ہوجائیں اور میرے ساتھ چلیں، وہ کچھ نہیں بولے اور بڑے مایوس ہوئے۔

سوال: اس کے بعد بھی آپ نے ان سے رابطہ کیا؟

جواب: میرے ایک چچا سعودی عرب میں رہتے ہیں، وہ بھی اسلام کے بہت قریب ہیں مجھے معلوم ہوا کہ وہ آئے ہیں تو میں نے موقع سمجھ کر دہلی سفر کیا، پتا جی

نے بتایا کہ تیرے چچا کہہ رہے تھے کہ سچا دھرم اور عقل میں آنے والا مذہب صرف اسلام ہے، ہم لوگ ہندو اس لئے ہیں کہ ہندو سماج میں پیدا ہوئے مگر ہندو دھرم کی کوئی بات عقل میں آنے والی کہاں ہے؟ وہ کہہ رہے تھے یا تو تم سب گھر والے مسلمان ہوجاؤ یا پھر اپنے لڑکے کو چھوڑ دو! اس کو پھر ہندو بنانے کی کوشش کرنا انیائے (ناانصافی) ہے۔

میں نے پتا جی سے کہا: آپ نے کیا سوچا؟ انھوں نے جواب دیا کہ سچی بات تو یہی ہے کہ اسلام ہی سچ ہے، مگر اپنے سماج کو چھوڑ کر ہم کیسے مسلمان ہوسکتے ہیں لوگ کیا کہیں گے؟ میں بہت دیر تک ان کو سمجھاتا رہا مگر ان کو برادری اور سماج کے ڈر کے سامنے مرنے کے بعد کی آگ کا ڈر کچھ نہ لگا، میرا دل بہت دکھا اور گھر آکر بہت رویا مجھے حضرت مولانا کلیم صاحب کی وہ تقریر جو انھوں نے ایک بار مدرسے میں کی تھی یاد آگئی، کہ آپ اسلام کی ابتدائی تاریخ پر نظر ڈالیں تو جو لوگ غلط فہمی یا اسلام کو غلط دھرم سمجھنے کی وجہ سے اسلام کے دشمن تھے ان پر جب دعوت کا حق ادا کیا گیا تو وہ سب لوگ مسلمان ہوگئے، چاہے وہ حضرت عمرؓ ہوں چاہے وہ خالد بن ولید ہوں، عکرمہ بن ابی جہل ہوں یا حضرت وحشی، حضرت ہندہ جیسے ظالم کہلانے والے لوگ ہوں مگر وہ لوگ جو اسلام کو مذہب حق سمجھ کر حسد کی وجہ سے یا برادری اور سماج کے خوف کی وجہ سے اسلام سے دور ہوئے وہ ہدایت سے محروم رہے، خواہ وہ حضورﷺ سے حد درجہ محبت کرنے والے چچا ابوطالب ہی کیوں نہ ہوں؟ مجھے یہ خیال آتا ہے کہ میرے پتا جی اسلام کو حق بھی کہہ رہے تھے اور برادری کے خوف سے اسلام قبول نہیں کرتے، خدا نہ کرے وہ اسلام سے محروم ہی نہ رہ جائیں، بھیا احمد تم ضرور ضرور ان کے لئے دعا کرنا تم لکھنو جا رہے ہو وہاں بھی

دعا کرنا اور حضرت سے بھی دعا کو کہنا اور رمضان کی دعا میں بھی میرے گھر والوں کو یاد رکھنا (ہاتھ پکڑ کر روتے ہوئے) بھیا احمد وہ اگر اسی طرح کفر پر مر گئے تو ہمیشہ کی آگ میں جلیں گے، میرے ماں باپ مجھے بہت پیار کرتے ہیں، میرے اللہ ان کو ہدایت سے نواز دے۔

سوال: نہیں نہیں! بلال بھیا آپ اس قدر افسردہ نہ ہو، اللہ تعالیٰ آپ کو خوش کریں گے، وہ انشاء اللہ ضرور ان کو ہدایت سے نوازیں گے، آپ ان سے رابطہ رکھئے۔

جواب: اللہ تعالیٰ تمہاری زبان مبارک کرے۔

سوال: ارمغان کے قارئین کے لئے آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

جواب: بس مجھے دعا کی درخواست کرنی ہے اللہ تعالیٰ مجھے علم عطا فرمائے اور قرآنی مسلمان بنادے، میرے گھر والوں کو ہدایت عطا فرمائے دوسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ ساری دنیا کے انسان ہمارے خونی رشتہ کے بھائی ہیں، ان کے ایمان کی فکر کریں اور جو لوگ ہدایت یاب ہو جاتے ہیں وہ میرے ابا جی کی طرح ان کی بھائی بندی کا حق ادا کریں۔

سوال: بلال بھائی بہت بہت شکریہ، آپ بڑے خوش قسمت ہیں کہ اللہ نے آپ کو بلالِ وقت بنایا، آپ نے تو خیر القرون کی یاد تازہ کردی

جواب: آپ مجھے شرمندہ کرتے ہیں۔

چہ بہ نسبت خاک را با عالم پاک

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان نومبر، دسمبر ۲۰۰۳ء

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

Page 340

چودھری آر کے عادل صاحب (رام کرشن لاکڑا) سے ایک

ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

آر کے عادل : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: چودھری صاحب بڑی خوشی ہوئی آپ آگئے، ابی آپ کا ذکر کر رہے تھے کہ میں دہلی جا کر آپ سے ملاقات کروں اور پھلت سے نکلنے والے میگزین ارمغان کے لئے ایک انٹرویو آپ سے حاصل کروں، اللہ کا شکر ہے کہ آپ خود آگئے۔

جواب: اصل میں مجھے مولانا صاحب سے کچھ ضروری مشورہ کرنا تھا کئی روز سے فون کر رہا تھا، آج معلوم ہوا وہ پھلت میں ہیں تو سب کام چھوڑ کر آگیا، مالک کا شکر ہے کہ ملاقات بھی ہوگئی اور تسلی بھی۔

سوال: آپ اپنا پریچے (تعارف) کرائیں؟

جواب: میرا پرانا نام رام کرشن لاکڑا ہے، میں دہلی نجف گڑھ کے علاقے کی ہندو جاٹ فیملی سے تعلق رکھتا ہوں، میرے باباجی ہمارے گاؤں کے پردھان اور زمینداروں میں سے ہیں، ہمارا گاؤں ایک زمانہ پہلے روہتک ضلع ہریانہ میں تھا اب دہلی کا ایک محلّہ ہے، میرے پتاجی کا انتقال میرے بچپن میں ہوگیا تھا، میں

آج کل دہلی میں پراپرٹی ڈیلنگ کا کام کرتا ہوں، یوں تو میں اس سنسار میں ۲۷ ستمبر ۱۹۵۹ء کو آگیا تھا، مگر میرا دوسرا جنم ٹھیک ۴۵ سال بعد اس سال ۲۷ ستمبر کو آج سے ۱۵ دن پہلے ہوا ہے۔

سوال: کیا مطلب؟

جواب: میں اپنے پڑوس کی مسجد کے مولانا صاحب سے بھی کہہ رہا تھا کہ عجیب بات ہے کہ پہلے جنم کے ٹھیک ۴۵ سال بعد میں نیا جنم لیا اور دوبارہ جنم کے عقیدے سے توبہ کی، میں نے ۲۷ ستمبر پیر کے دن ساڑھے سات بجے دن چھپنے کے بعد مولانا صاحب کے ہاتھ پر پھلت میں ان کے گھر کے اوپر والے کمرہ میں کلمہ پڑھ کر اپنی نئی اسلامی زندگی شروع کی، اس طرح میری سچی عمر آج ۱۵ دن ہوئی ہے۔

سوال: ماشاء اللہ بہت خوب، اپنے اسلام قبول کرنے کے بارے میں بتائیے، آپ کو اسلام قبول کرنے کا خیال کس طرح آیا؟

جواب: آپ کو اس کے لئے ذرا لمبی بات سننی پڑے گی، میں نے ۱۹۷۶ء میں ہائی اسکول پاس کیا اور آگے پڑھنے سے منع کر دیا، دوسال تک بھٹی کرتا رہا میرے تاؤ اور ایک موسا (پھوپھا) فوج میں بڑے کرنل ہیں، وہ گھر آئے انھوں نے مجھے دھمکایا کہ اگر تو پڑھنے نہیں جاتا تو تجھے فوج میں بھرتی کر دیں گے اور تجھے لام پر جانا پڑے گا، ۱۹۷۱ء کی جنگ قریب تھی میں نے داخلہ لے لیا اور انٹر کر لیا مگر پھر پڑھنے کا دل نہ چاہا، میری ماں نے بابا سے کہہ کر میری شادی کرا دی اور ماں کی خوشی کے لئے میں نے پرائیویٹ بی اے بھی کر لیا، شادی کے دوسال بعد میرے پھوپھا نے ایک ضروری کام کے بہانے دھوکہ سے بریلی بلایا اور مجھے فوجی بیرک میں لے جا کر میرے بال کٹوائے، وہ فوج میں کرنل تھے، سارے کاغذات اور میڈیکل

کرا کے مجھے بھرتی کرلیا اور مجھ سے کہا کہ تیری بھرتی ہوگئی ہے اب اگر تو بھاگے گا تو فوجی تجھے پکڑ کر لائیں گے اور بھگوڑا اقرار دیکر گولی ماردیں گے یا فوجی جیل میں ڈال دیں گے، مجھے ڈر سے ٹریننگ میں جانا پڑا، میرا دل نہیں لگتا تھا اور گھر یاد آتا تھا اور گھر سے زیادہ گھر والی، بیچاری بڑی محبت کرنے والی شریف عورت ہے، میں نے ٹریننگ میں ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ اس فوج سے جان چھوٹنے کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟ میرے ایک ساتھی نے بتایا کہ اگر افسر اَن فٹ (Unfit) کردے تو کام آسان ہے، میں نے سوچا یہ بہت آسان ہے، میں نے پاگل پن کا بہانہ کیا، بہکی بہکی باتیں کرتا، کبھی ہنستا تو ہنستا رہتا کبھی چیختا تو چیختا رہتا، مجھ اسپتال میں بھرتی کیا گیا اور میڈیکل چیک اپ ہوا، ڈاکٹر نے کہہ دیا کہ یہ بہانا ہے، مجھے افسر نے بہت گالیاں دیں اور سخت سزا کی دھمکی دی، ناچار پھر ٹریننگ شروع ہوگئی، ایک روز پریڈ میں صبح کے وقت جیسے ہی افسر آئے میں نے رائفل کھڑی کی اور تمبا کو کی پُڑیا ہتھیلی پر ڈال کر اس میں چونا ملانا شروع کیا جیسے ہی افسر سامنے آیا، میں دوسرے ہاتھ سے سلوٹ ماری اور جے ہند بولا: میرے ہاتھ میں تمبا کو دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے میں نے ہاتھ آگے کر کے کہا: سر! یہ تمبا کو ہے، لو آپ بھی کھالو وہ دھمکا کر بولے نالائق تیرا بیلٹ نمبر کیا ہے، میں نمبر بتادیا دوپہر کے بعد انھوں نے مجھے دفتر میں بلایا اور مجھ سے کہا جب جنگ میں دشمن سامنے ہوتو تو تمبا کو کھائے گا یا گولی چلائے گا، بہت غصہ ہوئے میری فائل نکالی اور اس پر لال قلم سے ان فٹ (Unfit) لکھ دیا، میں نے جے ہند کہہ کر خوشی سے سلام کیا اور رات کو ہی گاڑی میں بیٹھ کر دلی آ گیا، مرے پھوپھا کو معلوم ہوا تو انھوں نے گھر فون کردیا کہ بھگوڑا، غدّار فوج سے جان بچا کر بھاگ آیا ہے میری بیوی مجھ سے بات نہیں کرتی تھی کہ تو

تو غدّار بھگوڑا ہے میں نے سمجھایا کہ بھاگ گیا وان اگر وہ جنگ میں بھیج دیتے تو تو ودھوا ہوجاتی، اب موج سے ساتھ رہیں گے، بڑی مشکل سے اس کی سمجھ میں آیا اور وہ راضی ہوگئی، میں نے ماں کو بھی بہت سمجھایا کچھ روز یار دوستوں میں آوارہ پھر کر اپنے بابا کے ڈر سے پراپرٹی ڈیلنگ کا کاروبار شروع کردیا، بابا نے مجھے لگانے کے لئے ایک کھیت کا پلاٹ کاٹنے کے لئے دیا، رفتہ رفتہ مجھے چسکا لگ گیا، دوستی کچھ غلط لوگوں سے ہوگئی، جھگڑے کی زمین خریدی مار پیٹ کر دھمکا کر قبضہ کیا اور بیچ دی، نہ جانے کتنے لوگوں کو ستایا کتنوں کا مال مارا، ماردھاڑ اور پراپرٹی کے ۱۹ مقدمے میرے ذمہ لگ گئے میں جیل چلا گیا کسی طرح ضمانت ہوئی میں پہلے جیل سے بہت ڈرتا تھا، ڈھائی مہینہ کی جیل سے اور بھی دہشت بیٹھ گئی۔

دو باتیں مجھ میں پہلے سے ہی مسلمانوں جیسی تھیں، جب سے ہوش سنبھالا کسی مورتی کسی دیوی کی پوجا نہیں کی اور دوسری یہ کہ نجف گڑھ سے آگے ایک جگہ سور کے گوشت کی دو کانیں تھیں، مگر جوانی کے دنوں میں مرغا وغیرہ کھانے کے باوجود اول تو اس راستے سے گزرنا مشکل تھا، اگر جلدی میں گزر جاتا تو سانس روک کر نیچی نگاہ کر کے گزرتا، سور کے گوشت کو دیکھ کر مجھ الٹی سے آتی تھی، جیل سے ضمانت پر واپس آیا تو مری ماں نے جو بہت دھارمک ہیں ہر شکروار کو برت رکھتی ہیں مجھ سے کہا تو ناستک ہے، دیوتاؤں کو مانتا نہیں بلکہ ان کا اَنادر (بے ادبی) کرتا ہے اس لئے تیرے ذمہ اتنی آفت ہے، مجھ ایک ہنومان کی مورتی اور ہنومان چالیسا دیا کہ اس کا جاپ کر، میں اندر کمرہ میں ماں کی ضد اور کچھ ڈر کی وجہ سے کئی روز ہنومان چالیسا کا جاپ کرتا رہا، مقدمہ کی تاریخ آئی، ایک عورت کی گواہی تھی، میں نے صبح تڑکے اٹھ کر ہنوماں چالیسا کا جاپ کیا اور ہنومان کی مورتی کے سامنے

بہت پرارتھنا کی حالانکہ دل میں وشواس یہی تھا کہ بے جان کی مورتی کے بس میں کیا رکھا ہے ڈھل مل یقین کے ساتھ بری ہونے کی لالچ میں دیر تک میں نے جاپ کیا اور پرارتھنا کی کہ گواہی ٹوٹ جائے، عدالت میں گیا تو اس عورت نے ایسی ڈٹ کر گواہی دی کہ جج سمجھ گیا کہ بات سچ ہے، مجھے غصہ آ گیا یہ خیال بھی نہ رہا کہ عدالت ہے، میں غصہ میں اس عورت سے کہا کہ تجھے باہر نہیں نکلنا ہے کیا؟ جج نے سن لیا اور بہت برہم ہوا اور ضمانت کینسل کر کے جیل بھیجنے کا حکم کر دیا، دو مہینہ پھر جیل میں رہا، باباجی نے پھر ہائی کورٹ سے ضمانت کرائی، جیل سے گھر آیا تو پہلے کمرہ بند کر کے ہنومان کی مورتی پر جوتا گیلا کر کے بجایا، ہنومان چالیسا کو جلایا اور خوب گالیاں دیں، ماں نے جوتے کی آواز سنی تو باہر سے بہت چیخیں وہ سمجھ رہی تھیں کہ میں اپنی بیوی کو مار رہا ہوں مگر جب اس کو معلوم ہوا کہ وہ باہر ہے تو اس کو جان میں جان آئی، میں بیان نہیں کر سکتا کہ روز روز کے مقدموں کی تاریخ سے میں کتنا پریشان تھا، ہمارے علاقہ میں ایک ملاجی پھولوں کی ٹھیلی لگاتے تھے، میں نے ان سے بات کی کہ کوئی تعویذ والا بتاؤ میں بہت پریشان ہوں، انھوں نے کہا کہ کسی تعویذ والے کو میں نہ جانتا ہوں نہ مجھے اعتقاد ہے، ہاں تمہیں ایک چیز بتاتا ہوں تم روزانہ سو بار صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ لیا کرو، میں نے کہا بہت اچھا، میں پریشان تھا ہی اس لئے میں نے صبح وشام پانچ پانچ سو بار پڑھا اصل میں مالک کو مجھ پر دیا آ رہی تھی، پہلی ہی تاریخ میں میں بری ہو گیا، ایک سال میں گیارہ مقدمے میرے حق میں فیصل ہوئے میں ملاجی کے پاس آنے جانے لگا اور ان سے کہا کہ اور کچھ بتاؤ تاکہ سارے مقدموں سے میری جان بچے، انھوں نے خود کچھ بتانے کے بجائے مجھے ہندی زبان میں ایک کتاب ''مرنے کے بعد کیا ہوگا؟'' دی میں نے اس کو غور

سے پڑھا دوزخ کی سزاؤں کو پڑھ کر میرے دل میں ڈر بیٹھ گیا رات کو ڈراؤنے خواب بھی دکھائی دیتے مجھے بار بار خیال آتا کہ میں نے کتنے لوگوں کی زمینیں دبائیں، کتنے لوگوں کو مارا، میرا اب کیا ہوگا؟ مجھے اس کتاب نے بے چین کر دیا، مقدموں سے زیادہ رات دن موت کا اور دوزخ کا خوف سوار رہتا، میں سوچتا اس سنسار کی عدالت کے انیس مقدموں سے زندگی خراب ہے تو اس مالک کے سامنے ان گنت مقدموں سے کیسے چھٹکارا ملے گا؟ میں نے ملاجی سے مشورہ کیا انھوں نے مسلمان ہوجانے کو کہا: میں نے اسلام کے بارے میں کسی کتاب کے لئے کہا تو انھوں نے ''اسلام کیا ہے؟'' لا کر دی میری سمجھ میں اسلام آ گیا، اب میری سمجھ میں آیا کہ میرا فوج میں دل کیوں نہیں لگا، اگر میں فوج میں رہتا تو یہ ظلم، مار پیٹ نہ کرتا اور مرنے کا خیال بھی نہ آتا میرے مالک نے میری ہدایت کے لئے مجھے فوج سے بھگایا اور الٹ پلٹ کام کرائے۔

میں امام بخاری کے پاس جامع مسجد گیا، پہلے تو ان تک پہنچنا ہی مشکل ہے میں کسی طرح ترکیب سے پہنچ گیا امام صاحب نے کہا: اپنے یہاں کے ذمہ دار لوگوں کو لے کر آنا جو تمہیں جانتے ہوں میں دو چار روز کی کوشش سے دو مسلمانوں کو لے کر گیا تو وہ کہنے لگے شناختی کارڈ لاؤ، میں نے کہا آپ نے اسی وقت کیوں نہیں بتایا، بار بار کیوں پریشان کرتے ہیں، وہ ناراض ہو گئے اور بولے بات کرنے کی تمیز نہیں، میں کہا تمہیں تمیز نہیں مجھے تو ہے اور میں چلا آیا۔

سوال: پھر اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: اس کے بعد ایک صاحب نے فتحپوری مسجد جانے کو کہا میں وہاں پہنچا تو انھوں نے کہا کہ مسلمان ہونے کے بعد تمہارا نکاح ختم ہو جائے گا، تمہیں اپنی بیوی

کو چھوڑنا پڑے گا میں نے کہا وہ ۲۵ سال سے میرے ساتھ رہ رہی ہے ایسی بھلی عورت ہے کہ آج تک مجھے اس سے شکایت نہیں ہوئی میں اس کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں؟ انھوں نے کہا پھر تمہیں کلمہ نہیں پڑھوایا جاسکتا اور نہ تم مسلمان ہو سکتے ہو، وہاں سے مایوس ہوکر میں نے تلاش جاری رکھی، ایک صاحب نے مجھے ایک مزار پر بھیج دیا، وہاں ایک میاں جی لمبے لمبے بال ڈھیر ساری مالائیں گلے میں ڈالے، ہرے رنگ کا لمبا کرتا اور بہت اونچی ٹوپی پہنے ہوئے تھے، میں ایک جاننے والے کو وہاں لے کر گیا تھا، انھوں نے کہا میں تمہیں کلمہ پڑھواتا ہوں، میرے قریب بیٹھو گھٹنوں سے گھٹنے ملا کر ادب سے بٹھایا اپنے داہنے ہاتھ میں میرا بایاں انگوٹھا اور بائیں ہاتھ میں دایاں انگوٹھا لے لیا اور بولے مرید ہونے کی نیت کرو اور میرے پیروں پر ادب سے نگاہ رکھو، مجھے بچپن کا کھیل نظر آ گیا ہم ایک دوسرے کو اسی طرح گھمایا کرتے تھے، مجھے ہنسی آ گئی وہ غرائے کہ ہنس رہا ہے میں نے کہا مجھے بچپن کا ایک کھیل یاد آ گیا ہے، اگر میں بچوں کی طرح آپ کو سر کے اوپر گھما کر پھینک دوں تو؟ انھوں نے پھر دھمکایا، نہ جانے کیا کیا کہلوایا، قادریہ، غوثیہ، وغیرہ وغیرہ پھر بولے میرے پاؤں کے بیچ سر رکھو، میں نے منع کیا تو دھمکا کر بولے مرید ہو کر بات نہیں مانتا، میں نے سر ٹیکا اور جلدی سے اٹھالیا، وہ دوبارہ بولے ادب سے قدموں میں سر رکھو اور یہ سوچو کہ مجھ میں خدا کا نور ہے جس طرح خدا کو سجدہ کرتے ہیں اس طرح کرو، مجھے غصہ آ گیا میں نے اسلام کے بارے میں بہت کچھ پڑھ لیا تھا میں نے اس نالائق سے کہا کہ اگر میں تجھے اٹھا کر دے ماروں تو خدا میں ہوں گا، اس لئے کہ جو طاقتور ہوتا وہ خدا ہوتا ہے، میں نے دو چار گالیاں دیں اور چلا آیا۔

مجھے مسلمان ہونے کی بے چینی تھی اور موت کا کھٹکا تھا، میں نے ایک ملا جی سے ذکر کیا وہ مجھے ایک قاضی جی کے یہاں لے گئے قاضی جی نے کہا مسلمان تو ہم تمہیں کر لیں گے مگر دو ہزار روپئے فیس ہوگی، میں نے کہا کہ میں مسلمانوں کا اسلام لینا نہیں چاہتا میں تو حضرت محمد ﷺ صاحب والا اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں اگر حضرت محمد ﷺ صاحب نے کسی کو مسلمان کرنے کے لئے پیسے لئے ہوں تو آپ بھی لے لیں، جب انھوں نے کبھی ایک پیسہ نہیں لیا تو آپ کیسے پیسے مانگتے ہیں؟ دو ہزار کی بات کوئی بڑی نہیں تھی، مگر مجھے وشواس نہیں ہوا میں وہاں سے بھی واپس آ گیا۔

اگلے روز ایک مسجد کے سامنے سے جارہا تھا تو ذرا صاف ستھرے کپڑوں میں ایک مولانا صاحب مسجد کی طرف جاتے دکھائی دیئے بعد میں ان کا تعارف ہوا ان کا نام مولانا عبدالسمیع قاسمی تھا، میں نے ان سے کہا مجھے اسلام کے بارے میں کچھ بات معلوم کرنی ہے پہلے وہ ٹھٹکے بعد میں وہ تیار ہو گئے میں نے ان سے کہا کہ اسلام کے بارے میں نے ۵۰ سے زیادہ کتابیں پڑھی ہیں، جب آپ ﷺ آخری حج کو گئے تو ان کے ساتھ سوا لاکھ ساتھی تھے، انھوں نے سب کو اکٹھا کر کے ان سے سوال کیا کہ میں نے اسلام تم سب تک پہنچا دیا؟ سب نے کہا کہ بالکل پہنچا چکے، حضرت محمد ﷺ نے کہا کہ اب جو یہاں سے غائب ہیں یہ اسلام تمہیں ان تک پہنچانا ہے، اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جن مسلمانوں تک اسلام پہنچ چکا ہے وہ دوسرے مسلمانوں تک پہنچائیں؟ مولانا قاسمی نے کہا کہ ہاں ضرور پہنچانا چاہئے میں نے کہا کہ مولانا صاحب آپ مجھے ایسے دو چار لوگوں سے ملوائیں جو دین کو دوسروں تک پہنچانے کا کام کررہے ہیں، مولانا بولے ایسے لوگ

بھی ہیں، میں نے کہا کہ یہ کام تو سارے مسلمانوں کو کرنا چاہئے مگر مجھے ایک مسلمان بھی نہیں ملا میں خود اسلام لانا چاہتا ہوں، چار بڑے مولویوں نے مجھے دھکے دے دئے، مولانا قاسمی نے کہا کہ آپ کو ایک آدمی کا پتہ بتاتا ہوں، آپ پھلت چلے جاؤ، میں نے ان کا پتہ اور فون نمبر مانگا، انھوں نے کہا فون نمبر میں ابھی معلوم کرتا ہوں، نانگلوئی کے کسی مولانا صاحب کو انھوں نے فون کیا اور مولانا کلیم صاحب کا موبائیل نمبر مل گیا، انھوں نے فون ملایا مولانا دلیّ سے پھلت جارہے تھے، مولانا قاسمی نے کہا کہ ہمارے ایک چودھری صاحب اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں، مولانا نے کہا ان کو آج شام تک پھلت بھیج دیں، میں نے کہا فون پر مجھ سے بات کروادو، انھوں نے فون مجھے دے دیا، میں بات کی مولانا نے کہا: آپ جب بھی آئیں ہمارے اتتھی بلکہ آدرنیہ اتتھی (معزز مہمان) ہوں گے، میں سیوا (خدمت) کے لئے ہر سمے حاضر ہوں میں نے کہا بہت بہت دھن واد (شکریہ) مجھے بڑا عجیب لگا پہلی بار ایک آدمی سوڈیڑھ سو کلومیٹر دور میرا ایسا سواگت کررہا ہے۔

مجھے تو ایک ایک منٹ مشکل ہورہا تھا، میں اسی روز ۲۷ ستمبر کو دن چھپنے تک پھلت پہنچا مولانا صاحب نماز پڑھنے گئے تھے میں بیٹھک میں کرسی پر بیٹھ گیا، مولانا صاحب آئے تو میں نے ملاقات کی مولانا بہت خوشی سے ملے، ان کے یہاں باہر کے کچھ مہمان آئے ہوئے تھے جو اندر مکان کے اوپر والے کمرہ میں ٹھہرے ہوئے تھے، تھوڑی دیر میں مولانا نے مجھے بھی وہیں بلوالیا، مجھ سے پیار سے سوال کیا میرے لئے سیوا بتایئے میں نے کہا میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں، مولانا صاحب نے کہا بہت مبارک ہو، جو سانس اندر چلا گیا اس کے باہر آنے کا

اطمینان نہیں اور جو باہر نکل گیا اس کے اندر جانے کا بھروسہ نہیں، اصل میں تو ایمان دل کے وشواس (یقین) کا نام ہے، آپ نے ارادہ کرلیا، دل سے طے کرلیا کہ مجھے مسلمان بننا ہے تو یہ کافی ہے مگر اس سنسار میں ہم لوگ دل کے حال کو جان نہیں سکتے اس لئے زبان سے بھی کلمہ پڑھنا پڑتا ہے آپ جلدی سے دولائن جس کو کلمہ کہتے ہیں پڑھ لیجئے، میں نے کہا مجھے ایک بات پہلے بتایئے کہ مسلمان ہوکر کیا مجھے بیوی کو چھوڑنا پڑے گا، مولانا صاحب! آپ کیسے مسلمان ہوں گے جو آپ اپنے جیون ساتھی کو چھوڑیں گے، آپ چھوڑنے کی بات کرتے ہیں، اگر آپ سچے دل سے مسلمان ہیں تو آپ کو اپنی بیوی کو سورگ (جنت) تک ساتھ لے جانا پڑے گا بلکہ اس سارے سنسار کو نرک سے بچا کر سورگ لے جانے کی کوشش کرنی ہوگی، مجھے خوشی ہوئی چلو یہ اچھے آدمی ملے ہیں، مولانا صاحب نے مجھے کلمہ پڑھایا، ہندی میں ارتھ بھی کہلوایا اور بتایا کہ تین باتوں کا آپ کو خیال کرنا ہے، ایک یہ کہ ایمان اس مالک کے لئے قبول کیا ہے، جو دلوں کا بھید جانتا ہے، مولانا صاحب نے کہا کہ میں مسلمان ہوں لوگ مجھے نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں، مگر میرا مالک جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں یا نہیں اور اسلام وہ ہے جو دلوں کے بھید جاننے والے کو قبول ہوجائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس دنیا میں بھی ایمان کی ضررت ہے اور وہ آدمی جو ایک مالک کو چھوڑ کر دوسرے کے آگے جھکے کتےّ سے بھی زیادہ گیا گزرا، کہ کتا بھی بھوکا پیاسا اپنے مالک کے ایک در پر پڑا رہتا ہے، وہ آدمی کتےّ سے بھی بدتر ہے جو دردر جھکے، مگر اصل ایمان کی ضرورت موت کے بعد پڑے گی جہاں ہمیشہ رہنا ہے تو موت تک اس ایمان کو بچا کر لے جانا ہے۔

تیسری سب سے ضروری بات یہ ہے کہ یہ ایمان ہماری آپ کی ملکیت نہیں ہے بلکہ یہ ہمارے پاس ہر اس انسان کی امانت ہے جس تک ہم پہنچا سکتے ہیں اب اگر مالک نے ہمیں راستہ دکھا دیا ہے تو ہمیں سارے خاندان، دوستوں اور جاننے والوں تک اس سچائی کو پہنچانے کی ذمہ داری ادا کرنی ہے میں نے کہا مولانا صاحب آپ سچ کہتے ہیں میں اصل میں خوف اور لالچ سے مسلمان ہو رہا ہوں، مرنے کے بعد کیا ہوگا، دوزخ کا کھٹکا اور جنت کی کنجی کتابوں میں میں نے جو کچھ پڑھا فلم کی طرح میرے دل و دماغ میں گھومتا رہتا ہے مجھے خیال ہوتا ہے کہ تو نے اتنے ظلم کئے ہیں موت کے بعد کیا ہوگا؟ اب میں آپ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ اسلام میں مالک نے جن کاموں سے روکا ہے پوری جان لگا کر ان کاموں سے بچنے کی کوشش کروں گا، شاید میرے مالک کے سامنے جانے کا میرا منہ ہو جائے میں نے مولانا صاحب کو بتایا کہ یہ بھی اچھا ہوا کہ میں نے اسلام کو پڑھ کر مسلمان ہونے کا فیصلہ کیا، مسلمانوں کو دیکھ کر نہیں، آج کے مسلمانوں کو دیکھ کر کون مسلمان ہو سکتا ہے؟ میرے چاروں طرف بہت سے مسلمان رہتے ہیں، ہمارا ایک کرایہ دار غلام حیدر نام ہے، نماز بھی نہیں پڑھتا میں نے ان سے ایک بار کہا تم ہر مہینہ میرے ماں باپ کو کرایہ دیتے ہو اگر تم ان سے مسلمان ہونے کو کہو تو کیا خبر وہ مسلمان ہو جائیں اور اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو ہمارا پورا خاندان مسلمان ہو جائے گا، وہ بولے تمہارے بابا علاقہ کے پردھان ہیں اگر میں نے ان سے کہہ دیا تو ہمیں جینا مشکل کر دیں گے، میں نے کہا تم خدا سے نہیں ڈرتے میرے بابا سے ڈرتے ہو، اس لئے یہ کعبہ کا فوٹو ہٹا کر میرے بابا کا فوٹو لگاؤ اور روزانہ اس کا نام جاپ کر کے میرے بابا کو ڈنڈوت کرنا، میرے بابا نے کسی دن دیکھ لیا تو وہ

تمہارا کرایہ معاف کر دیں گے، تمہارے مزے آ جائیں گے، میں نے ان سے کہا کہ تم اپنے کو سید بتاتے ہو خدا کے سامنے تمہیں بھی جانا ہوگا، میں مالک کے سامنے ہی لٹھ ماروں گا کہ انھوں نے سید ہو کر ایک دن بھی ہمیں ایمان لانے کو نہیں کہا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: میں نے مولانا صاحب سے اپنی روداد سنائی اور چار بڑے مولاناؤں کے پاس سے واپس آنے کی بات سنائی، مولانا نے مجھے بہت پیار سے سمجھایا کہ ان کا ایسا کرنا ٹھیک تھا اور مجھے تسلی دی۔

سوال: آپ کے کتنے بچے ہیں؟

جواب: دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں، بڑی لڑکی کی شادی میں نے کر دی ہے، ہمارا سماج اصل میں پٹھانوں سے بہت ملتا جلتا ہے، بہت شرم و حیا ہے، مردوں کا رہنا باہر اور عورتوں کا اندر، میں اپنی ماں کے سامنے اپنی بیوی سے آج تک بات نہیں کر سکتا ماں بیٹھی ہو گی تو میں اس کو ہی کام بتاؤں گا، وہ کبھی کہتی بھی ہے کہ یہ تیری پانچ ہاتھ کی بہو ہے تو اس سے کیوں نہیں کہتا، میں کہتا ہوں ماں جب تو مر جائے گی تب اس سے کہوں گا، ہمارے یہاں ابھی تک لڑکی کو پڑھانے کا رواج نہیں ہے، پورے خاندان میں میں نے بغاوت کر کے بڑی لڑکی کو پڑھایا، ہائی اسکول پاس کیا تو اس نے کہا: پتا جی مجھے دو ہزار روپئے چاہئے، میں نے کہا بیٹی! دو ہزار کا کیا کروگی؟ اس نے کہا ایک ہزار کا موبائل مل رہا ہے، میں نے کہا موبائل کا کیا کروگی؟ اس نے کہا بات کیا کروں گی میں نے پوچھا اور ایک ہزار کا کیا کروگی اس نے کہا جنس لاؤں گی، میں نے اس سے کہا کہ دو ہزار کی جگہ پانچ ہزار دوں گا، مگر ۱۵ دن کے بعد، میں نے لڑکے والوں کو بلوایا جہاں رشتہ طے کر رکھا تھا اور کہا آٹھ دن میں

پھیرے پھروالو تو لڑکی تمہاری، ورنہ میں کسی دوسری جگہ شادی کردوں گا، وہ تیار ہوگئے، بابا سے کہہ کر پنڈت بلوایا اور پھیرے پھروادئے، میں نے لڑکی کو ڈھائی ہزار روپئے دیئے اور کہا آدھے تو یہ لو اور آدھے اس دن دوں گا جس روز گود میں بٹھا کر رخصت کرنے کے لئے تجھے گاڑی میں ٹیکوں (بٹھاؤں) گا، آج ہائی اسکول کر کے موبائل اور جنس مانگ رہی ہے اگر انٹر کرلیا تو کسی بھنگی کا ہاتھ پکڑ کر گھر لے آئے گی کہ پتا جی یہ تمہارا داماد ہے، میں نے عہد کرلیا کہ لڑکی کو پانچویں سے آگے ہرگز نہیں پڑھانا ہے، یہ بات میں نے مولانا صاحب سے بھی کہی تھی، انھوں نے کہا یہ سوچ ٹھیک نہیں ہے، اب تم مسلمان ہوگئے ہو، آپ کو اسلام کی ہر بات ماننا ہوگی، اسلام نے علم حاصل کرنے کو فرض کہا ہے اور لڑکا لڑکی دونوں کو پڑھانا ضروری ہے مگر شرط یہ ہے کہ اسلامی ماحول اور تربیت میں، میں نے وعدہ کرلیا اب میرا پکا ارادہ ہے کہ اپنے ان تینوں بچوں کو اسلامی تعلیم کی جو سب سے بڑی ڈگری ہوگی اس تک پڑھاؤں گا، آگے مالک کے ہاتھ میں ہے، اب میں نے بالکل اسلامی اصولوں پر زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا ہے میں شراب کا بہت عادی تھا، حالانکہ جب میں ہندو تھا ہمت کر کے دو مہینے تین مہینے تک کئی بار شراب چھوڑی اور دوستوں کو اپنے ہاتھوں سے پلائی مگر خود نہیں پی، مگر جب سے میں نے کلمہ پڑھا ہے اب زندگی بھر نہ پینی ہے اور نہ پلانی ہے اور نہ پینے والوں کے پاس بیٹھنا ہے، ۱۵ دن ہوگئے مجھے خیال بھی نہیں آیا اور مالک کا کرم ہے کہ کسی دوست نے بھی میرے سامنے نہیں پی، حالانکہ کسی کو معلوم بھی نہیں ہے کہ میں نے چھوڑ دی ہے، یا اسلام قبول کرلیا ہے۔

سوال: آپ نے یہ باتیں اپنی بیوی سے بتادیں؟

جواب: میری بیوی میری ماں کی طرح بہت دھارمک اور بہت کٹر ہے جب مولانا صاحب مجھ سے کہہ رہے تھے کہ اس کو اپنے ساتھ جنت میں لے جانا ہے تو میں نے بتایا کہ وہ تو بہت کٹر ہندو ہے، جس روز گوشت کھا کر آتا ہوں گھر میں گھسنا مشکل کردیتی ہے، نہ جانے اس کو کیسے خوشبو آجاتی ہے، مولانا صاحب نے کہا کہ کٹر ہندو ہی سچی مسلمان ہوتی ہے، دھرم پر انسان اپنے مالک کو خوش کرنے کے لئے ہی پابندی کرتا ہے، اگر آپ اس کو سمجھادیں کہ یہ راستہ غلط ہے اور سچا راستہ اسلام ہے تو اسلام پر بھی وہ بہت سختی سے عمل کرے گی، میں نے پھلت میں مولانا صاحب کے بھانجے کے موبائل سے اس کو بتادیا تھا کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں، تو وہ بہت ناراض ہوئی، میں نے یہ کہہ کر بات بند کردی کہ میں دوسرے کے موبائل سے فون کررہا ہوں۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: اگلے روز صبح کو میرے مقدمے کی تاریخ تھی، مجھے صبح وکیل سے بھی ملنا تھا، اس لئے رات کو مولانا صاحب نے اپنی گاڑی سے کھتولی پہنچا دیا، رات کو بارہ بج کر ۴۵ منٹ پر گھر پہنچا مہارانی جی غصے میں بھری تھیں، دھکے دینے لگی بار بار گالیاں دیں ۲۵ سال کا سارا ادب بھول گئی، کہنے لگی کہ تو دھرم بھرشٹ کر کے آیا ہے، تو میرا کیا لگتا ہے، بھاگ جا، نہ جانے کیا کیا کہا صبح تک لڑائی ہوتی رہی، مولانا نے بیوی کو دعوت دینے کے لئے آخری ہتھیار کے طور پر ایک پوائنٹ بتادیا تھا، صبح ہونے کو ہوئی میں اس ڈر سے کہ دن نکل گیا تو یہ سب کو بتادے گی اسلئے میں نے آخری تیر کے طور پر اس کا استعمال کیا، میں نے اس سے کہا کہ تو اصلی ہندو ہے یا نقلی، اس نے کہا اصلی ہوں بالکل اصلی، میں نے کہا کہ اگر اصلی ہندو ہے اور میں

اسلام کی چتا میں جل گیا ہوں تو تجھے بھی میرے ساتھ ستی ہو جانا چاہئے، اب تو مجھے چھوڑ کر یا دھکے دے کر بازاری بنے گی یا دوسرے کے پاس بیٹھے گی، بھگوان نے تجھے میرے ساتھ باندھا ہے، تو اگر اصلی ہے تو میرے ساتھ ستی ہو جانا چاہئے، تیر نشانے پر لگ گیا وہ چپ ہوگئی دیر تک ہچکیوں سے روتی رہی میں اس کے قریب گیا پیار کیا اور دکھ سکھ اور جیون مرن میں ساتھ دینے کے وعدوں کی دہائی دے کر مسلمان ہونے کے لئے کہا وہ تیار ہوگئی، ٹوٹا پھوٹا کلمہ پڑھوایا اور صبح فجر کی نماز ہم دونوں نے ایک ساتھ پڑھی، بیوی کے مسلمان ہونے کی اپنے مسلمان ہونے سے زیادہ مجھے خوشی ہوئی، مجھے مولانا صاحب کی ہر بات سچی لگنے لگی، انھوں نے ہی کہا تھا کہ بیوی کو چھوڑنے کی بات کیا مطلب؟ اس کو جنت تک ساتھ لے جانا ہے۔

سوال: اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟ اسلام کی تعلیم کے لئے آپ نے کیا سوچا؟

جواب: ہمارے علاقہ میں ایک مولانا صاحب مسجد میں امام ہیں میں روزانہ رات کو ان کے پاس جا رہا ہوں، مجھے جماعت میں جانا ہے مگر مقدموں کی تاریخوں کی وجہ سے ابھی مجبور ہوں، میں نے اپنی بڑی لڑکی اور داماد کو بھی ''مرنے کے بعد کیا ہوگا'' اور ''آپ کی امانت پڑھنے کے لئے دی ہے۔

سوال: ارمغان کے واسطے سے آپ مسلمانوں سے کچھ کہنا چاہیں گے؟

جواب: مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ یہ دین جب امانت ہے جیسا کہ مولانا صاحب نے ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' میں لکھا ہے تو پھر اسے سارے سنسار تک پہنچانا چاہئے، آج کے دور میں اسلام پہنچانا بہت آسان ہے، میں لاکڑا جاٹ ہوں، جاٹ قوم کی سائیکالوجی اچھی طرح جانتا ہوں، جاٹ بہت لالچی ہوتا ہے اور لالچی سے زیادہ ڈرپوک ہوتا ہے، خصوصاً جیل اور سزا سے جتنا جاٹ ڈرتا ہے

شاید دوسرا نہیں ڈرتا، احمد بھائی میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ اگر ''مرنے بعد کیا ہوگا'' اور ''دوزخ کا کھٹکا'' ہندی انواد (ترجمہ) کر کے جاٹوں تک پہنچایا جائے اور قرآن مجید میں جنت و دوزخ کا جو ذکر ہے ان کو سنایا جائے تو جاٹ سارے کے سارے ضرور مسلمان ہو جائیں گے، اس سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ جب دین امانت ہے اور مالک کے سامنے حساب دینا ہے تو اس کا بھی حساب ہوگا کہ اس کو پہنچایا یا نہیں، اس لئے دین کو دوسروں تک پہنچانا نہ صرف یہ کہ دوسروں کے لئے ضروری ہے مرنے کے بعد کے جواب سے بچنے کے لئے خود مسلمانوں کے لئے بھی ضروری ہے۔

سوال: آپ کی باتیں اتنی دلچسپ اور مزے کی ہیں کہ جی چاہتا ہے دیر تک کئے جاؤں، مگر بات لمبی ہوگئی ہے اس لئے باقی آئندہ انشاء اللہ، بہت بہت شکریہ، السلام علیکم، فی امان اللہ۔

جواب: آپ کا بھی شکریہ، وعلیکم السلام۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان نومبر ۲۰۰۴ء

جناب ماسٹر محمد اسلم صاحب ﴿پرمود کمار﴾ سے ایک ملاقات

سوال: السلام علیکم

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

سوال: آپ کی تعریف؟

جواب: میرا نام محمد اسلام ہے، دیوبند کے قریب ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں، میرا پرانا نام پرمود کمار ہے ایک بہت مذہبی جاٹ گھرانے کا فرد ہوں، اب سے ساڑھے سات سال قبل میں نے اسلام قبول کیا، الحمدللہ میں نے بارہویں کلاس تک تعلیم حاصل کی ہے۔

سوال: اپنے خاندان کے بارے میں بتائیں؟

جواب: میرے تین بھائی ایک بہن ہے، والدین حیات ہیں جب میری چھ سال کی عمر تھی میرے والد نے سنیاس لے لیا تھا وہ گنگا کے کنارے ایک بڑا مشہور آشرم چلاتے ہیں، ہندو مذہب کے بڑے گیانی اور عالم ہیں، اس کے علاوہ خاندان میں چچا تائے اور پھر بھیا وغیرہ ہیں، ہمارا خاندان بڑا خاندان ہے۔

سوال: آپ نے کہا کہ آپ کے والد ہندو مذہب کے بڑے گیانی رہے ہیں کیا اب نہیں ہیں؟

جواب: الحمدللہ اب تو انھوں نے بھی اسلام قبول کرلیا ہے۔

سوال: اپنے قبول اسلام کا حال سنائیں؟

جواب: حقیقت یہ ہے کہ اسلام دین فطرت ہے جیسا کہ ہمارے حضرت فرماتے ہیں کہ جس طرح انسان کے پیٹ کو بھوک و پیاس لگتی ہے اور پانی اور کھانے کے بغیر آدمی بے چین رہتا ہے اسی طرح انسان کی روح اس کی آتما کو دین اسلام خصوصاً توحید خالص کی تلاش اور بے چینی رہتی ہے، مجھے بچپن ہی سے خیال آتا تھا کہ جس طرح مالک نے اس دنیا کو بنایا ہے اس تک کس طرح پہنچا جائے بہت سے دھرم گروؤں سے میں بات کرتا تھا مگر اطمینان نہ ہوتا تھا، ایک حافظ صاحب سے میرا رابطہ ہوا میں نے ان سے بھی اس طرح کے سوالات کئے انھوں نے اسلام کے بارے میں مجھے بتایا جو مجھے اچھا لگا، سب سے زیادہ اسلام کی پاکی کا نظم مجھے بے حد پسند آیا، مجھے خیال آتا تھا کہ پیشاب، پاخانہ ایسی گندی چیزیں ہیں کہ آدمی جہاں پر یہ ہوں وہاں کھڑا ہونا پسند نہیں کرتا، جب یہ پیشاب انسان کے کپڑوں اور جسم کو لگے گا تو انسان کیسے (پوِتر) پاک ہوسکتا ہے اور مالک تو بڑا (پوِتر) پاک ہے وہ ناپاک انسان کو کیسے مل سکتا ہے، پاکی کی اس چاہت اور پسند کے ذریعے میرے اللہ نے میرے دل کو کفر وشرک سے پاک کر دیا اور میں نے اسلام قبول کرلیا، حافظ صاحب مجھے پھلت حضرت کے پاس لائے، پھر میں نے چار مہینے، جماعت میں لگائے اور خوب محنت سے دین سیکھا پھر حضرت مولانا نے مجھے چانچک ضلع جمنانگر بھیج دیا، وہاں مدرسے میں میں نے قرآن شریف، تجوید اور دینیات پڑھی اور بچوں کو پڑھایا، اس کے بعد دو سال سے پھلت میں ہوں۔

سوال: قبول اسلام کے بعد آپ کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب: ایک آدمی جب اپنا سب کچھ چھوڑ کے نئے ماحول میں آتا ہے تو اس کو

پریشانی تو ہوتی ہی ہے مجھے بھی اس سے واسطہ پڑا، کئی بار کئی کئی روز تک فاقہ کرنا پڑا میرے لئے سب سے تکلیف کی بات مسلمان بھائیوں کے سوالات اور ہر آدمی کا انٹرویو لینا تھا، مگر ان سب کے باوجود میں نے جس قیمتی ایمان کو قبول کیا تھا اس کے لئے یہ پریشانیاں کوئی زیادہ نہیں لگیں۔

سوال: سنا ہے آپ ایک بار غصے میں آکر کہیں چلے گئے تھے پھر آپ کے دوبارہ آنے کا کیا ذریعہ بنا

جواب: اپنی ناسمجھی اور کچھ لوگوں کے مسلسل سوالات سے تنگ آکر میں گڑگاؤں ایک عیسائی مشن میں چلا گیا تھا اصل میں میری غلطی یہ تھی کہ میں سمجھتا تھا کہ میں نے اسلام قبول کیا ہے تو میرے مسائل کا حل کرنا مسلمانوں کے ذمہ ہے اور قبول اسلام کو میں شیطان کے بہکاوے میں مسلمانوں پر احسان سمجھنے لگا تھا، مگر میرے اللہ کا کرم تھا کہ میرا عقیدہ ٹھیک رہا گو میں ظاہر میں عیسائی مشن سے جڑ گیا تھا وہاں کے حال کو دیکھ کر بھی مجھے اسلام کی قدر بڑھی اور سب سے زیادہ میرے حضرت کی ماں سے زیادہ ممتا اور شفقت بلکہ ان کی روحانی توجہ مجھے مقناطیس کی طرح کھینچتی رہی، میں وہاں بے چین رہتا تھا اور پھر بلا اختیار مجھے پھلت آنا پڑا کھتولی آکر میں نے حضرت کو فون کیا، حضرت نے پھلت بلایا، میں نے اپنا حلیہ بدل لیا تھا مجھے شرم آرہی تھی مگر حضرت نے مسجد میں بلایا اور جامع مسجد میں گلے لگا کر خوب روئے اور مجھے سمجھایا، دوزخ کی آگ کا خوف دل میں بٹھایا اور مجھے کہا کہ تمہاری سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ ایمان کو تم مسلمانوں پر احسان سمجھ رہے ہو حضرت نے کہا کہ اگر ایک انسان کسی ڈوبتے آدمی کو یا آگ میں جلتے آدمی کو اس پر ترس کھا کر ڈوبنے یا آگ سے میں جلنے سے بچالے اور اس کو وہاں سے نکال لے اور ڈوبنے

اور جلنے سے بچنے والا آدمی اس سے یہ کہے کہ تم نے میری جان بچائی اسلئے اب میرے سارے مسائل آپ کو حل کرنے ہیں میری روٹی کپڑے اور ساری ضروریات کا انتظام آپ کو کرنا ہے، تو اس آدمی کی کیسی غلط بات ہے، الحمدللہ مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور میں نے صلوٰۃ التوبہ پڑھی۔

سوال: اسلام میں آکر آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟

جواب: اسلام میں آکر میں اللہ کا بڑا شکر ادا کرتا ہوں اور مجھے جب بھی اپنے ایمان کا خیال آتا ہے تو مجھے اپنے اللہ کے سامنے سجدے میں گرنے کو جی چاہتا ہے اور اس خیال سے کہ کہیں مجھے میرے اللہ نے ہدایت نہ دی ہوتی اور حضرت کے پیار و محبت کی وجہ سے میں عیسائی مشن سے نہ نکلتا اور اس میں میری موت آجاتی تو کیا ہوتا؟ اور میرا رواں کھڑا ہو جاتا ہے، جیسا دیکھئے اس وقت ہو رہا ہے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ

سوال: آپ نے فرمایا کہ آپ کے والد نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے ان کے قبول اسلام کا کچھ حال بھی سنائیے؟

جواب: ہمارے حضرت نے میرے خاندان کے بارے میں معلوم کیا جب میں نے ان سنیاس لینے اور آشرم کا حال بتایا تو انھوں نے مجھ سے ان کی ہدایت کے لئے دعا کو کہا، ہمارے حضرت کا یہ بھی خیال ہے کہ اگر نو مسلموں کو کار دعوت پر نہ لگایا جائے تو ان کا پریشانیوں سے گھبرا کر مرتد ہونے کا خطرہ رہتا ہے انھوں نے مجھے والد صاحب کے پاس جانے کے لئے کہا اور مولانا عمران مظاہری کو میرے ساتھ بھیجا ہم آشرم پہنچے، تو میرے والد نے پہچان لیا مگر وہاں کے ماحول کی وجہ سے اظہار نہیں کیا ہم نے ان کے گرو کا حوالہ دیا جس کو بہانہ بنا کر شفقتِ پدری

میں انھوں نے ہماری بہت خاطر کی چلتے وقت دونوں کو سوسو روپئے بھی دئے اور پھر آنے کو کہا، ہم لوگ پھلت آئے تو حضرت نے کا گذاری سنی اور اس پر افسوس کیا کہ آپ نے دعوت کیوں نہیں دی اور دوبارہ جانے کو کہا اور پھلت کی دعوت دینے کو کہا، ہم دوبارہ گئے اور دعوت تو دینے کی ہمت نہ ہوئی پھلت کے لئے وعدہ لیا اور حضرت کی کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' دے کر آ گئے، انھوں نے ایک ہفتے بعد آنے کا وعدہ کر لیا۔

ایک ہفتے بعد میں ان کو لینے گیا، شروع میں ماحول سے مانوس کرنے کے لئے ان کو جانچک مدرسے میں رکھا دوروز بعد پھلت پہنچے، وہ آپ کی امانت کتاب سے بے حد متاثر تھے اور حضرت سے ملنے کو بے چین تھے، رات کو ایک بجے حضرت سفر سے آئے، صبح آٹھ بجے حضرت سے ملاقات کی، میرے والد کو حضرت نے دیر تک گلے لگایا، پھر تنہائی میں باتیں کیں اور تھوڑی دیر کے بعد خوشخبری ملی کہ میرے والد نے کلمہ پڑھ لیا ہے، ہم لوگوں نے تفصیلات معلوم کیں، تو حضرت نے بتایا کہ میں نے دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کی اور پھر ان سے کہا کہ آپ ماسٹر اسلام کے والد ہونے کی وجہ سے میرے بھی والد کی طرح ہیں، اگر مجھے معلوم ہو کہ آپ انجانے میں ایک ایسے راستہ پر جا رہے ہیں جہاں آگ کا الاؤ جل رہا ہے اور آپ اس میں کسی وقت بھی گر کر جل جائیں گے تو میرا کیا حال ہوگا، انھوں نے کہا کہ آپ بڑے دکھ میں رہیں گے تو میں نے عرض کیا کہ جب مجھے یقین ہے کہ ایمان کے بغیر (مکتی) نجات نہیں اور موت کا کچھ پتا نہیں کون سا سانس آخری ہو تو مجھے کس قدر تکلیف ہوگی، انھوں نے کہا بے شک بہت تکلیف ہوگی، میں عرض کیا کہ بس آپ کے اختیار میں ہے یا تو ایمان قبول کر کے ہمیں

چین دلا دیں یا اس طرح تڑپتا چھوڑ دیں، انھوں نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا، میں نے تو آپ کی امانت پڑھ کر طے کر لیا تھا کہ مجھے ایمان لانا ہے، مجھے بار بار یہ خیال آتا تھا کہ جب ان کی کتاب پڑھنے میں ایسا آنند (مزہ) اور پریم ملا ہے تو ان سے ملنے میں کیا آنند (مزہ) ہوگا۔

میں سمجھ گیا تھا کہ وہ کوئی مہان آتما ہے جو ایشور نے دھرتی والوں کے اودّھار کے لئے بھیجی ہے، اب اس کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ مجھے مسلمان کر لیں اور میں بھی مسجد میں اللہ اللہ کروں، دوسری صورت یہ ہے کہ میرے ساتھ بہت سے لوگ میرے شاگرد ہیں جو مجھ سے اس لئے جڑے ہیں کہ ان کو شانتی کا سچا راستہ بتاؤں گا ان کا بھی حق ہے میں مسلمان ہو جاؤں مگر ابھی ظاہر نہ کروں اور وہاں جا کر اپنے لوگوں سے کہوں کہ گنگا کی ترائی میں ہماری صحت اچھی نہیں ہے اب ہم پہاڑوں کے پاس اچھی آب و ہوا میں آشرم بنائیں گے، پھر ان کو بھی ساتھ لائیں اور ان کو سچائی بتائیں۔

آپ جیسا کہیں ویسا ہوگا، میں نے ان سے کہا یہ صورت بہت اچھی ہے، پہلے آپ کلمہ پڑھ لیں انھوں نے کلمہ پڑھا اور عبداللہ نام تجویز ہوا۔ الحمد للہ۔

سوال: پھر اس کے بعد ان کا کیا ہوا؟

جواب: حضرت کے درد نے ان کو شکار کر لیا، بار بار وہ حضرت کے گلے لگتے تھے، انھوں نے حضرت سے کہا کہ میں قرآن پڑھنا چاہتا ہوں، ہندی کا قرآن دلوا دیں، میں نے قرآن پڑھا ہے مگر اس وقت میں نے مسلمانوں کا دھرم گرنتھ سمجھ کر پڑھا تھا، اب میں اس لئے پڑھنا چاہتا ہوں کہ میرے مالک مجھ سے کیا کہتے ہیں، اس کے بعد وہ آشرم چلے گئے اپنے دو چیلوں کے ساتھ وہاں پر کچھ دن جمنا

نگر کے مدرسہ میں رہے۔

ان کے دونوں چیلوں نے اسلام قبول کرلیا تھا، ایک چیلے کی بات آپ کو کیا بتاؤں کہ وہ ساڈھورہ میں ایک ہندو نائی کے یہاں اپنی جٹائیں (بال) کٹوانے کیلئے پہنچا، تو نائی نے کہا کہ کیا تمہارے سر میں جوں ہوگئی ہیں، اس نے کہا نہیں، نائی نے معلوم کیا تو پھر بال کیوں کٹوا رہے ہو اس نے بغیر جھجک کے کہا کہ اصل میں میں مسلمان ہوگیا ہوں اور شرک اور کفر کی ہر چیز کو میں ختم کرنا چاہتا ہوں اس لئے جٹائیں (بال) کٹوا رہا ہوں۔

افسوس ہے کہ ابھی میرے والد کے لئے کسی جگہ کا نظم نہیں ہوسکا، مگر الحمد للہ وہ بہت مضبوط ہیں اور بے چین ہیں، قرآن شریف پڑھتے ہیں اور ذکر کرتے ہیں۔

سوال: جزاکم اللہ آپ نے اپنے خاندان کے لوگوں پر کام کیا اور اس کے کیسے اچھے اثرات ہوئے

جواب: میرے حضرت نے مجھے متوجہ کیا، شروع میں میرے گھر والے مجھ سے نفرت کرتے تھے، مگر جب میں نے ان کے لئے دل سے ہدایت کی دعا کی اور ہمدردی میں دعوت کی نیت کی تو حالات بدل گئے، اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی داعی کے ساتھ غیبی مدد آتی ہے اور اللہ راستے کھولتے ہیں ہم فضول میں ڈرتے ہیں اب سب رشتے داروں کے یہاں میرا آنا جانا ہے، وہ میرا بہت احترام کرتے ہیں، غور سے بات سنتے ہیں بلکہ ایک طرح کی عقیدت سے ملتے ہیں، اپنے دنیوی مسائل میں دعا کو کہتے ہیں میں نے حضرت کی کتاب آپ کی امانت ان کو دی کچھ لوگ بہت قریب ہوگئے ہیں مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ ان میں سے بہت لوگ اسلام

قبول کرلیں گے، ان میں بعض لوگ بہت پڑھے لکھے اور بڑے عہدوں پر ہیں۔

سوال: آپ پھلت میں دن رات مسجد اور دعوت سے جڑے رہتے ہیں یہ جذبہ آپ میں کس طرح پیدا ہوا؟

جواب: میرے حضرت کا صدقہ ہے، انھوں نے ہمارے دل میں یہ بات بٹھائی کہ ایک مسلمان کی زندگی کا مقصد دعوت اور دین کی خدمت ہے، روزگار اور دوسری چیزیں زندگی کی ضروریات ہیں، میرا دل چاہتا ہے کہ بزرگوں کی بستی پھلت ایک اسلامی بستی بن جائے، تاکہ لوگ یہاں آکر ہی اسلام کو جان لیں اور قبول کریں۔

سوال: آپ مسلمانوں کے لئے کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: میں حقیر آدمی پیغام تو کیا دے سکتا ہوں، بس میں اپنے بھائیوں سے درخواست کرسکتا ہوں، ایک درخواست یہ ہے کہ پیارے نبی ﷺ آخری حج کے موقع پر سب سے وصیت کرکے گئے کہ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ یہ دین ہر غائب شخص تک پہنچا دیا جائے۔

ختم نبوت کے بعد یہ کار دعوت اسلام کی سب سے بڑی شان کے طور پر ہمیں ملا ہے اور اس کام میں غفلت اور ایمان کو لوگوں تک نہ پہنچانے کی وجہ سے ہمارے حضرت کے بقول ہر منٹ میں تین سو تیرہ ہمارے بھائی کفر اور شرک پر مر کر ہمیشہ کی آگ کا ایندھن بن رہے ہیں، یہ سب ہمارے بھائی ہیں اگر نہ جاننے اور نہ سمجھنے کی وجہ سے وہ ہم سے دشمنی کرتے ہیں تو اس سے ان کا حق ختم نہیں ہوتا، ہماری ترقی اور نجات کا واحد راستہ دعوت ہے، ہمارے نبی ﷺ سے عشق کا دعویٰ اور آپ کی ایک پیار بھری وصیت اور آخری نصیحت اور خواہش کا ہم نے خیال نہ رکھا یہ بہت دکھ کی بات ہے۔

دوسری درخواست یہ ہے انسان ایک سماجی جاندار ہے اسے جینے کے لئے ایک سماج کی ضرورت ہے، ایک نومسلم کو اسلام قبول کرنے کے بعد ہجرت کر کے اپنا گھر بار سب کچھ چھوڑنا پڑتا ہے، اس کو بڑے سہارے اور گلے لگانے کی ضرورت ہوتی ہے جنگل بیابان میں وہ لوگوں اور مسلمان بھائیوں کا سہارا تکتا ہے ہر نئے آنے والے کو اپنے پیروں پر کھڑا کرنے کی ضرورت ہے وقتی طور پر کچھ مدد کر کے کچھ صدقہ خیرات دیکر اس کو بھکاری بنانا یا اس کی عادت بگاڑنا ٹھیک نہیں، اگر ایک مسلمان بھائی مدینے کی مواخاۃ کا نمونا بن کر ایک مہاجر بھائی کی فکر کو اوڑھ لے اس کو قرض دے کر یا شرکت کر کے اس کو پیروں پر کھڑا کرانے کی کوشش کرے تو اس کے خاندان کو دعوت دینا آسان ہو جائے تو اس کو تسلّی بھی ہوگی اس کے لئے کچھ روز ہمارے حضرت کے ساتھ آکر محبت اور ماماتا سیکھنی چاہئے

سوال: بہت بہت شکریہ جزاکم اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان فروری ۲۰۰۳ء

جناب عبدالرحمٰن صاحب ﴿رگھوبیر سنگھ﴾ سے ایک ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ؟

عبدالرحمٰن : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: عبدالرحمٰن بھائی خیریت سے ہیں؟ ارمغان کے لئے کچھ بات آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔

جواب: الحمد للہ میں خیریت سے ہوں، احمد بھائی ضرور کیجیے میری خوش قسمتی ہوگی۔

سوال: اپنا مختصر تعارف کرائیں؟

جواب: میرا پرانا نام رگھوبیر سنگھ تھا میں قصبہ کھتولی کے ایک کمہار مزدور گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں گھر کے لوگ سادگی میں مجھے رگھو کہا کرتے تھے ۱۹۷۱ء میں اللہ نے مجھے ہدایت عطا فرمائی اس وقت میری عمر اکیس سال رہی ہوگی میرے والد دیپ چند جی کا انتقال ہوگیا ہے، اب میرے تین بھائی اور دو بہنیں حیات ہیں والدہ کا میری شادی کے سال انتقال ہوگیا تھا، اس وقت میں کھتولی میں جنرل مرچنٹ کی دکان کرتا ہوں درمیان میں میں نے نائی کی دکان بھی کی تھی شرعی قباحتوں کی وجہ سے اب میں نے وہ چھوڑ دی ہے۔

سوال : اپنے قبول اسلام کا واقعہ سنائیے؟

جواب : میرے قبول اسلام کا واقعہ ایک لطیفہ ہے ہوا یہ کہ ۱۹ سال کی عمر میں میری شادی ہوگئی میری بیوی بہت خوبصورت تھیں، ان کا میکہ بھی ہمارے خاندان سے ذرا اونچا تھا، ان کے والد ایک اچھے کسان تھے اور کچھ کاروبار بھی کرتے تھے ہمارے گھر غربت کی حالت میں اس کا دل نہ لگا، میں دسویں کلاس فیل تھا وہ مجھ سے پڑھی ہوئی بھی زیادہ تھی، اس نے انٹرمیڈیٹ پاس کر رکھا تھا، وہ مجھے بہت پسند آئی اور مجھے اس سے محبت ہوگئی، ایک مرتبہ اس کے میکہ والے اس کو لینے کے لئے آئے وہ گھر چلی گئی، کچھ زمانے کے بعد میں اس کو لینے کے لئے گیا اس نے آنے سے انکار کر دیا مجھے بہت صدمہ ہوا، پھر میرے والد اس کو لینے کے لئے گئے مگر ان لوگوں نے اس کو نہیں بھیجا، رشتہ داروں اور ذمہ داروں سے سفارشیں کرائیں مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔

ساری ظاہری کوششیں بے کار ہو جانے کے بعد سیانوں اور ملاؤں سے ٹوٹکے، گنڈے اور تعویذ کرانے شروع کئے مگر کام بننے کی کوئی صورت نہ نکلی، میں اس کو بہت یاد کرتا میرا دل ہر کام سے اچاٹ ہوگیا اور نیم پاگل سی حالت میں بے چین رہتا، میرے والد کو کسی نے بتایا کہ جمعہ کی رات ہفتہ کی صبح تک اکبر خاں والی مسجد میں مسلمانوں کا بڑا اجتماع ہوتا ہے وہاں بہت سے مولانا لوگ آتے ہیں آپ وہاں جاؤ، میرے والد صاحب سنیچر کی صبح کو وہاں پہنچے، لوگوں نے بتایا کہ مسجد کے باہر بیٹھ جاؤ جب پروگرام ختم ہوگا کسی مولانا سے ملوا دیں گے، ایک ملاجی مسجد سے باہر تہری کی ٹھیلی لگاتے تھے میرے والد صاحب ان کے پاس گئے اور اپنا دکھ بتایا، انہوں نے کہا کہ ہم کھتولی والے سارے کاموں میں پھلت والوں کے پاس

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

جاتے ہیں وہ نوجوان کھڑے ہوئے تقریر کر رہے ہیں، وہ پھلت کے رہنے والے ہیں وہ اگرچہ دیکھنے میں مولوی نہیں لگ رہے ہیں مگر پھلت کے ہیں اور پھلت کے لوگ بہت پہنچے ہوئے ہیں جب وہ نکلیں تو بس ان سے چمٹ جانا، وہ منع کریں گے اگر انہوں نے تیرا کام کر دیا تو بس تیرا کام بن جائے گا۔

سوال : وہ نوجوان کون صاحب تھے؟

جواب : بتا رہا ہوں، اصل میں وہ آپ کے والد صاحب تھے، اس وقت مشن اسکول میں گیارہویں کلاس میں پڑھتے تھے اسکول کی ڈریس میں اجتماع میں شریک ہوتے تھے گو وہ جماعت سے لگے ہوئے تھے اور بہت اچھی تقریر کرتے تھے مگر لوگ اس وقت ان کو مولوی صاحب کہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے، ہفتہ واری اجتماع میں جوڑنے والی یا صبح چھ نمبر والی بات اکثر وہی کرتے تھے اشراق سے فارغ ہو کر وہ باہر نکلے، بستہ ساتھ تھا اسکول کی طرف رخ تھا، میرے والد ان کے پیچھے آواز لگاتے دوڑے، مولی صاحب ! مولی صاحب ! وہ مولوی صاحب ہوتے یا اپنے کو مولوی سمجھتے، تو سنتے، میرے والد نے دوڑ کر ان کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور بولے اجی ایسی بھی کیا بات ہے اتنا آواز دے رہا ہوں سنتے بھی نہیں۔

آپ کے والد بولے : آپ تو مولوی صاحب مولوی صاحب آواز دے رہے تھے، میں مولوی صاحب کہاں ہوں؟ میرے والد بولے یہ تو مجھے ملا جی تہری والوں نے خوب بتا دیا ہے کہ پھلت والے اپنے کو بہت چھپاتے ہیں، آپ کو میرا کام کرنا پڑے گا، انہوں نے معلوم کیا کہ آپ کا کیا کام ہے؟ میرے والد صاحب نے کہا: لڑکے کی بیوی نہیں آتی لڑکا غم میں مرا جا رہا ہے کچھ کام بھی نہیں کرتا؟ ایسا تعویذ دے دو کہ بہو آجائے، وہ بولے بھائی ملا جی نے آپ سے

مذاق کیا ہے، میرے تو پردادا نے بھی کبھی تعویذ نہیں بنایا، میرے والد صاحب کو ملا جی نے بتایا تھا کہ وہ انکار کریں گے تم ہرگز نہ ماننا آپ کے والد کے انکار سے ان کو اور بھی یقین ہو گیا کہ چھپے ہوئے آدمی ہیں، ہر ایک کا کام نہیں کرتے ہیں اس لئے انہوں نے اصرار کیا، بولے: آپ مجھے تو نہیں بہکا سکتے ہیں، مجھے اصلیت سب پتہ ہے، میں آپ کے ساتھ رہوں گا اور جب تک میرا کام نہیں ہوگا میں ہرگز ٹلوں گا نہیں۔

مولوی صاحب بتایا کرتے ہیں کہ بہت سمجھانے اور معذرت کرنے کے باوجود جب وہ نہیں مانے تو انہوں نے جان چھڑانے کے لئے اگلے سنیچر کا وعدہ کرکے اپنی جان بچائی، ان کا خیال یہ تھا کہ کسی جاننے والے سے تعویذ لا کر دے دوں گا اس زمانہ میں پھلت میں حضرت شیخ الحدیثؒ کے ایک مرید حافظ عبداللطیف صاحب مدرسہ میں پڑھاتے تھے وہ یہ کام جانتے تھے، خیال تھا کہ ان سے تعویذ بنوا کر لادوں گا میرے والد نے اگلے سنیچر کے وعدہ پر ان کو چھوڑ دیا اگلے ہفتہ ان کو یاد نہیں رہا ہفتہ واری پروگرام میں صبح کے چھ نمبروں پر بات ان کو کرنی تھی۔

مولانا صاحب بتاتے ہیں کہ ذرا دن کی روشنی ہوئی، بات کرتے کرتے تقریر کے دوران جوتوں والے برآمدہ کی طرف گردن گھمائی تو میرے والد پر نگاہ پڑی وہ مجھے لیکر صبح صبح یہاں پہنچ گئے تھے کمہاروں کی صبح بھی جلدی ہوتی ہے، پچھلے ہفتہ کا اصرار یاد آیا تعویذ لانا یاد نہیں رہا تھا، بات کا توازن بگڑ گیا کسی طرح اپنے کو سنبھال کر بات پوری کی، اشراق کے لئے نیت باندھی حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کا کسی کنجری کو اس کی فیس دے کر مصلیٰ پر نماز کے لئے کھڑا کرکے اس کے لئے

دعاء کرنے والا واقعہ یاد آیا، کہ الٰہی! مصلیٰ تک تو میں نے پہنچا دیا، دل کو پھیرنا آپ کا کام ہے۔

اپنی بات میں یہی واقعہ سنایا تھا اسی کی برکت سے نماز میں جان بچانے کی ترکیب سوجھی دو رکعت پڑھ کر انہوں نے میرے والد کو بلایا اور کہا اپنے بیٹے کو مسجد کے غسل خانہ میں بھیج کر اشنان (غسل) کرنے کو کہو، انہوں نے مجھے نہانے کو کہا نماز پڑھ کر وہ مجھے مسجد کے باہر والے حجرہ میں لے گئے اور تین بار کلمہ طیبہ پڑھوایا اس کے معنی بتائے اور مجھے کہا بس ایک مالک سب کچھ کرنے والا ہے اگر تم یہ کلمہ دل میں بٹھا لیا تو وہ مالک تمہاری بہو کو بغیر بلائے بھیج دیگا اور مجھے ایک کاغذ پر ہندی میں کلمہ طیبہ لکھ کر دیا کہ ہر وقت سچے دل سے اس کا جاپ کرتے رہو باہر آکر میرے والد سے کہا کہ میں نے ان کو ایک منتر بتا دیا ہے یہ اس کا جاپ کریں گے مالک ضرور آپ لوگوں کی سن لے گا۔

مولانا صاحب بتاتے تھے کہ اس کے بعد مسجد میں جا کر انہوں نے دو رکعت اور نفل پڑھی اور خوب دل سے دعا کی کہ الٰہی! زبان سے تو میں نے کہلوا دیا دل میں آپ اتار سکتے ہیں، ہم دونوں مطمئن ہو کر گھر لوٹے، چوتھے دن میرے سسر میری بیوی کو لیکر میرے گھر آئے؟ خوشی خوشی ان کو چھوڑ کر چلے گئے، مجھے اس منتر پر بہت اعتقاد ہو گیا اور میں خوب اس کا جاپ کرتا اور کبھی زور زور سے مزے لیکر پڑھنے لگتا تھا، کبھی کبھی مزے میں مجھے وجد آجاتا، اگلے سنیچر کو میرے والد دو کلو لڈو لیکر پھر پہنچے اس سنیچر کو آپ کے والد صاحب نہیں آئے، وہ مایوس ہو کر لوٹے اور تیسرے سنیچر کو پھر گئے، اجتماع سے فارغ ہو کر آپ کے والد صاحب مسجد سے نکلے تو میرے والد نے ان کا بہت شکریہ ادا کیا اور وہ لڈو پیش کئے انہوں نے لڈو واپس

کر دئے کہ اس میں میرا کچھ کام نہیں مالک نے آپ کی سن لی میرے والد نے کہا ایک بات یہ پوچھنی ہے کہ میرا بیٹا ہر وقت آپ کے جس منتر کا جاپ کرتا رہتا ہے اس سے کچھ نقصان تو نہیں ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ بہت اچھا ہے اس کو بہت فائدہ ہوگا۔

میں ہر وقت کلمہ پڑھتا رہا ایک دن مزہ مزہ میں زور زور سے میں اس کلمہ کو پڑھتا جا رہا تھا پھلت کے ایک ملا جی جو بڑھئی کا کام کرتے تھے غلام حسین ان کا نام ہے وہ ہمارے محلّہ میں کواڑ کھڑکیاں بنانے آتے تھے انہوں نے سن لیا وہ ہمیں اچھی طرح جانتے تھے، انہوں نے سنا تو بولے ارے رگھو! یہ تو کیا پڑھ رہا ہے؟ میں نے کہا کہ یہ منتر ہے، پھلت والے مولوی صاحب نے بتایا تھا، اسی سے تو میری بیوی آئی ہے، انہوں نے کہا کہ یہ تو اسلام کا کلمہ ہے یہ کلمہ پڑھ کر ہی تو آدمی مسلمان ہوتا ہے، میں نے کہا کیا میں مسلمان ہوگیا انہوں نے کہا کہ اگر سچے دل سے تو نے پڑھا ہے تو مسلمان ہو ہی جائے گا، میں نے کہا کہ میں تو سچے دل اور وشواس سے ہی پڑھتا ہوں ایسا تو آپ بھی نہ پڑھتے ہوں گے، پھر تو تو مسلمان ہوگیا، میں نے کہا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ انہوں نے کہا اب تمہیں اپنا مسلمان نام رکھنا چاہئے اور نماز یاد کر کے پانچ وقت کی نماز پڑھنی چاہئے، میں نے پوچھا کہ کیا نام رکھوں؟ انہوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن رکھ لو میں نے کہا نماز مجھے کون سکھائے گا؟ انہوں نے کہا کہ میں سکھا دوں گا، میں نے کہا بہت اچھا، وہ روز رات کو مجھے وقت دیتے، دن چھپنے کے بعد وہ مجھے نماز سکھاتے، پندرہ بیس روز میں مجھے خاصی نماز آگئی، انہوں نے مجھے ہندی میں ایک دو کتابیں لا کر دیں، جنت کی کنجی اور دوزخ کا کھٹکا تو مجھے آج تک یاد ہے۔

میں چھپ چھپ کر نماز پڑھنے لگا میں نے وہ کتابیں اپنی بیوی کو پڑھائیں اور ان کو اپنے مسلمان ہونے کا حال بتایا اور ان کو قسم دے کر کہا کہ سچی ہندو بیوی شوہر کے ساتھ اس کی چتا میں جل جاتی ہے تجھے بھی میرے مذہب میں آجانا چاہئے وہ تیار ہوگئی ملا جی غلام حسین نے اس کو بھی کلمہ پڑھوا دیا اس کا نام فاطمہ رکھ دیا اب ہم ایک دوسرے کی پہرہ داری کر کے کبھی کبھی نمبر وار گھر میں بھی نماز پڑھ لیتے تھے، ایک روز میرے والد نے مجھے نماز پڑھتے دیکھ لیا مجھے ڈانٹنے لگے مجھے بھی غصہ آگیا اور میں نے صاف صاف کہہ دیا کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں، آپ سے جو ہو، وہ کر لو، انہوں نے بھائیوں کے ساتھ مل کر مجھے بہت مارا اور میں گھر سے بھاگ گیا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: اس کے بعد میں تیس روز گھر سے باہر رہا میں دہلی چلا گیا اور خیال تھا کہ بس یہاں کوئی روزگار دیکھ لونگا میرے والد صاحب پانچ چھ لوگوں کو لے کر پھلت پہنچے اور آپ کے والد صاحب سے میرا پتہ مانگا انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا مگر ان کو یقین نہ آیا، وہ کہتے رہے آپ نے اس پر جادو کر کے اس کو مسلمان کیا اور ہمارا لڑکا آپ کے پیٹ میں (علم میں) ہے اگر پرسوں تک وہ نہ آیا تو ہم تھانے میں رپورٹ کر دینگے آپ کے والد بہت پریشان ہوئے ان کو سمجھایا کہ میری تو آج تک ملاقات بھی نہیں ہوئی میں نے آپ کے ساتھ بھلائی کی آپ اس کا یہ بدلہ دے رہے ہیں؟ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ مسلمان ہوگیا ہے مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور بدتمیزی سے دھمکی دے کر واپس آگئے۔

سوال: پھر کیا ہوا؟

جواب: نہ جانے کیوں میرا دل دلی میں بہت گھبرایا، میرے دل میں شدید تقاضہ ہوا کہ پھلت جاؤں اور آپ کے والد صاحب سے ملوں رات گذارنا مشکل ہو گیا مجبوراً اسٹیشن پہنچا رات کو ایک گاڑی کھتولی جاتی تھی اس سے کھتولی پہنچا اور صبح صبح پیدل پھلت پہنچا مولانا صاحب مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے میں نے سارا ماجرہ سنایا انہوں نے بتایا کہ میں تو بہت پریشان تھا ہمارے گھر والے بھی تھانہ پولیس سے بہت بچتے ہیں، بہت دعا کر رہا تھا اللہ کا شکر ہے آپ آ گئے میں نے ان سے کہا آپ مجھے کھتولی لے چلیں میرا ہاتھ پکڑ کر میرے والد کے ہاتھ میں دے دیں کہ آپ کا بیٹا یہ ہے، اب آپ چھوڑیں یا بند کر کے رکھیں میں ذمہ دار نہیں رہوں گا اور اس سے بھی معلوم کرلو کہ میں اس سے کبھی ملا تھا؟ انہوں نے کہا کہ وہ تمہیں بہت ماریں گے، میں نے کہا میں خود سنبھال لونگا، وہ مجھے لے کر گئے اور میرے پتا جی کے ہاتھ میں میرا ہاتھ دے کر کہہ آئے کہ آئندہ میں ذمہ دار نہیں اور اس سے پوچھ لو یہ کبھی مجھ سے ملا تھا؟ میں نے کچھ روز معاملہ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے گھر میں رہنا شروع کیا۔

ہمارے محلّہ کے قریب میں کچھ مسلمان بیکری کا کام کرتے تھے، جو پونہ میں رہتے تھے، میں نے حکمت کے ساتھ والد صاحب کو اس پر راضی کیا کہ میں بھی ان کے ساتھ وہاں جاؤنگا اور کچھ کاروبار کرونگا میں پونہ چلا گیا اور پھر اپنی بیوی کو بھی لے گیا وہاں جا کر مجھے وطن بہت یاد آیا میں نے کچھ پیسے کمائے اور کھتولی کے ایک مسلم محلّہ میں ایک مکان بنا لیا، جماعت میں وقت لگاتا رہا الحمدللہ دین سے بہت اچھا تعلق ہو گیا مہاراشٹر کے ایک جماعت کے ساتھ میرا مظفرنگر کا رخ بنا مجھے اصرار کر کے جماعت کا امیر بنا دیا گیا ہم پھلت پہنچے میں نے اذان بھی عربی لہجہ

میں سیکھ لی تھی، ظہر کی اذان کہی، مولانا صاحب سے ملنے کے لئے گھر پہنچا اس وقت تک آپ کے والد بھی مولانا صاحب بن گئے تھے، میں ان سے چمٹ گیا وہ مجھے نہیں پہچان سکے جب میں نے بتایا کہ میں کھتولی والا آپ کا رگھو ہوں تو وہ مجھے نئے حلیے میں دیکھ کر بہت خوش ہوئے جب معلوم ہوا کہ ظہر کی اذان میں نے کہی ہے تو انہوں نے مجھے گلے لگایا اور بہت خوش ہوئے، جماعت کا یہ وقت جو میرے اپنے علاقے میں لگا، مجھے بہت اچھا لگا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: اس کے بعد مولانا صاحب کے مشورہ سے میں کھتولی آ کر رہنے لگا اور اپنے گھر والوں کو کھتولی سے خرچ بھیجتا تھا، تقریباً دس سال سے میں کھتولی میں رہ رہا ہوں، مگر میرے گھر والوں کو یہ علم ہے کہ میں پونا میں رہتا ہوں، پہلے میں نے نائی کی دکان کھول لی تھی مگر مسلمانوں کی ڈاڑھی مونڈنا مجھے عجیب لگتا تھا، اس لئے کہ نبی کی سنت پر استرہ چلانا مجھے ناگوار تھا، پھر میں نے جنرل مرچنٹ کی دوکان کھول لی الحمدللہ اچھی چل رہی ہے۔

سوال: سنا ہے آپ نے ایک مکتب بھی تو قائم کیا ہے؟

جواب: ہماری سسرال میں خاصے مسلمان رہتے ہیں میرے دو سالوں کو اللہ نے میری کوشش سے ہدایت دیدی ہے، وہاں پر کوئی تعلیم کا نظم نہیں تھا، میں نے مولانا صاحب سے مشورہ کیا انہوں نے کہا کہ مرنے کے بعد کے لئے کوئی صدقہ جاریہ ضرور بنانا چاہئے، الحمدللہ وہاں ایک مکتب قائم کیا گیا جو پہلے مسجد میں چلتا تھا اب گاؤں والوں نے زمین دیدی ہے، چار کمرے بھی تعمیر ہو گئے ہیں پانچ مدرس کام کر رہے ہیں، اللہ کا شکر ہے، بہت اچھا کام چل رہا ہے۔

سوال: آپ کے کتنے بچے ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟

جواب: میرے پانچ بچے ہیں، تین لڑکے محمد عثمان، محمد علی اور محمد حسن، دو بیٹیاں ہیں عائشہ اور زینب، الحمدللہ سب دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، بڑا لڑکا بہت اچھا حافظ ہوگیا ہے، گجرات کے ایک مدرسہ میں پڑھ رہا ہے، محمد علی کے ۱۶ پارے ہوگئے ہیں، الحمدللہ محمد حسن کے تین پارے حفظ ہو گئے ہیں، وہ سب سے زیادہ ذہین ہے، عائشہ اور زینب دونوں نے قرآن شریف پڑھ لیا ہے ان کا بھی حفظ شروع ہوگیا ہے، میں نے شب قدر اور جماعت میں دعا کی تھی کہ اے اللہ میرے سارے بچوں کو حافظ عالم اور دین کا داعی بنا دیجئے اور صحابہ کے انداز کا مسلمان بنا دیجئے، مجھے امید ہے کہ میرے اللہ جو مجھے اندھیرے سے نکال کر ہدایت کی طرف لائے ہیں وہ میری فریاد ضرور سنیں گے۔

سوال: اسلام سے پہلے کی زندگی کے بارے میں آپ کو کیسا لگتا ہے؟

جواب: میں اس تصور سے بھی کانپ جاتا ہوں، اگر میرے اللہ مجھے ہدایت نہ دیتے تو کفر پر میری موت ہوتی، اچانک پھر مجھے غم سا ہو جاتا ہے کہ کہیں میری شامت اعمال کی وجہ سے مجھ سے اسلام کی نعمت چھین نہ لی جائے، اس لئے کہ اصل ایمان تو خاتمہ کا ہے، میں اس تصور سے کانپ کر اکثر سجدے میں گر جاتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ آپ تو سخیوں کے سخی ہیں، آپ کے نبی نے ہمیں بتایا کہ کسی کو چیز دے کر یا ہدیہ دے کر واپس لینے والا ایسا ہے جیسا الٹی کر کے چاٹنے والا، آپ تو کریموں کے کریم ہیں، آپ نے میری خواہش کے بغیر مجھ کو ہدایت دی ہے، میرا خاتمہ بھی ایمان پر کیجئے، مجھے امید ہے کہ میرے اللہ میرا خاتمہ ایمان پر فرمائیں گے انشاءاللہ، آپ بھی دعا کیجئے۔

سوال: ضرور انشاءاللہ۔ بہت بہت شکریہ۔ السلام علیکم

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہنامہ ارمغان اگست ۲۰۰۴ء

جناب محمد صادق ایڈوکیٹ (ستیند رملک) سے ایک

ملاقات

احمد اوّاہ : اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

محمد صادق : وعلیکم اسلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : وکیل صاحب بہت اچھا ہوا آپ تشریف لے آئے، ابی اس بار رمضان میں بار بار آپ کا ذکر خیر کرتے رہے، کئی بار تقریر میں آپ کا ذکر کیا، مجھے خیال ہوا کہ ارمغان میں اس بار آپ کا انٹرویو چھپے؟

جواب : آپ ہی حضرت کے بیٹے مولوی احمد صاحب اباہ ہیں

سوال : جی ہاں! میرا نام ہی احمد اواہ ہے، یہ لفظ اواہ ہے، اباہ نہیں ہے؟

جواب : اوّاہ کا ارتھ (معنی) کیا ہے؟

سوال : اوّاہ کے معنی ہیں مخلوق پر حد درجہ شفقت و رحمت رکھنے والا، قران مجید میں ایک بہت بڑے رسول حضرت ابراہیمؑ کے لئے استعمال ہوا ہے: اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاہٌ مُنِیْبٌ (سورہ ہود:۷۵) ''بلاشبہ ابراہیم تو بہت برداشت کرنے والے، مخلوق اور انسانوں کے حد درجہ ہمدرد اور اللہ کی طرف جھکنے والے تھے'' انہی کے نام پر ہمارے ابی کے پیر صاحب، حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ نے میرا نام رکھا تھا، وکیل صاحب! اصل میں ہمارے یہاں پھلت سے ایک اردو میگزین ماہانہ نکلتی ہے، اس کا نام ہے 'ارمغان' اس میں اسلام لانے والے خوش قسمت نو

مسلموں کے انٹرویو چھاپے جاتے ہیں، اس کے لئے ابی نے آپ سے انٹرویو لینے کے لئے آپ کو زحمت دی۔

جواب : ارمگھان کا ارتھ (معنی) کیا ہے؟

سوال : یہ لفظ ارمغان ہے، ارمگھان نہیں ہے (حلق سے)

جواب : میں اردو نہیں جانتا، اور گاؤدی زبان ہے ہماری۔

سوال : نہیں وکیل صاحب، آپ تو اردو نہیں جانتے بعض پڑھے لکھے بلکہ مولوی صاحبان کو دیکھا ارمغان کے معنی گفٹ gift بھینٹ، تحفہ، ہدیہ، اصل میں اللہ کا شکر ہے کہ یہ میگزین انسانیت کے لئے ایک تحفہ ہی ثابت ہو رہا ہے، آپ سے ابی نے بتا دیا ہوگا۔

جواب : ہاں مولانا صاحب کا فون آیا تھا کہ تھوڑی دیر کے لئے آجائیں آپ سے احمد اواہ ایک انٹرویو لینا چاہتے ہیں، میرا دل بھی بہت ملنے کو چاہ رہا تھا، مجھے ملے ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا، ایک دو روز مولانا صاحب سے ملے ہوئے ہو جاتے ہیں، بے چینی ہو جاتی ہے یہاں آکر معلوم ہوا کہ مولانا صاحب سفر پر گئے ہوئے ہیں، کیا آج آجائیں گے؟

سوال : شام تک آجائیں گے، ہوسکتا ہے رات کو دیر بھی ہو جائے۔

جواب : شام تک رکوں گا، دل بہت ملنے کو چاہ رہا ہے، اگر شام تک نہ آئے تو رات میں آجائیں گے، پھر کل صبح آکر ملوں گا۔

سوال : آپ اپنا خاندانی تعارف (پریچے) کرائیے؟

جواب : میں ۱۵/اگست ۱۹۵۲ء کو دوراله کے قریب نگلہ گاؤں میں ایک جاٹ فیملی میں پیدا ہوا میرے پتا جی (والد صاحب) سرکاری اسکول میں ہیڈ ماسٹر،

مشہور سوتنتر تا سینانی (مجاہد آزادی) تھے، ماسٹر ہزاری لال ان کا نام تھا، بہت اچھی اردو جانتے تھے، انھوں نے پرانے زمانے میں اردو سے بی اے کیا تھا، قرآن شریف انھوں نے ایک مولانا صاحب سے پڑھا تھا وہ بتایا کرتے تھے کہ ان کے والد نے ان کو دیوبند بھی پڑھنے کے لئے بھیجا تھا، ہمارے پردادا ماسٹر پریم چند تو آدھے مسلمان تھے، اور وہ ۱۸۵۷ء میں دیوبند والوں کے ساتھ انگریزوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوگئے تھے، انگریزوں نے ان کے گولی ماری تھی، ان کو مولانا قاسم جو دیوبند مدرسہ کی نیو رکھنے والے تھے مولوی پریم چند کہتے تھے، ان کے بیٹے بابو شیام لال بھی انگریزوں سے جنگ کرتے رہے اور وہ بھی جنگ آزادی میں شہید ہوئے، میرے پتا جی ان کے اکیلے بیٹے تھے، گاندھی جی نے ان کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا، اور انھوں نے گاندھی جی کے ساتھ ودیشوں کے سفر بھی کئے، انگلینڈ اور افریقہ بھی گئے تھے، ان کے بہت دنوں تک کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی، بعد میں ایک پہنچے ہوئے فقیر نے دعا دی، میری ماتا جی کے یہاں ۵۰؍سال کی عمر میں، میں پیدا ہوا، میرے والد صاحب پر گاندھی جی کا بہت اثر تھا، وہ گاندھی جی کو آدھے سے زیادہ مسلمان سمجھتے تھے، بلکہ کبھی کبھی تو کہتے تھے گاندھی جی اندر سے مسلمان تھے وہ بتاتے تھے کہ صبح اُٹھ کر گاندھی جی غسل کرتے تھے، سب سے پہلے قرآن مجید پڑھتے تھے وہ قرآن مجید انھوں نے میرٹھ کے ایک حکیم صاحب سے رائے پور والے حضرت جی کے پاس بھجوایا تھا، اس پر انھوں نے جگہ جگہ کچھ لکھ رکھا تھا، میرے پتا جی کہتے تھے، گاندھی جی کو گاندھی بنانے والے دیوبند کے مولوی محمود تھے، جنھوں نے ریشمی رومال اندولن کیا تھا، میرے بچپن میں میرے والد کا انتقال ہوگیا، میرے رشتہ کے چچا نے میری پرورش کی، اس کی وجہ سے میں اردو نہ

پڑھ سکا، میری ماں بتاتی تھی کہ میرے والد صاحب نے نصیحت کی تھی کہ مجھے دیوبند بڑے مدرسہ میں پڑھایا جائے، مگر خاندان والے میرے والد کے انتقال کے بعد اس پر راضی نہ ہوئے، دوراله سے ہائی اسکول اور انٹر کرنے کے بعد میں نے میرٹھ کالج سے بی اے اور بعد میں ایل ایل بی کیا اور میرٹھ کچہری میں وکالت کرنے لگا، تقریباً دس سال تک میں نے پریکٹس کی، مگر مجھے وکالت سے اندر سے مناسب نہ تھی، جھوٹی جھوٹی گواہی، دھوکہ، غلط دعوے، سچے مقدمہ کے لئے بھی جھوٹ کا سہارا لینا پڑتا تھا میں بہت دنوں تک اپنی انتر اتما (ضمیر) سے لڑتا رہا، اور روزگار کی وجہ سے وکالت کرتا رہا، مگر دل میں ہمیشہ یہ بات آتی تھی کہ روزی تو آدمی کو پاک رکھنی چاہئے، گندی اور جھوٹ کی روزی سے جیون بھی کالا ہوگا اور آتما (روح) بھی کالی ہوگی، اس لئے ۱۹۹۵ء میں میں نے وکالت چھوڑ دی، بس کھیتی کرتا ہوں، چھوٹی موٹی ایک دو تجارت بھی شروع کی ہے مالک کا کرم ہے کہ دو روٹی آرام سے مل رہی ہیں۔

سوال: اپنے اسلام قبول کرنے کا حال بیان کریں؟

جواب: مولوی احمد صاحب سچّی بات یہ ہے، کہ میں بائی نیچر فطرتاً مسلمان ہی پیدا ہوا تھا۔

سوال: یہ تو بالکل سچی بات ہے، آپ ہی نہیں بلکہ ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرتاً مسلمان ہی پیدا ہوتا ہے، سچے نبی کا ارشاد ہے: كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُّوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْيُمَجِّسَانِهٖ. ترجمہ: ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

جواب: میرا حال یہ تھا کہ اگر میرے والد کچھ دن زندہ رہتے تو شاید میں دیوبند

مدرسہ میں استاذ ہوتا، شاید میں آپ کا استاذ بنتا آپ نے دیوبند سے ہی مولویت کی ہے۔

سوال: نہیں! میں نے دیوبند والوں کا ایک اور بڑا مدرسہ ہے لکھنؤ میں، ندوہ وہاں سے پڑھا ہے۔

جواب: ندوہ، مولانا علی میاں جی کا مدرسہ، جو لکھنؤ میں ہے وہاں گیا ہوں، مولانا علی میاں جی بھی جو ندوہ مسجد کے برابر میں رہتے تھے، وہ تو ہمارے دیش کے بڑے گورَو (قابل فخر) تھے، عرب دیش کے سب عالم ان کو اپنا بڑا مانتے تھے، ہمارے مولانا کلیم جی ان کے خاص مرید ہیں۔

سوال: جی جی وہی ندوہ ہے۔

جواب: آپ نے سچ کہا کہ ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے، تبھی تو ہمارے یہاں ہندوؤں میں بچپن میں کوئی مر جائے تو اس کو دبایا جاتا ہے، مالک کی شان آگ سے کیسے بچاتے ہیں، مگر مولانا احمد میں تو اسلامی نیچر پر بڑا بھی ہوا تھا، مجھے ہندو دھرم سے مناسبت نہیں تھی، میرا پریوار حالانکہ آریہ سماجی ہے اور آریہ سماج میں مورتی پوجا کی مخالفت تو اسلام سے بھی زیادہ ہوتی ہے، مگر مجھے آریہ سماج بھی بھول بھلیاں میں بھٹکنے کے علاوہ کچھ نہیں دکھائی دیتا، وکالت کے زمانہ میں مجھے دھرم پڑھنے کا بہت شوق تھا مگر وکالت چھوڑنے کے بعد تو مجھے کچھ کام نہیں تھا بس پڑھنے کے علاوہ، آریہ سماج اور دوسرے دھرموں کو میں نے بہت پڑھا، میں یہ سمجھا کے سوامی دیانند سرسوتی بلکہ ان کے گرو سوامی وویکانند نے جو کچھ سدھار کیا ہے وہ اسلام کے اثر سے ہے، مگر وہ اسلام سے چڑتے ہیں، حالانکہ وویکانند جی تو کچھ دن مسلمان رہ بھی چکے ہیں، مجھے بہت ہی بلبلاہٹ سی ہوتی ہے، اگر مولانا کلیم جی

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

سوامی وویکانند جی سے مل لیتے تو ان کو آریہ سماج بنانے کی ضرورت نہ ہوتی بلکہ اسلام ان کے مسئلہ کا حل تھا، میری بدقسمتی یہ ہے کہ میں آس پاس کے ماحول میں رہنے کی وجہ سے اسلام کو سب سے کم پڑھ سکا، اس کے باوجود کہیں مسجد میں نماز ہوتی، میں وہاں سے گزرتا تو میں کھڑا ہو جاتا، بڑی حسرت سے دیکھتا رہتا، مالک سے شکایت کرتا، مالک! آپ سب کو پیدا کرنے والے ہیں، آپ نے مجھے اندر سے تو مسلمان بنایا اور پیدا ایک ہندو جاٹ پریوار میں کر دیا، ایسا بیسیوں بار ہوا ہوگا، میں دوبار عید کی نماز دیکھنے جامع مسجد دہلی تک گیا، ایک بار تو رات کو پہنچا اور صبح تک جامع مسجد پر انتظار کرتا رہا، مسجد میں پڑے ہوئے انسانوں کے سمندر کو دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا اور ساتھ میں، میں بھی سجدہ میں پڑ گیا، مجھے بہت رونا بھی آیا، اس دن مالک سے میں نے بہت شکایت کی۔

سوال: ماشاء اللہ، اللہ نے آپ کی شکایت سن لی اور آپ کی مراد الحمدللہ پوری ہوئی، پھر مسلمان آپ کیسے ہوئے، بتائیے؟

جواب: جی بتارہا ہوں، فروری میں اسی سال موبائیل پر ایک فون آیا، میں نے رسیو کیا، تو آپ کے ابی کا فون تھا، انھوں نے کہا: السلام علیکم، میں نے کہا وعلیکم، انھوں نے کہا: مولانا راشد صاحب میں نے کہا: یہ فون نمبر غلط ہے، یہ راشد کا فون نا ہے، انھوں نے کہا: معاف کیجئے، فون بند ہوگیا، اصل میں مولانا صاحب کے ایک ساتھی مولانا راشد ہیں جو رٹھوڑا میں ایک مدرسہ چلاتے ہیں، ان کا فون نمبر مولانا صاحب نے ایک غلط نمبر کے ساتھ فون میں فیڈ کر لیا تھا، اس کے بعد ان کا صحیح نمبر بھی فیڈ کر لیا، مگر میرا نمبر ڈیلیٹ نہیں کیا اور پہلے نمبر پر میرا فیڈ رہا، ڈیڑھ مہینے کے بعد پھر اچانک فون آیا: السلام علیکم میں نے جواب دینے کے بجائے کہا:

بھائی تو نمبر ٹھیک کر لے نا، بار بار کیوں پریشان کرے ہے، مولانا صاحب نے پھر معافی مانگی، اگست میں پھر فون آیا، پھر السلام علیکم، میں نے اس بار ذرا سخت لہجہ میں کہا: تو نمبر ٹھیک کیوں نہیں کر لیتا بار بار تھا کاڑ (پریشان) کرے ہے، مولانا صاحب نے پھر معذرت کی اور فون بند کر دیا، میری قسمت اور اللہ کا کرم تھا کہ مولانا صاحب نے اس بار فون نمبر ڈیلیٹ کیا، مگر میرے مالک کو مجھ پر پیار آ رہا، مولانا راشد کا اصل نمبر ڈیلیٹ ہو گیا، اور میرا نمبر اب بھی رہ گیا، اس سال رمضان میں ۱۴ر ستمبر کو مولانا صاحب کا پھر فون آیا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں نے سخت لہجہ میں کہا: بھیا یہ نمبر غلط ہے، تجھے کب تک بتاؤں، کیا تو میری جان ہی لے گا، مولانا صاحب نے ہنس کر کہا، بھائی صاحب، آپ کیسے کہہ رہے ہیں کہ یہ نمبر غلط ہے، میرے بھائی کا ہے، میں نے کہا یہ نمبر بھائی میرا ہے، تیرے بھائی کا نہیں ہے، مولانا صاحب نے کہا یہ آپ کا نمبر ہے نا؟ میں نے کہا: ہاں میرا نمبر ہے، مولانا صاحب نے کہا: آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: ستیندر ملک، مولانا صاحب کے کہا: ہاں بھائی ستیندر ملک آپ سے ہی تو بات کرنی ہے، آپ ہی تو میرے بھائی ہیں، آپ مجھے نہیں جانتے؟ میں نے کہا نہیں میں تو آپ کو نہیں جانتا، مولانا صاحب نے کہا کہ آپ اور ہم سب ایک ماتا پتا کی سنتان ایک ماں باپ کی اولاد نہیں ہیں کیا، میں نے کہا: ہاں، مولانا صاحب نے کہا: تو ایک ماں باپ کی سنتان کو ہی تو بھائی کہتے ہیں، آپ اپنے خونی رشتے کے بھائی کو نہیں پہچانتے؟ آپ کی عمر کیا ہے؟ میں نے کہا ۵۶ر سال ہے، مولانا صاحب نے کہا: آپ تو میرے بڑے بھائی ہیں اور خونی رشتے کے سگے بھائی؟ چھوٹے بھائی کی خیر خبر تو آپ لیتے نہیں، چھوٹا بھائی سلام بھی کرتا ہے تو آپ ہر دفعہ ڈانٹ دیتے ہیں، ورنہ

بڑے بھائی پر میرا حق تھا کہ آپ ہر روز خیر خبر لیتے، گھر آ کر حال چال پوچھتے، چال چلن پر نظر رکھتے، پر پورا گھر بار دیکھتے، مولانا صاحب نے معلوم کیا کہ آپ کہاں رہتے ہیں، میں نے کہا دوراله کے پاس نگلہ میں، مولانا صاحب بولے: اتنے پاس آپ رہتے ہیں سچے بھائی تو دور دیشوں سے آتے ہیں، بہت سے بھائی پاکستان میں رہتے ہیں، پاکستان میں ویزہ وغیرہ ملنا کتنا مشکل ہے، مگر لوگ دور کے رشتہ داروں کی خیریت لینے آتے ہیں، آپ میرے اتنے قریب کی پڑوسی اور خونی رشتہ کے بھائی ہیں، آج تک ایک بار بھی خیر خبر لینے نہیں آئے اور اگر میں سلام کرتا ہوں تو ہر بار الٹا ڈانٹ دیتے ہیں، مولانا صاحب نے کچھ ایسے پیار سے بات کی مجھے واقعی بہت شرمندگی ہوئی، میں نے کہا: بھائی آپ کہاں رہتے ہوں؟ مولانا نے بتایا، پھلت کھتولی کے پاس، میں نے کہا: وہاں تو ہم ایک بار بھینس خریدنے گئے تھے، میں نے کہا بھائی صاحب میں آپ سے آج ہی ملنے آ جاؤں؟ واقعی میری غلطی ہے، مجھے اپنے بھائی کے پاس آنا چاہئے، مولانا نے کہا: آج تو میں سفر پر جا رہا ہوں، میں نے کہا: تو کل آ جاؤں؟ مولانا صاحب نے کہا کل بھی رات تک واپسی ہوگی، آپ پرسوں آ جائیں، ۱۶ر ستمبر کو دس بجے بات طے ہو گئی، میں نے مولانا کا نام معلوم کیا، بولے کہ گاؤں میں داخل ہوتے ہی مدرسہ ہے، وہاں کلیم نام پوچھ لیجئے، ۱۶ر ستمبر کو میں کھتولی بس سے آیا، کھتولی سے جگاڑ میں پھلت کے لئے بیٹھ گیا، جگاڑ والے سے معلوم کیا کہ بھائی یہاں مدرسہ ہے کلیم صاحب سے ملنا ہے، جگاڑ والے نے کہا اچھا آپ کو حضرت سے ملنا ہے، میں نے کہا: کلیم نام بتایا ہے، اس نے کہا: وہی حضرت ہیں، اس نے معلوم کیا کہ آپ مسلمان ہونے آئے ہیں کیا؟ میں نے ہنس کر کہا کہ اگر وہ کریں گے تو ہو بھی

جائیں گے، جگاڑ سے اتر کر پھلت مولانا صاحب کے گھر پہنچے، مولانا صاحب یہاں سامنے کرسی پر کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھے تھے، کھڑے ہو کر ملے، جب میں نے اپنا نام بتایا ستیندر ملک ایڈوکیٹ ،تو پھر گلے لگایا ، بہت ہی محبت سے سواگت (استقبال) کیا، بار بار بولے میرے بڑے بھائی صاحب، بہت بہت شکریہ، بھائی صاحب آپ چھوٹے بھائی کی خیر خبر لینے آہی گئے، رمضان کے باوجود چائے ناشتہ کا انتظام کروایا، چائے پر بیٹھ کر بات شروع ہوئی اور چائے کے ساتھ ساتھ اسلام بھی بتلاتے رہے اور چائے ختم نہیں ہوئی کہ میں کلمہ پڑھ کر مسلمان تھا، میرا نام محمد صادق رکھا، کھتولی تک اپنی گاڑی سے رخصت کرایا'' آپ کی امانت اور'' اور'' مرنے کے بعد کیا ہوگا؟'' کتاب بھی دی، میں نے کئی بار ان کتابوں کو پڑھا، اپنی بیوی سے اپنے مسلمان ہونے کی بات بتائی، پہلے تو وہ بہت روئی، میں نے اس سے کہا میرے پاس دو کتابیں ہیں پہلے ان کتابوں کو تم تین بار پڑھ لو، اگر تم کہو گی تو میں واپس ہندو ہو جاؤں تو میں تیار ہوں، میری بیوی نے آپ کی امانت ایک بار پڑھی اور پھر مرنے کے بعد کیا ہوگا پڑھ رہی تھی، میرے پاس آئی اور کہنے لگی مجھے بھی مسلمان بنوادو، میں نے اللہ کا شکر ادا کیا، ہمارے دونوں بچے مسلمان ہو گئے ہیں تینوں کو میں نے پھلت آ کر کلمہ پڑھوایا، میری بیوی کا نام فاطمہ بیٹی کا نام آمنہ اور بیٹے کا محمد احمد رکھا گیا، الحمد للہ ہمارا پورا پریوار مسلمان ہے۔

سوال: خاندان والوں کو بھی آپ کے اسلام کا علم ہو گیا؟

جواب: خاندان والے ہمارے سخت دشمن ہو گئے وہ پہلے سے بھی بڑے سخت رہے ہیں، انھوں نے گاؤں والوں کی پنچایت کی، مگر میں وکیل بھی ہوں، اس لئے میں نے آئی جی، ایس ایس پی کے یہاں درخواست دیدی، شروع میں تو بہت شور ہوا، مگر

اب بات دب گئی ہے، میں نے ایک گھر دہلی میں بنا بھی لیا تھا، دونوں بچے دہلی میں پڑھ رہے، میں نے مولانا صاحب کے مشورہ سے ہی گھر خاندان والوں سے ذرا دور رہنے کا اپنا پلان بنایا ہے۔

سوال: اسلام میں آ کر آپ کو کیسا لگ رہا ہے؟

جواب: اسلام میں آ کر مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے کوئی گھر سے بھٹکا اپنے گھر واپس آ جائے، میں نے جیسے جیسے اسلام کو پڑھ رہا ہوں مجھے ماتا پتا (ماں باپ) دادا، پردادا کی یاد تڑپاتی ہے میرے اندر ایک عجیب سی جنونی کیفیت ہو جاتی ہے، نہ جانے اتنے مسلمانوں کے بیچ بلکہ مولویوں کے بیچ وہ رہے، حتی کہ مولویوں کے ساتھ شاملی میں شہید بھی ہوئے، وہ ان کو انگریزوں سے تو لڑاتے رہے، دیش کو آزاد کرانے کے لئے ابھارتے رہے مگر خود ان کو شرک سے آزاد کرانے کے لئے فکر نہیں ہوئی، بڑوں کو مرنے کے بعد برا کہنا اچھا نہیں، مگر احمد بھائی، آپ میرے حال کو سمجھ نہیں سکتے، مجھے تو وہ سب ظالم لگتے ہیں جنھوں نے اپنے ایسے وفاداروں کو ایمان کے لئے نہیں کہا، وہ مجھ سے سوگنا زیادہ اسلام کے قریب تھے، ان کو معلوم ہی نہیں تھا اسلام قبول کرے بغیر (دھڑ دھڑی لیتے ہوئے، انتہائی کرب میں) نہ جانے وہ انسا ن بھی تھے کہ نہیں، مسلمان تو بہت دور کی بات ہوتی ہے۔

سوال: آپ یہ ہی کیوں سمجھتے ہیں کہ وہ مسلمان نہیں ہوئے، کیا خبر کسی نے ان کو کلمہ پڑھوا دیا ہو، یا پھر موت کے وقت فرشتوں نے انھیں کلمہ پڑھوا دیا ہو؟

جواب: مولوی احمد صاحب، میں بچہ نہیں ہوں، میں نے اپنے بچپن میں اپنے پتا جی کو چتا میں جلایا ہے اور بے دردی سے جلتے دیکھا ہے، جو باپ اپنے بیٹے کو دیو بند مدرسے میں پڑھانے کی وصیت کرے، اس کا اس طرح خود ہندو رہ کر چتا میں جلنا

مولانا لوگوں کا اور مسلمانوں کا ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟

سوال: آپ جس طرح کا حال ان کا کہہ رہے ہیں، مجھے امید ہے کہ اللہ نے ان کو ضرور ایمان دیا ہوگا، یہاں کی آگ سے وہاں کی آگ کا کوئی رشتہ نہیں۔

جواب: عید کی رات مجھے اس خیال میں نیند نہیں آئی اور میں بہت تڑپتا رہا اور دل میں آتا تھا کہ سارے مسلمانوں کو کوسوں، رات کو پھر وضو کیا، نماز کے لئے ٹوٹی پھوٹی نیت باندھی اور دیر تک روتا رہا صبح کو آنکھ لگی میں نے اپنے دادا اور پتا جی کو دیکھا وہ کہہ رہے تھے بیٹا صادق اللہ سارے انسانوں کے رب ہیں، مسلمانوں کے نہیں، اللہ ہم سے خوش ہیں اور ہم بھی مسلمان ہیں، کچھ تسلی ہوئی، مگر خواب تو خواب ہے۔

سوال: ماشاء اللہ آپ پھلت آتے رہتے ہیں، کچھ دین کو سیکھنے کا پروگرام نہیں بنایا؟

جواب: نومبر میں جماعت میں جارہا ہوں، دو تین روز مجھے فون پر بات نہ ہو تو میں بے چین ہو جاتا ہوں، میں نے مولانا صاحب سے کہا اللہ کریم ہے کہ اس نے آپ کے ڈیلیٹ کرنے کے باوجود اپنی فہرست سے میرا نمبر ڈیلیٹ نہیں کیا، میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے سارے جاننے والوں کے نمبر آپ کے فون میں فیڈ کر دوں تاکہ سب کو ہدایت ہو جائے، مولانا صاحب نے کہا: آپ نے اچھا کیا توجہ دلائی، میرے فون میں بہت سے ڈاکٹروں اور غیر مسلم بھائیوں کے فون نمبر فیڈ ہیں، مجھے فکر ہوئی کہ یہ سب میدان محشر میں میرا گلا پکڑیں گے کہ ہمارے فون نمبر بھی ان کے فون میں تھے، پھر بھی ہماری فکر نہیں کی، جن لوگوں کے فون نمبر ہم اپنے موبائیل میں فیڈ کرتے ہیں ان سے ہمارے معاملات یا دوستی کا تعلق ہونا تو طے

ہے اور اللہ کے نبی کا فرمان ہے کہ اللہ کی جنت ان لوگوں پر حرام کر دی گئی، جو لوگوں سے معاملات اور لین دین تو کرتے ہیں اور ان کو دین نہیں پہنچاتے، ظاہر ہے یہ ہمارا موبائیل فون اللہ کے یہاں ہمارے ان لوگوں سے تعلق کی گواہی دیں گے، مجھے بہت فکر ہوئی کہ کم از کم فون والوں تک بات تو پہنچا دی جائے، مولانا صاحب نے بتایا کہ اس کے بعد سے میں نے سب سے بات شروع کر دی، الحمد للہ دو لوگوں نے، ایک ڈاکٹر اور دہلی کے وکیل صاحب نے کلمہ پڑھ لیا ہے، ان دونوں اور باقی لوگوں کو اگر اللہ نے ہدایت دی تو ان کی ہدایت کا ثواب آپ کو ملے گا۔

سوال: ارمغان کے قارئین کیلئے آپ کوئی پیغام دیں گے؟

جواب: میرے جیسے نہ جانے کتنے لوگ ایسے ہوں گے جو اندر سے مسلمان ہیں، اور جب سچے نبی نے بتایا کہ ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے تو ایک مسلمان کو اس پر یقین کرنا چاہیئے جس طرح کسی مذہب پر کوئی آدمی ہے وہ اپنے گھر، سے بھولا بسرا یا بھٹک گیا ہے اس کو اپنے گھر لانا اس کے ساتھ کیسی بھلائی ہے، جو مسلمان ہو گیا تو گویا آپ نے اس کے گھر پہنچا دیا، مولانا صاحب کہتے ہیں کہ مجھے دعوت کی الف با بھی نہیں آتی اس روز آپ آئے تو کوئی جاننے والا تھا نہیں، مجھے بہت فکر ہوئی کہ مجھے کچھ آتا نہیں مگر آپ آگئے تھے تو بات کرنی ہی تھی آپ معمولی سی دعوت پر مسلمان ہو گئے اصل میں آپ مسلمان ہوئے نہیں بلکہ مسلمان تو تھے ہی بس آپ نے باہر سے اظہار کر دیا، مسلمان صرف اندر کے مسلمانوں کو تلاش کر کے جن کی دوسرے مذہب میں رہنے کے باوجود فطرت اسلام ہی ہے، ان سے ظاہری طور پر اسلام کا اقرار کرا لیں تو ہندوستان میں بہت جلد مسلمانوں کی کثرت ہو جائے گی، میں بہت ذمہ داری سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ ہندوؤں میں اندر سے خود فطری

مسلمانوں کی تعداد خاندانی مسلمانوں سے زیادہ ہے، بس مسلمان ان کو پہچان کر ان کو ظاہر کرلیں تو ملک کا نقشہ دوسرا ہوگا۔

سوال : بہت خوب، واقعی آپ نے بڑے پتہ کی بات کی ہے۔ بہت بہت شکریہ!

جواب : آپ کا بہت بہت شکریہ! آپ نے موقع دیا، اچھا السلام علیکم

سوال : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جواب : مولوی احمد! میرا دل چاہتا ہے کہ مسلمان اگر سیاسی الو سیدھا کرنے والے اور ان کے جھانسے میں آکر جذباتی ناسمجھ غیر مسلموں سے متاثر ہوکر ایکشن (انفعال) کا راستہ چھوڑ کر اگر صرف غیر مسلموں میں اندر کے مسلمانوں کو تلاش کر کے ان کو ابھاریں تو شیطان اور باطل کے سارے حربے مکڑی کا جالا بن جائیں، کتنے اندر کے مسلمان اپنے ایمان کو اندر لے کر مرجاتے ہیں، میرا دل جانتا ہے کہ گاندھی جی اندر سے مسلمان تھے، جواہر لال نہرو اندر سے مسلمان تھے، سبھاش چندر بوس اندر سے مسلمان تھے کھتولی کے پنڈت سندر لال اندر سے مسلمان تھے، بس مسلمانوں نے ان کا حق ادا نہیں کیا، آج بھی بعض لوگوں کی تقریریں سنیں، بل کلنٹن اندر سے مسلمان ہیں، نیلسن منڈیلا اندر سے مسلمان ہیں،، پرنس چارلس اندر سے مسلمان ہیں، خود ہمارے ملک میں کتنے ہندو بھائی ہیں جو ظاہر داری کو نبھا رہے ہیں، کاش بس ایک طرف ہوکر اس کوشش میں سارے مسلمان جٹ جائیں کہ غیر مسلموں میں اندر سے مسلمان، باہر سے اقرار کرلیں تو نہ صرف ہمارے ملک بلکہ ساری دنیا کا نقشہ دوسرا ہوگا۔

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، نومبر ۲۰۰۸ء

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

محترمہ عائشہ باجی صاحبہ ﴿نومسلمہ﴾ سے ایک ملاقات

اسماء ذات الفوزین : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عائشہ باجی : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : عائشہ باجی کتنی حیرت کی بات ہے کہ ارمغان میں کتنے لوگوں کی کارگزاری چھپی ہے مگر آج تک آپ سے انٹرویو نہیں لیا، میں نے کئی بار ابی سے کہا کہ عائشہ باجی کا انٹرویو ضرور چھپنا چاہئے؟

جواب : مجھے خود خیال ہوتا تھا میں نے عمر کے ابو سے کئی بار کہا کہ حضرت جی سے کہو اس خیر میں ہمارا بھی نام آجائے، کیا خبر یہی ہماری نجات کا ذریعہ بن جائے، حضرت نے کئی بار فون پر کہا بھی مگر ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے اس لئے پچھلے مہینہ حضرت نے حکم دیا کہ یہیں گھر آکر انٹرویو دینا ہے اگلے ماہ وہی چھپنا ہے اللہ کا شکر ہے کہ اس کا وقت آگیا۔

سوال : آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

جواب : میرا تعلق ہریانہ کے پانی پت ضلع سے ہے، آپ کے علم میں ہے کہ ہندوستان کی علمی، سیاسی، سماجی، ادبی اور روحانی ہر طرح کی تاریخ میں پانی پت کو ملک میں بنیادی حیثیت حاصل ہے، وہاں کا ایک گاؤں جو دریائے جمنا کے قریب ہتھوالا ہے وہاں کے شرما برہمن خاندان میں پیدا ہوئی، میرا گھر بہت مذہبی تھا میرے چار بھائی ہیں اور تین بہنیں مجھ سے بڑی ہیں اور میں سب سے چھوٹی ہوں، ہماری بستی میں چند گھر مسلمانوں کے رہتے ہیں، بے چارے مزدور یعنی

دنیاوی لحاظ سے بھی کمزور ہیں اور دینی لحاظ سے اور بھی کمزور، بہت سے لوگوں کو تو شاید یہ بھی معلوم نہیں کہ اسلام کیا ہوتا ہے بلکہ بعض ان میں ایسے ہیں جو نام کے بھی مسلمان نہیں، یعنی ہندوؤں جیسے یا ملتے جلتے نام ان کے اور ان کے بچوں کے ہیں، میں نے اسکول میں داخلہ لیا تو میرے ساتھ دو تین لڑکیاں مسلمانوں کی پڑھتی تھیں، ان میں سے ایک کی والدہ یوپی کی تھی جس کی وجہ سے ان کو کچھ دینی شدھ بدھ تھی، ورنہ اکثر لڑکیوں کو بالکل معلوم نہیں تھا کہ کلمہ بھی کیا ہوتا ہے، پرائمری کے بعد میرے بڑے بھائی مجھے لدھیانہ لے گئے اور وہیں پر داخلہ کرادیا اور وہیں پر میں نے پہلے ہائی اسکول کیا پھر الحمدللہ بارہویں کلاس پاس کی، اللہ کو مجھے دوسرا امتحان دلوانا تھا بس لدھیانہ جانا ہی میری زندگی کا رخ بدلنے کا ذریعہ بنا۔

سوال : اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیے؟

جواب : جیسا کہ میں نے بتایا کہ میرے بڑے بھائی راجندر شرما لدھیانہ میں رہتے تھے وہ مجھے لدھیانہ لے گئے وہاں ایک مشن اسکول میں میرا داخلہ ہوگیا وہاں مجھے ایک عیسائی لڑکی نے بائبل دی، مذہب سے بچپن سے مجھے لگاؤ تھا، اصل میں سچے نبی ﷺ کا سچا ارشاد ہے کہ ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے اس کے ماں باپ اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں، بعض لوگ ایسی فطرت کے ہوتے ہیں کہ ان پر ماحول کا اثر دوسروں کے مقابلہ میں کم ہوتا ہے شاید میری فطرت ایسی تھی، اپنے خاندان کے مذہب سے میرا دل مطمئن نہ تھا مجھے یہ ڈھونگ اور بے تکا سا لگتا، جیسے بس بے جان کوئی ڈرامہ ہو، اس لئے اندر سے جیسے مجھے حق کی پیاس لگی تھی میں نے بائبل پڑھی مگر اس میں تین میں ایک اور ایک میں تین کی بھول بھلیاں میری ذہن کی الجھن بنی رہی، میں نے خواب دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام تشریف فرما ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میرا مذہب تو اسلام ہے یہ میرے لائے ہوئے مذہب کی بگڑی ہوئی شکل ہے، میری آنکھ کھلی تو مجھے اسلام پڑھنے کا شوق پیدا ہوا، مگر لدھیانہ میں میرے لئے اسلامی لٹریچر ملنا بہت مشکل تھا، ایک بار میں اسکول سے جارہی تھی ایک مسجد میں چھوٹا سا تبلیغی جلسہ ہورہا تھا باہر کچھ چائے اور ٹوپی مسواک والوں نے دوکانیں لگا رکھی تھیں وہیں کچھ ہندی اور اردو کی اسلامی کتابیں بھی تھیں میں نے کچھ کتابیں خریدیں، ان میں ہمارے نبی کی سیرت پاک بھی تھی، اب تو مجھے یاد بھی نہیں رہا کہ کس کی لکھی ہوئی تھی میں نے اسے پڑھا تو مجھے لگا کہ میری پیاس مجھے مل گئی اور مجھے اسلام کو مزید جاننے کا شوق پیدا ہوا، اللہ نے فضل فرمایا کہیں نہ کہیں سے مجھ نہ کچھ پڑھنے کو ملتا رہا اور میں نے لدھیانہ میں ہی فیصلہ کرلیا کہ مجھے مسلمان ہونا ہے، معلومات کی تو معلوم ہوا کہ یہ کام جامع مسجد دہلی کے شاہی امام کراتے ہیں، چھٹیوں میں میرا گھر آنا ہوا تو مجھے شرک کے ان کے بکھیڑوں میں گھٹن محسوس ہوئی، دل میں بار بار گھر کو چھوڑنے کا تقاضہ ہوا، میں نے ایک مسلمان گھرانہ سے تعلق پیدا کیا اور ان سے یوپی سے برقعہ منگوایا اور ایک دن سحری کے وقت گھر سے نکل پڑی، جنگل کے راستہ پیدل جمنا تک پہنچی اور جمنا کو پار کرنے کے لئے جمنا میں گھس گئی، میرے گلے تک پانی آرہا تھا کئی بار خیال آیا کہ شاید میں ڈوب جاؤں گی، مجھے کسی نے بتایا تھا کہ زیادہ سے زیادہ کمر تک پانی آتا ہے مگر اس روز رات میں بارش ہوئی تھی اس کی وجہ سے پانی بڑھ گیا میں دل ہی دل میں اللہ کو یاد کرتی رہی میرے اللہ دیکھ رہے ہیں، اگر میں ڈوب کر مری تو پھر یہ موت میری آپ کی محبت میں، آپ کی تلاش میں ہوگی، اسماء بہن نہ جانے مجھے کہاں سے حوصلہ اور ہمت ملی تھی، اللہ کا شکر ہے کہ جمنا پار کی، جمنا پار کرکے میں

Page 366

نے دہلی جانے کا راستہ معلوم کیا تو لوگوں نے بتایا کہ بڑوت جاکر دہلی جانا ہوگا، ایک مسلمان بھائی مجھے ملا اس نے کہا کہ وہاں پر مسلمان ہونے کے لئے دو جاننے والے گواہ لے جانے ہوں گے ورنہ یہ کام وہاں نہیں ہوسکے گا، میں نے کہا تو پھر میں کیا کروں، مجھے ضرور مسلمان ہونا ہے، اس نے کہا کہ اچھا یہ ہے کہ تم دیوبند چلی جاؤ، میں نے کہا کہ میں اکیلی کس طرح دیوبند جاؤں اس کو مجھ پر ترس آیا کہا: بہن دیوبند تک میں ہی پہنچادوں گا، مگر ہم دونوں ذرا دور دور بس میں بیٹھیں گے اگر کوئی رشتہ دار مل جائے تو یہ مت بتانا کہ میں اس کے ساتھ جارہی ہوں، میں نے کہا ٹھیک ہے وہ مجھے پہلے کیرانہ، وہاں سے شاملی اور پھر نانوتہ سے دیوبند لے گیا، دو بجے کے بعد ہم دیوبند پہنچے، مدرسہ میں گئے مگر وہاں سب نے منع کردیا، ایک مولانا ملے انھوں نے کہا ان کو صدر دروازہ کے سامنے مولانا اسلم عطر والوں کے پاس لے جاؤ، وہاں یہ کام ہوجائے گا، وہ مولانا اسلم کے یہاں لے گئے انھوں نے ہمیں کھانا کھلایا بہت تسلی دی اور حضرت (مولانا محمد کلیم صاحب) سے پھلت بات کی حضرت نے کہا کہ کلمہ تو فوراً پڑھوا دیجئے اور ایک دو روز بعد پھلت بھیج دیجئے، مجھے کلمہ پڑھوایا اور میرا نام عائشہ رکھ دیا، دو یا تین روز کے بعد مجھے پھلت بھیج دیا، پھلت میں کچھ روز وہاں رہی، وہاں پر نماز وغیرہ سیکھنا شروع کی پھر پڑھائی اور دین سیکھنے کے لئے مجھے اللہ تعالیٰ نے مالیر کوٹلہ شاکرہ باجی کے یہاں بھیج دیا، وہاں میں نے قرآن مجید اور دینیات پڑھی، شاکرہ باجی بڑی نیک خاتون ہیں، انھوں نے مجھے بہت محبت سے رکھا، قرآن مجید وغیرہ مکمل کرکے میں واپس پھلت اور دیوبند آئی اور حضرت جی نے میری شادی دہلی کے ایک نوجوان حبیب الرحمٰن سے کردی۔

سوال: آپ کو اس نئے ماحول میں عجیب سا نہیں لگا؟ والدین کے بغیر شادی آپ کو کیسی لگی؟

جواب: حضرت نے اور پھر مولانا اسلم صاحب اور دونوں کے گھر والوں نے میرے ساتھ بہت محبت کا معاملہ کیا اور جس بڑی چیز ایمان کے لئے میں گھر سے نکلی تھی اس کے مل جانے اور اس نے نتیجہ میں آخرت کی کامیابی نے مجھے کوئی احساس نہیں ہونے دیا، کبھی خیال جاتا بھی تھا تو میں اپنے دل کو سمجھا لیتی تھی۔

سوال: آپ کے سسرال والوں نے شادی کس طرح کی؟

جواب: میرے شوہر الحمدللہ حضرت سے بیعت ہیں، ان کی والدہ ایک نیک خاتون ہیں، بالکل سنت کے مطابق سادگی سے میری شادی کی اور الحمدللہ مجھے اس طرح کوئی غربت اور اجنبیت نہیں محسوس ہونے دی۔

سوال: آپ کے شوہر کیا کرتے ہیں؟

جواب: وہ ایکسپورٹ کا کام کرتے ہیں مگر ان پر بہت حالات آئے ہیں، اس طرح تو شاید جس طرح ہمارے ساتھ حالات آئے ہیں، بہت کم لوگوں کے ساتھ آتے ہوں گے مگر میرے اللہ ہمیں ہمت دیدیتے ہیں اور میرے شوہر کا دعوتی شوق اور روز روز کی خبریں ان حالات میں ہمارے لئے حوصلہ کا ذریعہ بنتی ہیں۔

سوال: آپ کے گھر والوں نے آپ کو تلاش نہیں کیا؟

جواب: شروع میں بہت تلاش کیا، تھانے میں رپورٹ بھی لکھوائی، گاؤں کے بعض لوگوں کو پریشان بھی کیا، میں چلتے وقت ایک خط لکھ کر آئی تھی کہ میں نہ کسی لڑکے کی وجہ سے جارہی ہوں نہ کوئی مجھے ساتھ لے جارہا ہے نہ میں خودکشی کرنے جارہی ہوں، مجھے حق کی تلاش تھی وہ مجھے مل گیا، اس کو پانے اور اپنے خدا کی ہونے

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

جارہی ہوں، میری تلاش کرنا فضول ہے، اگر میرے اللہ نے چاہا تو میں خود رابطہ کروں گی لیکن اس کے باوجود بھی انھوں نے بہت تلاش کیا میرے والد کا انتقال تو میرے سامنے ہی ہوگیا تھا، میں کسی طرح گھر کی خیر خیریت لیتی رہتی تھی مجھے معلوم ہوا کہ میری ماں بہت بیمار ہے اور بستر مرگ پر ہیں مجھے بہت یاد آئی اور فکر ہوئی کہ وہ شرک پر نہ مرجائے، میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ کتنے لوگوں کو آپ نے کلمہ پڑھوایا میری ماں کلمہ کے بغیر مرجائیں گی تو ایسے داعی سے شادی کرنے سے مجھے کیا خاک فائدہ ہوگا، وہ جذبہ میں آگئے اور بولے آج ہی چلتے ہیں، ہماری امی (ساس اماں) بولی میں تم لوگوں کو اکیلے جانے نہیں دوں گی میں بھی ساتھ چلوں گی، ہم لوگ گھر سے چلے بچے بھی ساتھ تھے، میں نے اپنی ساس اماں اور شوہر سے کہا کہ آپ یہاں ایک مسلمان کے گھر ٹھہریں، میں بچوں کے ساتھ جاتی ہوں، اگر تین بجے تک ہم واپس آگئے تو آپ سمجھنا کہ ہم زندہ ہیں، ورنہ آپ چلے جانا یہ سوچ کر کہ ہم چاروں کو ماردیا گیا، میری ساس اماں مصلیٰ پر بیٹھ گئیں، میں برقعہ میں جب گھر پہنچی تو لوگ حیران رہ گئے، میری ماں مجھ سے چمٹ چمٹ کر خوب روئی، مجھے انھوں نے نہیں چھوڑا چار بج گئے، میری ساس اماں بہت گھبرا گئی اور میں نے اپنے شوہر اور سسرال کی بہت تعریف کی تو انھوں نے ملنے کی خواہش ظاہر کی، میں نے کہا اب تو مجھے جلدی جانا ہے دو تین روز کے بعد ہم آئیں گے، میں اپنے شوہر کو لے کر گئی میں نے اور انھوں نے والدہ کو سمجھایا، الحمدللہ انھوں نے سب گھر والوں کو بھیج کر اکیلے میں بات کی اور کلمہ پڑھا اور کہا کہ میں سچے دل سے کلمہ پڑھ رہی ہوں اور مجھے اپنے زیور میں سے کئی تولہ سونا دیا، میرے شوہر اور مجھے اور بچوں کو کپڑے دیئے۔

سوال: اس کے بعد بھی آپ لوگ وہاں گئے؟

جواب: ان کی زندگی میں دو بار اور گئے مگر میرے دو بھائی بلکہ ان کی بیویاں ہمارے جانے سے بہت ناراض تھیں، خصوصاً ماں کے ہر دفعہ کچھ دینے سے، اس لئے ہمارے لئے مشکل ہونے لگی، پھر ایک مہینہ کے بعد میری والدہ کا انتقال ہوگیا، الحمدللہ ان کا کلمہ پڑھنے کے بعد انتقال ہوا۔

سوال: باقی گھر والوں کا کیا رویہ ہے؟

جواب: میری دو بہنیں اور دو بھائی تو محبت اور تعلق رکھتے ہیں، ہم ان کے لئے دعا کررہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کو ہدایت عطا فرمائیں، اصل میں گھر والے تو اتنے مخالف نہیں ہیں جن کو معلوم ہوا وہ لوگ ان پر دباؤ بناتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ڈرتے ہیں، بھائی صاحب نے کہا کہ جب تم کو ملنا ہو تو ہمیں بلالیا کرو تمہارے یہاں آنے سے ہمیں مشکل ہوتی ہے۔

سوال: آپ کے شوہر مجیب بھائی تو بڑے داعی ہیں، ابی ان کا بہت ذکر کرتے ہیں کیا وہ آپ کو بھی دعوت میں شریک کرتے ہیں؟

جواب: الحمدللہ، اللہ نے ان کو تو بہت نوازا ہے، نہ جانے کتنے لوگ بڑے اہم اہم ان کی دعوت پر مشرف باسلام ہو چکے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمارے حضرت کہتے ہیں کہ داعی کو حساب رکھنا چاہئے کہ کم از کم ایک دن میں ایک آدمی کو اس کی دعوت پر مسلمان ہونا ہی چاہئے، اسماء بہن کبھی تو مہینوں تک ان کا حساب پورا ہوتا رہتا ہے، آج کل تو ایک یومیہ سے زیادہ ان کے ہاتھوں مسلمان ہو رہے ہیں، کبھی کبھی کام رک سا جاتا ہے تو بہت پریشان ہوتے رہتے ہیں، کبھی کبھی بس روتے رہتے ہیں کہ میرے کسی گناہ کی وجہ اللہ نے راستہ بند کردیا، حضرت سے ملنے جاتے ہیں،

کبھی کبھی فون بھی نہیں مل پاتا، پچھلے دنوں دو مہینے تک حضرت سے نہ ملاقات ہوئی نہ فون ملا، دعوت کا کام بھی سست ہوگیا بس گھر ماتم کدہ تھا جب دیکھو رو رہے ہیں، میں بہت سمجھاتی، ہوسکتا ہے حضرت سفر پر ہوں، کہتے نہیں حضرت ناراض ہیں، اللہ کا شکر ہے فون مل گیا حضرت نے فرمایا کہ تم میرے کماؤ پوت ہو تم سے کیوں ناراض ہونے لگا، بس فون پر بات کرکے آئے جیسے عید ہوگئی ہو اور پھر کام پر لگ گئے بس تو کوئی صبح کو کلمہ پڑھ رہا ہے کوئی شام کو، مجھے بھی خیال ہوا کہ ان کی بات ہی سچی ہے، حضرت سے ملے حضرت نے فرمایا کہ اللہ کی طرف سے داعی کی حفاظت کے لئے یہ نظم ہوتا ہے کہ کبھی داعی یہ نہ سمجھنے لگے کہ ہماری وجہ سے کام ہو رہا ہے، جب اللہ چاہے اور جس کو چاہے ہدایت ہوتی ہے یہ یقین ضروری ہے اور داعی کا رونا بھی اللہ کو بہت پیارا لگتا ہے اس لئے کبھی اللہ راستے کھولتے ہیں اور کبھی روکتے ہیں۔

سوال: آپ کے بچے کیا پڑھ رہے ہیں؟

جواب: میرے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں، الحمدللہ چاروں پڑھ رہے ہیں ان شاء اللہ چاروں کو حافظ و عالم بنانے کی نیت ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے ارمان پورے فرمائے اور ان چاروں کو داعی بنائے۔

سوال: ابی بتا رہے تھے کہ آپ پر بہت حالات آتے رہتے ہیں، آپ کو کیسا لگتا ہے؟

جواب: کاروباری اور ہمارے گھر میں بیماری وغیرہ کے مسائل آتے ہیں تو اکثر صحابہؓ کی قربانیاں یاد آجاتی ہیں کہ ہم نے تو ایمان کے لئے کچھ بھی قربانی نہیں دی اور ذرا ہمت کم سی ہوتی ہے تو کوئی اچھا خواب آجاتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ

کی خواب میں زیارت الحمدللہ بہت ہوتی ہے اور مہینوں اس کا مزہ اور خوشی رہتی ہے، پچھلے ہفتے مجھے الحمدللہ بڑی اچھی حالت میں زیارت ہوئی، عمر کے ابو کہتے ہیں بہت وقت تک تمہارا چہرہ بھی کھلا رہتا ہے۔

سوال: قارئین ارمغان کے لئے کوئی پیغام بھی دینا چاہیں گی؟

جواب: سچائی اور حق کے لئے آدمی کو قربانی دینی پڑتی ہے، آدمی عزم کرے اور سچائی اور حق جو انسان کا حق ہے اس کے لئے پُرعزم ہو جائے تو اس کو پانا انسان کے لئے مشکل نہیں، میں ایسے حالات میں گھر سے نکلی تھی بس حق پر اللہ نے اعتماد کی طاقت سے میری مدد فرمائی اور مجھے ہمت دی اور الحمدللہ میں اپنی مراد کو پہنچی، اللہ تعالیٰ بس موت تک اس پر استقامت نصیب فرمائے کہ اصل مسئلہ تو ابھی باقی ہے۔

سوال: بہت بہت شکریہ عائشہ باجی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، اگست ۲۰۰۹ء

جناب قاضی محمد شریح صاحب (سمیر) سے ایک ملاقات

احمد اوّاہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

قاضی محمد شریح: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، مولانا احمد صاحب

سوال: قاضی محمد شریح صاحب! ماشاء اللہ ابی نے ابھی بتایا کہ ابی نے آپ کا نام قاضی محمد شریح رکھا ہے؟

جواب: ہاں مولانا احمد صاحب! ابھی میں نے بہت اچھی طرح اعلان تو نہیں کیا مگر حضرت جی نے میرا نام قاضی محمد شریح رکھا ہے، نام ذرا مشکل ہے مگر جب حضرت نے تاریخ بتائی تو مجھے اچھا لگا اور دل میں آیا کہ اللہ تعالیٰ نام کی برکت سے اگر قاضی شریح کا کروڑواں حصہ بھی مجھے ان کی خوبی دیدے تو میرا بیڑہ پار ہو جائے گا۔

سوال: اصل میں ابی کا کہنا ہے کہ مسلمانوں بلکہ اس پوری دنیا کے انسانوں کی خیر و ترقی اس میں ہے کہ یہ پیچھے ہٹ کر چودہ سو سال پہلے کے زمانے سے وابستہ ہو جائیں، اس زمانہ اور اس کے مزاج سے دنیا کے دور ہو جانے کی وجہ سے ساری تباہی آرہی ہے، اس لئے ابی لوگوں کے مدرسوں کے نام، دفتروں کے نام خیر القرون سے ملا کر رکھنے پر زور دیتے ہیں، مدرسہ صفۃ الاسلام، دار ارقم، دار ابی ایوب وغیرہ قاضی شریح ہمارے نبی ﷺ کے چوتھے خلیفہ کے زمانے میں بڑے

مشہور قاضی تھے۔

جواب: ہاں انھوں نے وہ قصہ سنایا تھا کہ حضرت علیؓ کے مقابلہ میں ایک یہودی کے حق میں انھوں نے زرہ کے مقدمہ میں شرعی گواہ نہ ہونے کی وجہ سے فیصلہ سنایا تھا اور اس انصاف پر وہ یہودی مسلمان ہوگیا تھا۔

سوال: جی بالکل وہی واقعہ ان کا مشہور ہے اور بھی ان کے انصاف اور عدل کے بہت سے واقعات ہیں، قاضی صاحب آپ کو ابی نے بتایا ہوگا کہ مجھے آپ سے ارمغان کے لئے انٹرویو لینا ہے؟

جواب: جی ابھی بتایا ہے، میں نے عرض بھی کیا کہ بار بار اجازت کے باوجود آپ نے مجھے اپنے قبول اسلام کا اعلان کرنے سے منع کیا ہے اور ایسے میں میرا انٹرویو چھپنا کیا مناسب ہوگا، حضرت جی نے فرمایا کہ مقصد تو نصیحت اور دعوتی جذبہ پیدا کرنا ہے، آپ اپنا اجمالی تعارف کرا دیں، اصل میں رمضان کا مہینہ ہے اور آپ آگئے ہیں، اس برکت والے مہینہ میں آپ کا ہی حال چھپ جائے تو یہ بہتر ہے۔

سوال: آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

جواب: میں ہریانہ کے ایک جاٹ خاندان میں ۲۳ مئی ۱۹۶۲ء کو پیدا ہوا، روہتک سے میں نے بارہویں کلاس اور پھر بی ایس سی کیا اور بعد میں میرے والد نے جو چندی گڑھ میں جج تھے میری لائن بدلنے کا فیصلہ کیا اور ایل ایل بی کرنے کو کہا، میں نے ایل ایل بی کیا اور چندی گڑھ سے وکالت شروع کردی اور پھر اللہ نے یہ کیا PCS پہلی بار میں کوالی فائی کیا، آج کل ایک ضلعی عدالت میں CIA ڈی جے ہوں، انشاء اللہ بہت جلد ڈسٹرکٹ جج بننے کی امید ہے، میری ایک بہن DSP ہیں، ان کے شوہر ADM ہیں، ہمارا خاندان اللہ کا شکر ہے کہ پڑھا لکھا خاندان ہے، ہمارے خاندان میں اردو کا رواج رہا ہے، میرے دادا اُردو کے بہت اچھے شاعر تھے، مخدوم اپنا تخلص لکھتے ہیں وہ مخدوم پانی پتی کے عقیدت مندوں میں تھے۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیے؟

جواب: میں ہریانہ میں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کورٹ میں جج کے عہدہ پر فائز تھا ہمارے خاندان میں انسانی قدروں کی بڑی اہمیت تھی، گھر میں بوڑھی عورتیں اور بڑے، مہا پرشوں، صوفیوں اور اچھے لوگوں کے قصے سناتے تھے، میرے والد خود بہت ایمان دار افسر تھے، میں نے پریم چند کی کہانیاں پڑھی تھیں، میں نے پنچ پر میشور کہانی بھی پڑھی تھی، اس کہانی سے میرے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ فیصلہ کی گدی پر آدمی خدا کا نائب بن کر بیٹھتا ہے اس کو سارے انسانوں کو ایک آنکھ سے دیکھنا چاہئے اور انصاف کرنا چاہئے، اللہ کا شکر ہے کہ میں اس کا خیال کرتا ہوں اور عدالت میں اپنی طرف سے انصاف کرنے کی کوشش کرتا ہوں، جب آدمی نیکی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی لوگوں کے دلوں میں عزت اور محبت پیدا کردیتے ہیں، میں جہاں بھی رہا لوگ میری ایمان داری کی وجہ سے میری بہت قدر کرتے تھے بلکہ میں نے دیکھا ہے کہ بے ایمان اور رشوت لینے والے بھی میری عزت کرتے بلکہ میں نے تو دیکھا کہ میرے افسر بھی میری ہمیشہ کی ایمان داری کی وجہ سے بہت عزت کرتے ہیں، پانچ سال پہلے کی بات ہے ایک روز صبح مارننگ واک (چہل قدمی) کرر ہا تھا، مولانا صاحب کا ایک شاگرد جو بہت شریف اور محبت بھرا نوجوان ہے میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ آپ ہمارے شہر میں آئے ہیں یہ بڑی خوشی کی بات ہے، سب لوگ آپ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ سے محبت کرتے ہیں، میں

آپ سے کافی روز سے بات کرنا چاہ رہا ہوں آپ مجھے دس منٹ کا وقت دید یجئے، میں نے کہا ابھی میرے ساتھ چلئے ایک کپ چائے پی لیجئے، اس نے کہا کہ ہمارے حضرت یہ کہتے ہیں قرآن نے کہا ہے کہ جب کسی سے ملنے جانا ہو تو اپارٹمنٹ لے کر جاؤ، میں نے کہا میں ٹائم دے رہا ہوں، میرے پاس ابھی وقت ہے، وہ خوش ہوا میرے ساتھ میرے گھر آیا اور بولا: مجھے یہ فکر ہے جج صاحب آپ اتنے ایمان دار اور بھلے افسر ہیں آپ کو ایک دن مرنے کے بعد بڑی عدالت میں مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا ہونا پڑے گا اور آپ پر غداری کا مقدمہ چلے گا، میں نے حیرت سے پوچھا مجھ پر غداری کا مقدمہ چلے گا؟ بولے جی، جس دیش میں آدمی رہتا ہو وہاں کے حاکم اور مالک کو نہ مانے اور وہاں کے سن ودھان (Constitution) کو نہ مانے وہ باغی اور غدار ہے، اس پوری سرشٹی (کائنات) کا حاکم و مالک ایک اللہ ہے اور اس کا فائنل دستور سنودھان قرآن مجید ہے، جو اللہ کو اور قرآن کو نہ مانے وہ تو باغی اور غدار ہے، میں نے کہا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ مجھ پر یہ مقدمہ چلے گا؟ اس نے بڑے درد اور حیرت سے کہا کہ میں اتنا پڑھا لکھا تو ہوں نہیں کہ آپ کو ترک (دلائل) سے سمجھا دوں مگر جب آنکھ کھلے گی جس کو آپ مرنا اور آنکھ بند ہونا کہتے ہیں ہم اسے آنکھ کھلنا کہتے ہیں تو بات ہماری ہی سچی ہوگی، مگر جج صاحب اس وقت آپ کو فیصلہ کا اختیار نہیں رہے گا تو مجبوراً آپ کو ہمیشہ کی نرک کی جیل میں جلنا پڑے گا، یہ کہہ کر اس کی آنکھوں سے محبت اور ترس سے دو آنسو نکلے، جن میں سے ایک تو زمین میں ٹپک گیا اور دوسرا پلکوں میں اٹک گیا، مولانا احمد صاحب بے لوث محبت اور ہمدردی میں اس کے وہ دو آنسو میرے گلے کا پھندہ بن گئے، میرے دل میں آیا کہ سمیر ایسے ہمدرد کی بات میں ضرور سچائی ہے اور اس کی ماننے میں میرے

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

لئے بھلائی ہے، میں نے کہا مجھے کیا کرنا چاہئے، اس نے کہا آج پہلی تاریخ ہے ہمارے حضرت سونی پت آتے ہیں، آپ کو کلمہ پڑھوا کر مسلمان بنادیں گے، میں نے کہا کس وقت چلنا ہے؟ اس نے کہا دس بجے یہاں سے چلیں گے گیارہ بجے تک پہنچ جائیں گے، حضرت گیارہ ساڑھے گیارہ بجے تک آجائیں گے، دس بجے ہم دونوں چلے، گیارہ بجے سونی پت پہنچے، اتفاق سے مولانا کو اس روز کوئی کام تھا جس کی وجہ سے ڈیڑھ بجے سونی پت پہنچے، گاڑی کی آواز آئی، میں کمرے سے نکلا، مولانا صاحب سے ملاقات ہوئی، میں نے کہا میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں، حضرت صاحب نے کہا: ایمان اندر کے یقین کا نام ہے، آپ نے ارادہ کرلیا بس ہوگیا، ہم بھی اس ثواب میں شریک ہوجائیں اس کے لئے کلمہ پڑھ لیجئے، یہ کلمہ آخری اور مکمل دستور قرآن کو، نبی کے طریقہ پر عمل کرنے اور اس کو ماننے کا حلف ہے، جو ہر آدمی کو عہدہ سنبھالتے وقت لینا ہوتا ہے، حضرت نے مجھے کلمہ پڑھوایا اور اردو میں ترجمہ بھی کہلوایا پھر مجھ سے معلوم کیا کہ آپ نے اتنا بڑا فیصلہ لیا ہے، آپ نے اسلام کو پڑھا اور سمجھا بھی ہے؟ میں نے کہا میں نے ایل ایل بی میں مسلم پرسنل لا جو کچھ پڑھا ہے بس اس کے علاوہ ایک لفظ نہیں پڑھا، مسلمانوں سے زیادہ رابطہ بھی نہیں رہا بلکہ نام کیلئے بھی مسلمانوں سے رابطہ نہیں رہا، ہریانہ میں مسلمان ہیں بھی نا کے برابر، حضرت نے پوچھا پھر اتنا بڑا فیصلہ آپ نے کس بات پر لیا؟ میں نے کہا آپ کا یہ مرید میرے پاس آیا اور محبت سے مجھ سے کہا: آپ اتنے ایمان دار افسر ہیں، مگر آپ پر ایک بڑی عدالت میں غداری کا مقدمہ چلے گا اور جب میں نے اس سے ثبوت مانگا تو جواب میں محبت سے اس کی آنکھوں سے دو آنسو نکل گئے، ایک زمین میں گر گیا اور ایک پلکوں میں اٹک گیا، حضرت صاحب مجھے آج معلوم

ہوا کہ ہتھکڑی پڑ کر مجرم کیسے بے بس ہو جاتا ہے، یہ محبت بھرے دو آنسو میرے گلے کا پھندہ بن گئے، میرے دل نے کہا ایسے محبت بھرے آدمی کی بات ماننے میں بھلائی ہے، ایسا خیر خواہ جھوٹا نہیں ہو سکتا، حضرت نے میرا نام قاضی محمد شریح رکھا اور پورا قصہ قاضی شریح کا سنایا، مجھے بار بار مبارک باد دی اور اسلام پڑھنے کے لئے کہا، کتابوں کی ایک فہرست بنائی اور ایک مولانا کے ذمہ لگایا کہ وہ دہلی سے یہ کتابیں مجھے منگا کر دیں۔

سوال: اس کے بعد آپ نے وہ کتابیں پڑھیں؟

جواب: سب سے پہلے میں نے ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' پڑھی، اس کتاب نے مجھے اپنے فیصلہ پر بڑا اعتماد پیدا کیا کہ بے سوچے سمجھے میں نے کتنا سوچا سمجھا فیصلہ لیا بلکہ سچی بات یہ ہے کہ میرے اللہ نے مجھے کتنا سوچ سمجھ کر لینے والا فیصلہ، بے سوچے سمجھے لینے پر مجبور کیا، اس کے بعد میں نے ''مرنے کے بعد کیا ہوگا؟'' پڑھی اس کتاب نے یوم آخرت خصوصاً حشر کی عدالت کو دل و دماغ پر ایسا طاری کیا کہ اب عدالت میں جج کی کرسی پر ہوتا ہوں اور میرا ذہن اللہ کی عدالت میں حساب دیتے وقت مجرموں کے کٹہرے میں اپنے کو کھڑا پاتا ہے، بعض مرتبہ اس خوف میں بہت زیادہ بدحال ہو جاتا ہوں اس کے بعد الحمدللہ ایک کے بعد ایک کئی سو کتابیں پڑھ چکا ہوں۔

سوال: آپ نے گھر والوں کو ابھی تک نہیں بتایا؟

جواب: پانچ سال ہونے والے ہیں میں خود بہت پریشان ہوں مگر جب بھی حضرت سے بات ہوتی ہے تو حضرت کہتے ہیں کہ ابھی کچھ روز بعد اعلان کیجئے، الحمدللہ میری اہلیہ تو مسلمان ہوگئی ہیں اور میرے دونوں بچے بھی، ہم چاروں تو نماز

روزہ گھر میں پابندی سے ادا کرتے ہیں، آج حضرت نے فرمایا کہ اب انشاء اللہ رمضان کے بعد اعلان کروائیں گے، میرے دل میں بار بار غیرت کی وجہ سے بہت جذبہ ہوتا ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے بھی تو حضور ﷺ کے منع کرنے کے باوجود اعلان کر دیا تھا، مگر پھر اندر سے کوئی سمجھاتا ہے کہ ایک آدمی کو اپنا رہبر بنا لیا ہے تو پھر اپنی چلانے کے بجائے اس کی ماننے میں عافیت ہے، بعض دوسرے معاملات میں میں نے تجربہ بھی کیا کہ حضرت کی مرضی ماننے میں بڑی بھلائی ملی۔

سوال: نماز وغیرہ آپ کہاں پڑھتے ہیں اور جمعہ کی نماز کا کیا کرتے ہیں؟

جواب: عام اعلان میں نے نہیں کیا ہے ورنہ بہت سے مسلمانوں کو الحمدللہ ہمارے اسلام کا علم ہے، میں جمعہ کی نماز جہاں رہتا ہوں اس سے دور کسی شہر گاؤں یا قصبہ میں جہاں جمعہ ہوتا ہو تلاش کر لیتا ہوں الحمدللہ جمعہ پابندی سے پڑھتا ہوں، یوں بھی جماعت میں میں نے تین روز الحمدللہ اب تک سات مرتبہ لگائے ہیں مگر دور جا کر۔

سوال: آپ کو اسلام میں آ کر کیسا لگا؟

جواب: ہریانہ میں ۱۹۴۷ء کے بعد اسلام اور مسلمان تو ایسے ہی ہیں، اس لئے رسم و رواج کے لحاظ سے اسلام سے ہمیں مناسبت کم ہی تھی، اگرچہ اردو تہذیب اور گھر میں نان و تیج کا رواج تھا، مگر چونکہ عقیدہ اور پورے ضابطہ کے لحاظ سے اسلام بالکل نیچرل مذہب ہے مجھے بالکل بھی اجنبی نہیں لگا، بلکہ ایسا لگا کہ میری چیز تھی حضرت صاحب کتنی سچی بات کہتے ہیں، سونی پت میں ان کی تقریر میں نے سنی، اسلام دین فطرت ہے، پیاسے انسان کو جس طرح بھی آپ اس کے ہونٹوں کے پاس پانی لائیں گے تو جس طرح وہ اس کو قبول کرے گا اسی طرح انسانی فطرت،

دین فطرت کی پیاسی ہے، اس کو دین فطرت اجنبی نہیں لگتا، شرط یہ ہے کہ اس کے ہونٹوں تک لگا دیا جائے۔

سوال: ابی نے آپ کو دعوت پر نہیں لگایا، گھر والوں اور خاندان والوں پر کام کے لئے نہیں کہا؟

جواب: ہاں الحمد للہ کہا ہے، میں کام بھی کر رہا ہوں، الحمد للہ میری ایک بوا (پھوپی) اور ان کے شوہر مسلمان ہو گئے ہیں، میرے چچا کے ایک بیٹے مسلمان ہو گئے ہیں، میرے چھ نوکر مسلمان ہو کر اعلان کر چکے ہیں، دو نے تو مسلمان لڑکیوں سے شادی بھی کر لی ہے۔

Page 373

سوال: ماشاء اللہ! اچھا ارمغان کے لئے آپ کوئی پیغام دیں گے؟

جواب: حضرت فرماتے ہیں اور کتنی سچی بات فرماتے ہیں کہ یہ ملک اہل محبت کا ملک ہے، محبت یہاں کے لوگوں کی کمزوری ہے سچی ہمدردی اور محبت کے سامنے یہ قوم پاؤں نہیں جما پاتی، فوراً مائل ہو جاتی ہے، اس قوم کی اس خوبی کا فائدہ اٹھا کر ہم لوگ کچھ نا سمجھ لوگوں کی گندی سیاسی فرقہ پرستی سے متاثر ہونے کے بجائے ان کو اپنا خونی رشتہ کا بھائی سمجھ کر اگر محبت سے دعوت دیں تو ایسا ہو نہیں سکتا کہ یہ قوم ٹھکرائے، یہاں دعوت کا کام کرنے کے لئے زیادہ بحث و مباحثہ اور عقلی دلائل اور اس کی صلاحیت کی ضرورت نہیں بلکہ صرف محبت اور جرأت کی ضرورت ہے اور جرأت سے زیادہ محبت کی، شرط یہ ہے کہ محبت وہ جو اندر سے ابلے اور دل تک پہنچ جائے، جب ایک کم پڑھے لکھے، سیدھے دیہاتی نوجوان کے دو بلکہ ڈیڑھ آنسو مجھے ہمیشہ کے کفر شرک سے نجات کا ذریعہ بن سکتے ہیں اگر رحمۃ للعالمین نبی ﷺ کی طرح راتوں کو اللہ کے حضور رونا اور سینہ کا ہانڈی کی طرح کھولنا ہمیں



نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

نصیب ہو جائے تو یہ ملک صد فیصد اسلام کا زبردست مرکز بن سکتا ہے۔

سوال: بہت بہت شکریہ قاضی صاحب

جواب: بہت بہت شکریہ تو آپ کا کہ آپ نے مجھے اس مبارک کام میں شریک کر لیا، انشاء اللہ رمضان میں پھلت میں ملاقات ہوگی۔

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، ستمبر ۲۰۰۹ء

جناب محمد عمر صاحب ﴿آدیش﴾ سے ایک ملاقات

احمد اوّاہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد عمر : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : عمر بھائی گزشتہ سال میں نے آپ سے جو انٹرویو لیا تھا وہ آپ کے منع کرنے کی وجہ سے شائع نہیں کیا جاسکا اور اب وہ انٹرویو میرے پاس صحیح حالت میں نہیں ہے، میری خواہش ہے کہ آپ کا انٹرویو ضرور شائع کیا جائے اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو دوبارہ آپ سے کچھ باتیں کرلی جائیں۔

جواب : ہاں احمد بھائی کیوں نہیں، میں تو انٹرویو شائع ہونے کا انتظار کررہا تھا، اس وقت انٹرویو شائع کرنا مناسب نہیں تھا، الحمدللہ اب حالات سازگار ہیں اس لئے اسے شائع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

سوال : پہلے آپ اپنا تعارف کرائیں؟

جواب : میرا پہلا نام آدیش تھا، میں ضلع سہارنپور کے ایک گاؤں سیجی کا رہنے والا ہوں، میں نے سیجی ہی میں جنتا انٹر کالج سے ہائی اسکول کیا ہے اور اب مدرسہ قاسم العلوم تیوڑہ میں عالمیت کررہا ہوں۔

سوال : آپ کو اسلام کی طرف کیسے رغبت ہوئی اور کیا چیز آپ کے اسلام قبول کرنے کا ذریعہ بنی؟

جواب : بچپن سے ہی مجھے اسلام کی بہت سی چیزیں اچھی لگتی تھیں، خاص طور پر

پردہ کا نظام مجھے بہت پسند آیا، یہ چیز مجھے دوسرے مذاہب میں نظر نہیں آئی اور دوسری چیز جس کی وجہ سے میں نے اسلام قبول کیا، میرا ایک خواب تھا میں بچپن سے ہی اپنا نام آدیش لکھتا تھا، یہ مجھے بہت پسند تھا شاید اس لئے ہی آپ ﷺ مجھے خواب میں نظر آئے، آپ نے مجھ سے فرما رہے ہیں کہ کلمہ پڑھ لو اور یہاں سے چلو، پھر مجھے ایک بہت اچھا کنواں دکھائی دیا جو میرے گاؤں میں ہی تھا، یہ آواز اس کنویں میں سے بھی سنائی دی، میں نے یہ بات اپنے مسلمان دوست کو بتائی تو وہ کہنے لگا کہ تو چاہے جو بھی کرلے مسلمان ضرور ہوکر رہے گا، اس کے کچھ ہی دن بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام سے سرفراز فرمایا۔

سوال : آپ اپنے قبول اسلام کا پورا واقعہ سنائیں؟

جواب : احمد بھائی مجھے بچپن سے ہی مورتی پوجا سے نفرت تھی میں اپنی والدہ کو بھی اس سے روکتا تھا، گھر میں کوئی بھی میرے سامنے پوجا نہیں کرسکتا تھا، سب لوگ مجھ سے چھپ کر ہی پوجا کرتے تھے، ایک مرتبہ میں نے گھر کے تمام بھگوانوں کے پوسٹر پھاڑ کر جیب میں رکھ لئے اور ان کے فریم کو اپنے بھائی سے کنویں میں پھینکنے کو کہا، اس وقت میری والدہ سوئی ہوئی تھیں، میں نے ان تصویروں کو آگ لگادی، آگ لگنے کے بعد جب ان کی طرف سے کوئی ردعمل نہیں ہوا تو مجھے پورا یقین ہوگیا کہ یہ سب بیکار ہیں اس کے بعد جب میری ماں کو یہ سب بات معلوم ہوئی کہ میں نے تمام بھگوانوں کو جلادیا ہے تو اس نے مجھ سے بلاکر پوچھ تاچھ کی کہ میں نے ایسا کیوں کیا ہے؟ میں نے اپنی ماں کو سمجھایا کہ جب یہ اپنی حفاظت خود نہیں کرسکتے تو میری اور آپ کی کیسے کرسکتے ہیں، اس پر میری ماں نے مجھے بہت مارا اور کہنے لگیں کہ تو مسلمان ہوگیا ہے، میں نے کہا کہ میں کوئی مسلمان نہیں ہوا ہوں،

مجھے معلوم نہیں کہ کون صحیح ہے، ہندو کہتے ہیں کہ مسلمان غلط ہیں اور مسلمان کہتے ہیں کہ ہندو غلط ہیں، میں جب تک اچھی طرح تحقیق نہیں کر لیتا کہ کون صحیح ہے تب تک نہ میں مسلمان اور نہ ہندو، پھر کچھ دن بعد مجھے یہ خواب نظر آیا جس پر میرے دوست نے کہا تھا کہ تو چاہے جو بھی کر لے مسلمان ضرور ہو کر رہے گا، میرا رجحان اسلام کی طرف پہلے سے ہی تھا، مزید اس خواب نے میری دلچسپی اسلام کی طرف اور بڑھا دی اس کے بعد ہی میں نے پڑھائی چھوڑ دی اور سہارنپور کام سیکھنے کے لئے گیا، وہاں ایک سید صاحب کی دکان میں کام سیکھا کرتا تھا اور ان سے اسلام کے بارے میں کچھ باتیں بھی ہوا کرتی تھیں، جس کی وجہ سے ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ میں اسلام کو پسند کرتا ہوں اور قبول بھی کرنا چاہتا ہوں، ایک دن سید صاحب کے سالے دکان پر تشریف لائے، ان کو معلوم تھا کہ میں ہندو ہوں لیکن سید صاحب نے ان کو بتایا کہ میرا رجحان اسلام کی طرف ہے، پھر انھوں نے مجھ سے بات کی، میں نے صاف صاف بتا دیا کہ میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں، اگلے ہی دن وہ صاحب مجھے لے کر دیوبند مولانا اسلم صاحب کے پاس آئے، مولانا نے مجھے کلمہ پڑھایا اور میرا نام محمد عمر رکھا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: کلمہ پڑھنے کے بعد مجھے مولانا اسلم صاحب نے نماز وغیرہ سیکھنے کے لئے پھلت بھیج دیا، یہاں میں نے بہت جلد نماز اور بہت سی دعائیں سیکھ لیں، اس کے تقریباً سوا مہینے کے بعد میرا گھر جانا ہوا، گھر والوں نے معلوم کیا کہ کہاں کام کر رہے ہو، میں نے بتایا کہ میں دہلی میں کام سیکھ رہا ہوں، دو چار دن گھر رہنے کے بعد میں واپس آنے لگا تو گھر والوں نے دہلی کا کوئی فون نمبر اور ایڈریس مانگا

میں نے کہا کہ میرا بیگ دہلی میں ہی رہ گیا ہے، اسی میں فون نمبر اور ایڈریس وغیرہ ہے، میں وہاں پہنچ کر فون سے نمبر اور ایڈریس دے دوں گا، گھر سے نکلتے وقت مجھے خرچ کے لئے گھر والوں نے -/۵۰۰ روپے بھی دیئے، کئی روز تک میری خیر خبر نہ ملنے پر گھر والوں نے میری تلاش جاری کر دی، جب میرا ان کو کوئی سراغ نہیں ملا تو انھوں نے اسلام کی طرف میرا رجحان ہونے کی وجہ سے ہمارے گاؤں کے رہنے والے ظہور صاحب جن کے پاس میرا آنا جانا تھا پر میرے اغوا (اپہرن) کا الزام لگا دیا اور ان پر تمام گاؤں والوں نے دباؤ ڈالا، بیچاروں نے مجبور ہو کر یہ کہہ دیا کہ آٹھ دن میں تمہارا لڑکا مل جائے گا، یہ بات سنی تھی کہ ان کو یقین ہو گیا کہ میں ان ہی کے پاس ہوں، وہ پریشان ہو کر میرے پاس آئے اور مجھے لے کر قاضی رشید مسعود ایم پی کے یہاں لے گئے، ایم پی صاحب نے ہمیں تسلی دی کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے سب ٹھیک ہو جائے گا، میں قاضی جی کے یہاں تین چار دن تک رہا، ظہور صاحب کو میرے اپہرن کے الزام میں جیل بھی جانا پڑا، ان کی ضمانت تو ہو گئی تھی لیکن مقدمہ شروع ہو گیا تھا مجھے ان کو بچانے کے لئے بیان دینا تھا، بیان دینے کے لئے ایم پی صاحب نے مجھے پولیس والوں کے ساتھ بھیجا اور ان کو یہ نصیحت کی میرے ساتھ کوئی زیادتی نہ کی جائے، جو میں چاہتا ہوں وہی ہونا چاہئے اور کسی قسم کی کوئی سختی میرے ساتھ نہ کی جائے، پولیس والے مجھے لے کر دیوبند جا رہے تھے کہ نانوتہ میں میرے گھر والے مل گئے، انھوں نے مجھے روک کر بہت سمجھایا میں ان کو بے دھڑک اور سخت لہجے میں جواب دے رہا تھا، ایس او (S.O) نے یہ دیکھ کر کہ میں جواب دے رہا ہوں اور ان کی بات ماننے کو تیار نہیں ہوں، سمجھایا کہ بھائی یہ تیرے ماں باپ ہیں، تجھے کرنی تو اپنے من کی

ہے، ان کا دل رکھنے کو ان کی بات بھی مان لے، میں نے ایس او کے کہنے سے کپڑے یعنی پینٹ شرٹ جو وہ اس وقت خرید کر لائے تھے، لے لئے اور کولڈ ڈرنک بھی پی لی، لیکن کھانا نہیں کھایا، گھر والے مجھ سے کہنے لگے کپڑے بھی بدل لے، میں نے کہا کہ اس وقت نہیں، صبح میں بدل لوں گا، میرا یہ کہنا تھا کہ گھر والوں نے گاؤں میں یہ بات اڑا دی کہ میں نعوذ باللہ مرتد ہو گیا ہوں اور میں نے داڑھی وغیرہ کٹوا دی ہے، اس بات سے مسلمانوں کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ گھبرا گئے کہ کہیں میں ظہور صاحب کے خلاف بیان نہ دے دوں۔

احمد بھائی جب ہم دیوبند پہنچے تو وہاں مجھے پانچ گھنٹے تک آفیسر نے پریشان کیا، کبھی ایک تو کبھی دوسرا، مجھ سے پوچھ تاچھ کرتا، یہ سلسلہ پانچ گھنٹے تک چلتا رہا، اخیر میں مجھ سے تمام آفیسر نے جو چار پانچ تھے کہا کہ تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے ان کو جواب دیا کہ میں اپنی مرضی سے مسلمان ہو گیا ہوں کسی کا مجھ پر کوئی دباؤ یا لالچ نہیں ہے اور اب میں اسلام کے بارے میں پڑھنا چاہتا ہوں، مجھے آپ کسی مدرسہ میں بھجوا دیجئے، انھوں نے میری یہ بات مان لی اور مجھے مدرسہ چھوڑنے کے لئے جا رہے تھے کہ راستہ میں پولیس والوں نے گاڑی روک دی، سامنے سے ایک بجرنگ دل کا آدمی آیا اس کے ہاتھ میں ترشول تھا، دیکھتے ہی دیکھتے وہاں تقریباً تین سو آدمی جمع ہو گئے وہ مجھے گاڑی سے اتارنے لگے میں نے گاڑی کے پائپ کو مضبوطی سے پکڑ لیا وہ مجھے گاڑی سے کھینچ ہی رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد آ گئی، ایک دوسری پولیس والوں کی گاڑی آ کر رکی، گاڑی کے رکتے ہی وہ سب بھاگ گئے، پھر یہ پولیس والے مجھے مدرسہ قاسم العلوم تیوڑہ لے کر آئے، اگلے دن بجرنگ دل والوں نے قریب کے تمام گاؤں والوں کو اکٹھا کر کے ظہور صاحب اور

گاؤں کے تمام مسلمانوں پر چڑھائی کر دی اور ظہور صاحب کے کھیتوں کو نقصان پہنچایا، تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ پورے سبھی گاؤں کو فورس نے گھیر لیا اور فوج نے بہت سختی کی اور لاٹھی چارج بھی کر دیا، پبلک منتشر ہو گئی اس کے بعد سبھی میں کئی دن تک کوفیو لگا رہا، احمد بھائی اس وقت جب آپ نے میرا انٹرویو لیا تھا اس وقت حالات ٹھیک نہیں تھے، بڑی مشکل سے کچھ معاملہ ٹھنڈا ہوا تھا میں نے مصلحتاً کہ نئی نئی بات ہے کبھی ماحول دوبارہ گرم ہو جائے، انٹرویو شائع کرنے کو منع کر دیا تھا، الحمد للہ آج کل حالات ٹھیک چل رہے ہیں۔

سوال: اسلام لانے کے بعد اور کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب: احمد بھائی گھر میں جو سہولتیں ہوتی ہیں وہ گھر سے دور جانے کے بعد ختم ہو جاتی ہیں، بس اس طرح کی کچھ چھوٹی موٹی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

سوال: ہاں واقعی عمر بھائی یہ بات تو ہے کہ گھر سے دور رہ کر کچھ سہولتیں ختم ہو جاتی ہیں لیکن آپ نے ان سہولتوں کے بدلے اتنی بڑی نعمت پائی ہے کہ دنیا کی تمام سہولتیں دے کر بھی مل جائے تو بھی سستی ہے اور سچے مسلمان تو آپ ہی ہیں کہ آپ نے حق سامنے آ جانے کے بعد اسے قبول کر لیا، ہمارا کیا ہے ہمیں تو اسلام ورثے میں ملا ہے، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان گھرانے میں پیدا فرما کر اسلام پر باقی رکھا، اچھا گھر والوں اور ظہور صاحب سے ملاقات ہوتی رہتی ہے کیا؟

جواب: نہیں احمد بھائی، گھر والوں سے تو اس کے بعد ایک بھی بار ملاقات نہیں ہوئی، البتہ ظہور صاحب سے ملاقات ہوتی رہتی ہے، انھوں نے مجھے بیٹا بنا لیا ہے وہ مجھ سے ملنے مدرسے آتے رہتے ہیں اور مجھ سے اپنے بچوں کی ہی طرح محبت

کرتے ہیں اور ان کے بچے، بہن بھائی کی طرح رہتے ہیں اور دو بہنوں کی شادی بھی ہوگئی ہے، چھٹی گزارنے میں ان کے یہاں ہی جاتا ہوں۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے کیسا محسوس کیا؟

جواب: بہت زیادہ سکون محسوس کیا، قبول اسلام کے بعد مجھے سکون قلب مل گیا۔

سوال: عالمیت کے بعد کیا ارادہ ہے؟

جواب: عالمیت کے بعد دعوت کا کام کرنا ہے، میں عالمیت کر ہی اسی لئے رہا ہوں کہ اسلام کو ٹھیک سے جاننے کے بعد اپنے غیر مسلم بھائیوں کو اس کی طرف دعوت دوں اور اللہ تعالیٰ کا پیغام ان تک پہنچاؤں، آپ سے اور تمام قارئین ارمغان سے بھی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کام کے لئے قبول فرمالے۔

سوال: آمین۔ قارئین ارمغان کو کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: میں بس اتنا کہنا چاہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو اسلام سے نوازا ہے وہ اس کی قدر کریں اور چونکہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق ہر کچے پکے گھر میں اسلام داخل ہوگا ہی تو اس کے لئے دعا اور کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر ہر گھر میں اسلام پہنچانے میں آپ کا ہم دونوں کا بھی کچھ حصہ شامل فرمائے اور میرے اور آپ کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو بھی اس کار خیر کے لئے مکمل طور پر قبول فرمائے۔

دوسری ضروری بات نو مسلم بھائیوں سے بھی ارمغان کے واسطہ سے یہ کہنی ہے کہ اگر آدمی اپنے ایمان پر پکّا ہے تو کتنی ہی مشکلیں آئیں مشکلیں خود کافور ہوجاتی ہیں اور اللہ پر بھروسہ کرنے والے کے ساتھ اللہ کی مدد آتی ہے، دوسرے

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

دعوت کے لئے کوشش کرنے والوں کے لئے بھی اللہ کی مدد کا وعدہ ہے، ظہور صاحب کی اتنی مخالفت ہوئی مگر کوئی ان کا بال بیکا نہ کرسکا، ان کے کھیتوں کو لوگوں نے نقصان پہنچایا، ان کا کہنا ہے کہ اگلے سال ان کی فصل دوگنی ہوگئی، وہ مجھ سے کہتے ہیں کہ عمر میاں سچی بات یہ کہ تم نے ہمیں سچا مسلمان بنادیا، ہم لوگ رسمی مسلمان تھے، تمہیں بیٹا بنانے کی وجہ سے اللہ پر اور اللہ کی مدد پر ہمیں پکّا ایمان حاصل ہوا، اب ہم ہر مشکل میں صرف اللہ کو کارساز مانتے ہیں، پہلے یہ بات نہ تھی۔

سوال: سنا ہے آپ نے ختنہ بھی کرائی ہے؟

جواب: ہاں احمد بھائی، ایک تو مجھے یہ خیال تھا کہ ایک سنت چھوٹی ہوئی ہے دوسرے مجھے ڈر بھی رہتا تھا کہ کہیں سفر حضر میں میری موت آجائے تو ہندو سمجھ کر مجھے جلادیں اور ان دونوں باتوں سے زیادہ بات یہ تھی کہ پیشاب کے بعد قطرہ رکا رہنے کا ہر وقت خیال رہتا تھا اور یہ خیال ہوتا تھا کہ شاید میں پاک نہیں ہوا اور جب پاکی نہیں تو نماز روزہ سب بے کار ہے، اس لئے میں مولانا صاحب سے اس کے لئے بہت اصرار کرتا تھا، مدرسہ کی ششماہی چھٹیاں ہوئیں تو میں پھلت آگیا، مولانا صاحب نے مجھے سردھنہ بھیج کر میری ختنہ کرادی، الحمدللہ کوئی تکلیف نہیں ہوئی اور اب بہت اطمینان ہوگیا ہے۔

سوال: شکریہ جزاکم اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، مئی ۲۰۰۷ء

ڈاکٹر محمد اسعد صاحب (راجکمار) سے ایک ملاقات

ڈاکٹر محمد اسعد : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

احمد اوّاہ : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : ڈاکٹر صاحب آپ بہت اچھے موقع پر تشریف لائے، مجھے آپ جیسے کسی خوش قسمت کی تلاش تھی بلکہ گویا آپ کی ہی تلاش تھی۔

جواب : کیوں بھیا احمد ایسی کیا ضرورت تھی؟ آپ تو اب ماشاء اللہ بڑے ہو گئے ہیں

سوال : اصل میں کچھ زمانے سے ہمارے یہاں ارمغان میگزین میں نومسلموں کے انٹرویو کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اس ماہ ابی کی خواہش تھی کہ فوجی کے کسی ساتھی کا انٹرویو چھپ جائے، اچھا ہوا آپ آ گئے۔

جواب : مگر ابی تو نومسلم کی اصطلاح کو اچھا نہیں سمجھتے اور میرا بھی یہ خیال ہے کہ اس لفظ سے نقصان ہوتا ہے، عام طور پر مسلمانوں میں اس کی الگ ہی حیثیت رہتی ہے اور اسلام قبول کرنے والا بھی عرصہ تک بہت سی غلط فہمیوں میں رہتا ہے، ان میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ اپنی ساری ذمہ داری مسلمانوں کے ذمہ سمجھتا ہے جو اس کے لئے بہت خطرناک ہے اس لئے میں اپنے کو نومسلم نہیں کہتا بلکہ نو مسلم سمجھتا بھی نہیں ہوں اور جب سے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا ہے کہ ہر بچہ اسلامی فطرت پر پیدا ہوتا ہے اس کے ماں باپ اسے یہودی، مجوسی

اور نصرانی بنا دیتے ہیں، میں اپنے کو پیدائشی مسلمان سمجھتا ہوں الحمدللہ، بہر حال آپ پھر بھی بتائیے میرے لائق کیا خدمت ہے؟

سوال: واقعی آپ کی بات ٹھیک ہے ہندو گھر میں پیدا ہونے کی وجہ سے کچھ روز اسلام سے ظاہری طور پر آپ بھٹکے رہے، ورنہ آپ کے پیدائشی مسلمان ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے جب نبی صادق ﷺ کا ارشاد بھی صاف ہے صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قارئین ارمغان کے لئے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں دعوت کا کام کرنے والوں کو فائدہ ہو۔

جواب: ضرور کیجئے میرے لئے خوشی کی بات ہوگی۔

سوال: اپنا مختصر تعارف کرائیے؟

جواب: اب الحمدللہ میرا نام اسعد ہے میری پیدائش موضع سرور پور جواب ضلع باغپت میں ہے کے ہندو جاٹ زمیندار گھرانے میں ہوئی میرا نام میرے والد محترم نے راجکمار رکھا تھا، میری پرائمری تعلیم گاؤں میں ہوئی، بعد میں بڑوت سے انٹر، سائنس میں اور بائیولوجی سے کیا اور الہ آباد سے آیورویدک کا ڈگری کورس بی، اے ایم، ایس کیا۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں کچھ بتائیے؟

جواب: میرے قبول اسلام کا واقعہ اللہ کی صفت ہادی کا کرشمہ ہے، بی اے، ایم ایس کے ہاؤس جاب کے بعد میں نے تین اپریل ۱۹۹۳ء کو پھلت آکر مولانا کلیم صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا پھر جماعت میں وقت لگایا اور اب میں مظفر نگر میں پریکٹس کر رہا ہوں، گاؤں میں میڈیکل پریکٹس شروع کی لیکن اللہ کو اور کچھ منظور تھا میری کلینک چل نہیں سکی حالانکہ تین سال تک پابندی کے ساتھ میں

نے کلینک کی، میرے ایک رشتہ دار نے مجھے مشورہ دیا کہ کاندھلہ کے پاس ایلم گاؤں میں ڈاکٹروں کی کمی ہے تم وہاں کلینک کرلو، اپنی دوکان دینے کی بھی پیش کش کی، میں نے اپنے والد صاحب سے مشورہ کیا، ان کی رائے ہوگئی اور میں نے وہاں کلینک کرلی، ایک سال تک وہاں بھی پابندی سے بیٹھنے کے بعد میری کلینک نہیں چلی ایلم گاؤں میں ان دنوں سنسر پال عرف فوجی کا آتنک (دہشت) پھیلا ہوا تھا چاروں طرف فوجی کے گینگ کی دہشت تھی خود ایلم گاؤں چھاؤنی بنا ہوا تھا پی، اے، سی لگی ہوئی تھی، مگر روز معلوم ہوتا تھا کہ فوجی آیا اس کو مار دیا اور کسی کو گولیوں سے بھون دیا، ملک کے اکثر اخباروں میں فوجی کی خبریں آتی تھیں پولیس نے اس کو زندہ یا مردہ لانے پر دو لاکھ روپے انعام طے کیا تھا میری بھی اس سے دور کی رشتہ داری تھی کلینک سے مایوس ہوکر مجھے بھی اس کے ساتھ رہنے کی سوجھی، کسی طرح میری ان سے ملاقات ہوگئی فوجی قاتل اور ڈاکو کی صورت میں میں نے ان کے اندر ایک بڑے انسان کو دیکھا پہلی ملاقات نے مجھے ان کا گرویدہ بنا دیا اور میں نے ان کے ساتھ رہنے کا فیصلہ کرلیا۔

سوال: آپ ایک شریف گھرانے کے فرد تھے آپ نے ایک دم ایسا فیصلہ کیسے کرلیا ان کے اندر کیا خوبی دیکھی کہ اس قدر گرویدہ ہوگئے؟

جواب: ان کی شخصیت کو سمجھنے کے لئے آپ کو ان کی داستان سننی پڑے گی، اصل میں وہ بہت شریف گھرانے کے ایک سجیلے نوجوان تھے ایسی وجاہت کے نوجوان کہ جہاں سے وہ گزرتے آدمی ان کو دیکھنے کے لئے مجبور ہوجاتا، ان کو فوج میں ملازمت مل گئی وہ بہت جذباتی اور مضبوط عزم کے آدمی تھے، وہ جس افسر کے ماتحت تھے اس کے بارے میں انہوں نے سنا کہ اس نے رشوت لے کر دشمن

جاسوسوں کو راز دیئے ہیں وہ تحقیق میں لگ گئے اور بات سچ ہونے کے بعد انہوں نے فیصلہ کیا کہ ایسے غدار کو جینے کا حق نہیں، مجھے اس کو مارنا ہے، انہوں نے اپنے ارادہ کو پورا کیا اور اپنے افسر کو گولی مار کر فوج سے بھاگ آئے اپنے گھر وہ نہیں جاسکتے تھے اس لئے جنگلوں میں در بدر پھرتے تھے پولیس ان کی تلاش میں تھی اس دوران وہ بڑھانہ میں ایک قاری صاحب کے یہاں کبھی کبھی رات گزارا کرتے تھے قاری صاحب کو وہ اپنا ساؤ (محسن) سمجھتے تھے قدرت کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ مقدمہ فوجی عدالت میں گیا اور عدالت نے ان کو بری کر دیا اسی دوران بابری مسجد کی شہادت کا معاملہ ملک میں گرم ہوا، ایلم گاؤں میں کچھ مسلمان رہتے تھے ایک روز فوجی کے پاس آئے اور کہنے لگے بھائی فوجی ہمیں معاف کردو ہم گاؤں چھوڑ کر جارہے ہیں، فوجی نے وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ پردھان جی کے گھر والے مسجد ڈھانے کو کہہ رہے ہیں اور جب ہماری مسجد ہی نہ رہے گی تو ہمارا اس گاؤں میں رہنا بے کار ہے، فوجی نے جواب دیا جب تک میں زندہ ہوں تمہاری مسجد کو کوئی نہیں گراسکتا تم آرام سے گاؤں میں رہو ان لوگوں نے پردھان سے کہہ دیا کہ فوجی نے کہا ہے میرے رہتے ہوئے کوئی مسجد نہیں گراسکتا، موجودہ پردھان سے فوجی کے خاندان کی چلتی تھی پردھان نے کہا ایسے فوجی سیکڑوں بھی ہوں گے پھر بھی ہمیں ۶/دسمبر کو مسجد ڈھانے سے کوئی روک نہیں سکتا، یہ لوگ بھی بے وقوف تھے انہوں نے آکر فوجی سے یہ بات بھی کہہ دی، اس نے رائفل اٹھائی پردھان اس کے ایک بیٹے اور ایک بھتیجے کو گولی ماری اور مسجد کے سامنے گھسیٹ کر لا کر ڈال دیا اور مسلمانوں سے بولا یہی تھے تمہاری مسجد کو ڈھانے والے اب تو تمہیں کوئی ڈر نہیں؟ اب تم آرام سے رہو اس خاندان کے بچے ہوئے لوگوں نے کسی گینگ سے

تعلق قائم کیا اور فوجی کے گھرانے پر رات کو ڈاکہ ڈلوا دیا سامان لوٹنے کے علاوہ عورتوں کی بے عزتی کی فوجی کے بھابی اور چچی کی عزت لوٹ کر ان کو مارا اور ان کی چھاتیاں کاٹ ڈالیں فوجی گھر نہیں تھے ان کو معلوم ہوا بھابی اور چچی کی لاش دیکھ کر ان کا حال خراب ہو گیا انہوں نے ان لاشوں کی سوگندھ (قسم) کھائی کہ جب تک زندہ رہوں گا ان کے گھر والوں کا روزانہ ایک آدمی ماروں گا پھر گینگ بنایا اور روزانہ ایک آدمی قتل کیا شاید ۱۶۵/لوگوں کو قتل کیا پورے صوبہ کی پولیس پریشان تھی مگر فوجی پر قبضہ کرنا مشکل تھا، مگر وہ عجیب ڈاکو تھے ڈاکہ ڈالتے تھے لوگوں سے مہینے وصول کرتے تھے مگر اس میں سے نہ خود پیسہ استعمال کرتے تھے نہ ساتھیوں کو کھانے دیتے تھے غریبوں کی مدد کرتے تھے اور بیواؤں اور یتیموں کی شادیاں کراتے، عجیب بات یہ ہے کہ غریب لوگ اکثر مسلمان تھے اس لئے زیادہ تر وہ مسلمانوں کی مدد کرتے تھے، اسی دوران اللہ کی رحمت کو جوش آیا بڑھانہ میں قاری صاحب کے حجرہ میں وہ رکے ہوئے تھے مولانا کلیم صاحب ہریانہ کے ایک سفر سے صبح صبح واپس ہو رہے تھے ان کو قاری صاحب سے کچھ کام تھا وہ مسجد میں آگئے قاری صاحب بہت خوش ہوئے ان کو دیکھ کر فوجی کو ذرا تکلف ہوا مگر قاری صاحب نے کہا کہ میں آپ کا کون ہوں؟ انہوں نے کہا آپ میرے ساؤ (محسن) ہیں، قاری صاحب نے کہا یہ میرے ساؤ ہیں مجھے آپ کو ان سے ملانا تھا مولانا صاحب سے وہ ان کا تعارف بڑوت سے بڑھانہ تک کے ایک سفر کے دوران کرا چکے تھے، مولانا صاحب بتاتے ہیں کہ مسجد کی حفاظت کے سلسلہ میں ڈاکو بننے کی حالت نے ان کو بہت متاثر کیا اور وہ بڑھانہ تک فوجی کے ہدایت کے لئے دعائیں مانگتے رہے کہ یا اللہ آپ کے گھر کی حفاظت نے اس کو یہاں تک پہنچا دیا اس لئے اس کو

ہدایت ضرور دے دیجئے، مولانا صاحب بھی ان سے ملنے کے مشتاق تھے مل کر خوش ہوئے، مولانا نے فوجی سے کہا: پورے علاقہ میں یہ قتل عام تم نے کیوں پھیلا رکھا ہے، فوجی نے کہا میں نے سوچا ہے موت تو میری قریب ہے تھوڑا سا نام ہی کر جاؤں، مولانا صاحب نے کہا موت کو قریب سمجھتے ہو تو وہاں کی کچھ تیاری بھی کر رکھی ہے؟ یہاں کی پولیس اور عدالت سے تو بچ سکتے ہو وہاں کی عدالت سے بچنا ممکن نہیں، فوجی نے کہا موت کے بعد کس نے دیکھا؟ مولانا صاحب نے کہا جس نے دیکھا ہے اس نے بتایا ہے، وہاں کا مسئلہ بڑا نازک ہے وہاں کی تیاری کی فکر کرو، فوجی نے کہا کہ لارے کی بات تو میں سمجھتا نہیں جب میرے ساؤ کے ساؤ ہو تو بتاؤ آپ کیا چاہتے ہو؟ مولانا صاحب نے فرمایا کہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ، فوجی نے فوراً کہا پڑھاؤ، آپ کے ابی بتایا کرتے ہیں، میں نے سوچا کہ مذاق میں کہہ رہا ہے وہ اس وقت تک اس کے عزم سے واقف نہیں تھے مگر انہوں نے اس کو کلمہ پڑھایا اس نے کلمہ پڑھا اور بولا جی میں مسلمان بن گیا اب موت کے بعد میرے لئے سزا ختم ہوگئی؟ مولانا صاحب نے کہا ہاں انشاء اللہ دن نکل رہا تھا اس نے اپنے ہتھیار اٹھائے اور چلنے لگا، مولانا صاحب نے پوچھا کہاں جانا ہے؟ فوجی نے بتایا ہمارے مخالف ایک مخبر نے ہمارے ایک ساتھی کی غلط مخبری کر کے پولیس سے ہاتھ پاؤں تڑوا دیئے ہیں، آج حسین پور کے ایک باغ میں اس کا کام کرنا ہے، مولانا صاحب نے کہا اب اس کا کوئی مطلب نہیں، اب تم کسی کا قتل نہیں کر سکتے، فوجی نے کہا آپ نے یہ تو نہیں کہا تھا مولانا صاحب نے کہا کلمہ میں پہلا لفظ لا پڑھایا تھا جس کے معنی ہیں نا، یعنی اللہ کی ہر نافرمانی قتل، ظلم، کفر اور ہر برائی یہ نا ہے، فوجی نے کہا یہ ہتھیار تو بھینٹ مانگتے ہیں مولانا صاحب نے کہا اگر بھینٹ

مانگتے ہیں تو آج مجھے قتل کر دو کل قاری صاحب کو قتل کر دینا، فوجی صاحب نے کہا کہ میں کوئی باؤلا ہوں؟ مولانا صاحب نے کہا اس طرح تم روز قتل کرتے ہو تو کیا تم راؤلے (عقلمند) ہو؟ فوجی نے کہا اچھا تو نا ہے؟ مولانا صاحب نے کہا بالکل نا ہے، فوجی نے کہا اگر نا ہے تو پھر آج کے بعد فوجی قتل اور ڈاکا کچھ بھی نہیں کرے گا۔

فوجی وہاں سے چلا گیا اس نے اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کیا اس میں ۹ر غیر مسلم تھے اور ۳۱ر مسلمان تھے اس کو نہ جانے کیوں ۴۰ر کی گنتی کا کچھ اعتقاد تھا اپنے مسلمان ہونے کی خبر دی اور اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ مجھ پر جان سے کھیلنے والے سارے ساتھی مسلمان ہو جائیں دوسرے روز فوجی کو گرفتار کر لیا گیا دیش کے سارے بڑے اخباروں نے فوجی کی گرفتاری کو سرخیوں میں چھاپا تہاڑ جیل میں انہوں نے تین مہینے گزارے یوپی پولیس نے معذرت کر دی تھی کہ فوجی چار بار جیل سے فرار ہو چکا ہے اگر اب فرار ہوا تو ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

سوال: اپنے اسلام قبول کرنے کی بات تو آپ نے بتائی نہیں؟

جواب: جیل میں ان کے ایک بھائی ملائی کرنے گئے انہوں نے سگریٹ کے کاغذ پر ایک خط مولانا صاحب کے نام لکھ کر میرے پاس بھیجا اور پیغام بھیجا کہ ڈاکٹر راجکمار سے کہنا اگر فوجی سے محبت ہے تو پھلت جا کر مولانا صاحب کے پاس کلمہ پڑھ لے اور جماعت میں چلا جائے اور میرا یہ خط مولانا صاحب کو دے دے اور میرا اسلام سو بار کہے، وہ مجھ سے بہت محبت کرتے تھے میں وہ خط لے کر پھلت آیا ۳ر اپریل ۹۳ء کو ۱۲ر بجے کے قریب میں پھلت پہنچا مولانا کو وہ خط دیا وہ خط ارمغان میں چھپا ہے آج تک اس کا فوٹو میرے پرس میں رکھا رہتا ہے، یہ

ہے (خط نکالتے ہوئے) خط کا مضمون یہ ہے۔

پر یہ مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کو تو سویم آتما سے پتا لگ گیا ہوگا تہاڑ جیل میں ہوں موت کے منھ میں ہوں، جیل کی اس تنگ زندگی میں ایمان کے بعد بادشاہت کا مزہ آرہا ہے دوا تم (آخری) اچھائیں ہیں ایک یہ کہ میرے سب ساتھی جو میرے ساتھ سدا جان سے کھیلتے رہے کلمہ پڑھ لیں اور مسلمان ہوجائے اور دوسری یہ کہ آپ ایک بار مل لیں ایمان سلامت ہے، آپ کے احسان کا بدلہ اپنی کھال کی جوتیاں بنا کر بھی ادا نہیں کرسکتا۔

والسلام

آپ کا سیوک سنسر پال فوجی

مولانا صاحب نے مجھے کلمہ پڑھایا، کھانا کھلایا، میرا نام محمد اسعد رکھا تھوڑی دیر باتیں کیں مجھے وضو کرا کے مدرسے لے گئے ظہر کی نماز میں نے ساتھ پڑھی، مدرسہ کے بچے مجھے گھور گھور کر دیکھ رہے تھے، کیوں کہ میں نماز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا مجھے نماز آتی نہیں تھی، میں نے دس ہزار روپے مولانا صاحب کو دیئے کہ مجھے جماعت میں جانے کے لئے کہا ہے میں اپنے ان پیسوں سے یہ کام نہیں کرنا چاہتا آپ یہ پیسے لے کر مجھے اپنے پاس سے خرچ دے دیجئے مولانا صاحب نے کہا یہ پیسے تو ہم بھی نہیں لے سکتے مگر آپ کے خرچ کا انتظام کر دیتے ہیں انہوں نے مجھے خرچ دیا چار مہینے کے لئے جماعت میں جانا تھا جماعت میں مجھے بڑے اچھے امیر ملے وہ بارہ بنکی کے ایک ٹیچر تھے انہوں نے کہا جماعت میں اپنی جان اور اپنا مال لگانا چاہیے، اس لئے صرف ایک چلہ لگا کر میں نے اپنا کام کرنے کا

پروگرام بنایا اور کما کر اپنے مال سے باقی دو چلے لگانے کا ارادہ کیا لوٹ کر پھلت آیا مولانا صاحب پہلے تو وقت سے پہلے واپس آیا ہوا دیکھ کر پریشان ہوئے مگر جب وہ وجہ معلوم ہوئی تو بہت خوش ہوئے مظفر نگر میں میں نے کلینک شروع کی جو شروع میں نہ چل سکی ایک سال میں تین جگہیں بدلیں، مگر ایک سال کے بعد مولانا صاحب نے استغفار کی تسبیح بتائی اور روزانہ صدقہ کرنے کو کہا اللہ کا شکر ہے کام اچھا چل گیا اس کلینک سے میں نے اپنا گھر بنایا اور اب حال بہت اچھا ہے۔

سوال: فوجی صاحب کا کیا ہوا؟

جواب: مولانا صاحب بتایا کرتے تھے اس خط کو پڑھنے کے بعد ان کو تہاڑ جیل میں جا کر فوجی سے ملنے کی بڑی تڑپ ہوئی اور کچھ روز میں وہاں جانے کا ایک بہانہ مل گیا مگر جس روز وہاں جانا تھا ہندوستان ٹائمز میں یہ خبر چھپی کہ سنسر پال نے خودکشی کر لی مولانا صاحب کہتے تھے کہ مجھے اس خبر سے حد درجہ صدمہ ہوا، پورے اعصاب پر اس کا اثر ہوا انہوں نے اپنے شیخ کو اس المناک واقعہ کی اطلاع دی، مولانا صاحب بتاتے ہیں کہ حضرت مولانا علی میاں صاحب کو سناتے ہوئے میری ہچکیاں بندھ گئیں حضرت مرحوم نے مولانا صاحب کو بہت تسلی دی اور اطمینان دلایا کہ ہمیں امید ہے کہ اس شخص نے خودکشی نہیں کی ہوگی اور اگر ایک فی صد اس نے خودکشی کی ہوگی تو ابھی اس کا مکلف نہیں تھا انشاء اللہ اس کا خاتمہ بخیر ہوگا بعد میں وہاں کے ایک مسلمان افسر جو اس وقت جیل کے ذمہ دار تھے انہوں نے مولانا کو بتایا کہ اس سے قبل فوجی صاحب جیل سے چار بار فرار ہو چکے تھے اس لئے یوپی پولیس نے آئندہ کے لئے معذرت کر دی تھی اس لئے تہاڑ جیل سے لے گئے تھے اور شاید الیکٹرک شاک سے ان کو مار دیا گیا اور بعد میں خودکشی کی خبر پھیلا دی گئی،

اس افسر نے بہت افسوس کا اظہار کیا کہ اگر مجھے پہلے سے معلوم ہو جاتا تو میں ضرور کچھ کرتا، اللہ کا شکر ہے کہ فوجی صاحب کی خواہش کافی حد تک پوری ہوئی ۳۱ ر غیر مسلم ساتھیوں میں سے ۲۳ ر الحمدللہ مسلمان ہیں ان میں سے ۵، ۶ ر تو ایسے ہیں کہ عام لوگ اور خود ہم ان سے دعا کو کہتے ہیں ان میں سے ہر ایک کی زندگی کا حال ایسا ہے کہ ان پر کتابیں چھپیں عجیب اللہ کی شان ہے کہ کس راستے سے رحمت کی ہوا چلائی۔

سوال: آپ کی شادی ہو گئی تھی آپ کے خاندان کا کیا حال ہے؟

جواب: ہاں میری شادی ہو گئی تھی میری بیوی میرے ساتھ ہر حال میں جس طرح رہی وہ مثالی بات ہے اس نے میرے اسلام قبول کرنے کے بعد ایک لمحہ میری مخالفت نہیں کی میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ مالک نے مجھے آپ کے ساتھ باندھا ہے میں بھارت کی ایک پتنی ہوں آپ کے ساتھ خوشی سے ستی ہونے کو تیار ہوں جماعت سے آنے کے بعد جب میں نے اس کو اسلام کے بارے میں سمجھانا شروع کیا تو وہ بہت خوش ہوئی۔

الحمدللہ میرے تین بچے ہیں بڑے بیٹے کا نام ابوبکر ہے چھوٹے کا محمد عمر ہے لڑکی کا نام میں نے فاطمہ رکھا ہے، بڑا بیٹا حفظ کر رہا ہے چھوٹا بچہ تیسری کلاس میں پڑھ رہا ہے فاطمہ بھی اب مدرسہ جانے لگی ہے میرا ارادہ ہے کہ ان سب کو اور اللہ جتنی اولاد دے گا سب کو عالم، حافظ اور دین کا داعی بنانے کی کوشش کروں گا گھر والوں نے شروع میں مخالفت کی اور کچھ روز ناراضگی رہی مگر میں نے تعلق رکھا اور والدین کی خدمت کرتا رہا، ہر ماہ ان کے پاس کچھ نہ کچھ لے کر جاتا ہوں اب وہ خوش ہیں اور اسلام کے بھی قریب ہو رہے ہیں، میرا خیال ہے کہ اللہ نے خدمت

کی بڑی تاثیر رکھی ہے خدمت سے پتھر دل موم ہو جاتے ہیں، اسلام سے پہلے ہم نے والدین کی خدمت نہیں کی مگر اب میں اور میری بیوی جب بھی گھر جاتے ہیں بہت خدمت کرتے ہیں اب وہ سارے بہن بھائیوں میں ہم سے ہی زیادہ محبت کرتے ہیں۔

سوال: مسلمانوں کے لئے کچھ خاص پیغام آپ دینا چاہیں گے؟

جواب: اس کے لئے بڑا لمبا وقت چاہئے میرا خیال ہے کہ ہم مسلمانوں کا باہر کا کوئی دشمن نہیں ہے اسلام سے دوری ہماری سب سے بڑی دشمن ہے بلکہ اسلام سے دور رہ کر ہم ساری انسانیت سے دشمنی کر رہے ہیں، اس لئے کہ ایمان و اسلام ان کی سب سے بڑی ضرورت ہے وہ خود مسلمانوں کو اسلام سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کو دیکھ کر اسلام کے نام سے گھبراتے ہیں، اپنی سب سے بڑی ضرورت اور اپنی نجات کے راستے سے وہ ہماری وجہ سے دور ہیں میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنے لئے نہیں تو ساری انسانیت پر رحم کھا کر ان کو اسلام کا تعارف کرانے کے لئے کم از کم ظاہری طور پر مسلمان بن جانا چاہیے، خدا کے لئے اس دردناک پہلو کی طرف توجہ کریں۔

سوال: واقعی اس سلسلے میں ایک مستقل نشست چاہئے، انشاء اللہ اگلی بار اس سلسلے میں باتیں کریں گے، شکریہ جزاک اللہ

جواب: انشاء اللہ ضرور، میرے لئے یہ بڑا دردناک موضوع ہے جس کا ہم سے زیادہ دعوت کا کام کرنے والے مسلمانوں کو تجربہ ہے، میرے اللہ کا شکر ہے کہ مجھے اس نے اسلام کی طرف ہدایت عطا فرمائی، احمد بھائی آپ بھی ذرا ہادی اور کریم مالک کی کرم فرمائی اور قدرت دیکھئے کہ ڈاکا کے اندھیرے راستے سے اسلام کی

روشنی کی طرف مجھ گندے کو نکال لائے، روتے ہوئے، میں اپنے اللہ کے قربان جاؤں
،صدقہ جاؤں اس کی رحمت کے۔

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، اکتوبر ۲۰۰۴ء

چوتھی جلد

عرض مرتب

اللہ کا آخری دین اسلام غیر متغیر فطرت انسانی کی مطابقت کے ساتھ انسان کے تمام تغیر پذیر احوال و کیفیات میں رہنمائی کرتا ہے اس خصوصیت میں کوئی دین و مذہب اس کا ہم قدم نہیں بن سکا اور نہ قیامت تک بن سکے گا۔ اسلام کا پیغام کسی مخصوص قوم و ملک کے لئے نہیں بلکہ تمام عالم انسانیت اس کی مخاطب ہے اور یہ دین تمام دنیوی واخروی کامیابیوں کا ضامن ہے اور یہ دین کسی کی جاگیر نہیں بلکہ امانت ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اسے امانت کہا ہے ''اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْماً جَهُوْلًا. (سورۂ احزاب)

ترجمہ: ہم نے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر ایک امانت پیش کی کہ اس کی

حفاظت کی ذمہ داری اٹھائیں لیکن انھوں نے عذر کر دیا کہ ہم سے یہ بوجھ اٹھایا نہ جا سکے گا اور اس امانت کو سنبھالنے کی جواب داری سے ڈر گئے جب کہ انسان نے اس بارِ امانت کو اٹھا لیا اب یہ اور بات ہے کہ جو ظالم اور جاہل رہا اس نے اس امانت کی اہمیت نہ جانی۔

اور اس کے لانے والے جبرئیل امین جن کو قرآن میں رسول امین ''امانت دار فرشتہ'' کہا گیا اور جن پر نازل کیا گیا ان کا لقب ہی ''صادق اور امین'' ہے اور مخالف بھی آپ کو ہزار دشمنیوں کے باوجود سچا اور امانت دار تسلیم کرتا ہے اور ہر نبی نے دعوت کے دوران اپنی قوموں سے جو کہا اللہ تعالیٰ نے اسے قرآن پاک میں نقل فرمایا ''اَنَا لَکُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ '' میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور امانت دار ہوں۔

غرض یہ کہ دین حق کے متعلق امانت کا تصور ہمارے ذہنوں سے بالکل نکل گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بطورِ امانت دیا ہے اور ہمیں ان بھائیوں تک پہنچانا ہے جن تک یہ ابھی نہیں پہنچا ہے اور کل آخرت میں اللہ تعالیٰ اپنی اس امانت کے تعلق سے ہم سے سوال کریں گے، اللہ کے حضور سرخروئی کے لئے ہمارا اس فریضۂ دعوت پر کھڑا ہو جانا انتہائی ضروری ہے ہمارے اندر اسی دعوتی جذبہ کی آبیاری کے لئے اپنے نومسلم بھائیوں کے انٹرویوز ایک آئینہ ہیں، جن کی روشنی میں ہم اپنے ایمانی جذبات کا جائزہ لیں، اسی مقصد کے پیش نظر ''نسیم ہدایت کے جھونکے'' کی تین جلدیں منظر عام پر آئیں اور صاحبِ افادات داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی مدظلہٗ العالی کی دعاؤں اور توجہات کی برکت سے دیکھتے ہی دیکھتے اس کے کئی ایڈیشن سات ماہ کے عرصہ میں ختم ہو گئے، اور اب یہ چوتھی جلد آپ حضرات کی خدمت میں پیش ہے۔ محترم مولانا عبدالمصور صاحب ندوی زید مجدہم

اور برادرم محمد یعقوب علی ابن جناب میر واجد علی صاحب عادل آبادی نے اس کتاب کی تصحیح کی اللہ تعالیٰ میرے معاونین کو اجر عظیم عطا فرمائیں اور اس کتاب کی اشاعت کو ہدایت کے عام ہونے کے سبب فرمائے اور ہماری ان ٹوٹی پھوٹی کوششوں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔

فقط والسلام

بندہ محمد روشن شاہ قاسمی سونوروی

۱۲/ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۹/مارچ ۲۰۱۰ء بروز پیر

09422162298

نسیم ہدایت کے جھونکے پر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے مفتی، حضرت مولانا مفتی محمد شعیب صاحب مدظلہ کا تبصرہ

مذکورہ کتاب کوئی مستقل تصنیف و تالیف تو نہیں مگر اپنی افادیت اور اثر آفرینی کی باعث مستقل تصنیف و تالیف سے بڑھ کر ہے دراصل یہ کتاب ان نومسلم بھائیوں کی داستانِ حیات ہے جنہوں نے کفر و شرک سے بیزار ہوکر بالواسطہ یا بلاواسطہ داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب دامت برکاتہم کے دست حق پرست پر کفر و شرک سے توبہ کرکے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ **بلکہ ان میں سے بہت سے لوگ وہ بھی ہیں جنہوں نے حالتِ کفر میں مسلمانوں کے خلاف اٹھنے والے ہراول دستہ کی قیادت کی اور اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہوئے اس میں جی جان سے لگے تا کہ ان کی آتما (روح) کو سکون و چین ملے** مگر انہیں سکون کے بجائے بے سکونی، بے چینی، ڈر اور خوف ملا۔ اور بالآخر انہیں چین و سکون اسلام کی ٹھنڈی چھاؤں میں نصیب ہوا اور پھر اسلام لانے کی پاداش میں ہر تکلیف کو برداشت کیا مگر کوئی تکلیف بھی ان کے پاؤں کو متزلزل نہیں کر سکی۔ **درحقیقت ان نومسلم بھائیوں کی یہ داستانِ ایمان ہم جیسے خاندانی مسلمانوں کو خواب غفلت سے جھنجھوڑتی اور ہماری حقیقت کو آئینہ دکھاتی ہے اور بلاشبہ بعض مرتبہ اپنے اوپر شک گذرنے لگتا ہے کہ ہم مسلمان بھی ہیں یا نہیں۔**

اس لئے کتاب کی خوبیوں کا اندازہ تو صرف پڑھنے ہی سے ہوگا کتاب ہر خاص و عام کے پڑھنے کی ہے خصوصاً دعوتی کام کرنے والوں کے لئے تو بہت ہی اہم ہے کیونکہ اس سے نیا عزم و حوصلہ ملے گا نئی راہیں کھلیں گی اور دعوتی کام میں آنے

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

والی ہر تکلیف کو برداشت کرنا آسان ہو جائے گا۔ (ماخوذ از ماہنامہ مظاہر علوم جنوری ۲۰۱۰ء ص ۴۷)

داعی اسلام

حضرت مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی مدظلہ سے ایک گفتگو

قارئین ارمغان کو مبارک ہو کہ ایک زمانے سے بہت سے قارئین کا اصرار تھا کہ داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی مدظلہ العالی کا انٹرویو شائع ہو، بار بار حضرت معذرت کر دیتے تھے، ہمارے نوجوان عالم اور داعیٔ مولوی عمر ناصحی ندوی ہم سب کے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انھوں نے ماہ مبارک ۱۴۳۰ھ میں ایک نجی گفتگو کو ریکارڈ کیا، اور مفتی محمد روشن شاہ کے اصرار اور حضرت سے اجازت کے بعد اسے قلم بند بھی کر دیا۔ (مدیر)

سوال: بہت عرصہ سے رفقاء کا اصرار ہے کہ آپ سے، آپ کے بچپن کے حالات، بزرگوں سے تعلق، اور پھر دعوت سے وابستگی کے بارے میں معلومات قلم بند کی جائیں، اگر آپ اجازت عطا فرما دیں تو ہم سب کو فائدہ ہو؟

جواب: مجھ جیسے ناکارہ انسان کے حالات سے تم لوگوں کو کیا فائدہ ہوگا، اکثر حالات تو سناتا ہی رہا ہوں، تم تو گھر کے ایک فرد ہو اس لئے تمہارے سامنے تو یہ حالات آئے ہی ہوں گے۔

سوال: یادداشت کے مقابلہ میں آپ کی زبان سے سنیں گے تو زیادہ اچھا لگے گا، اپنی پیدائش، بچپن کے حالات اور خاندان کے بارے میں پہلے کچھ فرما دیں؟

جواب: جی ہاں بڑا اچھا لگتا ہے، کہ جب اپنے رب کریم کے ان بے حد وحساب انعامات کا ذکر کرتا ہوں، جو میرے اللہ نے اس عاصی اور کمینے بندہ پر

Page 387

پیدائش بلکہ پیدائش کے پہلے سے بارش کی طرح برسانے شروع کر دیئے تھے، یہ حقیر اپنے اکابر کی خدمت میں جب بھی پہلا عریضہ لکھتا تھا تو اردو کے مشہور شاعر چکبست کا یہ شعر اپنے حسب حال ہونے کی وجہ سے لکھتا تھا:

لکھا ہے داورِ محشر نے میری فردِ عصیاں پر
یہ وہ بندہ ہے جس پر ناز کرتا ہے کرم میرا

ان انعامات میں جو اس حقیر پر اللہ تعالی نے بلا طلب اور بلا اہلیت عطا فرمائے ان میں ایک بڑا قابل رشک بلکہ قابل فخر انعام یہ ہے کہ اس حقیر کی پیدائش ۹ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ بروز دوشنبہ صبح کے وقت ہوئی، یعنی پیدائش کے لحاظ سے پیارے رسول ﷺ کی تاریخ، دن اور وقت کے لحاظ سے اتباع نصیب ہوئی، پھلت اس حقیر کا جائے پیدائش ہے، جسے مولانا مناظر احسن گیلانی نے ہندوستان کا ''البدو'' کہا ہے، یہ پھلت ایسی بستی ہے، کہ جس کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ ۸۶۲ھ میں عارف ربانی حضرت قاضی یوسف ناصحیؒ (شیخ واستاذ ومربی بادشاہ سکندر لودھی، ومرشد شاہ بہلول لودھی) نے ایک ببول کے پیڑ کے نیچے دو رکعت نفل پڑھ کر اپنے شاگردوں کے درس سے اس کی اساس رکھی، اور ۸۶۲ھ سے آج تک وہ درس کسی نہ کسی شکل میں قائم ہے، جو ایک ادارہ بن کر اب مرشدی وسیدی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہ کے حکم سے جامعہ امام ولی اللہ کے نام سے موسوم کر دیا گیا ہے، جس کو نہ صرف حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہؒ کا معنوی مادر علمی ہونے کا شرف حاصل ہے، بلکہ اس درس کے تواتر تاریخی سے استفادہ کرنے والوں میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ، ان کے شیخ ومرشد حضرت خواجہ باقی باللہ، مشہور محدث شیخ علی متقی برہان

پوریؒ (جو پوتے ہیں قاضی یوسف ناصحیؒ کے) شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، شاہ ولی اللہؒ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم، اور دادا شیخ وجیہ الدین شہیدؒ (جو اپنے شیخ ومرشد شاہ ابوالفتح، خلیفہ وجانشین حضرت نظام نارنولویؒ سے تعلق اور آپ کی ایما پر رہتک سے ہجرت کر کے پھلت آ کر رہنے لگے تھے) جیسے علماء کرام اور مقتدایان زمانہ شامل ہیں، اس بستی کو امیر المومنین حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریک کا مرکز آغاز ہونے کا شرف بھی حاصل ہے، اس بستی کے صدیقی شیوخ کے خاندان (جو قاضی یوسف ناصحیؒ کی اولاد ہے، اور جسے شاہ ولی اللہؒ کے ننہیالی خاندان ہونے کا شرف حاصل ہے) سے بدنام کرنے کے لئے اس حقیر کا نسبی تعلق ہے۔

والد ماجد جناب حاجی محمد امین صاحبؒ تھے، جو ابتدا میں حضرت شیخ بہاء الدین چنڈیرویؒ سے بچپن میں دادا کے ساتھ جا کر بیعت ہو گئے تھے جو حضرت سید احمد شہیدؒ کے سلسلہ کے بزرگوں میں سے تھے، اور بعد میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ سے بیعت ہوئے، حضرت تھانویؒ سے فکری مناسبت رکھتے تھے، حضرت مولانا اسعد اللہؒ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ اور حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ سے بہت بے تکلفی کا تعلق تھا، علاقہ کے مشہور زمین داروں میں ان کا شمار تھا، بہت سادہ زندگی گذارتے تھے، مگر سوچ اور فکر بہت اعلیٰ تھی، کھیتی بھی بہت ہی معیاری کرتے تھے، مغربی یوپی میں سب سے پہلے انگلینڈ سے دو ٹریکٹر ہمارے والد صاحب نے ہی منگوائے تھے، جن کے ساتھ کئی ماہ تک دو انگریز انجینئر رہنمائی کے لئے ہمارے یہاں رہے تھے، لوگ ان کو میاں جی کہتے تھے، غیر مسلم لوگ ان کی سخاوت اور ہر ایک کے ساتھ ہمدردی کی وجہ سے نہ جانے کیا کیا القاب بولتے تھے، معمولات اور اصول کے حد درجہ پابند،

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

زندگی کے آخری ساٹھ سالوں میں شاید تہجد اور معمولات کی کبھی ناغہ نہ ہوئی ہو، انسانوں کے کام آتے، عفو ودرگذر اور زندگی کی سادگی کی نہ جانے کتنی حکایات عوام وخواص میں والد صاحبؒ کی مشہور تھیں، معاملات کی صفائی کی وجہ سے بڑے بڑے لوگوں میں بڑی ساکھ تھی، ہمارے دادا حاجی ظہور اللہ صاحب حضرت گنگوہیؒ کے مسترشدین میں بہت زاہدانہ مزاج رکھنے والے صوفی تھے۔

اس حقیر کی والدہ ماجدہ محترمہ زبیدہ خاتون، سادات بارہہ میں سے نصیر پور رتھیڑی ضلع مظفر نگر سے تعلق رکھتی تھیں، وہ والد صاحب کی تیسری اہلیہ تھیں، والد صاحب نے پہلی شادی اپنی بیوہ ممانی سے کی تھی جو عمر میں والد سے بہت بڑی تھیں، ان کے انتقال کے بعد ایک شادی پھلت میں ہوئی، ان کا بھی جلد انتقال ہو گیا، تیسری شادی ہماری والدہ سے ہوئی، جو عمر میں والد صاحب سے کم تھیں، والدہ حد درجہ عالی اخلاق اور غریب پرور مزاج رکھتی تھیں، زندگی بھر:

صَلِّ مَنْ قَطَعَکَ، وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَکَ، وَآتِ عَنْ مَّنْ حَرَمَکَ، وَاَحْسِنْ عَمَّنْ اَسَاءَ اِلَیْکَ (حدیث نبوی)

قطع رحمی کرنے والے کے ساتھ تعلق جوڑو، ظالم کو معاف کر دو، جو تم کو محروم کرے اسے عطا کرو، اور بدسلوکی کرنے والے کے ساتھ احسان کا سلوک کرو، کا بالکل مظہر ان کی زندگی تھی، والدہ ماجدہ اکثر اس حقیر کا شفقت کے ساتھ بھائی بہنوں اور گھر والوں کے سامنے ذکر کرتیں تو بڑا اچھا لگتا، میرے کلیم نے بچپن میں مجھے بالکل پریشان نہیں کیا، یہ بھی اس حقیر پر اللہ کی بڑی نعمت تھی۔ مجھ سے دو بڑے بھائی، تین بہنیں، اور ایک بھائی اور دو بہنیں چھوٹی ہیں۔

ابتدائی تعلیم اسی تاریخی مدرسہ میں ہوئی جس پر پھلت کی اساس رکھی

گئی، جس کا نام قطب عالم حضرت گنگوہیؒ نے اپنے ایک مسترشد حضرت مولانا فیض احمد پھلتیؒ کے نام پر فیض الاسلام رکھ دیا تھا اور اب جامعہ امام ولی اللہ کے نام سے موسوم ہے، گاندھی جی ۱۹۲۹ء میں یہاں آئے، تو معائنہ میں بڑے اچھے کلمات لکھے، پہلی کلاس میں داخلے کیلئے بھائی صاحب لے کر گئے تو عمر چار سال سے کم تھی، قانون آیا تھا کہ پانچ سال سے کم پہلی کلاس میں داخلہ نہ ہو، تو بھائی صاحب نے ایک سال عمر زیادہ لکھوا کر داخلہ کروایا، قاعدہ اور عم کا پارہ ایک ماہ میں پڑھا، اور پھر قرآن مجید پڑھنے کا شوق ہوا، چار روز میں پورا ناظرہ کلام مجید پڑھا اور پانچویں روز استاذ کو جگہ جگہ سے سنایا اور بتاشے خوشی میں تقسیم ہوئے، پانچویں کلاس میں حفظ شروع کیا، سات پارے حفظ کئے تھے کہ چھٹی کلاس میں کھتولی داخلہ لیا، پکیٹ انٹر کالج میں سائنس سے بارہویں کلاس پاس کی، چھٹی کلاس میں تھا کہ ایک عرب جماعت پھلت آئی، اس کے ساتھ امیر صاحب کی اجازت سے جو افریقہ کے گجراتی تھے تین دن لگائے، اور پھر تبلیغی جماعت سے فطری مناسبت کی وجہ سے اس میں شامل ہوگیا۔

ہماری والدہ کے شیخ و مرشد اور ہمارے والد صاحب کے دینی مشیر اور دوست، حضرت مولانا علاؤ الدین صاحبؒ ایک بزرگ پھلت میں تھے جنھوں نے میرا اور ہمارے سبھی بھائی بہنوں کا نام رکھا، حضرت مولانا الیاسؒ نے جب تبلیغ کا سلسلہ شروع کرنے کا ارادہ فرمایا تو تین باران سے مشورہ کے لئے پھلت تشریف لائے، حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کے یہاں بھی حضرت مولانا علاؤ الدینؒ کی بڑی قدر و منزلت تھی، جن کو علاقہ کے لوگ بڑے مولوی صاحب کہتے تھے، ان کے اکرام میں تبلیغ کے ابتدائی ضابطوں کی وجہ سے جماعت والے

پھلت آ کر تشکیل نہیں کرتے تھے، جس کی وجہ سے پھلت والوں کو یہ غلط فہمی ہوگئی تھی کہ پھلت والوں کو جماعت میں جانے کی ضرورت نہیں جس کی وجہ سے یہاں جماعت کا کام بالکل نہ کے برابر تھا، اس حقیر کو بہت تکلیف تھی، اس حقیر نے بچوں کی ایک جماعت بنائی، اور کام شروع کیا، کبھی ایک دو بوڑھے بھی ہم پر ترس کھا کر گشت وغیرہ کرا دیتے تھے، جماعت کے کام سے دل چسپی کی وجہ سے اس حقیر کی حاضری اسکول میں متاثر ہوتی تھی، جس کی وجہ سے اساتذہ کو شروع میں بدگمانی رہی، مگر الحمد للہ امتحانات کے نمبرات دیکھ کر سارے اساتذہ حد درجہ اعتماد کرنے لگے۔ انٹرمیڈیٹ کرنے کے بعد میرٹھ کالج سے بی ایس سی کیا، اور پی ایم ٹی (ایم بی بی ایس کے داخلہ کا جو امتحان اس وقت پورے ملک کا ہوتا تھا) اس میں بیٹھا، اور الحمد للہ اس میں پورے ملک میں میرا استاون واں نمبر آیا، بہت سے میڈیکل کالجوں نے مجھے مبارک باد کے خطوط لکھے اور اپنے یہاں داخلہ کی پیش کش کی، مگر میرے اللہ کو اپنے بندے پر ترس آ رہا تھا، اللہ کے نیک بندوں کی زیارت، اور نیک بندوں سے خاندانی تعلق، خصوصاً والدین کی نیکی کام آئی، اس گندے اور گنوار کو میرے کریم اللہ نے شیخ العرب والعجم سیدی وسندی حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی قدس اللہ سرہ ونور اللہ مرقدہ کے قدموں میں پہنچا دیا، اس حقیر نے حضرت والا سے تعلق کی برکت سے ندوہ کے خصوصی درجات میں داخلہ بھی لے لیا، ایم بی بی ایس کا ارادہ ترک کر دیا، شروع میں گھر والوں کو بتایا بھی نہیں کہ میں نے پی ایم ٹی کوالیفائی کر لیا ہے، بعد میں بھائیوں کو معلوم ہوا تو ناراض بھی ہوئے کہ ہمیں ایسا دنیا دار سمجھا، ہم تو خود بھی خوش ہوتے کہ دین کا انتخاب کیا، میرے حضرت والا نے حضرت مولانا عارف سنبھلیؒ

،حضرت مولانا شہباز اصلاحی کو اس حقیر کے لئے خصوصی طور پر نظر عنایت رکھنے کا حکم فرمایا جو ندوۃ العلماء کی مسجد میں اس حقیر کو خاص وقت دیتے تھے، ندوہ میں رہ کر اس حقیر نے بس ندوہ کی روٹیاں کھائیں اور مظفر نگر کا ایک دیہاتی گنوار کر بھی کیا سکتا تھا، بہر حال کچھ حالات رہے، حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ نے ہریانہ کے ارتداد سے متأثرہ علاقہ میں کام کے لئے بھیج دیا اور یہ حقیر ندوہ میں رہ کر نصاب کی تکمیل سے محروم واپس لوٹا، لوگ مولانا کہنے لگے، شروع میں لوگوں کو منع کرتا رہا، مگر بعد میں بے حس ہو کر عادت ہوگئی۔

سوال: آپ ایک بار حضرت مولانا کے مولوی کہنے کا واقعہ بیان فرما رہے تھے وہ کیا تھا؟

جواب: پھلت میں تھا تو محلّہ کے لوگ خصوصاً کھیتی کرنے والے ملازم سب بھائی صاحب کہتے تھے، ندوہ میں داخلہ سے پہلے ایک بار تکیہ شاہ علم اللہؒ اپنے حضرت والا کی خدمت میں تھا، مسجد سے بنگلہ آیا، حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ تشریف فرما تھے، فرمایا آیئے مولوی کلیم صدیقی صاحب، واپس پھلت آیا جو ملتا وہی کہتا، مولانا صاحب، مولوی صاحب، شروع شروع میں بہت شرمندگی ہوئی، منع کرتا رہا مگر کب تک، آخر ہار مان لی، میرے حضرت والا کی زبان مبارک سے نکلا ہوا لفظ اللہ نے سب کی زبانوں پر جاری کر دیا۔

سوال: آپ کی شادی کا واقعہ بھی قابل ذکر ہے، کس طرح ہوئی تھی؟

جواب: ۱۹۸۰ء میں حضرت والا کی عنایت سے شاہی دعوت کے ساتھ اس حقیر کو حرمین شریفین حج بیت اللہ کے لئے حاضری کی سعادت حاصل ہوئی، ۱۳۰/روز میں واپسی ہوگئی، شاہ خالد سعودی عرب کے فرمانروا تھے، انھوں نے بڑا اکرام

Page 390

فرمایا، اس حقیر نے شکریہ کا خط لکھا، جلدی واپسی پر اظہار افسوس بھی کیا، اس پر انھوں نے اس حقیر کے مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ کا نظم کر دیا، بعض ذرائع سے معلوم ہوا کہ وہاں کے شاہی خاندان میں شادی کی بھی کسی نے خواہش کی، اس دوران میوات کی ایک جماعت جو اپنے امیر کے علیل ہو جانے کی وجہ سے پریشان تھی اس کو لے جا کر چلہ پورا کروانے کے لئے یہ حقیر جھنجھانہ گیا، اور وہاں بس شادی کا پروگرام بن گیا، ایک دین دار خاندان کے مسائل کا ایک عزیزہ نے ذکر کیا، اس حقیر نے کسی کے کام آنے کی نیت سے ارادہ کر لیا، اور الحمد للہ نہایت سادگی سے شادی ہوگئی، محض اللہ کے لئے کسی کام کا اس عاجز بندہ نے ارادہ کیا کریم آقا نے اس لائن کی ہر نعمت سے نوازا، الحمد للہ ایک پاکیزہ صفت مثالی حافظہ، ماہر قاریہ، اور حفظ کی مثالی استاد کو گھر کے کونے کونے اور خاندان کے بچے تک قرآن کے شوق و برکات پیدا ہونے کا اللہ نے ذریعہ بنایا، جو دینی اور دعوتی کاموں میں اللہ کا اس حقیر پر کتنا بڑا احسان ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ.

سوال: آپ نے ایک دو بار حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ سے تعلق اور ان کی خدمت میں حاضری کا ذکر فرمایا ہے، کچھ اس کی تفصیل بھی ارشاد ہو؟

جواب: بچپن سے خط و کتابت کا بہت شوق تھا، بلکہ اگر میں کہوں کہ اللہ تعالی نے ساری دنیا کی چیزوں میں لگا کر اور ان سے نکال کر اپنے نیک بندوں کے قدموں میں لا ڈالا، تو یہ بالکل سچ ہے، شروع میں مشاعروں کو سننے کا شوق تھا، آواز بہت اچھی تھی، پچاس سے زیادہ شعراء کے کلام ان کی آواز اور لہجہ میں پڑھ لیتا تھا، گھر میں کوئی خاص مہمان آتا، رات کو مجھے اٹھایا جاتا کہ مشاعرہ ہوگا

اور میں انور جلال پوری، کنور مہندر سنگھ بیدی وغیرہ کے انداز میں مشاعرہ کی نظامت کرتا اور پھر شعراء کا کلام سناتا، بعد میں شاعری بھی کرنا شروع کردی، اور افسانے لکھنے شروع کئے، خاتون مشرق، بیسویں صدی میں میرے بہت سے افسانے شائع ہوئے، ڈرامے بھی لکھے، آل انڈیا ریڈیو سے بعض ڈرامے ریلے ہوئے، گانے بھی گائے، بعض میوزک بھی سرسری کوشش سے آگئے، ہاتھ سے فوٹو بنانے بھی ذرا سی کوشش سے آگئے، کئی مقابلوں میں صوبائی انعام بھی ملے، اور علامہ شمس نوید عثمانیؒ کی کتاب ''کیا ہم مسلمان ہیں؟'' نے بہت متأثر کیا، تو تاریخی واقعات کو افسانوی انداز میں لکھنا شروع کیا، جو خصوصیت سے رام پور کے ''نور'' ''بتول'' اور ''ذکریٰ'' رسالوں میں شائع ہوئے، نور میں اس زمانہ میں میرا ایک انٹرویو بھی شائع ہوا تھا بحیثیت قلم کار۔

بزرگوں سے تعلق کا شوق تھا، ایک خط میں نے حضرت شیخ الحدیثؒ کو لکھا، تعارف میں لکھا کہ میری عمر سترہ سال ہے، وغیرہ وغیرہ۔ حضرت شیخ الحدیثؒ مدینہ منورہ تشریف لے جارہے تھے، کسی خادم کو رسید جوابی لکھنے کی ذمہ داری سونپی، تو انھوں نے عمر کا خیال کرکے جوابی خط میں پسند کے مطابق شادی کرنے کا ایک تعویذ بھیج دیا، اس عمر میں بھائی بہنوں میں خط وغیرہ محفوظ کہاں ہوتے؟ میری چھوٹی بہن زینب نے وہ خط کھولا، بس وہ تو مجھے چمٹ گئی، بھائی میاں آپ کس سے شادی کرنا چاہتے ہے؟ آپ کو تعویذ کی کیا ضرورت ہے، آپ مجھے بتایئے میں امی سے کہوں گی، مجھے حد درجہ شرمندگی ہوئی، اب صفائی بھی کیسے پیش کرتا، بہت ہی دل ٹوٹا، اور کافی عرصہ تک میں دوبارہ خط لکھنے کی ہمت نہ کرسکا۔

اس کے بعد جب میں میرٹھ کالج سے گریجویشن کررہا تھا، حضرت شیخ مدینہ منورہ سے سہارن پور تشریف لائے، ہمارے بڑے بہنوئی سید محمد سردار صاحب مرحوم جو بڑے رحم دل اور متواضع آدمی تھے، انھوں نے کہا: کلیم! حضرت شیخ سہارن پور آئے ہوئے ہیں، چلو ملنے چلتے ہیں، میں نے کہا بہت اچھا، میں نے ایک نیا جوڑا بیل باٹم اور نئے فیشن کی شرٹ بنوائی تھی، وہ نئے کپڑے پہنے، اور بھائی صاحب کے ساتھ عصر سے پہلے ہم لوگ سہارن پور پہنچے نماز عصر کے بعد مظاہر علوم کی مسجد قدیم میں عصر کی نماز پڑھی، عصر کے بعد فوراً مجلس ہوئی، سب لوگوں نے جگہ لے لی، اور ہمیں باہر جوتوں کے پاس کھڑے ہونے کی جگہ ملی، کوئی کتاب پڑھی جارہی تھی، کتاب کے بعد صحن میں ایک صاحب نے اعلان کیا، کہ جانے والے اس وقت مصافحہ ملالیں اور آنے والے صبح مصافحہ ملائیں گے، بھائی صاحب مرحوم پر حد درجہ تواضع کا غلبہ تھا، وہ بولے میں گناہگار کہاں ایسے بزرگ سے مصافحہ ملانے کے لائق ہوں بس میں تو یہیں سے زیارت کرلوں گا، تم جاؤ مصافحہ ملالو، میں نے بھائی صاحب سے کہا کہ میں جانے والوں میں بھی مصافحہ ملاؤں گا اور آنے والوں میں بھی، لائن لگ گئی، جب میرا نمبر حضرت شیخ سے مصافحہ ملانے کا آیا تو حضرت نے میرا ہاتھ پکڑا اور بہت محبت سے دبایا اور ذرا ہنس کر کڑک آواز میں فرمایا، آ پیارے آج تجھ سے میں مصافحہ ملانے بیٹھا ہوں تو آنے والوں میں بھی ملالے اور جانے والوں میں بھی ملالے، بس آج پیٹ بھر کے مصافحہ ملالے، یہ فرماتے رہے اور مسکراتے رہے، دیر تک میرا ہاتھ دباتے رہے، لائن تقریباً پانچ منٹ یا اس سے بھی زیادہ رکی رہی، مولانا نصیر صاحبؒ جن کو بعد میں میں نے جانا وہ میرا ہاتھ چھڑوانے

کے لئے سفارش سی فرماتے رہے، مجھے ان کی سفارش اچھی نہیں لگ رہی تھی، کہ جتنی دیر مصافحہ ملتا رہے اچھا ہے۔

سوال: حضرت شیخؒ کا آپ سے یہ کہنا کہ آنے والوں میں بھی اور جانے والوں میں بھی مصافحہ ملاؤں گا، کیا انھوں نے سن لیا تھا؟

جواب: اس وقت تو مجھے ایسا لگا تھا کہ سن لیا، مگر اب سوچتا ہوں کہ اتنی دور سے سننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا حضرت کو کشف وغیرہ ہوا ہوگا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: کچھ دیر کے بعد حضرت نے ہاتھ چھوڑ دیا، اس مصافحہ کی لذت آج تک محسوس کرتا ہوں، عشاء کی نماز کے کچھ دیر بعد بھائی صاحب مرحوم فرمانے لگے، اس وقت کھتولی کے لئے ٹرین ہے، حضرت کی زیارت بھی ہوگئی اور ہمارا مصافحہ بھی، اس لئے چلیں بس ابھی چلتے ہیں، صبح کی ٹرین میں بہت بھیڑ ہوتی ہے، اور ہم چلے آئے، اس کے بعد ایک دو خط میں نے لکھے، جن کا جواب آیا، اس دوران میرٹھ کے ایک قاری صاحب جو پھلت کے رہنے والے تھے، اپنے مقتدیوں اور میرٹھ کے معزز لوگوں کے ساتھ ایک بس میں سہارن پور پہنچے، پھلت سے حضرت کو والہانہ تعلق تھا، پھلت والوں کو فوراً ملاقات کے لئے بلا لیتے، اس لئے فوراً بلا لیا، حضرت شیخ نے ان سے فرمایا، کہ پھلت میں تو ہمارا ایک دوست رہتا ہے، انھوں نے معلوم کیا حضرت میں تو ایک زمانے سے میرٹھ میں رہتا ہوں، پھلت میں کون ہے؟ حضرت نے فرمایا کلیم !! وہ میرٹھ واپس آگئے، تو بڑے بھائی محمد علیم صدیقی ایڈوکیٹ جو اس وقت وکالت کرتے تھے، ان سے معلوم کیا، کہ پھلت میں کلیم صاحب کون صاحب ہیں، حضرت شیخ ان کا ذکر

Page 392

کر رہے تھے، بھائی صاحب نے بتایا کہ پھلت میں تو کلیم میرا چھوٹا بھائی ہے جو میرٹھ پڑھنے آتا تھا، انھوں نے کہا وہ لڑکا نہیں کوئی بزرگ آدمی حضرت فرما رہے تھے کہ پھلت میں ہمارا ایک دوست رہتا ہے، حضرت شیخ کے اس مشفقانہ مصافحہ کو یہ حقیر اپنی زندگی کے موڑ کا باعث سمجھتا ہے، ہمارے یہاں پھلت میں ایک صاحب حافظ عبد اللطیف قاسم پوری مدرسہ میں پڑھاتے تھے، وہ حضرت شیخ سے بہت نوعمری کے زمانے میں بیعت ہوئے تھے، جب حضرت کے یہاں بھیڑ وغیرہ نہیں ہوتی تھی، انھوں نے مدینہ منورہ حضرت شیخ کو خط لکھا، تو جواب میں حضرت شیخ نے ان کو لکھا کہ پھلت میں ہمارا ایک دوست رہتا ہے اس کے پاس ملنے جایا کرو، انھوں نے جواب لکھا پھلت میں تو کلیم نام کا ایک لڑکا رہتا ہے جو کالج میں پڑھتا ہے، حضرت نے پھر اس حقیر سے تعلق کا حکم فرمایا، اس حقیر کو حیرت ہے کہ اس زمانہ میں حقہ اور بیڑی کی بو سے اس حقیر کو حد درجہ متلی آتی تھی، حافظ صاحب نے مجھے خط دکھایا، حضرت نے لکھا تھا کہ اس کو حقہ اور بیڑی کی بو سے بہت تکلیف ہوتی ہے اس کا خیال رکھنا، حافظ صاحب بیڑی اور حقہ کا بہت شوق رکھتے تھے۔

بعد میں شیخ سے تعلق بڑھتا گیا، اس کے بعد مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحبؒ اور حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ ناظم مدرسہ مظاہر علوم کی خدمت میں جاتا رہا، اور خط وکتابت بھی ہونے لگی، حضرت شیخ الحدیثؒ کے یہاں حاضری ہوتی تو شروع میں حضرت لوگوں سے تعارف کراتے، یہ حقیر نفسیاتی طور پر کم زور ایک طرح سے احساس کمتری کا شکار رہا ہے، حضرت کے اس طرح نوازنے سے بہت ہی بوجھ سا پڑتا تھا، حضرت سے میں نے عرض بھی

کیا کہ حضرت حاضری کو دل چاہتا ہے مگر لوگ انگلیاں سی اٹھاتے ہیں تو شرمندگی ہوتی ہے۔ اگر زیارت اور لائن میں لگ کر مصافحہ ملانے پر اکتفا ہو جائے تو بار بار حاضری کی ہمت ہوسکتی ہے، حضرت نے منظور فرمالیا، مگر ایک بار فرمایا: کہ پیارے کام آتا، یہ تعارف کام آتا۔

سوال: حضرت مولانا سے بیعت کا تعلق کس طرح ہوا؟

جواب: یہ حقیر حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ کی کتابیں پڑھتا تھا، ہمارے چھوٹے بہنوئی سید سعید اختر صاحب نے ایک صاحب سے ایک گھریلو لائبریری خریدی تھی، اس میں حضرت مولانا کی کتابیں ملیں، تاریخ دعوت وعزیمت، سیرت سید احمد شہید، تقویت الایمان، تذکرہ شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی وغیرہ... مگر بحیثیت بزرگ ہمارے علاقہ میں حضرت مولانا کا تعارف نہیں تھا، پھلت حضرت سید احمد شہیدؒ کے واقعات تو گھروں میں بوڑھی عورتیں بچوں کو بطور تبرک سناتی تھیں، ایک روز ایک واقعہ سے دل بہت شکستہ تھا، ''نقوش اقبال'' زیر مطالعہ تھی، ''اقبال درِدولت پر'' عنوان کے تحت اقبال کی روضہ اطہر پر دردمندانہ گذارشات اور حضرت مولانا کی دل کی زبان سے اس حقیر کا عجیب حال ہو گیا، اور ایسا لگا یہ حقیر بھی سب کے ساتھ حاضر ہے، اس زمانہ میں حضور ﷺ کی زیارت کا شوق حد درجہ غالب تھا، نہ جانے کتنے نسخے اس کے لئے استعمال کئے، پیاس بڑھتی گئی، میرے کریم اللہ کو پیار آیا، اتنے بزرگوں سے تعارف اور قریبی تعلق کے باوجود میرے اللہ نے اس حقیر کو حضرت مولانا کے قدموں میں لے جاڈالا۔

سوال: یہ بات بڑی حیرت کی ہے کہ یہاں ایسی ایسی بڑی شخصیات علاقہ میں

موجود تھیں، سب سے تعلق وتعارف بھی تھا، اور حضرت مولانا کا تعارف بھی نہیں تھا، پھر آپ وہاں کیسے پہنچے؟

جواب: اصل میں ایک خواب میں حضرت مولانا علی میاںؒ کا شہد چاٹنے کا حکم ہمارے نبی ﷺ کی طرف سے ملا، میں حضرت مولانا کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے نام سے جانتا تھا، مولانا علی میاں کون ہیں، اس کے لئے ہفتوں تڑپتا رہا، بعد میں نعیم بھائی نے بتایا کہ وہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی جن کی کتابیں ہیں مولانا علی میاں ہیں، تو حضرت مولانا کو عریضہ لکھا، حضرت نے بڑی شفقت سے جواب تحریر فرمایا، جواب میں یہ شعر بھی لکھا:

بہر تسکیں دل نے رکھ لی ہے غنیمت جان کر
جو بوقت ناز کچھ جنبش ترے ابرو میں تھی

اور کرایہ کے لئے منی آرڈر بھیجا، الحمدللہ تکیہ میں حاضری اس وقت ہوئی جس روز اندرا گاندھی حضرت سے ملنے کے لئے تکیہ آئی تھیں، بنگلہ کے باہر گاڑیاں ہی گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں، حضرت نے تعارف کے بعد گلے لگایا، اور پھر زندگی بھر اس گنوار کو قدموں سے چمٹا لیا، میں سوچتا ہوں سارے بزرگوں کی عقیدت دل میں ہے، حضرت مفتی محمود صاحبؒ، حضرت مولانا ابرارالحق صاحبؒ، حضرت قاری صدیق احمد صاحبؒ، حضرت مولانا عبدالحلیم جون پوریؒ، حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ، حضرت مولانا افتخارالحسن کاندھلوی مدظلہ العالی، حضرت مولانا مکرم حسین سنسارپوری مدظلہ العالی وغیرہ سبھی بزرگوں سے عقیدت کا، خاص حد تک حاضری، مکاتبت کا تعلق رہا، مگر میرے اللہ کا کتنا بڑا کرم ہے کہ اپنی طرف سے اتری ہوئی بندوں کی ہدایت کو اس سیاہ کار کے حصہ میں کچھ دینا

تھا،اس لئے حضرت مولانا کے قدموں سے وابستہ فرمادیا،کیسی مبارک گھڑی تھی،جب میرے اللہ نے ایک نااہل بندے پر کرم فرمایا۔

سوال: حضرت مولانا سے آپ بیعت کس سن میں ہوئے اور اجازت کب عطا فرمائی؟اور حضرت شیخ سے بھی بیعت کے لئے آپ نے درخواست کی تھی، حضرت نے اجازت دی،اس کا واقعہ کیا ہے؟

جواب: اصل میں اجازت بزرگوں کی طرف سے تین طرح کی ہوتی ہے،ایک تو کسی پر اعتماد کرکے،اس کو اہل سمجھ کر بندگانِ خدا کی اصلاح وتربیت کے لئے اجازت ہوتی ہے،یہ اجازت اصل ہے،یہ تو بہت خاص اور اہل لوگوں کو ملتی ہے،دوسری کسی خاص علاقہ کی پس ماندگی دیکھ کر اس علاقہ میں کام کرنے کے لئے،نسبتاً دین سے جڑے کسی آدمی کو شیخ اجازت دے کر دعوت واصلاح کے لئے لگادیتے ہیں،اور تیسری اجازت ہوتی ہے ہم جیسے لوگوں کی،کہ اجازت کے نام پر گناہوں سے بچا رہے گا،چلو اپنے کو مجاز وخلیفہ سمجھ کر ہی برائی سے بچ جائے گا،آپ نے سنا ہوگا حضرت گنگوہیؒ نے ایک بنگالی کو حدیث کی سند دی،سند عربی میں لکھ کر دی،اس میں اس کے نام کے ساتھ بنگالی کو عربی میں بنجالی لکھا،بنجالی بنگالی میں کوئی گالی ہوتی ہے،اس کے ساتھی نے طالب علمانہ شرارت میں اسے بتایا کہ حضرت نے تجھے گالی لکھی ہے،وہ طالب علم حضرت پر بہت ناراض ہوا،آپ نے ہمیں گالی لکھ دی،حضرت نے اسے سمجھایا کہ عربی میں بنگالی لکھا ہے،وہ چلا گیا تو حضرت مولانا یحییٰؒ نے عرض کیا کہ ایسے بے وقوف کو محدث ہونے کی سند آپ نے عنایت فرمادی،حضرت نے فرمایا یہ خود کو مولوی سمجھ کر مسجد میں پڑا رہے گا،ورنہ چور ڈاکو بن کر دین والوں کو بدنام کرتا،بس میرے حضرت

نے بھی شاید اسی لئے حکم فرمادیا تھا،کہ کچھ تو اس نسبت کی لاج رکھے گا۔

سوال: پھر بھی،آپ نے شیخ الحدیثؒ سے بھی بیعت کی درخواست کی تھی؟

جواب: بات اصل میں یہ ہے کہ وہ خواب دیکھ کر میں بہت بے چین تھا،میں جلال آباد حضرت کے یہاں مجلس میں جایا کرتا تھا میں نے جاکر پہلے حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحبؒ سے بیعت کی درخواست کی تھی،حضرت نے فرمایا،کہ بیعت آپ حضرت مولانا علی میاں سے ہونا،جلال آباد سے خیال ہوا کہ حضرت شیخ الحدیثؒ مدینہ منورہ جانے والے ہیں،چلو سہارن پور حضرت کی خدمت میں چلیں،جس وقت ہم پہنچے ملاقاتیں بند ہوچکی تھیں،خدام نے ملاقات سے منع کردیا،اس حقیر نے کم ظرفی میں اپنا حق جتایا کہ حضرت سے کہہ تو دو کہ پھلت سے کلیم آیا ہے،حضرت شیخ نے گھر میں بلایا،بڑی شفقت سے چھیل کر کیلا اپنے دست مبارک سے مجھے دیا،میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے بیعت کر لیجئے،حضرت نے فرمایا پیارے بیعت تو تم مولانا علی میاں سے ہونا اور اجازت میں دیتا ہوں،حضرت مولانا محمد ثانی حسنیؒ حضرت کے پاس تشریف رکھتے تھے،حضرت نے فرمایا دیکھو ثانی کوئی بیعت ہونا چاہے تو کلیم سے بیعت ہو جائے،یہ حقیر پہلے ہی احساس کم تری میں تھا،خیال ہوا کہ بیعت کو کہنے کا کوئی ادب ہوگا،کوئی خاص طریقہ ہوگا،میرے گنوار پن پر حضرت میرا مذاق اڑا رہے ہیں،میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا،حضرت جب ہمیں آداب آتے نہیں تو آپ سے کس طرح کہیں؟حضرت نے فرمایا نہیں پیارے تمھارے بھلے کے لئے کہہ رہا ہوں،بیعت تم علی میاں سے ہونا،اجازت میں دیتا ہوں۔

سوال: کیا آپ نے انھیں اپنا خواب سنا دیا تھا،؟

جواب: نہیں، یہ ہی تو حیرت ہوئی کہ دونوں بزرگوں نے کہاں سے یہ بات کہی کہ بیعت تو تم مولانا علی میاں سے ہونا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: یہ ۱۹۷۷ء کی بات ہے، اس کے بعد ماموں سید محمد عارف مجھے حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب کی خدمت میں لے گئے، حضرت سے بہت ہی مبارک یادگار ملاقات ہوئی، اس ملاقات کی بعض باتوں کی برکات یہ حقیر پوری زندگی میں محسوس کرتا ہے اور حیرت کرتا ہے۔

سوال: اس کے بعد حضرت مولانا کی خدمت میں بیعت وغیرہ کس طرح ہوئے؟

جواب: میں تکیہ حاضر ہوا، حضرت والا نے بہت شفقت سے ملاقات فرمائی، حضرت مولانا محمد ثانی صاحب سے تعارف کرایا یہ ہیں کلیم میاں، جن کا ہم ذکر کر رہے تھے، حضرت مولانا ثانی صاحب نے حضرت سے بتایا کہ ان سے ابھی چند روز پہلے حضرت شیخ کے یہاں ملاقات ہو چکی ہے، اور مجھ سے فرمایا کہ آپ ہی تھے وہ جن کو کچے گھر میں حضرت نے بلایا تھا، میں نے سر ہلایا، حضرت والا سے بیعت کی درخواست کی، حضرت نے تکیہ کی مسجد میں بیعت فرما لیا، عصر کے بعد مجلس میں بڑی امید افزا باتیں فرمائیں، اور فرمایا کہ اللہ کے خزانے میں کسی چیز کی کمی نہیں، بس اللہ نے نبوت کا دروازہ بھی حکمتاً بند کیا ہے، ورنہ قطبیت، ولایت، معرفت اور محبوبیت کا کوئی دروازہ بند نہیں کیا، بس بندہ اس کے لئے کوشش کرے اور اللہ کے حضور مجسم سوال بنا رہے، اور یہ آیت شریفہ پڑھی:

وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّکَ مَحْظُوْرًا۔ اور اس کا ترجمہ حضرت نے فرمایا، کہ آپ

کے رب کی عطا میں کوئی راشننگ نہیں ہے، اس کے بعد ندوہ میں داخلہ ہو گیا، گنوار دیہاتی تھا کچھ کتابیں پڑھنے کا شوق تھا، خصوصاً اکابرین دیوبند اور خانوادہ ولی اللہی کے حالات خوب پڑھے تھے یاداشت اچھی تھی، حضرت والا کچھ فرماتے تھے، ہر بات میں میں بولتا تھا، لوگ دیکھتے کہ کون بدتمیز لڑکا ہے کہ ہر بات میں لقمہ دیتا ہے مگر اپنے حضرت والا کی شفقت کے قربان کبھی نہ خاموش کرتے، نہ ٹوکتے بلکہ حوصلہ افزائی فرماتے، بعض جملے جو اپنے تجاہل میں اپنے کو جاننے والا سمجھ کر اس حقیر نے حضرت کے سامنے کہے تو یاد کر کے کہیں منھ چھپانے کو دل چاہتا ہے، بعد میں حضرت والا کے قدموں میں رہ کر حضرت والا کا کچھ تعارف سا ہوا، تو یہ حال ہو گیا کہ ہفتوں ہفتوں حاضری رہتی مگر دو سلاموں کے علاوہ جو حاضری اور رخصتی کے وقت ہوتے کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔

سوال: حضرت نے آپ کو اجازت کب دی؟

جواب: بار بار اجازت کا ذکر ہی شرمندگی کا باعث ہے، اصل میں مارچ کی ۲۷/تاریخ میں حضرت سے بیعت ہوا اور اسی سال ۱۲/اگست کو حضرت والا نے مسجد میں نماز فجر سے پہلے طلب فرمایا اور فرمایا کہ اللہ کے بھروسہ پر تم سے ایک بات کہتے ہیں، کوئی اللہ کا بندہ تم سے ہمارے سلسلہ میں بیعت کے لئے کہے تو بیعت کر لیا کرو، ہم تمھیں اجازت دیتے ہیں۔

یہ حقیر بڑے ارمانوں سے بیعت ہوا تھا خیال تھا کہ اس طرح نیک ہو جائے گا، صحابہ کی سی نمازیں جس طرح سید احمد شہیدؒ سے تعلق کے بعد لوگوں کو نصیب ہوئی تھیں ہمیں بھی پڑھنا آ جائے گی، رزائل سے پاک ہو جائیں گے، حضرت کے اس فرمانے سے بجلی سی گری، اور دل میں خیال آیا، جس طرح

کسی لاعلاج مریض سے مایوس ہوکر ڈاکٹر یہ کہہ دیتا ہے کہ اب آپ آزاد ہو سب کچھ کھاؤ علاج کی ضرورت نہیں، اس طرح حضرت نے مایوس ہوکر کیس ریفر کر دیا ہے، بہت صدمہ ہوا اور میں حضرت کے قدموں سے چمٹ گیا اور خوب رویا، حضرت ایسے مت فرمائیے، حضرت ایسے مت فرمائیے، یہاں سے مایوس جاؤں گا تو کہاں میری اصلاح ہوسکتی ہے، حضرت والا نے تسلی دی، مگر وہ گھڑیاں مجھ پر بہت سخت گذریں، تین روز تکیہ پر رہا، طرح طرح کے خیال ذہن میں آتے رہے، حضرت والا کو احساس ہوگیا، حضرت نے فرمایا کہ حضرت مولانا محمد احمد کے پاس جاتے ہو، میں نے کہا حضرت جاتا تو ہوں، حضرت نے فرمایا جانا چاہیئے ہمارے بزرگ ہیں، میں نے اپنے حال کو بے تکلف عرض کرنے کی نیت سے الٰہ آباد کا سفر کیا، کہ حضرت سے حضرت والا کے لئے ایک سفارشی خط لکھوالاؤں گا، حضرت الٰہ آباد میں نہیں تھے، پرتاپ گڑھ میں تھے، پرتاب گڑھ گیا، وہاں سے بھی دو روز پہلے جا چکے تھے، رانی گنج ایک قصبہ ہے، وہاں کی خبر تھی، وہاں سے بھی اپنے اصل وطن ایک روز پہلے پھول پور جا چکے تھے، مغرب کے بعد کا وقت، برسات کا موسم، سواری کا کوئی نظم نہیں .....مگر قدم یہ خود نہیں اٹھتے اٹھائے جاتے ہیں..... پیدل پگڈنڈیوں سے ہوتا ہوا عشاء کے وقت پھول پور پہنچا، حضرت ضعف اور علالت کی وجہ سے گھر پر نماز پڑھ رہے تھے، مسجد میں مؤذن سے معلوم کر کے حضرت کے گھر پر پہنچا، حضرت کو جیسے پہلے سے خبر ہو، حضرت اس طرح الٰہ آباد، پرتاپ گڑھ، رانی گنج اور پیدل پھول پور کے سفر سے بہت خوش ہوئے، بعد میں خطوط میں بھی اس کا محبت اور بڑی شفقت سے ذکر فرمایا، اور کس قدر عنایت اور کرم کا معاملہ فرمایا بس بیان کرتے ہوئے شرم آتی

ہے۔ تکیہ اور حضرت مولاناؒ کا نام ہی حضرت کے لئے مزے کی چیز تھا، پھر گرمی میں ذرا مشقت کے سفر نے اور بھی حضرت پر ماندگی غالب کر دی، کھانے اور نماز وغیرہ کے بعد جلدی حضرت نے آرام کا حکم دیا، اور صبح بات کرنے کو کہا۔

سوال: اس سفر میں حضرت نے بھی آپ کو اجازت دی تھی؟

جواب: بس اجازت کیا میں عرض کر رہا ہوں، چھپر کا حضرت کا گھر تھا، اس میں بہت سادہ سا تخت پڑا تھا، میں نے حضرت سے اپنی بیعت کی تفصیل عرض کی، اور بتایا کہ اصلاح کی بڑی امید سے حضرت سے وابستہ ہوا تھا مگر حضرت نے مایوس ہوکر مسجد میں بلا کر یہ بات فرمائی، حضرت مولانا محمد احمدؒ نے فرمایا بزرگوں کے فیصلے تائید غیبی کے ساتھ ہوتے ہیں، پھر فرمایا حضرت علی میاں کو لوگ جانتے نہیں ہیں، کچھ دیر بعد فرمایا اپنے محبوب کو سب چھپاتے ہیں، علی میاں کو ان کے علم کے پردہ میں چھپایا گیا ہے، کچھ توقف کے بعد فرمایا اگر وہ اپنے آپ کو ظاہر کر دیں تو پیروں کو مرید نہ ملیں، اس حقیر نے اپنے حال اور مایوسی کا ذکر کیا تو فرمایا کہ 'اچھا کتنی گواہی کسی سلسلہ میں معتبر ہوتی ہیں، میں نے عرض کیا عام حالات میں دو، اور بعض حالات میں چار، حضرت نے فرمایا میری رائے معتبر ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت اگر آپ کی رائے معتبر نہیں تو پھر کسی کی گواہی معتبر نہیں، حضرت نے فرمایا میں بھی آپ کو اجازت دیتا ہوں، کوئی اللہ کا بندہ آپ کے یہاں آئے تو ہمارے سلسلہ میں بیعت کر لیا کرو، حضرت سے یہ بات سن کر یہ حقیر حد درجہ مایوس ہوا، پھلت تک نہ جانے کیا خیال آتے رہے، عمر میاں انسان اپنے معیار سے سوچتا ہے، چھوٹا آدمی سوچ بھی چھوٹی ہوتی ہے، بار بار یہ خیال آتا، ہمارے علاقہ میں ہمارے حضرت کا تعارف بھی بہت کم ہے، اگر

لوگوں کو معلوم ہوگا کہ کلیم حضرت مولانا کا مجاز ہے، تو لوگوں کے دلوں میں میرے حضرت کی کیسی قدر گھٹے گی، کہ مولانا علی میاں کے خلیفہ ایسے ہوتے ہیں، بہت سوچا تو پھر پروگرام بنایا کہ حاجی عبدالرزاق صاحب اور شرافت خاں صاحب کے علاوہ تو کسی کو خبر نہیں، ان دونوں کے پاؤں پکڑ کر عہد کرالوں گا کہ کسی کو خبر نہ کریں، کم از کم ہمارے حضرت تو بدنامی سے بچ جائیں گے، اس طرح کے احساسات کے ساتھ پھلت پہنچا، بڑی باجی جنھوں نے مجھے پالا ہے، عشاء کے بعد میرے پاس آئیں اور بولیں، کلیم میں مرید ہونا چاہتی ہوں، میں نے کہا باجی آپ حضرت کی خدمت میں خط لکھ دیں اور خط کے ذریعہ سے بیعت ہوجانا اور پھر کسی وقت تجدید کرلینا، وہ بولیں نہیں، میں تو تم سے مرید ہوں گی، میں نے حیرت بھی کی اور ان کا مذاق سا بنایا کہ بزرگوں سے مرید ہوتے ہیں، کسی کے سامنے مت کہہ دینا لوگ مذاق اڑائیں گے، کلیم کی بہن کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ مرید کس سے ہوا جاتا ہے، وہ ضد کرنے لگیں، مجھے بہت حیرت بھی ہوئی۔

بہت زیادہ پریشان ہوا تو پوری کیفیت اور سفر کی روداد حضرت والا کو لکھی، حضرت کا جواب آیا، جس میں اس شعر کے ساتھ کہ:

داد او را قابلیت شرط نیست　　بلکہ شرط قابلیت داد اوست

تحریر فرمایا تھا کہ ہم تو اپنے شیخ کے اتباع میں آنے والے لوگوں کو اس لئے بیعت کر لیتے ہیں کہ شاید اس آنے والے کا دست گرفتہ ہونا ہمارے لئے باعث نجات بن جائے۔ تم بھی اس خیال کے ساتھ بیعت کرلیا کرو، کچھ تو اطمینان ہوا، مگر درمیان میں وساوس آتے رہے، کوئی صاحب مدینہ منورہ جا رہے تھے تو حضرت شیخ الحدیثؒ کو مفصل خط لکھا اور اپنی بد حالی کے لئے دعا کی درخواست کی، تو

حضرت نے جواب لکھا کہ یہ ناکارہ تو پہلے ہی تمھیں اجازت دے چکا ہے، شاید تمھیں اپنے حال کی وجہ سے یہ پریشانی ہورہی ہے، اس کے لئے یہ سمجھنا کافی ہے کہ یہ طب کی سند ہے نہ کہ صحت کی، اپنا بھی علاج کرو دوسروں کا بھی، حضرت کے اس جملہ سے بہت اطمینان ہوا، پھر جب بہت سے منکرات سے اس اجازت کی لاج سے رکنے کی توفیق ہوئی تو سمجھ میں آیا کہ اس اجازت میں کیا مصلحت تھی، اور یہ اجازت گناہ سے بچانے کے لئے تیسرے درجہ کی اجازت ہی ہوگی۔

سوال: اس کے علاوہ مدینہ اور شام کے دو مشائخ نے جو آپ کو اجازت دی ہے، وہ کون ہیں؟

جواب: بھائی یہ بات ہوئی تھی کہ دعوت کے سلسلہ میں باتیں ہوں گی، یہ اجازت اجازت کب تک رٹ لگاؤ گے۔

سوال: غلط معلومات سے اچھا ہے کہ صحیح معلومات محفوظ ہوجائیں؟

جواب: اچھا تو یہ تم محفوظ بھی کروگے۔

سوال: ابھی اپنے پاس محفوظ رہے گی، کسی وقت کام آجائے گی، وہ دو لوگ کون تھے؟

جواب: ان میں سے ایک شیخ احمد مجتبیٰ علوی مالکی قادری، جو شیخ علوی مالکی کے عزیز تھے، یہ اصل میں شیخ ابو طاہر کردی مدنی کے شاگرد و خلیفہ شیخ محسن مقبل علوی، شریک درس حضرت شاہ ولی اللہؒ کی چھٹی پشت میں سلسلہ قادریہ کے بزرگ تھے، جنھوں نے سلسلہ کی اجازت ایک خاندانی عمامہ جس کے بارے میں بہت سی خبریں مشہور ہیں مجھے عنایت فرمایا تھا، وہ عمامہ شیخ علوی مالکی نے اس کی مشہور

برکات کی وجہ سے مجھ سے چندروز کے لئے لیا تھا، میں نے مستقل ان کو ہدیہ کردیا تھا کہ وہ وہی اس کے زیادہ اہل ہیں۔

دوسرے صاحب حزب البحر شیخ ابوالحسن شاذلی کے سلسلہ کی اجازت شامی بزرگ شیخ صالح حمودی شاذلی نے سلسلہ شاذلیہ میں حرم شریف کے رکن یمانی کے سامنے مطاف میں دی تھی، مگر یہ سب وہی تیسرے نمبر کی اجازت و خلافت تھیں۔

سوال: حضرت مولانا سے آپ نے استفادہ کیا اس کے سلسلہ میں کوئی خاص بات فرمائیں؟

جواب: اس کے لئے محبت اور مناسبت دو چیزیں ضروری ہیں، میرے اللہ نے مجھے دونوں چیزوں سے نوازا، محبت کا تو یہ حال تھا کہ ایک خط میں حضرت کے یہاں لکھ کر رکھ کر آتا، اور پھر آتے ہی خط لکھتا، ۲۳ رسالہ تعلق میں ایک تہائی وقت اس حقیر کا حضرت کی خدمت میں آنے جانے میں ضرور گذرا ہوگا۔ چار سو بتیس خطوط حضرت والا کے الحمد للہ میرے پاس ہیں اس کے باوجود بھی یاد میں بے قرار رہتا تھا، مناسبت کا یہ حال تھا کہ حضرت کی طرف سے عام اصول اصلاح کے خلاف مختلف بزرگوں کے یہاں جانے کا حکم ہوتا تھا، کسی بھی اللہ والے کے یہاں حاضر ہوتا تو اس بزرگ کی عقیدت کم ہونے کے بجائے کچھ نہ کچھ بڑھتی تھی، مگر ساتھ ساتھ زبان حال سے یہ کہتا ہوا نکلتا:

آفاقہا گردیدہ ام، مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

حضرت والا کی صحبت بابرکت سے جو چیز اس حقیر کو ملی وہ اپنی ناکارگی کا

احساس، بعض مرتبہ تو حددرجہ یہ احساس مغلوب کردیتا تھا کہ حضرت والا اکثر خطوط میں تحریر فرماتے، زبانی بھی فرماتے، تمھارے حالات پڑھ کر اپنے حال پر شرمندگی ہوتی ہے، اللہ نے کیسے احوال سے نوازا ہے، مگر اس طرح کے جملوں کو پڑھ کر حددرجہ شرمندگی ہوتی، کہ اس مقام اور منصب پر فائز ہوکر یہ شیخ العرب والعجم اپنے کو کیا سمجھتے ہیں اور ہماری کیا حیثیت ہے، اور شرم سے پانی پانی ہونے کو جی چاہتا، محسنین کے لئے جذبہ احسان مندی سیکھنے کی حسرت بھی دل میں بہت بڑھی۔

سوال: حضرت شیخ نے آپ کو پھلت کے مدرسہ کی خدمت پر بھی لگایا تھا؟

جواب: ہاں اصل میں شیخ الحدیثؒ کو پھلت سے بہت گہرا تعلق تھا، حضرت مولانا احتشام الحسن کاندھلوی کے صاحب زادے حضرت مولانا احترام الحسن پھلت میں رہتے تھے، حضرت بہت خوش تھے، مگر بعض عوارض کی وجہ سے وہ یہاں سے چلے گئے، تو یہ شیخ فرمایا کرتے تھے، احترام تو نے اچھا نہیں کیا، پھلت سے مجھے بڑی امیدیں ہیں، اور بعد میں میری حاضری ہونا شروع ہوئی، دارالعلوم دیوبند میں صد سالہ کے بعد انتشار رہا، میں اپنے حضرت والا سے ملنے مجلس شوریٰ کے موقع پر دیوبند حاضر ہوتا تھا، چونکہ اس حقیر کے ذہن میں تھا کہ علماء تو معصوم ہوتے ہیں، انتشار، ایک دوسرے سے اختلاف اور پھر مخالفت کی بات سامنے آتی تو حددرجہ حیرت اور افسوس ہوتا تھا، ان حالات میں اپنے حضرت والا کو ماہی بے آب کی طرح تڑپتا دیکھتا تھا، میں نے ایک مرتبہ شیخ سے عرض کیا، شیخ نے فرمایا کہ جڑ کو سینچو، میں نے عرض کیا کہ حضرت سمجھ میں نہیں آیا، فرمایا جڑ تو پھلت ہے یہ تو سب شاخیں ہیں، اس طرح کئی بار ہوا، ایک بار

حضرت مولانا محمد احمد پرتاپ گڑھیؒ نے بھی ہدایت فرمائی، اس حقیر نے مدرسہ کے لئے کوشش شروع کی مگر جب دارالعلوم کا انتشار حد درجہ بڑھا تو اس حقیر کو خیال آیا کہ ایسے مخلص اور اولیاء کے قائم کردہ ادارے میں اتنے فتنے ہیں، مجھ جیسا ظاہر و باطن کا کالا کوئی کام کرے گا تو اس میں شر کے علاوہ کچھ ہوگا ہی نہیں، اس لئے شیخ کو مدینہ منورہ فروری میں معذرت کا خط لکھا، شیخ نے فوراً جواب دیا، جس میں یہ بھی لکھا، فاعل حقیقی اللہ تعالی ہیں بندہ تو سعی کر کے اجر کا مستحق ہوتا ہے، عمر کی ان آخری گھڑیوں میں جب بالکل پا بر کاب ہوں اپنے اکابر بزرگوں کی محبت دل میں زیادہ ہی ہوتی جارہی ہے، اور اکابرین پھلت تو گویا اس گروہ کے سرخیل تھے، دلی تمنا ہے کہ قریۃ الصالحین کی علمی مرکز کی حیثیت بحال ہو، اس سلسلہ میں رب کریم سے بڑی امیدیں ہیں..... یہ ناکارہ تو یہاں تک سمجھتا ہے کہ اس مبارک بستی کی اس دینی خدمت میں کوئی غیر مسلم بھی سعی کریگا تو انشاء اللہ محروم نہیں رہے گا.......... اس خط کے باوجود احساس کم تری کی وجہ سے یہ حقیر ہمت نہ کر سکا لیکن جب اسی سال اپریل میں حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو اس حقیر کو حد درجہ صدمہ تھا، یاد بہت آتی تھی، حضرت کے خطوط تلاش کئے پڑھے، اور خط کو پڑھ کر بلک گیا اور پھر مدرسے کے لئے کوشش شروع کی، ہمارے حضرت بہت خوش ہوئے، اور بہت ہی حوصلہ افزائی فرمائی، اور مدرسہ کا نام بھی بدل کر جامعۃ الامام ولی اللہ رکھا گیا، جس کا ایک شعبہ فیض الاسلام کے نام سے حضرت گنگوہیؒ کے نام رکھنے کی وجہ سے باقی رکھا۔

سوال: دعوت کے سلسلہ میں کام کی شروعات کس طرح ہوئی؟ پہلے ایک زمانہ تک ارتدادزدہ علاقہ میں آپ نے کام کیا پھر کس طرح عام غیر مسلموں میں آپ

نسیم ہدایت کے جھونکے | جلد اول تا چہارم

نے کام شروع کیا؟

جواب: اب تم صحیح موضوع پر آئے ہو، میرے حضرت والا کو کسی طرح خبر ہوئی کہ سونی پت کے قریب تقسیم ملک اور تبادلہ آبادی کے وقت فسادات سے متأثر ہو کر خاصے لوگ مرتد ہو گئے تھے، حضرت والا نے کام کرنے والوں کا تعاون بھی کیا، اور مجھے حکم فرمایا کہ صحیح صورت حال معلوم کرو، سونی پت ہم سے قریب تھا ہم نے کچھ رفقاء کو لے کر سفر کیا، دل و دماغ مندروں اور گرودواروں، اور جانوروں کی رہائش گاہوں میں بدلی ہوئی مسجدوں کو دیکھ کر نیم پاگل ہو گیا، حضرت سے صورت حال عرض کی، حضرت نے کام کا حکم فرمایا، دوسال تک ہم لوگ سروے کرتے رہے اور کوشش کرتے رہے، ۹۰ء میں اڈوانی جی کی رتھ یاترا کے دوران ہمارے دوساتھی ماسٹر ضیاء الدین بجنوری اور حافظ نسیم دیناج پوری کو علاقہ کے ایک بڑے ڈاکوؤں کے سردار نے ایک مسجد میں شہید کردیا، اور دریا میں ڈال دیا، بعد میں ان چار قاتلوں میں سے تین لوگ گویا خواب میں جناب ضیاء الدین کی دعوت پر مشرف باسلام ہوئے، ان دونوں کی شہادت کے بعد الحمد للہ ارتداد سے متأثر علاقہ میں فتوحات کے دروازے کھلے، میرے حضرت والا اس علاقہ میں کام کی بڑی حوصلہ افزائی فرماتے، دومرتبہ فرمایا کہ سونی پت میں جنت اور اللہ کی رضا بڑے سستے داموں مل رہی ہے، بے حد دعائیں فرماتے، اللہ نے ہریانہ پھر پنجاب، راجستھان، متھرا، آگرہ، دہلی اور ہماچل وغیرہ میں کام کی شکلیں بنائیں، اسکول کے نام پر مدارس قائم کرنا، اس علاقہ میں کام کے لئے سب سے مناسب راستہ تھا، اللہ کا شکر ہے کہ بستیاں کی بستیاں تائب ہو کر میرے حضرت والا کی برکت سے واپس اسلام میں آئیں، اصل میں

جب شروع میں حضرت نے مجھے حکم دیا تھا تو میں خود حیرت میں تھا، مجھ جیسے گنوار کو ایسا حکم کیوں دے رہے ہیں، مگر حضرت رائے پوریؒ کا ایک ملفوظ سنا تھا کہ ارادت کا مزا فٹ بال بن جانے میں ہے، اس ملفوظ نے رہنمائی کی اور ہمت بندھائی، اور پھر فٹ بال بن جانے کی برکات کھلی آنکھوں دیکھنے کو ملیں۔

سوال: غیر مسلموں میں دعوت کا کام کس طرح شروع کیا؟ اور اس کام میں کس طرح اللہ نے لگایا؟

جواب: اصل میں اس کام میں لگنے کے دو اسباب ہیں، ایک ظاہری سبب اور ایک حقیقی سبب، حقیقی سبب تو یہ ہے کہ میرے حضرت والا کی والدہ ماجدہ حضرت خیر النساء بہتر صاحبہ ایک بڑی مستجاب الدعوات ولیہ خاتون تھیں، انھوں نے میرے حضرت والا کے لئے بہت دعائیں مانگیں، جس میں یہ دعا سب سے زیادہ مانگی کہ علی تمھارے ہاتھوں پر جوق در جوق لوگ اسلام قبول کریں، یہ دعا حضرت کے لئے قبول ہوئی، اور یہ بیک واسطہ اس حقیر کے حصہ میں آئی، میرے حضرت والا نے چھ سات خطوط میں اس حقیر کو لکھا بھی، دو بار زبانی بھی فرمایا، ایک بار بوانہ دہلی میں چار ہزار میراثی مرتد مردوں، عورتوں نے رات کے ایک بجے اجتماعی طور پر ارتداد سے توبہ کر کے تجدید ایمان کی تھی، اور ڈھائی بجے رات تک نام بدلوانے آئے، یہ حقیر بہت خوش تھا، اس بڑی تعداد میں تجدید ایمان کا یہ پہلا موقع تھا، خواب دیکھا کہ حضرت کی والدہ ماجدہ ایک تخت پر تشریف فرما ہیں، جیسے کوئی ملکہ تاج پہنے ہوئے ہو، اس حقیر نے سر پر ہاتھ رکھنے اور دعا کی درخواست کی، تو کمر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا، کیا سمجھتے ہو یہ سب دعوتی فتوحات میری دعا کی قبولیت ہیں، اس حقیر نے خواب حضرت والا کو لکھا، تو حضرت نے جواب

میں تحریر فرمایا، ہماری والدہ ماجدہ ہمارے لئے سب سے زیادہ یہ دعا کرتی تھیں کہ علی میاں تمھارے ہاتھوں پر لوگ جوق در جوق اسلام قبول کریں، یہ دعا الحمد للہ بیک واسطہ تمھارے لئے قبول ہوئی ہے، اس حقیر کا تجربہ ہے کہ کئی حضرات دعوت سیکھنے اور جڑنے کے لئے آئے، کئی لوگ تو سالوں رہے، مگر کوئی آدمی ان کے ہاتھ پر مشرف باسلام نہیں ہوا، بلکہ بعض لوگوں کے ساتھ تو یہ بھی ہوا کہ لوگ از خود اسلام قبول کرنے آئے، مگر انھوں نے کلمہ نہیں پڑھایا۔ اور حضرت مولانا کے سلسلہ میں شامل ہوئے، تو لوگ مشرف باسلام ہونے لگے، تو اصل وجہ اس کام کی میرے حضرت والا اور حضرت کی والدہ ماجدہ کی دعائیں ہیں، میرے حضرت والا نے بھی اس حقیر کے لئے بہت دعائیں کی ہیں، ایک سال پورے رمضان اجتماعی دعاؤں میں نام لے کر دعائیں کیں، اور حضرت فرماتے تھے کہ بلا ناغہ وظیفہ سمجھ کر نام لے کر تمھارے لئے دعا کرتا ہوں۔

دوسرے کام سے لگنے کا ایک ظاہری سبب بھی ہوا ہے، یوں تو جس لائن میں جانا ہوتا ہے، کچھ نہ کچھ آثار پہلے سے آنے لگتے ہیں، بچپن سے لے کر کئی لوگ، ایک کمھار کا لڑکا، ایک کلاس فیلو ارم اور چند اور لوگ ایسے ہیں اس حقیر کو ذریعہ بنا کر مسلمان ہوئے، مگر اس کام کی طرف توجہ کا ذریعہ اس حقیر کی بچی اسماء ہوئی، اور اس واقعہ کو میرے حضرت والا نے بھی کئی بار تقریروں میں بیان کیا۔

ہوا یہ کہ ۳۰؍ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو جب اڈوانی کی رتھ یاترا رام مندر کی تحریک چل رہی تھی چاروں طرف دردناک فسادات ہونے شروع ہو گئے، ستمبر کے مہینہ میں ہمارے یہاں ایک صفائی کرنے والی آتی تھی، بالا اس کا نام

ہے، صاف ستھری رہتی ہے، بچے اس سے مانوس رہتے ہیں، میں ایک کمرے میں کسی کتاب کا مطالعہ کرر ہا تھا، میری بچی جس کی عمر اس وقت آٹھ سال رہی ہوگی، وہ اس گیلری میں جہاں وہ بارش کی وجہ سے کپڑے کا ٹو کرا رکھ کر بارش کے رکنے کا انتظار کر رہی تھی، اس سے راز دارانہ انداز میں بات کرنے لگی، مجھے خیال ہوا کہ ماحول خراب ہے نہ جانے کیا بات کہہ دے، اور یہ کیا لگا دے، میں سننے لگا، اسماء نے بالا سے کہا: بالا تم کتنی اچھی ہو، اور اچھی ہو جاؤ نا، بالا نے کہا: کس طرح سے؟ اسماء نے کہا: بالا تم کس کی پوجا کرتی ہو؟ اس نے کہا بھگوان کی مورتی کی، اسماء نے کہا: بالا یہ مورتی تمھیں کچھ دے دیگی کیا؟ یا نفع ونقصان پہنچا دے گی، مجھے تو یہ ڈر ہے کہ بالا تم ہندو رہ کر مرگئی تو تم دوزخ میں جلو گی، بالا تم کس طرح دوزخ کی آگ برداشت کرو گی، میں تصور نہیں کر سکتا تھا کہ ایسی چھوٹی بچی قرآنی انداز میں اس کو دعوت دے سکتی ہے، میں بے اختیار باہر نکل آیا، بالا مجھے دیکھ کر چلی گئی، میں نے دیکھا اسماء کی آنکھوں میں آنسو ہیں، میں نے محبت سے اس سے سوال کیا، اسماء بالا سے تم کیا بات کر رہی تھیں، وہ بولی یہ کتنی اچھی ہے، بالا ہم سے کتنی محبت کرتی ہے، یہ دوزخ میں جلے گی، ابی جی کتنی تکلیف ہوگی، یہ کہہ کر میرے سینہ سے لگ کر بلک بلک کر رونے لگی، قرآن مجید ایک زمانے سے پڑھتا تھا، فوراً جیسے کسی نے اندر سے کہا ہو:

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ اَلَّا یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ o (سورہ الشعراء، آیت ۳)

ترجمہ: شاید آپ خود کو ہلاک کرلیں گے اس غم میں کہ یہ لوگ مومن کیوں نہیں ہوتے پوری سیرت پاک ایک ویڈیو کی طرح دل و دماغ کے سامنے آ گئی، کہ ہم صرف جوتا داہنے پاؤں میں پہن کر، میٹھا اور کدو کھا کر متبع سنت ہو

نے کا دعوی کرتے ہیں، اصل سنت تو یہ نبوی درد ہے، جو ایک لمحہ پیارے نبی سے وصال تک غائب نہیں ہوا اس کے بغیر کیسے ہم رسول اللہ ﷺ کے پیرو ہو سکتے ہیں، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا ایک ملفوظ بار بار پڑھا تھا یاد آیا، حضرت تھانوی راوی ہیں کہ حضرات علماء کی موجودگی میں ایک بار فرمایا: بھائیو قطب بننا چاہتے ہو؟ لوگوں نے کہا ضرور، حضرت نے فرمایا قطب بننے کا ایک آسان نسخہ بتاتا ہوں، جب کوئی غیر مسلم مر جایا کرے تو تھوڑی دیر تنہائی میں بیٹھ کر رو لیا کرو، کہ ہمارا بھائی ہمیشہ کی دوزخ میں چلا گیا ہم نے کچھ فکر نہ کی، قطب بن جاؤ گے۔ خیال ہوا کہ قطبیت وراثت نبوت ہے، وارث نبی وہ ہو سکتا ہے جو وارث درد نبی ہو، دل و دماغ پر سکتہ طاری ہو گیا، اگلے روز ہریانہ سونی پت جانا تھا، ایک نوجوان بہت محبت کرتا تھا، فوراً آ گیا، ایک پجاری کا بیٹا راج کمار میں نے اس سے کہا بیٹا راج کمار، تم اتنی محبت کرتے ہو، یہ محبت کچھ کام نہیں آئے گی، جب تک کلمہ نہ پڑھ لو، آٹھ نومنٹ اسے اسلام و ایمان بتایا، وہ کلمہ پڑھنے کے لئے تیار ہو گیا، اور کلمہ پڑھ لیا، ایک شرما جی آنے تھے، وہ آ گئے، وہ بھی تھوڑی دیر میں ایمان کے لئے تیار ہو گئے، شام کو ایک گاؤں میں پروگرام تھا، وہاں ایک گاڑی میں تیسرا آدمی پھونک لگوانے کے لئے آیا، اس کو سمجھایا، وہ بھی مسلمان ہو گیا، ذرا سی دیر میں تین لوگ جہنم کی آگ سے بچ گئے، اس نے اور بھی جھنجھوڑ دیا، اور پھر قرآن وسیرت پڑھنا شروع کیا، اور کہنا شروع کیا تو لوگ کھڑے ہوتے گئے۔

اس کے بعد بھی کئی بار جذبہ میں تحریک پیدا کرنے کے لئے اللہ نے اسماء کو ذریعہ بنایا، دو تین سال کے بعد شعبان میں کچھ مدرسے والوں کو تصدیقات

دینے کے لئے گھر میں لیٹر پیڈ لینے کے لئے آیا، اسماء آئی، بولی، ابی جی مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے، اور چھ مہینہ ہوگئے، آپ کے پاس ہمارے لئے وقت ہی نہیں ہے، اسماء کی یہ بات دل کو بہت ہی لگی، میں نے جذباتی انداز میں اس سے کہا بیٹا بات کرلو، ابھی کرلو، وہ بولی مجھے بہت ضروری بات کرنی ہے، میں بہت پریشان ہوں، مجھے اطمینان کا وقت چاہئے، میں نے کہا ابھی بات کرلو، اس نے کہا اب تو آپ باہر مہمانوں کے پاس جارہے ہیں، میں نے کہا کہ نہیں، تم خوب اطمینان سے بات کرو ایک دو دن میں تمھارے پاس ہی رہوں گا، وہ بولی، ابی بتائیے، یہ کافر، مشرک اور سارے غیر مسلم ہمیشہ دوزخ میں جلیں گے؟ میں نے کہا ہاں ہمیشہ جلیں گے، وہ بولی، ابی ہمیشہ نہیں جلیں گے، دو سال، تین سال، سو سال، دو سو سال، اللہ میاں کہہ دیں گے چلو جاؤ بس معاف کردیا، میں نے کہا: نہیں وہ ہمیشہ جلیں گے، اللہ نے اپنے کلام میں فرمادیا ہے، وہ بولی فرمادیا ہو، یا نہ فرمادیا ہو، مگر اللہ ان کو ہمیشہ نہیں جلائیں گے، اللہ کا نام رحمٰن و رحیم ہے، ماں سے ستر گنا ممتا رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ چلو چلو بس میں نے معاف کیا، سو سال، دو سو سال، پانچ سو سال میں اللہ میاں سب کو نکال دیں گے، میں نے کہا اللہ تعالیٰ جھوٹ تھوڑی بولتے ہیں، اللہ نے اپنے کلام میں صاف صاف فرمادیا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ

(سورہ النسآء، آیت ۴۸)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ شرک کو معاف نہیں کرتا اس کے علاوہ جسے چاہیں گے ہر گناہ کو معاف کردیں گے۔

اب اسے عربی کی شد بد ہوگئی تھی، بہت مایوس ہوئی اور بولی، ابی اس میں ان کی کیا خطا ہے، ہمارے اللہ میاں نے ہی تو ان کو ہدایت نہیں دی۔ تقدیر کے معاملے میں اتنی ننھی بچی سے کیا بات کرتا، بات کے رخ کو پھیرنے کے لئے میں نے اس سے کہا کہ بیٹا تمھیں اللہ کا شکر کرنا چاہئے، کہ اللہ نے تمھیں تو ہدایت دی ہے، وہ بہت غمگین ہوئی، پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی، ابی میرے دل میں آتا ہے اور میں اللہ سے بہت دیر تک دعا کرتی ہوں، رات دیر تک نیند نہیں آتی ’میرے اللہ کسی کو دوزخ کی آگ میں نہ جلائیو، بس سب کے بدلہ مجھ اکیلی کو جلا لیجیو، اس حقیر کے پورے وجود کو اس معصوم کی کیفیت نے جھنجھوڑ دیا، اور مجھے بار بار یہ خیال آتا ہے۔ ’’مجھ اکیلی کو جلا لیجئے‘‘ یہ تو اس بچی کی ناسمجھی ہے، مگر کوئی دوزخ میں نہ جلے، یہ ہمارے نبی ﷺ کا سب سے بڑا درد ہے، جس کے بغیر کوئی مومن رحمۃ للعالمین نبی کا پیرو ہرگز نہیں ہوسکتا، اس کے بعد بھی اس بچی نے دعوتی جذبہ کو تحریک دی۔ اس طرح ظاہری اسباب کے طور پر وہ بچی میری استاذ ہے۔

سوال: آپ کے ہاتھوں پر کتنے لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے، کیا آپ بتا سکتے ہیں؟

جواب: جن لوگوں نے قبول نہیں کیا ہے، ان کی تعداد تو خوب یقینی معلوم ہے، وہ ساڑھے چار ارب ہمارے خونی رشتہ کے بھائی ہیں، جن میں ہزاروں روزانہ بغیر کلمہ کے مرجاتے ہیں، ان کے مقابلہ میں مشرف باسلام ہونے والوں کی تعداد بالکل نہ کے برابر ہے، باقی لوگوں کی تعداد کے مقابلہ میں یہ تعداد ذکر کے لائق بھی نہیں۔

سوال: لوگ کہتے ہیں، ایسے مخالف حالات میں آپ دعوت کا کام کرتے

ہیں،اوراس پر تعجب کرتے ہیں،اس کے بارے میں آپ کچھ فرمائیں گے؟

جواب: یہ بات میں ہر مجلس میں کہتا ہوں، کہ آج کل دعوت کے لئے مخالف حالات نہیں ہیں اللہ نے اپنے کلام میں: **لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ** (تا کہ وہ اسلام کو سب دینوں پر غالب کرے) کا وعدہ کیا ہے، ہر کچے اور پکے گھر میں اسلام کے داخل ہونے کی خبر سچی خبر دینے والے مخبر صادق ﷺ نے دی ہے،ایسا لگتا ہے یہی وقت ہے جب ہدایت اللہ کے یہاں سے نازل ہو چکی ہے،لوگ لائن میں لگیں ہیں، جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے ہیں، ماہ مبارک کی ان مبارک ساعتوں میں اللہ کے گھر میں یہ بات صد فیصد اظہار حقیقت کے طور پر عرض کر رہا ہوں، یہ بات کسی انکساری اور تواضع پر مبنی نہیں کہ یہ حقیر دعوت کی ''الف با'' بھی نہیں جانتا،ایک زمانہ میں میرا حافظہ بہت مشہور تھا،مگر گذشتہ زمانہ میں شدید کھانسی اور اس کی چھینکوں سے یادداشت حد درجہ متأثر ہوئی ہے،ندوہ میں پڑھنا شروع کیا تو مولانا شہباز صاحب اور مولانا عارف صاحبؒ فرماتے تھے، کہ صرف ونحو وغیرہ سب کچھ تم پڑھے پڑھائے ہو دوبارہ ہمارا وقت کیوں ضائع کرتے ہو،اور اب یہ حال ہے کہ قرآن مجید کی آیات میں اعراب مجھے بے حد مشکل لگتا ہے، کہ زبر پڑھوں یا زیر،انگریزی مثالی تھی،اب ایسا حال ہو گیا کہ چھوٹے چھوٹے الفاظ کی اسپیلنگ مجھے یاد نہیں رہتی،فطری طور پر بزدل اور کاہل آدمی ہوں، سستی اور کاہلی کا حال یہ ہے کہ آدمی کے نام سے وحشت ہوتی ہے،ایک اندھیرے کمرے میں ایک بکس پر بستر پڑے رہتے،اس پر بھی چادر اوڑھ کر گرمی میں لیٹتا تو دل مطمئن ہوتا کہ اب کوئی نہیں آئے گا،ایک اللہ والے کی دعا کہیں سن لی تھی یا پڑھ لی تھی، پندرہ سال تک وظیفہ اور مقبول ترین

دعا کے طور پر کرتا رہا، کہ یا اللہ آپ کے علاوہ کوئی مجھے نہ جانے،اور آپ کے علاوہ کسی کو میں نہ جانوں،عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہر صلاحیت سے کورا جب ہوا تب سے یہ دعوت کے کام سے شہرت ہوگئی، ارمغان میں مہاجر بھائیوں کی کارگذاریاں چھپ رہی ہیں،اور نسیم ہدایت کے جھونکوں کے نام سے مجموعے چھپے ہیں،اس میں بھی اس حقیر نے بالکل اظہار حقیقت کے طور پر لکھا ہے، کہ جن لوگوں کے قبول اسلام میں ہمارا نام ہو گیا ہے ان کے قبول اسلام میں ہماری دعوتی کوشش یا صلاحیت کو کوئی دخل نہیں،بس ہماری خطا یہ ہے کہ سالوں تک اسلام کی پیاس میں دھکے کھانے والوں کو ہم نے دھتکارا نہیں کہ ہم کلمہ نہیں پڑھواتے، بلکہ ہم نے سوچا کہ ہمارا اکاؤنٹ بن جائے گا،کلمہ پڑھوا دیا،قانونی کاروائی کے لئے راستہ بتا دیا،بس از خود قبول اسلام کرنے والوں کی تعداد غیر معمولی ہے،ایسے میں حالات کو مخالف کہنا کس طرح صحیح ہے۔

سوال: غیر مسلم تنظیموں یا سرکاری اداروں کی طرف سے آپ کو مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑتا، یہ بھی لوگ معلوم کرتے ہیں؟

جواب: ہمارے ملک نے بلکہ دنیا کے ہر ملک کے دستور نے کسی مذہب کو قبول کرنے،اس پر عمل کرنے،اور اس کی دعوت دینے کا بنیادی حق ہر شہری کو دیا ہے،اس لئے یہ کام غیر قانونی نہیں ہے،تو مشکل کا کیا مطلب ہے، جہاں تک غیر مسلم بھائیوں کی طرف سے مخالفت کا مسئلہ ہے،تو بقول میرے حضرت والا کے ہم خوش قسمت ہیں، کہ ہمیں ایسے ملک میں داعی بنایا گیا ہے، جہاں کے اہل محبت کے دلوں میں اپنے خیر خواہ کی حد درجہ احسان مندی میں اس درجہ غلو پایا جاتا ہے، کہ یہ قوم اپنے خیر خواہوں کی دیوتا بنا کر پوجا کرتی ہے، یہاں پر کسی داعی

اور خیر خواہ کی مخالفت کی کوئی نظیر پورے ملک کی تاریخ میں نہیں ملتی، ہم لوگ اپنے رفقاء کے ساتھ اب تربیتی کیمپوں کا سلسلہ تقریبا پانچ سال سے چلا رہے ہیں، ایک بھی واقعہ ایسا نہیں کہ کسی نے مخالفت کی ہو، جس کو دعوت دی گئی ہے اس نے ذرا اف کیا ہو، بلکہ مندروں میں، مذہبی تنظیموں کے دفتروں، تھانوں میں ہمارے دعاۃ جاتے ہیں، سب جگہ سے احسان مندی کے جذبات سامنے آتے ہیں، انکوائریاں آتی ہیں، کچھ لوگ جن کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذہب بدلوا رہے ہیں، ناراض ہوتے ہیں، مگر جب محبت سے دعوت دی جاتی ہے وہ لوگ مشرف باسلام ہوتے ہیں، کتنے واقعات ارمغان میں آچکے ہیں۔ اللہ تعالی نے خطروں اور خوف سے بچنے کا نسخہ خود اپنی بیاض قرآن کریم میں دعوت کو قرار دیا ہے:

اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا (سورہ احزاب: ۳۹)

ترجمہ: جولوگ تبلیغ رسالت کا کام انجام دیتے ہیں، وہ اسی سے ڈرتے ہیں، اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے، اور اللہ ان کے حساب کے لئے کافی ہے

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

(اور اللہ آپ کی لوگوں سے حفاظت فرمائے گا) کا وعدہ بھی اللہ نے کیا ہے۔

سوال:: لوگ یہ کہتے ہیں کہ مخالف حالات ہیں، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلام کے خلاف جس قدر پروپیگنڈہ ہو رہا ہے، اسی تیزی سے اسلام خصوصاً مغربی ملکوں میں پھیل رہا ہے، اس کی وجہ آپ کیا سمجھتے ہیں؟

جواب: یہ سوال واشنگٹن پوسٹ کے ایک نمائندے نے بھی مجھ سے کیا تھا، میں

نے عرض کیا اور بات بھی یہی ہے کہ ایک زمانہ تھا جب لوگ اسلام کو مسلمانوں سے سمجھتے تھے، اب ذرائع ابلاغ کی شہرت خصوصاً انٹرنیٹ کی ایجاد نے قرآنی اسلام لوگوں کے بستروں تک پہنچا دیا ہے، اس لئے لوگ حقیقی اسلام کو جان کر مشرف باسلام ہوجاتے ہیں۔

سوال:: عام لوگ ابھی بھی خصوصاً علماء اور خواص دعوت کی طرف متوجہ نہیں ہیں، اس کے لئے کیا کیا جائے؟

جواب: یہ شیطان کا ایک دھوکہ ہے، وہ آدمی کو اس میں الجھاتا رہتا ہے، فلاں نے یہ نہیں کیا، فلاں یہ نہیں کر رہا ہے، مجھے حضرت مسیح الامتؒ کا ایک ملفوظ یاد آتا ہے، حضرت فرماتے تھے، ماضی کا غم نہیں، مستقبل کی فکر نہیں، حال میں کام چاہئے، شیطان انسانوں کی صلاحیت اور وقت کو اس میں ضائع کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ فلاں نے یہ نہیں کیا ہم نے یہ ضائع کر دیا، ماضی میں کچھ نہیں ملا، مستقبل میں یہ ہونا چاہئے، اور حال ضائع ہوتا چلا جاتا ہے، آپ لوگ جانتے ہیں کہ چند سال پہلے جب ہم لوگ بڑے علماء سے دعوت کی درخواست کرنے اور سبق سنانے جاتے تھے، تو لوگ ہمیں ایسی جماعتوں سے منسوب سمجھتے تھے، جن کو وہ اپنے نزدیک غلط بلکہ گمراہ سمجھتے تھے، مگر ہم لوگوں نے شور مچانا شروع کیا اور باصلاحیت لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور کارگذاریاں سامنے آنے لگیں، تو ہمارا بھی نام ہوگیا، اور صرف شور و نام ہوجانے کی وجہ سے یہ بڑے علماء اور اکابرین پلکوں پر بٹھانے لگے، اس لئے آدمی جو کچھ خود کرسکتا ہے، اسے کرنا شروع کر دینا چاہئے، میں نے ایک شعر ملت تک پہنچانے کے لئے اپنی جمعیت امام ولی اللہ کا ایک کیلنڈر چھپوایا تھا، وہ شعر یہ ہے:

منزلیں کسی کے گھر حاضری نہیں دیتیں

راستوں پہ چلنے سے راستے نکلتے ہیں

اور اپنی زندگی کے خطوط متعین کرنے کے لئے ایک شعر یاد کیا تھا:

نہیں جن میں تمھارا عکس شامل

وہ نقشے ہیں مٹا دینے کے قابل

اللہ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی سنت مقصودہ کو سمجھنے میں اس حقیر کی رہنمائی کی۔

سوال: دوسری تنظیموں اور دعوتی تحریکوں کے ساتھ دعوتی اشتراک کے بارے میں لوگ کہتے ہیں، ان کے بارے میں کچھ فرمائیں؟

جواب: اس حقیر نے اپنے رفقاء کے لئے خطوط متعین کرنے کیلئے ایک مضمون جمعیت امام ولی اللہ کے تعارف کے ساتھ چھپوایا تھا، جس کا عنوان تھا: ''دین کے ہر کام کرنے والے کے رفیق بنو، فریق نہیں'' الحمد للہ ہم لوگ اس کی کوشش کرتے ہیں، کہ ہم رفاقت کی شناخت کے ساتھ کام کریں۔

سوال: تبلیغی جماعت کے ساتھ آپ کا معاملہ کیا ہے؟

جواب: یہ حقیر دعوت کی اس ٹوٹی پھوٹی محنت کو جو غیر مسلموں میں چل رہی ہے، اکابرین تبلیغ کے نشانوں اور خوابوں کی تعبیر سمجھتا ہے، اپنے کاموں کی جو ''الف با'' حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے شروع کی تھی، اس کی ''ت ث'' اس کوشش کو سمجھتا ہے، تاہم مرکز کا ایک نظام ہے جب تک وہاں سے خود اس کا مشورہ نہیں ہوتا، انفرادی طور پر کوشش کرنے کی ترغیب کو مناسب سمجھتا ہے، اور صد فیصد یقین بلکہ یقین کامل ہے کہ بنگلہ والی مسجد سے جو آواز چلی ہے، دنیا کے

ہر کونے کے ہر انسان تک ایمان پہنچانے کی آواز ہے، جو انشاء اللہ اسی مرکز سے دنیا میں پہنچے گی، یہ حقیر بھی اس تحریک کا جاروب کش ہے، یہ توفیق صرف تبلیغی کوششوں کے صدقے میں ملی ہے۔

سوال: دینی مدارس اور تعلیمی تحریکوں کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب: دین کا اہم ترین منبع مدارس ہیں، نبی کریم ﷺ معلم بنا کر بھیجے گئے تھے، تبلیغ تعلیم کا ایک شعبہ ہے، اور ہمارے لئے معیار، نبوی مدرسہ صفہ ہے، جس کے متعلمین کے واسطے سے ساری دنیا میں اسلام پہنچا ہے، الحمد للہ ہم لوگ مدارس اور اہل مدارس کی خدمت کو سعادت سمجھتے ہیں، اور مدارس کا دعوتی مزاج بنانے کی کوشش بھی کرتے ہیں، مدارس کے خلاف مسلمانوں میں غلط فہمی، بدگمانی اور استخفاف کو یہ حقیر ملت اسلامیہ کی خودکشی سمجھتا ہے، اس کے لئے ''دینی مدارس ہماری ذمہ داری اور ملک کی ترقی میں مدارس کا رول'' میرے مضامین انٹرنیٹ پر ہیں، وہ پڑھنے کے ہیں، یہ حقیر دینی مدارس میں جاتا ہے، لوگ ازراہ کرم معائنہ کے لئے کہتے ہیں، تو یہ حقیر اپنا منصب بڑے فخر سے خاک پائے خدام دین لکھتا ہے، کسی انکساری یا تواضع کے جذبہ سے نہیں بلکہ اس امید پر کہ اللہ کا کوئی بندہ معائنہ کے رجسٹر کو پڑھے گا تو کسی مقبول گھڑی میں یا مقبول بندہ کی زبان سے نکلنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ''خاک پائے خدام دین'' بنا دیں گے تو میری آخرت بن جائے گی۔

سوال: نومسلموں کے مسائل کے سلسلہ میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب: اصل میں نومسلم کی اصطلاح خیر القرون میں نہیں تھی، مجھے لگتا ہے کہ ہر چیز کو خیر القرون سے لینے کا مزاج ہی ہمارے لئے خیر کا ضامن ہے، ہمارے رفقاء اپنے دعوتی مرکز قائم کرتے ہیں تو دار ارقم اور بعد میں دار ابوایوب نام رکھتے

ہیں، اس حقیر نے اس کی بڑی برکت محسوس کی، اگر ہم ان لوگوں کو مہاجر بھائی کہیں تو انشاء اللہ بڑی خیر ہوگی۔

الحمدللہ! ارمغان کے حوالہ سے کب سے یہ بات کہی جاتی رہی ہے اور قرآن وسنت اور تاریخ کے حوالوں سے ثابت کی جاتی رہی ہے کہ نہ صرف مسلمانوں بلکہ پوری دنیائے انسانیت کے سارے انفرادی، اجتماعی، سیاسی، معاشرتی، معاشی ہر طرح کے مسائل کا حل سیرت نبوی کی روشنی میں صرف دعوت ہے اور دعوت ہی ان مسائل کا حل ہے اور آسان ترین حل ہے، اور دعوت کی راہ میں جو مسائل درپیش ہوتے ہیں ان میں دنیا کے ہر داعی کا تجربہ ہے کہ دعوت کی راہ میں ایک اہم ترین مسئلہ اسلام قبول کرنے والے ان نومسلموں کا مسئلہ ہے جن میں سے اکثر کو ہجرت کرنا پڑتی ہے، ان خوش قسمت افراد کے، (جن کو اللہ تعالیٰ اپنی شانِ ہادی کے مظہر کے طور پر ہدایت یاب فرمارہے ہیں) ان کے تربیتی، اقتصادی، اور معاشرتی مسائل سے دعوت کا کام کرنے والے افراد بہت جوجھتے ہیں، لوگ جماعت میں بھیجتے ہیں، مدارس میں رکھتے ہیں، اس کے لئے ادارے تربیتی مراکز قائم کررہے ہیں اس سلسلہ میں کوششیں کی جارہی ہیں، مگر بظاہر حق ادا تو کیا، بلکہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہو پاتا۔

پوری دنیا کے داعیوں کا تجربہ ہے کہ اگر اسلام قبول کرنے والا مہاجر نومسلم تربیت کے ساتھ اقتصادی اور معاشرتی طور پر سیٹ ہو جائے، اس کے پاس ایسا نظم ہو کہ وہ اپنے گھر والوں خاندان والوں یا عزیزوں کو اپنے گھر چند روز مہمان رکھ سکے تو رفتہ رفتہ اس کے اہل خانہ، بھائی بہن، ماں باپ، اسلام میں آجاتے ہیں، اس کے برخلاف اگر وہ در در پھرتا رہے اور اپنی ضروریات کے

Page 406

لئے سوال کرتا پھرے، تو پھر وہ دوسروں کو دعوت دینے کی ہمت تو کیا کرتا ہے خود آنے والوں کے لئے رکاوٹ بنتا ہے، ہم لوگ اپنے خاندان اور گھر میں رہ کر ایک مہاجر نومسلم بھائی کے درد اور حال کو نہیں سمجھ سکتے۔

انسان ایک سماجی حیوان ہے، اسے زندگی میں ہر رشتہ کی احتیاج ہوتی ہے، ہم تصور کریں کہ اگر ہم میں سے کسی کے ایک رشتہ نہ ہو تو ساری زندگی کسک محسوس ہوتی ہے، مثلاً بڑی بہن تو ہے چھوٹی بہن نہیں ہے، خالہ نہیں ہے، پھوپھی نہیں ہے، ایک رشتہ نہ ہو تو ساری زندگی حسرت رہتی ہے کہ اس رشتہ والا کوئی مجھے میسر نہیں۔ ایک نومسلم مہاجر جب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جنگل بیابان میں آتا ہے، تو اسے کتنی تالیف قلب کی ضرورت ہوتی ہے، ہم اس کا اپنے عیش وآرام اور اہل خاندان میں رہ کر اندازہ نہیں کرسکتے، ہم لوگ زیادہ سے زیادہ یہ کرتے ہیں کہ ابتدائی طور پر کچھ پیسے اس کو بھیک میں دے دیتے ہیں، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب پہلی مرتبہ کسی نومسلم کو ضروریات زندگی کے لئے کوئی رقم دی جاتی ہے تو وہ رونے لگتا ہے کہ مجھے لوگ ضرورت مند سمجھتے ہیں، مگر زندگی کی ضروریات کی وجہ سے دوبارہ اسے کسی سے کہنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے اور رفتہ رفتہ اس کا ضمیر اس کی مجبوری کے تلے دب جاتا ہے اور وہ در در مانگنے لگتا ہے، اور زندگی کے مسائل سے جوجھتے رہنے کی وجہ سے، اپنی دینی اور تعلیمی ترقی سے محروم ہو جاتا ہے، بعض مرتبہ جماعت میں، مناسب امیر کے نہ ملنے یا غیر تربیت یافتہ نئے ساتھیوں کی وجہ سے اسے بہت کچھ سہنا پڑتا ہے۔

ان مہاجروں کے تربیتی اور معاشرتی اور اقتصادی مسائل کا حل جب ہم صراطِ مستقیم، اسلام کے دروازے پر سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں تلاش کرنے

نکلتے ہیں تو اس کا ایک مکمل اور آسان ترین حل ہمیں ''اسلامی مؤاخات'' ملتا ہے ، جو اس زمانہ میں متروک سنت ہوگئی ہے۔ یہ اس مسئلہ کا ایک پائیدار، مکمل اور آسان ترین حل ہے۔

کسی بین الاقوامی ایسی تنظیم کے پاس، جس کو بڑے اہل خیر بلکہ حکومت کی سرپرستی حاصل ہو اگر پانچ سو مہاجر افراد اچانک آجائیں تو آپ ان کی تربیت، شادی بیاہ، اور کاروبار کے مسائل کے لئے جوجھ جائیں گے مگر یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا ، اس کے برخلاف سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں مؤاخات کی متروکہ سنت کو زندہ کر کے صرف ہندوستان میں، ایک کروڑ مہاجرین ہمارے یہاں ہجرت کر کے آجائیں ، ایک کروڑ مسلمانوں سے ان کی مؤاخات قائم کر کے اس مسئلہ کو چٹکیوں میں حل کیا جاسکتا ہے، ایک مہاجر بھائی کو ایک مسلمان کا بھائی، بیٹا بنا کر اس کی تربیت، اس کی شادی بیاہ، اس کے کاروبار کا مسئلہ حل کرنا بہت آسان ہے، کسی کے چار بیٹے ہیں اگر وہ ایک مہاجر کو اپنا بیٹا بنا کر چار کے بجائے پانچ بیٹوں کی پرورش، تربیت اور شادیاں اور ان کو پیروں پر کھڑے کرنا کا مسئلہ حل کرنا چاہے تو بغیر کسی بڑے بوجھ کے یہ مسئلہ حل ہوجائے گا اس طرح ایک کروڑ لوگ ایک دو سال میں پرانے مسلمانوں سے اچھے مسلمان بن کر اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر اپنے گھر والوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بننے کے حال میں ہو سکتے ہیں اور پھر یہ ایک کروڑ چند سالوں میں دوسرے کئی کروڑ کے ساتھ مؤاخات کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔

پھر ایک اہم بات یہ ہے کہ آپ کتنا ہی زیادہ خیال رکھیں گے تو ایک مہاجر کی ہفتہ دو ہفتہ میں خبر گیری کرسکیں گے، حالانکہ اسے بعض حالات میں ہر

Page 407

گھنٹہ اور ہر وقت سہارے کی ضرورت ہے، اگر آپ اپنے گھر کا فرد سمجھ کر اس کی فکر کریں گے تو دن رات میں ہر وقت آپ اس کے ساتھ حاضر رہیں گے، سیرت پاک میں اس کا ایک اہم باب ہمارے لئے رہنما ہے دین میں اس کو ایسی جگہ دی گئی ہے کہ ایک طرف نسب بدلنے کی سخت مذمت آئی ہے کہ نسب کے بدلنے والوں کو جنت کی خوشبو سے بھی محرومی کی خبر اور وعید بتائی گئی ہے، مگر جس مہاجر کو آپ مؤاخات کے طور پر قبول کر کے اپنے خاندان کا فرد بنا رہے ہیں اس کو آپ کے نسب، آپ کے خاندان سے منسوب ہونے کی فقہاء نے اجازت دی ہے ۔چنانچہ امام المحدثین امام بخاریؒ کی نسبت الجعفی الیمانی سے ہے، جن کے ہاتھ پر ان کے دادا مغیرہ مسلمان ہو کر ان کی مؤاخات میں رہے تھے۔

تجربہ شاہد ہے کہ جو خاندانی مسلمان گھرانہ کسی مہاجر بھائی کو اسلامی مؤاخات کی سنت کے تحت قبول کرتا ہے، اگر نو وارد دین دار نہ بھی ہو تو بتدریج اس مبارک نسبت کی برکت سے دین دار ہو جاتا ہے ، ایسی سینکڑوں مثالیں قریبی زمانے میں ہمارے رفقاء کے سامنے آتی رہتی ہیں۔

کچھ روز قبل مغربی اتر پردیش کے مرکزی علمی شہر کے قریب ایک گاؤں میں ایک نوعمر بچے نے اسلام قبول کیا، وہ گھر چھوڑ کر شہر آگیا، گھر والوں نے اس لڑکے پر بہت دباؤ دیا اور سرپرستی کرنے والوں کے خلاف بھی غم وغصہ ظاہر کیا، علاقہ کے لوگوں نے مسلمانوں پر چڑھائی کا پروگرام بنایا، اس حقیر کے پاس مسلمانوں کے فون آئے، اس حقیر نے عرض کیا کہ میرے اللہ کا وعدہ ہے :وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (اور اللہ آپ کی لوگوں سے حفاظت کرے گا) اور کَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیْباً (اور اللہ حساب کے لئے کافی ہے) آپ فکر نہ کریں

انشاء اللہ کچھ نہ ہوگا۔

کچھ لیڈروں نے درمیان میں پڑ کر معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لیا، جب بچے کو بہت مضبوط دیکھا کہ وہ مرنے کے لئے تیار ہے مگر اپنے گھر کفر میں جانے کو تیار نہیں، تو سب لوگ غصہ میں چھوڑ کر چلے گئے، ایک اپنے سیکولر ہونے کا خبط رکھنے والے مسلمان لیڈر جو دین داری سے دور بلکہ دین داری سے متنفر تھے، بس عید کی نماز بھی رسماً پڑھتے تھے، انہوں نے اس معاملہ میں خاصی دلچسپی دکھائی، اس حقیر نے ان کو بلایا۔ معلوم کیا کہ ان کے کتنے بیٹے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ چار ہیں، میں نے کہا کہ چار کم ہیں، آپ کا پانچواں بیٹا یہ نومسلم بچہ ہے یہ سب کچھ چھوڑ کر آیا ہے، اس کو کون گلے لگائے گا وہ جذبہ میں آئے اور بولے یہ میرا پانچواں نہیں بلکہ پہلا بیٹا ہے یہ چاروں بعد میں ہیں۔ الحمد للہ انہوں نے اس بچہ کو مدرسہ میں داخل کرایا یہ بچہ حافظ ہو کر اب عالم ہونے والا ہے، اب ان صاحب کا حال یہ ہے کہ گھر کے سب افراد حج کر آئے ہیں، بیٹوں اور ان کے چہروں پر داڑھیاں ہیں، گھر کے سب مرد اور عورتیں نمازی ہوگئی ہیں اور کچھ تہجد گذار بھی۔ اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں ایک خاندان اگر اپنے گھر میں ایک فرد کو اپنے خاندان کا حقیقی فرد بنا کر اس کی تربیت، اس کی شادی بیاہ اور کاروبار کے مسئلہ کو حل کرنا چاہے تو کتنا آسان ہے۔

ضرورت ہے کہ امت میں اس کا شعور بیدار کیا جائے اور یہ زمانہ جس میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت نازل فرمادی ہے از خود اسلام کی طرف آنے والوں کی تعداد غیر معمولی طور پر بڑھ رہی ہے، اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں میں اسلام کو جاننے کا جذبہ اور اس کو سمجھنے کا تجسس پیدا کر کے خود

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

اسلام کے لئے دنیا پر راہیں کھول دی ہیں، اس کی ضرورت بہت بڑھ گئی ہے کہ اسلامی مؤاخات کو زندہ کیا جائے یہ اس مشکل ترین سمجھے جانے اہم ترین مسئلہ کا سیرت نبوی کی روشنی میں آسان ترین حل ہے۔

سوال: ''آپ کی امانت، آپ کی سیوا میں'' آپ نے کس طرح لکھی اور اس کی قبولیت کی وجہ کیا ہے؟

جواب: اصل میں تو اس کتاب کی تاثیر میرے حضرت والا اور حضرت والا کی والدہ ماجدہ کی دعاؤں کا ثمرہ ہے، کچھ مخلصین نے بھی تقاضا کیا کہ ہمیں بات کرنے میں جھجک ہوتی ہے، اس لئے بات شروع کرنے کے لئے کوئی چھوٹی سی کتاب لکھیں، شاید محسنین کے حکم کی تعمیل کی برکت سے یہ کتاب لکھی گئی، ورنہ کتاب میں کچھ نہیں ہے، مگر آج تک اس کو پڑھنے والا متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا، ملک کی ساری زبانوں میں اس کے ترجمے شائع ہوئے ہیں۔

سوال: دنیا کے دوسرے ملکوں میں دعوت کو پھیلانے کے لئے آپ کیا کر رہے ہیں؟

جواب: اصل میں ہم کس کھیت کی مولی ہیں جو کچھ کر سکیں، اتری ہوئی ہدایت کو تلاش کر کے اپنا مطلب نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں، تین سفر حرمین شریفین کے کرتے ہیں، دنیا سے آنے والے لوگوں کی ذہن سازی کی کوشش سے الحمد للہ دنیا کے بہت سے ملکوں میں کام پھیل رہا ہے، عربی کا پرچہ ''الخیر'' بھی دعوتی ذہن سازی کے لئے نکل رہا ہے، انگریزی میں بھی کوشش چل رہی ہے، الحمد للہ لوگ کھڑے ہو رہے ہیں، خصوصاً ارمغان کی آواز تو دنیا کے کونے کونے تک پہنچ رہی ہے۔

سوال: قارئین ارمغان کے لئے آپ کا کوئی پیغام؟

جواب: یہ اہل محبت کا ملک ہے، اللہ نے اپنے شاہکار تخلیق انسان کو احسن تقویم خوبیوں کے سانچہ میں ڈھالا ہے، ایسی محبت بھری قوم اور خوبیوں کے سانچہ میں ڈھالی گئی احسن الخالقین کی تخلیق انسان سے مایوس ہونے کے بجائے اس کے حسن کو ظاہر کرنے کے لئے جرأت اور محبت سے میدان دعوت میں اترنا چاہئے، یہاں دعوت کے لئے صلاحیت نہیں بلکہ صرف جرأت اور محبت کی ضرورت ہے، خود ہدایت کے لئے پیاسی انسانیت کے لب سے ٹھنڈے پانی کے پیالے لگانے کی ضرورت ہے، اس جذبہ کے ساتھ میدان دعوت میں اترنا ہر یاس کو آس میں بدلنے کے لئے شاہ کلید ہے۔

مستفاد از ماہنامہ 'ارمغان' ماہ مئی و جون ۲۰۱۰ء

جناب محمد حسن صاحب (روبیندر ملک) سے ایک ملاقات

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد حسن : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: بھائی روبیندر ملک صاحب آپ پچھلے اتوار کو پھلت تشریف لائے تھے، تو ابی نے آپ کا واقعہ بتایا تھا اب آپ پھر اتوار میں آگئے تو ابی نے حکم کیا کہ میں آپ سے انٹرویو لوں، اصل میں ہمارے یہاں پھلت سے ایک اردو میگزین ''ارمغان'' نکلتی ہے اس میں جن لوگوں کو مالک اپنے کرم سے ہدایت فرما کر کلمہ پڑھنے اور اسلام لانے کی توفیق دیتے ہیں ان کی آپ بیتی چھاپی جاتی ہے؟

جواب: جی ہاں مولانا احمد صاحب! حضرت صاحب ابھی مجھے بتا کر گئے ہیں میں آج ہی مراد آباد سے آیا ہوں اور پھر جانا بھی آج ہی ہے، اصل میں پچھلے مہینے میرا وہاں ٹرانسفر ہوا تھا اب پھر لکھنؤ ہو گیا ہے، سرکاری نوکری وہ بھی پولیس کی، بس بستر بندھا رہتا ہے۔

سوال: آپ کے لئے تو بڑا اچھا ہے، ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے: كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ (دنیا میں اس طرح رہو گویا تم مسافر ہو یا راستہ پار کرنے والے) آپ کو تو اللہ نے ایسے حالات میں رکھا ہے کہ آپ سفر میں رہتے ہیں۔

جواب: یہ تو جب ہو جب اپنی مرضی سے اپنے کو مسافر سمجھے۔ ہر وقت بستر بندھا رہتا ہے

مگر سوچتے یہ ہیں کہ ہزار سال جئیں تو کم ہے ایسے مسافر ہونے سے کیا فائدہ ایسا مسافر تو مولانا صاحب آدمی جب ہی بن سکتا ہے کہ اس کو آخرت ہر وقت اپنے سامنے دکھائی دے جیسا ہمارے نبیؐ کے صحابیوں کا حال تھا کہ جنت دوزخ پر ایسا یقین تھا کہ آنکھوں سے دیکھنے سے کچھ تعجب نہ ہو۔

سوال: بلاشبہ یہ بات تو ہے، ماشاء اللہ ایک ہفتہ میں آپ نے خوب سمجھا؟

جواب: سمجھنے کے لئے ایک منٹ انسان کو کافی ہے مولوی صاحب، اور نہ سمجھنے والے کے لئے سیکڑوں سال بھی بے کار ہیں، گائے بھینسوں کی طرح آدمی جی کر چلا جاتا ہے، اپنے حقیقی گھر کی فکر پیدا نہیں ہوتی۔

سوال: بلاشبہ آپ سچ فرماتے ہیں اچھا آپ برائے کرم پہلے اپنا پریچے (تعارف) کرائیے؟

جواب: سب سے سچا تعارف تو وہ ہے جو قرآن نے کرایا ہے سڑی ہوئی مٹی سے بنایا گیا یا ناپاک بوند سے بنا ہوا انسان ہوں میں ستائیسویں پارہ میں پڑھ رہا تھا اللہ نے کیسی بات کہی کہ اللہ تعالیٰ تمھیں تمہاری ماں کے پیٹوں میں سے جانتے ہیں کیوں اپنی پاکی بگھارتے ہو، ماں کے پیٹ میں ہم ماہواری کا خون پی کر پلے ہیں کل مر کر سڑ کر مٹی میں جائیں گے اور دو کلو پاخانہ پیٹ میں ہے پسینہ میں بدبو، پاخانہ میں بدبو، پیشاب میں سڑاند اور دو روز منھ صاف نہ کریں تو منہ میں پاخانہ کی سی بدبو بس یہ ہے ایک گندے انسان کا پریچے، اس پر ہر ایک یہ سمجھتا ہے کہ میں یہ ہوں وہ ہوں۔

سوال: یہ تو بہت حکیمانہ تعارف ہے میں اصل میں خاندانی تعارف کی بات کر رہا ہوں؟

جواب: میں ضلع میرٹھ کے ایک گاؤں کے جاٹ خاندان میں ۲/اکتوبر ۱۹۵۴ء کو پیدا ہوا، میرے پتا جی (والد صاحب) ایک کسان ہونے کے ساتھ ایک سرکاری ملازم بھی تھے میرے تاؤ ڈی ایس پی سے ریٹائر ہوئے ہیں میرے پھوپھا بھی پولیس میں تھے میں نے انٹرمیڈیٹ اور گریجویشن بڑوت سے کیا، پولیس میں انسپکٹر کی ملازمت مل گئی، پانچ سال پہلے میرا پرموشن ہوا اور پولیس انسپکٹر ہو گیا کچھ روز سہارن پور میں رہا دو سال سے مظفر نگر اور میرٹھ میں رہا اس دوران کئی بار مظفر نگر آتا جاتا رہا، جولائی کے شروع تک مظفر نگر سی آئی ڈی میں تھا ایک مہینہ پہلے مرادآباد ٹرانسفر ہوا اور اب پرموشن ہو کر لکھنؤ جانا ہو رہا ہے دو روٹیوں کے لئے جو اللہ نے مقدر میں پہلے سے لکھ رکھی ہیں کس قدر دھکے کھانے پڑ رہے ہیں، کبھی کبھی تو دل بہت دکھی ہو جاتا ہے۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیے؟

جواب: آپ کے علم میں ہے کہ مئی کے مہینہ میں کاندھلہ میں دعوتی ٹریننگ کیمپ حضرت نے لگوایا تھا جو ایک ہفتہ چلا تھا۔

سوال: ہاں اصل میں وہ تین مہینے کا کیمپ دہلی میں لگا تھا اس کا ایک ہفتہ کا کیمپ کاندھلہ میں پریکٹیکل کے طور پر لگایا گیا تھا؟

جواب: جی ہاں اسی کیمپ کی بات ہے اصل میں کیمپ سے پہلے کاندھلہ کے حالات اچھے نہیں تھے دو روز پہلے ایک مسلمان نے ایک ہندو کو قتل کر دیا تھا، اس کے علاوہ ایک لڑکی کے معاملہ میں ہندو مسلم تناؤ چل رہا تھا دو لڑکوں نے ایک ایک کر کے اسلام قبول کیا تھا اور وہ گاؤں سے چلے گئے تھے ان کے گھر والوں نے ہندو تنظیموں کو ساتھ لے کر مسلمانوں کے خلاف مظاہرہ کیا تھا، ایسے میں دعوتی ٹریننگ کیمپ لگا

،اصل میں وہ ماحول بظاہر کیمپ کے لئے مناسب نہیں تھا، مگر کیمپ پروگرام کے تحت
پہلے سے طئے تھا بعض ذمہ داروں نے منع بھی کیا مگر حضرت نے کہا کہ مخالف
حالات میں کیمپ کا فائدہ زیادہ ہوتا ہے تاکہ معلوم ہوجائے کہ حق دینے والوں اور
محبت کا پیغام دینے والے خیر خواہوں کے لئے کوئی مشکل نہیں ہوتی پہلے روز جب
کام کرنے والے فیلڈ ورک کے لئے (غیر مسلم بھائیوں کو دعوت دینے کے لئے
) گئے تو شر پسندوں میں اشتعال ہوا، اگلے روز 'دینک جاگرن' میں خبر چھپی کہ سعودی
عرب سے لوگ آئے ہیں اور وہ دھرم کا پرچار کرکے ماحول خراب کر رہے ہیں اور
آپتّی جنک (قابل اعتراض) کتابیں بانٹ رہے ہیں، اس سے لوگوں میں شور مچا
مسلمان بھی ڈرے کاندھلہ کے ایک ذمہ دار سرپرست نے حضرت صاحب اور ان
کے لوگوں سے کہا کہ فی الحال یہ کیمپ بند کردیں کاندھلہ تھانہ کے انچارج نے بھی
مولوی اسامہ کاندھلوی جو مقامی کیمپ کے میزبان اور ذمہ دار تھے، سے زور دے کر
اس وقت اس کیمپ کو بند کرنے کو کہا حضرت مولانا سے فون پر مشورہ ہوا اور خیال تھا
کہ کیمپ کیرانہ یا شاملی لگالیا جائے مگر حضرت نے کہا کہ آپ داروغہ سے کہئے کہ یہ
ہمارا قانونی حق ہے اور کوئی واقعہ ناخوشگوار ہوگا تب آپ کہنا مولانا اُویس نانوتوی جو
کیمپ کے ذمہ دار تھے وہ تھانہ انچارج سے ملے اور ان کو مطمئن کردیا مگر مقامی لوگوں
میں خوف تھا ایک ذمہ دار تو کاندھلہ چھوڑ کر چلے گئے کہ فساد وغیرہ نہ ہوجائے، اخبار
کی خبر پر مجھے اور میرے ایک ساتھی کو انکوائری کے لئے کاندھلہ بھیجا گیا ہم لوگ
پہلے کاندھلہ تھانہ پہنچے، اس کے بعد ہم لوگ ایک پولیس والے کے ساتھ جامع مسجد
پہنچے وہاں پر لوگوں نے بتایا کہ ذمہ دار کہیں گئے ہوئے ہیں ہم لوگوں نے کہا آجائیں
تو ان کو بھیج دیں ہم لوگ مسجد سے جارہے تھے کہ راستہ میں دو مولانا ملے ایک مولانا

اسامہ جو مقامی طور پر میزبان تھے اور ایک مولوی اویس جو کیمپ کے امیر تھے
،دونوں نے ہمیں روکا ہم لوگ تھانہ میں آپ سے ملنے گئے تھے آپ سے ضروری
بات کرنی ہے، مولوی اسامہ کے گھر پر سب لوگ بیٹھ گئے اور مولوی اویس نے ہم
سے کہا کہ ہم آپ ایک ماں باپ کی اولاد خونی رشتہ کے بھائی ہیں مرنے کے بعد
ہمیشہ کی زندگی ہے جس مالک نے ہمیں پیدا کیا وہ ہمارا آپ کا اکیلا مالک ہے اس
نے اس زندگی میں کچھ ذمہ داریاں ہمیں سونپی ہیں اس کے لئے ہمیں معلوم ہوا تھا
کہ آپ مظفر نگر سے آئے ہوئے ہیں اس لئے ہم آپ سے مرنے کے بعد کی زندگی
کیلئے کچھ باتیں کرنا چاہتے ہیں اس لئے ہم تھانہ گئے تھے اس کے بعد قرآن پڑھ کر
اللہ کے ایک ہونے اور مرنے کے بعد کے حساب کتاب کے بارے میں بتاتے
رہے مولانا صاحب عربی میں قرآن پڑھتے تھے تو دل پر عجیب اثر ہوتا تھا، انھوں
نے ہمیں مرنے کے بعد کی آگ سے بچنے کے لئے کلمہ پڑھنے اور مسلمان ہونے کو
کہا اور ہمیں حضرت صاحب کی کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' دی میں
نے یہ کتاب لی، دیکھی میں نے کہا یہ تو وہ کتاب ہے جو پھلت والوں کی لکھی ہوئی
ہے سب نے کہا کہ ہاں یہ پھلت والے حضرت کی لکھی ہوئی کتاب ہے، میں نے
کہا یہ وہ کتاب ہے جس کی پشٹی (تصدیق) مہاراشٹر میں ہوچکی ہے، انھوں نے کہا
ہاں یہ وہی کتاب ہے ہم لوگ پھلت والے صاحب کی طرف سے ہی آئے ہیں
، میں نے کہا جو سعودی عرب سے لوگ آئے ہوئے ہیں اور آپتی جنک (قابل
اعتراض) کتابیں بانٹ رہے ہیں وہ کون ہیں؟ مولانا اویس نے کہا کوئی سعودی
عرب سے نہیں آیا وہ ہم لوگ ہی ہیں اور ہم بس یہ کام کر رہے ہیں جس کے لئے
آپ سے ملنا چاہتے تھے اور یہی وہ کتاب ہے جو لوگوں کو پیش کر رہے ہیں، ان کی

محبت بھری اور خیر خواہی کی باتوں سے ہم دونوں بہت متاثر ہوئے، ہم نے کہا اب ہم دینک جاگرن اخبار کے نمائندہ کے پاس جائیں گے اس کا آبھار ویکت (شکریہ ادا) کریں گے ایک مٹھائی کا ڈبہ اس کے لئے لے جائیں گے کہ نہ وہ خبر چھاپتے نہ ایسے اچھے لوگوں سے ملاقات ہوتی اور ایسی اچھی باتیں سننے کو ملتیں اور نہ یہ کتاب ملتی۔

سوال: اویس بھائی نے آپ کو کلمہ پڑھنے کے لئے کہا ہوگا، آپ نے کلمہ نہیں پڑھا؟

جواب: نہیں! میں نے ان سے کچھ مہلت دینے کے لئے کہا اور کہا میں اس کتاب کو پڑھوں گا اور دوبار پڑھوں گا پھر آپ سے ملوں گا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا، آگے بتائیے؟

جواب: ایک انکوائری بڈھانہ کی اور تھی، ہم لوگ بڈھانہ ہوکر مظفر نگر آگئے، رات میں میں نے 'آپ کی امانت' پڑھی، اس کتاب نے دل اور دماغ کے جالے جھاڑ دیئے، اسلام کے لئے دل میں جگہ ہوگئی میرے ایک دوست ڈاکٹر قمر جن سے ایک سال پہلے ایک کیس کے سلسلہ میں تعلقات تھے، میں نے ان سے اسلام پر کچھ اور کتابیں دینے کے لئے کہا، انھوں نے کہا اچھا ہے ہم لوگ پھلت چلیں، وہاں پر ہمیں صحیح گائڈینس ملے گی، ایک اتوار کو ہم لوگ پھلت گئے مگر مولانا صاحب نہیں ملے مگر وہاں سے ہمیں کتابیں مل گئیں ''اسلام ایک پریچے'' مرنے کے بعد کیا ہوگا؟'' اور ''قرآن مجید'' ہندی انواد (ترجمہ) ہم لیکر آئے ان کتابوں کو خاص طور پر جیسے جیسے میں نے قرآن مجید پڑھا اسلام میری پسند بن گیا، مگر پورے سماج سے ٹکر لینا میرے لئے یہ بڑی مشکل تھی، اس لئے میں ہمت نہیں جٹا پا رہا تھا اس دوران میرا ٹرانسفر مرادآباد ہوگیا، مگر بچوں کی پڑھائی کی وجہ سے ابھی گھر شفٹ نہیں کیا

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

تھا، اسکول میں ایک فنکشن تھا اس کی وجہ سے دو دن کی چھٹی لے کر مظفر نگر آیا ہوا تھا ابھی رمضان سے چار دن پہلے کی بات ہے میں قرآن پڑھ کر سویا تو میں نے خواب دیکھا ایک حضرت صاحب ایک مسجد میں ہیں، بہت خوب صورت پرکاش (نور) کا چاندی کی طرح ان کا گھیرا بنا ہوا ہے سفید پگڑی میرے سر پر ہاتھ رکھا اور بولے بیٹا تم نے اسلام کو سمجھ لیا ہے؟ میں نے کہا: اجی! اسلام تو بالکل میری سمجھ میں آگیا ہے انھوں نے کہا تم نے آپ کی امانت نہیں پڑھی؟ میں نے کہا جی پڑھی ہے انھوں نے کہا سمجھ میں آگئی؟ میں نے کہا جی بالکل سمجھ میں آگئی انہوں نے کہا جب سمجھ میں آگئی تو اسلام کیوں نہیں قبول کرتا؟ دیر کرنے میں نقصان اٹھاؤ گے جلدی کرو، آپ کی امانت ایک بار اور پڑھو، میں وہاں سے واپس ہوا تو ہمارے ڈاکٹر قمر صاحب ملے، بولے ملاقات ہوگئی میں نے پوچھا کس سے؟ انھوں نے کہا ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ سے، میں نے جو باتیں ہوئی تھیں ڈاکٹر صاحب سے بتائیں، ڈاکٹر صاحب نے کہا واقعی بات جو انھوں نے کہی ہے اس سے زیادہ اور کس کی بات سچی ہوسکتی ہے وہ سارے سچوں کے سچے ہیں وہ ایسے سچے ہیں کہ جان کے اور ایمان کے دشمن ان کو سچا، ایماندار کہہ کر پکارتے تھے، آنکھ کھل گئی صبح کے تین بجے تھے، میں نے چاہا کہ کروٹ بدل کر سو جاؤں مگر نیند نہ آئی گھر میں بچے سو رہے تھے، میں باتھ روم گیا، نہایا اور ڈرائنگ روم میں جاکر 'آپ کی امانت' ایک بار پڑھی، صبح ارادہ کیا مجھے پھلت جانا چاہئے، موٹر سائیکل اٹھائی ڈاکٹر قمر صاحب کے یہاں گیا اتفاق سے وہ منگلور گئے ہوئے تھے، صبح مجھے بچوں کے اسکول میں فنکشن میں شریک ہونے جانا تھا ڈاکٹر سریندر صاحب ایک انگلش میڈیم اسکول چلاتے ہیں، CBSE بورڈ کا معیاری اسکول ہے کئی سائنس اکزی بیشن بھی انھوں نے لگائی ہیں، ان کو حکومت یوپی نے ایوارڈ بھی دیئے ہیں، میں اسکول پہنچا میرے سی آئی ڈی میں ہونے کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب میرا خیال

رکھتے ہیں، پروگرام کے بعد ان سے ملاقات ہوئی میرے ہاتھ میں 'آپ کی امانت' تھی دیکھ کر بولے یہ کتاب آپ کو کہاں سے ملی؟ یہ تو ہمارے حضرت صاحب پھلت والوں کی کتاب ہے میں نے ڈاکٹر صاحب سے پوچھا آپ ان کو جانتے ہیں؟ ڈاکٹر صاحب نے کہا میرے اسکول کا انوگریشن (افتتاح)انھوں نے کیا تھا ایک ملا جی ہمارے دوست ہیں وہ مجھے پھلت لے کر گئے تھے وہ بڑی محبت کے آدمی ہیں مجھے بھی یہ کتاب دی تھی، ان کے آشیرواد کی وجہ سے میرا اسکول اتنی ترقی کر رہا ہے، میرے یہاں اسکول میں وہ تین بار آچکے ہیں، وہ سائنس کے بہت اچھے اسٹوڈنٹ رہ چکے ہیں، میں نے کہا ڈاکٹر صاحب آپ نے یہ کتاب پڑھی ہے انھوں نے کہا پڑھی ہے، میں نے کہا پھر سمجھ میں کچھ بات آئی ،انھوں نے کہا یہ کتاب ایسی ہے کہ پڑھنے والا یہ کہہ ہی نہیں سکتا کہ یہ کتاب سمجھ میں نہیں آئی، میں نے کہا پھر آپ نے کیا فیصلہ کیا؟ ڈاکٹر صاحب نے کہا فیصلہ تو لینا ہی پڑے گا مگر سماج سے لڑنے ہمت نہیں ہوتی، کبھی کبھی رات کو بے چینی ہوتی ہے کہ اگر آج موت ہوگئی تو ایمان کے بغیر نرک (دوزخ) میں نہ چلا جاؤں، سوچتا ہوں کہ صبح کو پھلت جا کر دین لوں گا مگر صبح کو ہمت نہیں ہو پاتی ایک ہفتہ سے تو تین بار حضرت خواب میں آئے ہیں اور کہتے ہیں ڈاکٹر صاحب ہماری محبت کو ٹھکرا کر مکتی (نجات) نہیں ملے گی، پرسوں کہہ رہے تھے کہ ڈاکٹر صاحب مسلمان تو ہونا ہی پڑے گا، میں نے اپنا حال ڈاکٹر صاحب سے بتایا اور کہا چلو دونوں چلتے ہیں ،ڈاکٹر صاحب نے کہا حضرت کا ملنا تو مشکل ہے میں نے کہا ڈاکٹر قمر صاحب سے کہہ کر وقت طئے کر لیتے ہیں، مجھے بڑا اطمینان ہوا کہ ایک ساتھی اس مشکل اور ضروری سفر کے لئے ساتھ میں ملا، ڈاکٹر قمر صاحب کو فون کیا انھوں نے اگلے اتوار کا وقت طئے کیا میں مراد آباد چلا گیا، اتوار تک کا وقت میرے لئے مشکل سے گزرا، بار بار یہ ڈر ہوتا تھا کہ ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ دیر کروگے تو نقصان

اٹھاؤ گے کہیں کچھ ہو نہ جائے خدا خدا کر کے ہفتہ آیا، میں ہفتہ کی شام کو مراد آباد سے مظفر نگر آیا، پھر پچھلے اتوار کو میں ڈاکٹر سریندر اور ڈاکٹر قمر صبح نو بجے پھلت پہنچے وہاں لوگوں نے بتایا کہ صبح دس بجے حضرت مسجد جائیں گے تب ملاقات ہوگی مجھے چونکہ اپنے لکھنؤ ٹرانسفر کی خبر مل گئی تھی، اس لئے اسی دن مراد آباد لوٹنا چاہتا تھا اس لئے جلدی تھی میں نے ایک بچے سے گھر میں کہلوایا کہ مظفر نگر سے سی آئی ڈی والے آئے ہیں آپ سے ضروری کام کے لئے ملنا چاہتے ہیں حضرت صاحب نے کہلوایا کہ بیٹھیں پانی بھجوایا اور کہلوایا کہ نماز پڑھ کر آتے ہیں، حضرت صاحب آئے تو میں نے کہا معاف کیجئے ہمیں جلدی تھی اس لئے کہلوا دیا کہ سی آئی ڈی والے آئے ہیں ہوں تو میں سی آئی ڈی انسپکٹر مگر میں آیا ہوں اپنے مطلب کو حضرت صاحب نے کہا میں تو اس لئے جلدی آیا ہوں کہ آپ ہمارے مہمان ہیں کسی مجبوری میں جلدی ہوگی، آپ اگر کسی سرکار کے سی آئی ڈی ہیں تو مالک کا کرم ہے کہ ہم بھی ایک مضبوط اور بڑی سرکار کے سفیر اور افسر ہیں، ڈاکٹر قمر صاحب کو حضرت خوب جانتے تھے ڈاکٹر سریندر کو بھی پہچانتے تھے، اسکول اور گھر کی خیر خیریت لی ڈاکٹر قمر صاحب نے بتایا کہ یہ رویندر ملک سی آئی ڈی کے انسپکٹر ہیں اور یہ آپ کے ڈاکٹر سریندر پرانے مرید ہیں، یہ کلمہ پڑھنے آئے ہیں حضرت صاحب نے کہا آپ کو کلمہ پڑھوا دینا چاہئے تھا آپ نے اتنی دیر کیوں کی؟ اگر ان میں سے کسی کی موت ہو جاتی تو پھر سب کے لئے خطرہ تھا، حضرت صاحب نے کلمہ پڑھوایا اور کہا کہ نام بدلنا ضروری نہیں لیکن اچھا ہے نام بدل لیں، اس کا انسان پر نفسیاتی اثر پڑھتا ہے، کہ کفر و شرک کو چھوڑا ہے کفر و شرک سے جڑا نام بھی آدمی نے چھوڑ دیا، آپ اپنا نام محمد حسن اور ڈاکٹر سریندر اپنا نام محمد حسین رکھ لیں، یہ ہمارے نبی ﷺ کے بہت لاڈلے نواسے تھے، حضرت صاحب نے ہمیں مرتے دم تک ایمان کی حفاظت پر زور دیا اور بتایا کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ ایمان کی اس سچائی کی

سب لوگوں خصوصاً گھر والوں کو نرمی اور محبت سے دعوت دیں اور یہ بھی کہا کہ آپ گھر والوں کے ساتھ محبت، نرمی اور اچھا سلوک کریں تا کہ ان کو یہ لگے کہ کسی چیز نے ان میں بہت تبدیلی کی ہے اور وہ اسلام کو اس تبدیلی کا ذریعہ سمجھ کر اسلام کی طرف آئیں۔

سوال: ماشاءاللہ! آپ نے اس کے بعد کام شروع کیا؟

جواب: میں مرادآباد گیا اور اس کے بعد لکھنؤ چلا آیا، راستہ میں ٹرین میں لکھنؤ جانے اور آنے میں دو لوگوں کو دعوت دی الحمدللہ دونوں مسلمان ہونے کے لئے تیار ہو گئے اور میں نے حضرت صاحب سے فون پر کلمہ پڑھوایا، مجھے محسوس ہوا کہ جیسے جیسے میں دوسروں کو ایمان کی دعوت دیتا ہوں اسلام پر میرا یقین اور میرا ایمان بڑھتا ہے۔

سوال: آپ نے نماز وغیرہ سیکھنی شروع کی؟

جواب: اللہ کا شکر ہے میں نے نماز یاد کر لی ہے اور نماز پڑھ رہا ہوں، سارے روزے بھی رکھ رہا ہوں۔

سوال: آپ نے گھر والوں سے بتا دیا کہ میں............

جواب: میں نے کل رات اپنی مسیز (بیوی) سے بات کی، اور ان کو صاف صاف بتا دیا اصل میں میں اسلام کو تو کئی مہینے سے پڑھ رہا تھا وہ مجھ سے کہتی تھی کہ مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ آپ ملاؤں کے چکر میں پڑ گئے ہیں، اور آپ مسلمان ہو جاؤ گے، میں نے رات کو 'آپ کی امانت' پڑھ کر سنائی اس کو بہت پسند آئی اور بولی میں سوچتی تھی کہ اچانک چودھری صاحب کو کیا ہو گیا ہے اس کتاب کی مٹھاس اور محبت نے آپ پر جادو کر دیا ہے، اللہ کا شکر ہے انھوں نے کلمہ تو پڑھ لیا ہے اور ساتھ رہنے کا وعدہ کیا ہے، ہم نے دونوں بچوں کو بھی کلمہ پڑھوا دیا، انشاءاللہ جیسے جیسے اسلام کو پڑھیں گے تو اسلام خود ان کے دل و دماغ کے جالوں کو دور کر دے گا۔

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

سوال: اب آپ کو لکھنؤ شفٹ ہونا پڑے گا یعنی فیملی کے ساتھ؟

جواب: ظاہر ہے زیادہ دن الگ تو نہیں رہ سکتے، حضرت صاحب نے بتایا کہ لکھنؤ میں میرے لئے زیادہ آسانی رہے گی، رشتہ دار، پریوار کے لوگ ادھر نہیں ہیں دین کو پڑھنے اور ماننے کیلئے ماحول بھی مل جائے گا۔

سوال: بہت بہت شکریہ حسن صاحب، اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔ آپ کو بھی مبارک ہو اور ہمیں بھی مبارک ہو۔

جواب: دعا کیجئے بس اللہ تعالیٰ ایمان پر جمائے رکھے حضرت صاحب نے بتایا کہ ایمان کا حق یہ ہے کہ آدمی (دھڑ دھڑی لیتے ہوئے) آگ کے الاؤ میں گرنا اسلام سے پھرنے کے مقابلہ میں آسان سمجھے، بلاشبہ دوزخ کی آگ۔ جب میں قرآن میں دوزخ اور دوزخیوں کا حال پڑھتا ہوں تو میرے تو ہوش خراب ہو جاتے ہیں، کبھی کبھی تو بالکل دل پھٹنے کو ہوتا ہے بس دعا کیجئے کہ اللہ دوزخ کی آگ سے بچائے۔

سوال: ارمغان کے پڑھنے والوں کے لئے کوئی اپنا پیغام آپ دیجئے؟

جواب: میں آٹھ روز کا مسلمان کیا پیغام دے سکتا ہوں، مگر اس ایک مہینہ کے اسلام میں میں نے تجربہ کیا ہے کہ ایمان کو بچانے اور بڑھانے کے لئے اس ایمان کو دوسروں تک پہنچانا سب سے آسان راستہ ہے۔

سوال: بہت بہت شکریہ! واقعی کیسی پتہ کی بات آپ نے کہی ہے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

مستفاد از ماہنامہ 'ارمغان' اکتوبر ۲۰۰۹ء

Page 415

ایک نومسلم داعیہ ڈاکٹر اسماء علی (کلپنا) سے ایک

ملاقات

اسماء امت اللہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ڈاکٹر اسماء علی: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اسماء بہن آپ کیسی ہیں؟ کب سے آپ کا ذکر سنتی آئی ہوں، آج اللہ نے آپ سے ملوادیا۔

سوال: میرا ذکر آپ نے کہاں سنا؟

جواب: ڈاکٹر آصف، حضرت کے ایک بہت چاہنے والے مرید ہیں، وہ آپ کا ذکر کرتے ہیں کہ آپ حضرت کی صاحب زادی اسماء سے ملئے، آپ کو بہت دعوتی فائدہ ہوگا، ہمارے حضرت فرماتے ہیں کہ اسماء نے مجھے دعوت سکھائی ہے۔

سوال: استغفر اللہ، مجھ سے مل کر کیا کسی کو فائدہ ہوسکتا ہے میں کسی کو کیا فائدہ پہنچاسکتی ہوں آپ دہلی کب تشریف لائی ہیں؟

جواب: ہم لوگ دہلی میں ایک ہفتہ سے ہیں، اصل میں سی سی آئی ایم کی طرف سے ایک میڈیکل ورک شاپ تھا اس میں میرے شوہر ڈاکٹر یوسف علی اور میں دونوں شریک ہونے آئے تھے، حضرت کو ڈاکٹر صاحب فون کرتے رہے مگر

حضرت کا مسلسل سفر رہا کل راجستھان کے سفر سے واپسی ہوئی تو آج ہم لوگوں کی حاضری ہوئی ہے میرے شوہر کے ساتھ انکے دو غیر مسلم ساتھی بھی باہر ہیں۔

سوال: آپ سے ابی نے بتا ہی دیا ہوگا کہ ارمغان کے لئے مجھے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں؟

جواب: جی حضرت فرما رہے تھے کہ میں ان لوگوں سے باہر بات کروں اتنی دیر میں آپ اسماء کو انٹرویو دے دیں، نومبر میں چھپ جائے گا۔

سوال: جی تو اپنا خاندانی تعارف کرادیجئے؟

جواب: میرا نام تو اسماء علی ہے۔

سوال: مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ پہلی بار میں اپنی ہم نام بہن کا انٹرویو ارمغان کے لئے لے رہی ہوں؟

جواب: مجھے بھی خوشی ہے کہ ڈاکٹر آصف نے میرا نام آپ کے نام پر اور آپ کی وجہ سے رکھا۔

سوال: جی تو آپ اپنا خاندانی تعارف کرا رہی تھیں؟

جواب: میں گنگا نگر راجستھان کے ایک زمین دار خاندان میں ۶؍جنوری ۱۹۷۷ء میں پیدا ہوئی میرے دادا راجستھان میں بی جے پی کے بڑے لیڈر ہیں، کئی بار راجستھان گورنمنٹ میں وزیر بھی رہے ہیں اکثر ایم ایل اے اور ایک بار ایم پی رہے ہیں، گذشتہ الیکشن میں وہ پہلی بار الیکشن ہارے ہیں، میرے والد صاحب بھی دادا کیساتھ شروع سے رہے انھوں نے ایم بی بی ایس کیا تھا کچھ روز پریکٹس کی بعد میں سیاست سے جڑ گئے ایک بار وہ بھی ایم ایل اے ہوئے میرا نام کلپنا انھوں نے رکھا تھا میرا ایک بڑا اور ایک چھوٹا بھائی ہے۔

بایوسبجیکٹ سے بارہویں کلاس کی ایم بی بی ایس کے داخلہ کے کئی امتحانوں میں پاس نہ ہوسکی تو ہمارے والد نے آرمینیا میں ایم بی بی ایس میں داخلہ کرادیا، وہیں سے میں نے ایم بی بی ایس کیا اور وہیں ڈاکٹر یوسف علی سے میری شادی طے ہوئی کوٹہ میں چھٹیوں کے دوران چوتھے سال میں میری شادی ہوئی اور اسی سال میں نے اسلام قبول کیا آج کل ہم لوگ ہماچل میں ایک ہاسپٹل میں کام کررہے ہیں۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں ذرا بتایئے؟

جواب: آرمینیا میں میں زیر تعلیم تھی، میرے کلاس فیلو ڈاکٹر یوسف علی سے میرے تعلقات ہو گئے اگر چہ وہ دین دار گھرانہ سے تعلق رکھتے تھے، میرا گھرانہ بھی ہندووانہ روایات کا بہت کٹر حامی بلکہ داعی رہا ہے مگر عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ کیسی ہی مشرقی اور مذہبی روایات میں پلے بڑھے لڑکے لڑکیاں ہوں، باہر ملکوں میں جا کر اپنی خاندانی روایات کو بالکل بھول جاتے ہیں بلکہ عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ مشرقی روایات کے لوگ نہ جانے کیوں وہاں جا کر یوروپین لوگوں سے بھی زیادہ آزادی اور مغربی طریقوں میں بہ جاتے ہیں، ایسا ہی ہم دونوں کے ساتھ ہوا، بہت ہی جلد ہم دونوں نے طے کرلیا کہ ہم دونوں کو شادی کرنی ہے، یہ خیال کئے بغیر کہ ہم دونوں دو بالکل مخالف مذہبوں اور مخالف سوچ رکھنے والے خاندان کے ہیں۔

سوال: ابی کہتے ہیں کہ یہ خیال غلط ہے کہ ہندو اور اسلام دو مخالف مذہب ہیں، بلکہ یہ فرماتے ہیں کہ اصل میں ہندو مذہب جس کو مذہبی اصطلاح میں سناتن دھرم کہا جاتا ہے دین قیم اسلام کی پرانی بلکہ پہلی شکل ہے اور اسلام اس کی آخری اور کامل ومکمل شکل ہے، وید اگر اللہ کے قانون کی پہلی شکل ہے تو قرآن اس کی فائنل اور آخری شکل

Page 416

ہے، بس یہ ہے کہ سناتن دھرم مذہبی لوگوں کی کارفرمائی سے تحریف کا شکار ہو گیا ہے، مذہب اور دین تو دنیا میں ہمیشہ سے ایک ہی ہے اور ایک ہی رہے گا، ایک اللہ کا قانون پوری دنیا میں ایک ہی ہوسکتا ہے دو نہیں۔

جواب: بات تو یہ بالکل سچی ہے مگر دنیا میں اور جو موجودہ حالات ہیں اس میں تو ہندو مسلم دو بالکل متصادم مذہب سمجھے جاتے ہیں۔

سوال: یہ تو واقعی بات ہے، بتایئے آگے کیا ہوا؟

جواب: ڈاکٹر یوسف علی نے مجھ سے کہا کہ مذہب تو اپنا ذاتی معاملہ ہے شادی سے اس کا کیا تعلق ہے یہ تو پرانے زمانے کی باتیں تھیں، اب دنیا بہت آگے نکل گئی ہے ہم لوگ ڈاکٹر بننے جارہے ہیں تم اپنے مذہب کو فالو کرنا (مانتے رہنا) اور میں اپنے مذہب کو مانتا رہوں گا، ہم لوگ ہندوستان جاکر کورٹ میریج کرلیں گے، میں بھی تیار ہوگئی، ڈاکٹر یوسف علی کے ایک خالہ زاد بھائی ڈاکٹر عابد آرمینیا میں رہتے تھے ان سے ڈاکٹر یوسف علی نے بتادیا وہ بہت دین دار اور نمازی نوجوان تھے انھوں نے ڈاکٹر یوسف علی کو بہت سمجھایا کہ تم دین دار گھرانے کے آدمی ہو تمھارے تائے اتنے بڑے عالم ہیں کسی کافر مشرک سے کسی مسلمان کی شادی ہرگز نہیں ہوسکتی قرآن میں صاف صاف منع کیا گیا ہے ساری عمر حرام کاری ہوگی، اولاد بھی حرام کی ہوگی، مگر ان کی سمجھ میں نہیں آیا دو تین مہینہ تک وہ کوشش کرتے رہے، مجبور ہوکر ڈاکٹر یوسف علی کے گھر اطلاع کردی، ہندوستان سے گھر والوں کے فون آتے رہے ڈاکٹر صاحب کے تایا مولانا حامد علی کے کئی فون آئے، ایک بار ایک گھنٹہ تک بات کی مگر ڈاکٹر یوسف کی سمجھ میں نہیں آیا وہ مسلمان کرنے اور پھر نکاح کو دردسری سمجھتے تھے ان کو یہ بھی خیال تھا کہ میں بی جے پی کے نیشنل لیڈر کی

بیٹی ہوں، میں کسی طرح مسلمان ہونے کو تیار نہیں ہوسکتی ،مسلمان ہونے کو کہنے میں میں ان سے ناراض ہوکرارادہ ترک نہ کردوں اصل میں وہ مجھے بے حد چاہتے تھے مجھے بھی دل چسپی تھی مگر لوگوں کے مزاج ہوتے ہیں کچھ لوگ بہت جذباتی ہوتے ہیں میرے مزاج میں اللہ نے ہمیشہ ٹھہراؤ دیا ہے وہ میرے رویہ سے یہ سمجھتے تھے کہ مجھے کچھ زیادہ ان کی طرف جھکاؤ نہیں ہے پھر یہ بھی خیال تھا کہ ایسے سرکردہ ہندو رہنما کی بیٹی کو مسلمان کرنے سے ایک زبردست لابی ان کی اور ان کے خاندان کی مخالف ہوجائے گی اور نہ جانے بات فسادات وغیرہ کہاں تک پہنچے، ڈاکٹر عابد کوشش کر کے تھک گئے مگر ڈاکٹر یوسف علی مسلمان کر کے نکاح کے لئے آمادہ نہیں ہوئے مگر میرے کریم رحمٰن ورحیم خدا کو تو مجھ کمترین و ذلیل بندی پر رحمت فرمانی تھی (روتے ہوئے) اسماء بہن میرے پیارے محسن رسول اللہ ﷺ کروڑوں اور اربوں درود وسلام ہوں آپ پر (روتے ہوئے) آپ کی آل پر ،آپ کے اصحاب پر، آپ کے شہر مقدس کے تنکوں پر، آپ نے کیسی سچی بات فرمائی کچھ لوگ ایسے ہیں جن کی گردن پکڑ کر اللہ تعالیٰ جنت میں زبردستی داخل فرمائیں گے۔ میرا حال بھی اسماء بہن کچھ اسی طرح ہے کہ زبردستی میرے اللہ نے مجھے ایمان والوں میں شامل کردیا، اگر چہ اس کا مجھے احساس ہے کہ ابھی میں نام کی مسلمان ہوں میرے کریم اللہ جس نے مجھے نام کے لئے کلپنا سے اسماء علی بنا دیا اس کی رحمت سے ہی کیوں امید نہ کروں کہ وہ ضرور ضرور مجھے میری ساری ناکارگی کے باوجود مومن حقیقی بنادیں گے، میرے اللہ میرے کریم اللہ ماں سے ستر گنا ممتا رکھنے والے میرے رحمٰن ورحیم اور ہادی رب ضرور ضرور مجھے کامل مومنہ نہیں تو کسی درجہ میں ایمان کی حقیقت سے نواز کر اپنے گھر بلائیں گے بلکہ اللہ کے خزانہ میں کیا

Page 417

کمی ہے ضرور ان شاء اللہ ضرور (روتے ہوئے) کامل مومنہ بنا کر بلائیں گے میرے اللہ ضرور کامل مومنہ بنا کر بلائیں گے (بہت رونے لگتی ہیں)

سوال: آپ تو یہ فرما رہی تھیں، آپ جذباتی نہیں ہیں؟

جواب: اسماء بہن، اپنے اللہ اور اللہ کے پیارے رسول ﷺ سے انسان کا اگر والہانہ اور عاشقانہ اور جذباتی تعلق نہ ہو تو پھر انسان کا دل پتھر کی مورتی ہے، اس دل کو دل کیا کہیں گے، اس سے تو پتھر اچھا ہے جو اپنے رحمٰن ورحیم اور کریم اللہ سے اور اس کے لاڈلے رسول ﷺ اربوں درود وسلام ہو آپ پر، سے بھی عقیدت اور جذباتی تعلق نہ رکھے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ بہن اسماء آپ اس کیفیت کا اندازہ نہیں کرسکتیں آپ مسلمان گھر میں پیدا ہوئی ہیں پلی ہیں۔ بی جے پی کے سرکردہ لیڈر کے یہاں پیدا ہوئی لڑکی کے لئے اس طرح اسلام لانا کیسا عجوبہ ہے یہ احساس رونگٹے کھڑے کردینے والا ہے اور پھر بغیر طلب اپنی تلاش اور اپنی حاجت کے بغیر میری بہن خواب میں بھی مجھے حق کی تلاش کا تصور نہیں تھا نہ اس کا احساس تھا کہ حق کو تلاش کر کے اس کو ماننا میرے پہلی ذمہ داری ہے، ایسا رواج اور ماحول نہیں تھا، آرمینیا میں میرے ساتھ خاصے مسلم لڑکے لڑکیاں ہندوستانی پاکستانی اور عرب کے بھی پڑھتے تھے، مگر ان میں کسی کو بھی دعوت کا احساس نہیں تھا، میرے جاننے والوں میں صرف ڈاکٹر عابد تھے جو بس یہ چاہتے تھے کہ ڈاکٹر یوسف ہندو یا ہندو جیسے نہ بنیں، اس حال میں میرے اللہ کا زبردست کفر وشرک کی آگ میں جلتی ہوئی بندی کو اسلام کے سایہ رحمت میں ڈھکیل دینا کیسا بڑا کرم ہے اس کا اندازہ آپ کو نہیں ہو سکتا۔

سوال: بلاشبہ بات آپ کی بالکل سچی ہے، یہ احساس خود اللہ کا بہت بڑا کرم

ہے جو آپ پر ہے، تو آپ اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتا رہی تھیں۔

جواب: ہوا یہ کہ ڈاکٹر عابد جب ڈاکٹر یوسف کو سمجھا کر تھک گئے اور وہ مجھے مسلمان ہونے کے لئے کہنے کو آمادہ نہ ہوئے تو ڈاکٹر عابد میرے قریب ہوئے اور ایک روز مجھ سے وقت لے کر بات کی اور کہا بتائیے کیا آپ ڈاکٹر یوسف علی سے شادی کرنے والی ہیں ایک ضروری بات آپ سے کرنا چاہتا ہوں، انسان ایک سماجی حیوان ہے، اسے پل پل خاندان عزیز واقارب کی ضرورت ہوتی ہے، آپ تو بی جے پی کے سرکردہ رہنما کی بیٹی ہیں اگر آپ نے ایک مسلمان سے کورٹ میریج کی تو آپ کے خاندان والے تو آپ سے بالکل کٹ جائیں گے، ڈاکٹر یوسف علی صاحب کے گھر والے بھی آپ کو قبول نہیں کریں گے، اگر آپ مسلمان ہو کر اسلامی طریقہ پر نکاح کر لیں تو میں کوشش کروں گا ڈاکٹر یوسف علی کے گھر والے آپ کو بہو بنا کر قبول کر لیں اور مجھے امید ہے کہ میں ان کو راضی کر لوں گا، ایک خاندان سے آپ کٹیں گی تو ایک خاندان تو آپ کا ہوگا۔

یہ بات ایسی مناسب تھی کہ میرے دل کو لگ گئی، میں نے ڈاکٹر یوسف علی سے کہا میں مسلمان ہو کر اسلامی طریقہ پر آپ سے نکاح کروں گی، ڈاکٹر یوسف علی مجھے منع کرتے رہے مگر میرے ذہن میں ڈاکٹر عابد کی بات ایسی بیٹھ گئی تھی کہ میں اس پر اَڑ گئی اور میں نے ڈاکٹر یوسف علی سے صاف صاف کہہ دیا کہ میں صرف اس شرط پر آپ سے شادی کے لئے تیار ہوں کہ آپ مجھے مسلمان بنائیں اور پھر اسلامی انداز میں آپ کے والدین مجھ سے آپ کا نکاح کریں، یہ کام ان کے لئے بہت مشکل لگا مگر ڈاکٹر عابد نے اس میں بہت اچھا رول ادا کیا، انھوں نے ڈاکٹر یوسف کے گھر والوں کو سمجھایا کہ اگر آپ ڈاکٹر یوسف صاحب کا نکاح کلپنا سے

نہیں کریں گے تو یہ لوگ کورٹ میریج کر لیں گے، بلکہ وہ کورٹ میریج کر رہے تھے، میں نے بہت کوشش کر کے خاندان کی عزت بچانے کے لئے خصوصاً مولانا حامد علی صاحب کے نام کی لاج بچانے کے لئے مہینوں میں ان کو تیار کیا ہے۔ بہرحال گھر والے تیار ہو گئے۔

چوتھے سال کی چھٹیاں تھیں، میں نے اس بار گھر والوں سے چھٹیوں میں گھر نہ
آ سکنے کا بہانہ بنا لیا اور کوٹہ ہم لوگ پہنچے ڈاکٹر یوسف علی کے دوست ڈاکٹر آصف ہیں جو اسی سال مولانا آزاد میڈیکل کالج دہلی سے ایم بی بی ایس سے فارغ ہوئے تھے وہ حضرت مولانا کلیم صاحب سے تعلق رکھتے تھے حضرت کے بالکل عاشق زار ہیں، وہ ملنے آ گئے، ڈاکٹر یوسف نے ان کو ساری بات بتائی انھوں نے مجھ سے کلمہ پڑھنے کو کہا کہ شادی جب ہوگی ہو جائے گی، آپ کلمہ فوراً پڑھ لیں موت کا وقت نہ جانے کب آ جائے، میں نے کہا جب شادی ہوگی تب کلمہ پڑھیں گے ہم لوگوں نے بہت زور دیا کہ ایک سال اور ایم بی بی ایس کرنے کے بعد ہم لوگ شادی کریں گے، مگر وہ ضد کرتے رہے، انھوں نے کہا کہ کلمہ بھی ابھی پڑھیں اور نکاح بھی فوراً کر لیں، اس لئے کہ قانون اصل اللہ کا ہے اس قانون کے مطابق آپ دونوں کو ملنے دیکھنے اور اس طرح بولنے کا حق نہیں ہے جب تک آپ کا نکاح نہیں ہوگا، آپ زنا کے گناہ گار ہوتے رہیں گے، ڈاکٹر آصف ماشاء اللہ بہت دیندار ڈاکٹر ہیں دیکھنے سے مولانا سے لگتے ہیں میرے شوہر ان سے بہت تعلق رکھتے ہیں، ان کے زور دینے پر یوسف اور ان کے گھر والے راضی ہو گئے میں نے کلمہ پڑھا اور ڈاکٹر آصف نے میرا نکاح پہلے بس چند گھر والوں کے سامنے مہر

فاطمی پر پڑھایا، میرا نام اسماء علی رکھا اور بتایا کہ ہمارے حضرت کی صاحب زادی کا نام اسماء ہے جو حضرت کے بقول ان کی دعوت کی استاذ ہیں، ان کے نام پر میں نے آپ کا نام رکھا ہے انشاء اللہ، اللہ آپ سے بہت کام لیں گے۔ بعد میں مولانا حامد علی کو معلوم ہوا انھوں نے میرا نکاح دوبارہ پڑھایا اور عدالت سے رجسٹریشن اور قانونی کاروائی پوری ہوئی۔

نکاح کے ایک ہفتہ بعد ڈاکٹر آصف کی فرمائش اور ضد پر ان کے گھر دہلی آئے، ڈاکٹر آصف کی بہن ایک گرلس اسکول میں پڑھاتی ہیں، ارمغان ان کے یہاں پابندی سے آتا ہے، انھوں نے مجھے سب سے پہلے حضرت کی کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' پڑھنے کو دی اور مجھے زور دیا کہ اس کتاب کو آپ کم از کم تین بار پڑھیں، تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیسا کرم کا معاملہ کیا ہے، ڈاکٹر آصف صاحب کی بہن صفیہ باجی بہت ہی قابل اور بڑی محبت بھری شخصیت ہیں، میں پہلی ملاقات میں ان سے بہت متاثر ہوئی، اور میں نے ''آپ کی امانت'' تین بار پڑھی، چھوٹی سے اس کتاب کے تین بار پڑھنے نے اسلام کو میری سب سے بڑی ضرورت کے ساتھ میری پہلی پسند بنا دیا، میں مسلمان اتفاقاً ہوئی تھی مگر الحمد للہ اب شعوری طور پر مسلمان ہوگئی تھی، میں نے ڈاکٹر آصف صاحب سے درخواست کی کہ میں چاہتی ہوں کہ اللہ نے مجھے اپنے فضل سے زبر دستی بنایا ہے تو میرے شوہر جو میری زندگی کے ساتھ ہیں اور جن کے سایہ میں مجھے اپنی پوری زندگی گزارنی ہے وہ بھی مسلمان ہو جائیں وہ مسلمان گھرانے میں پیدا تو ضرور ہو گئے ہیں مگر وہ مسلمان کہاں ہیں، جو مجھ سے غیر اسلامی طریقہ پر کورٹ میریج کرنے پر تیار ہیں، مسلمان کسی قوم کا نام نہیں، بلکہ اللہ اس کے رسول ﷺ کی

شریعت کے سامنے اپنے کو سرنگوں کرنے اور اسے ماننے کا نام ہے میری خواہش ہے کہ میرے شوہر بھی مسلمان ہو جائیں، انھوں نے چھٹیوں میں ایک چلہ کے لئے جماعت میں جانے کا مشورہ دیا، شروع میں یہ بات ڈاکٹر یوسف علی کے لئے بڑی مشکل تھی مگر میں نے بھی ضد کی اور ڈاکٹر آصف نے بھی ضد کی وہ زبردستی راضی ہو گئے مگر جاتے وقت ان کو بہت زور پڑ رہا تھا وہ خود کہتے ہیں کہ ڈاکٹر آصف جب مجھے جماعت میں جانے سے پہلے حضرت مولانا کلیم صاحب کے یہاں لے کر گئے مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ مجھے گرفتار کر کے جیل میں لے جا رہے ہیں، چالیس دن میں کیسے گزاروں گا، مگر اوکھلا جا کر حضرت سے ملاقات ہوئی حضرت نے چند منٹ بات کی، تو وہ خوش دلی سے جماعت میں جانے کے لئے تیار ہو گئے ممبئی کی ایک جماعت کے ساتھ ان کا وقت متھرا میں لگا اور الحمد للہ وہاں سے باقاعدہ داڑھی بلکہ اگر یہ کہوں کہ میرے شوہر مسلمان ہو کر واپس آئے تو یہ بھی سچ ہوگا۔

سوال: اس کے بعد آپ واپس آرمینیا گئیں؟

جواب: ہمیں واپس آرمینیا ایم بی بی ایس مکمل کرنے جانا تھا جانے سے پہلے ہم لوگ حضرت سے ملنے کیلئے گئے حضرت نے ہمیں سمجھایا کہ اسلام قبول کر کے گویا آپ کی نئی زندگی شروع ہوئی ہے اب آپ مسلمان اور صرف مسلمان ہیں بلکہ خیر امت کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے داعی ہیں، مسلمان کو جہاں بھیجا جاتا ہے دعوت کے لئے بھیجا جاتا ہے اب آپ اپنی نیت ایم بی بی ایس مکمل کرنے کی نہ کر کے آرمینیا میں دعوت کی نیت سے جائیے الحمد للہ ہم دونوں نے نیت کو ٹھیک کیا چلتے وقت حضرت سے بہت دعا کی درخواست کی اور ہم دونوں نے ڈاکٹر آصف

کے مشورہ پر حضرت سے بیعت بھی کی اور دعوت کے مقصد سے اس بار کے سفر کا عہد بھی کیا، الحمدللہ اس نیت کی برکات کھلی آنکھوں دکھائی دیتی رہیں، اسماء بہن شاید آپ یقین نہ کریں ایک سال میں میں نے قرآن بھی ایک عرب لڑکی سے پڑھا، اردو پڑھی، عربی زبان مجھے ایک درمیانی عالمہ کی طرح آگئی ہے اکثر ماثورہ دعائیں یاد ہوگئیں اور پاکستان سے منگا کر میں نے سیکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا۔

سوال: آپ کے ایم بی بی ایس کا کیا ہو؟

جواب: دین کو بلکہ دعوت کو مقصد بنانے کی برکت سے میں نے پچھلے چار سالوں سے زیادہ فائنل ایئر میں نمبر حاصل کئے۔

سوال: دعوت کی نیت کا کیا ہوا؟

جواب: اصل تو وہی بتانا ہے دعوت ہماری زندگی کی دھن تھی، الحمدللہ آرمینیا، بنگلہ دیش، انڈیا، پاکستان کے ۱۲۱ لڑکے لڑکیاں اور ہمارے کالج کے چھ اساتذہ مسلمان ہوئے۔

سوال: پاکستان اور بنگلہ دیش کے غیر مسلم کہاں سے آگئے؟

جواب: بنگلہ دیش کے دو برہمن اور چار سندھی ہندو پاکستان کے جو الحمدللہ بڑے اچھے ڈاکٹر بن کر دعوت کی نیت کر کے واپس ہوئے ہیں ہندوستان آکر احساس ہوا کہ وہاں کام کرنا زیادہ آسان ہے اگر آدمی کو دھن لگ جائے تو کام یہاں بھی آسان ہے مگر وہاں زیادہ آسان ہے۔

سوال: آپ کو ہندوستان لوٹے ہوئے کتنا زمانہ ہوگیا، آپ نے یہاں دعوت کا کام نہیں کیا آپ لوگ حج کو بھی تو گئے تھے؟

جواب: ہمیں واپس آئے چوتھا سال ہے، الحمدللہ ہم جہاں بھی رہے باقاعدہ عورتوں

کا اجتماع اور ہمارے شوہر باجماعت نماز کا اہتمام کرانے لگتے ہیں دو سال ہم دہلی میں رہے، صفدر جنگ اور رام منوہر لوہیا اسپتال میں کام کیا اب دو سال ہماچل میں ہونے والے ہیں، الحمدللہ ۲۸ ڈاکٹر میری دعوت پر مسلمان ہوگئے ہیں جن میں چھ لڑکیوں کی مسلمانوں سے شادی ہوگئی ہے، چند ایسی ہیں جنھوں نے اعلان نہیں کیا ہے، میرے شوہر اور ہمارے وسیلہ سے ایک سو سے زائد لوگ اللہ نے ہدایت یاب فرمائے ہیں، ان میں ایک آل انڈیا کے بہت بڑے افسر بھی ہیں جو اب رٹائر ہوگئے ہیں مگر ظاہر ہے ابھی بہت کمی ہے، ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔

سوال: آپ کے گھر والوں کا کیا ہوا؟

جواب: میں نے آرمینیا سے آخری سال میں فون پر شادی کی اطلاع دیدی تھی، میرے والد اور دادا نے فون پر کہہ دیا کہ تو تو ہم سے مرگئی ہے ہمیں فون مت کرنا، اس کے بعد سے میرا فون رسیو نہیں کرتے ہیں آواز سنتے ہی کاٹ دیتے ہیں انھوں نے اپنے علاقے میں اور لوگوں میں میرے بارے میں بتا دیا ہے کہ کلپنا آرمینیا میں جا کر مرگئی ہے۔

سوال: آپ نے ان سے رابطہ کی کوئی صورت نہیں نکالی؟

جواب: میں بہت خط لکھتی ہوں مگر وہ جواب نہیں دیتے، میرے گھر والے ایک کٹر تنظیم سے سیاسی طور پر وابستہ ہیں، مگر ذاتی زندگی میں اکثر لوگ اچھے انسان ہیں نہ جانے میرے خاندان کا کیا ہوگا میں حضرت سے جب بھی ملتی ہوں بہت گزارش کرتی ہوں، پچھلی بار جب میں گرمیوں میں آئی تھی تو حضرت کے ہاتھ پکڑ کر خوب روئی حضرت میرے خاندان کا کیا ہوگا حضرت میرے دادا میری دادی، میری ممی، میرے بھائی میرے انکل اگر کفر میں مرگئے تو کس طرح دوزخ میں جلیں گے حضرت بہت

عجیب سے ہوگئے مگر مجھے احساس نہ ہونے دیا، ذرا مجھے ہوش سا آیا تو حضرت نے سمجھا یا کہ شریعت کا ہر حکم ہمارے لئے اصل ہے آپ شریعت کی نگاہ میں میرے لئے نامحرم ہیں برقعہ پہننے سے حدود ختم نہیں ہوتیں اگر آپ جذبات میں شریعت کے احکام کا لحاظ کرنے کی عادت نہیں ڈالیں گی تو شیطان آپ کو برباد کردے گا۔

سوال: برقعہ آپ نے کب سے پہننا شروع کیا؟ آپ کو اسپتال میں دقت نہیں ہوتی؟

جواب: الحمدللہ تیسرا سال ہے جب میں نے برقعہ پہننا شروع کیا، کچھ لوگ ذرا اجنبیت محسوس کرتے ہیں مگر اکثر لوگ مرعوب ہوتے ہیں۔

سوال: قارئین ارمغان کے لئے کچھ پیغام آپ دیں گی؟

جواب: پہلی درخواست تو میرے خاندان والوں کی ہدایت کے لئے دعا کی ہے اور دوسری درخواست یہ ہے کہ اسلام کسی قوم یا برادری کا نام نہیں کہ گوجر کے گھر میں پیدا ہوا تو گوجر، جاٹ کے گھر میں پیدا ہوا تو جاٹ، اور مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا تو مسلمان بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم اور اس کے قانون اسلام کو اپنے لئے خیر سمجھ کر اس کے سامنے خود سپردگی اور اسے ماننے کا نام اسلام ہے، جس کا شعور دعوت کو مقصد زندگی بنائے بغیر نصیب نہیں ہوسکتا۔

سوال: بہت بہت شکریہ ڈاکٹر اسماء علی! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، شکریہ تو آپ کا اور حضرت کا کہ مجھے ارمغان کی بزم دعوت میں حصہ دار بننے کی سعادت نصیب ہوئی۔

مستفاد از ماہنامہ 'ارمغان' نومبر

Page 421

۲۰۰۹ء

ایک بالکل امی اور مخلص داعیہ (فاطمہ) سے انٹرویو

اسماء ذات الفوزین: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

فاطمہ: وعلیکم سلام جی

سوال: آپ کی پیدائش کہاں ہوئی؟

جواب: میرا میکہ کاندھلہ کے پاس جاٹوں کا ایک گاؤں ایلم ہے، میرے ابا کا نام

عبدالرشید ہے وہ کھدر بیچتے تھے۔

سوال: آپ کی شادی کہاں ہوئی؟

جواب: میری پہلی شادی بڑھانہ کے پاس سلطان پور گاؤں میں ہوئی تھی میرے شوہر اچانک بہت بیمار ہوئے اور ان کا انتقال ہوگیا وہ ٹی بی کے مریض تھے اس کے بعد محمد پور میں میری شادی ہوگئی عین الدین ان کا نام ہے میرے شوہر سیدھے آدمی ہیں، پانی پت میں کھدر بیچتے ہیں وہ دو باتوں کا بہت خیال رکھتے ہیں ایک تو سو روپے میں ڈھائی روپے سب سے پہلے نکالتے ہیں دوسرے بالکل ایمان داری سے کپڑے بیچتے ہیں۔

سوال: محمد پور میں کتنے مسلمان ہیں؟

جواب: محمد پور میں مسلمان بس تھوڑے سے گھر ہیں ہندوؤں کا گاؤں ہے ،چھوٹی سی ایک مسجد ہے مسلمان بھی بس نام کے ہیں۔

سوال: آپ کو کو یہ دین کے کام سے کیسے دلچسپی پیدا ہوئی؟

جواب: میں ان پڑھ، جاہل، دین سے بالکل دور نام کی مسلمان تھی ہمارے گاؤں میں ایک جاٹ کی گھر والی مرگئی اس نے کسی دوسری عورت کو رکھ لیا پہلی عورت کی دو جوان لڑکیاں تھیں وہ میرے پاس آیا کرتی تھیں، میں چوڑیاں بیچتی تھی وہ مجھے امی کہا کرتی تھیں گاؤں کے اکثر بچے بچیاں مجھے امی کہتے تھے گاؤں والے سبھی مجھ پر اعتماد کرتے تھے ،جس کو کوئی کام ہوتا ،سودا منگوانا ہوتا میں لا دیتی کسی کو کوئی دکھ تکلیف ہوتی میں بڑھانہ لے جا کر دوا دلواتی ،جاٹ اور دوسرے لوگ اپنی جوان بچوں اور بچیوں کو میرے ساتھ بھیج دیتے ان دونوں لڑکیوں کو سوتیلی ماں اور باپ نے بہت ستایا، وہ لڑکیاں مجھ سے کہنے لگیں امی مجھے تو اسلام دھرم اچھا لگے ہمیں تو

کہیں مسلمان کروادے میں نے سوچا دو پریشان حال لڑکیاں پریشانی سے بچ جائیں گی اور دوزخ کی آگ سے بھی بچ جائیں گی میں ان کو لیکر مرکز نظام الدین چلی گئی وہاں آپا جی نے ان کو کلمہ پڑھوایا ایک کا نام 'انوری' اور دوسری کا نام 'سروری' رکھ دیا ہندی کی کتاب لیکر وہ نماز یاد کرنے لگیں اور پھر پابندی سے نماز پڑھنے لگیں مجھے بھی شرم آئی کہ یہ کل کی مسلمان تو نماز کی ایسی پابند اور میں پرانی مسلمان نماز سے دور؟ میں نے بھی نماز شروع کردی، مجھے یہ بھی خیال آیا کہ ان مٹی کی بنی ہوئی لڑکیوں کی شرم میں تو تُو نماز پڑھے اور اپنے اللہ کے حکم کی شرم نہیں، میں نماز میں خوب روئی اور دعا کی میرے اللہ میاں! مجھے معاف کردو، میں اب آپ کے حکم اور آپ کی محبت میں نماز پڑھوں گی۔

پھر میں نے ان دونوں لڑکیوں کے رشتے تلاش کئے اور پانی پت میں دو اچھے مسلمان تیار ہوگئے دونوں کے نکاح کروائے ،اللہ کا شکر ہے کہ بہت خوشی خوشی ان کی گزر رہو رہی ہے۔اس کے بعد میں محمد پور آئی ہمارے یہاں کا ایک بہت بڑا بدمعاش جاٹ کا لڑکا بڑھانہ کے قصائیوں کے ساتھ آکر آپ کے یہاں پھلت میں مسلمان بنا تھا حضرت جی نے اس کا نام اسلم رکھا تھا میں نے سوچا کہ وہ اب نمازی ہوگیا اور اپنے سارے برے کام چھوڑ دئے ،تو مجھے اور بھی خیال آیا کہ ایسا بڑا بدمعاش مسلمان ہوکر سدھر جائے تو یہ جو لوگ مجھ سے محبت کرتے ہیں اگر یہ دین لے لیں اور مسلمان ہوجائیں تو کتنا اچھا ہو۔

میں آنے والی عورتوں اور لڑکیوں کو سمجھانے لگی مجھے کچھ آتا تو ہے نہیں جو کچھ اللہ کہلواتا میں کہتی، پہلے ایک دو لڑکیاں اور اس کے چھ مہینے کے بعد ایک اور لڑکی تیار ہوئی میں نے ان کو دہلی لے جاکر مسلمان کرایا اور اللہ نے رشتے بھی دلوادیئے ان کی

شادیاں بھی ہوگئیں۔

سوال: آپ کو جوان پرائی لڑکیاں لے جاتے ہوئے ڈر نہیں لگا؟

جواب: پہلی دفعہ ڈر لگا، مگر میں نے سوچا کہ گاؤں کے لوگ مجھ پر اعتماد کرتے ہیں اگر کسی نے دیکھ لیا تو کہہ دوں گی کہ دوا دلانے لے جا رہی ہوں یا علاج کروانے لے جا رہی ہوں اور بات سچی بھی تھی کہ اصل علاج کروانے لے جا رہے تھے مگر بعد میں ڈر نکلتا گیا اپنے اللہ پر بھروسا ہوتا گیا میرے دل میں تھا کہ اگر کوئی کہے گا تو صاف کہہ دوں گی کہ نرک سے بچانے کے لئے لے جا رہی ہوں مگر اللہ کا شکر ہے کہ کوئی نہیں ملا نہ کسی کو مجھ پر شبہ ہوا۔

سوال: اس کے بعد بھی آپ نے کسی پر کام کیا؟

جواب: ایک زمین دار باپ کا لڑکا میرے گھر کی دکانوں میں دواؤں کا اسٹور کرتا تھا وہ ڈاکٹر بھی تھا وہ مجھے نماز پڑھتے دیکھتا تھا، ایک دن مجھ سے کہنے لگا، اری اماں! تو یہ نماز کیوں پڑھتی ہے؟ سامنے موم بتی جل رہی تھی میں نے کہا بھیا! میرے بھیا! ذرا اپنی انگلی موم بتی میں لگا وہ کہنے لگا میں کیوں لگاؤں جل نہیں جائے گی؟ میں نے کہا بیٹے جب تو ذرا سی موم بتی میں انگلی نہیں جلا سکتا تو دوزخ کی آگ کو کیسے سہن کرے گا؟ پھر میں نے اس سے کہا تو نے کسی ہندو کو مرتے نہیں دیکھا؟ اس نے کہا دیکھا ہے، میں نے کہا اسے جلتے ہوئے بھی دیکھا ہے اس نے کہا دیکھا ہے، میں نے کہا تو نے نہیں دیکھا ورنہ تو ہندو نہیں رہتا دو روز کے بعد ایک ہندو عورت مر گئی، پھر اس کو شمشان لے گئے وہاں اس کو آگ لگا دی سارا کفن جل گیا وہ ننگی ہو گئی پھر لاٹھیوں سے اس کے سر کو پھوڑا اور بری طرح جلایا اتفاق سے اگلے روز ایک مسلمان دھوبی مر گیا وہ اس کو دیکھنے گیا بہت اچھی طرح نہلایا گیا اہتمام سے کفن پہنایا گیا

Page 423

خوشبو لگائی گئی کتنے پیار سے اس کو قبر میں اتارا گیا جب لوگ مٹی ڈالنے لگے تو اس نے کہا میں بھی مٹی ڈال دوں؟ لوگوں نے کہا اگر تو نہایا دھویا ہو تو مٹی ڈال دے ورنہ ہاتھ مت لگانا، اس کے دفنانے کے بعد جب وہ واپس آیا تو بالکل چپ چپ رہنے لگا۔

میں ایک دن بڈھانہ گئی تو ایک حدیث کی کتاب اس کے لئے لے آئی وہ اس کو پڑھتا وہ چپکے چپکے نماز پڑھنے لگا اس نے اپنی بیوی سے بتایا وہ بیوی اس کو نماز پڑھاتی رہی پھر اس کی بیوی نے گھر کے لوگوں کو بتا دیا گھر کے لوگوں نے اس پر ظلم شروع کئے کیسے کیسے پہاڑ اس پر ٹوٹے، اس کو دیکھ کر ہم سب بھی روتے رہتے وہ پٹتا رہتا اور کہتا رہتا تم میرا گلا کاٹ دو میں اپنے رب سے یہ کہہ دوں گا کہ تیرے لئے میں نے زبان کٹوا دی، اس کو کمرے میں بند کر کے مرچیوں کی دھونی دی، ایک دن جان بچا کر وہ میرے گھر میں گھس گیا مجھے خبر نہیں ہوئی، اس کے گھر والے میرے پیچھے پیچھے گھر میں آ گئے میرے گھر کی تلاشی لی میں بے فکر تھی کہ وہ میرے گھر میں نہیں ہے میں نے چڑھانے کے لئے کہا کہ اوپر چوپارے میں دیکھ لو؟ وہ چوپارے میں گئے وہاں تین گٹھریاں سرسوں کی لکڑیوں کی کھڑی تھیں، میں نے ان سے کہا ان لکڑیوں کو بھی دیکھ لو کہیں ان کے پیچھے چھپ رہا ہو؟ انھوں نے لکڑیاں ہٹا کر دیکھیں پھر چلے گئے جب میں کواڑ بند کر کے اوپر گئی تو وہ ان لکڑیوں میں سے نکلا، کہنے لگا اری امی! اگر میرے اللہ یہاں ان کو اندھا نہ کرتے تو، تو مجھے مروا ہی دیتی اس نے بتایا جب وہ مجھے دیکھنے آئے تو میں لکڑیوں کے پیچھے کھڑا تھا، میرا سر اوپر دکھائی دے رہا تھا مگر ان میں سے کسی کو نہیں دکھائی دیا اس کے بعد ہی ہمیں سچا ایمان نصیب ہوا میرا لڑکا انتظار بھی اگلے روز جماعت میں چلا گیا میری

بچیاں بھی نماز پڑھنے لگیں میرے دونوں بھائی بھی ایلم سے یہ قصہ سن کر جماعت میں چلے گئے۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: حسین پور کے مولانا معاذ اور حافظ نواب اس کو لیکر پھلت آئے اور حضرت جی نے اس کو کلمہ پڑھایا اس کا صہیب نام رکھا اور جماعت میں بھیج دیا۔

اس کے بعد اس کے گھر والے ہمیں ستانے لگے روز آتے کہ یا تو اس کا پتہ بتاؤ ورنہ تیرے گھر کے سب لوگوں کو مار دیں گے۔ ایک دن جب لوگوں نے بالکل مارنے کی ٹھان لی تو میں بچوں کو لیکر بڑھانہ آگئی اور گھر کو تالہ لگا دیا سوچا کہ گھر کو اکھاڑ کر دوسرا بنالیں گے مگر وہاں کے جاٹوں نے ایک چیز بھی نکالنے نہیں دی اور روزانہ پولیس بڑھانہ آتی جب لوگ مجھے ستانے لگے تو میں سٹھیری آگئی پھر پھلت آکر حضرت جی سے مرید ہوگئی،

سوال: تم نے یہ سب گھر بار چھوڑا، کیا تمہیں اس کا دکھ نہیں ہوتا؟

جواب: سچی بتاؤں، پہلے تھوڑا تھوڑا ہوتا تھا پھر میں نے سوچا کہ دین کے واسطے اللہ کی محبت میں چھوڑا ہے تو خوش ہونے لگی۔

میرے شوہر کو بہت دکھ ہوتا ہے وہ کہتے بھی ہیں کہ تو نے ہمیں برباد کر دیا ،میں نے ان سے کہہ دیا کہ اپنے دین کے لئے ،اللہ کی محبت میں ،اپنے پیارے رسول ﷺ کے راستہ پر چلنے کے لئے اگر تم بھی چاہو تو مجھے چھوڑ دو، اپنے منھ سے ایسی بات کہنا گناہ ہے ،مگر ایک دن وہ کہنے لگے تو مجھے مروادے گی ،میں تو تجھے طلاق دے دوں گا، تو میں نے یہ (مذکورہ) بات کہی۔

سوال: تمہارے بچوں کا ان حالات میں کیا خیال ہے؟

جواب: بچوں کا بالکل دکھ نہیں ،میرا لڑکا انتظار چودہ سال کا ہے وہ یوں کہہ رہا تھا امی ابھی تو ہم نے گھر ہی چھوڑا ہمارے نبی ﷺ کو فاقے ہوتے تھے ابھی تو ہمیں فاقوں کا بھی انتظار ہے میری دونوں بچیاں شائستہ اور گلستاں بہت خوش ہیں وہ کہتی ہیں امی سامان کیا چیز ہے وہ تو مر جاتے جب بھی چھوٹ جاتا ہمارے کہاں نصیب کہ نبی کی نقل میں گھر چھوڑتے

سوال: آپ کے میکہ والے ان حالات میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: میرے میکہ والے سب مجھ سے ناراض ہیں وہ نہ جانے کیسے لوگ ہیں کیا ہوگیا ان کو؟ جس کے گھر جاتی ہوں اپنے گھر میں گھسنے نہیں دیتے کہتے ہیں کہ تو ہمیں مروادے گی میرے ابا کہنے لگے کوئی تجھے بھی قتل کر دیگا اور تیرے بچوں کو اٹھا کر مار دیگا میں نے کہا اگر کوئی مجھے مار دیگا تو مجھے مرنا تو ہے ہی اور شہادت کی موت سے اچھی تو کوئی موت ہوتی نہیں جس کی ہمارے نبی نے بھی تمنا کی۔ میں نے اپنے گھر والوں سے کہا میں یہاں پھلت میں ہوں میرے بچے کاندھلہ میں ہیں کوئی میرے بچوں کو کیا اٹھائے گا تم سب مل کے اٹھوادو اور انھیں مروادو میں تو اس پر خوش ہوں گی اور اپنے اللہ سے کہہ دوں گی میرے اللہ! تیرے دین کے واسطے میں نے اپنے بچے بھی قربان کر دئے۔

سوال: سٹھیری میں رہتے ہوئے بھی آپ نے کسی کو دعوت دی؟

جواب: ہر جمعرات کو وہاں کی عورتوں کو آپ کے یہاں اجتماع میں لے کر آتی ہوں کئی عورتیں تو پکی ہوگئی ہیں کہ سب کو دین پہنچائیں گی ،ایک لوہار کا لڑکا مسلمان ہونے کو تیار ہے اب کی جمعہ کو حضرت جی کے پاس مسلمان ہونے آئے گا میں تو جہاں بھی جاتی ہوں یہی بات کرتی ہوں جب میں (جیند ہریانہ) میں اپنے

رشتہ داروں میں جاتی ہوں جہاں مسلمان کہیں کے بھی نہیں نام تک ہندوؤں کے ہیں وہاں سب عورتوں کو اکٹھا کر لیتی ہوں اور خوب سمجھاتی ہوں ہندو عورتیں بھی آجاتی ہیں بس جنت اور دوزخ کا ذکر آیا اور میرے آنکھوں میں آنسو آگئے (روتے ہوئے) اری بہنو! جلدی پکی مسلمان بن جاؤ، دین لے لو اگر ایمان کے بغیر مر گئیں تو دوزخ کی آگ میں کتنی تکلیف ہوگی کلمہ پڑھ لو آگ سے بچ جاؤ گی جہاں میری آنکھوں میں آنسو آئے عورتوں کے دل موم ہو جاتے ہیں، میں جانا بھی چاہوں تو ہندو عورتیں روکتی ہیں اری اور سنا......اور سنا!

میں نے کتنے لوگوں کو حضرت جی کی کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' دے دی دسیوں لوگوں نے تو اس کو پڑھ کر اپنے شیو جی چھوڑ دئے۔ صہیب کے تین دوست آئے تھے حضرت جی سے کلمہ پڑھنے، حضرت جی ملے نہیں پھر آویں گے۔ میں اگر کچھ پڑھ لیتی، قرآن پڑھ لیتی (روتے ہوئے) تو میں کتنے لوگوں کو سمجھایا کرتی، بس مجھے یہ ہی دکھ ہے۔

سوال : اب پڑھنے لگو تم اب بھی پڑھ سکتی ہو؟

جواب : ایک دن میں نے خواب دیکھا تھا ایک نقاب ڈالے ہوئے بزرگ ہیں کچھ کچھ دل میں آیا کہ وہ ہمارے پیارے رسول ﷺ ہیں مجھے قرآن شریف دے رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں لے پڑھ لے (روتے ہوئے) کاش میں پڑھی لکھی ہوتی۔

پڑھے لکھے لوگ جانے کیوں ہمارے نبی ﷺ کے راستے نہیں چلتے چاروں طرف بغیر ایمان کے لوگ آگ میں چلے جا رہے ہیں مگر کچھ بھی خیال نہیں مجھے تو جب معلوم ہو کہ کوئی ہندو مر گیا دیر تک نیند نہیں آتی ایسا لگے جیسے میں مری

Page 425

ہوں اور جل رہی ہوں اتنی تکلیف مجھے ہوتی ہے۔

سوال : دعوت کے اس کام میں لگنے سے پہلے اور اب میں آپ کیا فرق محسوس کرتی ہیں؟

جواب : دعوت تو میں کبھی کبھی کسی ملنے والے کی کرتی ہوں اب نہ تو میرا گھر ہے نہ دار ایسے میں کہاں دعوت کروں مجھے ذرا سکون مل جائے اور اللہ کی مرضی ہو اور ذرا ساٹھ کا نہ مل جائے تو پھر میں دین میں لانے کے لئے دعوت کیا کروں گی کہ دعوت کے بہانے سے لوگ ایمان میں آجائیں۔ میری ایک سہیلی ہے ششی میں نے اسے حضرت جی کی کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' دی تھی اس نے اپنے گھر کے سارے شیو جی چھوڑ دیئے، مجھ سے کہنے لگی کہ میں تو آریہ سماجی ہو گئی، میں نے ڈھونگ چھوڑ دیئے میں نے سمجھایا جھیرے میں سے نکلی کنویں میں گری آریہ سماج بننے سے کیا ہوگا؟ جس نے پیدا کیا اس کے سماج میں آ مسلمان بن کلمہ پڑھ تب ہوگی مکتی، میرا جی چاہتا ہے اس کی دعوت کروں۔

سوال : اصل میں تم جو لوگوں کو ایمان قبول کرنے کے لیے کہتی ہو اس کو دین میں دعوت کہتے ہیں اور اصل دعوت یہی ہے اس کام میں لگنے سے پہلے اور بعد میں آپ کیا فرق محسوس کرتی ہیں؟

جواب : (رونے لگتی ہیں) اس لئے تو کہتی ہوں کاش میں پڑھ لیتی تم سچ کہتی ہو اصل دعوت تو یہی ہے کہ پیارے رسول ﷺ کے دسترخوان پر لوگوں کو بلایا جائے۔

سچی بات یہ کہ اس کام میں لگنے سے پہلے بلکہ میں کیا اس کام میں لگی پتہ نہیں اللہ کو کیا اس گندی پر ترس آیا اللہ میاں نے ہمیں زبردستی کام میں لگا دیا

جب تک میں نے اپنے آپ کو کام میں نہیں لگایا تھا میں اپنے کو اس وقت میں مسلمان ہی نہیں مانتی اور ایمان کا مزا تو محمد پور کا گھر بار چھوڑ کر ہی آیا میں تو مانتی نہیں کہ نبی ﷺ کے کام میں لگے بغیر آدمی مسلمان ہوسکتا ہے ایمان کا ایسے پتہ ہی نہیں لگتا جب تک دین کے کام میں لوگوں کو ایمان میں لانے کے کام میں کچھ قربان نہ کرے یوں تو نام رکھ لینے سے اپنے آپ کو سب مسلمان سمجھتے ہیں۔ پرسوں کاندھلہ والے حضرت جی (حضرت مولانا افتخار الحسن کاندھلوی) کہہ رہے تھے صرف اللہ اللہ کہنے سے دل صاف نہیں ہوتا، اللہ کی محبت میں کچھ کرنے سے کچھ قربان کرنے سے کچھ ملتا ہے۔

سوال: آپ کا بہت بہت شکریہ! آپ اللہ کا شکر ادا کریں کہ اس نے آپ کو ایک بڑے کام میں لگادیا اور ہمارے لئے بھی دعا کریں۔

جواب: دعا تو آپ کریں، میں کس قابل ہوں، میں بھی کروں گی۔ اللہ حافظ

مستفاد از ماہنامہ ’ارمغان
‘اگست ۲۰۰۶ء

Page 426

محمد محبّ اللہ (سوامی آنندہ)

ایک خدا جو انسان بن گیا

ایک بودھ بھکشو کے سفر ہدایت کی ایمان افروز آپ بیتی

بدھ خدا کا اوتار بن کر میں نے ۴۵ رسال مزے میں زندگی گزاری ،لوگ میرے پیروں پر سجدے کرتے رہے، پھر ان لوگوں نے میرے خدا ہونے کا یقین کرلیا، اور مجھے بھی اس پر یقین ہو چلا، میں نے زندگی کا ۴۵ رسالہ طویل عرصہ خدائیت کا لُبادہ اوڑھ کر گزارا کہ میں بدھ بھگوان کا اوتار ہوں بدھ کی سات مرتبہ پیدائش ہوئی ہے جن میں سے میں بھی ایک ہوں میرا دعویٰ تھا کہ میں جو بھی کہتا ہوں وہ خدا کا کلام ہے اس پر مجھے یقین بھی تھا صرف مجھے ہی نہیں بلکہ جو بھی زعفرانی کپڑے پہنے ہوئے ہیں وہ سارے کے سارے بدھا بھکشو اسی طرح یقین رکھتے تھے۔ ’’دنیا کا سب سے عظیم مذہب بدھ مت ہے‘‘ اس عقیدہ کے ساتھ میں دنیا کے مختلف ممالک میں اس کی نشر و اشاعت کرتا رہا جس کے نتیجہ میں سیکڑوں ممالک میں میرے شاگرد اور مددگار پیدا ہوگئے۔

میرا حقیقی بھائی آج بھی دنیا میں ایک مشہور بدھ سنیاسی ہے وہ امریکہ کے لاس اینجلس شہر میں رہتا ہے میں جب خدائیت کے لُبادہ میں زندگی گزار رہا تھا ،اس دور میں ایک مسلمان بھائی اور بدھ مت میں میرے شاگرد ڈاکٹر چیپن ساکن مدراس ان دونوں کے ذریعہ مجھے اسلام کا تعارف حاصل ہوا اور اسلام کے متعلق مجھے کچھ کتابیں عطا کی گئیں مگر میں نے بے توجہی میں ان کا مطالعہ کیا، لیکن بعد

میں قرآن مجید اور محمد ﷺ کی تاریخ وسیرت کا مطالعہ مسلسل جاری رکھا، تو اس وقت میرے دل کی گہرائیوں میں اپنے گناہوں کا احساس پیدا ہوا، جس کے نتیجہ میں خدائیت کا لبادہ اوڑھ کر زندگی گزارنے والا میں، رفتہ رفتہ ایک انسان کے روپ میں آ گیا برہما چاری کی زندگی گزارنے والا میں ایک شوہر بن گیا اکیلا ایک جسم والا میں ایک باپ بن گیا، دوسروں کو سلامتی کا راستہ دکھانے والا میں خود سلامتی کی راہ کا طالب ہو گیا، بدھا سنیاسیوں اور چوپایوں کو خدا ماننے والا میں ایک اکیلے اللہ کو حقیقی معبود تسلیم کرنے لگا۔

مختصر یہ کہ میں پہلے خدا تھا آج ایک انسان بن گیا اپنی زندگی کے اول تا آخر حالات آپ کے سامنے مختصر پیش کرتا ہوں۔

میری حالت:

بدھم شرنم گچھامی، دھرمم شرنم گچھامی، سنگم شرنم گچامی

ان اصولوں پر زندگی گزارتے ہوئے میری زبان پر یہی الفاظ اور نعرے مسلسل جاری تھے ”میں نے بودھی درخت کے نیچے بیٹھ کر علم حاصل کیا، بدھ سنیاسی، دنیا میں بدھ مت کا پرچارک“

گوتم بدھ:

انسان کو انسانی غلامی سے نکالنے والے، جاہلیت کو ختم کرنے والے آریہ قوم کے ظلم کو مٹانے والے انسان کو امن وسلامتی کا راستہ بتانے والے گوتم بدھ!

برھما چاری لوگ :-

Page 427

بدھ عقیدہ کو زمین میں پرچار کرنے والے لوگ دنیا کی خواہشات نہ رکھنے والے برھما چاری لوگ، درباری انداز میں بدھ ویہاروں میں خوشیوں کی زندگی گزارنے والے لوگ، آریہ ورن آشرم دھرم (ذات پات کے نظام) کے خلاف تلوار لے کر نکلے ہوئے لوگ۔

انسان کون ؟

انسان کیا خود پیدا ہوا ہے یا کسی خدا نے اس کو پیدا کیا ہے؟ کیوں موت آتی ہے، موت کے بعد انسان کو کیا ہوتا ہے؟ میرا ضمیر مجھ سے اس طرح کے سوالات کرتا رہا، میرے ذہن میں یہ سوالات کھٹکتے رہے گمشدہ چیزوں کی تلاش کی طرح ان کے جوابات تلاش کرتا رہا جس کی وجہ سے میرے اندر رفتہ رفتہ خواہشات سے نفرت پیدا ہوتی گئی، میں حق کی تلاش میں تھا جس کی وجہ سے میرے دل میں روشنی کی ایک کرن رونما ہوئی پیسہ خرچ کرنے سے نہ حاصل ہونے والا رحم ومحبت اور عاجزی میرے دل میں پیدا ہو گئی، میں جس راہ پر چل رہا ہوں وہ صحیح ہے یا غلط، یہ سمجھنے کی تڑپ میرے اندر پیدا ہو گئی اور اسی طرح دیگر مذاہب کو پرکھنے کی آرزو میرے اندر پیدا ہو گئی، ادھیڑ عمر میں میرے اندر جو فکر رونما ہوئی اس نے میری ماضی کی زندگی پر غور وفکر کرنے کا ایک موقع فراہم کیا، میں ذات کا یادَو سوامی آنند جی کے نام سے مشہور ہوا، ریشم کے تخت پر دربار کے خادم مجھے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے، یہ رہا میرے ماضی کا حال۔

میرا خاندان تامل ناڈو میں رام ناتھ پورم ضلع میں پرم کدی سے قریب آلاکن کُلم میں آباد تھا، پھر میں نے سدّار کوتائی بندرگاہ سے بادبانی کشتی

سے برما کا رخ کیا جہاں میرے دادا اپنی فیملی کے ساتھ عیش وآرام کی زندگی گزار رہے تھے، میں یا دَو ذات میں پیدا ہوا ہمارے خاندان کا پیشہ مویشیوں اور چوپایوں کو چرانا تھا، مگر میں آج بدھ گروسوامی آنندا کہلاتا ہوں، معیشت کے لئے برما منتقل ہوا مگر میں نے تمل زبان کو اپنی مادری زبان کی حیثیت سے باقی رکھا۔

میرے والد بچپن ہی سے ایک کٹر بدھسٹ تھے اس لئے بدھ مذہب کے طریقہ کے مطابق میری بھی پرورش کرتے رہے مختلف بدھ مندروں میں مجھے تعلیم دی گئی، مجھے ایک بدھا بھکشو بنانے کی میرے والد کی بڑی آرزو تھی اس کے متعلق انھوں نے سارے فنون سے مجھے سکھلائے ،رنگون ،تبت ،چین ،کوریا،کمبوڈیا، جاپان ان سارے ممالک کے بدھ گرؤوں سے میں نے تعلیم حاصل کی اور ۱۹/سال کی عمر تک مکمل تعلیم حاصل کر لی اور پھر ایک دن برما کے دوسرے دارالخلافہ منڈلا میں مجھے بدھ مت گرو چانیسرا نے ایشیاء کے پانچ بدھ گرؤوں میں سے ایک گرو کی حیثیت سے تسلیم کرلیا اور زعفرانی رنگ کا لباس مجھے پہنایا گیا اور بدھ بھکشوؤں میں مجھے اعلیٰ مقام حاصل ہوگیا، مجھے ٹوکیو جاپان میں بدھ مت گرو ''بودھی داسوواسو'' نے ''ناگاساکی'' میں مقرر کیا اور پوری دنیا میں اس مذہب کی نشر واشاعت کی عظیم ذمہ داری مجھے سونپی گئی پھر ۱۰۱/گرؤوں کی صدارت مجھے حاصل ہوئی اس کے بعد میں نے دنیا بھر میں گھوم گھوم کر بدھ مت کی نشر واشاعت شروع کی جنوب مغربی ایشیاء کے سترہ ممالک ، جہاں بدھسٹ پائے جاتے ہیں اس کے علاوہ یورپ میں بھی بدھ مت کی نشر واشاعت کی کوشش کرتا رہا،

بدھ مت کی دنیا میں مجھے اتنا بڑا مقام حاصل ہوگیا تھا، جس کی کوئی حد نہیں ، پوری دنیا گھومنے کے لئے حکومت کی جانب سے مجھے گرین کارڈ (Green Cards) عطا کئے گئے ،جس کی وجہ سے میں عرب ممالک کے علاوہ ساری دنیا گھوم کر اس مذہب کی نشر واشاعت کرتا رہا۔ میرا حقیقی بھائی سوامی نند آچاریہ آج بھی امریکہ کے لاس اینجلس شہر میں ۶۷/منزلہ بدھ آشرم میں مٹھ پتی کے منصب پر ہے۔ میں بھی وہاں ساڑھے تین سال تک مٹھ پتی رہا۔

جھاڑ پھونک اور کرامت :

چین ،تبت، جاپان وغیرہ میں جھاڑ پھونک کے ذریعہ مجھے بڑی بڑی کرامت حاصل ہوئی تھیں اور ان سے مجھے خاصی شہرت حاصل ہوگئی تھی ،اس دور میں جھاڑ پھونک کے ذریعہ ارواح کو مدعو کرنا پھر ان سے پیشین گوئی کروانا میرا عمل تھا، کالی کاڑی، کلکتہ کالی، کیرلا دیوی (یہ علاقائی دیویوں کے نام ہیں) کی پوجا کر کے تانبے کی پٹیوں اور دھاگوں پر پھونک مار کر لوگوں کو دیتا اور دیوتاؤں کو ۱۰۱/چاندی کے برتنوں میں بند کرتا ،میرا وقت نہ گزرتا تو میں اس وقت ان برتنوں کے دیوتاؤں کو باہر نکال کر اندھیروں میں ان سے گفتگو کرتا۔

پھر میں اپنی ملاقات کے لئے آنے والے لوگوں اور ساری دنیا کے بدھسٹوں میں دیوتاؤں کی زبان اور پیشین گوئیاں جاننے والا اور ان سے بات چیت کرنے والا مہا گرو آنند جی کے نام سے مشہور ہوگیا۔

آشرواد :

مختلف قائدین اور حکمراں اپنے سروں پر میرا پیر رکھوا کر آشرواد لینے

کو بہت بڑا نیک فال سمجھتے، سنگاپور کے پہلے راجا کے سر پر پیر رکھ کر میں نے اس کو آشرواد دیا تھا اسی طرح تھائی لینڈ کے راجا برماپو جو چتیسوین کو بھی اس کے سر پر پیر رکھ کر میں نے آشرواد دیا تھا، اسی طرح ہمارے سابق وزیر اعظم راجیو گاندھی اور جاپان کے نائب سلطنت ان دونوں کے سروں پر پیر رکھ کر میں نے آشرواد دیا تھا، شکروار (جمعہ) اور منگل کو سونے کا تخت کھڑا کر کے ایک مٹکا پانی سے جو میرا پیر دھونا چاہتا اس عمل کی قیمت ایک لاکھ روپیہ ہوتی، جس کو پانچ آدمی پیتے، کیونکہ میں خدا کا اوتار ہوں۔

بدھ کا دوسرا جنم:

دیوتاؤں کے صدر خداؤں سے گفتگو کی استطاعت رکھنے والا، ملک اور ساری دنیا میں گھومنے والا میں تھا، لاعلاج بیماریوں میں وہ لوگ میرا پیشاب پیتے جس سے ان کو شفا حاصل ہوتی، میرا پیشاب پینے میں کیا غلطی تھی جب کہ میں ان کا خدا تھا۔

کیا انسان خدا ہے؟

میں بودھی درخت کے نیچے چاندی کے تخت پر بیٹھتا ہوں سونا اور پیسہ سامنے رکھ کر اپنے پیروں پر گرنے والے بھگت لوگوں کو میں آشرواد دیتا ہوں وہ لوگ آشرواد کی غرض سے میری تلاش میں نکلتے ہیں ایک آدمی میرے پاس آکر التجا کرتا، گروجی میں خدا کو نہیں دیکھ سکتا آپ ہی وہ عظیم زندہ خدا ہیں، مجھے دنیا کی ساری نعمتیں حاصل ہیں مگر شادی ہوئے پانچ سال کا عرصہ ہوا اولاد سے محروم ہوں، گروجی آپ مجھے بہترین آشیرواد دیجئے، جس کے ذریعہ مجھے اولاد نصیب ہو یہ کہہ کر وہ شخص میرے پیر پر اپنا ہاتھ رکھ کر اس ہاتھ کو اپنی آنکھوں پر ملتا

ہے یہاں سے مسئلہ شروع ہوتا ہے۔ میرے آشرم میں مجھے تلاش کرنے والا یہ بھگت بڑا کروڑ پتی ہے اس کو اپنے جال میں پھانسنے کی مجھے خواہش ہوتی ہے اس لئے میں ان سے کہتا ہوں کہ آج شام کی پوجا کے بعد تمہیں تعویذ دوں گا سوتے وقت اس کو اپنے تکیے کے نیچے رکھنا آج رات خدا تم سے گفتگو کرے گا کل آکر مجھے بتلانا کہ خدا نے گفتگو کی یا نہیں، اتفاق سے دوسرے دن اس شخص نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا اس وقت میرے شاگرد نے جلدی سے میرے پاس آکر یہ خبر دی کہ گروجی وہ کروڑ پتی آیا ہے میں نے شاگرد سے سوال کیا کہ کون سا کروڑ پتی؟ اس نے کہا وہی جو اولاد کی غرض سے آیا تھا اور جو تعویذ لے کر گیا تھا۔ فوراً میں زعفرانی کپڑے پہن کر ریشمی پنکھا ہاتھ میں لے کر بھکشو کا برتن پکڑ کر جیسے ابھی بدھا نازل ہوا ہے اس طرح اس آدمی کے سامنے حاضر ہوا وہ فوراً پیر پر گر گیا اور جھٹ سے کہنے لگا کہ خدا نے مجھ سے گفتگو کر لی اور خوشی سے رونے لگا۔

میں تو خدا کو نہیں دیکھتا مگر میرے جھوٹے تعویذ کو پہن کر یہ بے وقوف کہتا ہے کہ خدا نے اس سے کلام کیا اس کی بات سنتے ہی میں حیران و پریشان ہو گیا۔ یہ میں کیا سن رہا ہوں؟ ۴۵؍سال سر منڈوا کر، تعویذ اور زعفرانی کپڑے پہن کر برھما چاری کی زندگی گذار کر، ساری خواہشات کو ترک کر کے سنیاسی بن کر، بودھی درخت کے نیچے ہمیشہ بُدھا بُدھا وظیفہ چیخ کر پڑھنے والا میں، اور تعویذ لینے والوں نے مجھے پس پشت ڈال کر اس خدا سے گفتگو کر لی، کیا یہ انصاف ہے؟ اگر اس کو گفتگو کرنا ہی ہوتا تو مجھ سے گفتگو کرتا، ۴۵؍سال سے میرے بدھ نے مجھ سے گفتگو نہیں کی مگر میرے شاگرد نے ایک تعویذ تم کو دیا تو

اس نے کیسے تم سے گفتگو کر لی، پھانسنے والا جب تک رہے گا پھنسنے والے بھی تب تک رہیں گے۔

سوامی کا حال یہ ہے کہ زعفرانی لباس میں تقدس کا روپ دھار کر مہان مقدس ہستیاں اگر پولیس پکڑ لے تو مہا پاپی نکلیں، جن میں مشہور نام برھما نندہ سوامی، چندرا سوامی، مارتا انڈتم، جان جوزف وغیرہ ہیں۔

اور میرے اسلاف نے میرے ذہن میں یہ بات بٹھادی تھی کہ مسلمان بزور بازو تبدیلی مذہب کراتے ہیں، اس کے علاوہ وہ میرے اسلاف یا دَوذات سے تعلق رکھتے ہیں جن کا پیشہ چوپایوں کا پالنا اور پرورش کرنا ہے اور ساتھ ہی گائے کو خدا بھی مانتے ہیں میں بچپن میں بدھ مت کا گرو تھا پھر بھی میرے والد اور والدہ اس کو خدا تسلیم کرتی تھیں اور مجھے بھی اس فعل پر ابھارتی تھیں تو مسلمان ایسے خدا کو کاٹ کر بریانی بناتا ہے ایک گرو ہونے کے ناتے اسلام کا مطالعہ میرے بس کی بات نہیں تھی مگر اسی درمیان بعض مسلمانوں سے میرے تعلقات وابستہ ہوئے۔

اسلام نے مجھے گھیر لیا:

چند دن گزرنے کے بعد مسلمانوں سے میرے تعلقات قوی ہوتے گئے اور ساتھ ہی اسلام کو صحیح طریقہ سے سمجھنے کی سہولیات فراہم ہوتی گئیں چھوٹے چھوٹے رسائل کا مطالعہ جاری تھا، آپ ﷺ کی سیرت کے مطالعہ سے قرآن کریم کو پڑھنے کا ایک شوق اور جذبہ میرے اندر پیدا ہوا۔ پھر قرآن کا مطالعہ شروع کیا یہ دنیا اور ساری مخلوق کے ایک ہی خالق ہیں، اس سے یہ بات مجھے معلوم ہوئی سورج صبح طلوع ہوتا ہے اور شام میں غروب ہوتا ہے، یہ تمام

اللہ کے حکم پر ہو رہا ہے یہ بات معلوم ہونے کے بعد اس کی عظیم مخلوقات میں غور فکر کر کے میں تعجب میں پڑ گیا۔ آخر کار اسلامی فکر میرے دل میں رفتہ رفتہ بڑھتی رہی پھر یہ افکار میرے دماغ میں ہلچل مچا رہے تھے اور دماغ کو جھنجوڑ رہے تھے کہ اسلام کو سمجھنا اور اس کو قبول کرنا چاہیئے پھر میرے دماغ میں خیال آیا کہ قرآن کریم کا مطالعہ ایک مرتبہ اور کر کے دیکھنا چاہیئے یہ جذبہ میرے اندر سے ابھرا، میں یکسوئی کے ساتھ قرآن کے مطالعہ میں غرق ہوتا گیا۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ آشرم کے میرے روزمرہ کے معمولات میں عدم دلچسپی بڑھتی گئی ،صبح و شام اگر بتی اور موم بتی سلگا کر پانی میں پھول ڈال کر ''بدھم شرنم گچھامی'' کا ذکر کرنا بند ہو گیا۔

نقطہ آغاز:

قرآن کریم کا دو مرتبہ مطالعہ کرنے کے بعد میرا ذہن کھل گیا پھر مجھے معلوم ہوا کہ میں گذشتہ ۳۵/سال سے گمراہی و جہالت میں تھا ساری چیزیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں یہ جاننے کے بعد بھی عیش و آرام کا عادی سوامی عیش کی زندگی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوا اور نہ ہی میرے جسم نے اس کو گوارہ کیا ،اس دوران ایک دلت قائد میرے پاس آشرواد کے خیال سے آیا میں نے اس کے سر پر پیر رکھ کر آشرواد دیا کہ آپ ۱۲۰/سال تک زندہ رہیں گے مگر میرے آشرواد لینے کے ۹۰/دن بعد وہ انتقال کر گیا اس بات نے میرے دل کو للکارا ،آواز دی، جھنجھوڑ دیا، میری زندگی کے انقلاب کا نقطہ آغاز یہ تھا، اسی طرح ایک اور واقعہ بھی پیش آیا: ۱۹۹۱ء کے پارلیمنٹ الیکشن کے دوران سابق پرائم منسٹر راجیو گاندھی کانچی کے شنکر آچاریہ سے آشرواد لینے کے لئے گئے راجیو گاندھی

کے سر پر پیر رکھ کر شنکر آچاریہ نے کہا: ۱۰۱ رسال تک آپ زندہ رہیں گے اور یہ بھی آشرواد دیا کہ ہندوستان میں ہمیشہ آپ ہی وزیر اعظم بنیں گے، شنکر آچاریہ کے آشرواد کے ستائیسویں دن راجیو گاندھی سری پورم میں انسانی بم کے ذریعہ فوت ہو گئے۔

یہ دونوں واقعات میرے ضمیر میں کھٹکتے اور للکارتے رہتے کہ میں ایک بدھا سوامی ہوں میں نے جس کو آشرواد دیا وہ ۹۰ر دن میں مرگیا اور ہندو گرو شنکر آچاریہ نے جس کو آشرواد دیا وہ شخص صرف ستائیسویں دن میں انتقال کر گیا، مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ آشرواد دینے والا آچاریہ بھی اور بدھا بھکشو بھی جھوٹے خدا ہیں، اس سے زیادہ ذلت اور کیا ہو سکتی ہے۔

Page 431

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسان کسی طاقت کا مالک نہیں زمین پر صرف اللہ کا حکم چلتا ہے اس حقیقت نے میرے دل میں یقین پیدا کر دیا اور میری آنکھیں کھول کر رکھ دیں کہ مجھ جیسے حقیر و ناچیز کو آشرواد دینے کا کوئی حق نہیں۔ یہ بیداری میرے اندر آتی ہی گئی، طویل عرصہ سے پہنا ہوا زعفرانی کپڑا جسم سے اتار کر پھینک دیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔

کیا انسان خدا ہے؟

کیا میں خدا ہوں؟ اسلام نے یہ سوچنے پر مجھے مجبور کیا انسان انسان کی حیثیت سے زندگی گزارے یہی اس کی معراج ہے، انسان سب باتوں سے آزاد ہو سکتا ہے مگر ازدواجی زندگی سے آزاد ہونے سے وہ سڑ گل جاتا ہے، اسلام میں ایک انسان کو چار بیویوں کے ساتھ زندگی گزارنے کا حق ہے ازدواجی زندگی ترک کر کے

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

سنیاسی بن کر سیکڑوں لڑکیوں کے ساتھ زنا کر کے ان کی زندگی برباد کرنے والے اس عظیم گناہ اور ظلم سے اسلام نے مجھے بچالیا۔ میں نے اپنے سر سے زعفرانی کپڑا اتار کر پھینک دیا اور انسان بن گیا۔

گرو اوران کی بد دعاء:

میرے مسلمان ہونے کی خبر پورے بدھ مت کی دنیا میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی، وقت کے مہا گرو تبت کے سوامی کو بھی یہ خبر پہنچ گئی حالانکہ وہ میری ہمہ وقت تعریف کرتے رہتے تھے، میرے اسلام قبول کرنے کی خبر ملتے ہی انھوں نے مجھے مدعو کیا، واضح ہو کہ وہ صرف ایک سوامی ہی نہیں تھے بلکہ ایک ماہر جادوگر بھی تھے میں بھی خوشی کے ساتھ ان سے ملاقات کی غرض سے گیا میں نے اپنے حالات ان پر واضح کئے انھوں نے کہا کہ آپ کے قبول اسلام سے بدھ مت کو صرف نقصان ہی نہیں پہنچے گا بلکہ بدھ مت کے عوام میں اضافہ کی جو توقع ہے اس میں بڑی گراوٹ آئے گی اس لئے آپ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کیجئے، میں نے کہا اس فیصلہ میں نظر ثانی کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس طرح کا جواب خود میرے تصور میں بھی نہیں تھا کہ میں بھی اس طرح کا جواب دوں گا ایک دور وہ تھا کہ اگر گرو کہیں کہ خرگوش کے تین پیر ہوتے ہیں تو میں آنکھ بند کر کے اس کی تصدیق کر دیتا کہ ہاں ٹھیک ہے تین پیر ہیں، اس وقت یہ جواب سن کر وہ مجھ سے سخت ناراض ہوئے اور ان کا غصہ حد سے بڑھ گیا اور انھوں نے مجھے بد دعا دی اس سے قبل میں ان کی بد دعا سنتا تو چونک جاتا تھا کپکپی طاری ہو جاتی تھی، مگر اس وقت بد دعا سے مجھے کچھ پریشانی نہیں ہوئی ان کی بد دعا یہ تھی کہ ''میری بات کا انکار کر کے اسلام کو ترک نہیں کروں گا'' کہنے

والا......تو......جا، ایک سو پچاس دن کے اندر تیرا ایک ہاتھ اور ایک پیر مفلوج ہو جائے گا۔ اس طرح کے خرافات کا اسلام میں کوئی مقام نہیں ہے یہ بات مجھے معلوم ہوگئی تھی، لیکن پھر بھی شیطان میرے دل میں وسوسہ ڈالتا رہا کہ شاید کچھ بد دعا کا اثر ظاہر ہوگا، مگر میں نے ان وسوسوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اللہ پر بھروسہ کیا اور وہاں سے واپس ہوا اس کے بعد میں ہر دن محتاج ہو کر زندگی بسر کرنے لگا کہ کل کے دن اگر کسی مصیبت میں مبتلا ہوا تو لوگ افواہیں پھلائیں گے کہ یہ اس بد دعا کا اثر ہے، اس خیال سے میں گھبراتا اور ڈرتا رہا اللہ کا شکر اور اس کا فضل ہے کہ ایک سو پچاس دن سلامتی کے ساتھ کسی مصیبت میں مبتلا ہوئے بغیر گذر گئے۔ ایک سو پچاس دن گذرنے سے قبل مجھے مکہ مکرمہ جانے کا موقع ملا۔ الحمدللہ ان کی بد دعا کے بعد میں نے اپنی زندگی میں بہت سی کرامات محسوس کیں اس طرح کی بد دعا کے بعد اکثر لوگ فکر کی وجہ سے اپنی زندگی خراب کر لیتے ہیں اللہ کا فضل ہے کہ ان پُر خطر حالات میں بھی اللہ نے مجھے محفوظ رکھا، صرف اتنا ہی نہیں بلکہ قبول اسلام سے انسان کی زندگی میں بہت سی تبدیلیاں آجاتی ہیں ان میں ایک چیز دوسروں کو دھوکہ دینے سے اپنے آپ کو روکے رکھنا ہے گزشتہ ۴۵ر سالوں میں ایک بدھ بھکشو کی شکل میں میں نے سیکڑوں لوگوں کو دھوکہ دیا لیکن آج اس برے فعل کو مکمل بھول گیا ہوں اسی طرح میرے اوپر والے گروؤں کے ذریعہ مجھے بھی دھوکہ کھانا پڑا میری نئی زندگی میں یہ دونوں برائیاں ختم ہوگئیں زعفرانی کپڑے میں میری طبیعت میں کافی سختی تھی، کلمہ توحید کے اقرار کے بعد ایک نرم دل انسان بن گیا، اسلام کی وجہ سے میری زندگی میں نئی تبدیلی آگئی تھی۔

کلمۂ توحید کا اقرار:

میں ۳ر اکتوبر ۱۹۹۳ء کو مدراس کی مسجد معمور میں کلمہ توحید کا اقرار کر کے اسلامی سماج میں داخل ہو گیا۔ سوامی آنندہ سے محمد محبّ اللہ (یعنی اللہ سے محبت کرنے والا) بن گیا، میں نومولود بچہ کی طرح ہو گیا تھا، اللہ کے نزدیک تمام انسان برابر ہیں اس اصول کے ذائقہ کو اپنے اندر محسوس کیا، آج سے مجھے بھی ساری دنیا کی مسجد میں برابر کا حق ہے مجھے بھی سارے مسلمانوں کے ساتھ برابر نماز پڑھنے کا حق ہے، انشاء اللہ

آج کے بعد سے اگر میں دنیا کی کسی مسجد میں نماز پڑھنے کی غرض سے جانے کا فیصلہ کروں تو دنیا کی کوئی طاقت مجھے روک نہیں سکتی جب میں نے اسلام قبول کیا تو میرے دل میں یہ خواہش ہوئی کہ لوگوں کے ساتھ الفت و محبت کے ساتھ رہوں اور اعلان کروں اس بھائی چارگی اور محبت کا، اس تصور سے سرشار اسلام سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے میں نے مسلمانوں کی آبادی چدم برنا ضلع کائیل پٹنم کا رخ کیا وہاں میں نے اسلام کو مزید سمجھنے کی کوشش کی اس کے بعد میں نے زندگی کا مقصد متعین کر لیا اب میری زندگی کا مقصد اپنے ایمان کو مضبوط بنانا، اشاعت اسلام کرنا اور لوگوں میں مساوات کا صحیح تصور پیش کرنا ہے۔

قبول اسلام سے قبل مجھے اسلام سے متعلق بہت سی غلط فہمیاں تھیں اسی طرح کی غلط فہمی رکھنے والے آج کروڑوں کی تعداد میں ہیں، جو حقیقت میں اسلام کی نعمت عظمیٰ سے محروم ہیں ایسے ماحول میں ان کو اسلام کی خوبیاں اور اسلامی مساوات کا پیغام دے کر اسلام اور نیکی کی راہ پر گامزن کرانا اسلام کی

حقیقت سے آشنا کرانا ان کی غلط فہمیوں کو دور کرنا اوران کو اسلام کی طرف مدعو کرنا یہ امت کا فریضہ ہے: **کُنْتُمْ خَيْرَ امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤ منون بالله (۳:۱۱۰)**

متحدہ مقصد کے ساتھ ایک امت ہو کر اس آیت کریمہ پر عمل کریں گے اوراس دین کی نشر واشاعت کریں گے تو سیکڑوں کی آبادی اسلام کے سایہ میں آسکتی ہے۔

محمد ﷺ کی سیرت:

انسانی تاریخ میں نافراموش کردہ اور غیر معمولی شخصیت اگر کوئی ہے تو وہ

Page 433

محمد ﷺ ہیں آپ کی سیرت طیبہ پڑھنے کے لئے دسیوں کتب کا میں نے مطالعہ کیا، تب میری زندگی میں انقلاب برپا ہوا، آپ ﷺ اے۵ء میں پیدا ہوئے آپ کی زندگی کا گہرائی سے اگر کوئی مطالعہ کرلے تو آپ ﷺ کی ساری خصوصیات سمجھ میں آجائیں گی آپ جیسی زندگی گذارنے والی شخصیت روئے زمین پر آج تک پیدا ہی نہیں ہوئی، اس کے علاوہ اور بہت ساری خصوصیات آپ کے اندر پایہ جاتی ہیں، آپ کی ایمانی قوت وجذبہ ایمان، آپ کا اخلاص وباہمی تعلقات، آپس کے معاملات، ایک دوسرے کے ساتھ خیر خواہی، حسن سلوک، عزت وشرافت کا بھرپور خیال، مہمان نوازی کا جذبہ، دوسروں پر رحم و کرم، اور ہمدردی کا احساس، ان تمام خوبیوں کی بنا پر آج کی سائنسی دنیا بھی آپ کی تعریف کررہی ہے۔

انسانی زندگی کے لئے ایک آسان طریقہ آپ کی زندگی میں ملتا ہے، اس

کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے جو یہ نمونہ بن سکے آپ کے مقام ومرتبہ کو اگر معلوم کرنا ہو تو دوسروں کی تاریخ کا مطالعہ کریں، کہ وہ لوگ انسانوں پر کتنا ظلم وستم روا رکھتے تھے، وہ بے انصافی اور فسق وفجور میں انتہا کو پہنچ چکے تھے ان کی زندگیاں کیسی تھیں اور آپ ﷺ کی زندگی کیسی تھی یہی نہیں بلکہ قیامت تک کے لوگوں کے لئے آپ کی سیرت ایک نمونہ ہے کردار کا یہ معجزہ صرف آپ ﷺ کی زندگی میں ہمیں ملتا ہے دوسروں کی زندگی میں یہ چیز نظر نہیں آتی، انسانی تاریخ کی ایک عظیم شخصیت نے کیسے اپنی زندگی بسر کی دوسروں کے ساتھ کیسا سلوک کیا اس کا دلائل کے ساتھ میں نے مطالعہ کیا، نبوت سے قبل چالیس سالہ زندگی ایک اعلیٰ اور مثالی زندگی تھی، اس دور میں سماج کی مثالی شخصیت آپ تھے، ہر انسان کے اندر کچھ خوبیاں ہوتی ہیں مگر ساری خوبیاں بیک وقت اگر ایک شخص میں موجود ہیں تو وہ صرف آپ ﷺ ہیں۔

انگریزوں کا اسلام کے خلاف یہ الزام ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا، درحقیقت یہ سب سے بڑا الزام ہے اس کے جواب میں مس سروجنی نائڈو نے اپنی لندن کی اسپیچ میں یہ بات بیان کی تھی کہ اسلام کی عظمت دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے متعلق نفرت نہیں پیدا کرتی محمد ﷺ کے صحابہ اور ان کے تابعین نے سسلی تک میں حکومت کی اور آٹھ سو سال تک عیسائیوں کی سرزمین اسپین میں حکومت کرتے رہے مگر کبھی بھی ان لوگوں نے ان کی عبادت میں کسی بھی قسم کی کوئی بھی مداخلت نہیں کی یعنی عیسائیوں کو ان کا مقام دیا ان کے ساتھ حسن سلوک کیا عزت واحترام سے پیش آئے اور اچھے تعلقات قائم کئے شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم مسلمانوں کو صبر سکھلاتا ہے صلاح الدین ایوبی کے بارے میں فرانس کے بادشاہ نے اس طرح کہا تھا کہ صلاح الدین

کے بارے میں مجھے تعجب ہے کہ وہ کیسے اتنا اچھا انسان بنا، حالانکہ اس کے اوپر کسی قسم کی کوئی زبردستی نہیں ہے، میرا دل مجھ سے کہتا ہے کہ تم بھی مسلمان بن جاؤ۔

تھامس آرنلڈ نے کہا سارے مذاہب میں صرف اسلام ہی ساری خوبیوں سے بھرا ہوا ہے عوام کی زبان سے اسلام پھیلا ہے، مالی امداد ملنے پر کام کرنے والے مبلغ، رقم کے لئے نشر واشاعت کرنے والے لوگ اسلامی تاریخ میں نہیں ہیں سیکڑوں تجار کے ذریعہ اسلام پھیلا ہے افریقہ، چین وہاں اسلام پھیلنے کی اصل وجہ قرآن کی علمی روشنی ہے اس روشنی کو پھیلانے والے وہاں کے مسلم تجار تھے۔

پنڈت سندرلال نے کہا کہ محمد ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر ایک ایسا کارنامہ انجام دیا جس کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی زندگی بھر آپ کو ستانے والے تکالیف دینے والے، ظلم وستم کرنے والے، بے عزتی کرنے والے سارے لوگوں کو معاف کردیا، یہ دنیا کی فوجی کارروائیوں میں ایک مثالی واقعہ ہے ہندوستان کے مشہور مؤرخ لالہ اشوری پرشاد کہتے ہے مسلمان وسیع النظر تھے اگر وہ لوگ حقیقت میں ظالم ہوتے تو اتنی طویل مدت تک ہندوستان میں ان کے لئے حکومت کرنا ناممکن تھا، پوری دنیا اور ہندوستان میں بھی ان کے عقیدہ کے مطابق وہ لوگوں کے ناصح رہے ہندوستان کی مذہبی چیزوں میں وہ لوگ کبھی آڑے نہیں آئے، مذہبی مسئلہ میں بھی کبھی انھوں نے ہندوؤں پر زبردستی نہیں کی غیر مسلموں کے ساتھ وہ رحم وکرم کے ساتھ تعاون کرتے رہے۔

میرے دل کو بدلنے والا قرآن:

نسیم ہدایت کے جھونکے
جلد اول تا چہارم

میں نے قرآن کریم کا مسلسل مطالعہ جاری رکھا جس کی وجہ سے میری روح زندہ ہوئی، قرآن ایک ایسی کتاب ہے جس کے اندر انسانی زندگی کے ہر معاملہ کے لئے معتدل رہنمائی پائی جاتی ہے جس کے علمی دلائل مجھے امیدیں دلا رہے تھے، سنیاسی ہونے کی وجہ سے یہ تجربہ میرے دل کی گہرائیوں میں اتر گیا اب میں اپنی پرانی داستان یعنی جس مذہب کو میں نے اختیار کر رکھا تھا اس مذہب کی حقیقت آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

گوتم بدھ اور بدھ مت:

گوتم بدھ کی طرح پانچ سماجی انقلابی شخصیات ایشیا میں پیدا ہوئیں۔

(۱) تین ہزار سال قبل سوراشٹر ایران میں پیدا ہوا۔
(۲) دو ہزار چار سو پچاس سال قبل Logos چین میں پیدا ہوا۔
(۳) دو ہزار چار سو پچاس سال قبل کنفیوشیاس چین میں پیدا ہوا۔
(۴) دو ہزار چھ سو سال قبل گوتم بدھ ہندوستان میں پیدا ہوئے۔
(۵) دو ہزار سال قبل یسوع مسیح فلسطین میں پیدا ہوئے۔

570ء میں آپ ﷺ پیدا ہوئے، اور قبل مسیح میں ۵۶۳ میں گوتم بدھ ہندوستان میں پیدا ہوئے، گوتم بدھ ۲۹/ رویں سال کی عمر میں دربار چھوڑ کر نکل گئے، اور سنیاسی بن گئے، ۳۵ ویں سال میں بودھی درخت کے نیچے ان کو گیان ملا، ۳۶/ سال کی عمر میں کاشی ندی کے کنارے ندی سے ڈھائی کلومیٹر دور سارناتھ نامی جگہ پر آریہ تہذیب کے ورن آشرم دھرم (ذات پات کا نظام) کے ظلم کے خلاف اپنے شاگردوں کے درمیان پہلی تقریر کی ۴۵/ سال میں شمالی ہندوستان میں بت پرستی اور خدا کے نام پر بے تحاشہ جانوروں کی بلی

دینے کے خلاف آواز اٹھا کر انقلاب برپا کیا۔

بدھ مت کے چند بنیادی اصول:

جھوٹ نہ بولیں، زنا نہ کریں، نشہ کی چیز استعمال نہ کریں، اہنسا (عدم تشدد) کے اصول پر چلیں، گناہوں سے دور رہیں بت پرستی کی مخالفت کریں۔

ان چیزوں کے لیے گوتم بدھ نے زندگی کا بیشتر حصہ صرف کیا ایودھیا سے ۲۵۰ رکلومیٹر دور کشی نگر کے مقام پر ۸۲ رسال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ گوتم بدھ کی زبان پالی زبان تھی اور بعد میں بدھا کے نام سے ایک کتاب لکھی گئی۔

گوتم بدھ انسان ہو کر پیدا ہوئے تھے بعد میں شادی کی پھر سنیاسی ہو گئے اور انصاف کی خاطر اپنی زندگی قربان کر کے انتقال کر گئے۔ ان کے انتقال کے بعد لوگ انھیں کو خدا بنا بیٹھے بدھ ایک درباری سنیاسی تھے وہ آرین قوم کے شاستر اور پرانوں کو نہیں مانتے تھے۔ ملک کے حالات پر اپنی عقل سے انھوں نے مشورہ دیا بدھ اپنی زندگی میں آریہ لوگوں کے مخالف رہے لیکن ان کے مرنے کے بعد اس مذہب میں آرین تہذیب کو ملایا گیا، جس کی وجہ سے مہایان اور ہینایان وجود میں آئے آریہ قوم کی چالاکی و مکاری سے ہندوستان کی زمین سے بدھ مت کو مٹایا گیا، اس دور میں جنوبی ہند کے ناگ پٹنم علاقہ میں ہزاروں بدھ بھکشوں کو آریہ برہمنوں نے پھانسی پر لٹکایا اب اس وقت ایشیا کے مختلف ملکوں میں مختلف شکلوں میں اس مذہب پر لوگ عمل پیرا ہیں جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

مہایان تبت میں، ہینایان برما سیلون اور تھائی لینڈ میں جمبوت جاپان میں، کرین بوت شمالی برما میں۔

ہندوستان سے باہر نکل کر ایشیائی ممالک میں بدھ مت مختلف فرقوں میں بٹ گیا، ہندوستان میں ورن آشرم کی ملاوٹ کے ساتھ باقی رکھا گیا سیلون بدھ مت کا ایک ملک ہے مگر وہاں بھی نچلی ذات کے لوگوں کے لئے بدھ وہار دیہاتوں میں تھے اور اونچی ذات کے لوگوں کے لئے مخصوص سنگ راج بدھا وہار (محل نما بدھ مندر) شہروں میں تھے اس طرح دراوڑین اور مختلف ذات والے آزادی کی خاطر بدھم شرنم کا نعرہ بلند کرتے، جمعہ کے دن ماری امّن (ماری اماں) مندر میں پیٹ بھر کھانے کے بعد بدھ مت ہمارا ہے ہمارا ہے'' کے نعرے بلند کرتے۔ کیا یہ بدھ مت ہم کو آزادی دے گا؟

آزادی کا راستہ:

آزادی چاہنے والے میرے دوستو! کہاں تم کو آزادی ملے گی، گمراہی اور ضلالت کی راہ پر تم بھاگ رہے ہو دوڑ رہے ہو بھاگو بھاگو جہاں جی چاہے بھاگو لیکن اگر تمہیں دلت بدھسٹ کے جال سے نکلنا ہو تو اپنے مذہب کو ترک کر کے اسلام کے سایہ تلے آجاؤ۔ میرے دلت بھائیو! تم پریا بدھ نہیں ہو اور نہ ہی تم پلا بدھ ہو (یہ ندوں کی ذاتیں ہیں) تم اس زمین میں پیدا ہوئے انسان ہو اور انسان کی قدر تمہیں اسلام ہی میں ملے گی ''چلو تم اسلام کی طرف'' نامی کتاب کے اندر اس کے مصنف اور کمیونسٹ لیڈر ''کوڈیکال چلاپہ'' نے خود اسلام قبول کرنے کے بعد اس طرح لکھا ہے:

اچھوت گاندھی سے پہلے بھی تھے، گاندھی کے بعد بھی تھے، آج بھی ہیں کل بھی رہیں گے اس لئے دراوڑ ذات کے لوگو! چلو تم لوگ اسلام کی طرف تمہاری آزادی صرف اور صرف اسلام میں ہے۔

آل انڈیا دلت ورکرس پارٹی کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر چیپّن (MBBS) کا یگمور (مدراس) کے سری لنکا بدھ وہار میں پوجا کے لئے برابر آنا جانا رہتا تھا، ایک مرتبہ انھوں نے وہاں کے ہال میں امبیڈکر جینتی کا پروگرام رکھنے کی اجازت طلب کی وہاں کے بدھ گرو سوامی نندجی شاستر نے کہا کہ آپ سارے پریا بدھسٹ لوگوں کو صرف ذات پات بھولنے کے لئے بدھم شرنم کا منتر کہنا ہے، اس طرح اس نے ذات کی وضاحت کے ساتھ نفی میں جواب دیا ۔تو ڈاکٹر چیپّن بدھ وہار سے نکلے اور بڑی حسرت بھری آہ بھر کر کہا کہ جب مجھ جیسے لیڈر کے ساتھ اس جیسا سلوک روا ہے تو میری ذات کے عوام کی حالت کیا ہوگی، اس کے بعد انھوں نے ایک کتاب لکھی ''مکمل آزادی کے لئے صرف اسلام'' اسلام کی آزادی، مساوات اور بھائی چارگی نے میرے دل کے اندر گہرا اثر ڈالا، اس تعلق سے میں اپنے سفر حج کے کچھ احساسات پیش کرتا ہوں۔

حج کا سفر :

سفر حج کے تأثرات آپ کے سامنے رکھتے ہوئے مجھے بڑی خوشی و مسرت ہو رہی ہے مختلف مما لک سے کعبۃ اللہ کے طواف کے لئے بیس لاکھ افراد آئے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ سعودی عرب کے بیس لاکھ افراد بیک وقت ایک ہی آواز میں اللہ اکبر اللہ اکبر کا نعرہ تکبیر بلند کر رہے تھے یہ میرے لئے تعجب خیز منظر تھا چالیس لاکھ کا یہ مجمع جو اطراف کعبہ میں جمع تھا اس میں کسی طرح کی چھوت چھات اور فخر وغرور کی کوئی شئی نظر نہیں آتی تھی کیونکہ میں ذات پات کے نظام کے درمیان زندگی کا ایک طویل عرصہ گذار چکا ہوں مگر اب یہ منظر میرے دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا گیا سفید رنگ کے عربی، کالے رنگ

کے جاپانی، سفید رنگ کے جاپانی، گورے رنگ کے ہندوستانی اور کالے رنگ کے ہندوستانی، گویا ساری دنیا کے لوگ ایک ہی لڑی میں پرو دیئے گئے ہیں ، اطراف کعبہ میں صف باندھ کر نماز پڑھنے کی کیفیت بھی بڑی عجیب تھی، یہ انسانی تاریخ کی تاریخوں میں ہی نہیں بلکہ آج کی نئی دنیا میں بھی ایک حیرت انگیز مثالی اجتماع تھا اسلام کی تعلیمات الفت ومحبت، بھائی چارگی اور اعلان مساوات جس کا عملی تجربہ سفر حج میں مجھے حاصل ہوا وہ میرے دل ودماغ کے ریشہ ریشہ میں سرایت کر گیا۔

مسلمانوں کے نام میرا پیغام :

مسلمانو! اَلَا فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ (الحدیث) یعنی ''تم میں کا حاضر غائب تک اس پیغام کو پہنچائے'' اس حدیث کے مصداق بن جاؤ۔ اگر آپ لوگ اس وصیت پر عمل پیرا ہوگے تو اسلام ساری دنیا میں کامیاب ہو جائے گا اور دنیا وَرَأَيْتَ النَّاسَ يدخلون في دين الله افواجاً کا منظر پیش کرے گی، انشاء اللہ لیکن شرط یہ ہے کہ تم لوگ اللہ کے دین کا نمونہ بن جاؤ اور دنیا کے سامنے عمل سے یہ ثابت کر دو کہ اسلام ہی نجات کا واحد راستہ ہے، یارب العالمین مجھے اور اس امت کو اس عظیم امانت کو دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرما اور ہمیں آخرت کے عذاب سے نجات دے۔ آمین

اب میں اپنی زندگی کا بقیہ حصہ اس پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے وقف کروں گا اور انشاء اللہ اسی راہ پر آخری سانس تک چلتا رہوں گا۔ والسلام

آپ کا اسلامی بھائی، محبّ اللہ، مدراس

مستفاد از ماہنامہ 'ارمغان' جولائی ، اگست

۲۰۰۷ء

Page 437

مولوی محمد یونس ﴿سبھاش شنکر لال﴾ سے ایک ملاقات

میرا موجودہ نام مولوی محمد یونس ہے شمسی کیلنڈر کے مطابق میری عمر تقریباً ۵۱ سال ہے لیکن اسلامی زندگی کی میری اصل عمر ۲۸ برس کی ہے ۱۶ دسمبر ۱۹۷۸ء کا وہ تاریخی دن میری زندگی میں انقلابی حیثیت رکھتا ہے جس دن رب کائنات اللہ سبحانہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت و ایمان کی نعمت سے سرفراز فرمایا ،۳۱ جون ۱۹۵۵ء میری تاریخ پیدائش ہے میرا آبائی وطن صوبہ مہاراشٹر کا ایک قصبہ مانڈول ہے جو نانڈگاؤں نزد منماڑ ریلوے جنکشن کے قریب واقع ہے اور موجودہ رہائش گاہ قدیم جالنہ صوبہ مہاراشٹر میں ہے، میری بنیادی تعلیم جالنہ کے مہاراشٹر نائٹ اسکول میں ہندی میڈیم سے ہوئی ۱۹۴۷ء میں، میں نے میٹرک کا امتحان کامیاب کیا ،میٹرک کے بعد ذہن میں مختلف مذاہب کے تعلق سے خیالات آتے رہے کہ کون سا مذہب سچا دھرم ہے دماغ میں یکے بعد دیگرے کئی سوالات آنے لگے کہ ہمارا پیدا کرنے والا کوئی تو ہے، اس سنسار کا کوئی تو پالنہار ہے پھر پوجا پاٹ سے دل اچاٹ ہونے لگا اور آہستہ آہستہ مذہب اسلام کی طرف رجحان بڑھتا گیا۔ میٹرک کے بعد کالج میں داخلہ میں نے محض اس لئے نہیں لیا کہ وہاں مخلوط تعلیم کا نظام تھا، مسلمانوں کی تہذیب میں پردہ کے اہتمام کو دیکھ کر مذہب اسلام کی جانب میرا جھکاؤ مزید بڑھنے لگا اور رفتہ رفتہ پردہ کی اہمیت وافادیت

میرے دل کو چھونے لگی دریں اثنا مولانا مودودی کی ہندی زبان میں اسلام سے متعلق چند کتابوں کا ترجمہ میرے ہاتھ لگا جس میں خصوصاً ''اسلام پرویشکا''،'' اور اسلام مارگ درشن'' نے مجھے بڑی حد تک متأثر کیا۔

میرے ایک پڑوسی محمد یونس کے اخلاق سے شروع ہی سے میں ان کا بہت گرویدہ تھا اکثر و بیشتر وہ مجھے دین کی باتیں بتاتے رہتے تھے اس دوران ہمارے شہر جالنہ میں اس دور کی ایک مشہور شخصیت سہگل صاحب جنھوں نے اسلام قبول کیا تھا اور اپنا نیا اسلامی نام یوسف رکھا تھا، وہ پونہ مہاراشٹر کے معروف تبلیغی جماعت کے ذمہ دار مرحوم مولانا محمد یونس علیہ الرحمہ کے ساتھ جالنہ کے ایک اجتماع میں تشریف لائے تھے اور اپنی تقریر میں بار بار ایک جملہ دہراتے تھے کہ بھائیو! سفر آخرت بہت لمبا ہے لہٰذا توشہ ساتھ لے لو یہ بات میرے دل کو لگی میرا ذہن اسلام کے لئے روشن ہو چکا تھا صرف اللہ کی طرف سے ہدایت کا پیغام آنا باقی تھا جالنہ کے تین دن کے اجتماع میں مستقل میں ان دینی بھائیوں کی محبت و اخوت اور حسن اخلاق کا مشاہدہ کرتا رہا ۱۴۔۱۵۔۱۶/دسمبر ۱۹۷۸ء کے یہ تین دن میری زندگی میں ایک انقلاب و تغیر کی کیفیت پیدا کرتے رہے اور بالآخر اجتماع کے تیسرے دن ۱۶/دسمبر ۱۹۷۸ء کو میں نے اپنے قبول اسلام کا الحمد للہ اعلان کر دیا
۔

موتی مسجد جالنہ میں جماعت کی تشکیل ہو رہی تھی میں نے بھی اپنا نام وہاں لکھوا دیا، میرا اصل نام سہاش شنکر لال سامبرے سے محمد یونس رکھ دیا گیا، بعد ازیں میں نے اپنا تعلیمی سفر جاری رکھا اردو عربی زبانوں کو ابتدائی مرحلوں سے سیکھا اور اللہ کے فضل سے اختتام عالمیت کی سند فراغت پر ہوا، اور بخاری شریف

جیسی حدیث کی اہم ترین کتاب کو بھی پڑھنے کی اللہ رب العزت نے سعادت بخشی ،سہاش شنکر لال سامبرے سے مولوی محمد یونس تک کا یہ سفر کئی مسائل سے دوچار رہا کئی مشکلات سامنے آئیں ،قبول اسلام کے بعد آزمائش کے دور سے بھی گزرنا پڑا حتیٰ کہ جیل کی سلاخوں میں بھی زندگی کے چند یادگار مبارک لمحات گذارنے کا موقع نصیب ہوا لیکن اللہ کی ذات پر مکمل بھروسہ اور توکل کرنے سے میرے قدم جمے رہے بیشک قرآن پاک کی یہ آیت میرے لئے مشعل راہ بنی: يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (سورہ محمد:۷) ''اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا۔''

واقعہ یہ کہ اس آیت کریمہ کی بغور تلاوت کرتے رہنے سے میرا حوصلہ بڑھتا رہا۔ میرے حقیقی بڑے بھائی وسنت اور چھوٹے بھائی دھن راج ہیں ، میری والدہ محترمہ ہرکو بائی اور بہن ہیرابائی آج بھی بقید حیات ہیں اور میں اللہ رب العزت سے ان حقیقی بھائی بہن و والدہ کے لئے ہدایت کی دعا بھی کرتا ہوں ، بھائیوں سے میری آج بھی ملاقات ہوتی ہے لیکن وہ مجھے دین اسلام کے پرچار اور اشاعت کی اجازت نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ آپ کو جس دھرم کا پالن کرنا ہے وہ شوق سے کریں لیکن ہم پر کوئی زبردستی نہ کریں۔ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ اور لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ کی ان آیت قرآنی دیکھ کر میں صبر و تحمل سے کام لیتا ہوں اور ان کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ انھیں بھی ہدایت کے چراغ سے منور فرمائے۔

میری اہلیہ عائشہ بھی نو مسلمہ ہے اور اللہ کے فضل سے دین کے اصول و ضوابط پر پوری عزیمت کے ساتھ عمل پیرا ہے، میرے بیٹے حنظلہ ، حذیفہ اور ابوبکر

ہیں اور بیٹی ام ہانی ہے، میرے دو بیٹے اس وقت قرآن کریم حفظ کر رہے ہیں اور انشاء اللہ عنقریب اسے وہ مکمل کرلیں گے اور میری مزید خواہش ہے کہ وہ دین کی اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں اور دین اسلام کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیں۔

یہ تھے مولوی محمد یونس صاحب جو راقم سطور سے حرم شریف میں موجود کلینک میں ملاقات کی غرض سے آئے تھے نیز ہندوستان کے مشہور عالم دین اور خانوادہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے تعلق رکھنے والے محترم مولانا عبداللہ حسنی سے ایک تعارفی خط بھی ساتھ لائے تھے راقم الحروف کو مولوی محمد یونس صاحب سے مل کر غیر معمولی مسرت ہوئی حرم شریف میں ایک نومسلم کے قبول اسلام کا واقعہ اور ایک عالم دین کی حیثیت سے ان کے تعارف و دیگر تفصیلات کو سن کر راقم بہت متأثر بلکہ محظوظ ہوا، مولوی محمد یونس کے اس علمی سفر کے تعلق سے استفسار پر معلوم ہوا کہ ۱۶؍دسمبر ۱۹۷۸ء انھوں نے اسلام قبول کیا، پھر چند ماہ حیدرآباد ہند میں مولانا حمید الدین عاقل حسامی کے مشہور مدرسہ دارالعلوم حیدرآباد میں گزارے، بعد ازیں بلریا گنج اعظم گڑھ (یوپی) کے جامعۃ الفلاح کا رخ کیا، یہاں بھی انھیں چند ماہ تعلیم حاصل کرنے کی سعادت حاصل رہی، اس کے بعد اسلامک سنٹر ویلور میں مرحوم جمیل صاحب کے قائم کردہ ایک اسلامی مرکز میں چھ ماہ کا نصاب مکمل کیا، جو خصوصاً نومسلموں کی تربیت کو مدنظر رکھ کر بنایا گیا ہے، اور اس کے بعد عمر آباد (تملناڈو) میں واقع جامعہ دارالاسلام عمر آباد (JDS Arabic Collage) میں پانچ سال کا وقفہ گزارا، یہاں سے فراغت کے بعد عالم اسلام کی مشہور درسگاہ ندوۃ العلماء لکھنؤ میں بھی ایک سال کی مدت صرف کی

Page 439

، یہاں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا، اور آخر میں مالیگاؤں کی درس گاہ بیت العلوم سے سند فراغت حاصل کی اور اپنے اس طویل علمی سفر میں اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر سے بھی وابستہ رہے، سچ ہے۔

کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

بالآخر سبھاش شنکر لال سامبرے ایک عالم دین ہوکر اور مولوی محمد یونس کی حیثیت سے خدمت دین میں مصروف ہوگئے اور اللہ کے فضل سے مزید ۱۵؍لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے کا ذریعہ بھی بنے۔

حلقہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد آپ نے اپنے جذبات و احساسات کا اظہار کس طرح کیا، اس سوال پر انھوں نے دین اسلام کو ایک نعمت سے تعبیر کرتے ہوئے قرآن پاک کی اس آیت کا حوالہ دیا: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (سورہ مائدۃ:۳) آج کے دن تمہارے لئے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین (بننے کے لئے پسند کیا) مولوی محمد یونس نے حالات حاضرہ کے تحت مسلمانوں کے اردگرد جو مسائل و دشواریاں ہیں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ بظاہر حالات سخت سے سخت آئیں گے لیکن دل جمعی اور استقامت سے ہمیں ان کا مقابلہ کرنا ہوگا، آخرت کی کامیابی کو سامنے رکھتے ہوئے دنیا کی عارضی کدرتوں و مشقتوں کو نظرانداز کرتے ہوئے صبر و شکیب اور تحمل سے کام لینا ہوگا، مولوی محمد یونس نے ہمارے موجودہ معاشرہ میں مسلمانوں کو توحید پر سختی سے عمل کرنے کی دعوت دی، کہ توحید ہمارے مذہب اسلام کی اصل اساس ہے اور اس ضمن میں ہماری سوسائٹی میں بے پناہ سدھار و اصلاح کی ضرورت ہے کیونکہ اگر

ہمارے عقائد درست ہوں گے تو تمام معاملات خوب سے خوب تر ہوں گے اور اگر توحید و عقیدہ میں کمزوری رہی تو ہماری زندگی کی ساری محنت اکارت ہوجانے کا خطرہ ہے لہٰذا اس پہلو پر بھی ہمیں سختی سے عمل کرنا ہوگا۔

دور حاضر میں غیر مسلموں میں دعوت وارشاد کا کام کس طرح کیا جائے ؟اس موضوع پر دوران گفتگو انھوں نے کہا کہ غیر مسلموں سے اعلیٰ سے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے انفرادی واجتماعی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رکھا جائے اسلام کے خلاف پیش آنے والے شکوک وشبہات کو اچھے انداز میں سمجھایا جائے اور اسلامی احکام کو مؤثر طریقے سے غیروں کے سامنے پیش کیا جائے ہمارے نبی کریم ﷺ کی زندگی اور اسوہ حسنہ سے سبق لیا جائے کہ کس طرح انھوں نے اپنے جانی دشمنوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کیا حتیٰ کہ دشمنان اسلام جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہوتے گئے اسی طرح صحابہ کرام کی زندگیوں سے بھی ہم درس حاصل کریں کہ قبول اسلام کے بعد صحابہ کرام نے کن کن مصائب ومشقتوں کا سامنا کیا اور اللہ کی ذات پر مکمل بھروسہ کرکے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

آج کے مسلمانوں کے نام آپ کا کیا پیغام ہے؟اس سوال پر انھوں نے قرآن کریم کی اس آیت کا حوالہ دیا: يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ.

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو بیشک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔

انھوں نے مزید کہا کہ اس آیت کی رو سے ہمیں اپنی زندگی کا جائزہ لینا اور محاسبہ کرنا ضروری ہے کہ اسلامی خطوط پر کیا ہم واقعی صحیح معنوں میں عمل پیرا ہیں؟اور اگر ہم

اسلام پر عمل نہیں کر رہے ہیں تو یہ ہمارے لئے انتہائی بے غیرتی اور زندگی بے بندگی میں شرمندگی کا معاملہ ہوگا۔

مولوی صاحب نے ایک اہم نکتہ پر روشنی ڈالی کہ انسان کو جب کسی چیز کی طلب وتڑپ ہوتی ہے تو اس کی یافت کے لئے ہر ممکن کوشش اور مساعی جمیلہ کرتا ہے اور پھر اللہ کی مدد اور تائید غیبی بھی اس کے ساتھ ہو جاتی ہے حبشہ سے حضرت بلال، ایران سے حضرت سلمان فارسیؓ حاضر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوئے اور نبی کریم ﷺ کے مقرب اور جلیل القدر صحابہ کرام میں شمار ہوئے اور جب اسلام کی تڑپ اور طلب نہیں تھی تو ابوجہل اور ابولہب رشتہ کے اعتبار سے نبی کریم ﷺ سے قریب تھے لیکن اسلام سے محروم رہے اور اسی طرح حضرت نوحؑ کے بیٹے حضرت لوطؑ کی بیوی اور حضرت ابراہیمؑ کے والد آزر کو دیکھئے جن کے لئے اللہ کی جانب سے راہ ہدایت ہموار نہیں ہوسکتی یہ بڑی عبرت کی بات ہے، لہٰذا تمام گفتگو کا خلاصہ یہی ہے کہ اسلام کے لئے چاہت طلب اور تڑپ کی ضرورت ہے تا کہ ایمان کی اصلی حرارت اور چاشنی ہمیں نصیب ہوجائے۔ سچ ہے ۔

زباں سے کہہ بھی دیا لا اله تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

مولوی محمد یونس صاحب کی جدہ سے صنعاء (یمن) اور یمن سے ممبئی کی فلائٹ تھی، راقم سطور انھیں جدہ ائر پورٹ کے خارجی ٹرمنل پر الوداع کہہ رہا تھا اور سورہ بقرہ کی یہ آیت نگاہوں کے سامنے تھی کہ احکام الٰہی کی اطاعت وتعمیل ضروری ہے ورنہ اللہ کے غضب سے ہمیں کوئی بچا نہیں سکتا وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ

بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ط (سورہ بقرہ:۶۰) اور جم گئی ان پر ذلت اور پستی اور مستحق ہو گئے غضب الٰہی کے اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکام الٰہیہ کے اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو ناحق۔

اللہ کرے اسلام کی اصلی تڑپ اور طلب ہم میں پیدا ہو جائے قبول اسلام کے اس واقعہ سے ہمیں یہی نتیجہ اخذ کرنا چاہئے کہ ہماری یہ زندگی اللہ کی دی گئی ایک امانت ہے اور اس کے ایک ایک لمحہ کا حساب دینا ہے، کیا یہی بہتر ہوگا اگر زندگی کے یہ لمحات خالق و مالک کائنات کے پیغام کو مخلوق تک پہنچانے میں کام آ جائیں، اللہ ہم سب کو اس کی توفیق دے، اور اپنے احکام کا پابند بنائے۔ آمین

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند

مستفاد از ماہنامہ

'ارمغان' نومبر ۲۰۰ء

جناب محمد طٰہٰ (جونی) سے ایک ملاقات

مملکت سعودی عربیہ کے اندر مختلف قوموں ونسلوں سے تعلق رکھنے والے افراد میں دعوتی و دینی بیداری پیدا کرنے والے ادارے میں میری نگاہ سانولے رنگ کے ایک ایسے شخص پر پڑی جو نہایت انہماک سے کتابوں کے مطالعہ میں مشغول رہتا تھا، جو بھی کتاب ہاتھ لگ جاتی پوری توجہ سے اسے پڑھنے لگ جاتا اس کے چہرہ سے کبھی اکتاہٹ یا تھکان کا احساس نہیں ہوتا تھا، خاص طور سے قرآن کریم کی تلاوت اور اس کا مطالعہ بڑی دل چسپی سے کیا کرتا تھا، ایک دن میں اس سے قریب ہوا تو غیر عربی انداز میں رک رک کر اس نے سورہ فاتحہ مجھے پڑھ کر سنائی، اور بولا کہ کچھ چھوٹی چھوٹی سورتیں زبانی بھی یاد ہیں کیونکہ یہ نماز کے لئے ضروری ہیں جب مجھے اندازہ ہوا کہ یہ نومسلم ہے، تو میں نے ان کے اسلام قبول کرنے سے متعلق چند سوالات کئے۔ اس نے بڑی بشاشت اور اطمینان سے اس کا جواب دیا جو قارئین کے لئے پیش ہے۔

سوال: سب سے پہلے اگر آپ اپنا تعارف کرا دیں تو میں مشکور ہوں گا؟

جواب: میرا نام اس وقت طٰہٰ ہے اسلام قبول کرنے سے پہلے مجھے جونی کہا جاتا تھا۔

سوال: آپ کہاں کے باشندہ ہیں اور آپ کی عمر اس وقت کیا ہے؟

جواب: میں افریقی ملک یوگنڈہ کے جانثم شہر کا رہنے والا ہوں، اور اس وقت میری عمر تیس سال ہے۔

سوال: آپ پہلے کس مذہب کے پیرو کار تھے؟

جواب: قبول اسلام سے قبل میں کیتھولک عیسائی مذہب کا پیرو کار تھا، اور اس مذہب کا میں صرف پیرو کار ہی نہیں بلکہ داعی ومبلغ اور سرگرم رکن تھا۔ اسی لئے انھوں نے مجھے چرچ کی لائبریری کا انچارج مقرر کر دیا تھا۔

سوال: اپنے مذہب سے بے رغبتی اور اسلام کی طرف رغبت ومحبت کس طرح پیدا ہوئی؟

جواب: میرے اندر مذہب پرستی یا عیسائی دینداری دوسرے عیسائیوں سے مختلف نہیں تھی، یعنی جس طرح اس مذہب کے ماننے والوں میں اندھی تقلید ہوا کرتی ہے میرے اندر بھی سنی سنائی باتوں کا ماننا اور اس پر عمل پیرا رہنا تھا، مگر چرچ کی بیشتر باتوں سے میں مطمئن نہیں تھا، اس عدم اطمینان کے باوجود میں اسے جوں کا توں بغیر چوں چرا کے تسلیم کرتا اور مانتا تھا، کیونکہ سالوں سے چرچ نے مجھے اسی کا عادی بنایا تھا۔

سوال: تو کیا آپ نے کبھی اس کے خلاف لب کشائی کی؟

جواب: میری بے اطمینانی بڑھتی گئی اور اس کی تحریف شدہ تعلیمات میں نقائص و کوتاہیوں کا احساس میرے اندر شدید تر ہوتا گیا اور اس مذہب کی تعلیمات میں فکر انسانی نے جو کھلواڑ کئے اور تحریفات کی ہیں اس سے عدم اطمینان اور بے چینی کی کیفیت پیدا ہونے لگی جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے: 'فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِاَيْدِيْهِمْ' ان لوگوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتاب کو اللہ کی طرف سے کہتے ہیں اور اس طرح دنیا کماتے ہیں ان کے ہاتھوں کی لکھائی اور کمائی کو ہلاکت و افسوس ہے (سورہ بقرہ:۷۹) میں نے اپنے مذہب اور اس کے

ٹھیکیداروں کے طرز عمل میں کافی غور وفکر کیا اور ہر پہلو سے اس کے اندر گہرائی سے سوچا تو اندازہ ہوا کہ اس قوم کی جو مقدس ہستیاں و پادری اور دوسرے مذہبی رہنما ہیں جن کے ساتھ قریب رہنے اور ساتھ زندگی گزارنے کا موقع ملا، ان کے اور ان کی محبت واخلاص اور دیگر شعائر کے درمیان کافی فرق اور تضاد ہے۔ یہ لوگ رہبانیت کا لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں مگر عملی زندگی کا رخ اس کے مخالف سمت میں رواں دواں ہے۔

سوال: کیا آپ نے قرآن میں کچھ پایا؟

جواب: ہاں قرآن میں ایک نکتہ پایا، اس کی اہمیت کا اندازہ مجھے بعد میں ہوا، میں نے سورہ مریم کا انگریزی ترجمہ پڑھا، تو اندازہ ہوا کہ اسلام اور اس تحریف شدہ دین میں کافی فرق ہے اس دین میں حضرت عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا قرار دیا جاتا ہے جب کہ یہ ایسا بہتان ہے کہ اس سے ساتوں آسمان پھٹ جانے کا اندیشہ ہے اللہ تعالی کا اشاد ہے :ان کا کہنا ہے کہ اللہ رحمٰن نے بھی اولاد اختیار کی ہے، یقیناً تم بہت بری اور بھاری چیز لائے ہو قریب ہے کہ اس قول کی وجہ سے آسمان پھٹ جائے اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں، کہ وہ رحمٰن کی اولاد ثابت کرنے بیٹھے ہیں شان رحمٰن کے لائق نہیں کہ وہ اولاد رکھے، آسمان زمین میں جو بھی ہیں سب کے سب غلام بن کر ہی آنے والے ہیں۔ (سورہ مریم:۸۸-۹۳)

سوال: آپ نے سابقہ مذہب اور اسلام میں اس کے علاوہ اور کیا فرق پایا؟

جواب: ایک بات اور بھی میں نے اپنی قوم میں پائی ہے، جس کی اہمیت کا اندازہ مجھے اس وقت ہوا جب میں اللہ کی وحدانیت سے متعارف ہوا، میں نے اپنی قوم کو پایا کہ وہ طہارت نام کی کسی چیز کو جانتے ہی نہیں ہیں، حد تو یہ ہے کہ ہم بستری کے

بعد بھی اسے ضروری نہیں سمجھتے ہیں، میں نے دیکھا کہ مسلمانوں کے بعض مشائخ ایک دوکان پر کھڑے ہیں اور لوگ پاکی سے متعلق ان کا مذاق اڑا رہے ہیں، ان لوگوں نے شیخ صاحب سے کہا کیا اس کتے پر غسل فرض ہے اگر اسے احتلام ہو جائے؟ تو شیخ نے فوراً اسے جواب دیا یہ تمھارے ہی جیسا ہے جو پاکی حاصل نہیں کرتا۔

سوال: اس کے علاوہ بھی آپ نے کوئی بات دیکھی؟

جواب: اور بھی اسی طرح کی بہت سی باتیں ہیں جو میں نے اپنی قوم کے اندر پائیں، انھوں نے اپنی تعلیمات کو بگاڑ دیا، اس میں تحریف ورد وبدل کیا اپنے پیروکاروں کو دین کے نام پر دھوکہ دیتے رہے ان کا قیمتی سرمایہ مال ومتاع حاصل کرتے رہے، وہ لوگوں سے مغفرت اور گناہوں کو دھودینے کا وعدہ کرتے رہے، ان کا کہنا ہے کہ بنی اسرائیل کے لوگ جو جی میں آئے کریں کیونکہ لوگوں کے نجات دلانے کے لئے خدا نے اپنے بیٹے کو ذبح کرادیا ہے ان باتوں کا میں اپنی نگاہوں سے مشاہدہ کرتا رہا روحانی فادر ہم جیسے عوام کو نصیحت کرتے رہے کہ مسلمانوں کے ساتھ مت رہو، کیونکہ وہ ہمارے دشمن ہیں۔

سوال: پھر آپ نے اپنی زندگی کا رخ تبدیل کرنے کا فیصلہ کس طرح کیا؟

جواب: ہمارا ایک دوست تھا جس کا نام طٰہ تھا، میرا تعارف اس سے چار سال قبل ہوا، وہ اسلام کا بڑا متبع اور اسلامی دعوت سے والہانہ تعلق رکھتا تھا اس نے مجھے قرآن کریم کے ترجمہ کا ایک نسخہ تحفہ دیا اور قرآن کا مطالعہ خاص طور پر سورہ مریم پڑھنے کی تاکید کی اور متعدد مرتبہ مجھے اپنے گھر بھی لے گیا، مجھے ایک ویڈیو کیسٹ دی جس میں حرم مکہ کی نماز کا منظر تھا میں نے اس میں دیکھا کہ نماز میں سارے

مسلمان برابر ہیں ایک دوسرے کے بازو میں کھڑے ہوتے ہیں ان کے درمیان نہ کوئی خط امتیاز ہوتا ہے نہ فوقیت اور برتری کی جھلک یہ بات چرچ کے اندر روا رکھے جانے والے گروہی امتیاز، نسلی تفریق اور بدترین اونچ نیچ کے بالکل برعکس تھی، پھر تو میرے اندر جستجو بڑھ گئی اور میں طٰہ سے قریب ہوتا چلا گیا۔

سوال: پھر آپ نے اسلام کا اظہار کس طرح کیا؟

جواب: طٰہ سے قریب ہونے کے بعد مجھے نزدیک سے اسلام کو پڑھنے اور سمجھنے کا موقع ملا، اور میں نے ان کے سامنے اسلام میں اپنی دلچسپی کا اظہار کیا تو وہ مجھے جوانوں کی تنظیم ''القمر دعوت اسلامی'' نامی ادارہ لے گئے، اور اسلام قبول کرنے میں میری دستگیری کی

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کی زندگی میں کیا نشیب وفراز آئے؟

جواب: اسلام کو گلے لگانے کے بعد میں عقیدہ توحید کے سایہ میں پرسکون زندگی گزارنے کی راہ پر چل پڑا، اب میرے کاندھے سے عقیدہ تثلیث کا بارگراں اتر چکا تھا اور میں ایک دوسرا انسان بن چکا تھا ایسا انسان جو اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین برحق ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ورسول ہونے اور تمام انبیاء ورسولوں کا ایک پیغام کا حامل ہونے پر ایمان رکھتا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: مِلَّةَ اَبِيۡكُمۡ اِبۡرٰهِيۡمَ هُوَ سَمّٰٮكُمُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ مِنۡ قَبۡلُ وَفِىۡ هٰذَا (سورہ حج: ۷۸) اپنے باپ ابراہیم کے دین کو قائم رکھو، اسی اللہ نے تمھارا نام مسلمان رکھا ہے۔

اس قرآن سے پہلے اس قرآن میں بھی اس کے بعد میری ایک نئی زندگی شروع ہوتی ہے میری راہ پہلے سے مختلف ہوتی ہے اور یہ راہ انذار وتبشیر اور دانائی کے ساتھ اللہ کی طرف بلانے اور اسلام کی دعوت وتبلیغ کی راہ تھی۔

سوال : آپ نے اپنی دعوت اور محنت کا آغاز کہاں سے کیا؟

جواب : میں نے اپنی دعوت اور محنت کا آغاز اپنے والدین سے کیا میں ان کے پاس گیا کہ انھیں اپنے اسلام قبول کرنے اور نئے نام کی اطلاع دوں اور اسلامی عقائد سے روشناس کراؤں اور اسلام کی باتیں انھیں بتاؤں اور سمجھاؤں۔

سوال : تو والدین کا ردعمل کیا تھا؟

جواب : میرے والد صاحب نے حیرانی و استعجاب کے عالم میں مجھ سے دریافت کیا آخر کیوں؟ کس وجہ سے تم نے اپنے آباء واجداد اور بزرگوں کے دین کو چھوڑا ؟ تم آج سے میری اولاد نہیں ،تم آج کے بعد سے میرے پاس مت رہو،البتہ میں نے والدہ کو ہوش منداور معقولیت پسند پایا انھوں نے کہا کہ جون میرا بیٹا عقل مند ہے اگر وہ اسلام قبول کرنا چاہتا ہے تو اسے اپنے ارادہ کا اختیار ہے،اس جواب کو سن کر والد صاحب نے ہم دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر تم اس کے ساتھ رہنا چاہتی ہوتو چلی جاؤ، میں تجھے دیکھنا نہیں چاہتا ہوں۔ پھر میں اپنی شریک حیات کے پاس گیا، میرے اس سے دو بچے تھے میں نے اس سے کہا میرے پاس بہت ہی عمدہ خبر ہے اس نے سوالیہ نگاہ ڈالتے ہوئے کہا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا میرا نام اب طٰہٰ ہے اور میں مسلمان ہو چکا ہوں، اس نے کہا میں تیرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی، میں نے ثابت قدمی سے جواب دیا اگر تم گھر میں مسلمان کو دیکھنا نہیں چاہتی تو جا سکتی ہو، وہ میرے پاس سے نکل گئی اور اپنے میکے والوں سے جاملی، میرے ساتھ اس طرح کے متعدد حالات آتے رہے اور آزمائش روز افزوں بڑھتی گئی، والد نے ترک تعلق کرلیا بیوی نے ساتھ چھوڑ دیا البتہ ماں غیر جانبدار رہی ۔

Page 444

سوال : چرچ والوں کا سلوک کیسا رہا؟

جواب : جہاں تک چرچ کے ذمہ داروں کی بات ہے تو انھوں نے پہلے پانچ لوگوں کو مجھے چرچ لے کر آنے کے لئے بھیجا اور یہیں سے میری مصیبتوں کا دور شروع ہوتا ہے انھوں نے مجھے لالچ بھی دیا اور سبز باغ بھی دکھایا اور بہت سی مراعات کی پیش کش بھی کی ، انھوں نے مجھ سے کہا، جون کیا تم پاگل ہو گئے ہو تمہیں پاگل خانے لے کر جاؤں؟ تو تم نے اسلام کیوں قبول کیا؟ ہم لوگ دولت منداور وہ لوگ غریب ہیں تمھیں کیا چاہئے؟ گھر ، بنگلہ، گاڑی یا کچھ اور؟ پھر انھوں نے کہا جون وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نہایت باطل اور اہانت آمیز عقیدہ رکھتے ہیں پھر اس ذمہ دار نے قرآن کا ایک نسخہ نکالا اور سورہ مریم کھول کر کہنے لگا دیکھو، یہ لوگ عیسیٰ کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ انسان اور پیغمبر تھے اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ خدا تھے تمھارا کیا خیال ہے ان ساری باتوں کے باوجود کیا تم اسلام پر باقی رہنا چاہتے ہو؟ جب میں نے اثبات میں جواب دیا تو ہمیں دھمکی دینی شروع کی انھوں نے یہ بھی کہا کہ اس صورت حال میں ہم کسی قیمت پر اس شہر میں تمھاری موجودگی برداشت نہیں کر سکتے ، میں نے جواب میں صرف اتنا کہا آپ مجھے قتل کر دیں مجھے پرواہ نہیں میں مسلمان ہوں اور مسلمان رہوگا مجھے کسی چیز کی کوئی پرواہ نہیں اس مرحلہ سے گزرنے کے بعد میں نے اپنے گھر کے ایک حصہ کو مسجد بنا لیا ، اور لوگوں میں اس دین حق کی دعوت عام کرنے میں لگ گیا اور سب سے پہلے میری دعوت کو قبول کرنے والی میری سابقہ شریک حیات تھی، جو ایک غیر مسلم سے شادی کر لینے کے بعد میرے پاس لوٹ کر آئی، اور بولی کہ میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں ،خواہ تم مجھے اپنے پاس رکھو یا نہ رکھو میں نے اسے بوسہ دیا اور اسے گلے سے لگالیا، اور نئ

بیوی کے ساتھ اسے بھی اپنی زوجیت میں باقی رکھا، اب میرے پاس دو بیویاں تھیں اور میں دعوت کے کام کے لئے زیادہ فارغ ہو گیا تھا۔

سوال: آپ کی دعوت کا کیا نتیجہ سامنے آیا؟

جواب: الحمدللہ اب تک اس شہر کے تیس نوجوان میری دعوت قبول کر کے حلقہ بگوش اسلام ہو کر ہدایت پا چکے ہیں۔

سوال: چرچ والوں کا رویہ بعد میں کیسا رہا؟

جواب: نوجوانوں کو اس طرح اسلام میں داخل ہوتے دیکھ کر اور میری سرگرمیوں سے خار کھاتے ہوئے چرچ کے اس ذمہ دار نے میرا گھر منہدم کر دیا، حالانکہ میں نے اسے مسجد بنا دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور تمام اسلام قبول کرنے والوں کو ثابت قدم رکھے اور تمام آلام و مصائب پر صبر کرنے کی توفیق دے اور ہمیں دین کا مخلص داعی بنائے۔ آمین

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، جنوری ۲۰۰۷ء

محترمہ کملا ثریا (کملا داس) سے ایک انٹرویو

فریدہ رحمت اللہ: ثریا صاحبہ! آپ ہندو مذہب میں پیدا ہوئیں، پلی بڑھیں عمر کے اس دہانے پر وہ کونسی بات تھی، جس سے متاثر ہو کر آپ نے اسلام قبول کیا۔

ڈاکٹر کملا ثریا: فریدہ! میں ہندو مذہب کے کسی بھی رسم و رواج سے کبھی بھی نہ ہی متاثر ہوئی اور نہ ہی پابند رہی۔ تیس سال سے زیادہ مجھے اسلام کو سیکھنے دیکھنے اور پڑھنے کا موقع حاصل ہوا، مجھے ہمیشہ اسلام سے بے حد دلچسپی رہی۔ اسلامی تہذیب نے مجھے بے حد متاثر کیا۔

سوال: آپ نے کہا، متاثر کیا، کس طرح سے؟

جواب: آج سے تیس سال قبل دو لڑکے میری زندگی میں آئے۔ دونوں مسلمان تھے۔ میں نے ان دونوں لڑکوں کو اپنے ساتھ رکھا۔ بلکہ وہ بھی میرے بیٹے جیسے ہیں۔ میں نے انہیں تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا۔ دونوں کچھ نابینا بھی تھے۔ ان کا چال چلن، برتاؤ، طور طریقہ سے میں بے حد متاثر ہوئی۔ یہ دونوں لڑکے جنہیں میں بیٹے مانتی ہوں میری زندگی کی کایا پلٹنے میں ذمہ دار ہیں۔ یقیناً میں اسلام کی تعلیمات سے بے حد متاثر ضرور ہوں۔

سوال: آپ نے آپ کے لے پالک بیٹوں کا ذکر کیا۔ ان کی تعلیمی قابلیت کیا ہے؟ آج کل وہ کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟

جواب: ایک بیٹے کا نام عنایت ہے۔ یہ پڑھ لکھ کر بیرسٹر بن گیا۔ اب کلکتہ میں ہے۔ دوسرا لڑکا ارشاد ہے۔ پروفیسر آف انگلش ہے۔ گورنمنٹ کالج دارجلنگ میں

سروس کرتے ہیں۔

سوال : ہندو مذہب میں عورت کو (Symbol of godess) کہا گیا ہے، مخالفِ اسلام کہتے ہیں ہندو مذہب میں عورت کی بے حد قدر رہوتی ہے۔ایسے مقام کو چھوڑنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

جواب : مجھے خدا نہیں بننا تھا، مجھے صرف ایک اچھی انسان بننا تھا، میں نہیں چاہتی میں بت بنوں اور میری پوجا ہو۔ مجھے صرف ایک اللہ کی بندی بن کر زندگی گزارنا ہے۔

سوال : غلط پروپیگنڈہ ہے کہ اسلام میں عورت کا کوئی مقام نہیں ،عورت آزاد نہیں، یہ مرد کا جہاں ہے۔آپ ان غلط خیالات کو کیا کہنا چاہیں گی؟

جواب : پتہ نہیں ! لیکن اسلام میں رہ کر میں آزاد ہوں، میں اپنی مرضی کی مالک ہوں ۔ اگر آپ تیراکی کے لباس میں (Swim Suit) میں پبلک مقامات پر نہانا گھومنا، پھرنا اور بیوٹی کانٹسٹ کے نام پر عورت کو برہنہ کرنا ،اس کے جسم کی نمائش کرنا،عورت کے بدن کی ناپ تول اور جانچنا، اگر یہ آزادی ہے تو میں ایسی آزادی پر لعنت بھیجتی ہوں۔ اسلام میں عورت کا مقام بہت بلند اور محفوظ ہے۔

سوال : آپ ہمیشہ پردہ میں رہتی ہیں آپ کو اس میں کیا خوبی نظر آئی؟

جواب : میں پردہ کو عورت کے لئے تحفظ مانتی ہوں۔ برقع میں عورت کے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہیں کی جاتی ۔ میں تیس سال قبل ہی برقع استعمال کرتی تھی ۔ جو عورت حجاب میں رہتی ہے اسے سماج معاشرہ عزت اور قدر کی نظر سے دیکھتا ہے لیکن برقع کا غلط استعمال نہیں ہونا چاہئے۔

سوال : کیا پردہ عورت کا مقام اونچا کرتا ہے؟

جواب : یقیناً۔ میں جب بھی سفر کرتی ہوں مکمل طور سے پردہ کرتی ہوں خود کو پردے میں مکمل محفوظ سمجھتی ہوں۔ پردہ سے عورت کا وقار اور عظمت بڑھ جاتی ہے۔

سوال : (Polygamy) خاندانوں اور سماج کے لیے رحمت ہے یا زحمت ،اکثر اس کے غلط تصویر پیش کی جاتی ہے۔ان باتوں میں میڈیا پیش پیش رہتا ہے ۔اکثر اس کا غلط فائدہ بھی اٹھایا گیا ہے۔آپ کیا کہیں گی۔

جواب : شریعت میں ہے اجازت ہے تو بالکل صحیح ہے۔ کس کی مجال شریعت کی مخالفت کرے میں کہوں گی ایک مرد اگر ایک سے زائد عورت کی دیکھ بھال کر سکتا ہے ،اس کی حفاظت کر سکتا ہے ،اس عورت کے ساتھ انصاف کر سکتا ہے ،اسے معاشرہ میں عزت کا مقام دلا سکتا ہے تو اس میں برائی کیا ہے شادی کا مطلب صرف ایک دوسرے کو حاصل کرنا نہیں ۔کسی بے سہارا کو اگر سہارا مل رہا ہے تو میں اسے برا یا غلط نہیں مانتی ۔کوئی وجہ نہیں Polygamy کو Condimn کیا جائے ۔ دوسرے مذاہب میں بیوہ عورت کو منحوس سمجھا جاتا ہے اسے غیر ضروری چیز سمجھ کر دھتکار دیا جاتا ہے ۔اگر بیوہ عورت کے ساتھ نکاح کر کے اسے اچھی زندگی دی جاتی ہے تو Condimn کرنے والی کوئی وجہ نہیں۔

سوال : پڑوسی ملک کے بارے میں کچھ؟

جواب : ہمارے وزیر اعظم بہت ہی اچھے انسان ہیں۔ کچھ باہر کے لوگ اور میڈیا بھی اکثر غلط پروپگنڈہ کر کے دونوں ممالک کے درمیان غلط فہمی پیدا کرتے ہیں ۔کوئی کہتا ہے پاکستانی ہمارے دشمن ہیں کسی نہ کسی طریقے سے لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف جذباتی بنا دیتے ہیں۔ یہ غلط بات ہے دونوں طرف سے امن کی پیار و محبت کی تعمیری بات ہونی چاہیے تاکہ دونوں ملک میں امن ہو دوستی